

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جنگیں

المعروفہ

فتوح النبویہ

عروج اسلام کی داستان

مؤرخ اسلام علامہ واقفی کی زبانی

مترجمہ

مولانا حکیم شبیر احمد انصاری



صحابہ کرامؓ کے جنگی معرکے

المعروف بہ

فتوح النبیین

عروج اسلام کی داستان

مؤرخ اسلام علامہ و اقلیٰ کی زبانی

مترجمہ

مولانا حکیم شبیر احمد انصاری

المیزان ناشران و تاجران کتب
الکرییمہ مارکیٹ اردو بازار لاہور پاکستان



عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ

باہتمام: محمد ادریس اعوان

جملہ حقوق محفوظ ہیں

سلسلہ مطبوعات - ۲۰۰

سن اشاعت ۲۰۰۴ء

محمد شعیب عادل نے

حاجی حنیف پرنٹرز سے چھپوا کر

المیزان اردو بازار لاہور سے شائع کی۔

فہرست مضامین

- پیش لفظ از مترجم 9
- حضرت خالدؓ کا دمشق کا محاصرہ کرنا 65
- حضرت ابو بکر صدیقؓ کا مکتوب 14
- ہرقل کا دروان کو دمشق کی طرف بھیجنا 66
- لشکر اسلامی کی روانگی 16
- دروان کا بیت لہیا میں پہنچنا 68
- حضرت ربیعہ بن عامرؓ سے ایک پادری کا مناظرہ 21
- حضرت ضرارؓ کا دروان کے مقابلہ کو جانا 69
- حضرت ابو بکر صدیقؓ کا اہل مکہ معظمہ کے نام مکتوب 23
- حضرت ضرارؓ کی گرفتاری 71
- حضرت ابو بکر صدیقؓ کا حضرت ابوعاصؓ کو افسر مقرر کرنا 27
- حضرت رافع رضی اللہ عنہ کا حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو چھڑانے کے لئے روانگی 76
- حضرت ابو بکر صدیقؓ کا خواب 31
- حضرت ضرارؓ کی رہائی 76
- حضرت عمرو بن عامر رضی اللہ عنہ کا لشکر اسلام سے خطاب اور مشاورت 33
- شاہ ہرقل کا دروان کے نام مکتوب 78
- حضرت خالدؓ بن ولید کا حضرت عمرو بن عاصؓ کو خط 78
- حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا جواب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے نام 39
- لشکر اسلام کی اجنادین کی طرف روانگی 79
- بولس اور اہل دمشق کا مسلمانوں کا تعاقب کرنا 81
- چند خواتین اسلام کی گرفتاری اور رہائی 81
- خواتین اسلام کی بہادری 84
- اسلامی لشکروں کی اجنادین کی طرف روانگی 87
- جنگ اجنادین 89
- جنگ اجنادین میں حضرت ضرارؓ کی بہادری 91
- جنگ ضرار و اصفہان 93
- مسلمانوں کے سردار کو دھوکہ سے قتل کرنے کی سازش 97
- داؤد نصرائی اور حضرت خالدؓ کی گفتگو 98
- دھوکہ باز نصرانیوں کا انجام 101
- دروان اور حضرت خالدؓ کی گفتگو 102
- قتل دروان از دست حضرت ضرارؓ 104
- فتح اجنادین 105
- حضرت ابو بکر صدیقؓ کا مکتوب 53
- حضرت خالدؓ بن ولید کا حضرت ابو بکر صدیقؓ کے نام مکتوب 54
- گلوں اور عزرائیلؑ کی لڑائی کے متعلق مختصر 57
- خروج کلوس مع جرجیس 58
- جرجیس اور حضرت خالدؓ کی باہم گفتگو 59
- مقابلہ حضرت خالدؓ مع عزرائیل 63
- عزرائیلؑ کی گرفتاری اور حضرت ابو عبیدہؓ کی آمد 63

- حضرت خالد بن ولید کا ہر بیس اور اس کے ساتھیوں سے مقابلہ _____ 106
 حضرت ابو بکر صدیقؓ کا حضرت خالدؓ کے نام خط _____ 108
 حضرت خالد بن ولید کا دمشق پر اپنے لشکر کو ترہیب دینا _____ 110
 اہل دمشق کا تو کولڑائی کے لئے آمادہ کرنا _____ 112
 دمشق میں تو کولڑائی اور حضرت ابان بن سعید کی شہادت _____ 115
 تو کما حضرت ام ہان کے تیرے دشمن ہو کر گرنا _____ 117
 تو کما شہنوں کرنے کی نیت سے اپنے لشکر کو ترہیب دینا _____ 120
 رومیوں کے مقابلے میں امیران اسلام کی بہادری _____ 123
 تو کما ہر قل بادشاہ کو خط لکھنا _____ 124
 حضرت ابوعبیدہؓ کا دمشق میں بغیر اطلاع _____
 حضرت خالدؓ کے معاہدہ کے ذریعہ سے داخل ہونا _____ 126
 حضرت ابوعبیدہؓ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا _____
 اور فتح دمشق کی بشارت دینا _____ 127
 حضرت خالد بن ولید کا بزدل شمشیر شہر میں داخل ہونا اور آپ _____
 کی اور حضرت ابوعبیدہؓ کی شکر رنجی _____ 128
 تو کما کی طرف سے شہر بدری کی درخواست _____ 130
 حضرت خالد بن ولید کا رومی لشکر کا تعاقب کرنا _____ 134
 حضرت خالد بن ولید کا متفکر ہونا _____ 135
 حضرت خالد بن ولید کا خواب بیان کرنا _____ 136
 بارش کا ہونا اور مسلمانوں کا تو کما وغیرہ کی آواز سننا _____ 138
 حضرت خالد بن ولید کا مرج الدبیاج میں اپنے لشکر کو ترہیب _____
 دینا اور تو کما پر حملہ کرنا _____ 139
 تو کما کا قتل _____ 140
 یونسؑ کا اپنی عورت کے ساتھ لڑنا _____ 140
 حضرت عبیدہ الطائیؓ کا ہر قل کی بیٹی کو گرفتار کرنا _____ 141
 مرج الدبیاج کی وجہ تسبیہ _____ 142
 حضرت خالد بن ولید کا ہر بیس اور اس کے ساتھیوں سے مقابلہ _____ 144
 ہر بیس کا قتل _____ 144
 ہر قل کا اپنی بیٹی کو طلب کرنا اور حضرت خالد بن ولید کا اس کو _____
 بطور ہدیہ کے چھوڑ دینا _____ 147
 یونسؑ راہ ہر کی شہادت _____ 148
 حضرت خالد بن ولید کا مکتوب حضرت ابو بکرؓ کے نام _____ 148
 حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ _____
 کو فتح دمشق کی خبر دینا _____ 149
 خلافت فاروقؓ کی مجمل سی کیفیت _____ 149
 خلافت فاروقؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ _____ 150
 ہر قل کا اپنے روماء کے سامنے تقرر کرنا _____ 151
 ہر قل کا ایک نصرانی کو حضرت عمرؓ کے شہید کرنے کو روانہ کرنا _____ 151
 حضرت خالد بن ولید مخزومی کی معزولی _____ 153
 حضرت ابوعبیدہؓ کے نام حضرت عمر فاروقؓ کا فرمان _____ 154
 حضرت خالدؓ کا معزولی کے باوجود جہاد میں بھرپور حصہ لینا _____ 156
 ذکر قلعہ ابوالقدس _____ 158
 حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا قلعہ ابوالقدس _____
 کی طرف روانہ ہونا _____ 159
 حضرت جعفرؓ طیار کا خواب میں اپنے والد کو دیکھنا _____ 164
 حضرت خالد بن ولید اور حضرت عبداللہ بن جعفر طیار _____
 کی ملاقات _____ 167
 مال قیمت کے متعلق حضرت عمر فاروقؓ کا فرمان _____ 170
 حضرت ابوعبیدہؓ کے نام حضرت عمر فاروقؓ کا مکتوب _____ 171
 حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا دمشق سے بلبلک کی _____
 طرف روانہ ہونا _____ 172

- 173 عوام اور معمرات میں تاخت و تاراج _____
- 175 بلاد عوام کے قیدیوں سے اسلام کا حسن سلوک _____
- 175 فتح قسریں _____
- 179 مسلمانوں کا ہرقل کی تصویر کی آنکھ پھوڑ ڈالنا _____
- 181 حضرت عمر فاروقؓ کا حضرت ابوعبیدہؓ کے نام مکتوب _____
- حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح کا رشتن اور حمات والوں کے ساتھ
- مصالحات کرنا اور آپ کا شیراز میں قیام کرنا _____ 181
- حضرت خالد بن ولیدؓ کا دس سواروں کو لے کر خفیہ طور سے جبلہ
- کے لشکر کی طرف جانا _____ 185
- والی قسریں کی گرفتاری _____ 186
- حضرت خالد بن ولید اور جبلہ بن انہم کی باہم گفتگو کرنا _____ 188
- حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ
- کی رومیوں سے جنگ کرنا _____ 189
- حضرت خالد بن ولیدؓ کا میدان جنگ میں جانا _____ 192
- حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح کا خواب _____ 193
- جنگ بعلبک _____ 196
- باشندگان بعلبک کے نام حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح کا خط _____ 199
- بعلبک کے میدان میں مسلمانوں کی بہادری _____ 204
- حضرت سعید بن زید کا اچھی کو بوجہ کرنے سے منع کرنا _____ 211
- ہرمیس کا حضرت سعید بن زید کی خدمت میں آنا _____ 212
- ہرمیس کا حجر ابوعبیدہؓ کی خدمت میں جانے کا اظہار _____ 213
- اہل بعلبک کو ہرمیس کا صلح نامہ سے آگاہ کرنا _____ 218
- فتح بعلبک _____ 218
- والی البحر اور والی جوسہ کی طرف سے صلح کی درخواست _____ 219
- کارزار حمص _____ 222
- اہل حمص کے نام مکتوب _____ 222
- اہل حمص کے ساتھ مسلمانوں کی جنگ _____ 224
- حضرت ابوعبیدہؓ کا مکتوب _____ 227
- فتح رستن _____ 229
- لشکر اسلام کی حماۃ کی طرف روانگی _____ 231
- حضرت ابوعبیدہؓ کا مکتوب اہل شیرز کے نام _____ 231
- فتح شیرز _____ 232
- حمص میں مسلمانوں کی شکست _____ 237
- حضرت خالد بن ولید اور رومی سردار کی جنگ _____ 237
- عکرمہ بن ابوجہل کی شہادت _____ 239
- مسلمانوں کی جنگی ترتیب _____ 240
- فتح حمص _____ 242
- واقعہ یرموک _____ 243
- رومی بادشاہ کی اپنی قوم سے مایوسی _____ 245
- حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح کو رومیوں کے لشکر کی اطلاع _____ 247
- حضرت خالد بن ولید کی رائے _____ 250
- حضرت ابوعبیدہؓ کا فوج کو کوچ کرنے کا حکم دینا _____ 250
- مسلمانوں کا یرموک میں اقامت کرنا _____ 251
- جریر اور حضرت ابوعبیدہؓ کی گفتگو _____ 253
- جبلہ بن انہم اور حضرت عبادہ بن صامت کی گفتگو _____ 255
- حضرت جابر بن عبداللہ اور جبلہ بن انہم کی گفتگو _____ 257
- حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح کا صحابہ کرام سے مشورہ کرنا _____ 259
- حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنگ کے لیے اپنے
- ساتھیوں کا انتخاب کرنا _____ 261
- حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ آدمیوں کے
- ساتھ ساتھ ہزار فوج کا مقابلہ _____ 266
- حضرت ابوعبیدہؓ کا حضرت عمر فاروقؓ کے نام مکتوب _____ 270

- حضرت عمر فاروقؓ کا حضرت ابوعبیدہؓ کے نام خط _____ 272
 273 حضرت علیؓ کی حضرت عمرؓ کے بارے میں رائے _____
 275 حضرت عبداللہ بن قرق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یرموک _____
 278 کی طرف واپسی _____
 281 جابر بن قوال الریتی کی زیر قیادت چھ ہزار سواروں کی جہاد کے _____
 283 لئے حضرت عمر فاروقؓ سے اجازت طلب کرنا _____
 285 حضرت سعیدؓ کا خواب _____
 288 مسلمانوں سے لڑائی اور والی عثمان کی شکست _____
 291 حضرت خالد بن ولیدؓ کا اپنے پانچ ساتھیوں کی رہائی کے لئے _____
 293 باہان کے پاس روانہ ہونا _____
 295 حضرت خالد بن ولیدؓ کا یرموک کے میدان میں بطور اچھی کے _____
 298 باہان کے پاس جانا _____
 299 باہان کا اسلام لانے سے انکار کر دینا _____
 302 مؤلف کتاب ہذا کا فتوحات کے بارے میں مستند ثبوت _____
 305 حضرت خالد بن ولیدؓ کی اپنے ساتھیوں کو رہائی دلانا اور اسلامی _____
 308 لشکر میں واپس آنا _____
 311 یرموک میں مسلمانوں کا صف بستہ ہونا اور حضرت ابوعبیدہؓ کا _____
 314 حضرت خالد بن ولیدؓ کو سالار لشکر مقرر کرنا _____
 317 رومیوں کے سردار مطالہ کے مقابلہ میں روماس _____
 320 والی بصرہ کا جانا _____
 323 حضرت روماس کی ایک رومی کے ساتھ جنگ اور آپ کا _____
 326 شکست کھانا _____
 329 حضرت عبدالرحمنؓ کا جنگ یرموک میں رومیوں کو قتل کرنا _____
 332 سردار باہان کو خواب کی وجہ سے پریشانی _____
 335 ہرقل کے نام باہان ملعون کا خط _____
 338 باہان کا لشکر اسلامی کی طرف جاسوس روانہ کرنا _____
- 272 یرموک کے میدان میں مسلمانوں پر باہان کا اچانک حملہ کر دینا _____
 273 اور مسلمانوں کی ترتیب _____
 275 خواتین اسلام کا مسلمانوں کو لڑائی پر آمادہ کرنا _____
 278 یرموک میں خواتین اسلام کی بہادری _____
 281 در بھان کا قتل _____
 283 جریر اور قناطر کا بھگڑنا _____
 285 قتادہ بن العسیم کی یرموک میں بہادری _____
 288 حضرت عبدالرحمن بن معاذ بن جبل کی جنگ _____
 291 حضرت عامر بن طفیل کی بہادری اور شہادت _____
 293 حضرت جندبؓ بن عامر کی بہادری اور شہادت _____
 295 جنگ یرموک میں مسلمانوں کا شعاع _____
 298 مسلمانوں کا لڑائی کے لیے تیار ہونا _____
 299 حضرت ذوالکلاعؓ حیرہ کی ایک گہرہ کے ساتھ جنگ _____
 302 حضرت شریح بن حسنہ رضی اللہ عنہ کی لڑائی اور _____
 305 حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی نصرت _____
 308 یوم اتھویر اور اس کی وجہ تسمیہ _____
 311 یرموک میں خواتین اسلام کی جنگ _____
 314 حضرت خولہ بنت ازور کا یرموک میں دشمنی ہونا _____
 317 غم بن مفرح کا یرموک میں خطاب _____
 320 یرموک میں رومیوں کی بزمیت _____
 323 اہل حمص کے رئیس ابوالجعد کا مسلمانوں سے عہد لینا _____
 326 رومیوں کا ناقصہ ندی میں ڈوبنا _____
 329 باہان کا قوریہ سے مشورہ کر کے مسلمانوں سے صلح کے لئے _____
 332 درخواست کرنا _____
 335 حضرت مالک نخعی اور حضرت ضرار بن ازورؓ کی یرموک میں _____
 338 بہادری _____

- 391 یوقنا کا لشکر جمع کرنا
392 لشکر اسلامیہ اور یوقنا کی افواج کی لڑائی
اہل حلب کا قہر سیرین میں حضرت ابوعبیدہ کے پاس آنا اور گفتگو معاہدت کرنا
394 حضرت ابوعبیدہ کا حلب والوں سے شرائط صلح طے کرنا
396 اہل حلب کی معاہدہ کرنے کے بعد واپسی
398 حضرت ابوعبیدہ کا حلب کی طرف کوچ کرنا
399 حضرت ابوعبیدہ کا حلب میں پہنچ کر اہل شہر کی یوقنا سے جان بچانا
401 حلب کا محاصرہ
404 یوقنا کے وزیر کا حلب میں مسلمانوں پر شہنشاہ مارنا
405 یوقنا کی مکر کرنے کی کوشش کرنا
406 رومی سردار اور مسلمانوں کے مابین لڑائی
407 حضرت خالد بن ولید کا یوقنا کے سردار کا تعاقب کرنا
408 حضرت ابوعبیدہ کا قلعہ کے محاصرہ کو ختم کرنا
410 حلب سے حضرت ابوعبیدہ کا حضرت عمرؓ کے خط کا جواب
412 داس کا حال
417 داس کے مقابلہ سے قوم مہرہ کا بھاگنا
420 داس کا قلعہ فتح کرنے کے لئے ترکیب سوچنا
422 حضرت داس کا بھیس بدل کر قلعہ کی طرف جانا
427 حضرت داس ابو اہول کا حلب کے قلعہ کو فتح کرنا
429 حضرت خالد بن ولید کا داس کی مدد کو پہنچنا
430 یوقنا والی حلب کا اسلام لانا
431 یوقنا کا اپنا خواب بیان کرنا
432 ذکر فتح اعزاز
437 یوقنا کا فتح اعزاز کے لئے جانا اور ان کی گرفتاری
348 بابان ارثی کا میدان جنگ میں آنا
349 بابان اور حضرت مالک نخعی کی یرموک میں جنگ
350 بابان کا قتل
حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بارگاہ خلافت میں یرموک کی فتح کی اطلاع دینا
351 واقعات فتح بیت المقدس
355 بیت المقدس پر افواج اسلامیہ کی فوج کشی اور اس کا محاصرہ
356 اہل بیت المقدس کے تیر اندازوں کا حملہ
359 بیت المقدس میں یمن کے تیر اندازوں کی بہادری
361 پوپ کا حضرت ابوعبیدہؓ سے گفتگو کرنا
362 حضرت ابوعبیدہؓ کا مکتوب خلیفہ المسلمین کے نام
365 خلیفہ المسلمین عمرؓ کا بیت المقدس کی طرف روانہ ہونا
367 حضرت عمر فاروقؓ کی جابیہ میں تشریف آوری اور حضرت ابوعبیدہؓ سے ملاقات
371 خلیفہ المسلمین کا لشکر اسلامیہ سے خطاب
371 حضرت عمرؓ کا لباس جو آپ بیت المقدس پہن کر گئے
374 خلیفہ المسلمین کا ریشمی کپڑوں کو جلانے کا حکم دینا
375 حضرت کعبؓ ابن جابر کا وصیت نامہ پڑھنا
380 بیت المقدس کی فتح کے بعد حضرت امیر المؤمنین کی مدینہ طیبہ واپسی
384 حضرت عمرؓ کی مدینہ تشریف آوری
386 حضرت یزید بن ابوسفیان کا دربار خلافت میں عرضداشت بھیجنا
387 جنگ حلب
389 یوقنا اور یوسنا کا باہم مشورہ کرنا
390

- 439 _____ نصرانی عرب کا اسلام قبول کرنا
- 444 _____ حضرت مالک بن اشتر نجفی سے ایک راہب کا سوالات کرنا
- 446 _____ حضرت یوقنا کا اٹلا کیہ میں جانا
- 448 _____ بادشاہ کا یوقنا پر مکمل بھروسہ کر لینا
- 451 _____ خلیفہ المسلمین کے نام حضرت ابوعبیدہ کا مکتوب
- _____ حضرت ضراذین ازور کی ماتحتی میں دو سو سواروں کا بطور ہراول
- 451 _____ دست کے اٹلا کیہ کو روانہ ہونا
- 453 _____ حضرت ضراذی کی گرفتاری
- _____ بادشاہ ہرقل کی حضرت قیس بن عامر انصاری سے اسلام کے
- 456 _____ متعلق چند سوالات دریافت کرنا
- 459 _____ پوپ کا حضرت ضراذی زبان کاٹ دینے کا حکم دینا
- 462 _____ ہرقل کا دو مسلمان قیدیوں کو قتل کرنے کا حکم دینا
- 464 _____ حضرت رفاعہ کا ذکر
- 465 _____ حضرت رفاعہ سے پادری کا مشکل سوال کرنا
- 466 _____ حضرت رفاعہ بن زبیر کے ایک بیٹے کا ذکر
- 470 _____ مسلمانوں کا اٹلا کیہ پر خروج کرنا
- 471 _____ ہرقل کا رومیوں سے خطاب
- 472 _____ ایک رومی کا خلیفہ المسلمین کو شہید کرنے کے لئے جانا
- 474 _____ جنگ اٹلا کیہ
- 476 _____ رومۃ الکبریٰ کے عجائبات
- 479 _____ والی رومۃ الکبریٰ کا ہرقل کی مدد کو اٹلا کیہ پہنچنا
- 482 _____ والی رومۃ الکبریٰ کا حضرت یوقنا کے ساتھ گفتگو کرنا
- 484 _____ رسول اللہ کی طرف سے فتح اٹلا کیہ کی بشارت
- _____ فتح اٹلا کیہ کے بعد حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا
- 490 _____ دربار خلافت میں مکتوب
- 492 _____ حضرت عمرؓ کا مکتوب حضرت ابوعبیدہ کے نام
- _____ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ کو مرج
- 495 _____ القباہل کی طرف روانہ کرنا
- 501 _____ حضرت ابوالہول اور نصرانی عرب کی گفتگو کرنا
- 502 _____ لشکر اسماعیہ اور رومیوں کے مابین جنگ
- 504 _____ حضرت میسرہ بن مسروق کو حضرت داس کا حال معلوم کرنا
- 509 _____ حضرت عبداللہ بن حذافہ سی کی گرفتاری
- _____ حضرت خالد بن ولید کا حضرت مسروقؓ کے
- 511 _____ پاس پہنچنا
- 513 _____ حضرت امیر المؤمنین کا ہرقل کے نام مکتوب
- 513 _____ حضرت عبداللہ بن حذافہ کی ہرقل سے گفتگو
- 514 _____ حضرت عبداللہ بن حذافہ کی ربائی
- 514 _____ ہرقل کا بارگاہ خلافت میں مدیہ روانہ کرنا
- 515 _____ ایک گاؤں میں چند مسلمانوں کا غلطی سے شراب پی لینا
- 517 _____ قسطنطین کی جنگ کرنے کے لیے تیاریاں
- 520 _____ یازل کا بطور قاصد روانہ ہونا
- 521 _____ عمرو بن عاص اور قسطنطین پسر ہرقل کی گفتگو
- 526 _____ رومی سردار قیدمون کا جنگ کے لئے روانہ ہونا
- _____ حضرت شریل بن حنہ رضی اللہ عنہ اور قیدمون کی جنگ
- 528 _____ اوراس کی ہلاکت
- 530 _____ طلیحہ بن خویلد اسدی کے کچھ حالات
- 533 _____ حضرت یوقنا کا ساحل کی طرف روانہ ہونا
- 534 _____ حضرت یوقنا کا جبرقاس اوراس کی فوج کو گرفتار کرنا
- 535 _____ فتح طرابلس
- 538 _____ حضرت یوقنا کی گرفتاری
- 541 _____ حضرت یوقنا اور آپ کے ساتھیوں کی ربائی
- 543 _____ فتح قیساریہ
- 543 _____ فتح دیگر مقامات شام

پیش لفظ

از

مترجم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على رسوله محمد واله واصحابه اجمعين، امام بعد خداوند تعالیٰ کا یہ اہل قانون ہے کہ جب صحن عالم کے سرسبز و شاداب درخت موسم خزاں کے جو موسم اور بادِ موسم کے استبدادی تجویزوں سے مرجھا کر پائمال ہو جاتے ہیں تو صانع مطلق کی عجیب عجیب گلکاریاں اور موسم بہار کی حیرت انگیز گل پاشیاں اپنا کام کر کے انہیں دبستان عالم بنا کر رشک جتان کر دیتی ہیں اور جب ارض الہی کے مادی اجزاء کو آفتاب عالم تاب اپنی تیز تیز کرنوں اور سخت سخت نگاہوں سے دیکھ کر اس قابل بنادیتا ہے کہ وہ اس سے آکتاب حرارت کر کے کرہ نار بن جائے تو ابر کرم گستر سمندر کی سطح سے اٹھ کر آفتاب کے چہرہ پر اپنی چادر کا نقاب ڈال دیتا ہے۔ اسی طرح جب رات کی تاریکی تمام دنیا پر محیط ہو جاتی ہے اور اس کی ظلمت کی چادر میں کہیں سفیدی کا نام و نشان باقی نہیں رہتا تو آفتاب عالم تاب اپنی دنیا پاشیاں کرتا ہوا اس چادر کے ایک کونے کو پھاڑ کر باہر نکل آتا ہے اور دنیا کے اس سرے سے اس سرے تک اسے منور کر دیتا ہے۔ قرآن شریف میں ہے: "لا تبدیل لکلمات اللہ اور ولن تجد لسنة اللہ تبدیلاً" کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کے کلمات تبدیل نہیں ہوتے۔ "اور اے رسول! آپ سے اللہ میں تبدیلی نہیں پائیں گے۔ ان آیات جہات سے یہی مترشح ہوتا ہے کہ ازل سے ابد تک خدائی قانون ایک ہی رہتا ہے اور جب یہ زمین جس پر تم بستے ہو طغیان و فساد کے گرم جھونکوں سے چپ اٹھتی ہے یا تہرہ و سرکشی کی ظلمت سے سیاہ خانہ بن جاتی ہے اور امن و امان کی پاک اور سفید چادریں جو ر و ظلم کی خونی تلواروں کی روانی سے سرخ ہو جاتی ہیں تو ایک ابر رحمت برس کر زمین کے دہن ہائے ہمد تن فتنی کو سیراب کر دیتا ہے اور آفتاب حق و عدالت طلوع ہو کر سیاہ خانہ عالم میں چاروں طرف ظلمت کو کافور کرتا ہوا اس صداقت کے نور سے بھردیتا ہے اور آسمان سے طاہرہ مطہرہ انصاف کے چھینٹے پڑتے ہیں اور اس چادر کو پھر پہلے جیسا ہی صاف و ستھرا بنا دیتے ہیں۔

ٹھیک اسی قانون کے موافق جب دنیا پر گمراہی کے بادل چھا گئے، تو حید کی روشنی شرک کے تجھیڑوں سے بجھ گئی۔ وحدانیت کے پرچم کے بجائے تنہا کا علم لہرانے لگا۔ ایک تین اور تین ایک ہو گئے۔ خدا بزرگ و برتر کے گھر میں تین سوساٹھ ہتوں نے جگہ بنا لی۔ تو حید کی جھلک جاتی رہی۔ وحدانیت کا رنگ اتر گیا۔ وحدت کی روشنی پر شرک کی ظلمت غالب ہو گئی۔ امن و امان کی جگہ فتنہ و فساد نے لے لی۔ بزمین امن پر بجلیاں گرنے لگیں۔ بات بات پر فساد ہونے لگا۔ بے گناہ لڑکیاں زندہ دفن ہونے لگیں۔ حریت و آزادی کے بجائے غلامی کی زنجیر گلوں میں پڑنے لگی، جو سجدہ کرنے کے لئے مخلوق ہوئے تھے۔ انہیں سجدہ ہونے لگا۔ دنیا حرص و مطامع کی آماجگاہ بن گئی عدل و انصاف مفقود ہو گیا۔ یوم السبت کا معاہدہ پرزے پرزے کر دیا گیا۔ خدا سے بے وفائی کرنے کا ایک کھرام بچ

تنبیہ زمین جو سالح اور نیک بندوں کی وراثت میں بھی تھی۔ تنبیہ کے پرستاروں میں چلی گئی۔ تباروں اور برہمنوں کی کثرت نے آقا کی شعا میں روک دیں۔ غیر بدلتی قوتوں کی خون آشام تلواریں بہ نیم بنوئے نہیں جہاں سے ہم خوفِ غلطی طرے منہ دیا تو فرمان کی بلند چوٹی سے اللہ اکبر کی صدا انصافِ عالم میں گونجی۔ ریستانِ جزائے ابر رحمتِ دینی پر چھایا۔ غارِ حرا سے ایک قدسی صفت انسان متعلق ہدایت لے کر نکلا۔ اور زمین تہمد سے دنیا کی رہنمائی کرنے کے لئے خدا نے ذوالجلال والاکرام نے ایک باطنی مٹھی اور امی نبی پیدا کیا جس نے دنیا کے نفسیوں کی زبان لنگ اور عالم کی منطقوں کا حق پامال کر دیا۔ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی دعا وارشاد کہ سے مجسم اجابت بن کر اور حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کی بشارت بیت اللہ الحرام سے رحمت لہا نہیں ہو کر انصافِ عالم کے لئے نکلے اور چار دلائلِ عالم میں پھیل گئی۔ ایک کامل شخص، ایک حکیم، ایک محقق، ایک مؤیدِ مین اللہ، ایک دانشمند فلسفی، اور ایک اولواکرامِ متغیر دین کے سامنے آیا، تو ہم کو آواز دہی، جمع کیا اور ہدایت کی طرف بلا کر اس میں روحانی زندگی بھردی۔ عرب کے بت پرستوں کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی دعوت کا سبق یاد دلایا۔ کورباہن یسویوں کو حضرت موسیٰ حکیم اللہ علیہ السلام کی وہ روشنی جو آپ نے کوہ طور پر دیکھی تھی دکھائی۔ مردہ دل نصرائیوں کو حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کی طرح زندہ دل کر دیا اور ان کے قلوب میں جو دراصل مردہ ہوئے تھے از سر نو جان ڈال دی۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی تعظیم کو زندہ کیا۔ لات و منات کے پوجنے والوں اور جبل و عزریٰ کے آگے سر جھکانے والوں کو خدا کی راہ دکھائی۔ اور کفر و شرک کی تاریکی سے نکل کر ان کے دلوں کو نور ایمان سے منور کر دیا، وحشیوں میں تہذیب پھیل گئی۔ کافر، مومن، بت پرست، دشمن، جابل، عالم اور بے وقوف حکیم بن گئے۔ سرشتی اور خود سری کے خیالات دماغ سے نکل گئے۔ سینے عداوت اور دماغ غرور و نخوت سے خالی ہو گئے۔ دشمن دوست اور حریف ہاں جائے بھی نظر آنے لگے۔ اختلاف، پھوٹ اور عداوت کا نام و نشان باقی نہ رہا۔ اور وہ کینہ و عصب جو ایک ضدی قوم تھی، اسلام کے ایک رشتہ میں منسلک ہو گئی۔ عبداللہ کے متیم فرزند کی آواز اسرا فیل کے صور کی طرح اور عبدالمطلب کے لاوارث بیٹے کی صدا روح القدس کی آواز سمجھا جہاں جہاں پہنچی مردوں کو زندہ کر دی۔ اور عرب و عجم میں اس نے ایک کا پلٹ کے رکھ دی۔ خدا کے ایک ایسے بندے کی تقریر جس نے نہ باپ کی شفقت کا مزہ چکھا تھا نہ ماں کی محبت دیکھی تھی اور اللہ تعالیٰ کے ایک ایسے امی رسول کی گفتگو جس نے نہ کسی قسم کی تعلیم و تربیت پائی تھی، نہ درس و تدریس، جس کسی نے نہ نبی وہ ایسے مجسمہ ہدایت بن گیا کہ گویا اس کی قلب ہدایت ہو گئی اور عرب کے وحشی بدواؤں جنگلی لوگ اس کے ایسے تابع فرمان ہو گئے کہ گویا وہ اخلاق و تمدن کے بیکر حقیقی ہیں جنہیں سوائے مذہبیت کے انتظام کے اور کچھ آتا ہی نہیں۔

وہ مصلح اعظم و مجسمہ رشد و ہدایت اور وہ دنیا کا حقیقی ربیر ایک عرصہ تک قوم کو نڈالت کے ٹڑھے سے نکال کر نجات کے کنارے پر لا تا رہا اور گراہی کی خندق سے ہدایت کی بلندی پر چڑھا تا رہا۔ آخر ہجرت کے گیارہویں سال جب وہ اپنا پیغام ساری دنیا کو پہنچا چکا اور اس کی قوم کے افراد خود ایک مستقل حکیم، فلسفی، دانا خدا شناس اور خدا ترس ہو گئے۔ حقیقت و معرفت کی باتیں کرنے لگے اور اس قبل بن گئے کہ دنیا کے رفیع مردوں کو سبق دینے لگیں تو اس نے اپنی وہ شمع اپنے مخلص چاشنیوں، خلفاء، اور نبیوں کے ہاتھ میں دی اور ایک سیاست مدنی۔ اقتصاد کا فلسفہ اور مذہب کی کتاب جو بنظر مضامین اور بلاغ عبارت اپنی نظیر آپ تھی ان کے سپرد کی اور خود اپنے معبود، کعب کے رب اور عالم کے پروردگار کے پاس چل گیا اور انہیں ہدایت بردی کہ میرے طریقہ سنت اور راست پر چلتے رہیں اور میرا پیغام جو میں خدا تعالیٰ کے یہاں سے اپنے ساتھ لایا تھا کہ دنیا کے چھوٹے بڑے، اونٹنی، وحلی اور ضعیف و کبیر کے پاس

پہنچادیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وخص خاص تھیں نے اپنے آقا و موصی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اختیار کیا۔ رشد و ہدایت کا علم لے کر اٹھے اور سرری دنیا پر چھا گئے۔ توحید کی حکومت کا پرچم قیصر کے قصر اور سری کے ایوانوں پر اڑنے لگا۔ کارنیل کے کھنڈروں، ایلیا کے میدانوں، یورپ کے پہاڑوں، سندھ کے ساحلوں، افریقہ کے ریگستانوں اور ہمالیہ کے دشت و جبل میں اللہ اکبر کی صدا گونجنے لگی۔ بحرِ غلات کی ہریں مست ہو گئیں، آوازِ فتح سے دیوارِ چین ہلنے لگی۔ بحرِ اوقیانوس کی روانی ٹنبد ہو گئی اور ان کی حیرت انگیز کوششوں، جہادی تمیل اللہ اور تعجب خیز کامرانیوں سے خدا کے نام کی منادی جنگل، دریا، پہاڑ، ویرانہ، آبادی، مزار اور بلند چوٹیوں میں پہنچ گئی۔ بت خانوں سے صدائے توحید آنے لگی۔ گرجاؤں سے جوحن کی آواز بلند ہوئی۔ آتش کدوں میں خدا کے کلام کی روشنی ہونے لگی۔ شرک و بت پرستی کی تاریکی دنیا سے دور ہو گئی۔ تثلیث کا طسم نوٹ گیا۔ بت خانے ویران ہو گئے اور ایک بے چوں و بے چلوں بے شبہ بے نمول خدا کی پرستش ہر جگہ ہونے لگی۔ خدا کے وعدہ کی تلوار اور محمد رسول کے بشارت کے نیزے کو لے کر عرب کے چند بادیاہ نشین اور مٹھی بھر انسان اٹھے اور دم و فاس کے دفتر الٹ کر رکھ دیئے۔ اسلام کے خادما اور حضرت محمد رسول کے نام لیا آگے بڑھے اور جو قوی سے قوی اور زوردار سے زوردار سلطنت ان سے ٹکر لی پش پش ہو گئی۔

فتوح الہم مسلمانوں کے ان ہی کارناموں کے سلسلہ کی ایک سُرئی ہے جسے سید ملامحمد و اقدی نے جمع کیا تھا۔ اب چونکہ مسلمانوں کے خون سرد پڑ چکے ہیں۔ حرارتِ ہاشمی ان کے اندر باقی نہیں رہی۔ انجی مشن و شکت ان کی عربی سادگی سے مبدل ہو کر ان کے جوش و ولولہ کو خنڈا کر چکی ہے۔ خدا کے وہ بندے جو توحید کا علم ہاتھ میں لے کر بحرِ غلات میں گھوڑے دوڑا دیتے تھے اب ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئے ہیں۔ وہ جماعت جس نے ہندوستان کے مندروں افریقہ کے صحرائوں میں خدا کے قہار کے گیت گائے تھے اب گنگ ہو کر رہ گئی ہے وہ عہدِ دارانِ توحید جو قیصر و کسری کی سلطنت کے فتح تھے، آج میش و عشرت کی گرم جوشیوں میں چلا ہیں، وہ جمہوریت کے شیدائی جو فلسفہ تبلیغ کے لئے مامور ہوئے تھے آج غلامی کے طوق پہن کر رہ گئے ہیں، وہ تہوہ و مناس اور پرچم لال ہستیاں جن کے نام سے یورپ لرزہ بر اندام ہو جاتا تھا آج اس کی ٹھوم ہیں، وہ شجاعت اور بہادری کے جسے جن کے سامنے ہندوستان کے بڑے بڑے وحشی پنی بھرتے تھے آج بڑول ہو کر رہ گئے ہیں۔ وہ پہا سا جہاد و جلال و بہادری و شجاعت و ہمت و عزیمت و استقلال یاد دلانے کے لئے اور اس واسطے کہ مجبور ہوا سبق انہیں یاد آجے اور داستانِ اسلاف کی ورق گردانی سے ایک دفعہ پھر وہی ہوا لگ جائے، اس کا ترجمہ کر دیا ہے۔

اسے سرسری نظر سے نہ دیکھو بلکہ اس کے واقعات کو فلسفہ تاریخ کی نگاہ سے پڑھو و اس بات پر غور کرو کہ ایک ایک مسلمان کئی کئی سو کا مقابلہ کر کے کس طرح اور کیونکر فتح پاب ہو جاتا تھا۔ یرموک کے میدان میں ساٹھ مسلمانوں کا ساتھ ہزار سے ملتا کہ کرنا اور فتح پانا کیا معنی رکھتا ہے اور دس لاکھ و میوں کا چند ہزار سے شکست کھا لینا اپنے اندر کیا راز مخفی رکھتا ہے، خود زہرہ، جعدہ، جوشن بکتر، چر آمینہ، آہنی دستاں، جہیم اور موزے، گرز اور کند دشمن کے پاس سب کچھ تھا اور عربوں کے پاس صرف زہرہ اور وہ بھی چڑے کی، مگر آخر فتح انہی کے ساتھ تھی آخر یہ کیا بات تھی؟ اس پر نظر دوڑاؤ اور حقیقت کی تہ تک پہنچو، پھر اپنے اندر وہی چیز پیدا کرو۔ دس سال کے اندر خلافتِ فرتوتی کے عہد میں مقبوضہ ممالک کا کل رقبہ پانچ لاکھ اکیاون ہزار تیس مربع میل ہو گیا تھا آخر اس کی کیا وجہ تھی؟ اس پر توجہ کرو۔ دراصل یہ اسلام کی تعلیم اور حضور اقدس کی صحبت پاک کا اثر تھا کہ ان میں بے نظیر ہمت، شجاعت، استقلال، ایثار اور

علی حوصلی پیدا ہوئی تھی۔ وہ آپ کے فیض سے اخلاق و فاضلہ میں انسانیت کی انتہائی بلندی پر پہنچ گئے تھے اور صفات مکتویٰ سے موصوف اور مزین ہو گئے تھے۔ حضور سر و ارادہ جو ان کے مذہب کی اسپرٹ اور روح ان کے اندر اس قدر بھری تھی کہ کوئی دنیاوی طاقت ان کی فکر نہ سمجھ لے سکی بلکہ ان کی فتوحات کے سیلاب میں جو آگئی وہ خس و خاشاک کی طرح بہہ گئی۔

بادی النظر میں امر یہ کہہ بھی دیا جائے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیل تو اس کا یہ بھی ایک زندہ فقرہ ہے کہ عرب سے ایک یتیم، لاوارث، بے زور و بے یار و مددگار بچے نے اٹھ کر تمام دنیا کو فتح کر کے رکھ دیا۔ عمر حبیب زور آۛ، خالد حبیب سپہ سالار، ابو عبیدہ حبیب امیر، عمرو بن العاص حبیب فتح اس کی تلوار کے سامنے بے خود ہو کر رہ گیا اور چوں تک نہ کی۔ آخر وہ کیا بات تھی جو ان فاتحین نے اس کی تلوار میں دیکھی۔ ان سپہ سالاران اسلام کی تلوار میں یہی خون آشام تھیں یہ تہمیں اس کتاب کے مدد سے واضح ہوگا۔ جو زور پاؤ تھے وہ تہمیں ان اوراق میں ملے گا۔ ان کی بہادری، ان کی شجاعت اور ہمت و استقلال کے کارنامے تہمیں اس قصہ پارینہ میں ملیں گے۔ پھر وہ کیا سبب تھا جس نے ان شیروں کے پتوں کو پانی پانی کر دیا تھا اور انہیں اس کا اس قدر رام بنایا تھا کہ وہ اسی کے ہو کر رہ گئے تھے۔

میں نے اس ترجمہ کا نام مناسبت سے عروج الاسلام رکھا تھا۔ یہی اس کے بعض صفحات پر طبع کے وقت مندرج ہوا مگر جب اس کی اشاعت کے لئے طبعیت کے اندر ہی اندر اس کا اشتہار دیا گیا تو معلوم ہوا کہ اسی نام کی چند سوانح عمریاں لاہور سے شائع ہو رہی ہیں اس لئے بادلِ فحواستہ اس کا نام بدل دیا اور ”فیوض الاسلام“ رکھ دیا گیا۔ حتی المقدور میں نے ترجمہ کو با محاورہ رکھنے کی کوشش کی ہے، لیکن اگر کہیں کچھ غلطی رہ گئی ہو تو اسے میری کم علمی پر محمول کر کے معاف کر دیا جائے۔ والسلام علی من اتبع الهدی

شبیر احمد انصاری بھوکرہ ہیروی

ضلع مظفرنگر۔ راجپور ضلع سہارن پور

۲۰ جمادی الاول ۱۳۳۶ھ (۲۰ نومبر ۱۹۲۷ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم و بسمہ نستعین

الحمد لله وحده والصلوة على من لا نبی بعده۔ حضرت شیخ ابو عبد اللہ محمد بن عمر واقدی جناب ابو بکر بن احمد سے روایت کرتے ہیں اور یہ صاحب عمر بن عثمان بن عبد الرحمن و نوفل بن محمد و محمد بن عبد اللہ بن محمد و ربیعہ بن عثمان اور یونس بن محمد اور ابن یحییٰ بن عبد اللہ اور محمد بن عمر رافعی اور معاذ بن محمد انصاری اور عبد الرحمن بن عبد اعزیز اور عبد اللہ بن مجید وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ سے روای ہیں کہ جس وقت حضورؐ کی وفات شریف ہو چکی اور آپ کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ مسند خلافت پر فائز ہو گئے۔ نیز آپ کے زمانہ خلافت میں جب کہ میلہ بن قیس کذاب مدعی نبوت اور شجاع والود بھی قتل ہو چکے اور صیغہ شام کی طرف بھاگ گیا۔ فتح یمامہ بھی ہو چکی۔ بنو ضیفہ مار ڈالے گئے، اہل عرب نے آپ کی اطاعت قبول کر لی تو حضرت ابو بکر صدیقؓ ضیفہ اول نے شام پر لشکر کشی کا ارادہ اور اہل شام سے قتال کا عزم کیا۔ چنانچہ ایک روز آپ سے تمام صحابہ رضوان اللہ کو جمع کر کے ان کے سامنے یہ تقریر فرمائی۔

”حضرات خداوند تعالیٰ جل مجدہ آپ لوگوں پر رحم فرمادیں، آپ اس بات کو یاد رکھئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو اسلام جیسی چیز مرحمت فرمائی۔ امت محمد بنایا۔ آپ کے ایمان اور یقین کو زیادہ کیا، کامل فتح بخشی۔ چنانچہ خود ہی تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ [المائدة: 3] ”میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے کامل کیا تم پر اپنی تم نعمتیں پوری کیں و اسلام کو تمہارے لئے میں نے دین پسند کیا۔“

نیز آپؐ سمجھئے (ہاری تعالیٰ آپ پر رحم کریں) کہ ہمارے آقا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام میں جہد کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اور چاہا تھا کہ وہاں کوشش اور ہمت سے کام لے جائے مگر باری تعالیٰ نے آپؐ کو اپنے پاس بلا لیا اور آپؐ کے واسطے اپنے پاس جگہ تجویز کر دی۔ اب آپ لوگوں پر واضح رہنا چاہئے کہ میں ارادہ کر چکا ہوں کہ میں مسلمانوں کا ایک لشکر مع ان کے اہل و عیال کے شام کی طرف بھیج دوں۔ رسول اللہؐ قتل از وفات شریف مجھے اس کی خبر ۱۰ پہنچے ہیں۔ آپؐ نے مجھ سے بایں الفاظ فرمایا تھا:

رویت لی الارض فرایت مشارقہا و معاربہا و مبلع ملک امنی مازوی لی مہا۔
”یعنی مجھے زمین دکھائی گئی میں نے مشرق و مغرب کو دیکھا سو مختصر یہ جو زمین مجھے دکھائی گئی وہ میری امت کی ملک میں آجوسے گی۔“

اب تم سب متفق ہو کر مجھے اس کا مشورہ دو کہ تمہاری کیا رائے ہے؟“ (خداوند تعالیٰ تم پر رحم کریں۔)
تقریر ختم ہونے کے بعد سب نے متفق ہو کر جواب دیا کہ یا ضیفہ رسول اللہ! ہم آپ کے حکم کے تابع ہیں۔ آپ جیسا ارشاد فرمائیں جہاں اور جس جگہ آپ جانے کا حکم دیں ہم ہر وقت تیار ہیں۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ نے آپ کی اطاعت ہم پر فرض کر دی ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں فرماتے ہیں:

واطيعوا الله واطيعوا الرسول واولی الامر منكم۔

”تم اللہ اور اس کے رسول اور اپنے بادشاہ کی اطاعت کرو۔“

یہ جواب سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ بہت خوش ہوئے اور آپؐ نے لوگ یمن اور امرا عرب و اہل مکہ معظمہ کے نام ایک ہی مضمون کے چند خطوط لکھے۔ آپؐ نے تحریر فرمایا:

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از طرف عبداللہ شقیق بن ابی قحافہ بجانب تمام مسلمانان

اسلام سیک! حمد و صلوات کے بعد واضح ہو کہ میں نے شام پر لشکر کشی کا ارادہ کر دیا ہے تاکہ اس کو کوفہ میں اور نانبھاروں کے قبضہ سے بچھڑا کر دیا جائے۔ تم میں سے جو شخص جہاد کا ارادہ کرے اسے چاہئے کہ وہ بہت جلد خداوند تعالیٰ کی اطاعت کے لئے تیار ہو جائے۔ اس کے بعد آپؐ نے یہ آیت شریف تحریر فرمائی:

انفروا عسافا و ثقافا و جاہدوا باموالکم و انفسکم فی سبیل اللہ۔

”تم ایک بھاری یعنی تھوڑا سا مال ہو یا زیادہ کیسے ہی ہو (جہاد میں) بربرجایا کرو اور اپنے مال اور جانوں کے ساتھ خداوند تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو۔“ (سورہ آیت)

یہ خطوط آپؐ نے انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ روانہ فرمائے اور خود جواب اور ان کے آنے کے منتظر ہوئے۔

جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ ابھی تھوڑے ہی دن گزرے ہوں گے کہ انس بن مالکؓ نے آ کر اہل یمن کے آنے کی خوشخبری سنائی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سامنے بیان کیا کہ میں نے جس شخص کو آپؐ کا حکم سنایا اس نے فوراً خدا کی اطاعت و آپؐ کے فرمان کو منظور کر لیا۔ وہ لوگ مع سروسامان جنگ و زور پوشی آمادہ حضوری خدمت ہو چکے ہیں۔ یا خلیفہ رسولؐ میں ان سے پہلے آپؐ کی خدمت میں خوشخبری لے کر حاضر ہوا ہوں۔ یمنیوں نے آپؐ کی فرما برداری و ولیدہ موٹی اور غبار آلودگی (یعنی جہاد فی سبیل اللہ کی خاطر) کے لئے منظور کی۔ وہ لوگ نہایت دلیر اور اچھے شہسوار اور بڑے بہادر و رؤسائے یمن ہیں مع اہل و عیال کے روانہ ہو چکے ہیں اور غریب پہنچا چکے ہیں، آپؐ ان کی ملاقات کے لئے تیار رہیے۔ آپؐ کو یمن کی بہت خوشی ہوئی۔ یہ دن تو اسی طرح گزر گیا۔ دوسرے روز صبح ہی مجاہدین کی آمد کے آثار شروع ہو گئے۔ اہل مدینہ یہ دیکھ کر کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ کو اطاعت دی۔ آپؐ نے لوگوں کو سوار ہونے کا حکم دیا اور خود ان کے ہمراہ مجاہدین کے استقبال کے واسطے باہر نکلے۔ تھوڑی دیر کے بعد لشکر پر لشکر اور گروہ در گروہ مجاہدین آنے شروع ہوئے ہر ایک قوم اور قبیلہ علم بلند کئے اور جھنڈا ہاتھ میں لئے ایک دوسرے کے آگے اور پیچھے خوش خوش چلا آ رہا تھا جس وقت لشکر قریب ہوا تو قبل یمن کے قبیلوں میں سے سب سے آگے بہترین زورہ پہننے اور قیتیں تھامنے والے خود پہننے والے عربی کمانچے نکالے ہوئے تھا وہ قبیلہ حمیر تھا اس قبیلہ کا سردار واکااع انخیری تھا جو ایک عمامہ باندھے ہوئے تھے جس وقت وہ حضرت صدیقؓ کے قریب پہنچا تو آپؐ کو سلام کر کے اپنی سکونت اور قومیت کا تعارف کر لیا اور حسب ذیل اشعار پڑھے۔

(ترجمہ اشعار) میں قوم حیر سے ہوں اور جن لوگوں کو آپ میرے ساتھ دیکھتے ہیں وہ جنگ میں سبقت کرنے والے اور حسب نسب کے اعتبار سے اعلیٰ ہیں۔ شجاعت کے پیشہ کے شیر اور دیروں کے سردار ہیں۔ بڑے بڑے مسلح بہادروں کو لڑائی کے وقت کموار کے گھاٹ اتار دیتے ہیں۔ ہماری عادت اور فوجی لڑائی کی اور ہمت ہی مرنے مارنے کی ہے اور ان سب عہدہ داروں پر ذوالکبریاؑ ان کا سردار ہے۔ ہمارا لشکر اچکا اور ملک روم ہماری جوارنگاہ اور شام ہمارا مسکن صنعت کی خواہش کے خلاف ہوگا۔ دمشق ہمارا رہا ہے اور وہاں کے رہنے والوں کو ہم ہلاکت کے گڑھے میں پھینک دیں گے۔

حضرت صدیقؑ نے یہ سن کر تہم فرمایا اور حضرت عقیؑ سے کہا اے ابوالحسن، کیا تم نے رسولؐ سے یہ نہیں سنا تھا کہ اذا قبلت حمیر و معہا نساہا تحمل اولادھا فابشر و ابنصر اللہ المسلمین علی اہل الشوک اجمعین۔ (یعنی جس وقت قبیلہ حمیر اپنے اہل و عیال کے آئے تو مسلمانوں کو ان کی فتح کی خوشخبری سن دینا کہ مسلمان تمام مشرکین پر فتح پاویں گے۔) حضرت عقیؑ نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا۔ میں نے بھی رسول اللہؐ سے اسی طرح سنا تھا۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جب قبیلہ حمیر مع اہل و عیال اور سزا و سزاوار گئی تو ان کے پیچھے قبیلہ مذحج جو نہایت عمدہ قیمتی گھوڑوں پر سوار ہر ایک نیزہ ہاتھ میں سے سرگردی قیس بن حمیرہ المردی پچھا، یہ سردار بھی جس وقت حضرت ابوبکر صدیقؑ کے قریب آیا تو آپ کو سدا کر کے اپنا اور اپنے قبیلے کا قہر فرمایا اور یہ شعر پڑھے۔

ترجمہ: ”ہو! را لشکر آپ کی خدمت میں بہت جلد حاضر ہو گیا۔ ہم قدامت کے تاج کے مالک ہیں۔ ہم آپ کے پاس حاضر ہو گئے ہیں۔ ہمیں حکم دیجئے تاکہ رو میں کو اس توار سے جو ہم حمل کئے ہوئے ہیں قتل کر ڈالیں۔“

حضرت صدیقؑ نے ان کو دعا فرمادیا، یہ آگے بڑھنے کے پیچھے قبیلہ طرہ کی فوج تھی جس کے سردار حابس بن سعید انطاکی تھے جس وقت حابس خندق اول کے قریب آئے تو ازراہ تقسیم آپ گھوڑے سے اتر کر پیادہ چاہنے کا ارادہ کرنے لگے۔ مگر سردار اعظمؑ نے قسم دے کر روک دیا۔ جب حابس قریب آئے تو سلام کے بعد مصافحہ کرے حضرت ابوبکر صدیقؑ نے ان کا اور ان کی قوم کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد قوم ازراہ ایک جمیعت کثیر کے ساتھ تھی اس کے سپہ سالار جناب بن عمرو اندوسی تھے۔ اس جمیعت اور قوم کے ساتھ حضرت ابوہریرہؓ بھی کمان اٹکانے اور ترش لئے ہوئے موجود تھے۔ انہیں اس حالت میں دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیقؑ نے فرمایا تم کیوں چپے ہم لڑائی کے فن سے کم واقف ہو۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا، صدیقؑ! اول تو اس لئے کہ جہاد کے ثواب میں شامل ہو جاؤں۔ دوسرے شام کے میوہ جات انشاء اللہ العزیز کھانے میں آئیں گے۔ آپ یہ سن کر بہت خنہ۔

اس کے بعد میسرہ بن مسروق البصری کے زیر کمان بنو حیر اور اس کے پیچھے قبیلہ کنانہ جس کے سردار نعم بن اشیم الکلبانی تھے آئے تمام قبائل یمن کے ساتھ جو یہاں آئے تھے ان کی اولاد اموال اور عورتیں گھوڑے اونٹ وغیرہ موجود تھے، حضرت صدیقؑ نے یہ جاہ و حشم دیکھ کر بے انتہا خوش ہوئے اور خداوند تعالیٰ کا شکر یہ ادا کیا۔ مدینہ طیبہ کے ارد گرد ہر ایک قبیلہ نے عہدہ علیحدہ پڑاؤ کیا۔ چونکہ ایک جم غفیر اور فوج کثیر جمع ہو گئی تھی اس لئے کھانے پینے میں کفایت اور جنگ کی قوت ہوئی۔ سہ ماہ رسد میں آئی۔ گھوڑوں کے دانے اور چرے میں تکلیف اٹھانی پڑی۔ یہ دیکھ کر سرداران قبائل نے مجتمع ہو کر آپس میں مشورہ کیا کہ حضرت ابوبکر صدیقؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض و معروض کی جائے کہ چونکہ یہاں کثرت ازواج کے باعث تکلیف ہو رہی ہے اس لئے آپ ہمیں شرم کی طرف روانہ کر دیجئے۔ اس صلاح و مشورہ کے بعد یہ حضرات حضرت ابوبکر صدیقؑ کے پاس حاضر ہوئے اور سدا کر کے آپ

کے سامنے بیٹھ گئے۔ ایک نے دوسرے کی طرف دیکھنا شروع کیا کہ سلسلہ کدھ مکون شروع کرے۔ آخر سب سے اول قیس بن ہجرؓ کے امروہی نے عرض کیا کہ یہ خلیفہ رسولؐ آپ نے ہمیں جس کام کے لیے حکم فرمایا ہے اس کو خداوند تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت اور جہاد کے شوق میں فوراً قبول کر لیا۔ اب خدا کے فضل سے ہمارا لشکر پوری طرح تیار ہو چکا، سہارو، سامان سب کر لیا گیا۔ نیز آپ کا شہر گھوڑوں، شجرہوں اور اونٹوں کے لئے تنگ اور فوج کی ضروریات کے لئے کافی ہونے کے باعث تکلیف دہ ہے جس کی وجہ سے لشکر کو تکلیف ہوتی ہے اس لئے جنگ کی اجازت دی جائے اور اگر جنوب والا کی رائے کسی اور طرف راغب ہوئی ہے اور پسپا ارادہ منسوب فرماتے ہیں تو ہمیں اجازت دے دی جائے کہ ہم اپنے وطن، لوف کی طرف لوٹ جائیں۔ اسی طرح باری باری ہر ایک ہمدرد قبیلہ نے عرض کیا۔

جس وقت آپ سب نے گفتگویں کیں تو آپ نے فرمایا کہ اے سائین مکہ معظمہ وغیرہ! میں تمہیں تکلیف دینا نہیں چاہتا بلکہ میرا منشاء کھنڈ تہذیبی تکمیل کرنا تھا تاکہ تہذیبی ہمیت پوری ہو جائے۔ عرض کیا گیا حضور کوئی قبیلہ آنے سے باقی نہیں رہا۔ سب آپ کے خداوند تعالیٰ پر بھروسہ اور امید کر کے ہمیں روانہ کیجئے۔

لشکر اسلامی کی روانگی

حضرت واقدیؒ فرماتے ہیں کہ خلیفہ اوس حضرت ابو بکر صدیقؓ نے یہ نرفور انٹھ کھڑے ہوئے اور پانچواں جمعہ دیگر حضرات مثلاً حضرت عمرؓ، ابوبکر بنی و حضرت عثمان غنیؓ و حضرت علیؓ و حضرت زید بن عمرو بن نفیل اور قبیہ اوس و خزرج کے ہمدرد بھی مدین کے پاس مدینہ صید سے جا رہے تھے۔ لوگوں نے آپ کو دیکھ کر خوشی سے اندھا کبر کے قبب بوس خروں کے ساتھ آپ کا استقبال کیا۔ شعیب کی کوٹ اپنی کثرت اور زور و جہت سے پہلے زوں سے کمرائی۔ شعیب کا جو بپہلے زوں نے شعیب سے دیا۔ حضرت صدیق اکبرؓ ایک ایسے بلند مقام پر تھے کہ آپ سب کو نظر آتے تھے۔ آپ نے فوج ظفر مونچ پر ایک نظر ڈالی۔ لشکر کی کثرت کی وجہ سے زمین کا چپہ چپہ بھرا ہوا نظر آ رہا تھا۔ آپ کا چہرہ مبارک یہ دیکھ کر رہے خوشی کے دنگے گا۔ زبان مبارک پر یہ دعا جاری ہوئی۔ بارگاہ آپ ن لوگوں کو صبر کا، دہمایت کیجئے ان کی مدد فرمائیے۔ نہیں کفار کے پیچھے میں نہ کیجئے۔

دعا کے بعد سب سے پہلے آپ نے یزید بن ابی سفیان کو بلا کر ایک فوجی نشان عطا کر کے ایک ہمدرد سواروں پر سرد مقرر کیا اور ان کے بعد ریحہ بن عمارؓ بقیہ بنی حارم میں سے جو زمین ایک شہور شہسوار تھے بلایا و ان کے تحت بھی ایک ہمدرد سوار کے ایک نشان مقرر کیا۔ اس کے بعد آپ نے یزید بن ابی سفیان سے فرمایا کہ یہ ریحہ بن عمارؓ کے قدر و منزلت و بزرگی و شرافت کے آدمی ہیں قرآن کی شجاعت احمد آوری عرواگی اور رائے سے خوب واقف ہو، میں نے ان کو تمہارے ساتھ رکھ کر تمہیں ان پر مامور کر دیا ہے۔ تمہیں چاہئے کہ انہیں بطور ہوال اور مقدمتہ کوشش رکھو۔ ان سے مشورہ کر کے اس پر عمل کرو و ان کے رائے سے خلاف کام نہ کرو۔ یزید نے کہا کہ مجھے یہ باتیں برس و چشم قبول و منظور ہیں۔ اب یہ دونوں لشکر مسلح اور تیار ہو کر آئیں حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چپے یزید بن ابی سفیان اور ریحہ بن عمارؓ گھوڑوں پر سوار فوج کے آگے آئے تھے۔ جس وقت یہ دونوں لشکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رخصت کے وقت جناب صدیق اکبرؓ پانچواں لوگوں کے ساتھ ہونے لے۔ یزید بن ابی سفیان نے عرض کیا یہ خلیفہ رسولؐ خداوند تعالیٰ کے غضب سے شرم و حیا آتی ہے کہ ہم سوار ہوں اور آپ پانچواں چلتے ہیں۔

تو جناب والا سوار ہو لیں یہ ہمیں حکم دیں کہ ہم بھی پا پیادہ ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا نہ میں سوار ہوتا ہوں اور نہ تمہیں اترنے کو کہتا ہوں۔ میں اپنی اس پیادہ پائی کے اجر کی امید اپنے مولیٰ کریم سے رکھتے ہوں۔

چنانچہ اسی طرح پا پیادہ آپ شہید^۱ الوداع تک تشریف لائے۔ وہاں آ کر آپ ٹھہر گئے۔ یزید بن ابی سفیان نے خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا غیثہ رسولؐ ہمیں آپ کچھ نصائح اور نصیحتیں کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا جب تک کسی تم سے کم کو کچھ کر دو تو چنے میں ساتھیوں پر سختی نہ کرو۔ اپنی قوم اور اپنے آدمیوں کو سخت سزا کیں مت دو۔ ہر کام میں مشورہ کرو۔ عدل کو ہاتھ سے نہ جانے دو، ظلم و جور سے بچو اور درو رہو۔ کیونکہ کسی ظالم قوم نے فلاح و بہبود نہیں پائی اور نہ کسی قوم پر فتح حاصل کی۔ قرآن شریف میں موجود ہے اس پر عمل کرنا کہ **واذا الفیتم الذین کفروا ذحیفاً فلا تلوہم الا ذباراً ومن یولہم یومئذ ذبرہ الا متحرفاً لقتال** اور **متحیزاً الیٰ فتنہ فقد باء بغضب من اللہ**۔ یعنی جس وقت تم کافروں کے گردوے مقابلہ کرو تو پیٹھ پھیر کر مت بھاگو۔ کیونکہ جو شخص اس وقت بھاگ جاتا ہے تو جنگ کو اکھاڑ دیتا ہے اور جس وقت اپنے دشمن پر فتح پا لو تو صغیر بن یحییٰ اور عمر رسیدہ یوزہوں، عورتوں اور نابالغوں کو قتل نہ کرنا، جرموں کے درختوں کے قریب نہ جانا، کھیتوں کو نہ جلا نا اور پھل دار درختوں کو نہ کاٹنا، حلال چانوروں کے علاوہ کسی جانور کو نہ ذبح کرنا، جس وقت تم دشمن سے کوئی عہد کر لو تو اس سے ہرگز نہ پھرتا۔ صبح جس وقت کر چلو تو صلح نامہ کی دھجیاں نہ بکھیر دیتا۔

نیز یاد رکھو کہ ایسے لوگوں سے بھی ملو گے جو اپنے عبادت خانوں میں گوشہ نشینی اختیار رکھے ہوئے ہیں اور اس گوشہ نشینی کو اپنے زعم میں خدا کے لئے سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگوں اور ایسی قوم سے کوئی تعرض نہ کرنا جب کہ وہ اس خلوت و عیش کی کو اپنے لئے بہتر سمجھتے ہیں۔ نیز تم ان کے عبادت خانوں کو بھی ویران نہ کرنا اور نہ ان کو قتل کرنا، تمہیں ایک قوم اور بھی ملے گی جس کے افراد شیطان کا گروہ اور صلہ بان کے بندے ہیں۔ درمیان میں سے اپنا سر منڈاتے ہیں اور ان کا منڈا ہوا سر قہ یعنی سنگ خارہ چانور کے گھر جیسا ہوتا ہے، ان لوگوں کے سر پر تلوار تیز کرنا اور تار و فتیکہ وہ سلام نہ قبول کریں یا ذلیل ہو کر جزیہ نہ دیں اس وقت تک ان کو نہ چھوڑنا۔ اب میں تمہیں خدا کے سپرد کرتا ہوں، خدا حافظ۔“

یہ کہہ کر آپ نے ان سے مصافحہ اور معافیت کیا۔ اور ان کے بعد ربیعہ بن عامر سے مصافحہ کر کے فرمایا۔

”ربیعہ بن عامر تم ہی صفر^۲ کے مقابلہ میں اپنی شجاعت دکھانا اور اپنی عقلمندی ظہر کرنا، خداوند تعالیٰ تمہیں تمہارے ارادوں میں کامیاب کریں اور ہمیں سب کو بخش دیں۔“

کہتے ہیں کہ لشکر اسلام منزل مقصود کی طرف روانہ ہوا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ مع ہمراہیوں کے مدینہ طیبہ لوٹ آئے۔ یزید بن ابی سفیان نے مدینہ شریف سے بھی تھوڑی ہی دور نکلے تھے کہ چلنے میں آپ نے بہت تیزی کی۔ ربیعہ بن عامر نے اعتراض کیا اور کہا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپ کو آہستہ آہستہ چلنے کا حکم دیا تھا اور کہ تھا کہ چنے میں زیادہ تیزی نہ کرنا۔ اس کے جواب میں یزید بن ابی سفیان نے کہا کہ یہ صحیح ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ہمیں یہی حکم دیا تھا مگر جیسا کہ حضور والا نے ہمیں جنگ کی طرف روانہ فرمایا ہے اسی طرح آگے پیچھے اور فوج بھی جیتنے کا ارادہ رکھتے ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ میں شام میں پہنچ کر سب سے پہلے سبقت کروں۔ ممکن ہے کہ دوسرے لشکر کے سامنے اور ملنے تک ہم کچھ فتح ہی حاصل کر لیں جس سے ہمیں تین طرح کے منافع

حاصل ہو سکتے ہیں۔ اور اللہ جو ترک و تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول کی رضا مندی دوسرے اپنے خیفہ کی خوشنودی، تیسرے نصیحت کا مال۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہ سن کر ربیعہ نے کہا جس طرح آپ کی خوشی ہو چھینے تمام زور و قوت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ چنانچہ وہ قمری مصافات الفراع کے راستے سے چلے، تاکہ تھوکر اور چاہیہ کو ہوتے ہوئے دمشق پہنچ جائیں۔

و قدی کہتے ہیں کہ یہ خبر بعض نصرانی عربوں کے ذریعہ جو مدینہ صید میں رہتے تھے، ہرقل بادشاہ روم کو پہنچی تو اس نے ارکان دولت کو جمع کر کے کہا کہ اے نبی اصغر! تم سمجھ لو کہ تمہاری دوست و حشمت بردار خود قوم ہلاکت کے قریب آ گئے ہو۔ جب تک تم اپنے دین کے احکام کے پابند اور حدود اللہ پر جو انجیل مقدس میں بتائے گئے تھے قائم رہے، اس وقت تک دنیا کے جس بادشاہ نے بھی تم پر اور تمہارے ملک شام پر لڑائی کا قصد کیا وہ خود مغلوب و رتم اس پر غالب ہوتے رہے۔ تمہیں یہ دے کہ کسری بن جرمز سلطنت فارس کے لشکر کے ساتھ تم پر چڑھائی کی تھی مگر اسے پاؤں بھی گا تھا۔ ترکوں نے تم پر فوج کشی کی تھی مگر بیزنسٹ ٹھکی تھی۔ قوم جرمز ۱۲ چڑھ کر آئی تھی اسے تم نے بھیجا دیا تھا۔ اب تم نے احکام دین میں تغیر و تبدل کر دیا ظلم اختیار کیا جس کی وجہ سے خدا کے مجرم بن گئے اس بادشاہ میں خداوند تعالیٰ نے تم پر آج ایک ایک قوم کو مسلط کر دیا جو کبھی کسی شہر و قلعہ میں بھی نہ تھی اور اس سے زیادہ تو کسی قوم صعب نہ تھی جس کی طرف سے ہمارے دلوں میں کبھی خیال تک بھی نہیں گزرتا تھا کہ یہ ہمارے ساتھ ہمارے ہی ملک کے اوپر ہم سے کبھی لڑیں گے۔ یہ دراصل ان کو قحط اور بھوک نے یہاں تک پہنچایا اور ان کے پیغمبر کے خیفہ نے انہیں یہاں تک بھیج دیا کہ وہ ہمارا ملک ہم سے چھین کر ہمیں یہاں سے نکال دیں۔ اس کے بعد ہرقل نے جو کچھ چاہا سو اس کے ذریعہ اس اور معلوم کیا تھا اس ان کے سامنے بیان کیا جس کے جواب میں ارکان دوست نے ایک زبان ہو کر کہا آپ ہمیں ان کے مقابلہ کے لئے روزانہ کر دیتے وہ اپنی مراد میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے انہیں ان کے نبی کے شہر میں پہنچ کر ان کے حب کی جزیں تک اکھاڑ پھینکیں گے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔

واقعی کہتے ہیں کہ ہرقل نے جب ان کے چہروں کو ہش اور ان کی تدابیر کو احتیاط و حزم کے ساتھ ملاحظہ کیا اور مستعد پایا تو آٹھ ہزار سوار جو تہارت چاہا اور شہنشاہی تھے منتخب کر کے ان پر چار سردار بہت بڑے ماہرین فن میں سے بھیجے جاتے تھے مقرر کئے۔ اول با صلیق، دوسرے اس کا بھائی جرجیس تھا۔ تیسرے اوالی شرط ۱۲، چوتھے حاکم غزہ ۱۲، و سقلا ۱۲ صلیق تھا۔

یہ چاروں بہادر شجاعت و درایت میں ضرب المثل تھے، انہوں نے زبردستی نہیں سامان درست کیا، زینت دکھائی۔ ان پادری نے ان کے حق میں فتح و نصرت کی دعا نہیں، نکلیں کہ اے اللہ! جو ہم میں سے حق پر ہو اس کی مدد کرنا۔ رجب وں میں جو خوش بودار چیز جلائی جاتی ہے اس کی انہیں دہائی دی گئی۔ معمولی ۱۲ کا پانی تھوکر ان پر چھڑکا گیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے خود انہیں رخصت کیا۔ راستہ ہلانے کی غرض سے نصرانی عرب آگے آگئے ہوئے۔

۱۲۔ خسرو ہر جرمز بن نو شیر و ان اس جگہ مراد ہے اور کسری بادشاہان فارس کا لقب ہے ۱۲

۱۲۔ جرمز ۱۲، کجی گروہ جو مصل کے رہنے والے تھے۔ ۱۲۔ امن

۱۲۔ نام موضع ۱۲۔ امن

۱۲۔ نام موضع

۱۲۔ معمولی ۱۲ کا پانی کو کہتے ہیں جو پلوں و تہرک مریدوں کے سر پر چھڑکتے ہیں۔ ۱۲۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یاسر بن ہشیم کا بیان ہے کہ حضرت یزید بن ابی سفیان رومی لشکر سے تین روز قبل مع اپنی فوج کے مقام تبوک پہنچ چکے تھے۔ چوتھے روز اصحاب رسولؐ کا ارادہ تھا کہ آئے یزید بن ہشیم کو دور سے انہیں سردازی دکھائی دی۔ یہ دیکھ کر مسلمان ہوشیار ہو گئے۔ حضرت یزید بن ابی سفیان نے ایک ہزار لشکر ربیعہ بن عمر کی سرکردگی میں دے کر ایک کھنڈ گاؤں میں چھپ دیا اور ایک ہزار کو لے کر سامنے ہو گئے۔ لڑائی کے لئے صفیں مرتب کیں۔ چند نصاب بیان کیں، خداوند تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر کیا اور فرمایا یاد رکھو خداوند تعالیٰ جل جلالہ، تم سے مدد کا وعدہ کیا ہے۔ اکثر جگہ فرشتوں کی فوج بھیج کر تمہاری مدد کی۔ قرآن شریف میں فرمایا:

كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ۔

”اکثر مرتبہ بہتر قہوڑی اور چھوٹی جماعت، بہت بڑی جماعت پر خدا کے حکم سے غالب آ جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہے۔“

ہمارے آقا و مولا جناب رسول اللہؐ فرما گئے ہیں کہ الحمة تحت ظلال السیوف کے تلواریں کے سایہ تھے جنت ہے۔ بہادران اسلام سب سے پہلے لشکر جو شام میں جہاد کے لئے نئے اصغر کے مقابلہ پر آیا وہ تمہارا ہی ہے۔ اب جو مسلمانوں کے لشکر تم سے آ کر ملیں گے اس کے اصل تم ہی شہر ہو گئے۔ دوسرے لشکر محض ملنے والے یا مدد و معاون ہوں گے۔ تمہیں بھی چاہئے کہ تم وہی کر کے دکھاؤ جو تمہاری طرف سے مسلمانوں کا گمان ہے۔ دشمن تمہارے مقابلہ پر ہے اس لئے احتیاط رکھو کہ وہ تمہارے قتل کی امید کریں۔ تم خداوند تعالیٰ کی مدد کرو۔ باری تعالیٰ تمہاری مدد فرمائیں گے۔“

حضرت یزید بن ابی سفیان ابھی یہ نصائح کر رہے تھے کہ سامنے سے رومیوں کی فوج کے پیش رو اور اس کے پیچھے خود فوج پہنچ گئی۔ عربوں کو کم دیکھ کر سمجھے کہ بس اتنی ہی فوج ہے۔ اپنی زبان میں نہایت کثرت آواز کے ساتھ آپس میں کہنے لگے جو تمہارے ملک پر قبضہ کرے حرمت کی پروردہ ری اور تمہارے بادشاہوں کے قتل کا ارادہ ہے آئے ہیں، گھیر لو، صلیب سے مدد چاہتا کہ وہ تمہیں مدد دے اور ایک دم حملہ کر دیا۔

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بڑی ہمت و جرأت کے ساتھ حمد کا جواب دیا، لڑائی شروع ہوئی۔ دیر تک لڑائی رہی، رومی اپنی کثرت کی وجہ سے غالب آ گئے اور انہوں نے سمجھ یا کہ ہم نے مسلمانوں پر قبضہ کر لیا۔ اپنا کھنڈ ربیعہ بن عمر مع اپنی فوج کے تکبیر کے نعرے لگاتے اور اپنے آقا و مولا سید البشر جناب رسول اللہؐ پر زور زور سے درود پڑھتے عربی گھوڑوں پر سواراہر کی طرح گرجتے ہوئے نمودار ہوئے۔ آپ نے اس زور سے حملہ کیا کہ حید کا علم لہر لگے۔ رومیوں نے جس وقت اس کمین گاہ سے آنے والے لشکر کو دیکھا ان کی ہمتیں ٹوٹ گئیں اور ان کے دلوں میں خداوند تعالیٰ نے ایب رعب ایل دیا کہ ان کے پیر اکھڑ گئے اور بھاگ پڑے۔ ربیعہ بن عمر کی نظر باطلیق پر پڑی جو اپنے لشکر کو لڑائی کی ترغیب و تحریص داکر انہیں جنگ پر آمادہ کر رہا تھا۔ آپ نے قیادے سے معلوم کیا کہ سارا لشکر معلوم ہوتا ہے۔ یہ سوچ کر آپ نے نہایت بہادری اور دلیری کے ساتھ ایک ایب نیز و مار کہ اس کے تمام پہلو کو چیرتا ہوا دوسری طرف نکل گیا۔ باطلیق بے ہوش ہو کر رہا۔ رومیوں نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تھے تب ہشام گئے اور میدان طامان رسول اللہؐ کے ہاتھ رہا۔

واللہ تعالیٰ عبد اللہ بن حنم سے روایت کرتے ہیں کہ اس لڑائی میں ہمارے ہاتھ سے خداوند تعالیٰ نے دو ہزار دوسو رومیوں کو ہتھ تیغ

کرایا اور ایک سو بیس مسلمان جو اکثریت قبیلہ سکاسک کے تھے، شہید ہوئے۔

ہزیمت خوردہ رومیوں سے مخاطب ہو کر جڑجھیس بولا میں کس منہ سے بادشاہ ہرقل کے پاس حاضر ہوگا؟ سخت افسوس کی بات ہے کہ مسلمانوں کی تھوڑی سی فوج نے کس دلیری اور بہادری کے ساتھ ہمارے بڑے بڑے سواروں کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ ہمارے خون سے زمین رنگ دی۔ لاشوں کے تودے لگا دیے۔ میں اس وقت تک نہیں لوٹ سکتا جب تک کہ بھائی کا بدلہ نہ لے لوں یا میں بھی اسی سے چلوں۔ رومی یمن کر ایک دوسرے کو سرزنش اور طاعت کرنے لگے۔ شرمندگی کو دور کرنے کے لئے پھر لوٹے۔ ایک جگہ خیمے نصب کر کے سامان درست کیا۔ لڑائی کا نہایت زور کے ساتھ اہتمام کیا۔ جب سب سامان درست ہو گیا اور پڑاؤ کو نہایت مستحکم مضبوط کر چکے تو ایک نصرانی عرب کو جس کا نام قدح بن وائلہ تھا بلا کر کہا کہ تو مسلمانوں کے لشکر میں ان سے جا کر کہہ کہ وہ اپنے لشکر میں سے ایک زبردست فتنہ گرد اور تجربہ کار کو ہمارے پاس بھیج دیں تاکہ ہم اس سے دریافت کریں کہ وہ یہاں آنے سے کیا مقصد رکھتے ہیں۔

قدح بن وائلہ ایک تیز سبک رو گھوڑے پر سوار ہو کر مسلمانوں کے لشکر میں آیا۔ قبیلہ اوس کے چند شخصوں نے اپنے لشکر کی طرف ایک اجنبی کو آتے دیکھ کر دریافت کیا کہ یہاں آنے سے کیا غرض ہے۔ قدح نے جواب دیا کہ ملکی معاملات اور آپ کے یہاں آنے کا مقصد دریافت کرنے سے غرض ہے ہمارے سردار لشکر آپ کے ایک فتنہ گرد اور تجربہ کار شخص کو بلاتے ہیں۔ حضرت ربیعہ بن عمر نے کہا کہ میں جاؤں گا۔ حضرت یزید بن ابی سفیان نے فرمایا کہ یہ بیعت تمہارا جانا منسوب نہیں ہے۔ کیونکہ تم نے کل کی لڑائی میں ان کے ایک بڑے عہدیدار کو قتل کیا تھا۔ آپ نے کہا یاری تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں: قتل لیس یصینا الا ما کتب اللہ لہ ما هو مولانا۔ یعنی اے رسول! آپ کہہ دیجئے کہ ہمیں کوئی مصیبت نہیں پہنچتی مگر وہی جو خداوند تعالیٰ نے ہمارے لئے لکھ دی ہے اور وہ خداوند تعالیٰ ہمارے ساتھ ہیں۔ تیز میں آپ اور تمام مسلمانوں کو اس کی نصیحت کرتا ہوں کہ آپ حضرات کی تمام توجہ میری طرف رہے۔ اگر رومی میرے ساتھ کوئی بے وفائی یا فریب کاری کریں اور اس وجہ سے میں ان پر حمداً اور ہوں تو تم بھی ان پر معاملہ کرو۔

یہ کہہ کر آپ گھوڑے پر سوار ہوئے اور تمام مسلمانوں کو سلام کر کے دشمن کی طرف چل دیئے۔ جس وقت آپ حریف کے خیموں کے قریب پہنچے تو قدح بن وائلہ نے کہا کہ بادشاہ کے لشکر کی تعظیم کیجئے اور گھوڑے سے اتر لیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں ایسے شخص نہیں ہوں کہ عزت چھوڑ کر ذلت اختیار کروں۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ میں اپنا گھوڑا دوسرے کے سپرد کر دوں۔ میں سوائے خیمہ کے دروازہ کے اور کسی جگہ نہیں اتروں گا۔ اگر آپ کو یہ منظور نہیں ہے تو میں لوٹ جاتا ہوں، کیونکہ آپ لوگوں نے ہی ہمیں بلایا ہے ہم نے آپ کے پاس کسی طرح پیغام نہیں بھیجا۔

قدح بن وائلہ نے یہ تمام قصہ رومیوں سے جا کر بیان کیا۔ انہوں نے آپس میں مشاورت کی اور کہا کہ یہ عربی لوگ قول کے بہت کچے اور بات کے سچے ہوتے ہیں، جس طرح وہ آنا چاہے آئے دو۔ چنانچہ آپ اسی طرح گھوڑے پر سوار خیمہ تک تشریف لے گئے اور خیمہ کے قریب پہنچ کر گھوڑے سے اترے اور گھوڑے کی باگ تھام میں تھا ہے ہوئے زمین پر دوڑا تو بیٹھ گئے۔

جڑجھیس نے کہا ہمارے نزدیک بہت ہی کمزور تھے، ہمارے دل میں کبھی اس کا شبہ بھی نہیں گزرتا تھا کہ تم ہم سے

کسی وقت لڑو گے اور ہم پر کبھی چڑھ بھی آؤ گے۔ اب تم ہم سے کیا چاہتے ہو؟ آپ نے فرمایا ہماری یہ خواہش ہے کہ تم ہمارا دین قبول کرو اور جو ملک ہم پڑھتے ہیں تم بھی وہی پڑھو اور اگر یہ منظور نہیں ہے تو ہمیں جزیہ دیا کرو اور اگر اس میں بھی کسی طرح کا پس و پیش ہے تو یاد رکھو کہ اس سب سے اچھا فیصلہ کرتی ہے۔“ جرجیس نے کہا کہ اس میں کیا حرج ہے اور اس میں کونسا امر مانع ہے کہ تم ملک فارس پر چڑھائی کرو اور ہم سے صلح اور دوستی رکھو۔ آپ نے فرمایا ملک فارس کی نسبت چونکہ تمہارا ملک ہم سے قریب ہے اور خداوند تعالیٰ احکم الحاکمین نے ہمیں حکم دیا ہے کہ:

قاتلوا الذین یلوّنکم من الکفار و لیجذوا الیکم غلظہ.

ترجمہ: ”یعنی جو کفار تم سے قریب ہیں ان سے لڑو اور چاہئے کہ وہ تمہیں زیادہ قوی پائیں۔“

جرجیس نے کہا کہ کیا تم پر کوئی کتاب بھی نازل ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں جیسے تمہارے نبی پر انجیل مقدس نازل ہوئی تھی، اس نے کہا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم ہم سے اس شرط پر صلح کر لو کہ ہم تمہارے ہر ایک آدمی کو ایک دینار اور ایک اونٹ غلہ اور تمہارے سردار کو سو دینار اور دس اونٹ غلہ اور تمہارے خلیفہ کو ایک ہزار دینار اور سو اونٹ غلہ دے دیں اور ہمارے آپ کے درمیان ایک صلح نامہ بدیں مضمون مرتب ہو جائے کہ نہ تم ہم سے کبھی لڑو اور نہ ہم تم سے کبھی جنگ جو ہوں۔ آپ نے فرمایا ایسا کبھی نہیں ہو سکتا، میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ اول تو اسلام، دوسرے جزیہ اور تیسرے تلوار ہے۔ اور بس اس نے کہا کہ ہم سے یہ تو کبھی نہیں ہو سکتا کہ مذہب تبدیل کر کے مسلمان ہو جائیں۔ کیونکہ ہم اپنے دین سے بہتر کسی مذہب کو نہیں دیکھتے اور جزیہ سے بہتر مر رہنا ہے۔ بس بہتر یہی ہے کہ ہم مر رہیں، تم ہم سے زیادہ جنگ جو نہیں ہو کیونکہ ہماری فوج میں اولاد بظرفہ اور عاتقہ مدیدان تلوار اور نیزہ کے ماہرین موجود ہیں۔ اس کے بعد جرجیس نے دربان کو حکم دیا کہ حقیلیہ نامی پادری کو بلا کر لائے تاکہ اس بدوی کے ساتھ مناظرہ کیا جائے۔

حضرت ربیعہ بن عامرؓ سے ایک پادری کا مناظرہ

واقعی کہتے ہیں کہ ہر قل بادشاہ روم نے اس فوج کے ساتھ ایک پادری روانہ کیا تھا جو اپنے دین کا عالم ہونے کے ساتھ ساتھ مناظرہ میں بھی بہت مشرق تھ۔ چنانچہ وہ آیا اور جرجیس نے اس سے کہا کہ اے بولی قادر (بزرگ باپ) آپ اس شخص سے ان کے دین کے متعلق کچھ دریافت کر کے ہمیں بتائیے۔ حقیقلہ نے حضرت ربیعہ بن عامر سے دریافت کیا کہ اے عربی بھائی! ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک نبی عربی قریشی پیدا کرے گا جس کی علامت اور شناخت یہ ہوگی کہ اس کو اللہ تعالیٰ آسمانوں پر بلا دے گا کیا تمہارے نبی کے ساتھ ایسا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں ہمارے حضور سرور کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو باری تعالیٰ جل شانہ نے آسمانوں پر بلایا اور خود اپنی کتاب مجید میں اس کے متعلق فرمایا کہ

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلان المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ۔

”پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو رات رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس میں ہم نے خوبیاں

رکھی ہیں تاکہ ہم اپنی نشانیوں میں سے دکھلا دیں۔“ (پارہ ۱۵ سورۃ بنی سرائیل آیت)

پادری نے کہا ہماری کتابوں میں یہ بھی موجود ہے کہ اس نبی اور اس کی امت پر ایک ماہ کے روزے فرض ہوں گے اور اس مہینہ کا

نام رمضان ہوگا۔ آپ نے فرمایا یہ بھی ٹھیک ہے، ہم پر ایک مہینہ کے روزے بھی فرض کئے گئے ہیں اور اس وقت قرآن شریف میں اس طرح بیان کیا ہے **رمضان الذى انزل فيه القرآن** یعنی رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن شریف نازل آیا گیا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے **كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم**، یعنی تمہارے اوپر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے کہ تمہارے سے پہلے لوگوں پر کئے گئے تھے۔“

اس کے بعد پادری نے پوچھا کہ ہم نے اپنی کتاب میں یہ بھی پڑھا ہے کہ اگر ان کی امت میں سے کوئی شخص ایک نبی کرے گا تو اس کے مدعا میں دس نیکیوں کا ثواب لکھا جائے گا اور اگر ایک بدی کرے گا تو اس کے مدعا میں ایک ہی بدی لکھی جائے گی۔ آپ نے فرمایا ہماری کتاب میں اس کو اس طرح بیان آیا گیا ہے۔

”من جاء بالحسنة فله عشر امثالها ومن جاء بالسيئة فلا يجزي الا مثلهما، جس کا ترجمہ بعینہ وہی ہے۔“
پادری نے پھر سوال کیا کہ ہمارے یہاں لکھا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی امت کو ان پر درود بھیجے گا حکم دے گا۔ آپ نے فرمایا اس کے متعلق خداوند تعالیٰ نے اس طرح فرمایا ہے:

ان الله وملكته يصلون على النبي يا ايها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما۔

”اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم بھی درود و سلام بھیجو۔“

پادری جس وقت یہ جوابات سن چکا تو بہت متعجب ہوا اور سردارانِ شہر سے کہنے لگا کہ حق اسی قوم کے ساتھ ہے۔ اس وقت کے بعد ایک دربان نے برجیس سے کہا کہ وہ یہ بدوی ہے جس نے کل تیرے بھائی کو قتل کیا تھا۔ برجیس یہ سن کر آگ بولہ ہو گیا اور مارے فصرے کے آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ چاہا کہ آپ پر حملہ کرے، مگر آپ فوراً سمجھ گئے، چندی سے بجلی کی طرح اٹھے، شمشیر قبضہ میں لے کر برجیس کے اس زور سے ایک ہاتھ مارا کہ وہ زمین پر را۔ روٹی آپ پر حملہ آور ہوئے۔ آپ گھوڑے پر سوار ہو کر مل من مبارز کا ٹھہرا لگے سرد مقابل بن گئے۔

حضرت یزید بن ابی سفیان نے جب اس طرح رن پڑتا ہوا دیکھا تو آپ نے پکار کر کہا مسلمانو! تمہارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کے ساتھ اعداء دین نے غداری کی تم بھی فوراً حملہ کرو۔ یہ سنتے ہی مسلمانوں نے حملہ کر دیا۔ ایک فوج دوسری فوج کے ساتھ بالکل مل گئی تھی۔ رومی بڑے استقلال کے ساتھ لڑ رہے تھے کہ چانک مسلمانوں کی ایک دوسری فوج جو ہر سرکردگی شریعیں بن حسنہ کا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آ رہی تھی دکھائی دی۔ مسلمانوں نے جس وقت مین لڑائی میں اپنے بھائیوں کو آتے دیکھ تو حوصلہ بڑھ گیا اور اس زور سے حملہ کیا کہ رومیوں میں گھس کر تمام کے سروں کو تھوڑا کی بجھینے چڑھا دیا۔

واقعی کہتے ہیں کہ اس لڑائی میں آٹھ ہزار رومیوں میں سے ایک شخص بھی زندہ نہیں بچا تھا، تب تک چونکہ شام سے زیادہ فوج پر تھا اس لئے عربوں نے تقرب کر کے سب کو قتل کر دیا تھا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے ان کا مال تاراجی گھوڑے، خیمے، ذریعے اور تمام خزانہ قبضہ میں کیا۔ شریعیں بن حسنہ سے مع ان کے ہمراہان کے ملاقات کی، سلام دینا کے بعد ایک جگہ پڑاؤ کیا۔

حضرت شریعیں نے غنیمت کے مال کے متعلق حضرت یزیدؓ اور حضرت ربیعہؓ سے مشورہ کیا۔ دونوں حضرات نے شتفق اسفطہ ہو کر فرمایا کہ غنیمت کا تمام مال جو ہم نے رومیوں سے حاصل کیا ہے حضرت صدیق اکبر خلیفہ رسولؐ کی خدمت میں روانہ کر دیا جائے تاکہ اس مال کو دیکھ کر مسلمانوں کے دل میں جہاد کا شوق پیدا ہو اور مسلمان جوق در جوق اس طرف آویں۔ چنانچہ یہی رائے

بہتر سمجھی گئی اور سوائے اسلحہ اور سامان جنگ کے شہادہ بن اوس کو پانچ سو سواروں کے ساتھ تمام مال و اسباب دے کر خلیفہ رسولؐ کے حضور میں بھیج دیا گیا تاکہ اس سے مسلمانوں کو تقویت حاصل ہو اور باقی لشکر ارض تبوک میں ٹھہر گیا تاکہ مسلمانوں کا آنے والا لشکر ان سے یہاں مل جائے۔

واقعی کہتے ہیں کہ شہادہ بن اوس یہ اسباب لے کر مدینہ طیبہ پہنچا تو جس وقت مسلمانوں نے انہیں دیکھا عجبیر و تہلیل کی آوازیں بلند کیں۔ اللہ اکبر کی گونجنے والی آواز حضرت ابوبکر صدیقؓ تک پہنچی تو آپؓ نے اس کا سبب دریافت فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا حضور! شہادہ بن اوس مال غنیمت لے کر آئے ہیں۔ ابھی یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ شہادہ بن اوس مع ہمراہیوں کے آپہنچے اور سوار یوں سے اتر کر اہل مسجد میں جا کر تحصیۃ المسجد کی نوافل ادا کیں۔ پھر سردار دو جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر سلام پڑھا۔ اس کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کے بعد فتح کی خوشخبری سنائی۔ رومیوں کے متعلق تمام قصہ بیان کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سجدہ شکر ادا کیا اور اس کو فال نیک تصور فرما کر اس مال غنیمت سے مسلمانوں کا ایک دوسرا لشکر مرتب فرمایا۔ اس کے بعد آپؓ نے ایک خط اہل مکہ معظمہ کے نام ارسال فرمایا جس میں جہاد کی ترغیب دی گئی تھی جو حسب ذیل ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اہل مکہ معظمہ کے نام مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط ابوبکر عبداللہ بن قحطہ کی طرف سے تمام اہل مکہ مکرمہ اور اس کے مضافات والوں کے نام ہے۔

”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“ بعد! میں نے مسلمانوں کی طرف سے ان کے دشمنوں پر جہاد کرنے اور مکہ شام فتح کرنے کا تہیہ کر لیا ہے، اس لئے آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ آپ باری تعالیٰ جل مجدہ کے فرمان واجب الاذعان کے پورا کرنے کی طرف فوری توجہ کیجئے۔ باری تعالیٰ فرماتے ہیں ”تم (جہاد میں) جایا کرو (خواہ) تھوڑے سامان سے ہو (خواہ زیادہ سامان سے ہو) اور اپنے مال اور جانوں کے ساتھ خداوند تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو، یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم واقف ہو۔“ یہ آیت تمہارے یہاں ہی نازل ہوئی تھی، اس لئے تم ہی پر زیادہ حق ہے، جو شخص اس کو سچ کر دکھائے اور اس کے حکم کو نافذ کر دے وہی سب سے زیادہ بہتر ہے۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرے گا اللہ تبارک و تعالیٰ اس کی مدد فرمائیں گے اور جو شخص اس کام سے اپنے آپ کو علیحدہ رکھے گا اللہ تبارک و تعالیٰ کو اس کی کوئی پروا نہیں، تم جنت عالیہ کی طرف جس کے خوشہ انگور عقیقہ سے ملنے والے ہیں اور جس کو خداوند تعالیٰ نے مجاہدین و مجاہدین اور انصار وغیرہ کے لئے تیار کی ہے دوڑو۔ حسبن اللہ ونعم الوکیل۔“

آپؓ نے س پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر لگائی اور عبداللہ بن حذافہ کو دے کر روانہ کیا۔ انہوں نے مکہ مکرمہ پہنچ کر ایک کرخت آواز سے پکارا۔ لوگ ان کے پاس آئے اور انہوں نے وہ خط نکال کر سب کے سامنے پڑھا۔ اس وقت کرسمیل بن عمرؓ حارث بن ہشام اور مکرمہ بن ابی جہل کھڑے ہوئے اور ایک زبان ہو کر کہنے لگے ہم نے اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلانے والے کی دعوت کو قبول کر لیا اور رسول اللہؐ کے قول کو سچ مان لیا۔ حارث بن ہشام اور مکرمہ بن ابی جہل

نے کہا ”قسم ہے خداوند تعالیٰ کی ہم دینِ خدا کی مدد و اعانت سے کبھی پیچھے نہیں رہ سکتے۔ آخر کب تک ہم ان لوگوں سے جو ہم سے پہلے سبقت کر چکے پیچھے پڑے رہیں۔ یہ صحیح ہے کہ جو اشخاص ہم سے قبل پہل کر چکے وہ اپنی منزل مقصود کو پہنچ گئے اور ہم ان سے اس نعمتِ عظمیٰ میں موخر رہے مگر کم از کم ہمارا نام ان سے ملنے والوں کی فہرست میں تو لکھ جانا چاہئے۔“

آخر عمرِ مدہ بن ابی جہل جی قوم بنی مخزوم سے چودہ آدمی لے کر نکلے اور سہیل بن عمرو بنی عامر کے چالیس جوانوں کے ساتھ جن میں حارث بن ہشام بھی شامل تھے تیار ہو کر آئے۔ ان کے عداوہ مکہ معظمہ کے بہت سے آدمی ان کے ہمراہ ہوئے اور یہ پانچ سو نفر کی ایک جماعت تیار ہو کر مدینہ طیبہ کی طرف چل دی۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ایک خط قوم ہوازن اور ثقیف کے نام بھی تحریر فرمایا تھا، اس قوم کے بھی چار سو آدمی مدینہ شریف کی طرف چلے۔

والدہ رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ بن سعید سے روایت کرتے ہیں، ابو عامر کا بیان ہے کہ ہم حائف میں تھے کہ ہمارے پاس حضرت صدیقؓ کا وانا نام پہنچا کہ کس کے پڑھتے ہی ہوازن و ثقیف کے چار سو آدمیوں نے لپیک کہہ۔ راستہ میں اہل مکہ معظمہ بھی ہم سے مل گئے اور ہم کل نو سو سوار جن میں سے ہر ایک شخص کا قول یہی تھا کہ میں تنہا نو سو سوار ان روی کا مقام بلکہ کر سکتا ہوں، مدینہ طیبہ کی طرف چلے جس وقت مدینہ طیبہ میں پہنچے، پہنچ! میں پڑاؤ کیا۔ حضرت صدیق اکبرؓ کو اطلاع پہنچی۔ آپؐ نے حکم بھیجا کہ جس جگہ آپ لوگوں نے پڑاؤ کیا ہے وہاں سے جس جگہ تمہارے دوسرے بھائی یعنی شریصل بن حسنہ اور یزید بن ابی سفیان اور ربیعہ بن عامر ٹھہرے ہوئے ہیں چلے جاؤ۔ اس وقت یہ تمام حضرات جرف میں قیام پذیر تھے، ہم نے وہاں پہنچ کر بیس روز قیام کیا۔ دوسرے دو دسم سے آ کر مٹنے جاتے تھے۔

شداد بن اوس فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ خلیفہ اول مع چند مہاجرین و انصار کے ایک روز تشریف لائے اور کھڑے ہو کر آپؐ نے ایک برج سے تقریر فرمائی خداوند تعالیٰ کی حمد اور رسولؐ کی نعت کے بعد آپؐ نے فرمایا:

”لوگو! خداوند تعالیٰ جل مجدہ نے مسلمانوں پر جہاں اور فرائض مقرر فرمائے وہیں جہاد بھی ایک فرض ہے جس کا ثواب بھی خداوند تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا ہے۔ تمہیں چاہئے کہ اپنی نیوٹوں کو پاک و صاف اور اپنے رب العزت کے فریضہ کی ادائیگی اور اپنے ہادیِ برحق کی سنت کے اتباع میں جلدی کریں۔ آپؐ جس نیک کام کی طرف جارہے ہیں اس میں دو ہی باتیں ہیں، فتح یا شہادت! اگر آپؐ کو شہادت نصیب ہوگئی تو جو حضرات آپؐ سے پہلے انتقال کر چکے ہیں آپؐ ان سے جا ملیں گی اور جو شخص آپؐ میں سے مر جائے گا تو اس کا اجر، ربی تعالیٰ جل جلالہ پر ہے۔“

عبداللہ بن سعید کہتے ہیں کہ میں نے ابو عامر سے کہا کہ آپؐ کچھ تعریف حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بھی فرمادیں۔ آپؐ نے کہا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ ”گندی رنگ، چھریرے بدن دراز قد کے آدمی تھے اور آپؐ کی ریش مبارک زیادہ گھنی نہیں تھی۔“

۱۔ پہنچ! یہی جگہ کہتے ہیں جہاں ہر قسم کے درخت موجود ہوں، یہ جگہ مدینہ شریف کے گورستان کی ہے اس جگہ اہل بیت اور اصحابؓ ہر کے مزارات

ابو عامر کہتے ہیں چار سو آدمی حضرموت ۱ سے بھی آئے تھے۔

حضرت ابو بکرؓ نے ایک خط اسید بن سلمہ کلابی اور بنی کلاب کے نام بھی ارسال فرمایا تھا جس میں جہاد روم کے لئے دعوت دی گئی تھی۔ یہ لوگ جمع ہوئے اور ضحاک بن سفیان بن عوف نے کھڑے ہو کر ایک تقریر کی اور قوم کلاب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

”اے حضرات بنی کلاب آپ تقویٰ کو اپنا شعار بنائیے اور خلیفہ رسولؐ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے دین محمدؐ کی نصرت کے لئے تیار ہو جائیے۔“

یہ بن کر ایک بوڑھا شخص جو چند مرتبہ ملک شام کی سرکرا آیا تھا کھڑا ہوا اور کہا ضحاک! تو ہمیں ایک ایسی قوم سے لڑنے کی ترغیب دیتا ہے جن کے پاس عزت، قوت، نیز سامان حرب اور بے شمار گھوڑے موجود ہیں۔ اہل عرب میں اتنی طاقت کہاں ہے کہ وہ باوجود قلت تعداد اور گرگی اور ضعف کے ان کا مقابلہ کر سکیں۔ آپ نے فرمایا رسول اللہؐ کی فتوحات فوج کی زیادتی اور سامان حرب کی کثرت پر نہ تھی بلکہ اعلاء کلمت اللہ پر تھی جس کے لئے آپؐ مبعوث فرمائے گئے تھے۔ غالباً آپؐ حضرات کو یاد ہوگا کہ جنگ بدر ۲ (کبریٰ) میں آپؐ کے ساتھ کل تین سو تیرہ آدمی تھے جنہوں نے ان قریش ۳ کے ساتھ کہ بن کے پاس بہت سا لشکر، سامان حرب، گھوڑے اور بہت زیادہ اسلحہ تھے مقابلہ کیا اور اسی پر کیا منحصر ہے، جب تک آپؐ دنیا میں تشریف فرما رہے فتح برابر آپؐ کے پیروں پر رہی اور نصرت ہمیشہ پایہ رکاب رہی تھی۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

نیز آپؐ کے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو دیکھئے۔ جس وقت آپؐ خلیفہ مقرر ہوئے تو آپؐ نے خود اپنی آنکھ سے دیکھ لیا کہ مرتدین کو کس طرح تلوار سے مغلوب کر دیں۔ آپؐ یاد رکھئے جب تک قبیلہ خیر اور قبیلہ طے کی طرح مسلمانوں کی امداد نہیں کر دے اس وقت تک خلیفہ رسولؐ اور تمام مسلمانوں کی آنکھ میں عین نہیں ہو سکتے۔ میں تمہیں خداوند تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ تم عرب میں اپنی قوم کو ذلیل مت کراؤ، تمہارے پاس بہ نسبت دوسرے عربوں کے زیادہ گھوڑے اور اونٹ موجود ہیں، نیز تعداد لشکر اور اسلحہ میں بھی تم ان سے بڑے ہوئے ہو، تم خداوند تعالیٰ جل مجدہؑ سے ڈرو اور خلیفہ رسولؐ کے حکم کے سامنے فوراً تسلیم خم کر لو۔“

واقعی فرماتے ہیں کہ جس وقت بنی کلاب نے حضرت ضحاک کی یہ گفتگوئی تو آنکھیں کھل گئیں۔ چنے میں جلّت کی، اونٹوں پر علاوہ بار برداری کے خود بھی سوار ہوئے۔ عربی گھوڑے ساتھ لئے اور مدینہ طیبہ کے قریب پہنچ کر اسلحہ زیب تن کر کے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔ حضرت صدیق اکبرؓ اسی وقت لشکر اسلام ملک شام کی طرف روانہ کرنے کے لئے باہر نکلے تھے، آپؐ سے ملاقات ہوئی جس وقت آپؐ نے بنو کلاب کو دیکھا آپؐ ان کی مدد سے بہت خوش ہوئے اور ان کو حکم دیا کہ یہ مسلمانوں کے لشکر میں شامل ہو جائیں۔ آپؐ نے ایک فوجی نشان ان کے لئے تیار کر کر ضحاک بن ابی سفیان کے سپرد فرمایا۔ حضرت ضحاک کچھ گھوڑے اور اونٹ لائے تھے۔ آپؐ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے حضور میں اس غرض سے پیش کئے کہ وہ غزوہ

۱۔ یفحیم وشمیم ورح آن ایک شہر نیز ایک قبیلہ کا نام۔ ۲۔ اہل

۳۔ بدر نام موضع وچاہو قریش نے اس جگہ خود لیا تھا، بدر کبریٰ مقدس صغریٰ ہے جو ۳ھ میں وقوع پذیر ہوا تھا۔

۴۔ قریش تغیر قریش کے جس کے چند منی ہیں یک باور وریائی کا نام ہے جو اپنے دیگر اجناس پر نہ لب رہتا ہے نیز شہر سوار نام قبیلہ معروف کے جس کا جد اعلیٰ نضر بن کنانہ تھا، چونکہ قوم قریش اپنی شہمت و شوکت کی وجہ سے تمام قبیلوں پر نہ لب رہتی تھی اس لئے قریش کے لقب سے ملحق تھی۔ ۱۳

روم میں کام آسکیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے جب ان گھوڑوں کو دیکھ تو چونکہ تمام گھوڑے گرے تھے۔ آپ بہت زیادہ خوش ہوئے اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہؐ سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے "خیل ایمن مجملہ طلعتہ" یعنی یمن کے گھوڑے پچکایاں تیز ہوتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ لشکر کے جمع ہونے سے ایک ہنگامہ اور شور برپا ہو گیا اور امپ جریں و انصار آ کر شامل ہو گئے اور حریف میں ایک بڑا بھاری لشکر جمع ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ارادہ فرمایا کہ اس تمام لشکر پر حضرت امین الامتہ ابوسعیدہ بن جراح کو کمانڈر انچیف (تمام فوج کا افسر) اور ان کے طلوعہ یعنی ہراول پر سعید بن خالد بن سعید بن عاص کو جو ایک شریف اور جوان شخص تھے سردار مقرر کریں۔ کیونکہ سعید بن خالد نے حضرت صدیق اکبرؓ کے حضور میں عرض کیا تھا کہ جس وقت آپ کا ارادہ ہوا تھا کہ میرے والد خدو جو جناب کی فوج کے افسر تھے انہیں ہراول کا سردار مقرر کریں تو مسلمانوں نے اس کی مخالفت کی تھی اور آپ نے ان کو معزول کر دیا تھا۔ تاکہ انہوں نے اپنے آپ کو راہ خدا میں وقف کر دیا تھا۔ اسی طرح میں نے اپنے آپ کو خداوند تعالیٰ کے راستہ میں وقف کر رکھا ہے۔ اور میں نے ہمیشہ آپ کی دعوت اور بیعت کو قبول کیا ہے، کبھی سرومقاوت نہیں کیا اگر اس وقت آنجناب اس ہراول کو میرے زیر کمان کر دیں تو مجھے امید ہے کہ وہ اللہ باری تعالیٰ مجھے کبھی عاجز نہ دیکھیں گے۔"

چونکہ سعید اپنے باپ سے لڑائی میں زیادہ تجربہ کار اور اچھے شہسوار تھے اس لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انہیں ایک نشان مرحمت فرما کر وہ جزا سواروں پر مقرر کر دیا ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے جس وقت یہ سنا کہ سعید بن خالد نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ایسی خواہش ظاہر کی تھی اور آپ نے ان کو وہ جزا سواروں پر مقرر کر دیا ہے۔ تو آپ کو بہت برا معلوم ہوا۔ آپ حضرت صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا خلیفہ رسول اللہؐ آپ نے یہ نشان سعید بن خالد کے واسطے یہ رکرایا ہے حالانکہ دوسرے اشخاص ان سے بہتر تھے جن پر سعید کو ترجیح دی گئی۔ نشان بتاتے وقت جو گفتگو سعید بن خالد نے دشمنوں کے خلاف کی و اللہ آپ اس بات کو سچ کہنے کے میرے سوا وہ کسی کے متعلق نہیں تھے۔ قسم ہے خدا کی کہ میں نے کبھی اس کے بارے میں کوئی بات نہیں کہی اور نہ کبھی کسی طرح اس سے دشمنی کی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ آپ سے یہ سن کر بہت شش و پنج میں پڑ گئے۔ کیونکہ آپ کو یہ بھی برا معلوم ہوا کہ سعید کو معزول کریں اور یہ بھی ناگوار ہوا کہ حضرت عمر فاروقؓ کے خلاف کریں۔ اول تو حضرت عمر فاروقؓ کی محبت آپ کے دل میں، نیز ان کا خیر خواہانہ مشورہ، تیسرے رسول اللہؐ کے نزدیک ان کا مرتبہ بہت بلند تھا۔ آپ گھبرا کر اٹھے اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس تشریف لے جا کر تمام قصہ بیان فرمایا۔

انہوں نے عرض کیا، حضرت اباجان! آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ ہمیشہ دین کی فلاح و بہبود پر نظر رکھتے ہیں اور اپنی گفتگو میں ہمیشہ نصائح فرماتے ہیں۔ ان کے دل میں کسی مسلمان کی طرف سے کسی قسم کا بغض نہیں ہے۔ یہ سن کر آپ نے ابی ارویٰ الدوسی کو بلا کر حکم دیا کہ سعید بن خالد کے پاس جا کر کہو کہ جو نشان تمہیں دیا گیا تھا اس کو میرے پاس واپس بھیج دو۔

یہ اشقر کا ترجمہ ہے، صطحت میں اشقر اس گھوڑے کو کہا ہے جس میں سفیدی و سرخی ہوتی ہو، اردو میں ایسا گھوڑا گرہ کہلاتا ہے اور آسری و سفیدی کے پھلے پھلے ہندو داغ ہوں تو اردو میں سرخی اچھی کہتے ہیں۔ ۱۴۱ھ

ج طلعہ عربی میں اس لشکر کو کہتے ہیں جو دشمن کی خبر گیری اور اس کی نفس و حرکت کو معلوم کر کے اطلاع دیتا رہے، اردو میں اس کو ہراول کہتے ہیں۔ ۱۴۲ھ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں بھی اس لشکر میں تھا۔ سعید بن خالد حریف میں ہمیں نماز پڑھا رہے تھے جب ابی اروی الدوسی پہنچے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کا حکم سنایا، سعید نے نشان زد کو فوراً واپس کر دیا اور کہنے لگے کہ واللہ میں خدمت دین میں اپنے آپ کو وقف اور خداوند تعالیٰ کے راستہ میں اپنے نفس کو پابند کر چکا ہوں میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے علم کے نیچے جہاں کہیں اور جس کسی کے ہاتھ میں بھی ہوگا خوب دل کھول کر لڑوں گا۔

حضرت ابوبکرؓ صدیق کا حضرت ابوعاص کو افسر مقرر کرنا

واقعہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اس فکر میں تھے کہ ابوجہدہ کے ہراول کا سپہ سالار کس شخص کو کیا جائے؟ اسنے میں سہیل بن عمر، مکرمہ بن ابوجہل اور حارث بن ہشام آپہنچے یہ حضرات اسلحہ سے مسلح اور اس بات کے خواہش مند تھے کہ خلیفہ اعظم فوج کا علم ان کے سپرد کریں۔ آپ نے جب ان کی خواہشات کا اندازہ فرمایا تو حضرت عمرؓ روقؓ سے مشورہ کیا۔ آپ نے جواب دیا کہ اس کام میں یہ ٹھیک نہیں معلوم ہوتا۔ حارث بن ہشام حضرت عمرؓ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ ابوجہدہ قبل از اسلام آپ ہمارے لئے تیغ بران تھے، اب جب کہ خداوند تعالیٰ نے ہمیں اپنے دین کی ہدایت کر دی تب بھی آپ خویش و اقرب کا لحاظ نہیں کرتے۔ حالانکہ باری تعالیٰ نے صلہ رحمی اور قرابت کے حقوق کی ادائیگی کا حکم فرمایا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ میں اس بارے میں ان لوگوں کو مقدم سمجھتا ہوں جنہوں نے اسلام لانے میں سبقت لی تھی۔

سہیل بن عمر کہنے لگے کہ اگر آپ سابیوں کو ہی مقدم سمجھتے ہیں تو واللہ ہم ہم اس سے سرمو تجاوز نہیں کرتے اور آپ کی نافرمانی کسی حالت میں نہیں کر سکتے۔ ہم نے ایام پابلیت میں رسولؐ کے مقابلہ پر لڑائی کے اندر جتنا خرچ کیا ہے اس وقت ہم اس سے دوگن خرچ کریں گے اور جتنی مرتبہ رسول اللہؐ کے مقابلہ پر (العیاذ باللہ منہ۔ مترجم) نکل کے آئے اور پھرے، اب دشمنان خدا کے مقابلہ میں اس سے دوچند بھر کڑیں گے۔

مکرمہ بن ابوجہل نے کہا لوگو! میں تمہیں خدا کے سامنے گواہ کرتا ہوں، میں خداوند تعالیٰ کے راستہ میں اپنے نفس کو قید اور اپنی جان کو اس کے سپرد کر چکا ہوں۔ میں، میرے ساتھی، اولاد اور میرا مال ہم سب اس کے راستہ میں وقف ہیں، ہم کبھی جہاد سے نہیں پھر رہے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کا ولولہ اور قوت ایمان دیکھ کر یہ دعا فرمائی:

اللھم بلغھم الفضل ما یؤملون و اجزھم اجرھم باحسن ما کانوا یعلمون۔

”الہا العالین! آپ ان کی امیدوں سے انہیں زیادہ مرتبہ پر پہنچا دیجئے اور ان کے اعمال سے بہتر ان کو جزا دیجئے۔“

اس کے بعد آپ نے عمرو بن عاص بن وائل الہمسی کو بجا کر علم ان کے سپرد فرمایا اور کہا میں مکہ معظمہ، ثقیف، طائف، ہوازن، بنی کلاب اور حضرموت کی فوجوں پر تمہیں امیر مقرر کرتا ہوں، تم فلسطین پہنچ کر ابوجہدہ کو لکھو کہ اگر تمہیں مکہ کی ضرورت ہو تو میں موجود ہوں، تم کوئی کام ابوجہدہ کے مشورہ کے بغیر مت کرنا۔ اب تم رخصت ہو جاؤ خداوند تعالیٰ جل مجدہ تمہارے اور ان کے ارادوں میں برکت عطا فرمادیں۔

عمرو بن عاص حضرت عمرؓ روقؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ دشمنوں پر میری جتنی اور جہاد میں میرے صبر سے خوب واقف

ہیں، اگر آپ خلیفہ رسول اللہؐ سے میری سفارش کر دیں کہ وہ مجھے ابوعبیدہؓ پر امیر مقرر کر دیں تو بہت بہتر ہے۔ رسول اللہؐ کے نزدیک جو کچھ میرا مرتبہ تھا اس سے بھی آپ بخوبی واقف ہیں اور مجھے خداوند تعالیٰ سے امید بھی ہے کہ وہ میرے ہاتھ پر فتح دیں گے اور دشمنان دین کو ہلاک کر دیں گے۔“

حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا جو کچھ تم کہہ رہے ہو صحیح ہے، میں تمہیں جھوٹا نہیں سمجھتا، مگر میری یہ خوشی نہیں ہے کہ تم ابوعبیدہؓ پر حاکم ہو کر جاؤ۔ میرے نزدیک ابوعبیدہؓ کا مرتبہ تم سے بڑھا ہوا ہے۔ نیز سبقت اسلام بھی انہوں نے تم سے پہل کی تھی۔ نبیؐ ان کے متعلق فرماتے تھے ابو عبیدہ امین هذه الامة یعنی ابوعبیدہ اس امت کے امین ہیں۔ عمرو بن عاصؓ کہنے لگا اگر میں ان کا انصر بنایا جاؤں تو اس سے ان کی تحقیر یا تذلیل نہیں ہوتی نہ ان کے مرتبہ میں کوئی فرق آتا ہے۔ آپ نے کہا افسوس ہے عمرو! تو دنیا کا شرف اور مرتبہ چاہتا ہے، خدا سے ڈر، تقویٰ اختیار کر اور آخرت کا شرف چاہ۔ خداوند تعالیٰ کی طرف لو لگا۔ عمرو بن عاصؓ کہنے لگا، واقعی بات تو یہی ہے جو آپ نے فرمائی۔

غرض عمرو بن عاصؓ نے فوج کو کوچ کا حکم دیا، فوج آپ کے زیرِ کمان تھی، مکہ معظمہ کے باشندوں کا دستہ آگے آگے تھا اور اس کے پیچھے بنو کلاب، اصنافی، ہوازن اور ثقیف کے علی المرتبہ رسالے تھے۔ مہاجرین و انصار کا لشکر اس لئے ٹھہر گیا تھا کہ وہ ابوعبیدہ بن جراح کی سرکردگی میں جانے والے تھے۔ عمرو بن عاصؓ نے اپنے لشکر ہراول کا سردار سعید بن خالد کو مقرر کیا تھا۔ ابوالدرداءؓ کہتے ہیں کہ عمرو بن عاصؓ کے لشکر میں میں بھی موجود تھا اور انکی کے وقت جو نصیحتیں اور فرامین حضرت ابوبکرؓ نے بیان فرمائے تھے میں نے بھی ان کو خوب سنا تھا۔ آپ نے فرمایا تھا:

”خداوند تعالیٰ سے ظاہر و باطن میں ڈرتے رہنا، خلوت میں اللہ سے شرم کرنا کیونکہ وہ تیرے اعمال ہمیشہ دیکھتے رہتے ہیں۔ تم یہ خود جانتے ہو کہ میں نے تمہیں تم سے بہتر اور بزرگ و باعزت لوگوں پر حاکم مقرر کیا ہے۔ آخرت کے لئے کام کرو، اپنے اعمال سے اپنے مولا یعنی باری تعالیٰ کو خوش رکھو۔ اپنے ساتھیوں پر باپ جیسی شفقت کرو، چلنے میں جلدی اور بھاگ دوڑ مت کرو، ساتھیوں کے خیر گیراں رہو۔ ان میں ہر طرح کے لوگ موجود ہیں ضعیف و ناتواں بھی ہیں، اور تم کو دور کا سفر درپیش ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے دین کے ناصر ہیں اس کو تمام ادیان پر قوت دیں گے اگرچہ مشرکین کو یہ ناگوار معلوم ہو۔ جس وقت تم اپنے اس لشکر کو لے چلو تو جس راستہ سے یزید بن ابی سفیان ربیعہ بن عمرو اور شریح بن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم گئے ہیں اس راستہ کو مت جاؤ بلکہ ایلہ کے راستہ سے جاؤ۔ انشاء اللہ تعالیٰ فلسطین پہنچ جاؤ گے۔ وہاں پہنچ کر مخبر اور جاسوس مقرر کر کے ابوعبیدہ کے تمام حالات معلوم کرتے رہنا۔ اگر وہ اپنے دشمنوں پر ظرف یاب اور فتح مند ہوں تو تم فلسطین میں ہی دشمنوں سے لڑنا اور اگر انہیں تمہارا امداد اور کمک کی ضرورت ہو تو ان کی کمک کے واسطے یکے بعد دیگرے سہیل بن عمر، بکرہ بن ابی جہل، حارث بن ہشام اور سعید بن خالد کے زیرِ کمان لشکر روانہ کرتے رہنا اور جس کام پر میں تمہیں مقرر کرتا ہوں اس میں کسی طرح کی سستی اور تغافل نہ کرنا، کابلی سے جس قدر ممکن ہو پہنچا۔ دشمن کی زیادہ فوج دیکھ کر یہ نہ کہنا کہ ہمیں ابوبکر بن قاف نے دشمن کے ایسے زعمے میں پھانس دیا اور اتنی بڑی فوج کے مقابلہ میں بھیج دیا کہ جس سے لڑنا ہماری قوت سے باہر ہے۔ کیونکہ عمرو! تم بہت جگہ دیکھ چکے ہو کہ بسا اوقات ہم باوجود قلت تعداد کے مشرکین کی بے شمار فوجوں سے لڑ پڑے ہیں۔ واقعہ جنگ خبیر بھی تمہیں یاد ہوگا اور مدسلوں کی فتح بھی آنکھوں کے سامنے پھرتی ہوگی۔“

اسے عہدِ امپراجین و انصار اہل بدترہاری معیت میں ہیں ان کی تعظیم و تکریم کرنا، ان کے حقوق کو پہچانا، ان پر اپنی حکومت کے گھنٹہ سے کسی طرح کی تعدی نہ کرنا۔ نہ اپنے دل میں کسی طرح کا تکبر کرنا کہ مجھے ابوبکرؓ نے چونکہ ان پر حاکم مقرر کر دیا ہے لہذا میں ان سے بہتر ہوں۔ نفس کے فریبوں سے بچنا، اپنے آپ کو مثل ان کے ایک سپاہی سمجھنا۔ جس وقت کوئی کام درپیش ہو ان سے مشورہ کیا کرنا۔ نماز سب سے بڑی چیز ہے اس کا خاص انتظام رکھنا۔ جس وقت نماز کا وقت ہو فوراً اذان کہلانا، کوئی نماز بغیر اذان کے نہ پڑھنا۔ جس وقت تمام لشکر اذان کو سن چکے تب آکر نماز پڑھنا۔ لشکر میں سے جو حضرات تمہارے ساتھ باجماعت نماز ادا کریں گے تو بہت افضل ہوگا اور جو شخص اپنی قیام گاہ پر بیٹھے میں ہی پڑھ لے گا اس کو بھی نماز کا پورا ثواب ہوگا۔

اچھیوں کی بات خود سنا، دوسرے پر نہ نانا، دشمن سے ہمیشہ ڈرتے رہنا۔ اپنے ساتھیوں کو قرآن شریف کی تلاوت کی تاکید کرتے رہنا، محافد اور نگہبان باری باری سے مقرر کرنا، پھر تم ہمیشہ ان پر محافظ رہنا۔ رات کو اپنے ہمراہیوں کے ساتھ زیادہ بیٹھنا۔ جب کسی کو کوئی سزا دو تو زیادہ سختی نہ کرنا۔ اتنی مہلت اور ڈیل بھی نہ دینا کہ خود تجھ پر ہی دلیر اور شیر ہو جاویں۔ جب تک ممکن ہو کسی کے در سے نہ لگانا کیونکہ خوف ہے کہ وہ بھگ کر دشمن سے چلے اور تمہارے مقابلے پر اس کو کمک پہنچا دے۔ کسی شخص کے راز کی پردہ داری نہ کرنا اور محض ظاہری باتوں پر اکتفا کرنا۔ اپنے کام میں کوشش کرنا۔ دشمن سے مقابلے کے وقت خداوند تعالیٰ کی تصدیق کرنا، بات میں ہمیشہ وصیت کو مقدم رکھنا۔

ساتھیوں کو اس بات کی تاکید رکھنا کہ وہ کسی کام میں غلو اور زیادتی نہ کریں اور اگر کریں تو انہیں اس کی سزا دینا، جس وقت اپنے ساتھیوں کو نصیحت کرو تو مختصر نصیحت کرنا۔ اپنے نفس کی اصلاح کرنا تاکہ تمہاری رعایا کی اصلاح رہے۔ رعیت کی بہ نسبت بادشاہ اپنے فضل و عمل میں باری تعالیٰ سے زیادہ مقرب ہوتا ہے۔ میں نے جنہیں تمہارے اہل عرب ساتھیوں پر حاکم مقرر کیا ہے لہذا ہر ایک قبلہ اور ہر گروہ کی قدر و منزلت پہچاننا مہربان باپ کی طرح ان سے سلوک کرنا۔ کوچ کے وقت تمام لشکر کی خبر رکھنا۔ کچھ لشکر ہر اول کے طور پر مقرر کر کے آگے آگے رکھنا اور جن پر زیادہ اعتماد ہو ان کو اپنے پیچھے حفاظت کے لئے رکھنا۔ جس وقت دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو صبر کرنا، استقلال رکھنا، پیچھے نہ ہٹنا تاکہ تمہاری بزدلی اور ضعف و عاجزی نہ ظاہر ہو۔ قرآن شریف کے پڑھنے کی ساتھیوں کو تاکید رکھنا کہ بالاتزام پڑھیں۔ زمانہ جاہلیت وغیرہ کے ذکر و اذکار سے ساتھیوں کو روکنا کیونکہ اس سے آپس میں دشمنی پیدا ہوتی ہے۔ دنیا کی زیب و زینت سے اعراض کرنا حتیٰ کہ تم ان لوگوں سے جو تم پہلے حالت گشتی میں انتقال کر چکے ہیں، جامو۔ جن کی مدح و تحریف قرآن شریف میں موجود ہے۔ ایسے لوگوں میں اپنے آپ کو شریک کرنا۔ باری تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَجَعَلْنَاهُمْ أُمَّةً يَتَّبِعُونَ بَٰمِرَانًا وَ اَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فَعَلِ الْخَيْرَاتِ وَ اِقَامِ الصَّلَاةَ وَ آتِ الزَّكَاةَ وَ كُنْ اَوْفًا
لِّنَا عَابِدِينَ۔

”اور ہم نے ان کو پیشوا بنایا کہ وہ ہمارے حکم کی ہدایت کرتے ہیں اور ہم نے ان کے دلوں میں نیک کام ڈال دیئے اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کے اور وہ ہمارے لئے عاجزی کرنے والے ہیں۔“

”بس اب خداوند تعالیٰ کی برکت اور مدد کے ساتھ رخصت ہو جاؤ، میں جنہیں خداوند تعالیٰ نے ڈرتے رہنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ اللہ کے راستہ میں جہاد کرو، کافروں سے لڑو، جو شخص خداوند تعالیٰ سے مدد طلب کرتا ہے اس کی باری تعالیٰ ضرور مدد فرماتے ہیں۔“

حضرت عمرو بن عاص کی سرکردگی میں جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں یہ فوج اشرک فلسطین کی طرف چل دیا۔ اگلے روز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے فوجی نشانات تیار کرائے اور ان کو تمام افواج اسلامیہ کا سربراہ مقرر کر کے حکم دیا کہ اپنے لشکر کو لے کر بے حد کی طرف روانہ ہو جائیں اور فرما یا امین الامت جو خاص گنہگار میں نے عمرو بن عاص کو کئے ہیں انہیں تم سن چکے ہو، میں اب تمہیں رخصت کرتا ہوں۔ ابو عبیدہ ہیہ سن کر رخصت ہوئے۔

حضرت ابو بکر صدیق ؓ جس وقت انہیں رخصت کرے واپس تشریف لائے تو آپ نے خالد بن ولیدؓ کو بلا کر قبلیہ خم و جذام پر حاکم مقرر فرمایا اور ایک لشکر زحف^۱ (تیار) جو سو سو اوروں پر مشتمل تھا آپ کے ساتھ کیا اور سیاہ رنگ کا ایک نشان جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا آپ کو دے دیا۔ یہ سو سو روہ تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اکثر لڑائیوں میں اپنی چٹائی کا ثبوت دے کر خراج تحسین وصول کر چکے تھے۔

اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے خالد بن ولید کو مخاطب کر کے فرمایا:

”اے ابوسید! میں نے تمہیں اس تمام لشکر پر حاکم مقرر کیا ہے تم ملک امیہ اور فارس کی طرف یہ لشکر لے جاؤ مجھے خداوند تعالیٰ کی ذات پاک سے امید ہے کہ وہ ان کو تمہارا لکھ لکھ کر دے گا تمہارے ہاتھ سے فتح کرائیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ العزیز تمہاری نصرت و اعانت کریں گے۔“

یہ کہہ کر آپ نے انہیں رخصت فرمایا اور حضرت خالد بن ولید نے عراق کی طرف رخ کیا۔

روہیم بن عمر کہتے ہیں کہ اقص بن سیف مولیٰ ربیع بن قیس اشکری کا بیان ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے جو لشکر امیہ اور فلسطین پہ سرکردگی حضرت عمرو بن عاص روانہ فرمایا تھا اور جس کے سمیر دار سعید بن خالد بن سعید تھے میں اس میں موجود تھا۔ حضرت سعید بن خالد کو میں نے دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں نشان تھا۔ آپ اس کو بخش دیتے جاتے تھے اور یہ اشعار رجز یہ پڑھتے جاتے تھے۔

(ترجمہ اشعار) ہم ایک چھوٹے سے لشکر کے ساتھ جو بہترین قوم سے ہے چلے ہیں۔ اہل شام کے باغیوں یعنی کافروں کی طرف، جو صلیب کے بندے اور برے لوگ ہیں، میں بہت جلد ان کو زمین پر تیغ بران سے گرداؤں گا۔ میں ان سے خوب اچھی طرح نیزہ بازی کروں گا اور میدان کارزار میں کسی چیز سے نہیں ڈروں گا۔ اس جنگ سے میرا مقصد سوائے اپنے رب کی جنتوں کے کچھ نہیں اور تم کی قیامت کے روز میں بھی نیکیوں کی صف میں کھڑا ہو جاؤں۔“

روہیم بن عمر کہتے ہیں کہ میں نے رک بن جناب سے سنا ہے وہ فتح شام کے کثرت راویوں کے حوالے سے فرماتے تھے کہ انہیں اشعار مذکور بالا و شعر حیل بن حسنہ کا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز پڑھا تھا جس روز غیثہ رسول اللہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ عنہ نے انہیں یزید بن ابی سفیان اور ربیعہ بن عمر کے پیچھے پیچھے روانہ کیا تھا۔

واقفی کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ جب شام اور عراق کی طرف لشکر ان اسلام کو روانہ کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ خداوند تعالیٰ سے فتح و نصرت کی دعا مانگ رہے تھے۔ مسلمانوں کی طرف سے آپ کے دل میں بے حد قلق اور اضطراب تھا۔ حضرت عثمان ذوالنورین ؓ نے اس رنج و الم کے آثار آپ کے چہرہ مبارک سے معصوم کر کے عرض کیا کہ جناب کو کس چیز کا رنج ہے؟

۱۔ عربی میں رحف و شمر ہے جو ان کی طرف چلنے کے لئے تیار ہو۔ اس کتاب میں جہاں لشکر زحف آئے گا سنجد بھی شمر اور ہواگا۔ ۲۔ من

آپ نے فرمایا مجھے مسلمانوں کی افواج کا غم ہے۔ مجھے خداوند تعالیٰ کی ذات سے قوی امید ہے کہ وہ ان کو دشمنوں پر فتح دیں گے اور خدا نہ کرے کہ مجھے ان کی وجہ سے کوئی غم اٹھانا پڑے۔

حضرت عثمانؓ نے عرض کیا کہ واللہ! مجھے کبھی کسی لشکر کے خروج سے آج تک اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی کہ اس لشکر کے جانے سے ہوئی جو ملک شام کی طرف گیا ہے۔ کیونکہ اللہ عز وجل نے اپنے نبی حضرت محمدؐ سے اس کی فتح اور خیر کا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ عز وجل کا قول اور وعدہ کبھی خلاف نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا واللہ! مجھے یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ رسول اللہ کا قول بالکل حق اور بجا ہے اس میں کسی طرح شک و شبہ نہیں، ہم ضرور بالضرر دروم اور فارس پر فتح یاب ہوں گے مگر ہمیں یہ معلوم نہیں کہ وہ فتح اسی جگہ میں ہوگی یا کسی دوسرے موقع پر حاصل ہوگی اور کس لشکر کے ہاتھ سے ہوگی۔

حضرت عثمانؓ نے دواؤں کو دیکھ کر کہا یہ صحیح ہے لیکن باری تعالیٰ جل مجدہ سے ہمیں اچھائی گمان اور نیک ہی توقع رکھنی چاہئے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کا خواب

کہتے ہیں کہ اس رات حضرت ابو بکر صدیقؓ نے خواب دیکھا کہ عمرو بن عاصؓ اپنے ساتھیوں کے ایک جگہ و تاریک گھٹی کے اندر سخت پریشانی کی حالت میں ہیں۔ انہوں نے ارادہ کیا کہ میں اس سے انگوں، آپ نے گھوڑے کو کمیز کیا اور آپ کی فوج نے بھی آپ کا اتباع کیا۔ آپ یہاں سے نکلے اور اچانک ایک ایسے سرسبز و شاداب مقام پر پہنچ گئے کہ جو بہت زیادہ وسیع اور ترازو کا مقام تھا۔ آپ نے یہاں پڑاؤ کیا اور اس جگہ انہیں بہت آرام ملا۔ اس خواب کو دیکھ کر حضرت ابو بکر صدیقؓ بہت خوش ہوئے اور حضرت عثمانؓ نے تعبیر کی کہ مسلمانوں کو انشاء اللہ فتح ہوگی۔ غریب معلوم ہوتا ہے کہ شروع میں عمرو بن عاصؓ اور ان کی فوج کو بہت وقت کا سامن ہوگا اور بعد میں کامیابی ہوگی۔

واللہ کی کہتے ہیں کہ زمانہ طبیعت نیز زمانہ اسلام میں ہمیشہ سے معمول تھا کہ تجارت پیشہ لوگ (تجار) ملک شام سے گئیوں، جو روغن زیتون، مٹی، سیب، انجیر لاکر مدینہ طیبہ میں فروخت کیا کرتے تھے۔ جس زمانہ میں حضرت ابو بکر صدیقؓ لشکر اسلام کی ترتیب اور فوج کی روانگی کا سامن فرما رہے تھے اس وقت بھی یہ تجارت آئے ہوئے تھے۔ ایلہ اور فلسطین کے متعلق حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو جو احکام فرمائے تھے انہوں نے بھی سنے تھے۔ ہر قل بادشاہ دروم سے جا کر انہوں نے یہ خبر نیز حالات جنگ تک جس میں شریکین کو ہزیمت ہوئی تھی سب بیان کر دیئے۔ ہر قل نے تمام ارکان دوست و ہارین فن حرب اور پار دیوں کو جمع کر کے انہیں اس خبر سے مطلع کیا اور کہا:

”اے بنی اسرائیل! وہی معاملہ اور قصہ ہے جس کی خبر میں مدت سے تم کو دیا کرتا تھا، اس نبی کے اصحاب یقیناً یہ میرا تاج و تخت چھین لیں گے ورنہ وہ وقت بہت قریب ہے جب کہ وہ اس ملک کے مالک ہو جائیں گے۔ تب تک میں جو تمہاری فوج تھی وہ کاٹ ڈالی گئی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے تمہاری طرف لشکر روانہ کر دیا ہے اسے غریب پہنچا ہی سمجھو۔ اس وقت مناسب یہی ہے کہ تم خود دار بن جاؤ، اپنے دین اور شریعت اہل و عیال اور جان و مال کی حفاظت کے واسطے دل کھول کر لڑو۔ اگر اس وقت تم سستی کر گئے تو یاد رکھو کہ عرب تو تمہارے ملک کی مالک اور مال پر قابض ہو جائے گی۔“

۱۔ یہ خبر کا ترجمہ ہے یہ ایک پبلشنگ کمپنی کے ہوتا ہے اس نے سیب سی ترجمہ کر دیا گیا ۱۴۲۰ھ

یہ سن کر تمام کے تمام جہوک کے مقتول کو یاد کر کے رونے لگے۔ ہر قل ان کا رونا دیکھ کر بولا مرد ہو کر روتے ہو، اس کو چھوڑ دو، رونا عورتوں کا کام ہے۔ تمہیں چاہئے کہ اجنادین کے مقام پر اپنی جمعیت قائم کرو۔ ہر قل کے دزیرے کہا، ہماری خواہش ہے کہ آپ ہمارے سامنے ان لوگوں کو بلا کر جنہوں نے آپ کو اس بات کی خبر دی ہے، دریافت کریں۔ ہر قل نے حکم دیا اور ایک سپاہی ایک نصرانی کو جو قہقہے سے تھلے لے کر حاضر ہوا۔ ہر قل نے دریافت کیا کہ تجھے مدینہ (طیبہ) چھوڑے ہوئے کتنے دن ہوئے؟ اس نے کہا پچیس روز۔ ہر قل نے کہا مسلمانوں کا سردار کون شخص ہے؟ نصرانی نے جواب دیا کہ سردار عرب کا نام ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہے۔ انہوں نے ایک لشکر مرتب کر کے تمہارے ملک کی طرف روانہ کر دیا ہے۔ میں نے ان لوگوں کو اچھی طرح دیکھا ہے بڑے چست و چالاک مستعد و مضبوط آدمی ہیں۔ ہر قل نے کہا تو نے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو بھی دیکھا یا نہیں؟ اس نے کہا ہاں دیکھا ہے انہوں نے تو خود مجھ سے ایک چادر چادر ہم کو خرید کر اپنے شانوں پر ڈالی تھی، وہ ایک معمولی آدمی کی طرح بلا کسی امتیاز اور فرق کے صرف دو کپڑوں کے اندر بازاروں میں پھرتے رہتے ہیں۔ لوگوں کے حقوق کی نگرانی کر کے کمزور شخصوں کا حق قوی لوگوں سے دلاتے رہتے ہیں۔ ہر معاملہ میں قوی اور ضعیف ان کی نگاہ میں یکساں ہیں۔

اس کے بعد ہر قل نے کہا اچھا ان کا حلیہ بیان کرو۔ کہا کہ ان کا قد لانا گندم گوں رنگ رخسار ہلکے اور پتلے ہیں۔ انگلیوں کے جوڑ کشادہ اور آپ کے اگلے دانت نہایت خوبصورت ہیں۔ ہر قل یہ سن کر ہنس پڑا اور کہا کہ یہ تو وہی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلیفہ ہیں جو ہم نے بنی کنانوں میں لکھا دیکھا ہے کہ آپ کے بعد امر خلافت ایسے ایسے شخص کے سپرد ہوگا۔ تیز ہماری کتابوں میں یہ بھی موجود ہے کہ اس شخص کے بعد جو دوسرا شخص منصب خلافت پر قائم ہوگا وہ سیاہ چشم دراز قد، گندمی رنگ شیر ہر کے مانند ہوگا اور اس شخص کے ہاتھ میں حق اور دشمنوں کی جلاوطنی ہوگی۔ نصرانی بولا کہ ایسے شخص کو بھی میں نے ان کے ہمراہ دیکھا ہے اور وہ کسی وقت ان سے جدا نہیں ہوتا ہے۔

ہر قل نے کہا کہ مجھے کامل یقین ہو گیا۔ میں نے پہلے ہی رومیوں کو سمجھایا تھا اور فلاح و بہبود کی دعوت دی تھی مگر میری ایک نہ سنی اور اطاعت سے انکار کر دیا۔ اب رومی بہت جلد سوریہ سے نکال دیئے جائیں گے۔

اس کے بعد ہر قل نے سوسے کی ایک صلیب بنوا کر سردار لشکر رومیوں کی کوئے کر کہا کہ میں اپنے تمام لشکر پر تجھے حاکم مقرر کرتا ہوں تو بہت جلد افواج اسلام تک پہنچ کر فلسطین کو ان کے قبضہ اور تصرف سے روک دے کیونکہ یہ ایک بہت خوبصورت فراخ شہر ہے بلکہ ہماری عزت اور سلطنت اسی کی بدولت ہے۔ رومیوں اسی روز لشکر کو مرتب کر کے اجنادین کی طرف روانہ ہو گیا۔

واقعی فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت عمرو بن عاص اہلہ کو ہوتے ہوئے فلسطین پہنچے۔ آپ کے تمام جانور کمزور اور لاغر ہو گئے تھے۔ آپ نے ایک نہایت سرسبز مقام دیکھ کر پڑاؤ کیا اور اونٹ گھوڑوں کو چرنے چھوڑ دیا جس کی وجہ سے ان کی تسکین اور لاغری باقی رہی۔ ایک روز مہاجرین و انصار رحمہم اللہ تعالیٰ نے جمع ہو کر کراؤ کی متعلق مشورہ شروع کیا تھا کہ اچانک عامر بن عدی جو ایک برگزیدہ اور بزرگ مسلمان تھے پہنچے اور چونکہ اکثر ان کے عزیزا و اقارب شام میں رہتے تھے جن کے پاس یہ اکثر آیا جایا کرتے تھے، اس لئے یہ شام کے شہروں اور راستوں سے خوب واقف تھے اور اس وقت بھی آپ و جین سے تشریف لارہے تھے۔ مسلمانوں نے آپ کو دیکھ کر حضرت عمرو بن عاص کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت عمرو بن عاص نے ان کا چہرہ متغیر دیکھ کر فرمایا۔ عمار! کیا بات ہے؟ کیوں گھبرائے ہوئے ہو؟ آپ نے جواب دیا کہ میرے پیچھے پیچھے رومیوں کا ایک لشکر جو نہایت عمدہ گھوڑوں پر سوار ہے کانٹے

اور درختوں کو کھینچتا اور کاٹتا چلا آ رہا ہے۔

حضرت عمرو بن عاصؓ نے فرمایا: تم نے تو مسلمانوں کے دلوں میں کفر کا رعب بھردیا۔ ہم اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے ان کے مقابلہ میں مدد مانگتے ہیں۔ یہ بتلاؤ کہ تم نے ان کی کس قدر فوج کا اندازہ لگایا ہے؟ عامر نے جواب دیا کہ یہ امیر! میں نے ایک بہت بلند پہاڑ پر چڑھ کر ان کے لشکر کا اندازہ کیا تھا۔ واوی! احمر جو فلسطین میں ایک بہت بڑا مقام ہے ان کے نشانوں، نیزوں اور صلیبوں سے پڑا تھا۔ میری رائے میں ایک لاکھ آدمیوں سے وہ کسی طرح کم نہیں۔ مجھے اسی قدر معلوم ہو سکا ہے کہ اور بس۔ اس کے بعد انہوں نے اس کی معافی چاہی جس سے مسلمانوں کے گھبرا جانے کا اندیشہ تھا۔

حضرت عمرو بن عاصؓ کا لشکر اسلام سے خطاب اور مشاورت

حضرت عمرو بن عاصؓ نے یہ سن کر مسلمانوں سے کہا: ”ہم خداوند تعالیٰ سے مدد مانگتے ہیں۔ کیونکہ طاقت و قوت سب اسی بزرگ و برتر کے قبضہ میں ہے۔“ پھر آپ صحابہ رسول اللہؐ کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا:

”لو! میں اور آپ امر جہاد میں برابر ہیں، خدا کے دشمنوں کے مقابلہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے استعانت چاہو اور اپنی شریعت اور دین کے واسطے دل کھول کر لڑو، جو شخص ہم میں سے قتل ہو گیا وہ شہید ہو گیا اور جو باقی رہا وہ معید ہو گیا۔ جو کچھ تمہاری رائے ہو اس سے بھی مجھے اطلاع دو۔“

یہ سن کر ہر شخص نے اپنی عقل کے موافق جو رائے صائب تھی بیان کی۔ بادید عرب کے ایک گروہ نے کہا اے امیر! بہتر یہ ہے کہ آپ ہمیں ایک جنگل میں لے کر چلیں اور وسط جنگل میں پڑاؤ کریں۔ ان لوگوں کو اس جگہ حملہ کرنے کی جرات نہیں ہو سکتی اور نہ وہ اپنے قلعے اور گاؤں کو چھوڑ سکتے ہیں۔ جس وقت ان کو ہماری متعلق یہ خبر پہنچے گی کہ ان کا پڑاؤ عین جنگل کے بیچ میں ہے تو ان کی جمعیت متفرق ہو جائے گی۔ اس وقت ہم ان پر غفلت کی حالت میں حملہ کر دیں گے اور اگر خدا نے چاہا تو کامیاب ہوں گے۔

سنبیل بن عامر نے کہا کہ یہ مشورہ تو بزدلوں کا ہے۔ مہاجرین و انصار میں سے بعض حضرات نے کہا کہ ہم نے رسول اللہؐ کے ساتھ بہت تھوڑی جمعیت سے لڑے بڑے لشکروں کو ہزیمت دے دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے تم سے نصرت اور مدد کا وعدہ فرمایا اور صبر کا حکم دیا ہے اور خداوند تعالیٰ کا صبر برین کے ساتھ اچھا ہی وعدہ ہوتا ہے۔ خود قرآن شریف میں فرمایا ہے:

قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلِيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً۔

”جو کفار تمہارا نزدیک ہوں ان سے لڑو اور وہ تمہارا ہندو شدت اور سختی پاویں۔“

اور یہ تم خود جانتے ہو کہ ہم دشمن کے پاس موجود ہیں اور دشمن ہمارے قتل کے درپے ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا: قسم ہے خدا کی! میں ان کے مقابلہ اور کفر کے قتل سے کبھی باز نہیں آ سکتا اور نہ میری گواہی میں چل سکتی ہے جس کا دل چاہے میدان جنگ میں ٹھہرے اور جس کا دل چاہے لوٹ جائے مگر یاد رہے کہ جو شخص نیک کام سے بھاگے گا خداوند تعالیٰ سے بھاگ کر کہیں نہیں چلا سکتا۔“

حضرت عمرو بن عاصؓ مسلمانان مکہ معظمہ کا قول اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی یہ تقریریں سن کر نہایت خوش ہوئے اور فرمایا اے ابن فاروق جو میری خواہش تھی وہ تم نے پوری کر دی اور جو میرے دل میں تھا وہ گویا تم نے اپنی زبان سے ادا کر دیا۔ میں چاہتا ہوں

کہ تمہاری سرکردگی میں کچھ جوان دے کر بطور ہ اول کے اپنے لشکر سے آئے روانہ کروں تاکہ تم حریف کے لشکر کی حرکت اور اس کے سکون کی اطلاع اور اس بات کی خبر دیتے رہو کہ ہم اس طرح اور کون سے طریقہ سے دشمن کے ساتھ لڑ سکتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا آپ کا جوارا وہ ہے آپ پورا کریں میں اپنے نفس کے تعقیق بخل نہیں ہوں کہ اس کو خداوند تعالیٰ کی راہ میں صرف نہ کر سوں۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے ایک نشان بنا کر انہیں مرحمت فرمایا اور ایک ہزار سوار بہادران قوم ہی کا ب، طائف اور ثقیف سے ان کی ماتحتی میں دے کر روانگی کا حکم دیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر باقی دن اور تمام رات چتے رہے۔ صبح کے وقت اچانک آپ کو ایک غبار اٹھتا ہوا دکھائی دیا۔ آپ نے اپنے لشکر سے فرمایا کہ یہ غبار اور گرد و شرجی معلوم ہوتی ہے۔ میرا اٹھان ہے کہ یہ رومیوں کا ہراول ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے توقف کیا اور تمام لشکر کو اسی جگہ ٹھہرا دیا۔ پادیاہ اب کی ایک قوم نے کہا کہ آپ ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم جا کر دیکھ آویں کہ یہ گرد و غبار کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جب تک ہمیں پوری تحقیق نہ ہو جائے کہ کیا معاملہ ہے اس وقت تک ایک کا دوسرے سے جدا ہونا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ وہ غبار قریب پہنچ گیا اور اس کے پھٹنے پر معلوم ہوا کہ رومیوں نے اپنے لشکر کے آگے دس ہزار سوار ہراول کے طور پر ایک بطریق اپنے ہمراہی کے سرکردگی میں روانہ کئے ہیں تاکہ لشکر اسلام کی خبریں اس تک پہنچتی رہیں۔ عبداللہ بن عمرؓ نے یہ دیکھ کر اپنے لشکریوں سے مخفی طبع ہو کر فرمایا:

”تم انہیں مہلت نہ دو بلکہ ان پر نوٹ پڑو، آخر تمہارے ہی مقابلے کے لئے تو آئے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر تمہاری امداد فرمائیں گے۔ یاد رکھو ہمیشہ تمہاروں کے سایہ میں ہے۔“

یہ سنتے ہی بہادران اسلام نے اس زور سے تکبیر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھی کہ شجر و چراو چہار پایوں نے اس کا جواب دیا اور تکبیر کے بعد فوراً حملہ کر دیا سب سے پہلے حملہ کرنے والے حکمران بن ابی جہل تھے اور اس کے بعد سہیل بن عمرو پھر ضحاک بن ابوسفیان نے حملہ کیا اور آپ نے لڑکر نرک پکارا۔ ان کے بعد مہاجرین و انصار حملہ آور ہوئے اور آخروں لشکر مل گئے تمہارا اور نیزوں نے اپنا کام کرنا شروع کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ اثناء جنگ میں میں نے ایک رومی کو جو بہت بڑے ڈیل ڈول کا تھا دیکھا کہ وہ لشکر کے یحییٰ میں گھوڑا دوڑائے پھرتا تھا، میں نے دل میں خیال کیا کہ سپہ سالار افواج روم بھی شخص معلوم ہوتا ہے حالانکہ ایرانی کی وجہ سے اس کے چہرے پر گھبراہٹ اور بزدلی چھائی تھی اور وہ اپنے ہماری بھر کم جسم ہونے کی وجہ سے مست اور غضب ناک اونٹ کی طرح پھیر رہا تھا۔ میں نے اس پر حملہ کر دیا اور اپنے نیزے سے اس کی طرف بڑھایا۔ نیزے کی وجہ سے اس کا گھوڑا پیچھے ہٹا۔ میں نے فوراً نیزہ روک لیا۔ یہ دیکھ کر اس پر میرے متعلق یہ دہم سو رہا کہ یہ بھگتا چھتا ہے۔ یہ سوچ کر مجھ پر حملہ کر دیا۔ میں نے نیزہ عہدہ کر کے تمہارے کمر اس کے نیزے پر، رومی جس کی وجہ سے اس کے نیزے کا پھل کٹ کر گر گیا اور اس کے ہاتھ میں شخص ایک لانچی جیسی چیز رکھی۔ میں نے ایک دوسرا تمہارا ہاتھ مارا۔ خدا کی قسم! مجھے خیال پیدا ہوا کہ میں نے اپنی تمہارا ایک پتھر پر بارودی ہے اور اس کے جھکنا کی آواز میرے کانوں میں پہنچی اور مجھے یہ ڈر ہوا کہ کہیں تمہارا نہ ٹوٹ گئی ہو مگر بدستور باقی تھی اور خدا کا دشمن شدت ضرب سے مذہبوں تھا۔ میں نے ایک اور ہاتھ مارا اور اس کے شانہ کی رگ کو کاٹ کر دو کر دیا۔ آخر حریف رُپڑا اور میں نے اس کی زہراتاری۔ شرکین نے جس وقت اپنے سپہ سالار کو گرا دیا اور دیکھا گھبرا گئے اور مسلمان جستی اور چالاکی کے ساتھ ان کو قتل کرنے لگے۔

ضحک بن ابوسفیان اور حارث بن ہشام کو شاباش ہے جو محض خوشنودی خدا کے لئے لڑ رہے تھے۔ اثناء جنگ میں ایک سخت مصیبت میں رقیہ رہ گئے مگر تھوڑی ہی دیر میں خداوند تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی۔ بہت سے مشرکین قتل ہوئے اور اکثر گرفتار کر لئے گئے، بہادران اسلام جمع ہوئے اور مال غنیمت اکٹھا کر کے آپس میں کہنے لگے کہ عبداللہ بن عمر کا حال نہ معلوم ہوا کہ خداوند تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا معامد کیا (یعنی آیا زندہ ہیں یا شہید کر دیئے گئے) بعض نے کہا کہ قتل ہو گئے۔ ایک نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ رقیہ رہ گئے۔ بعض نے کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو چاہے بھی کیا ہوگا عبداللہ بن عمر کے ساتھ ان کے زہد اور عبادت کی وجہ سے اچھا ہی کیا ہوگا۔ ایک نے کہا کہ اگر عبداللہ بن عمر ہمارے ہاتھ سے جاتے رہے تو یہ مقام فتح ان کے ایک بال کے برابر بھی نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں ان کی یہ سب شہادتیں دیکھنے کے لیے چھپچھپا کر اسن رہا تھا، جس وقت تمام غنیمتوں کا تو میں نے زور سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا اور اپنے علم کو بھڑاتا ہوا ان کے سامنے آیا۔ جس وقت مسلمانوں نے میرا علم ملتے ہوئے دیکھا تو میری طرف متوجہ ہوئے اور دیر نہ کیا اے امیر! آپ کہاں تھے؟ میں نے جواب دیا کہ میں سپہ سالار کفار کے مقابلے میں مشغول تھا۔ تمام لوگوں نے مجھے دعا کیں دیں اور کہا کہ یہ فتح اور نصرت تمام آپ کی برکت کا نتیجہ ہیں اور خداوند تعالیٰ نے آپ کی ہی بدولت یہ فتح عنایت کی ہے میں نے جواب میں کہا کہ نہیں بلکہ آپ حضرات کی ہی خوش قسمتی ہے۔ اس کے بعد مسلمانوں نے تمام مال غنیمت جس میں گھوڑے اسلحہ و مال تھا جمع کیا اور چھ سو قیدی گرفتار کئے گئے۔ مسلمانوں کی طرف سے ہلکی حساب ذیل سات آدمی شہید ہوئے:

(۱) سراق بن عدی (۲) نوفل بن عمرو (۳) سعید بن قیس (۴) سام موئیٰ (۵) عبد اللہ بن خویلد المازنی (۶) جابر بن راشد الحضرمی (۷) اوس بن سلمہ البوازنی۔

مسلمانوں نے ان کی نعشوں کو سپرد خاک کر دیا اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نماز جنازہ پڑھا کی۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔

(مترجم)

یہ لشکر شام داں و فرحان حضرت عمرو بن عبدالمطلب کی طرف لوٹا اور پہنچ کر آپ سے تمام سرگذشت بیان کی۔ آپ سن کر بے حد خوش ہوئے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی نعمت اور نصرت پر شکر یہ ادا کیا۔ پھر آپ نے قیدیوں کو باہر کر دیا کہ آیا تم میں سے کوئی شخص عربی یا شامی ہے؟ شام کے تین آدمی عربی زبان جانتے تھے، انہوں نے اقرار کیا۔ آپ نے ان سے ان کے لشکر اور سپہ سالار کے متعلق چند باتیں دریافت کیں۔ انہوں نے کہا اے گروہ عرب! روئیس کو ہر قتل نے ایک لاکھ فوج دے کر آپ کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا ہے اور ہدایت کی ہے کہ کسی شخص کو ایلہ میں داخل نہ ہونے دے۔ روئیس نے اس شخص کو جس سے آپ حضرات کا مقابلہ ہوا ہوا بنا کر آپ کی طرف بھیجا تھا۔ روئیس کی فوج بہت جلد راتوں رات پہنچ چاہتی ہے اور چونکہ روئیس مملکت روم میں اہل عرب سے مقابلہ کے لئے فرد واحد ہے اس سے بہتر فوج عرب میں اور کوئی دوسرا شخص نہیں ہے لہذا وہ چھپیں سب کو ہلاک کر دے گا۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا مجھے امید ہے کہ ربی تعالیٰ جلد اس کے ہمراہی کی طرح اس کو بھی قتل کر دیں گے۔

اس کے بعد آپ نے ان پر اسد مہم پیش کیا مگر کوئی شخص اسلام نہ لایا۔ آپ نے مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا رومی لشکر بدلہ لینے کے لئے چل دیا ہے اور غریب شام تک پہنچا جاتا ہے۔ ان قیدیوں کو چھوڑنا گویا اپنے سر پر بلا لینا ہے لہذا ان سب کو قتل کر دیا جائے۔

آپ نے مسلمانوں کو آواز دے کر کہا تیر ہو جو۔ میرا مان غالب ہے کہ دشمن قہر کی طرف چل دیا ہے اور اگر وہ ہم تک پہنچے گا تو ہم جنگ میں (انشاء اللہ عز و جل) بہت جلد ان پر وسعت میدان شک کر دیں گے اگر نہ آ یا تو ان کی قوت گھٹ جائے گی اور اگر ہم خود پیش قدمی کر کے ان کی طرف چلے تو مجھے کامل امید ہے کہ خداوند تعالیٰ ہمیں دشمن پر جیسا کہ اچھی کیا ہے فتح یاب فرمائیں گے اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے بہتر اور اچھے ہی کام کی امید رکھنی چاہئے۔

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس رات ہم نے اسی جگہ پر آؤ رکھا۔ صبح کو کوچ کیا تو تھوڑی سی دیر چلے تھے کہ سامنے سے لشکر آتا ہوا دکھائی دیا۔ نو عیسوی تھیں۔ ہر صیغہ کے ماتحت دس ہزار سوار تھے۔ جس وقت دونوں لشکر قریب ہوئے تو ہم نے روئیں کو دیکھا کہ ایک دستہ ہاتھی کی طرح اپنی فوج کی ترتیب دے کر اپنے لشکر کو جنگ پر تادہ کر رہا ہے۔

حضرت عمرو بن عاص بھی فوج کی ترتیب کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے اس طرح ترتیب دی کہ سینہ پر ضحاک بن ابو سفیان اور میرہ پر سعید بن خالد کو مقرر کیا اور سابق پر حضرت ابوالدرداء کو کھڑا کیا اور آپ خود گلاب پر مہاجرین و انصار کے ساتھ رہے اور آپ نے تمام مسلمانوں کو قرآن شریف کی تلاوت کے لئے فرمایا اور کہا یاد رکھو خداوند جل مجدہ تمہیں ایک نیک کام میں آزماتا ہے تمہیں چاہئے کہ تم بلاؤں پر صبر اور ثواب کی طرف رغبت اور جنت کی خواہش کرو۔ اس کے بعد آپ نے طریقہ حرب پر صرف بندی کی۔ روئیں نے دور سے ہمارے لشکر پر ایک نگاہ ڈالی اور دیکھا کہ ایسے طریقہ سے ترتیب اور صرف بندی کی گئی ہے کہ باگ سے باگ اور رکاب سے رکاب ہوتی ہے اور گویا کہ تمام فوج ایک مضبوط قلعہ ہے ہر لشکر قرآن شریف پڑھتا ہے۔ ان کے ٹھوڑوں کی پیشانی سے نور چمکتا ہے۔ یہ دیکھ کر اس نے مسلمانوں کی فتح اور اپنی ہزیمت اور بجز کا پتہ چلا اور اس بات کو اچھی طرح سمجھ گیا کہ میرے تمام لشکر کے دل میں میری طرح سے مسلمانوں کا رعب بیٹھ گیا ہے۔ یہ سوچ کر اس نے مسلمانوں کے لشکر کا انتظار کیا کہ یہ کیا کرتا ہے اور خود کا شکر جاتا رہا۔

ابوالدرداء کہتے ہیں کہ لشکر اسلام میں سے سب سے اول جو شخص لڑائی کے لئے نکلا وہ سعید بن خالد بن سعید یعنی حضرت عمرو بن عاص کے بیٹے تھے۔ انہوں نے نکل کر مل من مبارز کا نعرہ لگایا اور زور سے چلا کر کہا کوئی ہے جو مشرکین میں سے میرے مقابلے کے لئے آئے پھر خود ہی دشمن کے سینہ اور میرہ پر حملہ کر دیا۔ بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور بڑے بڑے بہادروں کو پچاڑ دیا، پھر دوبارہ حملہ کیا، صفیں چیر ڈالیں تمام لشکر میں اپنی چوٹی۔ آخر دشمنوں نے مجتمع ہو کر آپ پر حملہ بول دیا اور آپ شہید کر دیئے گئے جس سے مسلمانوں کو سخت رنج پہنچا اور خصوصاً حضرت عمرو بن عاص کو بہت بڑا ہلاک ہوا۔ آپ نے کہا افسوس صد افسوس واللہ سعید تم نے راہ خدا میں خوب جان فروشی دکھائی۔ مسلمانوں سے مخاطب ہو کر آپ نے فرمایا:

”بہادر و! تم میں سے کون سا بہادر ہے جو میرے ساتھ اس حملہ میں جو میں اب کرنے والا ہوں شریک ہو، تاکہ میں اپنی قسمت آزمائی کر سکوں اور سعید بن خالد کا حال (جس وہ گئے ہیں چاکر) دیکھوں۔ ضحاک بن ابوسفیان و ذوالکلاع حمیری، بکر بن ابی جہل حارث بن ہشام، معاذ بن جبل، ابوالدرداء، عبد اللہ بن عمر، و اسید بن ورام، نوفل، سیف بن عبد الحضر، سلم بن عبید اور مہاجرین اہل بدر وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فوراً جواب دیا کہ ہم حاضر ہیں۔“

۱۔ یہ نقل کا ترجمہ ہے، عربی میں نقل اس کا نو رکھتے ہیں جو دونوں میں ترجمہ دیا جاتا ہے جیسے ساٹھ یا گروہ۔ مگر اردو میں ایسے وقت پر مست ہاتھی ہی بولتے ہیں۔ ۱۲ء

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ہم ستر جوان تھے، ہم نے اس زور سے حملہ کیا کہ ہم دشمن کے بالکل قریب پہنچ گئے۔ مگر چونکہ وہ ایک لوہے کے پہاڑ سے معصوم ہوتے تھے۔ انہوں نے ہمارے اس حملہ کی کچھ پروا نہ کی۔ جس وقت ہم نے ان کے اس استقلال کو دیکھا تو ایک نے دوسرے سے چیخ کر کہاں کی سوار یوں کو کاٹ ڈالو کیونکہ اس کے سوا ان کی ہلاکت کی کوئی دوسری تدبیر نہیں معلوم ہوتی۔ چنانچہ ہم نے ان کے گھوڑوں کے پیٹ میں نیزے بھونک دیئے جس کی وجہ سے ان کے گھوڑے رے رے اور انہوں نے ہم پر حملہ کیا ہم نے بھی حملہ کا جواب دیا بلکہ تمام افواج اسامہؓ مل پڑی۔ ہماری فوج ان کے لشکر میں ایسی معلوم ہوتی تھی جیسے سیاہ اونٹ پر سفید نشان ہمارا اشعار تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یا رب انصر امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (اے رب آپ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد فرمائیے)

ابوالدرداء کہتے ہیں کہ ہم لڑائی میں اس قدر منہمک ہوئے کہ اشعارِ جزویہ بھی نہ پڑھ سکے۔ اس قدر عھسان کی لڑائی تھی کہ ہم حملہ کر رہے تھے مگر ہمیں یہ خبر نہیں تھی کہ ہماری ضرب کسی مسلمان پر پڑتی ہے یا کسی کافر پر مسلمان برابر بڑھتے رہے اور حالانکہ ان کی فوج بہت تھوڑی تھی مگر بڑی ثابت قدمی سے لڑے۔ انہوں نے اپنا کام خدا کے بھروسہ اور اس کی قدرت کے سپرد کر دیا تھا۔ مسلمانوں کا ہر ایک سیاسی ہاتھ سے تلواریں مارنا تھا اور دل سے اللھم انصر امۃ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم علی من یتخذ معک مشریکا (اے اللہ امت محمدؐ کو ان لوگوں پر جو آپ کے ساتھ دوسروں کا شریک کرتے ہیں فتح دے) پڑھتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ زوال کے وقت تک برابر لڑائی ہوتی رہی ہوا چل رہی تھی اور فوجیں لڑ رہی تھیں۔ مجھے جو دعاء رسول اللہؐ نے سکھائی تھی میں اسے پڑھ رہا تھا اچانک میں نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی دیکھ تو اس میں چند دروازے کھلے ہوئے اور ان میں سے بہت سے سوار سفید لباس پہن کر ان کے لئے ہوئے کہ جن کی نوکیں چمک رہی تھیں ان کے ایک منادی فتح کی بشارت دے رہا تھا کہ اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خداوند تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس مدد پہنچ چکی ہے۔ میں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے فتح ہوگی۔ قسم ہے رب کعبہ کی کہ تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ میں نے دیکھا کہ روٹی سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔ منادی نے فتح کی آواز دی مسلمانوں کے گھوڑے چونکہ دشمن کے گھوڑے سے زیادہ تیز رواور پویہ کرنے والے تھے۔ اس لئے فلسطین کی لڑائی میں ہم نے دس ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ قتل کر دیئے۔ رات تک ہم نے ان کا پیچھا کیا۔ حضرت عمرو بن عاصؓ کو اس فتح سے بہت خوشی حاصل ہوئی اور چونکہ مسلمانوں نے دشمن کا تعاقب کیا تھا (اور اب تک مسلمان واپس نہیں ہوئے تھے) اس لئے آپ کا دل بہارے ساتھ ساتھ تھا۔

حضرت عمرو بن عاصؓ کہتے ہیں کہ اس وقت میں نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو دیکھا کہ علم آپ کے ہاتھ میں تھا اور نیزہ شانے پر ڈال رکھا تھا۔ آپ ہاتھ ملتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے جو شخص میرے پاس لوگوں کو لوٹا اے گا اللہ جل شانہ اس کے گمشدہ کو اس کے پاس لوٹا لائیں گے۔ آپ یہ فرمائی رہے تھے کہ اہل عرب واپس آئے۔ آپ نے ان کا استقبال کیا، اس وقت آپ کہتے جاتے تھے جنہوں نے باری تعالیٰ کی رضا کی طلب میں محنت و مشقت اٹھائی ہے۔ انہوں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کو راضی کر لیا۔ کیا آپ لوگوں کو یہ فتح جو باری تعالیٰ نے عنایت فرمائی تھی کافی نہیں تھی جو آپ نے دشمنوں کا تعاقب کیا۔ مسلمانوں نے جواب دیا ہمارا مقصود اس تعاقب سے غنیمت نہیں تھا بلکہ جہاد تھا۔

بہر حال جب مسلمان واپس آئے تو انہیں کوئی فکر اور کسی قسم کا غم نہیں تھا مگر جس وقت ایک نے دوسرے کو دیکھا شروع کیا تو

ایک سو تیس آدمی مفقود ابصر معلوم ہوئے جن میں سیف بن عبدالمکرم، نوفل بن دارم سالم بن روم، اصحاب بن شداد اور بعض مکی اور بادینہ مدینہ طیبہ کے کچھ لوگ شامل تھے۔

حضرت عمرو بن عاصؓ کو ان کے مفقود ابصر ہونے کا سخت رنج ہوا۔ پھر آپؓ نے کچھ دنوں میں نور کے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ ان کے ساتھ تھو کہ بھلائی کرنا چاہتے ہیں اور اس عمروؓ کو اس کا انکار کرتا ہے۔ اس کے بعد لڑائی کی وجہ سے جو مرنے لگے انہیں تھیں۔ اذان اور تکبیر کے ساتھ آپؓ نے ان کو ادا فرمایا جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے آپؓ کو حکم دیا تھا۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! آپؓ کے پیچھے جماعت سے بہت کم لوگوں نے نماز پڑھی بلکہ لوگ چونکہ تھک رہے تھے اس لئے اکثر نے اپنی اپنی قیام گاہ پر ادا کی۔ مال غنیمت بھی بہت کم جمع ہوا۔ آخر خیموں میں پڑھ سوائے۔ صبح ہوئی تو حضرت عمرو بن عاصؓ نے اذان پڑھی۔ اس کے بعد نماز پڑھائی اور حکم دیا کہ مال غنیمت جمع کیا جائے اور شہیدوں کے لاشے میدانِ جنگ میں سے اکٹھے کئے جائیں۔ چنانچہ لوگوں نے دشمن کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر نشانہ بنایا۔ ایک سو تیس شہید جمع کئے گئے۔ حضرت سعید بن خالدؓ کی لاش بھی تلاش کی گئی مگر باوجود تلاش کے نہ مل سکی۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے خود، محاش، رنا، شروٹ، یہ، ایک جگہ سے دستیاب ہوئی جو گھوڑوں کے سوں سے اس قدر روندی گئی تھی کہ تمام ہڈیاں چور پور اور سر اچھڑا پاش پاش ہو رہا تھا۔ آپؓ یہ دیکھ کر بہت رونے اور فرمایا:

”اے سعید! خداوند ارحم الراحمین تم پر رحم فرمائیں، میں نے اللہ جل جلالہ سے وعدہ کیا تھا اور تم نے اس وعدہ کو پورا کر دیا۔“ اس کے بعد آپؓ نے انہیں بھی شہداء کی لاشوں میں شریک کر دیا اور دفن کرنے کا حکم دیا۔ اور تمام مسلمانوں نے شہداء کی نماز جنازہ ادا کی۔ یہ تمام کچھ قبل از جمع کرنے مال غنیمت کے ہو۔ پھر آپؓ نے غنیمت کے متعلق حکم دیا۔ تمام مال آپؓ کے پاس حاضر کیا گیا۔ آپؓ نے فتح جنگ کی خبر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے پاس بھی

حضرت عمرو بن عاصؓ کا مکتوب حضرت ابو عبیدہؓ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخابہ عمرو بن عاصؓ، بخد مت شریف ابن الامت حضرت ابو عبیدہؓ

میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں۔ میں فلسطین پہنچا، رومیوں کے ایک لاکھ لشکر سے جو ویش نامی سردار کے ماتحت تھا مقابلہ ہوا۔ ہمیں خداوند تعالیٰ نے اس پر فتح بخشی۔ گیارہ ہزار رومی جنگ میں کھیت رہے۔ اللہ جل شانہ نے فلسطین کے ایک سو تیس آدمی شہید ہونے کے بعد جن کو اللہ جل جلالہ نے شہادت کے باعث اکرام بخشا۔ میرے ہاتھ پر فتح کرنے میں میں، میںیں فلسطین میں مقیم ہوں، اگر آپ کو ضرورت ہو تو میں حاضر خدمت ہوں تمام مسلمانوں سے سلام فرما دیجئے۔ والسلام ایک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ابو عمروؓ کے ہاتھ آپؓ نے اس خط کو روانہ کیا، وہ لے کر چلے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اس وقت تک حدود شام میں تشریف فرما تھے۔ مگر شام میں داخل نہیں ہو سکے تھے البتہ انہوں نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے حکم کے بموجب اپنے لشکر کو متفرق کر دیا تھا۔ ابو عمروؓ جس وقت آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپؓ نے سمجھا کہ انہیں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بھیجا ہے۔

چنانچہ یہ سمجھ کر آپ نے ان سے دریافت کیا عامر! ملک کی کیا حالت چھوڑی؟ انہوں نے کہا خیریت ہے اور ساتھ ہی مبارک باد دی۔ یہ خط جناب و حضرت عمرو بن عاص نے دیا ہے۔ اللہ جل جلالہ نے جوج ان کے ہاتھ سے بخش اس میں اس کی خبر مندرج ہے۔ آپ نے خط پڑھا اور فوراً سجدہ شکر ادا کیا۔

اس کے بعد ابو عامر نے کہا واللہ! اس فتح میں اچھے اچھے نیک لوگ شہید کر دیئے گئے۔ ان میں سعید بن خالد بن سعید بھی ہیں۔ سعید مرحوم کے والد چونکہ یہاں موجود تھے جس وقت آپ نے اپنے لڑکے کے متعلق سنا گھبراہٹ میں آپ کی چیخ نکل گئی اور بہت افسوس کیا۔ آپ کا رونا دیکھ کر تمام مسلمان رونا لگے۔ حضرت خالد (والد سعید مرحوم) نے فوراً گھوڑا تیار کیا اور سوار ہو کر فلسطین جانے کا ارادہ کیا تاکہ اپنے بیٹے سعید کی قبر کی زیارت کریں۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے فرمایا خالد کہاں چل دیئے حالانکہ تم مسلمانوں کے ایک رکن ہو۔ خالد نے جواب دیا۔ میرا ارادہ ہے کہ میں سعید کی قبر کی زیارت کروں اور میری یہ امید ہے کہ میں بھی اس سے جا ملوں۔ یہ سن کر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ خاموش ہو گئے اور آپ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو جواب لکھا۔

حضرت ابو عبیدہؓ کا جواب حضرت عمرو بن عاصؓ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چونکہ تم محکم ہو اور تمہیں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ہمارے ساتھ رہنے کا حکم دیا تھا تو یہاں آ جاؤ اور اُرویں رہنے

کا حکم فرمایا تھا تو وہیں رہو۔ تمام مسلمانوں کو سلام کہہ دینا۔ والسلام علیک ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

آپ نے یہ خط لکھا تھا میں بند کر کے حضرت خالد بن سعیدؓ کو دیا۔ خالد ابو عامر دوی کے ساتھ حضرت عمرو بن عاصؓ کے لشکر میں آئے۔ حضرت خالد نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو سلام عرض کر کے روتے روتے وہ خط دیا۔ حضرت عمرو بن عاصؓ ان کی طرف بڑھے اور ان سے مصافحہ کیا۔ عزت سے بٹھلایا، ان کے لڑکے کی تعزیت کی، صبر دلایا۔ اس کے بعد خالد بن سعید نے لوگوں سے دریافت کیا کہ آیا تم نے دیکھا تھا کہ سعید نے اپنے نیزے اور تلوار کو کفار کے خون سے سرخ کیا تھا؟ لوگوں نے جواب دیا۔ ہاں سعید بڑی بہادری سے لڑے اور خوب جہاد کیا۔ انہوں نے کسی طرح کی کمی نہیں اٹھا رکھی۔ پھر آپ نے ان کی قبر دریافت کی۔ قبر کے پاس کھڑے ہو کر کہا۔ مینا خداوند توئی تمہارے متعلق مجھے صبر عنایت کریں اور مجھے تم سے عداوتیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون واللہ! اگر مجھے خداوند توئی نے طاقت و ہمت بخشی تو میں تمہارا بدلہ ضرور لوں گا۔ مجھے باری تعالیٰ سے میرے کہ وہ تمہیں اجر و ثواب عنایت کریں گے۔ پھر آپ نے حضرت عمرو بن عاصؓ سے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں سریہ ۱ (یکہ تاز) کے طور پر کافروں کی تلاش میں نکلوں۔ شاید کچھ غنیمت ہاتھ آئے یا دشمن کے کچھ سپاہی مل جائیں جن کو میں قتل کر کے بدلہ لے لوں۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے فرمایا ماں جائے بھی! لڑائی تو سر پر موجود ہے جس وقت ایسا اتفاق ہو کہ دشمن سامنے آجائے تو خوب دل کھول کر لڑنا اور دشمن کے کسی فرد کو نہ چھوڑنا خالد نے کہا میں قسمیہ عرض کرتا ہوں کہ میرے ساتھ کوئی ہو یا نہ ہو مگر میں ضرور جڑوں گا۔

یہ کہہ کر آپ نے سامان حرب درست کیا اور ارادہ کیا کہ تہہ چل دیں۔ مگر تو حمیر کے تین سو جوان گھوڑوں پر سوار ہو کر حضرت

۱۔ سریہ عربی میں فوج کے اس دستہ کو کہتے ہیں جو رات کو چھپ کر دشمن کے قتل اور غارت کے لئے چلے اور سرد وغیرہ روک لے کر باہر آدیں اس کو

عمر و بن مہدی کے پاس حاضر ہوئے اور کہا کہ آپ حضرت خالد کے ہمراہ ہمیں جانے کی اجازت مرحمت فرمادیں۔ آپ نے اجازت دے دی۔ یہ تمام حضرات اسی روز چل کھڑے ہوئے ایک میدان میں پہنچ کر انہوں نے ارادہ کیا کہ یہاں پر اوکوڑ کے گھوڑوں کو چرنے کے واسطے چھوڑ دیا جائے اور پھر راتوں رات جھیلوں بہتر ہوگا۔

اچانک حضرت خالد کی نگاہ ایک بلند پہاڑی کے اوپر چند سرسیدہ لوگوں پر پڑی۔ آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا میں نے چند عمر رسیدہ لوگوں کو اس اونچی پہاڑی کے درہ میں دیکھا ہے۔ میرا گمان ہے کہ وہ دشمن کے جاسوس ہیں ایسا نہ ہو کہ حریف ہمارے اوپر آگئے۔ مسلمانوں نے جواب دیا کہ یہ لوگ پہاڑی کی چوٹی پر ہیں اور ہم کبھی میدان میں، ہم ان کے پاس کس طرح پہنچ سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ اچھا جب تک میں لوٹ کے نہ آؤں تم یہیں ٹھہرے رہو۔

یہ کہہ کر آپ گھوڑے سے اتارے، جبکہ ہندھا، تلوار و تھاک کی کندھے پر ڈھال ڈالی اور فرمایا یہ سمجھ لو کہ ان لوگوں نے ابھی تک ہمیں نہیں دیکھا۔ اُنہر دیکھ لیتے تو یہاں نہ ٹھہرتے جو شخص اپنی جان خدا کے راستہ میں صرف کرتا ہے بتاتا ہے اسے چاہئے کہ جس طرح میں کروں وہ بھی اسی طرح کرے۔ یہ سن کر دس آدمی آپ کے ساتھ ہوئے اور اسی طرح تین رہو کہ پہاڑی کی طرف چل دیے۔ یہ لوگ (جاسوس) اپنی جگہ ابھی موجود تھے کہ یہ پہنچ گئے ان کے پاس پہنچ کر حضرت خالد نے بلند آواز سے فرمایا ان لوگوں کو پکڑو، خداوند تعالیٰ تمہاری ہمتوں میں برکت دیں۔ مسلمان جھپٹے اور وہ شخصوں کو قتل اور چاروں گرفتار کر لیا۔ حضرت خالد نے ان کے متعقی استفسار کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم دیرالفتح اور جامعہ اور کفر العزیزہ کے رہنے والے ہیں۔ عرب جس وقت سے ہمارے ملک پر چڑھ آئے ہیں، ہم سخت مصیبت میں مبتلا ہیں۔ اکثر آدمی بھاگ کر قلعوں میں پناہ مژبن ہو گئے ہیں۔ ہم امن لینے کے لئے یہاں آ گئے تھے۔ کیونکہ یہ پہاڑی بھی بہت زیادہ، مومن و موصون ہے۔ اس کی چوٹی پر اس غرض سے چڑھے تھے کہ کچھ حالات معلوم ہوں مگر آپ لوگوں نے ہمیں گرفتار کر لیا۔

حضرت خالد نے دریافت کیا وہ میوں کا لشکر کہاں تک پہنچ گیا ہے؟ انہوں نے کہا اجنادین کے مقام تک آچکا ہے اور بادشاہ فلسطین کی طرف چلا گیا ہے تاکہ بیت المقدس کی حفاظت کرے۔ اجنادین میں تمام شہر مع مفردین کے جمع ہوا ہے اور اس سردار رسد لینے کے واسطے ہمارے یہاں آئے تھاس نے چوپاؤں اور خجروں کو بار برداری کے لئے اکٹھا کیا ہے مگر اسے ڈر ہے کہ کہیں اہل عرب ان پر نہ آ پڑیں۔ ہمیں محض اتنی خبر ہے اور اس میں بھی شک نہیں کہ انہوں نے رسد کے لئے آتی ہی کوچ کیا ہے۔ حضرت خالد نے ان کو فرمایا رب کعبہ کی قسم وہ تو بالیقین مت ہے۔ آپ نے دعا کی کہ اللہ العالین ان لوگوں پر ہماری مدد فرمائے۔

پھر آپ نے ان سے سوال کیا کہ وہ کون سے راستے سے جائیں گے؟ انہوں نے کہا اسی راستے سے جس میں تم موجود ہو کیونکہ کشادہ راستہ یہی ہے اور رسد انہوں نے ایک ریت کے نیلے کے قریب جس کو قل بنی سیف (بنی سیف کا نیلہ) کہتے ہیں جمع کر رکھی ہے۔

حضرت خالد نے ان سے یہ تمام باتیں سن کر فرمایا اچھا تم دین اسلام کے متعلق کیا کہتے ہو؟ اور کیا اعتقاد رکھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو دین صلیب سے واقف ہیں اور بس۔ ہم زراعت پیشہ لوگ ہیں، ہمارے قتل کرنے میں آپ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت خالد نے چاہا کہ ان کو چھوڑ دیا جائے مگر بعض حضرات کی رائے ہوئی کہ انہیں اس شرط پر رہائی دی جائے کہ رسد کے مقام تک یہ ہمیں پہنچ دیں۔ انہوں نے اس بات کو قبول کر لیا اور آگے آگے چلا۔ جس وقت عین راستہ پر پہنچے تو حضرت خالد نے کسی

کو پہنچ کر اپنے ان تمام آدمیوں کو جنہیں میدان میں چھوڑ آئے تھے ہٹا لیا۔ جس وقت تمام آدمی جمع ہو گئے تو سرعت کے ساتھ چلے اور وہ چاروں آدمی راستہ بتاتے جاتے تھے۔ جس وقت رسد کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ رومی رسد کو جانوروں پر مارد رہے ہیں اور نیلے کے گرد چھ سو سوار موجود ہیں۔ حضرت خاندن نے دیکھ کر مسلمانوں سے فرمایا۔ یاد رکھو کہ خداوند تعالیٰ نے دشمن پر تم سے نصرت کا وعدہ فرمایا ہے اور جبہ وقت پر فرض کیا ہے۔ دشمن تمہارے سامنے موجود ہے، تم ثواب کی رغبت اور کوشش کرو اور جو کچھ باری تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اس کو گوش ہوش سے سنو۔ فرماتے ہیں:

ان الله يحب الذين يقاتلون في سبيله صفاً كانهم بنيان مرصوص - (الصف)

”اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ان کے راستہ میں صف باندھ کر مقابلہ کرتے ہیں گویا کہ وہ ایک عمارت ہیں

جس میں سیسہ پٹایا گیا ہے۔“

میں اب دشمن پر حملہ کرتا ہوں تم بھی کرو اپنے ساتھی سے تم میں کوئی آگے نہ بڑھنے پائے۔ یہ کہہ کر آپ نے حملہ کر دیا اور آپ کے ساتھ قوم حمیر گئی حملہ آور ہو گئی۔

خداوند بن سعید کہتے ہیں کہ جس وقت ہم نے رومیوں کو اپنے مقابلے کے واسطے آتے دیکھا جو کاشت کار اور غلام وغیرہ ان کے چوپائوں کے ساتھ تھے بھاگ کھڑے ہوئے اور رومی ایک گھنٹہ تک مقابلہ میں ڈبے رہے۔ ذوالکلاع حیرتی نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا۔ اے آل حمیر! آؤ اس کے دروازے کھل گئے جنت تمہارے واسطے اور راستہ ہو گئی حوریں انتظار کرنے لگیں۔“

یہ بیٹ تک کہنے پائے تھے کہ حضرت خاندن بن سعید رومیوں کے سردار کے پاس پہنچ گئے۔ اس کو اس کی زور جھٹ اور سواروں سے معصوم کر لیا۔ وہ اس وقت اپنی فوج کو جنگ کی ترغیب دے رہا تھا۔ آپ اس کی طرف بڑھے اور اس زور سے ڈانٹا کہ دشمن مرعوب ہو گیا۔ آپ نے کہا میں نے سعید کا بدلہ لیا۔ یہ کہہ کر ایک زور سے نیزہ مارا جس کی وجہ سے وہ ایک سو بہی کی دیوار کی طرح گر پڑا۔ حضرت خاندن کا کوئی سپاہی ایسا نہیں رہا۔ جس نے ایک نہ ایک رومی سوار قتل نہ کیا ہو۔

خداوند بن سعید کہتے ہیں کہ ہم نے تین سو بیس سوار قتل کئے باقی شکست کھا کر بھاگے۔ مال و اسباب خیر، تاتاری گھوڑے اور سامان رسد سب چھوڑ گئے، ہم نے خداوند تعالیٰ کے حکم سے سب پر قبضہ کیا۔ حضرت خاندن نے ان کاشت کاروں سے وعدہ پورا کر کے ان کو چھوڑ دیا۔ خالد اس مال غنیمت کو لے کر حضرت عمرو بن عاصؓ کے پاس لوٹ کر آئے۔ آپ کو ان کی سہمائی اور مسلمانوں کے صحیح و سالم ہونے اور مال غنیمت کے سننے سے بہت زیادہ خوش ہوئی۔ آپ نے ایک خط حضرت ابوعبیدہؓ کو اس لڑائی کے متعلق اور ایک خط حضرت خلیفۃ المسلمین ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں فتح و نصرت بلکہ رومیوں کے تمام حالات جنگ مندرج کر کے عامر دوسی کے ہاتھ روانہ کئے۔

جس وقت عمار دوسی حضرت صدیقؓ کی خدمت اقدس میں پہنچے تو حضور خلیفۃ المسلمین نے وہ خط تمام مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا۔ مسلمان بہت خوش ہوئے۔ فرط خوشی سے جھیل و کبیر کی آواز گونج اٹھی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ کے متعلق دریافت کیا۔ عامر دوسی نے جواب دیا کہ وہ ابھی تک حدود شام میں پڑاؤ کئے ہوئے ہیں۔ اندر ملک میں اس وجہ سے داخل نہیں ہو سکے کہ انہوں نے سنا ہے کہ بادشاہ ہرقل نے اجنہ دین میں بے شمار لشکر جمع کیا ہے اور مسلمان اس سے خوف زدہ ہیں کہ کہیں ہم پر دشمن نہ غالب ہو جائے۔ یہ سن کر آپ سمجھ گئے کہ ابوعبیدہ کمزور اور نازک طبیعت کے آدمی ہیں۔ رومیوں کے ساتھ مقابلہ کی

صلاحیت و ہمت نہیں رکھتے۔ لہذا ان کی جگہ حضرت خالد بن ولیدؓ کو مقرر کر دینا چاہئے۔ آپ نے اس کے متعلق مسلمانوں سے مشورہ کیا۔ سب نے جواب دیا کہ واقعی آپ کی رائے زیادہ مناسب ہے۔ آپ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو حسب ذیل خط تحریر فرمایا:

حضرت ابو بکر صدیقؓ کا حضرت خالد بن ولیدؓ کے نام مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از طرف عبداللہ عقیق بن ابوقحافہ، جناب خالد بن ولیدؓ!

”السلام تم۔ میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں۔ میں تمہیں مسلمانوں کے لشکر پر سپہ سالار مقرر کر کے رومیوں سے جنگ کا حکم دیتا ہوں۔ تم اللہ عزوجل کی مرضی ڈھونڈنے اور خدا کے دشمنوں کے قتل کرنے میں جلدی کرو اور جن لوگوں نے خداوند تعالیٰ کے راستہ میں دل کھول کر جہاد کیا ہے تم بھی ان میں شامل ہو جاؤ۔“
اس کے بعد یہ آیت لکھی:

يا ايها الذين امنوا هل ادلكم على تجارة تنجيكم من عذاب اليم۔

”اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں سخت عذاب سے نجات دے دے۔“
میں تمہیں ابوعبیدہؓ نیز اس کی فوج پر حاکم مقرر کرتا ہوں والسلام تم۔

یہ حکم نہ بخم بن مفرح الکسانی کو دے کر روانہ کیا۔ وہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر عراق کی طرف چلے۔ قریب ہی تھا کہ حضرت خالد قدسہ کو فوج ملیں، جب انہیں یہ حکم نامہ ملا۔ آپ نے پڑھ کر کہا اطاعت و فرمانبرداری اللہ عزوجل اور خلیفہ رسول اللہؐ کی ضروری ہے۔ آپ نے قادیسہ سے رات ہی کو مین التمر کے راستہ سے کوچ کر دیا۔ ابوعبیدہؓ کو ان کی معزولی اور اپنے شام آنے کی اطلاع دی اور لکھا۔

”حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مجھے افواجِ اشام پر سردار مقرر فرمایا ہے جب تک میں آپ کے پاس نہ پہنچ جاؤں اس وقت

تک آپ اپنی جگہ سے حرکت نہ کریں۔“ (والسلام علیک!)

عامر بن طفیل دوسی کو جو افواجِ اشام میں ایک بہادر سپاہی تھے، یہ خط دے کر روانہ کیا۔ یہ خط لے کر شام کی طرف چلے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ جس وقت ارضِ شامہ میں پہنچے تو فرمایا:

”لوگو! اس ملک کا سفر بغیر میرا بکنندہ چیزوں اور بدوں زیادہ پانی کے نہ کرنا چاہئے کیونکہ اس جگہ پانی کی قلت ہے اور

ہمارے ساتھ لشکر ہے۔ آپ لوگ مشورہ دیں کہ کیا کرنا چاہئے؟“

رافع بن عسیرۃ اظہانی نے کہا اے امیر! اگر آپ میرے مشورہ پر عمل کریں تو بہت بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ تمہیں ہدایت بخشے، جو تمہاری رائے میں آیا ہے کرو۔ انہوں نے تمہیں اونٹوں کو سات روز پیاسا رکھ کر پانی پلایا ان کے منہ باندھ دیئے، اونٹوں پر سوار ہوئے۔ گھوڑوں کو خالی ساتھ لیا اور چل دیئے۔ جس جگہ پڑاؤ کرتے تھے ان میں سے دس اونٹ ذبح کر لیتے تھے، ان

کا پیٹ چاک کر کے چو پانی کھٹا مشکینہ وں میں بھر لیتے تھے جس وقت ٹھنڈا ہو جاتا سموزوں کو پلا دیتے اور خود گوشت کھا لیتے تھے۔ ہم ایک پڑاؤ میں اسی طرح کیا آخراونت ختم ہو گئے اور دو منزلیں بغیر پانی کے قطع کیں۔ حضرت خالد اور ان کا لشکر پانی نہ ملنے کی وجہ سے سخت بے تاب ہوا۔ قریب تھا کہ بلا تک نوبت پہنچ جائے، حضرت خالد نے رافع بن مسیرہ سے فرمایا۔ رافع اتمام لشکر جاں پہ رہا ہے، کیا تمہیں کوئی ایسی جگہ جہاں پانی دستیاب ہو سکے معلوم ہے؟

رافع آشوب چشم (آنکھ دکھتے) میں مبتلا تھے، انہوں نے کہا اے امیر! جس وقت قراقرم اور سوی کے مقام میں ہم پہنچ جاویں تو آپ مجھے اطلاع دیں۔ لوگوں نے چننے میں سرعت سے کام لیا حتیٰ کہ اکثر سپاہی قراقرم اور سوی کے مقام پر پہنچ گئے اور بعض پیچھے رہ گئے۔ رافع کو اس جگہ کی اطلاع دی گئی۔ یہ بہت خوش ہوئے۔ آپ اپنے عم مکہ پلدا نکھ کے اوپر سے اٹھا اپنی سواری کوئے دائیں بائیں پھرنے لگے۔ لوگ آپ کے چاروں طرف حلقہ کئے آپ کے ساتھ ساتھ تھے یہاں تک کہ ایک باہل (بیلو) کے درخت کے پاس پہنچے آپ نے زور سے نکبر کہیں۔ آپ کے ساتھ مسلمانوں نے بھی اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ پھر آپ نے کہا یہ جگہ کھودو۔ اہل عرب نے کھودنا شروع کیا۔ دفعہ دریا کی طرح پانی کا ایک چشمہ بہنے لگا۔ لشکر نے اسی جگہ پڑاؤ کر دیا اور خداوند تعالیٰ کا شکر یہ ادا کیا۔ حضرت رافع کے منوں ہوئے پانی خود بھی بیادونوں کو پایا، مشکینہ وں میں پانی بھر کر بولشکری پیچھے رہے تھے ان کے لئے اونٹوں پر اکر لے چے۔ پانی پل کر ان لوگوں کے درمیں دم آیا اور وہ بھی لشکر میں آئے۔ یہاں کچھ دیر آرام کر کے لشکر تیزی کے ساتھ چلا حتیٰ کہ ارک کے مقام میں ایک روز کا راستہ باقی رہ گیا تھا کہ ایک ایسی جگہ پر پہنچے جہاں سر راہ ایک سرائے (یا میٹھک) بنی ہوئی تھی وہاں چند بکریاں اور اونٹ بھی موجود تھے۔ مسلمان اس غرض سے کہ دشمن کا کچھ حال معلوم ہو چرواہے کی تلاش میں ہوئے، دیکھا تو وہ شراب پی رہا ہے اور ایک طرف ایک عربی شخص جھٹھڑیاں پہنے ہوئے بیٹھا ہے۔ غور سے دیکھتے پر معلوم ہوا کہ حضرت عامر بن طفیل ہیں۔

حضرت خالدؓ کو اس واقعہ کی جلدی سے خبر دی گئی۔ آپ فوراً گھوڑے سے لے کر پوہ کر کے پہنچے۔ حضرت عامر بن طفیل کو دیکھ کر آپ نے تبسم کیا اور فرمایا۔ ابن طفیل! تم یہاں کس طرح قید ہو گئے؟ انہوں نے جواب دیا۔ اے امیر! میں ان سرائے والوں کے پاس اس غرض سے آیا تھا کہ مجھے پیاس اور گرمی بہت زیادہ معلوم ہو رہی تھی، میں نے چاہا تھا کہ اس شخص سے کچھ دودھ لے کر پیوں گا۔ مگر میں نے اسے شراب پیتے دیکھا تو میں نے اس سے کہا کہ خدا کے دشمن حالانکہ شراب حرام ہے مگر تو اس کو پی رہا ہے۔ ایسا الامیر! اس نے اس کے جواب میں کہا کہ یہ شراب نہیں ہے بلکہ پانی ہے۔ تم جب تک دیکھو تا کہ اس کی بو اور رنگت سے تمہیں یقین ہو جائے کہ یہ پانی ہے۔ اگر شراب ہو تو جو چاہو تم مجھے سزا دے سکتے ہو۔

۱۔ یہ شراب، راک کا ترجمہ ہے۔ راک عربی میں اس درخت کو کہتے ہیں جس کا مزہ شور ہوتا ہے اور اس کی مسواک بناتے ہیں۔ وغناب میں غنا اس کو بیلا اور اردو میں جال کہتے ہیں۔ ۱۲۰ھ

۲۔ یہ لفظ حلد کا ترجمہ ہے اور حلد عربی میں ایسی جگہ کو کہتے ہیں جو آدمیوں کے اترنے اور بیٹھنے کی جمع ہونے کی جگہ ہو۔ ہذا ایسی سرائے یا میٹھک ہی ہو سکتی ہے۔

۳۔ یہ ایک ایسی ہی عبارت کا ترجمہ ہے جس سے دونوں مضمون یعنی دشمن اور اپنی قوم سمجھا جاتا ہے، اس لئے دونوں ترجمے کے عبارت میں لکھ دیئے گئے۔

میں اونٹنی سے اتر کر زانوؤں کے بل بیٹھ گیا تاکہ گھاس کو سونگھ کر معلوم کروں کہ کیا چیز ہے؟ اس نے اچانک میرے ایک انٹھی جو اپنی ایک بغل میں باندھے ہوئے تھا اس زور سے ماری کہ سر پھٹ گیا۔ میں ایک طرف کو پلٹا تو اس نے جھپٹ کر فوراً میرا زو پکڑ کر ایک رسی سے باندھ دیا اور کہا کہ شاید تو مجھ بن عبد اللہ کے آدمیوں میں سے معلوم ہوتا ہے۔ میں تجھے اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک میرا آقا و دشائے پاس سے نہ آجائے۔ میں نے کہا اہل عرب میں سے تیرا آقا اور مالک کون ہے؟ اس نے کہا قدامت بن یاسر ہے۔ حضرت من میں تین روز سے اسی حالت میں ہوں، یہ جس وقت شراب پیتا ہے تو مجھے سامنے بٹھا لیتا ہے اور پھر پیالے کا چمکھن میرے اوپر پھینک دیتا ہے۔

حضرت خالدؓ نے جس وقت مہربن طفیل سے یہ قصہ سنا تو آپ کو بہت زیادہ غصہ آیا اور اس کے سر پر زور سے تلوار کا ہاتھ مارا کہ وہ بے ہوش ہو کر گرے اور مر گیا۔ مسلمانوں نے اونٹ اور بکریوں کو تاراج کر دیا۔ سرائے کی بنیادیں کھود ڈالیں اور آپ کو قید سے چھڑا لیا۔ حضرت خالدؓ نے ان سے دریافت کیا کہ میرا خط کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میرے علم میں ہے کہ ایک بیچ میں ہے۔ اب تک اس کی کسی کو خبر نہیں ہوئی۔ آپ نے فرمایا اسے لے کر حضرت ابوعبیدہؓ اور ان کے لشکر کے پاس فوراً پہنچے گا۔ اور ہوشیاری سے رہو یہ سن کر حضرت عمرؓ اور ہر کر شام کی طرف روانہ ہو گئے۔

واقعی کہتے ہیں کہ حضرت خالدؓ نے اپنے لشکر کو کوچ کا حکم فرمایا۔ ارکاب اس مقام تھا کہ جو عراق کے آنے والے مسافروں کے واسطے خطرناک جگہ تھی۔ مملکت روم قاتموں سے ٹکس وصول کرتی تھی۔ بادشاہ کی طرف سے یہاں ایک حاکم رہتا تھا جس وقت حضرت خالدؓ کی فوج یہاں آئی تو آپ نے لوٹ مار کا حکم دیا اور اطراف و مضافات میں جو مالاوٹ لیا گیا۔ بادشاہان، ارکاب قلعے میں بند ہو گئے۔ یہاں حکماء روم میں سے ایک حکیم رہتا تھا جس نے علاوہ دیگر علوم کے فنِ متحدہ بھی حاصل کیا تھا جس وقت اس نے مسلمانوں کے لشکر کو دیکھا رفت ہو گیا اور کہا اپنے دین کی قسم! وقت آ گیا ہے۔ ارکابوں نے پوچھا کیسا وقت؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے علم متحدہ میں اس قوم کا ذکر پڑھا ہے اس میں لکھا ہے کہ عراق کی طرف سے جو سب سے اول یہاں ہم آئے گا وہ فتح اور نصرت کا علم ہوگا۔ رومیوں کی ہلاکت اور بربادی کا زمانہ قریب ہوگا۔ اس لشکر کو تم غور سے دیکھو۔ اگر اس کا نشان (علم) سیاہ و سپہ سالار چوڑا چمکا دراز قد، عظیم و ضخیم اور شانیں کشادہ، قوی بیکل چہرہ پر کسی قدر چپک کے داغ اور گندم گوں ہو تو شام کی جنگ کے لئے ان کا وہی سردار ہے اور اسی کے ہاتھ سے شام فتح ہوگا۔ انہوں نے مسلمانوں کی فوج کی طرف دیکھا تو جیسا کہ حکیم شمعان نے ان سے بیان کیا تھا حضرت خالدؓ کے ہاتھ میں وہی نشان تھا۔

یہ لوگ اپنے اس حاکم کے پاس گئے اور کہا آپ کو معلوم ہے کہ حکیم شمعان بغیر حکمت کے کوئی بات نہیں کہتے، ہم سے جو کچھ انہوں نے بیان کیا تھا ہم نے من و عن اپنی آنکھ سے دیکھ لیا۔ ہماری رائے ہے کہ اہل عرب سے ہم صلح کر لیں اور اس طرح اپنے آپ مال، اولاد اور گھریا کو مامون بنالیں اس نے کہا کل صبح تک آپ حضرات مجھے مہلت دیں تاکہ میں کوئی صحیح رائے قائم کر سکوں۔ یہ اشخاص اپنے اپنے گھر واپس چلے گئے اور حاکم وقت تمام رات اس پر غور و فکر کرتا رہا۔ چونکہ وہ ایک مدبر اور عقلمند شخص تھا اس نے اپنے دل میں شیبہ و فراز اور موقع کی اہمیت پر نظر کر کے یہ سوچا کہ اگر میں رعایا کے خلاف کروں تو ممکن ہے کہ مجھے پکڑ کر اہل عرب کے حوالے کر دیں یہ مجھے جتنی طریقے سے معلوم ہو چکا ہے کہ جزل رومیں فلسطین میں عرب کی بہت تھوڑی فوج سے شکست کھا چکا ہے اور اس وجہ سے رومیوں کے دل میں اہل عرب کا رعب و داب چھا گیا ہے جو ان کے دلوں سے کبھی دور نہیں ہو سکتا۔ تمام

رات دل میں یہی باتیں کرتا رہا۔ صبح رہا یا کو با کر کہنے لگا۔ اب کیا ارادہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم عربوں سے صلح ہی کرنا چاہتے ہیں اور بعد از مصالحت ہم اپنے اسی شہر میں رہیں گے۔

اس نے کہا میں بھی تم ہی جیسا ایک شخص ہوں، تمہاری رائے میں جو آئے میں اس کے بھی خلاف نہیں کر سکتا ار کہ کے جہان دیدہ اور تجربہ کار، حضرت خالد بن ولیدؓ کی خدمت میں آئے اور صلح کے متعلق عرضداشت پیش کی۔ آپ نے صلح منظور فرما لی اور ان کے ساتھ نہایت ملائم الفاظ میں گفتگو کی۔ خندہ پیشانی اور خاطر و مدارت سے پیش آئے تاکہ باشندگان خندہ و دوران، تدمر اور قرطین بھی یہ سن کر اسلام کے حقد بگوش ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا میں اس بات پر صلح کرتا ہوں کہ میں اپنی فوج یہاں سے ہٹا لوں گا جو لوگ ہمارے دین میں آنا چاہیں انہیں ہم قبول کر لیں گے اور جو اپنے دین پر قائم رہنا چاہیں ان پر ہم جزیہ مقرر کر دیں گے۔

واقعی کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اہل ارکہ سے دو ہزار چاندی کے درہم اور ایک ہزار سونے کے دیناروں پر صلح فرمائی تھی اور صلح نامہ لکھ کر دے دیا تھا۔ ابھی آپ نے یہاں سے کوچ نہیں کیا تھا کہ اہل خندہ نے بھی صلح کر لی۔ جس وقت اس کی تدمر والوں کو خبر ہوئی تو وہاں کے حاکم کرنامی نے تمام رعایا کو جمع کر کے یہ کہا کہ مجھے اس بات کی اطلاع پہنچی ہے کہ اہل عرب نے ارکہ اور خندہ کو صلح کے ذریعہ محزر کر لیا ہے۔ نیز میں نے اپنے ہی آدمیوں سے سنا ہے کہ اہل عرب نہایت صلح جو، عادل اور نیک طبیعت کے آدمی ہیں۔ فتنہ و فساد کے خواہاں نہیں۔ ہمارا قلعہ اگرچہ بہت زیادہ محفوظ ہے۔ کسی شخص کی مجال نہیں کہ اندر گھس سکے۔ مگر ہمیں خوف ہے کہ ہمارے باغات اور زراعت کو نہ نقصان پہنچ جائے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ ہم بھی ان کے ساتھ صلح کر لیں۔ اگر ہماری قوم نے ان کو فتح کر لیا تو ہم صلح کر دیں گے اور اگر اہل عرب فتح یاب ہو گئے تو ہم ان کی طرف سے مامون رہیں گے۔ رعایا کے آدمی یہ سن کر بے حد خوش ہوئے اور انہوں نے اس خوشی میں ایک ضیافت کا سامان کیا۔ حضرت خالدؓ بھی اسٹے میں یہاں پہنچ گئے۔ اہل تدمر ان کی خدمت و مدارات میں کھڑے ہو گئے آپ نے ان کا شکریہ ادا کیا اور تین اوقیہ ۱۔ سونے اور چاندی پر صلح کر کے صلح نامہ پر دستخط کر دیے۔ مصالحت اہل خندہ و تدمر مع حضرت خالد اس کے بعد ان سے زاورہ چارہ خرید کر کے حوران کی طرف کوچ کر دیا۔

حضرت واقعی فرماتے ہیں کہ عامر بن طفیل حضرت خالد بن ولیدؓ کا خط لے کر جناب حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں پہنچے۔ آپ خط پڑھ کر ہنسے اور فرمایا الحمد للہ اللہ جل جلالہ اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو میں پسند و چشم قبول کرتا ہوں۔ پھر تمام مسلمانوں کو آپ نے اپنی معزوری اور حضرت خالد بن ولیدؓ کے مقرر ہونے کی اطلاع دی۔ انہی ایام میں آپ شریحیل بن حنظلہ کا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکردگی میں چار ہزار سواروں کے کران کو بصرہ کی طرف روانہ کر چکے تھے جنہوں نے وہاں پہنچ کر خبیہ بھی نصیب کر لئے تھے۔

بصرہ کا حکم اس وقت رواس نامی ایک شخص تھا جو خود پادشاہ اور رومیوں کے نزدیک ایک نہایت بلند مرتبہ آدمی سمجھا جاتا تھا۔ یہ حکم کتب سابقہ اور حالات مافیہا کا عالم اور نہایت ذلیل ڈوں کا شخص تھا۔ شام کے دور دراز شہروں سے رومی اس کے جٹہ کو دیکھنے اور حکمت و نصائح کے کلام سننے کی غرض سے اس کے پاس آیا کرتے تھے۔ بصرہ کی آبادی اس وقت بارہ ہزار آدمیوں پر مشتمل تھی اور

۱۔ حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ پانچ اوقیہ پر زکوٰۃ ہے اور زکوٰۃ دو سو درہم پر واجب ہے اور چالیس چھ دو سو ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ۱۲۷ھ

خواب آیا تھا۔ اہل عرب نیز اور یمن سے یہاں تجارت کے لئے آیا کرتے تھے۔ ایک خاص وقت اور موسم میں روماس کے لئے وہیں کی ایک کرنی چھٹی چلیا کرتی تھی جس پر یہ بیٹھ جاتا اور لوگ اس کے جسم کو دیکھتے اور اس کے علم سے مستفید ہوا کرتے تھے۔ جس وقت حضرت شریحیل بن حسنہ بصرہ پر فوج کشی کی تو یہی موسم تھا اور لوگ کثرت سے اس کے پاس موجود تھے کہ دفعۃً حضرت شریحیل بن حسنہ کی فوج کی آمد سے بصرہ میں ایک شور و غوغا اٹھ کھڑا ہوا۔ یہ جدیدی سے گھوڑے پر سوار ہوا تو مہم کو زور سے آواز دی۔ سب نے متفق ہو کر اس کی آواز کا جواب دیا۔ اس نے کہا ہاتھیں کرنا چھوڑنا کہ میں مسلمانوں کی فوج دیکھ آؤں، ان کی ہاتھیں سنوں اور ان کا مطلب معلوم کروں۔

یہ کہہ کر حضرت شریحیل بن حسنہ کے لشکر کے پاس آ کر آواز دی، اے قوم صبر! میں بصرہ کا حاکم روماس ہوں اور تمہارے سردار سے مناجا پتا ہوں۔ جس وقت حضرت شریحیل بن حسنہ تشریف لے گئے تو ان سے کہا، آپ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہم جناب محمدؐ جو نبی امی توریت وانجیل کی پیشین گوئی کے موافق مبعوث ہوئے ہیں ان کے صحابی ہیں۔ اس نے کہا کہ انہوں نے کیا کام کیا؟ آپ نے فرمایا پری تعالیٰ جل مجدہ نے ان کی روح قبض کر کے ان کے دانتوں وہ جگہ تنویش سردی۔ جو اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک بہتر جگہ تھی۔ اس نے کہا ان کی جگہ پر وہ شخص مقرر ہوا؟ آپ نے فرمایا حضورؐ کے بعد محمدؐ متیق بنی فہم حضرت ابو بکرؓ پیشین ہوئے ہیں۔

روماس نے کہا ”مجھے اپنے دین کی قسم! میں خوب جانتا ہوں کہ تم حق پر ہو اور یقیناً تم شام اور تمام عراقی پر حق قبض ہو جاؤ گے۔ ہم تم سے یہ میر ہانی کا برتاؤ کرتے ہیں اور سب سے تم آؤ گے۔ تم آؤ گے اور ہماری جمیعت بہت زیادہ ہے۔ بہتر ہے کہ تم اپنے ملک کی طرف لوٹ جاؤ۔ ہم تم سے کسی طرح کا تعرض نہیں کریں گے۔ عربی بھائی! ابو بکر میرے دوست اور رفیق ہیں اور وہ موجود ہے تو مجھے سے کبھی نہ لاتے۔“

آپؐ نے فرمایا۔ دین کے متعلق اگر خود ان کے بیٹے اور پیچھے بھی ہوں تو وہ ان کی بھی سبھی رعایت نہیں کر سکتے۔ تاہم دیکھو وہ مسلمان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ ان کو کسی طرح کا ذاتی اختیار نہیں ہے، وہ خود ملحق ہیں اور ہمیں پری تعالیٰ جل مجدہ نے تم سے جہاد کا حکم فرمایا ہے۔ تین امور میں سے جب تک ایک بات فیصلہ نہ ہو جائے اس وقت تک ہم کبھی نہیں جانتے۔ اور یہ کہ اسلام میں داخل ہو جاؤ، ورنہ جزیرہ وہ۔ ان میں سے ایک بات بھی منظور نہ ہو تو پھر لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ۔“

روماس نے جواب میں کہا۔ ”مجھے اپنے دین اور ایمان کی قسم! اگر میرے قبضہ میں ہوتا تو میں تم سے کبھی نہ لڑتا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم حق پر ہو۔ مگر یہ رومی قوم مجتمع ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ میں ان کے پاس لوٹ کر انہیں سمجھاؤں اور ان کا عندیہ معلوم کروں۔“ حضرت شریحیلؓ نے فرمایا۔ بہت اچھا ذرا جدیدی سمجھئے۔ کیونکہ ہم آپ سے جو ایک دفعہ کہہ چکے ہیں حتیٰ جنگ یا جزیرہ یا اسلام، وہ ہم کر کے نہیں گئے۔

روماس اپنی قوم کے پاس گیا اور ان کو جمع کر کے کہا اس حنین دین نصاریٰ و اسے بنی ہامچوہ یہ! تمہیں یاد رکھنا چاہئے کہ تمہارے ممالک میں اہل عرب کا آنے کا تمہارے اموال کو خونِ تمہارے نہ داروں اور بہادروں کو قتل کرنے کا جو خونِ تمہاری آتوں میں تحریر ہے اس کا وقت یہی ہے اور وہ نہ اب قریب آیا ہے۔ تمہارے پاس نہ رومیوں کے برابر لشکر اور نہ خود تم رومی جیسے بہادر ہو۔ فلسطین کے میدان میں عرب کے ایک چھوٹے سے دستے نے اسے قتل کر دیا۔ اس کے بہادروں کو مار ڈالا اور باقیوں کو ہزیمت دے

کر بھگا دیا۔ مجھے خبر ملی ہے کہ ایک شخص جس کا نام خالد بن ولید ہے ہم پر عراق کی طرف سے چڑھا چلا آ رہا ہے۔ ارکہ، خندہ، مدر، اور حوران اس نے فتح کر لئے ہیں اور وہ بہت جلد یہاں پہنچ جاوے گا۔ میرے نزدیک یہی بہتر اور مناسب ہے کہ ہم اس عرب قوم کو جزیہ دے کر اپنے آپ کو ان کی حفاظت میں دے دیں اور اس طرح اس بلا کو اپنے سر سے ال دے۔“ جس وقت اس کی زبان سے اس کی قوم نے یہ الفاظ سنے آگ بگولا ہو گئے۔ اس کے قتل کا ارادہ کر لیا۔ مگر اس نے یہ حالت دیکھ کر فوراً کہنا شروع کیا کہ میں تو مذہب کے متعلق تمہاری حمیت اور غیرت دیکھنا چاہتا تھا ورنہ میں تمہارے ساتھ اور ان کے مقابلے میں سب سے پہلا جانے والا شخص ہوں۔

وادی فرماتے ہیں کہ رومی یہ سن کر جنگ کے لئے آمادہ ہو گئے۔ اپنے لشکر کا شمار کیا۔ ساری زریں پہنے اور حملہ کا ارادہ کیا۔ شرمیل بن حسنہ نے دیکھ کر اپنے لشکر کو حسب ذیل تلقین کی۔ خداوند تعالیٰ آپ حضرات پر رحم فرماویں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت تواروں کے سایہ میں ہے اور خداوند تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب خون کا وہ قطرہ ہے جو اللہ کے راست میں گرے اور وہ آنسو ہے جو خدا کے خوف سے جاری ہو۔ دشمن سے دل کھول کر لڑو۔ تیروں سے چھنی کر دو اور تیروں کو ل کر ایک ساتھ چھوڑنا کہ ضائع نہ جائیں پھر یہ آیت پڑھی:

يا ايها الذين امنوا اتقوا الله حق تقاته ولا تموتن الا و انتم مسلمون۔

”اے ایمان والو! اللہ سے جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے ڈرو اور تم نہ مرو مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو۔“

یہ کہہ کر آپ نے حملہ کر دیا اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے بلہ بول دیا۔

ماجد بن روم العسی کہتے ہیں کہ میں بھی حضرت شرمیل کے اس لشکر میں موجود تھا۔ دشمن نے بارہ ہزار جوانوں کے ساتھ یہ سمجھ کر اب بازی لے لیں گے، ہم پر حملہ کر دیا۔ ہم ان کے مقابلے میں ایسے تھے جیسے سیاہ اونٹ کے پہلو پر تل چٹنی سفیدی (جیساے اڑو پر سفیدی) ہم نے اس جنگ میں اس شخص کی طرح جو موت اور سفر آخرت کے وقت صبر کر لیتے صبر کر لیا تھا، وہ پہر تک لڑائی ہوتی رہی۔ دشمن برابر سمجھتا رہا کہ وہ فتح حاصل کر لے گا۔ میں نے اس حالت میں حضرت شرمیل کو دیکھا کہ آپ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے یہ دعا پڑھ رہے تھے:

يا حى يا قيوم يا بديع السموات والارض يا ذوالجلال والاکرام اللهم انک قد وعدتنا على لسان نبيک بفتح الشام و فارس اللهم انصر من يوحىدک على من یکفر بک اللهم انصرنا على القوم الکافرين۔

”اے ہمیشہ زندہ، قائم رہنے والے اور اے آسمان و زمین کے بنانے والے، اے بزرگی و اکرام والے! اے الہ العالمین! آپ نے فتح شام اور فارس کا وعدہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے۔ اے اللہ! آپ اس کی مدد جو آپ کی وحدانیت کا قائل ہے کافر کے وپر کیجئے اور اے خداوند قوم کافریں پر ہمیں نصرت بخشے۔“

خدا کی قسم! حضرت شرمیل نے اپنی دعا کو ابھی ختم نہیں کیا تھا کہ مدد پہنچ گئی۔ دشمن نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا تھا اپنے دل میں یہ طے کر چکا تھا کہ اب فتح ہوئی۔ اچانک حوران کی طرف سے ایک اندھیری رات کی طرح گرد و غبار اٹھتا ہوا دکھائی دیا۔ جس وقت ہمارے قریب آیا تو اس میں جیش و گھوڑے دکھائی دیئے۔ پھر نشان اور جھنڈے معلوم ہونے لگے۔ ہماری طرف دو

سوار بڑھتے نظر آئے۔ ایک سوار زور سے آواز دے کر کہہ رہا تھا شریعیل! اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت مبارک ہو۔ میں مشہور شہسوار خالد بن ولید ہوں۔ دوسرے کی زبان پر جاری تھا میں عبدالرحمن بن ابی بکر صدیقؓ ہوں پھر تو کم اور قبیلہ جذام پہنچ گئے۔ ان کے پیچھے تمام لشکر آگیا۔ نشان جس کا نام ریانہ العتاب تھا اور جس کو جناب رافع بن غیرۃ الطائی لئے ہوئے تھے دکھائی دیا۔ رضی اللہ عنہم! جمعین۔

واقدی کہتے ہیں کہ جس وقت رومیوں نے حضرت خالد بن ولیدؓ کی لاکر سنی تو ان کے حوصلے پست ہو گئے۔ مسلمانوں نے آپس میں ایک دوسرے کو سلام کیا۔ شریعیل بن حسنہ نے جس وقت حضرت خالد بن ولیدؓ کو سلام کیا تو آپ نے فرمایا شریعیل! کیا تمہیں خبر نہیں تھی کہ یہ ایک خاص موسم ہے۔ اس میں اہل شام، حجاز اور اہل عراق جمع ہوتے ہیں۔ رومیوں کے لشکر اور سردار آتے ہیں۔ پھر نہ معلوم کیوں تم نے اپنے آپ کو محنتناکیوں کے سجدہ پھنسا دیا۔ حضرت شریعیل نے کہا کہ حضرت ابوسعیدؓ کے خیم کے مطابق میں نے ایسا کیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ابوسعیدؓ ایک سیدھے سادے خداترس مسلمان ہیں۔ لڑائی کے جھگڑوں اور موقع کی نزاکت و چالاکیوں سے واقف نہیں ہیں۔ پھر آپ نے فوج کو آرام کرنے کا حکم دیا فوج نے پڑاؤ کیا اور ہر لشکر نے ایک دوسرے کی غفوری اور ہمدردی کی۔

دوسرے روز بصرہ کے لشکر نے جنگ کی آمادگی ظاہر کی۔ آپ نے اپنی فوج ظفر مویج سے فرمایا بصرہ کے لوگ یہ سمجھ کر کہ ان کے گھوڑے اور آدمی سفر کی منزل سے چکن چور ہیں ہماری طرف بڑھ رہے ہیں۔ تم بھی خداوند تعالیٰ کی برکت و نصرت پر بھروسہ کر کے تیار ہو جاؤ۔ مسلمان مسلح ہو کر گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔ آپ نے سینہ پر رافع بن غیرۃ الطائی کو اور بصرہ پر ضرار بن الازور بن طارق کو جو ایک کسن اور بہادر شخص تھے اور جن کی ہوشیاری و شجاعت کے کارنامے جگہ جگہ مشہور تھے کھڑا کیا۔ پیدل پیہن پر عبدالرحمن بن حمید انجی کو سردار بنایا۔ لشکر! زخف کے دو کھڑے کئے۔ ایک پر مسیب بن جبہ کو حاکم کر کے تمام لشکر کے ایک طرف کھڑا کیا اور دوسرے کھڑے پر مدغور بن غانم کو سردار بن کر دوسری جانب مقرر کر دیا اور فرمایا جس وقت میں ملکہ کا حکم دوں تو تم فوراً گھوڑوں کو کودا کر حملہ کروینا۔

واقدی فرماتے ہیں کہ آپ اور جناب حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیقؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر کو متعین و متین اور انصاف کرنے کے لئے باقی رہ گئے۔ چاہا کہ حملہ کریں، اچانک رومیوں کی فوج کی صفیں چریں ان میں سے ایک قوی پہل خوش پوش سوار جس کے بدن پر سونے چاندی اور حریر یا قوت چمک رہے تھے، دو ڈول لشکروں کے درمیان میں کھڑا ہو کر عربی زبان میں ایک ہودی کی طرح کہنے لگا۔ "اے گروہ

عرب! میں بصرہ کا سردار ہوں اور میرے مقابلے میں تمہارے سردار کے سوا کوئی نہ نکلا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے گئے۔ اس نے کہا کیا آپ سردار ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں مسلمان میرے متعلق ایسا ہی سمجھتے ہیں اور یہ میری سرداری اور امارت اسی وقت تک ہے جب تک میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر قائم ہوں۔ اگر میں باری تعالیٰ کی آج تا فرما لی کہ جو کس تو پھر ان پر میری مہارت یا کل نہیں رہ سکتی۔

خالد بن ولیدؓ زخف کے دو کھڑے کر کے فوج کے واپار یعنی ایک کوسینہ کا بازو اور دوسرے کوسینہ کا بازو بنایا ہوگا۔ عبارت سے یہی مستند ہوتا ہے۔
والہدائم۔

روماں نے کہا میں شاہان روم میں ایک بادشاہ اور عتقادہم میں ایک عقل مند شخص ہوں۔ حق کسی صاحب بصیرت اور اہل علم پر غلط نہیں رہ سکتا۔ میں کتب سابقہ اور اخبار مایہا میں پڑھا اور علم محلہ میں دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نئی قریش ہاشمی جن کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوگا مبعوث کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ ہم سے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس نے کہا کیا ان پر کوئی کتاب بھی نازل ہوئی۔ آپ نے فرمایا ہاں اس کتاب کا نام قرآن (شریف) ہے۔ اس نے پوچھا۔ کیا تمہارے دیر شرب حرام کر دی گئی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں جو شخص شراب پیئے گا ہم اس پر حد جاری کرتے ہیں۔ ورنہ جو نہ کا مر کب ہو اس کو در سے رتے ہیں اور اگر زانی شادی شدہ ہو تو سنگسار کر دیتے ہیں۔ اس نے دریافت کیا کیا تمہارے اوپر پانچ نمازیں فرض کی گئی ہیں۔ آپ نے کہا۔ ہاں دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔ اس نے کہا کیا تم حج کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ آپ پر جبہ فرض ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ اگر جبہ فرض نہ ہوتا تو تمہارے آ کر کیوں لڑتے؟ اس نے کہا میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ آپ لوگ حق پر ہیں۔ میں آپ حضرات سے محبت رکھتا ہوں، میں نے اپنی قوم کو آپ سے ڈرایا تھا تاکہ آپ سے محفوظ رہیں مگر اس نے انکار کر دیا۔ میں قوم سے بہت ڈرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اشھدان، لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ و اشھدان محمد عبده و رسولہ۔ پڑھو تاکہ اس سے پڑھنے کے ساتھ ساتھ ہم تم دونوں ایک دوسرے کے نفع اور نقصان میں شریک ہو جائیں۔

اس نے جواب دیا کہ میں مسلمان ضرور ہو جاؤں مگر مجھے خوف ہے کہ میری قوم کے لوگ مجھے قتل اور میرے حرم کو قید نہ کر دیں۔ ابست میں ان کے پاس جاتا ہوں اور ڈراؤں کہ اگر تخریب دیتا ہوں شاید خداوند تعالیٰ انہیں راہ راست پر لے آئے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تم مجھ سے بغیر قتل اور جنگ کے چلے گئے تو مجھے اندیشہ ہے کہ وہ تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچا دیں۔ اس سے بہتہ یہ ہے کہ میں تم پر حملہ کرتا ہوں اور تم بھی میرے اوپر حملہ کرو تاکہ تمہارے اوپر بہت نہ لگ سکے اور اپنی قوم کے پاس چلے پڑو۔

کہتے ہیں کہ پھر ایک نے دوسرے پر حملہ کیا اور لشکریوں کو فتن حرب کے خوب کرتب دکھائے۔ حتیٰ کہ روماس نے آپ سے کہا کہ مجھ پر زور سے حملہ کیجئے تاکہ میں میدان سے بھاگ پڑوں۔ بادشاہ نے میری مدد اور کمک کے لئے ایک سردار در بیان نامی بھیجے ہے۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ آپ کو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچا دے۔ آپ نے فرمایا۔ خداوند جل و اعلیٰ اس پر مجھے غیب اور فتح عنایت کریں گے۔ پھر آپ نے روماس پر شدت سے حملہ کیا۔ روماس مقابلے سے بھاگ اور اپنی قوم میں چھپا۔ آپ نے تعاقب پھیر دیا۔ جس وقت روماس اپنی قوم کے پاس پہنچے تو لوگوں نے تمام حال دریافت کیا۔

اس نے کہا اسے قوم اعرب بڑے چست و پرک آؤں ہیں تم ان کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتے۔ یہ یقینی امر ہے کہ وہ شام بہت تمام قہر وے روم کے ہاک ہو جائیں گے۔ تم خدا سے ڈرو، عربوں کی اطاعت قبول کرو۔ اہل ارک، مدہر اور حوران کی طرح ان کے امان میں آ جاؤ۔ میں تمہاری بھلائی اور بہبود کی کا خواہاں ہوں۔“

قوم نے جس وقت روماس کی زبان سے یہ الفاظ سنے اسے ڈانٹ، زجر و توبیخ کی، چاہا کہ قتل کر دیں بلکہ اگر بادشاہ کا خوف دامن

۱۔ یہاں اور آخر جگہ سردار بطریق کا ترجمہ ہے۔ بطریق اصل میں سردار کو کہتے ہیں کہ جس کے تحت دس ہزار سپاہی ہوں، یعنی وہ بڑی جیسے ورت خان کاس کے تحت میں پانچ ہزار ہوتے ہیں جس کو بیخ بزاری کہتے ہیں۔

گیر نہ ہوتا تو وہ فوراً سے موت کے گھاٹ اتار دیتے۔ کہنے لگے بگھر میں بیٹھ رہو، عربوں سے ہم خود کٹ لیں گے۔ روماس کی چونکہ یہ یمن خواہش تھی، وہ گھر چلا گیا اور دل میں کہنے لگا کہ شاید اللہ تعالیٰ حضرت خالد بن ولید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو فتح دے دیں تو میں بھی آپ کے ساتھ اپنے اہل و عیال کو لے کر جہاں آپ تشریف لے جائیں گے چلا جاؤں گا۔

اہل بصرہ نے روماس کے چلے بنے کے بعد درمیان کو اپنا حاکم مقرر کیا اور کہا جس وقت ہم مسلمانوں کی لڑائی سے فرار ہو جائیں گے تو گوتہارے ساتھ بادشاہ کی خدمت میں چل کر روماس کی معزولی اور تمہاری تقرری کے متعلق عرض کریں گے، کیونکہ تم روماس کی نسبت زیادہ بہرہ ور اور فکمند ہو۔ درمیان نے کہا تمہارا اس سے مقصد اور ارادہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ تم مسلمانوں کے لشکر پر حملہ اور ان کے سردار سے مقابلہ کرو۔ اگر تم نے ان کے امیر کو مار لیا تو باقی تمام لشکر بھاگ جائے گا۔

حضرت عبدالرحمنؓ اور درمیان کا مقابلہ اور بصریوں کی شکست

کہتے ہیں کہ درمیان نے زہر پینی اور اسلحہ سے رمیدان میں آیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مقابلہ کے لئے صوبہ کیا۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے کہا آپ سردار لشکر ہیں اور لشکر کا میدان میں جتنے رہنا سردار کے ساتھ ہوتا ہے، دشمن کے مقابلے کے لئے میں جاتا ہوں۔ عبدالرحمن میدان میں آ پہنچے۔ آپ نے درمیان پر حملہ کیا۔ نبرد آزمائی شروع ہوئی۔ طرفین کے لشکریوں کی روتیں ابھریں اور فوجوں نے حرب کے تمنا سے دیکھنے لگیں۔ ابھی بہت عرصہ ہوا تھا کہ درمیان نے محسوس کیا کہ وہ زیادہ مقابلہ کی تاب نہیں دے سکتا، اس نے بھی گاس کا گھوڑا چونکہ حضرت عبدالرحمن کے گھوڑے سے زیادہ تیز تھا، آپ کے ہاتھ نہ آیا اور اپنے لشکر میں جا گھسا۔

اہل بصرہ نے حریف کے مقابلے سے بھاگ آنے کی وجہ دریافت کی تو اس نے جواب دیا کہ مجھ پر بڑی سختی کے ساتھ حملہ کیا گیا تھا۔ میرے قدم نہ جم سکے اس لئے پشت دے کر بھاگ آیا۔ اب تم سب مل کر حملہ کرو۔ یہ سن کر لشکر کے دل میں بڑی چھٹی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو فورا آڑ گئے۔ آپ نے اور آپ کے ساتھ عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق، ضرار بن الزور، قیس بن مسیرہ، شریح بن حنظلہ، رافع بن عیمر، قاضی، سینب بن خثعم، اغراہی، عبدالرحمن بن حیدر، امی اور تمام مسلمانوں نے ایک دم حملہ کر دیا۔ اہل بصرہ نے جس کے لئے اب تاب مقابلہ کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔ جس وقت مسلمانوں کے حملے کو دیکھا آگے بڑھے بلڑائی شروع ہوئی۔ رومیوں کے سرخاک و خون میں رہنے لگے۔ شہر پناہ پر ناقوس بجنے لگا۔ پادریوں نے شور و غوغا مچا کیا۔ لاش پادریوں نے آسمان سر پر اٹھایا۔ کفر کے گلے کہنے لگے۔

شریح بن حنظلہ نے یہ دیکھا پڑھنی شروع کی۔

اللهم ان هولاء الا رجاس يبتهلون اليك بكممة كفو ويدعون معك الها احمر لا اله الا انت و نحن نبهت اليك بلا اله الا انت و بحق محمد صلى الله عليه وسلم ان نصرت هذا الذين على اعدائك الكافرين۔

”اے الہی! یہ ناپاک قوم کہ کفر کے ساتھ آپ کی طرف رجوع کرتی ہے اور آپ کے ساتھ آئیے دوسرے معبود کو پکارتی ہے حالانکہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ہم آپ کی طرف رجوع کر رہے ہیں، آپ

حضرت محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم کے صدقے اور خلیل سے اس دین میں کی قوم کا فرین پر مدد فرمائیے۔

حضرت شریعتیہ یہ دعا پڑھ رہے تھے اور مسلمان آپ کی دعا پر آمین آمین کہہ رہے تھے۔ پھر ایک بار کی زور سے بلہ کیا۔ دشمن نے خیال کیا کہ قلعہ گر پڑا جس سے دشمن کے پیر اکھڑ گئے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ زمین نعشوں سے پٹ گئی۔ شہر پناہ کے دروازے پر پہنچ کر بے خودی میں ایک نے دوسرے کو قتل کر ڈالا۔ قلعے میں گھس کر اس کے دروازے اور برجوں میں پناہ لی۔ نشان اور صلیبوں کو بلند کیا اور قلعہ بند ہوئے۔ بادشاہ واس و اتقدی اطلاع دینے اور ملک طلب کرنے کی کھان لی۔

عبداللہ بن رافع کہتے ہیں کہ بھری جس وقت شہر پناہ کی دیواروں پر چڑھ گئے تو ہم نے ان کا تعاقب چھوڑ کر شکر کا شمار کیا۔ بعض لشکریوں کو مقتود کچھ کر میدان کا رزار میں نعشوں کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہمارے دوستیں آدمی جن میں اکثر قوم بجیلہ اور ہمدان سے تھے کام آئے ہیں۔ نیز رؤسا میں سے بدر بن حملہ جو بنی ثقیف کے حلیف تھے اور علی بن رفاعہ، زن بن عوف، سہل بن ناشطہ، جابر بن مرارہ، ربیع بن حامد اور عبد بن بشر (خداوند تعالیٰ ان کی شہادت قبول فرمائیں) بھی شہید ہوئے ہیں۔ لشکر نے ہل نہیں مت حاصل کیا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہداء پر نماز جنازہ پڑھائی اور ان کے دفن کا حکم فرمایا۔

ایک پیر رات کے گزرنے کے بعد عبدالرحمن بن ابی بکر صدیقؓ، عمر بن راشد، ملک اشعر غنی اور شکر زحف کے سونو جوانوں نے اپنی فوج کے چاروں طرف گشت لگانا شروع کیا۔ یہ حضرات پیر دوسرے تھے کہ اچانک گھوڑے بھڑکے، کنسریاں کھڑی کیں اور ہنہانے لگے جس کی وجہ سے مسلمان ہوشیار ہو گئے۔ دھڑا دھڑا پینٹا شروع کیا۔ ایک کھل پوش شخص آتا ہوا دکھائی دیا۔ حضرت عبدالرحمن اس کی طرف چھپتے اور چاہا کہ پکڑ لیں۔ مگر اس نے کہا ڈراؤں کیجئے، میں حاکم بصرہ ہوں۔ آپ نے اسے پکڑ کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آگے لاکھڑا کیا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے دیکھ کر پہچان لیا اور فرمے۔ اس نے کہا اے امیر! میری قوم نے مجھے دھکا دیا اور کہا کہ گھر میں بیٹھ رہو ورنہ قتل کر دیا جائے گا۔ میں اپنے گھر میں بیٹھ رہا۔ میرا مکان شہر پناہ کی دیوار سے چونکہ بالکل متصل ہے، رات کی تاریکی میں میں اپنی اویاد اور صفین بچوں سے ایک سے ایک کو ٹھہل کر آکر آپ کی خدمت میں اس نے حاضر ہو ہوں کہ آپ میرے ساتھ اپنے پیچیدہ اور بھروسے کے چند جوان روئہ کر دیں تاکہ وہ شہر پر قابض ہو جائیں۔ آپ نے یہ سن کر جگہ شکر ادا کیا اور حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ تم اپنی سرکردگی میں سونو جوان منتخب کر کے روماس کے ہمراہ چلے جاؤ۔

ضرار بن ازور کہتے ہیں کہ جو سپاہی شہر میں داخل ہوئے تھے ان میں بھی تھے۔ جس وقت ہم روماس کے مکان پر پہنچے اس نے ہمارے واسطے خزانہ کا دروازہ کھول دیا۔ اسلحہ تقسیم کے اور کھارویوں کا بس کچن لو۔ ہم نے ان کا بس کچن لیا اور شہر کے ہر چار طرف پچیس پچیس سوار کھڑے کر دیے۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جس وقت تم ہماری کبیر کی آواز سنو فوراً کبیر کہنا۔ ضرار کہتے ہیں کہ ہمیں جن جن مقامات پر متعین کیا گیا تھا وہاں پہنچ کر حمد کے لیے تیار کھڑے ہو گئے۔

والدہ کی فرمائات ہیں کہ مجھے معتبر رویوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دست کے سواروں کو متعین کرنے کے بعد خود بھی زرہ پہنی اور روماس نے بھی ایک زرہ پہن کر حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک توار بچش کی جس کو آپ نے اپنے اسلحہ اور لباس میں شامل کر لیا۔ روماس حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ میں ہاتھ لے کر اس برج کی طرف جس میں درمیان اور اس کے ساتھی رہتے تھے لے چلا۔ جس وقت یہ حضرات برج کے قریب پہنچے تو

در بیان اورحی فطوس نے مزاحمت کی۔ دریمان نے دریافت کیا کہ تم کون لوگ ہو؟ وہ اس نے جواب دیا، میں سردار روم اس ہوں۔ دریمان بولا تیرے منحوس قدم یہاں کیوں آئے اور یہ تیرے ساتھ دوسرا شخص کون ہے؟ روماس نے کہا کہ یہ میرے ایک دوست ہیں۔ تمہاری وقت کا اشتیاق رکھتے تھے۔ اس نے کہا بد بخت! یہ آخر میں کون؟ روماس نے جواب دیا یہ حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ مہاجر مین ہیں اور اس لئے تشریف لائے ہیں کہ تیری (تاپاک) روح کو دوزخ کے گڑھے میں دھکیل دیں۔

دریمان نے جس وقت روماس کی زبان سے یہ الفاظ سنے چاہا کہ جھپٹ کر حملہ کر دے مگر ٹھہرا گیا اور اس کے دس نے یاد دہانی کی۔ حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق نے اس سے پہلے فوراً تلوار سونت کر اس کے شانے پر اس زور سے ماری کہ دریمان کٹ کر گر گیا۔ آپ نے تلوار کا وار کرتے ہوئے زور سے تحمیر کہی۔ روماس نے اس تحمیر کا جواب دیا۔ دست اور سالہ کے مسلمانوں نے جس وقت تحمیر کی آواز سنی، بصرہ کے چاروں طرف تحمیر کا نعرہ بلند کیا۔ جس کی گونج نے پتھروں، پہاڑوں، درختوں، طیور اور خدار سیدہ لوگوں کو اپنا ہم آہنگ و ہم نوا بنالیا۔ صالحین کی زبانوں پر شکر کے الفاظ جاری ہوئے۔ انہوں نے کہا ہمارے معبود اور اے ہمارے آقا کی ہی اچھا اور طیب ہے آپ کا ذکر اور حقیقت نہیں ادا کر سکتے ہم آپ کا شکر یہ۔ ہم نے سن یا بے گلہ توحید کو اور بچوں لیا ہے اہل تحمید اور تحمید کو۔

کہتے ہیں کہ جس وقت مجاہدین کی تحمیر سے اطراف بصرہ گونج اٹھا اور ان کی تلواروں نے رومیوں کا خون پینا شروع کیا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی فوج غفر موح نے تحمیر کی آواز پر لبیک کہی شہر میں داخل ہوئے۔ جس وقت اہل بصرہ نے اپنے شہر کو تلوار کے زور سے فتح ہوتا دیکھا۔ تمام باشندگان نے شور و دوا دیا کیا۔ عورتوں اور بچوں نے وہ دوا بکا جو انوں نے ہال و فریا شروع کی امان امان کی آوازیں (الفون فون) ہر چہار اطراف سے آنے لگیں

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا یہ کیا کہتے ہیں؟ روماس نے عرض کیا امان طلب کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا فوراً تلواریں میان میں کر لی جائیں۔ یہ سنتے ہی تلواریں حائل ہو گئیں۔ صبح تمام اہل بصرہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کاش اگر ہم آپ کے ساتھ صلح کر لیتے تو اس حالت اور نوبت کو نہ پہنچتے۔ آپ نے فرمایا جو کچھ قسم ازل سے تقسیم کر دیا وہ بغیر ملے نہیں رسک اور جو پتھر قدر میں لکھ دیا وہ بغیر ہوئے نہیں مل سکتا۔ اہل بصرہ نے پوچھا کہ آپ نے کس کی رہبری اور کون سے شخص کی تحمیر سے ہمارے شہر کو فتح کیا۔ آپ کو روماس کا نام بتاتے ہوئے شرم آئی۔ مگر روماس نے فوراً کھڑے ہو کر کہا اللہ اور اس کے رسول کے دشمنو! جس شخص نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی مرضی حاصل کرنے اور تم سے جہاد فی سبیل اللہ کے لئے یہ کام کیا ہے وہ میں ہوں۔ انہوں نے روماس سے کہا کیا تو ہمارے مذہب میں نہیں رہا؟

روماس نے کہا۔ ”ابھا! میں صلیب اور اس کی پرستش کرنے والوں کا منکر ہوں۔ مجھ ان میں شامل نہ کرنا۔ میں نے برضا و رغبت خود اللہ تبارک و تعالیٰ کو رب مان لیا، دین اسلام کو قبول کر لیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی اور رسول تسلیم کر لیا۔ کعبہ شریف کو قبلہ۔ قرآن کریم کو امام اور مسلمانوں کو اخوان بنالیا۔“

قوم یہ سن کر آگ بگورہ ہوئی، اپنے شر کے شراروں سے روہس کو جھٹا تا چاہا۔ روہس اس کو تار گئے اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگے، میرا ارادہ ہے کہ میں اس جگہ قیام نہ کروں بلکہ جہاں آپ تشریف لے جائیں وہاں آپ کے ہمراہ چلوں۔ جس وقت اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کے ہاتھ اسے فتح کر دیں اور تم شام پر آپ کا تسطیق تم ہو جائے تو وطن چونکہ ایک ایلوف چیز ہے اور ہر شخص، در وطن کی آغوش میں رہنا فطرتاً پسند کرتا ہے اس لئے پھر لوٹ آؤں۔

واقفی کہتے ہیں کہ معمر بن سالم اپنے دادا الحیجہ بن مغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ روہس ہمارے ساتھ ہر ایک معرکہ میں شریک رہے۔ دشمنوں کے ساتھ شدید مقابلہ کیا اور جہاد فی سبیل اللہ میں دل کھول کر کام کیا۔ حتیٰ کہ باری تعالیٰ نے شام پر فتح دی اور محو جب درخواست ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق خلیفہ دوم رضی اللہ عنہ نے (اپنے زمانہ خلافت میں) اس کو بصرہ کا گورنر (حاصل - حکم) مقرر فرمایا۔ یہ بہت تھوڑے دنوں وہاں کی حکومت کر کے اپنے ایک لڑکے کو جو اس کی بدلتازہ کراتے رہے چھوڑ کر راہی ملک بھاگ گیا۔ (امائد و انالیہ را جعول - مترجم)

کہتے ہیں کہ فتح کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند شخصوں کو روہس سے مل و اسباب کے لئے کوہ شہر میں سے اٹھا اٹھا کر یہاں لے آئیں اور اس کام میں اس کا ہاتھ بٹائیں مقرر کیا۔

قصہ زہرہ روہس

جس وقت وہ اس مکان میں پہنچے تو دیکھا کہ روہس کی بیوی اس کے ساتھ لڑ بھڑ کر اس سے حاق کی خواہش ہے۔ انہوں نے اس کی حرف مخاطب ہو کر درخت کیا کہ تو کیا چاہتی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ہمارا انصاف اور یہ فیصلہ تمہارے سردار شکر کے پاس ہوگا۔ مسلمان اس کو حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لائے۔ ان سے فریاد کرنا شروع کی۔ ایک رومی شخص نے جو عربی زبان جانتا تھا کہا کہ یہ اپنے خاندان روہس پر دعویٰ کرتا چاہتی ہے۔ آپ نے ترجمان کے ذریعہ دعویٰ اور نالش کا سبب دریافت فرمایا۔ ان سے بیان کیا کہ میں آج شب سو رہی تھی، میں نے خواب میں ایک نہایت خوب صورت شخص کو جس کا چہرہ مبارک چوہویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا تھا دیکھا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ یہ شیر تیز تمام شام اور عراق ان عربوں کے ہاتھ فتح ہو جائے گا۔ میں نے عرض کیا آپ کون ہیں۔ انہوں نے فرمایا میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم - مترجم) ہوں۔ اس کے بعد مجھے دعوت اسلام دی اور میں مسلمان ہو گئی۔ آپ نے مجھے قرآن شریف کی دو سورتیں یاد کرائیں۔

راوی کہتا ہے کہ ترجمان سے یہ قصہ سن کر سب کو توجہ ہوا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترجمان سے کہا کہ ہمیں یہ وہ دونوں سورتیں سنائے۔ اس نے الحمد للہ رب العالمین اور قل هو اللہ احد پڑھ کر سنائیں۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر تہید اسلام کیا اور اپنے شوہر سے مطالبہ کیا کہ مسلمان ہو جائے یا مجھے طلاق دے دے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے اس قول سے غصے اور پھر فرمایا سبحان من وفقھا۔ یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے ان دونوں میں موافقت بخشی۔ پھر آپ نے ترجمان سے فرمایا کہ اس سے کہو کہ اس کا خاندان اس سے پہلے مشرف باسلام ہو چکا ہے۔ یہ سن کر وہ بہت خوش ہوئی۔

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بعد اہل بصری سے ایک مقدار زمین پر جو اہل بصری کو بھی ناگوار نہیں تھی مصالحت کر لی اور یہ چاہا کہ ایک شخص کو اپنا نائب اور وزیر مقرر کر دیں تاکہ اہل بصری اپنے اغراض و مقاصد اس کی طرف لے جائیں۔

چنانچہ آپ نے اس سے استعوا ب کیا اور ان کی رائے کے موافق ایک شخص کو اپنی طرف سے حکم مقرر کر دیا۔

اس کے بعد آپ نے ایک خط حضرت ابو عبیدہ کے پاس روانہ کیا جس میں فتح کی خوشخبری کے بعد آپ نے ان کو لکھا تھا کہ میں دمشق جا رہا ہوں آپ بھی مجھ سے وہاں آ ملیں۔ ایک دوسرا عریضہ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت القدس میں لکھا جس میں آپ نے قادسیہ کے یمن فتح کے وقت عراق سے شام کی طرف اپنے کوچ کا حال لکھنے کے بعد تحریر کیا تھا۔

حضرت خالد بن ولید کا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نام مکتوب

”جناب کے حکم کے مطابق میں شام کی طرف چلا۔ خداوند تعالیٰ نے تدمر، اراک، حوران، بخندہ اور بصری میرے ہاتھ سے فتح کر دی۔ میں آج جب کہ آپ کو یہ عریضہ لکھ رہا ہوں دمشق جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ خداوند تعالیٰ بل مجھ سے مدد چاہتا ہوں۔ تمام مسلمانوں کی خدمت میں سلام کہہ دینا۔ والسلام علیک وعلیٰ عالتہ وعلیٰ اہل بیتہ“

دونوں خط آپ نے ساتھ ہی روانہ کئے اور دمشق کی طرف کوچ کر دیا۔ جس وقت آپ موضع خیمہ میں پہنچے۔ آپ نے پڑاؤ اور رایت لے العقب کو نصب فرمایا جس کی وجہ سے اس جگہ کا نام خیمہ العقب پڑ گیا۔ وہاں سے آپ نے فوراً کوچ کر دیا اور غوطہ کے مقام پر پہنچ کر خیرانیوں کے معبد کے قریب جس کو حیر کہتے تھے پڑاؤ کیا اور اس جگہ کا نام آج تک دیر خالد مشہور ہے۔ دمشق کی کیفیت اس وقت یہ تھی کہ تمام اطراف و جوانب سے لوگ یہاں جمع ہو گئے تھے اور اس قدر آدمی اکٹھے ہوئے تھے کہ جن کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ بارہ ہزار تو سوار ہی تھے۔ شہر پناہ کو چھندوں، نیزوں اور صلیبوں سے آراستہ کر رکھا تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیر کے مقام پر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے لشکر کا انتظار کر رہے تھے۔

جس وقت ہرقل کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت خمد اراک، تدمر، حوران، بخندہ اور بصری کو فتح کر کے دمشق کی طرف بڑھ رہے ہیں تو اپنے تمام سرداروں کو جمع کر کے کہنے لگا۔ اے بنی اسفرائیل! تم سے پہلے ہی کہا تھا اور اول ہی اس اندیشہ کو طہر کیا تھا مگر تم نے ایک نہ سنی اور انکار کرتے رہے۔ اب اہل عرب حوران، تدمر، اراک، بخندہ اور بصری کو فتح کر کے ربوہ یعنی دمشق کی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ اگر اس کو فتح کر لیں تو نہایت رنج و انوس کا مقام ہے کیونکہ شام میں وہی ایک جگہ ہے جو جنت شام کہلانے کی مستحق ہے، دمشق کی طرف فوج روانہ ہو چکی ہے جو مسلمانوں کے لشکر سے دو چاند ہے۔ مگر میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم میں وہ کون شخص ہے جو متوجہ بنے کے لئے نکلے اور مرد میدان بن کر ان کو ہزیمت دے دے۔ میں ایسے شخص کو ان مقبوضات کا جو مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں۔ محصول اور مال گذارنی معاف کر دوں گا اور ان مقبوضات کو اتنی شخص کے تصرف اور قبضہ میں دے دوں گا۔

کلوس بن حنا سردار نے جو شام کے پیروانوں اور بہادروں میں ایک مشہور پہلوان تھا اور جس کی بہادری اور شجاعت عسکریں کے مقابلے میں جب کہ قیصر و کسری نے شام پر لشکر کشی کی تھی ظاہر ہو چکی تھی کہا میں مسلمانوں کے مقابلہ میں تنہا ہی کافی ہوں انہیں مار کر بھگا دوں گا۔ بادشاہ نے اسے سونے کی ایک صلیب دی اور پانچ ہزار لشکر اس کے ساتھ کیا اور کہا صلیب کو اپنے آگے رکھنا یہی تجھے مدد دے گی۔

۱۔ رایت العقب نشان کا نام تھا۔

۲۔ دیر کے معنی ہی معبد ترسایان کے ہیں۔

کلوس اس صلیب کو لے کر اسی روز انطاکیہ سے چل پڑا جس وقت محض میں پہنچا تو اس کو اسلحہ اور آدمیوں سے بڑا ہوا پایا۔ اہل محض کو اس وقت س کے آنے کی خبر پہنچی اس کی ملاقات کے لئے نکلے۔ آگے آگے پادریوں اور رہبانوں کو کیا ان کے سامنے عودو عزیر کی بخیرگی، انجیل ان کے سینوں سے لگائی جس وقت یہ اس کے قریب پہنچے سب سے پہلے لشکر کے سامنے تقدیس بیان کی ہے۔ کلوس پر معمور یہ کاپنی حمزہ کا فتح کی دعا مانگی۔ کلوس ایک رات دن یہاں قیام کر کے شہر جو سیر کی طرف روانہ ہوا۔ اہل جو سیر نے بھی باشندگان محض کی طرح اس کا استقبال کیا۔ اس کے بعد بعلبک پہنچا۔ یہاں کے مردوزن جن کا چہرہ غبرآلود اور بال پریشان تھے آئے۔ کلوس نے ان کی یہ حالت دیکھ کر سب پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ عربوں نے ارک، مدس اور حوران، بصرہ فتح کر لیا ہے اور سننے ہیں کہ دمشق لینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

کلوس نے کہ مجھے خبر ملی ہے کہ عرب اس وقت جابیہ کے مقام پر ہیں۔ مجھے تعجب ہے کہ انہوں نے شہر اور قلعوں کو کس طرح فتح کر لیا۔ انہوں نے کہ سردار! یہ صحیح ہے کہ اہل عرب جابیہ میں ہیں اور اپنی جگہ سے حرکت نہیں کی، مگر ایک شخص جس کا نام خالد بن ولید ہے اور جس نے یہ مقامات فتح کئے ہیں وہ عراق سے آیا ہے اس نے کہا اس کے ساتھ کتنا لشکر ہوگا انہوں نے کہا ذیہ ہزار۔ اس نے کہا مجھے اپنے دین کی قسم! میں اس کا سر کاٹ کے اپنے نیزے پر لٹکاؤں گا۔ اس کے بعد یہاں سے رخصت ہو کر دمشق کی طرف چلا۔

جو صوبہ دار یا گورنر ہرقل کی طرف سے دمشق پر متعین تھا اس کا نام عزرائیل تھا۔ رومیوں کے نزدیک اس کی قدر و منزلت بہت زیادہ تھی۔ اس کے ماتحت تین ہزار سوار اور پیادے رہا کرتے تھے۔ جس وقت کلوس دمشق میں پہنچا تو حکام اور رؤسائے دمشق نے اس کا استقبال کیا اور بادشاہ کا وہ فرمان جس میں اسے مسلمانوں کے مقابلے کے واسطے مقرر کیا گیا تھا اس کے سامنے پڑھا۔ کلوس نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا میں تمہاری طرف سے ان کے ساتھ لڑوں گا تمہارے شیرے دشمنوں کو بھگا دوں گا۔ مگر اس میں یہ ایک شرط ضروری ہے کہ تم عزرائیل کو اپنے شہر سے نکال دو تاکہ میں تنہا اس کام کے لئے رو چاؤں اور اکیلا دشمنوں کو بھگا دوں۔ انہوں نے کہا جناب ایسے وقت میں جب کہ دشمن سر پر پا ہو ہم اس کام کو کس طرح کر سکتے ہیں؟ کہ ایک سردار کو نکال دیں، بلکہ ایسے وقت میں اگر دس سردار بھی میسر آجائیں تو ہم ان کو بطیب خاطر منظور کر سکتے ہیں تاکہ عربوں کے ساتھ ان کی مدد سے مقابلہ کر سکیں۔

عزرائیل نے یہ کیفیت سن کر کہا جس وقت اہل عرب یہاں آجائیں اور ان سے مقابلہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ ہم میں ہر ایک عہدہ علیحدہ ایک ایک روز ان کے مقابلہ کے لئے نکلے، جو شخص ان کو ہزیمت دے دے شہر اس کے قبضہ اور تعارف میں رہے، جہاں دیدہ اور تجربہ کار لوگوں نے اس رائے کو پسند کیا اور اسی بات پر فیصلہ ہو گیا۔ عزرائیل، کلوس کی طرف سے اور کلوس عزرائیل کی جانب سے بغض و وعدات لے کر اپنی فروگاہ کی طرف واپس چلے گئے۔

واقعی کہتے ہیں کہ رومی روزانہ باب جابیہ کی طرف نکل کر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنے کی اطلاع لینے کے لئے تین میل تک جایا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب شیبہ کی جانب سے جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا

ہے، تشریف لے آئے۔

رفاعہ بن مسلم اپنے دو اسے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شکر میں موجود تھا جس وقت حضرت خالد بن ولیدؓ نے غوطہ کے مقام میں دیر کے قریب پڑاؤ کیا تو دفعتاً رمیوں کی فوج بوندیوں کی طرح منتشر تھی آبی بونی دکھائی دی۔ جس وقت حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھ تو اسے مسیمہ کذاب دین زدہ پہنی، اپنے منہ سے کڑوا ہنسا اس کے جلوں کو لٹکایا۔ مسلمانوں کو آواز دی اور فرمایا۔

”لوگو! خداوند تعالیٰ تم پر رحم فرمادیں یہ دن ایک ایسا دن ہے جو تیرے بعد کبھی بھی نہیں آئے گا، یہ دشمنوں کا شکر جو سواروں اور بہادروں پر مشتمل ہے تمہارے پاس آپ اپنی بہان میں سے کوئی زندہ نہ رہے پائے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے کام آؤ وہ تہا رہی مدفر مائیں گے۔ مدد اور نصرت مہر کے ساتھ ہیں، جن لوگوں کی جانیں باری تعالیٰ نے خرید کر لی ہیں تم بھی ان ہی لوگوں میں سے ہو جو اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں۔“

ان اللہ اشترى من المؤمنين انفسهم و اموالهم با لہم الجنة یقاتون فی سبیل اللہ۔

”اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان مؤمنین کی جانیں اور مال جنت کے عوض خرید لی ہیں جو اللہ کے راستہ میں مقاتلہ کرتے ہیں۔“

”یہ درگاہ! تمہارے مسلمان بھی تھے، حضرت ابوسعید و رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ چل پڑے۔ ہیں اور لشکرِ یب تبہارے پاس پہنچنے والے ہیں۔“

لوگوں نے یہ سن کر فوراً ہموڑوں کو آراستہ کیا سو رہے اور دشمن کے مقابلہ میں جا کھڑے ہوئے۔ رومی جو ایک امامِ احمدؒ کے ناچا بیٹے تھے رے دونوں لشکر مقابل میں کھڑے ہوئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی فوج کو ترتیب دی۔ سیمتہ پرافع بن عیسٰیؓ الطائیؓ مسرور پر مسیت بن محمدؓ الطزاریؓ دانت باز پر شریحیل بن حسنہ اور بامیں بازو پر عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو متعین کیا اور ساتھ پر سالم بن نوفل مقرر ہوئے اور قلب کی کمان خود ہاتھ میں لی۔ جس وقت قواعد جنگ پر لشکر کو آراستہ فرما چکے تو آپ نے ضرار بن ازور کو حکم دیا کہ تم جہاد میں اپنے باپ اور قوم کی سنت پر چلو۔ اللہ کے دین کی اعانت کرو، باری تعالیٰ تمہاری مدد فرمائیں گے، سب سے پہلے تم ہی پیش قدمی کرو۔ اپنے حملہ سے دشمن کے دل میں رعب ڈال دو، اپنی شجاعت سے ان کے لشکر کو پراگندہ اور منتشر کر دو۔

ضرار جو اس وقت میلے کپڑے پہنے پرانے مہ باندھے ایک لہر بچھری پر جو ہوا سے باتیں کرتی تھی سوار تھے بھینے اور اس جوش و خروش سے حملہ کیا کہ دشمن کی صفوں میں کھنسی ڈال دی اور چاروں سواروں کو جو قوم میں بہترین مرد شہر ہوتے تھے قلعے کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کے بعد یہ دونوں پر پٹنے اور چھ سوراخوں کو موت کے پتنگل میں پھنسا دیا۔ اگر رومی آپ پر تیر کی بارش اور پتھر و کینہ نہ برساتے تو کبھی آپ مقابلہ سے نہ بچھرتے۔ جس وقت آپ اپنے لشکر میں واپس آئے تو حضرت خالد اور تمام مسلمانوں نے آپ کا شکریہ ادا کیا۔ پھر حضرت عبدالرحمن نے زورہ پہنی، طاقت آزمائی کے ارادے سے ٹکنا چاہا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا۔ ابن صدیق! اپنے حملہ سے دشمن کے دل میں رعب ڈال دینا۔ ان کی صفوں کو چیر کر رکھ دینا۔ خداوند تعالیٰ تمہاری طاقت میں برکت عطا

۱۔ صلیبہ کذاب جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اس کی زورہ مال قیمت میں مل کر آپ کے پاس تھی۔ ۱۳۱ھ

فرما دیں گے۔ آپ نے بھی حضرت ضرار بن ازور کی طرح حمد کیا۔ دشمنوں کو قتل کیا اور خوب بڑے۔ آپ لوٹے تو (بہادر اسلام) سیف اللہ (حضرت خالد بن ولید) کو بھی دیں خود ایک حمد کیا اور نیز دہائی کے وہ کرتب دکھائے، بہادری اور شجاعت کے وہ بھرپور ہاتھ مارے کہ رومی شمشیر جویران رہ گئے۔

کلوں نے جس وقت آپ کو دیکھا، آپ سے رنگ و ڈھنگ دیکھ کر سمجھ گیا کہ یہ سارا افواج اسلامیہ یہی شخص ہے اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم کر لیا کہ میرا سزا و سمان مدت سرداری درودہ صلیب جو میرے سر میں لگی ہوئی ہے انہیں دیکھ کر یہ میرے اوپر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ یہ سوچ کر چیخے بھا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس وقت دیکھا کہ ایک سپہ سالار مقابلہ سے چپچپے بھٹاپ بھٹاپا ہے یہ پا کر حمد کر دیں، غم پر چند رومی سردار آئے بڑھے۔ آپ کو ڈانٹا اور تیروں کی بوچھڑ شروع کر دی۔ آپ نے اس کی کچھ پروا نہ کی بربر بڑھتے رہے۔ آپ کا گھوڑا ایک بجلی تھا جو صفوں میں چاروں طرف کو منہ رہی تھی۔ آپ اس وقت تک چپچپے نہیں بنے جب تک دس رومیوں کو قتل نہ کر دیا۔ آپ دو بارہ گھر پٹے اور لڑائی کے جوہر پہلے سے بھی زیادہ دکھائے۔ بل من مہار کا رخہ لگایا، آواز دی کہ کوئی مقابلہ کو لے! اگر کسی نے جواب نہ دیا۔ آپ نے کہا میرے مقابلے میں دو دو آج و اگر پھر بھی کوئی نہ نکلا۔ آپ نے چارے لڑنے کی خواہش کی۔ آخر میں دس تک پہنچا دیا۔ مگر کسی نے جواب تک نہ دیا۔ آپ نے کہا تھکے تم پر میں اکیلا اور تنہا کھڑا ہوں۔

کلوں اور عزرائیل کی لڑائی کے متعلق مختصر

واقعی کہتے ہیں کہ آپ کے اس حکم کو ان میں سے کوئی سمجھتا تھا اور کوئی نہ سمجھتا تھا کہ عزرائیل کلوں بن حنہ کے پاس جا کے کہنے لگا۔ کیا بادشاہ نے تجھے سپہ سالار مقرر نہیں بنایا کہ عربوں سے لڑنے کے لئے نہیں بھیجا تھا۔ رعایا کی حفاظت اور شہر کی صیانت اس وقت تیرے ذمے ہے۔ کلوں نے کہا میرے اس بات کا تو زیادہ متحق ہے کیونکہ شہر کا سپہ سالار تو تو ہی ہے تجھے اس بات کا ذمہ ہے کہ میں بادشاہ ہر قل کے حکم کے بغیر یہاں سے نہیں نکل سکتا۔ غراب عربوں کے مقابلے کیسے کیوں تیرے نہیں ہوتا؟ اس نے جواب دیا کہ میرے اور تیرے درمیان یہ وعدہ اور شرط ہو چکی ہے کہ ایک روز تو مقابلے کے لئے نکلے اور ایک روز میں چاؤں۔ آج تو لڑائی میں جا کر تیرا آزماؤں گی کہ میں کل کروں گا۔ کلوں نے کہا میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ اس شہر میں مجھ سے پہلے تو آیا ہے اسی لئے پہلے لڑائی میں بھی تو ہی جا۔ میں کل کی لڑائی میں حصہ لوں گا۔ آخر اس بات میں غصہ بڑھ گئی تو تو میں میں ہونے لگی۔ گفتگو طویل ہو گئی۔ لوگوں نے اس بات پر فیصلہ کرنا چاہا کہ دونوں کے نام قرعہ ڈالا جائے گا نام قرعہ میں نکلے، آج مسلمانوں کے مقابلے کو دوسری شخص لے گا مگر کلوں نے کہا نہیں بلکہ بہتر یہ ہے کہ متفقہ طور پر حمد کریں تاکہ ہماری ہیبت قائم رہے اور آپس میں تفریق نہ کریں۔ عزرائیل نے کہا مجھے اس سے کچھ مطلب نہیں، جس طرح چاہا ہو کرو۔

کہتے ہیں کہ کلوں کو اس بات کا اندیشہ لاحق ہوا کہ اگر بادشاہ کو ان معاملات کی خبر پہنچ گئی تو اپنی مصاحبت سے عہدہ کے قتل کا حکم دے دے گا۔ اس لئے قرعہ اندازی پر رضی ہو گیا۔ قرعہ میں کلوں کا نام نکلا۔ عزرائیل نے کہا میدان میں جیسا کہ سپہ سالار افواج اسلامیہ نے شجاعت دکھائی ہے تو بھی اسی طرح دکھلاؤ۔ جس وقت میں مقابلے کو کلوں کا اس وقت دونوں فریق یہ دیکھ لیں گے کہ ہم دونوں میں سے کون سا زیادہ شہسوار اور بہادر ہے۔

واقعی کہتے ہیں کہ اس وقت کلوس نے زرہ پٹی بھجوزے پر سوار ہوا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اپنی تمام توجہ اور قوت میری طرف متعطف رکھنا۔ اُن مجھے متا پیے میں مغلوب دیکھو تو فوراً اعانت کے لئے پہنچ کر حملہ کرے میری جان بچ لینا۔ انہوں نے جواب دیا کہ تیری باتوں سے تو بزدلی بنتی ہے شاید ہی توجہ کراے۔ کلوس نے کہا جس کے مقابلے کے لئے میں جا رہا ہوں وہ ایک بدوی شخص ہے میری اور اس کی گفتگو اور بل چل میں بہت زیادہ مغائرت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس سے کچھ کلام کروں احتیاط کرنا بھی ایک مضبوط زرہ پہن لینا ہے اس لئے اُراک شخص ترجمان کی حیثیت سے میرے ساتھ جائے تو بہت مناسب ہے۔

خروج کلوس مع جرمیں

ایک نصرانی جرمیں نامی جو نہایت عقل مند بہادر اور فصیح شخص تھا اس نے وعدہ کیا کہ اس کام کو میں انجام دوں گا اس کے ساتھ ہوا۔ کلوس نے راستہ میں اس سے مخاطب کر کے کہا حریف عربوں میں نہایت ہی جری اور بہادر سپہ سالار ہے اُن جنگ میں تو مجھے عاجز اور مغلوب دیکھنے تو مجھے تیری مدد کرنا میں اس کے صلہ میں تجھے اپنا مصاحب اور وزیر بنا دوں گا۔ عمر میرا یہ راز کسی پر خفا نہ ہو۔ میں لڑائی میں کسی قدر دیر لگا کر مرفرب سے واپس چلا آؤں گا۔ کل جس وقت اس کے مقابلے کے لئے عزرائیل انگے کا تو قینا قتل ہوگا اور اس کی طرف سے مجھے اسی وقت اطمینان کا سانس نصیب ہوگا۔ جرمیں نے کہا میں فن حرب سے بالکل ناواقف ہوں، البت بات چیت اور گفتگو سے مدد سکتا ہوں، سو میں حتی المقدور جہاں تک ممکن ہوگا فریب دی میں کوتاہی نہیں کروں گا۔ اگر تجھے یہ بات منظور نہیں ہے تو اس پر خوب غور و فکر کر کے مجھے جواب دے۔ اس نے کہا افسوس! اتنی ہی خواہش ہے کہ مجھے دشمن کے حوالے کر دے۔ جرمیں نے کہا اور تیرا یہ منشا ہے کہ اپنی آئی میں مجھے بھینٹ چڑھا دے۔ بھلا تو ہی انصاف کرا میں مارا گیا تو تیرا انصاف ہو کرام، عطا و بخشش میرے کس کام آئے گا؟ کلوس یہ سن کر خاموش ہو گیا اور آگے بڑھا یہاں تک کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب پہنچ گیا۔ مسلمانوں نے جس وقت ان دونوں کو دیکھا رافع بن عمریہ الطائی نے چاہا کہ بڑھ کر کلوس پر حملہ کر دیں۔ مگر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں روکا اور فرمایا تم اپنی جگہ کھڑے رہو میں دین کا خادم موجود ہوں

واقعی کہتے ہیں کہ کلوس جس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب پہنچا تو اپنے مصاحب جرمیں سے کہنے لگا کہ تو ان سے استفسار کر کہ تم کوں ہو اور کیا چاہتے ہو؟ نیز انہیں ہمارے سطوت و جبروت سے ڈرا اور کثرت لشکر کی خبر دے کر دھکا۔ ان کا عندیہ معلوم کر کے آخرا کیا منشا ہے؟ جرمیں آگے بڑھا اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

”اے اعرابی! میں تم سے ایک مثال بیان کرتا ہوں، وہ یہ کہ ہماری تمہاری مثال اس شخص جیسی ہے جس کے پاس بکریوں کا ایک گلہ تھا اس پر اس نے چرانے کے لئے ایک بزدل کم ہمت غیر شکاری کو مقرر کر دیا۔ شیر گلہ کی گھات میں لگا اور چرواہے کی کم ہمتی سے فائدہ اٹھ کر روزانہ ایک ایک بکری لے جانے لگا۔ بکریاں قسم کے قریب پہنچ گئیں اور شیر کے منہ کو خون لگ چکا تھا وہ روز کا عادی ہو گیا۔ مالک کو جس وقت چرواہے کی سستی اور بزدلی کا حال معلوم ہوا تو اس نے اسے موقوف کر کے اس کی جگہ ایک جوان اور بہادر شخص کو جو تمام تمام رات گلہ کے گرد گھومتا مقرر کر دیا۔ عادت مستمرہ کے مطابق شیر پھر آیا، چرواہے نے جوان بھلا نیزہ لئے ہوئے تاک میں بیٹھا تھا اچانک شیر پر حملہ کر دیا اور مار ڈالا۔ اس کے بعد بکریوں کے پاس پھر کوئی درندہ آکر نہیں پہنچا۔“

یہی حال تم لوگوں کا ہے، ہم نے تمہارے معاملات میں شخص اس لئے سستی سے کام لیا تھا کہ تمہاری قوم نہایت ضعیف اور تنگی

بھوک اور مزدور قوم تھی، کھانے کو چینا، جوڑتوں کا تیل، بچوڑنے کو چھوڑوں کی کشتی میسر آتی تھی۔ جس وقت ہمارے مدد میں آئے ہماری غذا میں کھائیں ہم پر ہی شیر ہو گئے۔

جرمیں اور حضرت خالدؓ کی باہمی گفتگو

بس جہاں تک پہنچنا تھا پہنچ چکے اور جو کچھ کرتا تھا سرگز رہے۔ اب بادشاہ نے تمہارے مقابلے کے لئے ایک ایسے شخص کو روانہ کیا ہے جو کسی طرح انسانوں پر قیاس نہیں کیا جاسکتا اور نہ کبھی کسی معرکہ میں بڑے بڑے بہادروں کی پرواہ کر سکتا ہے جس کے متعلق میں تم سے متذکرہ کر رہا ہوں۔ یہ وہی شخص ہے جو میرے برابر کھڑا ہوا ہے تمہیں چاہئے کہ اس سے احتراز کرو تا کہ تمہاری حالت اس شیر جیسی نہ ہو جائے جس کو اس نوجوان چرواہے نے مار ڈالا تھا۔ اس نے از روئے شفقت و مہربانی سے کچھ ٹٹلو کرنے کے متعلق مجھے حکم دیا ہے۔ لہذا میں دریافت کرتا ہوں کہ یہاں آنے سے تمہارا خفا، اور غرض کیا ہے اور کیا چاہتے ہو تم ایک ایسے دریا میں تیرنے کے لئے آئے ہو جس کی موجیں تھیرے مار مار کر غرق کر دیتی ہیں اور اگر اس کا پانی پی لیا جائے تو حق میں پھنس کر رہ جاتا ہے۔ اگر سپہ سالار لشکر اسلام یہی ہوتا اپنے دل نیز تمام لشکر سے قبل اس کے کہ یہ شیر تم پر حملہ آور ہو اور اپنے زبردست چنگل سے تمہیں پھاڑ ڈالے صلاح و مشورہ کرو۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس وقت اس کی یہ چرب بیانی اور فصاحت و بلاغت سن لی تو آپ نے فرمایا، خدا کے دشمن ہم پر مثل نہیں کستے۔ یاد رکھو واللہ! الزامی میں ہم تمہیں ایسا سمجھتے ہیں جیسا شکاری چال میں چڑیوں کو کہ وہ چال میں چاروں طرف بکڑتا پھرے جاتا ہے۔ ندان کی کثرت سے گھبراتا ہے نہ قبضہ سے کسی کو چھوڑتا ہے۔ ہمارے شیر اور قحط کے متعلق جو تو نے بیان کیا یہ واقعی سچ ہے مگر باری تعالیٰ جل مجدہ، نے اب اسے بہتر بدل سے بدل دیا ہے۔ چیتا کے بجائے گھوٹ، میوہ جات، گھی اور شہد عنایت فرمایا۔ یہ ملک ہمارا ہے، ہمارے رب نے ہمیں بخشا ہے اور اس کا وعدہ اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے کیا ہے۔ باقی تیرا یہ کہنا چاہئے ہو، سو ہم تمہیں باتوں کے خواہاں ہیں۔ اسام۔ جزیہ یا جنگ۔ تا وقتیکہ احکم الحاکمین جو خیر الحاکمین ہے کوئی ختم فیصلہ نہ کر دیں۔ رہا یہ امر کہ یہ بدکردار شخص ایسا ہے اور وہ ہے تو یاد رکھو ہمارے نزدیک ذلیل سے ذلیل اور مردک سے بدتر مردک شخص ہے۔ اگر یہ سلطنت کا رکن اور پیش پیش ہے تو ہم اسلام کے خادم اور رکن۔ تدھر، را کہ، حوارن، بخند اور بھری کے مالک اور بادشاہ ہیں اور میرا نام خالد بن ولید ہے۔

جس وقت جرمیں نے آپ کا کلام (بلاغت نظام) سنا تو چہرہ متغیر ہو گیا اور لڑکھڑا کر چیخے بہت آیا۔ کلوس نے یہ دیکھ کر کہا سخت انوس ہے کہ تو نے اول شہر کی طرح حملہ کیا اور پھر خوف زدہ ہو کر پیچھے لوٹ آیا۔ جرمیں نے جواب دیا کہ مجھے اپنے دین کی قسم! میں اسے ابواش آدمیوں سے سمجھتا تھا یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ ایک حمدا ورمینہ صا اور بزن رہا ہے یا بادشاہ سوار ہے۔ یہ ایک ایسی قوم کا سردار اور حاکم ہے جس نے دنیا کو شہرے بھر دیا۔ اس لئے تو ہی اس پر پہل اور استقامت کر کے اپنی بہادری کے جوہر دکھا۔

کلوس نے جس وقت حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام سنا اپنی زین پر اس پتے کی طرح جو تیز ہوا میں بہتا ہے تھر تھر کانپنے لگا اور جرمیں سے کہا کہ اس سے کھولائی کل پر موقوف رکھی جائے۔ جرمیں نے کہا میں کہہ دیتا ہوں مگر مجھے یقین نہیں کہ اسے منظور کر لیں گے۔ اس کے بعد جرمیں نے آپ کی طرف دیکھ کر کہا اے اپنی قوم کے سردار! میرا ساتھی کہتا ہے کہ ان سے کہو کہ یہ اپنے

لشکر میں لوٹ کر اپنے آدمیوں سے مشورہ کریں۔ آپ نے فرمایا ہے: توقف مجھے دھوکہ دینا چاہتا ہے، حالانکہ میں لڑائی کی جزا اور فنِ حرب کی جان ہوں میرے سے جان بچا کر بھاگ جانا بہت مشکل ہے۔ اس کے بعد آپ نے نیزہ سنبھالا اور اس کا رخ چڑھیں کی طرف کیا تو چڑھیں کی زبان بند ہوئی اور بیساختہ بھاگ آ آپ نے جس وقت اسے بھگتے دیکھا، گلوں، جنگ کے لئے آواز دی اور ہمدردیہ گلوں پیچھے جتا ہوا اپنے لشکر کے قریب پہنچ گیا۔ آخر آپ نے دہلیا گلوں نے بھی مجبوراً جوابی ہمدردیہ گلوں میں نیزہ بازی شروع ہوئی جس کی پٹکاریاں آگ کے شعلوں سے بھی زیادہ بھڑک رہی تھیں۔ میں لڑائی میں گلوں نے چاہا کہ بھاگ پڑوں۔ آپ تازہ گئے گھوڑے کو تھمڑا کر باگ سے باگ ملا دی اور اس کے قریب پہنچ کر اس کے نیزے کو بے کار کر دیا۔ پھر ایک چبوتے نیزہ کو دائیں سے بائیں کی طرف اٹھا کر حلق سے اوپر نہایت شدت سے مارا اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (تو ساقی وقت، وقت اللہ ہی کے لئے ہیں) اپنی طرف کھینچ کر زمین سے اٹھالیا۔ مسلمانوں نے جس وقت آپ کی یہ بہادری اور شجاعت دیکھی، زور زور سے کلیں وں کی آواز بلند کی۔ مشرکین کے دل کا پٹھ اٹھے۔ بہادرانِ اسلام حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دوڑے۔ آپ کے قریب پہنچے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گلوں کو ان کے حوالہ کیا اور فرمایا: اس کی مشکلیں مضبوطی سے دو۔

گلوں خود ہی خود کچھ بڑبڑا رہا تھا، مسلمانوں نے روہس والی بصرہ کو جا کر دریافت کیا کہ یہ کیا کہتا ہے؟ انہوں نے کہا یہ کہتا ہے کہ مجھے کیوں پاندہ تھے، میں تو خود جو تمہارا سردار اور پسر ہوں، مارنے کے لئے تیار ہوں۔ کیا تم جزیہ اور دس فیس مانگتے تھے میں تو تمہاری خواہش کا پورا کرنے والا اور جو چھو طلب کرتے ہو اس کا ادا کرنے والا ہوں۔

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس گفتگو کے متعلق اطلاع دی گئی آپ نے فرمایا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سردارانِ قوم میں سے ہے اس لئے اسے مضبوط پاندہ سے رکھو۔ اس کے بعد آپ اپنے گھوڑے سے اتر کر شہری یعنی اس گھوڑے پر جو آپ کو حکم تمہارے نے یہ میں دیا تھا سوار ہوئے اور ارادہ کیا کہ روہس پر حملہ کر دیں۔ مگر حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آپ اس روہس سردار کے ساتھ مقابلہ کرنے میں تھک چکے ہیں، آپ استراحت فرمائیں اور مجھے جنگ کی اجازت بخشیں۔ آپ نے فرمایا: راحت و آرام عالم آخرت کے لئے ہے، آج جو شخص جتنی محنت کرے گا، کل قیامت میں اتنا ہی آرام پائے گا۔ یہ کہہ کر آپ نے فرمایا خدا حافظ اور پھر میدانِ جنگ کی طرف چل دیئے۔

گلوں نے چلا کر آپ کو آواز دی اور کہا کہ آپ کو اپنے نبی کی قسم! آپ ذرا یہاں تفریف لائے۔ مجھے چند باتیں عرض کرنی ہیں۔ مسلمانوں نے با آواز بلند آپ کو پکار کر گلوں کے چیلنے کے متعلق کہا۔ آپ پٹ آئے۔ روہس سے دریافت کیا کہ یہ کیا چاہتا ہے؟ روہس نے کچھ دیر اس سے باتیں کیں۔ پھر آپ سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ کہتا ہے کہ میں بادشاہ کا مصاحب ہوں، مجھے بادشاہ نے پانچ ہزار سوار دے کر تمہارے مقابلہ کو روانہ کیا تھا یہاں پہنچ کر عزرائیل والی دمشق سے میری خلافت ہوئی اور ایسا قلعہ پیش آیا۔ اب آپ نے مجھے گرفتار کر لیا۔ آپ کو اپنے دین کی قسم! اگر وہ آپ کے مقابلے کے لئے نکلتا تو اسے زندہ نہ چھوڑنا اور اگر مقابلے پر نہ آئے تو خود اس سے جنگ کی خواہش کر کے اسے قتل کر دینا۔ وہ چونکہ اپنی قوم کا سردار ہے، اگر آپ نے اسے قتل کر دیا تو بس پھر آپ دمشق کے مالک ہیں اور کیا آپ ایسا کریں گے؟

آپ نے فرمایا کہ روہس اس سے کہہ دو کہ وہی کیا جو شخص بھی باری تعالیٰ کیساتھ شریک کرے گا اور اس کا بیٹا تھا وہ گامیں

سب قتل کر دوں گا۔ یہ کہہ کر آپ پھر میدان کارزار کی طرف یہ رجز یا شعار پڑھتے ہوئے چل دئے۔

(ترجمہ اشعار جزیہ) اے مولا! آپ کے لئے ہر نعمت پر تعریف ہے اور اے نعمتوں کے دینے والے آپ نے جو بخشش اس کا شکر ہے۔ کفر اور ظلمت کے بعد آپ نے ہم پر احسان فرمایا، شک اور ظلم کی تاریکی سے ہم کو نکال دیا۔ محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم کے طفیل آپ نے ہمیں نجات دی اور جو تمہیں ہم میں نہیں جدا کر دیں۔ عزت، نصرت اور ہدایت کے ساتھ ہماری تائید کی اور ہم کو فوجی ام کے لقب کے ساتھ مشرف فرمایا۔ ہمارا جو کچھ ارادہ ہے باہر لایا۔ اسے پورا کر دیتے ہیں اور مشرکین کو جلدی عذاب کا مزہ چکھاتے ہیں۔

واقعہ فرماتے ہیں کہ جس وقت جس حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خوف سے بھیگ کر درویشوں کے پر پونچا ہے تو تھر تھر کانپ رہا تھا لوگوں نے اس سے دریافت کیا کہ تجھے کس نے کہا اور تیرے پیچھے ایسی کیا چیز دوڑی آ رہی ہے کہ۔ تو اس قدر پریشان ہے؟ اس نے جواب دیا کہ موت اور ایسی موت جس سے مقابلہ نہیں ہو سکتا اور ایسا شیر جس کا حق بل نہیں ہو سکتا۔ وہ مسلمانوں کا سپہ سالار پانی قوم کا سردار جو میدان کارزار کی طرف اپنے پروردگار کی قسم کھا کر چلا ہے۔ ہم جہاں اور جس جگہ بھی جا کر چھپیں ہمارے قتل میں کوئی نیش نہیں کر سکتا۔ میں بہت کوشش اور دوز و دھوپ کر کے جان بچالایا ہوں۔ بہتر یہی ہے کہ قتل اس کے کہ وہ اپنی فوج کے ساتھ ہم پر حملہ آور ہو ہم اس سے صلح کر لیں۔ رومیوں نے یہ کہہ کر کہ بد بخت کیا یہ بات کچھ کم بات تھی کہ تو قسمت کھا کر بھاگا تھا؟ جواب تو نے ہمارے دلوں میں رعب ڈالنا شروع کر دیا ہے، چاہا کہ قتل کر دیں مگر جس وقت کھوس گرفتار ہو گیا تو عزرائیل کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ اب بادشاہ کا مصاحب گرفتار ہو چکا ہے، اس نے اپنی طرف سے کوئی کمی نہیں کی۔ تمہاری آپس میں یہ شرط طے ہو چکی تھی کہ ایک روز جنگ کے لئے وہ نکلے ایک روز تو، لہذا اس بدوی کے مقابلہ کے لئے اب تو جا اور اسے قتل کر دے۔ اس نے جواب دیا کہ تمہیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ یہ شخص خالدؓ قتل ہو گیا تو کوئی دوسرا عربی شخص اس کے قتل مقام ہو جائے گا اور اگر میں قتل ہو گیا تو تم سب بغیر چرواہے کی بکریوں کی طرح رہ جاؤ گے۔ اس لئے مناسب یہی ہے کہ سب مل کر ایک متفقہ حد درو، انہوں نے کہا یہ تو ہم قیامت تک بھی نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ اس طرح تو ہزاروں جانیں قربان اور ہزار ہا عورتیں بیوہ ہو جائیں گی۔

ان میں ابھی باہم گفتگو ہو رہی تھی کہ کھوس کے آدمی جو اس کے مصاحبین میں سے تھے چیخے چلائے عزرائیل کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ تیرا متیبہ بادشاہ کے نزدیک کھوس کے برابر نہیں تھا۔ تیرے اور اس کے مابین یہ شرط ہو چکی تھی اس نے اپنی شرط کو پورا کر دیا۔ وہ چونکہ اب گرفتار ہو چکا ہے اس لئے اب حملہ اور مقابلے کے لئے تجھے تیار ہو جانا چاہئے۔ ورنہ پھر ہمارا اور تیرا مقابلہ ہے۔ عزرائیل نے جواب دیا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ میں اس بدوی سے ڈر گیا ہوں اور اول مقابلے کے لئے نہ نکلا اب میں میدان جنگ میں جا رہا ہوں دونوں حریفوں کے آدمی دیکھ لیں گے کہ ہم میں کون سا زیادہ بہادر اور شہسوار اور مرد میدان شخص ہے

عزرائیل سامان حرب سے تیار ہوا، زہرہ پٹنی اور ایک تیز گھوڑے پر سوار ہو کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے واسطے نکلا، جس وقت آپ کے قریب پہنچ کر کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ عربی بھائی! ذرا میرے نزدیک ہو جاؤ مجھے تم سے چند باتیں کرنی ہیں (یہ ملعون عربی زبان خوب جانتا تھا) جس وقت آپ نے اس کی زبان سے یہ کلمات سنے غصہ میں بھر گئے اور فرمایا خدا کے دشمن تو ہی آگے آ جا کہ تیرا سر توڑ دوں۔

عزرائیل نے جواب دیا کہ عربی بھائی لو! میں جی تائب ہوں۔ یہ کہہ کر وہ قریب ہو گیا آپ سمجھ گئے کہ اس کے دل میں خوف بیٹھ چکا ہے اس لئے آپ نے حمد کرنے میں توقف فرمایا۔ عزرائیل نے قریب ہو کر کہا کہ عربی بھائی اپنی قوم اور لشکر کے ہوتے ہوئے تم بنفس نفیس کیوں میدان جنگ میں آتے ہو۔ اگر تم یہاں کام آگئے تو تمہارا لشکر بغیر جو واسطے کی بکریاں جیسا رہ جائے گا۔ آپ نے فرمایا خدا کے دشمن! تو نے ابھی میرے دو سپاہیوں کے ہاتھ نہیں دیکھے کہ تیرے لشکریوں پر کیسے بھرپور پڑے تھے۔ اگر میں انہیں منع نہ کرتا تو بعونِ اللہ تیرے تمام لشکر کا صفایا کر کے رکھ دیتے۔ میرا ہر لشکری فیصد موت کو نصیب اور زندگی کو بیکار سمجھتا ہے اس کے بعد آپ نے دریافت کیا تو کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ کیا تم نے میرا نام نہیں سنا میں سواروں کا شہسوار تری جیش اور لہ جرائعہ فوج کو موت کے گھاٹ اتارنے والا شخص ہوں۔ آپ نے فرمایا اور تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا ملک الموت کے بنام میرا نام عزرائیل ہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا اور فرمایا خدا کے دشمن! میرا ہمنام تیرا مشاق ہے تاکہ وہ تجھے دوزخ تک پہنچا دے اس لئے یاد رکھو۔ اس نے دریافت کیا۔ تمہیں تہرہ دین کی قسم یہ فرمایا کہ تم نے انھوں کے ساتھ کیا کیا؟ آپ نے فرمایا کہ وہ سب نے مشقتیں سہہ ہو ایمنی ہے اس نے کہا وہ اس قوم میں ایک آفت کا پرکلا تھا اس کو قتل کرنے سے کس نے منع کر دیا۔ آپ نے فرمایا میں اس وجہ سے رک گیا تھا کہ دونوں کو انصاف ہی قتل کر دوں گا۔ عزرائیل نے کہا کہ آیا یہ ممکن ہے کہ ایک ہزار مشاق سونا، اس دشمنین جو راہ پر پہنچے ٹھوڑے مجھ سے لے کر اسے قتل کرے اس کا سر مجھے دے دو۔ آپ نے فرمایا یہ تو اس کے خون کا عوض ہے اپنی قتل کرانی کیا دے گا؟ یہ سن کر عزرائیل کھنگھولتا ہوا آیا اور کہا کہ بتاؤ کیا ہوئے؟ آپ نے فرمایا ذلت خواری کی حالت میں یہ اجزیہ خود تیرا امر ہوگا۔

عزرائیل نے کہا۔ عربی بھائی! جتنی بہم تمہاری عزت و تکریم کرتے ہیں اتنی ہی تم ہماری توجہ اور تہلیل کے درپے اور چہ بہ زبانِ زیادہ نہرتے جاتے ہو اب ہنصھو میں حمد کرتا ہوں۔ آپ یہ سن کر شعلہ جوالہ کی طرح بھڑکے اور حملہ کر دیا۔ عزرائیل بھی حملہ رد کرتا ہوا آئے برس۔ دیر تک دونوں حریف ٹرتے رہے عزرائیل ایک ایسا جزل تھا کہ جس کی بہادری اور شجاعت کے کارنامے شام کے بچہ بچہ کی زبان پر رہی تھے۔ اس نے حضرت خدایتعلیٰ عنہ سے کہا کہ مجھے اپنے دین کی قسم! اگر میں تمہیں گرفتار کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں لیکن از روئے شفقت و ہمدردی میرا ارادہ ہے کہ میں تم سے نیز تہرہ رے لشکر سے صلح کر لوں۔ بہتر یہی ہے کہ تم خود میری قید میں آ جاؤ اور وہ دیکھیں کہ میں نے تمہیں گرفتار کر لیا ہے۔ اس کے بعد میں تمہیں اس شرط پر رہا کر دوں گا کہ تم یہاں سے چل جاؤ اور جتنے ممالک تم نے فتح کئے ہیں انہیں ہمارے حوالے کر دو۔

آپ نے فرمایا۔ دشمن خدا ہم سے اسکی توقع اور امید رکھتا ہے باوجودیکہ ہماری جماعت وہ جماعت ہے کہ جس نے تدمر، حوران، اخذہ اور ہر سی فتح کر لی اور ہر لشکر و لشکر ہے کہ جس نے جنت کے بدلے میں اپنی جانوں کو خدا کے ہاتھ فروخت کر دیا، اور فوج و فوج ہے جس نے دار الفیہ و دار البقاع اختیار اور دنیا پر آخرت کو ترجیح دی ہے۔ تجھے ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ ہم دونوں میں سے کون سا اپنے ہاتھ میں پر فتح پاتا اور اس سے ممالک و فتح کر کے اپنی عمرانی کا سکہ مانتا ہے۔

یہ بہرہ آپ نے پیسے سے زیادہ شجاعت و کمائی شدت سے ساتھ حملہ کیا۔ فوجِ حرب کے وہ جو ہر دکھائے کہ دشمن کے چپکے چھوٹ گئے اور ہر وائی گرفتاری و اسیری کے دعویٰ کے بجائے ندامت و انحال کا پسینہ آ گئے۔ اور خوشامد کے لہجے میں یہ کہتے ہیں کہ

نبی کے عربی بھائی! آپ مذاق کیوں کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا میری دل لگی اور مذاق توار کی ضرب ہے تاکہ اس کی وجہ سے میرا رب مجھ سے خوش ہو جائے۔ لے ہو شیر رہو میں پھر وار کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر کھوار چکی، بڑھی۔ مگر ہاتھ اوچھاڑا اور دشمن اس وار سے بچ گیا۔ آپ کے دبدبہ اور صولت سے حریف کانپ اٹھا اور سمجھ گیا کہ مقابلہ پر فتح پانا لوہے کے پنے چاہنا ہے۔ یہ سوچ کر وہ بھاگا اور آپ نے تعاقب کیا۔

مقابلہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع عزرائیل

عمر کہتے ہیں فوج کے قب میں دونوں حریفوں کا تہ شد کچھ رہا تھا، جس وقت عزرائیل بھاگے، چونکہ اس کا گھوڑا آپ کے گھوڑے سے زیادہ تیز تھا اس نے آپ اس کا پیچھا نہ پاسکے۔ اس نے جس وقت مڑ کر آپ کو دیکھا تو آپ چونکے پیچھے رہ گئے۔ بے وقوف یہ سمجھا کہ بدوی مجھ سے خوف کھا گیا ہے۔ یہ سوچ کر اپنے دل میں خیال کیا کہ کیوں نہ اُنہیں گرفتار کر لوں اور کس نے نہ اس جگہ کھڑا ہو کر اس کے آنے کا منتظر رہوں۔ ممکن ہے کہ مجھے فتہ دے اور اس کے مقابلے میں میری اعانت کرے۔ اس خیال نے اُھڑے ہوئے قدم پھر جمادے۔

اب خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے قریب تھے۔ آپ کا گھوڑا پسینہ پسینہ ہو رہا تھا اور اس میں تھکن کے آثار نمایاں تھے جس وقت آپ اس کے قریب پہنچے دشمن نے لگا کر کہا اعرابی یہ نہ سمجھتا کہ میں خوف کھا رہا ہوں بلکہ تمہارے لشکر سے دور لا کر تمہارے پکڑنے کا ارادہ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ بات تو خداوند عالم الغیب ہی خوب جانتا ہے اس نے کہا عربی بھائی اب بھی اپنے اوپر رحم کھلائی مول لے کر اپنی جان جو کھوں میں نہ ڈال اور خود کو میرے حوالے کر دے، اور اگر موت ہی کی تمنا ہے تو میں قابض ارواح ہوں، ملک الموت عزرائیل ہوں اسی کو میرے پاس بھیج دیتا ہوں

آپ نے فرمایا۔ خدا کے دشمن میرے گھوڑے کے پیچھے رہ جانے سے تیرے منہ میں پانی بھرا آیا ہوگا۔ یاد رکھ! اگر میرا گھوڑا تھک گیا تو پانی یاد ہو، اگر تو نہ بھاگا تو تجھے قتل کر دوں گا۔ یہ کہہ کر آپ گھوڑے سے کود پڑے اور توار کو حرکت دی اور شیر بہر کی طرح جھپٹے۔ جس وقت عزرائیل نے آپ کو پا پایادہ دیکھا اور حوصلہ بڑھ گیا وراپ کے گرد گرد گدھ اور چیل کی طرح منڈلانے لگا اور چاہا کہ بڑھ کر تلواریں زیر کرے مگر آپ منہیں طرح دی اور لگا کر سامنے ہوئے اور اس قوت کے ساتھ حضرت خالد بن ولید نے گھوڑے کے ایک ہاتھ مارا کہ گھوڑا اکٹ کر زمین پر آیا۔

عزرائیل کی گرفتاری اور حضرت ابو عبیدہؓ کی آمد

دشمن اپنے لشکر کی طرف بھاگا۔ آپ نے یہ سبب ہو۔ تعاقب کیا کہ خدا کے دشمن تیرا ہم نام تھا پر غصہ ہو رہا ہے اور چاہتا ہے کہ تیری جان نکال لے، تو تیرا ہوجا۔ یہ کہہ کر آپ اس کی طرف بڑھے اور جب کرمین سے اوپر اٹھا۔ ارادہ تھا کہ تلواریں ایک ہاتھ مار دیں۔ مگر جس وقت دمیوں نے اپنے سپہ سالار کو شیر اسد م کے پنجہ میں دیکھا چاہا کہ دفعتی حملہ کر کے چھوڑا لیں کہ اچانک مسلمانوں کا ایک لشکر موحدوں کی ایک فوج بہ سرکردہ امین ابن مسعود بن جراح آ پہنچی۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک صد بھری سے آپ کے پاس بھیجی تھا جو آپ کو راست میں ملا اور آپ اس کے ہمراہ اس

وقت جب کہ عمرائے مکہ کے ساتھ حضرت خاندن و سید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصروف پکار رہے تھے پہنچے، اہل دمشق نے جس وقت مسلمانوں کا شکر آتا ہوا دیکھ کر مہربان ہوئے حمد کرنا چھوڑ دیا اور آپ نے عزرائیل کو رقتا کر لیا۔

والدہ کی کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت خاندن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب پہنچے تو آپ نے ارادہ کیا کہ گھوڑے سے اتار کر پا پیادہ ہوں۔ مگر حضرت خاندن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو قسم دے کر منع کر دیا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت محبت فرمایا کرتے تھے ایک نے دوسرے کو بڑھ کر سلام کیا جس کے بعد حضرت ابو عبیدہ نے فرمایا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم نامہ آئے سے کہ جس میں مجھ پر تمہاری مہربانی کے متعلق حکم تھا، مجھے یہ مدد بخشی ہوئی اور تم یقیناً نہ لو کہ میرے دل میں تمہاری طرف سے کوئی خیال نہیں گزرا کیونکہ میں خود بخود جانتا ہوں کہ جنگ فیرس اور عرب میں تم نے کیا کیا کاربائے نمایاں کر کے دکھائے۔

حضرت خاندن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں آپ کے مشورہ کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتا اور آپ کے خلاف کبھی دشمن نہیں کر سکتا۔ واللہ اگر خلیفہ اور امام وقت کی اطاعت کا حکم نہ ہوتا تو میں کبھی آپ کے عہد میں اسلام اور آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص صحابی ہونے کو دیکھتے ہوئے ہرگز اس عہدے کو قبول نہ کرتا۔ اس کے بعد دونوں نے مصافحہ کیا اور حضرت خاندن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھوڑا پیش کیا گیا۔ آپ اس پر سوار ہو کر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان دونوں جزیلوں کی گرفتاری اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی فتح و نصرت کی باتیں کرتے ہوئے چلے گئے، جس وقت دیر کے پڑاؤ کے قریب پہنچے تو دونوں حضرات گھوڑوں سے نیچے نرا آئے۔ مسلمانوں نے آپس میں ایک دوسرے پر سلام مسنون بھیجی۔

جس وقت دوسرا روز ہوا مسلمانوں نے شکر آواز راستہ کیا اہل دمشق بھی تیار ہو کر نکلے۔ آتے ہوئے رومیوں کی کمان بادشاہ کے والدہ توہمائی سر دے کر ہاتھ میں تھی جو ایک محمد افریقی جس وقت رومی میدان جنگ میں آئے تو حضرت خاندن نے حضرت ابو عبیدہ سے کہا کہ اس قوم کے دن میں مسلمانوں کا رعب بینہ چکا ہے۔ کل یہ اچھی طرح ذلیل و خوار ہو چکے تھے۔ نیز ان دوسروں کی گرفتاری نے انہیں کمزور بھی کر دیا ہے۔ پس ہمیں چاہئے کہ ہم اور آپ ان پر ایک متفقہ حملہ کریں۔ آپ نے جواب دیا کہ بہت بہتر میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ مسلمانوں نے متفقہ طور پر زور سے تکبیر کی آواز بلند کی۔ ان کی تکبیروں سے غوطا اور حوان غوطا گونج اٹھا۔ تکبیر کے ساتھ ساتھ حمد کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اس زور شور کے ساتھ حمد کیا کہ دشمن کے دانت کھنے لگے۔ کفار ذلیل و خوار ہوئے اور دوست اپنے مولے سے سرخرو ہو کر نشہ جہاد میں مست راضی برفض نے جہاد ہوئے۔

عمر بن طفیل کہتے ہیں کہ اس حملہ میں ہمارے ایک ایک آدمی نے دس دس رومیوں کو تہ تیغ کیا۔ نساں و ابھی ایک غنیمت گزرا تھا کہ دشمن کے پیرا کھڑ گئے۔ ہم نے دیر سے باب شرقی تک قتل و قتل کیا۔ اہل دمشق نے جس وقت اپنے لشکر اور سپاہیوں کی یہ زبردستی دیکھی، شہر کا دروازہ بند کر دیا کہ ایسے کم ہمت سپاہی اندر نہ گھسنے پائیں۔ قیس بن حمیرہ کہتے ہیں کہ ہم نے دروازے پر پہنچ کر بعض وقت قتل و بعض کو قتل کر لیا اور اپنے مقام پر لوٹ آئے۔ یہاں آ کر حضرت خاندن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ سے کہا کہ میری رائے ہے کہ میں باب شرقی کا محاصرہ کروں اور آپ باب جہاد کو صحرہ میں لے لیں۔ آپ نے کہا واقعی تمہاری رائے بہت زیادہ صاحب ہے۔

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دمشق کا محاصرہ کرنا

واقدی کہتے ہیں کہ حجاز، یمن، حضر موت، ساحل عمان، طائف اور حوالی مکہ معظمہ سے حضرت ابوسعیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں جفوج آئی تھی اس کی کل تعداد ۳۰ ہزار تھی اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زیرِ کمان فلسطین کے مقام پر نو ہزار سوار اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماتحتی میں پندرہ سو جوان عراق سے یہاں آئے تھے اس لئے تمام مسلمانوں کی فوج کی تعداد علاوہ اس فوج کے جو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زہ نہ خلافت میں بھرتی کی تھی اور جس کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ اپنے موقع پر آئے گا کل ساڑھے ستائیس ہزار تھی، اس میں نصف حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہمراہ لے کر باب شرقی کا محاصرہ کیا اور نصف حضرت ابوسعیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رہی جس سے انہوں نے باب جابیہ پر پڑاؤ کیا۔ اہل دمشق نے جس وقت یہ حالت دیکھی نہایت درجہ مرعوب ہو گئے۔ پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گلوں اور عزرائیل کو غلبہ فرما کر ان کے سامنے اسلام پیش کیا مگر کم بختوں نے چونکہ انکار کر دیا تھا اس لئے آپ نے حضرت ضرار بن ازہ رو کو حکم دیا کہ انہیں قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے ان کو موت کے حوالے کر دیا۔

واقدی کہتے ہیں کہ مجھے معتبر راویوں سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت ضرار بن ازہ نے عزرائیل کو اور رافع بن عیسۃ الطائی نے گلوں کو قتل کیا تھا۔

جس وقت اہل دمشق کو ان کے قتل کی خبر پہنچی تو بادشاہ برقل کے پاس ایک خط جو اپنی بزمیت اور دونوں جنزلوں کے قتل پر مشتمل تھا لکھا۔ نیز اس میں یہ بھی تحریر تھا کہ اہل عرب نے باب شرقی کا جابیہ کا محاصرہ کر رکھا ہے اور وہ مع اپنی عورتوں اور بچوں کے یہاں آئے ہوئے ہیں، اکثر زخیر علاقے اور شہر فتح کر لئے ہیں۔ ہماری یا تو خبر لیجئے ورنہ ہم اس شہر کو ان کے حوالے کرنے پر مجبور ہوں گے۔ قاصد کو یہ خط دے کر رات کے وقت ایک رسی میں باندھ کر شہر پناہ کے دیوار سے اتار دیا۔ برقل اس وقت اٹھا کیہ میں مقیم تھا جس وقت یہ خد پڑھا رونے لگا ہاتھ سے خط پھینک دیا اور اعیان مملکت کو جمع کر کے اس طرح مخاطب ہوا:-

”یا بنی اصفرا! میں نے تمہیں پہلے ہی ان عربوں کی طرف سے متنبہ کیا تھا، ان کی بہادری سے شروع ہی میں ڈرایا تھا اور اول ہی خبردار کیا تھا کہ ایک نہ ایک دن یہ لوگ ضرور میرے اس تاج و تخت کے مالک ہو کر رہیں گے، مگر افسوس تم نے میری بات کو مذاق اور میری اس گفتگو کو لامتناہی خیال کیا اور اگلے میرے قتل کے درپے ہو گئے۔ اب یہ! چہنا جو اور چہو ہمارے کھانے والے عربی لوگ خشک اور قحط زمین سے نکل کر فواکھات، پھلدار، کثیر الاشجار اور سرسبز و شاداب ملک تک پہنچ گئے ہیں اور ان کو ہمارے ملکوں کی آب و ہوا بہت زیادہ پسند آ گئی ہے۔ ان کو اب سوائے عزم قوی اور سخت معرکہ آرائی کے یہاں سے کوئی نہیں نکال سکتا۔ اگر مجھے کسی قسم کی عار اور شرم نہ ہوتی تو میں ترک شام کر کے قسطنطنیہ چلا جاتا ورنہ خود اپنے اہل و عیال کی حفاظت کے لئے ان کے مقابلے کے لئے نکل کھڑا ہوتا۔“

ارکان سلطنت اور اعیان مملکت متفق الممان ہو کر کہنے لگے اہل عرب کی جارحانہ حالت ابھی اس حاست کو نہیں پہنچی کہ حضور بنفس نفیس خود میدان کارزار میں تشریف لے جائیں بلکہ والی جمہ دروان نامی کو جو ہم میں سب سے زیادہ بہادر اور فتنہ حرب

میں ہم سب سے زیادہ ماہر ہے، نیز عسکر فارس کے مقتل میں جب کہ اہل فارس نے ہم پر چڑھائی کی تھی جناب خود اس کی شجاعت دیکھ چکے ہیں، مقابلے کے لئے روانہ کریں۔

بادشاہ نے والی حص کو بلا کر مقابلے کے لئے کہا۔ دروان والی حص نے جواب دیا کہ اگر مجھے آپ کی ناراضگی اور غصہ کا خوف نہ ہوتا تو میں اہل عرب سے لڑنے کے لئے کبھی بھی تیار نہ ہوتا کیونکہ آپ نے مجھے تمام امراء روم کے پس پشت ڈال دیا اور ہر ایک سردار سے آخر میں رکھا۔ بادشاہ نے کہا تمہارے مؤرخین نے اور سب کے بعد اس کام کے واسطے تجویز کرنے میں میری یہی مصیبت تھی کہ دراصل تمہیں میری تلوار اور پشت پہنچا ہوا ہو۔ تمہیں چاہئے کہ فی الغور اس کام کے لئے تیار ہو جاؤ، میں بار بار رومیوں پر تمہیں سردار مقرر کرتا ہوں۔ جس وقت بعلبک کے مقام پر پہنچو تو جو لشکر اجنادین کے پڑاؤ پر موجود ہے اسے ارض بلاق اور جبال سوداء پر متفرق طور سے متعین کر کے یہ حکم دینا کہ دو عمر و بن عاص کے کسی فرد کو خالد بن ولید کے لشکر میں شامل نہ ہونے دیں۔ دروان نے کہا مجھے بسر و چشم منظور ہے۔ میں آپ کو تب تک منہ نہیں دکھلا سکتا جب تک خالد بن ولید اور اس کے ساتھیوں کا سر سے کرا آپ کے پاس نہ آؤں۔ اس کے بعد یہاں سے حجاز پر لشکر کشی کروں گا اور تا وقتیکہ مکہ اور مدینہ کی ایمنٹ سے ایمنٹ نہ بجا دوں (خاکت بدہن۔ مترجم) آپ کے پاس نہیں آ سکتا۔“

بادشاہ نے لہذا قسم ہے انجیل مقدس کی! اگر تو نے اپنے اس وعدہ کو ایذا اور قول کو پورا کر کے دکھلایا تو میں ان تمام ممالک جو عربوں نے فتح کر لئے ہیں تجھے جاگیر میں بخش دوں گا اور ساتھ ہی ایک وصیت دستاویز کے طور پر لکھ دوں گا کہ میرے بعد تجھے ہی یہاں کا بادشاہ تسلیم کر لیا جائے۔“

ہرقل کا دروان کو دمشق کی طرف بھیجنا

اس کے بعد ہرقل نے جبریل و ایک خلعت پہنائی اور میان بند باندھا، سونے کی ایک صلیب جس کے چاروں کناروں میں چار میش بہایا قوت لگے ہوئے تھے حطائی اور رہا جس وقت دشمن سے مقابلہ ہو تو اسے رکھنا، یہ تجھے مدد دے گی۔“

واقعی کہتے ہیں کہ دروان صلیب لے کر رُرجا (کنیس) میں آیا، معمودیہ تہر کا اپنے اوپر چھڑکا۔ قسطنطین، شیب اور پادریوں نے فتح کی دعائیں کی۔ کنیسوں میں جو خوشبوئیں چھائی جاتیں ہیں ان کی بخیر کی گئی۔ اس کے بعد دروان نے اسی وقت شہر کے باہر باب فارس پر غصے نصب کئے۔ روم کے چند نفوس اپنی بھرائی کے لئے منتخب کئے۔

جس وقت تمام سامان درست ہوا اور تمام فوج مکمل ہو چکی تو بادشاہ خود مع ارکان دولت کے بحر حدیہ تک رخصت کرنے کے لئے آیا، دروان، بادشاہ سے رخصت ہو کر معرات ہوتا ہوا حماۃ پہنچا، یہاں سے اس نے ایک قاصد کے ذریعہ اپنی اجنادین کی فوج کو حکم دیا کہ تمام راستوں اور گھاٹیوں پر سپرہ رھیں اور عمر و بن عاص اور ان کی فوج کو خالد بن ولید تک نہ پہنچنے دیں اور اپنے تمام ماتحت افسروں اور رسالداروں کو جمع کر کے یہ کہہ کر میرا یہ ارادہ ہے کہ میں ان عربوں پر ان کی غفلت میں چھاپے ماروں اور سب کو قید

۱۔ میان بند، منطوق کا ترجمہ ہے، منطوق عربی میں اس جگہ کہتے ہیں جس میں میان باندھتے ہیں، میں نے اردو میں اس کو میان بند کہہ دیا ہے۔ اگر

کوئی اور لفظ اردو میں ہوتا تو ظہرین اس کو لکھ دیں۔ ۱۲۰

۲۔ بحر حدیہ، بڑے کابل جو ہاں بنا ہوا تھا۔ ۱۲۱

کریں۔ اس ترکیب سے کوئی شخص ان میں سے نہیں بھاگ سکتا۔ اس رائے کو سب نے پسند کیا اور یہ راتوں رات سلیب اور اودی احیات کے راستے سے چل پڑا۔

شہاد بن اوس کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ عزرائیل اور کلوس کے قتل سے فراغت پا چکے تو آپ نے ہمیں دمشق پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ شکر یوں کئے آگے بعض عرب جن کے ہاتھوں میں چڑی و حائیں تھیں نکلے، اہل دمشق نے جس وقت ہمیں حملہ کرتے ہوئے دیکھا تو ہم پر تیروں کا یزدا اور پتھروں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ یعنی عرب بھی ان کے تیر مار رہے تھے۔ رومیوں نے شور و ہنگام آہ و فریاد شروع کی۔ ہم چونکہ اچھی طرح ان کا میصرہ کر چکے تھے اس لئے انہیں اپنی ہلاکت یا سیری کا کامل یقین ہو گیا۔

شہاد بن اوس کہتے ہیں کہ ہمیں میصرہ کئے ہوئے بیس روز گزر چکے تھے کہ ندی بن مرہ ہمارے پاس پہنچے اور ان سے معلوم ہوا کہ اجنادین میں رومیوں نے ایک بہت بڑی جمعیت جمع کی ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوار ہو کر حضرت ابو عبیدہ بن جراح کے پاس باپ چاہیہ تشریف لے گئے اور آپ سے مشورہ کیا کہ اسے امین الامت! امیری رائے ہے کہ ہم اجنادین کی طرف سے لشکر کشی کریں اور جس وقت خداوند تعالیٰ ہمیں فتح دے دیں تو پھر اسی جگہ لوٹ آئیں۔ آپ نے فرمایا میں ایسی رائے کبھی نہیں دے سکتا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ کیوں؟ آپ نے جواب دیا اس لئے کہ ہم نے اہل دمشق کو ناک چنے اچھی طرح چہرے ہیں اور میصرہ میں پوری طرح سے لے رکھا ہے جس کی وجہ سے ان کے دلوں میں رعب بیٹھ چکا ہے۔ اگر اب ہم یہاں سے کوچ کر گئے تو یہ فرصت پا کر مدینہ کر کے از سر نو قوت پکڑ لیں گے اور پھر مشکل ہوگا کہ ہم اس جگہ آ سکیں۔ لہذا امیری رائے میں مناسبت نہیں ہے کہ ہم یہاں سے بالشت بھر بھی سرکیں۔

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر جواب دیا کہ میں آپ کی رائے اور حکم سے سرموچہ و نہیں کر سکتا۔ آپ گھوڑے پر سوار ہو کر باپ شرقیہ پر تشریف لائے۔ دستوں کے افسروں کو حکم دیا کہ وہ اہل دمشق پر اپنی اپنی طرف سے سختی کے ساتھ حملہ کریں اور آپ نے بذات خود باپ شرقی کی طرف سے حملہ کیا۔ اہل دمشق نے آج کے حملے میں اتنی صعوبتیں اٹھائیں اور اس قدر کلفتیں کیں جو آج تک کسی پہلی لڑائی میں نہیں دیکھی تھیں۔ سپہ سالار اعظم خالد بن ولید مسلمانوں کو جنگ کی ترغیب دیتے خود حملہ کرتے اور حسب ذیل رجز یہ اشعار پڑھتے جاتے۔

(ترجمہ اشعار رجزیہ) کون شخص حضرت صدیق اکبرؓ تک ہماری اس بات کو پہنچا سکتا ہے کہ ہم رومیوں کے لشکر کے ساتھ لڑ رہے ہیں۔ باری تعالیٰ جس عہدہ یا منصب فرمایا ہے مگر یہ کہ میں کافر کی جمعیت کو توڑ دوں اور اپنے نیزے کی پیاس رومیوں کے سرداروں کے خون سے بجھاؤں۔ بہت سے مقتول ابھی زمین پر ڈال دوں گا اور بہت سے دوست اپنے دوستوں کو روتے پھریں گئے۔

مسلمان رزم کو بزم سمجھ کر بڑھ بڑھ کر حملہ کرتے مگر رومی چونکہ قلعہ میں بند تھے اسی طرح حملوں اور محاصرے میں انہیں روز گز گئے۔ رومیوں کا حال بدستہ تر ہو گیا۔ میصرہ نے طویل کھینچا، بادشاہ کی طرف سے کمک کی جو امید تھی منقطع ہونے لگی۔ آخر صلح کا ارادہ کیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک ہزار اوقیے چاندی پانچ سو اوقیے سونا اور سو کپڑے و بجات کے عوض صلح کا قاصد بھیجا اور یہ کہا کہ اگر آپ تشریف لے جائیں تو ہم آپ کو یہ چیزیں دیں گے۔ آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا ان

چیزوں پر صلح نہیں ہو سکتی۔ بلکہ جزیہ اسلام یا جنگ تین چیزیں ہیں جسے چاہو پسند کرلو۔ قصہ نے اپنی قوم کو اس کی اطلاع دی جسے یہ شرائط گراں معلوم ہوئیں۔

عروہ بن شداد کہتے ہیں کہ اہل دمشق حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بہ نسبت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زیادہ مائل تھے۔ کیونکہ آپ صاحب شمشیر اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک من ریدہ بزرگ اور قوی شخص تھے۔ نیز آپ نے ان سے صلح کا وعدہ فرمایا تھا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ کی دھمکی دے رکھی تھی۔ بطل اسلام حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ کا حکم فرمادیا تھا کہ آپ نے اہل دمشق کو اچانک تالیاں بجاتے اور قہر کرتے اور فتح کے نعرے لگاتے ہوئے سنا۔ آپ نے دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے اور دیوار قلعہ پر نظر کی۔ وہ لوگ جو دیوار پر موجود تھے انہیں دیکھا کہ پہاڑ اور بیت لہیا کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ نیز آپ نے دور سے ایک ایسا گردوغبار اڑتا ہوا دیکھا جس کی غلٹت سے زمین و آسمان تاریک ہوتا چلا آ رہا ہے۔ آپ نے سمجھ لیا کہ اہل دمشق کی کمک ہے جو بڑھتی چلی آ رہی ہے۔

جناب خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً مسلمانوں کو ہوشیار کیا، تیاری کا حکم فرمایا۔ پس پھر کیا تھا شجاعان اسلام نے نگلی کھواریں، ہریچھے سنبھالے، گھوڑوں کی پیٹھ پر سوار ہوئے۔ ہر دستہ اپنے افسر کے پاس اور ہر سالہ اپنے سردار کے زیر نگین کھڑا تھا۔ گھسیاروں نے آپ کو سہ سالہ را عظم کو اطلاع دی کہ پہاڑی کے قریب ایک لشکر جرائد نظر آ رہا ہے اور ان غلبہ و رومیوں کا لشکر ہے۔ آپ نے فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم یعنی تمام طاقت و قوت اللہ عزوجل کے ساتھ ہے۔

دروان کا بیت لہیا میں پہنچنا

غازی اسلام حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باب شرقی پر اپنا لشکر مسلح کر کے گھوڑے کو میسر کیا اور پوچھتے ہوئے باب چہ بیہ پر تشریف لائے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع دی اور کہا یا امین الامت! میرا ارادہ ہے کہ میں تمام لشکر کے ساتھ آگے بڑھ کر حریف کی فوج پر بلہ کر دوں، آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا۔ میری رائے نہیں ہے کہ ہم آگے بڑھ کر حملہ کریں۔ کیونکہ اہل دمشق خالی جگہ دیکھ کر یہاں اپنا قبضہ کر لیں گے۔ آپ نے کہا پھر کیا رائے ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ بہتر صورت یہ ہے کہ ہم اپنے لشکر میں سے ایک جری، تھجج، بہادر اور فہم حرب کے ماہر شخص کو منتخب کر کے مقابلہ کے لئے روانہ کریں۔ اگر وہ ان سے مقابلے کی طاقت اور فتح کی کچھ امید دیکھے تو حملہ کر دے ورنہ ہمارے پاس لوٹ آئے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر کہا یا امین الامت! ہماری فوج میں ایک ایسا شخص ہے جو موت سے غدار، فہم حرب کا ماہر اور بہادر دلوں سے بازی سے جانے والا ہے اور جس کے باپ اور چچا بھی جہاد میں شہید ہو چکے ہیں۔ آپ نے دریافت کیا کہ وہ کون ہے؟ انہوں نے کہا ضرار بن ازور بن شان بن طرق۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا واللہ! تم نے ایسے شخص کو منتخب کیا جو واقعی ہمہ صفت موصوف تجربہ کار اور مشہور دیرت سپاہی ہے۔

مجاہد اعظم حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب شرقی سے لوٹے اور آپ نے حضرت ضرار بن ازور کو طلب فرمایا۔ آپ حاضر ہوئے سلام علیک کی اور اور حکم سننے کے منتظر ہوئے۔ آپ نے فرمایا۔ ابن ازور میرا ارادہ ہے کہ میں تم کو پانچ سو ایسے چابناز سوار دے کر جنہوں نے اپنی جائیں جنت کے عوض باری تعالیٰ مجھ کے ہاتھ فروخت کر دی ہیں اور جنہوں نے عالم چادوانی کو دارفانی

پر اور آخرت کو دنیا پر ترجیح دے دی ہے دشمن کے مقابلہ کے لئے روانہ کروں۔ اگر تم اپنے مقابلے کی طاقت اور لڑائی کی ہمت دیکھو تو مقابلہ کے لئے ڈٹ جانا ورنہ واپس چلے آنا۔ حضرت ضرار نے کہ ”یا ابن ولید! وافرعاہ! آپ نے آج میرے دل کو اتنا خوش کیا ہے کہ اس سے پہلے کبھی نہیں کیا تھا۔ بلکہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اکیلا تنہا اس کام کو انجام دے سکتا ہوں۔“ آپ نے فرمایا مجھے اپنی جان کی قسم واقعی تم اتنے چست و چالاک و بہادر ہو مگر باری تعالیٰ مجھ سے دیدہ دانستہ ہلاکت میں پڑنے سے منع فرمایا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ جن بہادروں کو میں نے تمہارے ساتھ جانے کے لئے منتخب کیا ہے ان کو اپنے ہمراہ لے جاؤ۔

حضرت ضرارؓ کا دروان کے مقابلے کو جانا

کہتے ہیں کہ حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلح ہو کر چنے میں غلات کے کام لینا چاہا، مگر حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ خدا را اپنی جان پر ترس کھاؤ اور رسالے کے مرتب ہونے تک مبرا کرو۔ حضرت ضرار نے جواب دیا واللہ! میں اب نہیں ٹھہر سکتا۔ جو شخص جہاد کو افضل جانتا ہو وہ مجھ سے خود وہی ہے۔ یہ کہہ کر آپ بہت تیزی سے چلے۔ جس وقت آپ بیت لہیا میں (یہ وہ مقام ہے جہاں آذربیت تراشا کرتا تھا) پہنچے۔ آپ نے توقف فرمایا اور اتنے میں آپ کے ہمراہی بھی پہنچ گئے۔ جس وقت آپ کا رسالہ یہاں مکمل ہو چکا تو آپ نے رومیوں کے لشکر کی طرف دیکھا جو مژدی دلی کی طرح منتشر زہروں اور لباس سے لمبوس پہناڑی سے اتر رہا تھا اور ان کی زرہیں اور خود سورج سے چمک رہے تھے۔ جس وقت اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا، حضرت ضرار بن ازور سے کہنے لگے کہ خدا کی قسم! یہ لشکر بہت بڑا ہے، بہتر یہی ہے کہ ہم لوٹ چلیں

آپ نے فرمایا۔ واللہ! میں اللہ کے راستہ میں لڑوں گا اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا ہے ان کا اتباع کروں گا۔ مجھے باری تعالیٰ جل مجدہ کبھی پشت دے کر ہمارے نہیں دیکھیں گے اور احکم الٰمین کبھی اس بندہ کو پیٹھ پھیرنے میں منحرف نہ پائیں گے۔ وہ خود فرماتے ہیں۔ فلا تملو لہم الادبار۔ یعنی تم پیٹھ نہ پھیرو۔ پس وہ یہ فرماتے ہیں اور میں اگر لوٹ جاؤں تو ان کی نافرمانی کروں گا اور گناہگار ہوں گا۔

رافع بن عیرۃ الغسانی نے کہا اے قوم! بے دینوں سے کیا ڈرنا۔ کیا خداوند تعالیٰ جل مجدہ نے اکثر جگہ تمہیں فتح نہیں بخشی اور کیا ہمارے چھوٹے سے دستوں نے بڑی بڑی جمعیقوں کا منہ نہیں پھیر دیا نصرہ کے ساتھ ہے تم متع ہو جاؤ، سنن، ولین کے اور تضرع و زاری کرو درگاہ میں رب العالمین کے اور جیسا کہ اصحاب طاوت نے جلاوت کے مقابلے کے وقت دعا مانگی تھی تم بھی مانگو بنا افرغ علینا صبرا (یعنی اسے رب ہمیں صبر عنایت کیجئے اور اس آیت کو تلاوت کرو:-

کم من فینۃ قلیلة غلبت فینہ کثیرۃ ۴ باذن اللہ واللہ مع الصابون۔

ترجمہ: ”اکثر کمزور قلیل جماعت کثیر پر اللہ کے حکم سے غالب آگئی ہے اور اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہیں۔“

رافع بن عیرۃ کی یہ تقریر سن کر ان کے دلوں میں حرکت پیدا ہوئی اور ان کی زبانوں پر چاری ہوا کہ باری تعالیٰ ہمیں میدان سے بھاگتے ہوئے نہ دیکھیں۔ ہم کفار کی ساتھ ضرور لڑیں گے۔ حضرت ضرار نے جس وقت ان کا یہ کلام سنا تو یہ سمجھ لیا کہ انہوں نے

۱۔ خوشی اور فرحت کے وقت اس لفظ کو عرب میں بولتے ہیں، یعنی مجھ کو اس سے بے حد خوشی ہوئی۔ ۱۲۔

۲۔ آذر پدہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام۔ ۱۲۔

دنیا پر آخرت کو ترجیح دے دی ہے تو ان کو لے کر ایک کمین گاہ میں بیت الیاء کے قریب ہی چھپ گئے۔ اس وقت ضرار بن ابی جہش نے اس وقت ضرار بن ابی جہش کے قریب ہاتھ میں ایک لانا نیزہ لئے ہوئے عربی گھوڑے پر سوار رویوں کے لشکر کی تاک میں کھڑے تھے۔

واقعی سلامت بن خویلد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ضرار بن ازور کے دست میں اس وقت میں بھی موجود تھا۔ آپ ننگے بدن لانا نیزہ لئے ہوئے عربی گھوڑے پر سوار شوق شہادت میں کھڑے ہوئے تھے جس وقت رویوں کا لشکر آپ کے قریب پہنچا، سب سے پہلے آپ دشمن پر چھپنے بغیر ہلنے لگا اور اپنا تکیہ حملہ کر دیا۔ مسلمانوں نے آپ کی تکبیر کا زور سے استقبال کیا اور اس طرح سے تکبیریں کہیں کہیں کے مشرکین کے قلوب کا نپ اٹھے اور دونوں میں رعب چھا گیا۔ میں نے حضرت ضرار بن ازور کی طرف دیکھا کہ آپ اسی بیت سے (یعنی پر بن تون) نیزہ لئے ہوئے عربی گھوڑے پر سوار رویوں کے مقدمہ انجیش میں گھوڑا دوڑائے پھر رہے ہیں۔ دروان چونکہ اس مقدمہ انجیش میں تھا، صلیبیں اور علم ایک دوسرے میں لے مربوط اس کے سر پر متعین کا نواز بہادر جو اس کے پسینے کی جگہ اپنا خون بہانے والے تھے اس کا حقد کئے ہوئے تھے۔ آپ نے سمجھ لیا کہ سپہ سالار لشکر یہی ہے۔ یہ سوچ کر آپ نے مقدمہ انجیش کے سپاہیوں کے ساتھ مل کر مبارکباد اور نہایت بے جگری کے ساتھ قلب لشکر پر حملہ کر دیا۔ جو سوار علم لئے ہوئے تھا اس کے ایک ایسا چٹا چٹا نیزہ مارا کہ سینہ سے پار ہو گیا۔ علم اس کے ہاتھ سے گرا اور وہ گھوڑے سے نیچے۔ آپ دوسری طرف ہلے اور سالہ کے سینہ پر حملہ کر کے ایک کا م تر مکر گئے۔ قلب پر پڑنے ہی کو تھے کہ دروان نے جس کے سر پر ایک سبز ٹیچس گھوڑے کا سوار ایک صلیب جواب دیا اٹھا لے ہوئے دیکھا۔ آپ نے اس سوار کو ایک پر چھینا مارا کہ پہلو کو چھتا تا، اٹھ بیویوں تک پہنچ گیا۔ اس کی صلیب زمین پر پڑی اور لڑکھڑا کر یہ جنم میں پہنچ گیا۔ دروان نے جب صلیب کو زمین پر پڑا دیکھا اپنی ہلاکت کی دلیل سمجھ کر چپا کہ گھوڑے سے اتر کے اٹھا لے مگر چند مسلمانوں نے فوراً گھوڑوں سے اتر کر اس کے اٹھانے کے لئے حقد کر لیا جس کی وجہ سے دروان نہ اٹھا سکا۔

حضرت ضرار کا حال جنگ میں مشغول تھے مگر آپ نے اسی حالت میں فرمایا یہ معاشر المسلمین نے صلیب میرا حق ہے نہ تمہارا، لہذا اس کے اٹھانے کی طبع نہ کرو، میں جس وقت اس رومی کتے اور اس کی فوج سے ٹبٹ لوں گا خود اٹھا لوں گا، دروان عربی زبان سمجھتے تھے جس وقت اس نے یہ کلمات سنے قلب لشکر سے نکل کے چابا کہ بھاگ جاؤں مگر اس کی فوج کے افسروں نے بڑا بڑا کہہ کر کہا سپہ سالار کہاں بھاگتے ہو؟ اس نے کہا میں اس شیطان سے ڈر کے بھاگتا ہوں کتنا کہ یہ انظر ہے کیا تم نے کبھی کوئی اس سے زیادہ بد صورت اور خوفناک شخص بھی دیکھا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ضرار نے جس وقت اسے رخ پھیرتے دیکھا فوراً سمجھ گئے کہ بھاگنا چاہتا ہے آپ نے زور سے مسلمانوں کو آواز دی نیزہ سیدھا کر کے گھوڑے کو ہمیز کیا اور قریب تھا کہ اسے داپلیس کر دیوں

۱۔ یعنی صلیبیں اور علموں کا ایک جگہ ملا کر اس کے سر پر کٹی گئیں۔

۲۔ یہ بزدلوں کا ترجمہ ہے، عربی میں بزدلوں سے گھوڑے کو کہتے ہیں کہ اس کے بال باپ دونوں عربی نہ ہوں یا ان میں ایک عربی نہ ہو جس کا تعین عربی میں اس گھوڑے کو جس کی ہاں عربی نہ ہو اور صرف اس گھوڑے کو جس کا باپ عربی نہ ہو کہتے ہیں اور اس جگہ غالباً دوسرے معنی یعنی جس کا ایک ہاں باپ عربی نہ ہو بزدلوں سے مراد ہے اور اس لئے میں نے اس کا ترجمہ بھیس کر دیا ہے یعنی دو جنسوں والا۔ اگر ناظرین کو اردو کا کوئی لغت دوسرا معلوم ہو تو اس کو تحریر کر دیں۔

۳۔ حضرت ضرار کی طرف اشارہ کر کے کہا ۱۳۲۔

نے چلا چلا کر آپ کی طرف گھوڑوں کی باگیں پھیر دیں۔ آپ اس وقت یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

(ترجمہ اشعار) موت حق ہے میں اس سے کہاں بھاگ سکتا ہوں۔ جنت الفردوس جہنم سے بہتر ہے، یہ میری شہادت ہے اے حاضرین! تم گواہ رہنا اور یہ میرے تمام کارنامے رب شہر کی رضا جوئی کے لئے ہیں۔

آپ نے اشعار پڑھتے پڑھتے جو آپ کی طرف روٹی پڑھ کر آتے تھے حملہ کرو یا۔ روٹی حملہ سے منتشر ہوئے۔ آپ دروان کی تلاش میں آگے بڑھے۔ رومیوں نے پیچھے سے پھر بڑھنا شروع کیا اور رفت رفت آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ آپ ہر چہرہ طرف سے حملہ روکتے تھے، جس موڑی کے سینہ پر آپ کا بھارا پڑتا وہی دم توڑ دین اور جو سو رما آپ کے قریب ہوتا وہی زمین پر آ رہتا۔ اسی طرح آپ نے رومیوں کے اکثر بہادروں کو خاک و خون میں لوٹ دیا اور بڑے بڑے جانبازوں کو موت کی نیند سلا دیا۔ آخر آپ نے مسلمانوں کو آواز دی۔ ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانہم بنیان موصو ص۔ ”اللہ تبارک و تعالیٰ ان لوگوں کو دوست رکھتے ہیں جو اس کے راستے میں صف پاندھ کے گویا وہ سیسہ پلائی ایک عمارت میں مقابلہ کرتے ہیں۔

ابھی تک مسلمان آپ کی طرف متوجہ نہیں ہوئے تھے کہ رومیوں کا لشکر ان کی طرف شروع کر رہا تھا۔ مسلمان بھی ان کی طرف چلے اور زور سے معرکہ آرائی شروع ہو گئی۔ حمران بن وردان، حضرت ضرار تک پہنچ گیا اور آپ کو زور سے ایک تیر مارا جو آپ کے پاؤں میں لگا۔ آپ کا ہاتھ ست پڑ گیا اور درد کرنے لگا۔ پھر سے ہوئے شہر کی طرح جھپٹے، تیزہ سنبھال کے سینے پر تان کے مارا جو دل کو چیرتا ہوا پار کل گیا۔ جس وقت آپ نے نیزہ کھینچ کر باہر نکالنا چاہا تو چونکہ نیزہ کا پھل پیچھے کی ہڈی توڑتا ہوا ممبروں سے بھی تباہ و تاراج کیا تھا بغیر پھل کے نکلا۔ جس وقت رومیوں نے آپ کا نیزہ خالی دیکھ تو بل پڑے اور چاروں طرف سے گھیر کر شیر کو قابو میں کر لیا۔

حضرت ضرار کی گرفتاری

صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت آپ کو گرفتار دیکھ تو بے حد شاق و غمزہ۔ ایک دفاعی حملہ کیا تا کہ آپ کو چھوڑالیں نہایت شدت کے ساتھ حملہ کیا لیکن ناکام رہے۔ اب مسلمانوں کے پیر اکھڑ چکے تھے چاہا کہ بھاگ پڑیں مگر حضرت رافع بن عمرہ الطحانی نے روکا اور کہا۔

”حافظو! اور اے قرآن کے حاملو! کہاں چلتے ہو؟ کیا تمہیں معلوم نہیں جو خدا کے دشمنوں سے ڈر کے بھاگتا ہے وہ خدا کے قہار کے قہر و غضب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ جنت کے اکثر دروازے مجاہدین، صابریں کے واسطے کھلے ہوئے ہیں، دین کے حاملو! صبر کرو اور ان صلیب کے بندوں پر حملہ کرو یا درکھو! اگر تمہارا سپہ سالار اور سردار گرفتار ہو گیا ہے تو خدا وند تعالیٰ جل مجدہ، تو زندہ ہیں جو تمہیں دیکھ رہے ہیں اور سردار تم سے آگے چن والا میں موجود ہوں۔“

یہ سنتے ہی مسلمان سینٹے، اکھڑے ہوئے جمے اور آپ کے زیرِ کمان ہو کر حملہ آور ہوئے، بہت سے آدمیوں کو قتل کیا اور اکثر سرداروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب حضرت ضرار کی گرفتاری اور مسلمانوں کی شہادت کی خبر پہنچی تو آپ کو بے حد صدمہ ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ روٹی کتنے ہیں؟ مجھ نے جواب دیا۔ بارہ ہزار سوار۔ آپ نے فرمایا واللہ! مجھے یہ خبر نہیں تھی کہ

دشمن کی تعداد اس قدر زیادہ ہے ورنہ میں کبھی اپنی قوم کو ہلاکت کی طرف روانہ نہ کرتا۔ آپ نے پھر یہ فتنہ کیا کہ رومیوں کی فوج کا جہز کون ہے؟ کہا والی محض دروان ہے اور حضرت ضراب بن ازور نے اس کے لڑکے ہمدان کو قتل بھی کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔
لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔

اس کے بعد آپ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک شخص کو بھیج کر مشورہ طلب کیا۔ انہوں نے مستطیر کو کہا! بھیجا کہ جس آدمی پر تمہیں زیادہ اعتماد ہو اس کی ماتحتی میں کچھ فوج باب شرق میں چھوڑ کر تم دشمن کے مقابلے میں چلے جاؤ۔ مجھے امید ہے کہ تم انہیں چکی کی طرح دل دو گے اور ہر شخص کو چکی میں رکھ کر ل دو گے۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا۔ واللہ! میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو خدا کا راستہ میں اپنی جان دینے میں نکل کر تے ہیں۔ میسرہ بن مسروق بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ نے ایک ہزار سوسواریوں کے فرمایا تم ہمیں رہو۔ اپنی جگہ کو نہ چھوڑنا، خدا سے مدد مانگنا اور اسی پر بھروسہ کرنا۔ حضرت میسرہ نے کہا مجھے برسوں چشم منظور ہے۔

اس کے بعد آپ نے فوج کی طرف منی طلب ہو کر فرمایا بس اب گھوڑوں کی باگیں چھوڑ دو، میں لے سنبھال لو اور جس وقت دشمنوں کے قریب پہنچو تو ایک مختلف حملہ کرو، ممکن ہے کہ ہم ضراب کو چھڑا لیں گے اگر وہ زندہ ہیں کا میاب ہو جائیں اور اگر خدا نخواستہ دشمنوں نے ان کو بھگت کر کے شہید ہی کر دیا ہے تو انشاء اللہ اعزیز ہم ان کا بدلہ ضرور بالضرور لیں گے اور مجھے ذات باری تعالیٰ سے امید واثق ہے کہ ہمیں وہ حضرت ضراب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق صدمہ نہیں دیں گے (یعنی وہ زندہ رہائی پائیں گے) آپ حسب ذیل رجز یہ اشعار پڑھتے ہوئے لشکر کے آگے آگے چلے:

(ترجمہ اشعار) "آج وہ دن ہے کہ چاہا اپنے مقصد کو پہنچ گیا۔ جس وقت موت آتی ہے تو ایسا شخص موت سے نہیں ڈرتا، میں اپنے نیزے کی پیاس آنکھ کے خون سے بجھاؤں گا خود اور ہر سب کو پھاڑ ڈالوں گا۔ جو آگے چلنے والوں نے پایا میں بھی کل پالوں گا۔"

کہتے ہیں کہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اشعار پڑھتے ہوئے اپنے لشکر کے آگے آگے چل رہے تھے کہ اچانک آپ نے کہیت، بلند قامت، کوتاہ گردن گھوڑے پر ایک سوار جس کے ہاتھ میں ایک چمکدار لانا نیزہ اور جس کی وضع قطع، شکل و شبہت سے دانائی باگیں کاٹنے اور پھیرنے سے شجاعت پختی تھی، دیکھ جو باگیں ڈھیلی چھوڑے زین پر پوری طرح جمے ہوئے، زرہ کے اوپر سیاہ کپڑا پہنے، مہر عامہ کا پینا کمر سے باندھ ہوئے جس کو اس نے اپنے سینے سے پشت تک ڈال رکھا تھا، فوج کے آگے آگے شعلہ جوار کی طرح چارہا تھا۔ جس وقت آپ نے اسے اس شان و شوکت کے ساتھ جاتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا۔ کاش کہ میں اس سوار سے واقف ہوتا یہ کون ہے؟ واللہ! یہ شخص نہایت دلیر اور بہادر معلوم ہوتا ہے۔ یہ سوار سب سے آگے آگے شترکین کے گروہ کی طرف چونک چکا تھا آپ بھی اس کے پیچھے پیچھے ہوئے۔

واقعی کہتے ہیں کہ حضرت رافع بن غیرۃ اطمائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت استقلال اور بہادری کیسے تھا دشمن کا مقابلہ کر رہے تھے کہ انہوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی کمک کے لئے آتے دیکھا اور لشکر کے پیچھے ہی اس سوار کو جس کی ہم ابھی تعریف و توصیف کر چکے ہیں، رومیوں پر اس طرح گرتے دیکھا جس طرح باز چڑیا پر۔ اس کا ایک حملہ تھا جس نے ان کے لشکر میں تہمک ڈال دیا۔ کشتوں کے پٹے لگا دیئے اور بڑھتے بڑھتے وسط لشکر روم میں گھستا چلا گیا۔ وہ کوندنی ہوئی بجلی تھی کہ آناذ نامیں چند

جوانوں کے سروں پر گرتی ہوئی ہینکی، دو چار کو بھسم کر کے پانچ سات کے بدن پر گر کے پھرا سی جگہ نمودار ہوئی، اس سوار کا نیزہ جس وقت وسط لشکر میں سے نکلا، خون آلود ڈل میں قلع و اضطراب، چہرے سے افسوس و ناامیدی ظاہر ہو رہی تھی۔ یہ اپنی جان کو چونکہ معرض ہلاکت میں ڈال چکا تھا اس لئے دوبارہ چلا اور بڑھ کے اس بے جگری کے ساتھ ٹھہر ہو کر حملہ کیا کہ لوگوں کو کاٹے، لشکر کو چیرتے ہوئے بہادروں کی صفوں میں کھلبلی ڈال دی اور رومیوں میں بڑھ کے اپنے لشکریوں کی نظروں سے غائب ہو گیا مگر اس کا قلع و اضطراب ترقی ہی پر تھا۔

رافع بن عیرۃ الطائی اور ان کے عسکریوں کا خیال تھا کہ یہ خالد ہیں اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا ایسے کار ہائے نمایاں کون کر سکتا ہے؟ یہ اسی خیال میں تھے کہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لشکر کے ہمراہ آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ حضرت رافع بن عیرۃ الطائی نے زور سے چلا کر کہا اے دیر! یہ سوار جو اپنی جان کو خدا کے راستہ میں بے خوف و خطر پیش کر رہا ہے اور خدا کے دشمنوں کو بے دریغ قتل کر رہا ہے کون ہے؟ آپ نے فرمایا خدا کی قسم! میں اس سے خود ناواقف ہوں اور اس کی شجاعت و دلیری اور جرات سے خود متحیر اور متعجب ہوں۔ حضرت ضرائف نے کہا۔ اے امیر! یہ عجیب شخص ہے کہ رومیوں کے لشکر میں گھس جاتا ہے اور دائیں یا بائیں نیزے مار کر لوگوں کو گرا دیتا ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ مسلمانو! حمایت دین کے لئے متحد ہو جاؤ اور ایک متفقہ حملہ کرو۔

یہ سنتے ہی بہادران اسلام نے باگوں کو درست کیا، نیزوں کو سنبھالا اور صف بندی کر کے کھڑے ہو گئے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ صف کے آگے کھڑے ہوئے۔ ارادہ تھا کہ دشمن پر حملہ کریں کہ اچانک وہی سوار جو خون میں لٹ پڑا اور جس کا گھوڑا اپنے میں غرق تھا رومیوں کے قلب لشکر سے شعلہ جوالہ کی طرح نکلا۔ رومیوں کا اگر کوئی سپاہی اس کے قریب آ جاتا تو پست دے کر بھاگ جاتا اور یہ تین تہا رومیوں کے کئی کئی آدمیوں کے ساتھ لڑتا تھا یہ دیکھتے ہی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جمیعت کے ساتھ حملہ کر دیا اور جو رومی اس سوار پر حملہ کر رہے تھے ان کی تیزی حملہ سے اس کو پیچا اور اس طرح یہ سوار مسلمانوں کے لشکر میں آ ملا۔ مسلمانوں نے اس کی طرف غور سے دیکھا۔ گویا وہ گلاب کے پھول کی ایک انگوٹھی پکھڑی تھی جو خون میں رنگی ہوئی تھی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے آواز دی اور کہا اے شخص! تو نے اپنی جان کو خدا کی راہ میں خرچ اور اپنے غصہ کو اس کے دشمنوں پر صرف کیا ہے۔ تمہیں باری تعالیٰ ملل عہدہ، جزائے خیر عنایت کریں۔ بہتر ہو کہ تو اپنی دہان بند (غلاب) کو کھول دے تاکہ معلوم ہو سکے کہ تو کون ہے۔

کہتے ہیں کہ اس سوار نے ان کے کہنے کی کچھ پروا نہیں کی اور قبل اس کے کہ آپ سے مخاطب ہو لوگوں میں جا گھسا اہل عرب نے چاروں طرف سے چیخا اور کہنا شروع کیا کہ خدا کے بندے! امیر انواری اسلامیت تھے آواز دیتا اور مخاطب کرتا ہے مگر تو اس سے اعراض کرتا اور بھاگتا ہے تجھے چاہئے کہ اس کے پاس جا کر اپنے نام حسب اور نسب کا پتہ دے تاکہ تیرے عہدے میں ترقی اور مرتبہ میں سر بلندی حاصل ہو، مگر سوار نے ان کی بات کا کچھ جواب نہ دیا۔

جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس سوار کے متعلق کچھ معلوم نہ ہو سکا تو آپ خود نفس بہ نفس اس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا سخت افسوس کی بات ہے کہ میرا نیزہ تمام مسلمانوں کے دل تیرے حالات معلوم کرنے کے لئے بے چین ہیں اور تو اس قدر بے پرواہ! تو کون ہے؟ آخر آپ کے بے حد اصرار پر وہاں بند کے اندر سے نسوانی زبان میں اس سوار نے اس طرح کہا

شروع کیا اسے امیر! میں آپ سے کسی نافرمانی کے باعث اعراض نہیں کر رہی ہوں بلکہ مجھے آپ سے مخاطب ہوتے ہوئے شرم مانع ہے کیونکہ میں دراصل ایک پرودے کی بیٹنی والیوں اور حجاب میں زندگی گزارنے والیوں میں سے ہوں، مجھ سے اصل میں یہ کام میرے درودول نے کر لیا ہے اور میرا دل بھی مجھے یہاں تک کھینچ لایا ہے۔ آپ نے فرمایا تم کوں ہو؟ اس نے کہا ضرار جو قیدی ہیں ان کی بہن خولہ بنت اذور ہوں، قبیلہ مذحج کی چند عرب عورتوں میں بیٹھی ہوئی تھی کہ دفعتاً مجھے ضرار کی گرفتاری کی خبر ملی۔ میں فوراً سوار ہو کر یہاں پہنچی اور جو کچھ کام کیا وہ خود آپ کے سامنے ہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل یہ سن کر بھرا آیا۔ آپ رونے لگے اور فرمایا ہمیں سب کو متفقہ حمد کرنا چاہئے۔ مجھے خداوند تعالیٰ جل مجدہ کی ذات والا صفات سے امید ہے کہ تم تمہارے بھائی تک پہنچ کر ان کو چھوڑا میں نے ضرور کامیاب ہوں گے حضرت خود نے کہا میں اس حملہ میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ سب کے پیش پیش رہوں گی۔

عمر بن طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دائیں جانب تھا کہ خولہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آگے سے حملہ کیا اور ان کے ساتھ ہی تمام مسلمان حملہ آور ہو گئے۔ خولہ بنت اذور کے حملہ نے رومیوں کا قافیہ تنگ کر دیا اور ان پر حملہ اتار کر انہیں گزرا کہ آج میں سرگوشیاں ہونے لگیں کہ اگر تمام اہل عرب اسی سواری کی طرح بہادر اور جری ہیں تو ہم ان کے مقابلہ کی تاب بھی نہیں لاسکتے۔ جس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جمیعت کے ساتھ حملہ کیا تو رومیوں کے پیچھے چھوٹ گئے۔ قدموں میں لغزش آ گئی۔ قریب تھا کہ پاؤں اکھڑ جائیں مگر دروان نے یہ حالت دیکھ کر پکارنا شروع کیا اے قوم ننھسو۔ ثابت قدم رہو اگر تم نے ثابت قدمی دکھلائی تو یاد رکھو مسلمان اب بھاگے اور تمام اہل و عشق تمہاری مدد کو آج آئے۔ یہ سن کر رومی پھڑپھڑ گئے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو لے کر اس بے جگری کے ساتھ حملہ کیا رومیوں کے قدم اب کسی طرح نہ جم سکے اور لشکر تتر بتر ہو کر متفرق ہو گیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاہا کہ دروان تک پہنچ جاؤں مگر چونکہ بڑے بڑے بہاؤ اور ماہرین حرب اس کے چاروں طرف حصد کئے ہوئے تھے اس لئے آپ اس تک نہ پہنچ سکے۔ مسلمان بھی متفرق ہو گئے اور جو مسلمان جس رومی کے پاس تھا وہ وہیں لڑنے لگا۔ حضرت رافع بن عمرہ الطائی اس جنگ میں نہایت بہادری سے لڑے۔ حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ حال تھا کہ رومیوں کے دستے کے دستے چیرتی قلبی میں گھس کر دائیں بائیں مارتی چلی جاتی تھیں، ان کی آنکھیں بھائی کو چاروں طرف تلاش کرتی جاتی تھیں۔ زور زور سے چلا چلا کر پکارتی اور یہ اشعار پڑھتی جاتی تھیں۔

(ترجمہ اشعار) ضرار کہاں ہیں میں آج انہیں نہیں دیکھتی اور نہ انہیں میرے اقرباء اور میری قوم دیکھتی ہے۔ اے میرے اکلوتے بھائی اور!۔ جائے بھائی، میرے عشق کو تم نے مکر کر دیا اور میری نیند کو کھو دیا۔

کہتے ہیں کہ ان کے یہ اشعار سن کر تمام مسلمان رونے لگے۔ لڑائی برابر ہوتی رہی اور باوجود حماس کے حضرت ضرار کا کہیں سراغ نہ ملا۔ اب آفتاب ڈھل چکا تھا۔ دونوں لشکر متفرق ہوئے مسلمانوں کا پلہ بھاری رہا اور ان گنت رومی کھیت رہے۔ ہر ایک فوج اپنی اپنی قیام گاہ پر پہنچی۔ مسلمانوں کی فتح سے رومیوں کے دل ٹوٹ چکے تھے اور ارادہ تھا کہ بھاگ جائیں مگر دروان کے خوف نے انہیں یہیں روک رکھا تھا۔

جس وقت مسلمان اپنی فروگاہ پر پہنچے ہیں تو حضرت خولہ بنت اذور رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہر ایک سپاہی سے اپنے بھائی کے

متعق دریافت کرنا شروع کیا مگر کسی فرد بشر نے یہ نہیں کہا کہ ہم نے ضرار کو قیدی یا مقتول دیکھا ہے۔ جب انہیں بھی کی طرف سے بالکل ناامیدی ہوگئی تو یہ رونے لگیں اور نہایت یاس کی حالت میں اس طرح پھوٹ پھوٹ کر بیان کرنے لگیں۔ ”ماں جائے بھائی! کاش مجھے یہ خبر ہوتی کہ آیا جنگل میں تمہیں ڈال دیا یا کہیں ذبح کر ڈالا؟ تمہاری بہن تم پر قربان افسوس مجھے یہی خبر ہو جاتی کہ میں تم سے کبھی پھر بھی ملوں گی یا نہیں بھائی! والد! تم نے اپنی بہن کے دل میں ایسا سستی ہوئی چنگاری چھوڑی ہے جس کے شرارے کبھی غمخند نہ بنیں ہو سکتے۔ تم اپنے والد جو کافروں کے قاتل تھے ان سے جب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جا ملے میری طرف سے تمہیں قیامت تک سلام پہنچتا رہے۔

یہ نوہزاری سن کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام مسلمان رونے لگے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارادہ ہوا کہ اسی وقت دوبارہ حملہ کر دیا جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ سے آپ نے چند سواروں کی لشکر کے میمنہ سے نکلنے ہوئے دیکھے کہ گھوڑوں کی بانگیں چھوڑتے ہوئے اس طرح سر پٹ چھڑا رہے ہیں کہ گویا وہ عاقب کرنا چاہتے ہیں۔ یہ دیکھ کر آپ فوراً لڑائی کے لئے مستعد ہو گئے۔ بہادران اسلام تیار ہو کر آپ کے گرد جمع ہوئے جس وقت یہ سوار جی ہدین کے قریب پہنچے ہتھیار ڈال دیئے اور پیادہ پا ہو کر لفون لفون (امان امان) پکارنے لگے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں سے فرمایا۔ ان کے امان مانگنے کو قبول کرو اور انہیں میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ جس وقت وہ حاضر کئے گئے تو آپ نے فرمایا تم کون لوگ ہو؟

انہوں نے کہا ہم دروان کی فوج کے سپاہی اور حمص کے رہنے والے ہیں، ہمیں کامل یقین ہو گیا ہے کہ ہم آپ سے جنگ میں کسی طرح تاب مت بلد نہیں سکتے اور ہم اپنے اندر اتنی طاقت و قوت نہیں رکھتے کہ آپ سے برسرِ پیکار ہو سکیں، اس لئے بہتر ہو کہ آپ ہمیں ہماری اہل و اوراد کو امان بخشیں اور جن جن ممالک سے آپ کی مصالحت اور معاہدہ ہو چکا ہے ہمیں بھی انہیں میں شمار کریں۔ صبح کے معاوضہ میں جتنا مال آپ طلب کریں گے ہم دینے کو تیار ہیں اور جس قرارداد اور اصول پر ہماری اور آپ کی صبح ہو گئی ہمارے ملک کے دوسرے باشندے بھی سر موافق سے تیار و تہیں کر سکتے۔

آپ نے فرمایا جس وقت ہم تمہارے شہر میں پہنچ جائیں گے صلح وہاں ہوگی یہاں نہیں ہو سکتی۔ البتہ تم اس وقت تک ہمارے ساتھ رہو، جب تک خداوند تعالیٰ جل مجدہ، ہمارے اور دشمن کے درمیان کوئی فیصلہ جو ان کو منظور ہو نہ کر دیں۔ اس کے بعد آپ نے انہیں حراست میں لے لینے کا حکم نافذ فرمایا اور ان سے دریافت کیا کہ ہمارے جس بہادر نے تمہارے سردار کے لئے کوئل کیا تھا اس کے متعلق تمہیں کچھ علم ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا شاید آپ انہیں دریافت کرنا چاہتے ہیں جو ننگے بدن تھے اور جنہوں نے ہمارے اکثر آدمیوں کو قتل اور ہمارے سردار کو اس کے بیٹے کے قتل کا وارغ منہ رفت دیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں میں انہی کو پوچھتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ جس وقت وہ گرفتار ہوئے دروان کے پاس پہنچے ہیں تو اس نے انہیں سواروں کی معیت میں خچر پر سوار کر کے حمص کی طرف روانہ کر دیا تھا تاکہ وہاں سے انہیں اپنی شجاعت دکھانے کی غرض سے ہر قبل کے پاس بھیج دیا جائے۔

یہ سن کر آپ بہت خوش ہوئے اور حضرت رافع بن عمرہ الطائی کو بلا کر آپ نے فرمایا۔ رافع! تم یہاں کے راستوں اور گھاٹیوں سے خوب واقف ہو۔ تمہاری ہی تدبیر اور تجویز سے ہم نے ارضِ سادہ و غیرہ جیسے چیلن میدان آسانی کے ساتھ طے کئے تھے۔ جس وقت تم نے افواہ کو یہ سارا کہہ کر پناہ کے ان کا منہ باندھ دیا تھا اور ہم روزانہ دس اونٹ ذبح کر کے ان کا گوشت خود کھاتے اور ان

کے پیٹ کے اندر سے جو پانی نکلتا تھا وہ ہم گھوڑوں کو پلا دیتے تھے حتیٰ کہ ہم اور ہماری فوج ارکہ کے مقام تک پہنچ گئی۔ تم لوگوں میں چونکہ زیادہ تجربہ کار اور اہل تدبیر میں فرد واحد ہوا اور ضرار سواروں کی حراست میں حصہ کی طرف رو نہ کر دئے گئے ہیں اس لئے لشکر میں جن لوگوں کو تم پسند کرتے ہو اور اپنے ساتھ لے لو اور اس دستے کے تعاقب میں روانہ ہو جاؤ۔ مجھے امید ہے کہ تم انہیں قریب ہی کہیں پکڑ کے ضرار کو چھڑا لو گے۔ اگر تم سے یہ کار نمایاں ہو گیا تو واللہ! نہایت درجے خوشی کا مقام اور ایک بہت بڑے مہم کی کشود کاری سرانجام پا جاوے گی۔

حضرت رافعؓ کی حضرت ضرارؓ کو چھڑانے کے لئے روانگی

حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ خدمت بسر و چشم قبول ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے پیچہ پیچہ سو سوار منتخب کئے اور قریب تھا کہ آپ چل پڑیں۔ مگر حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جس وقت اس مسرت خیز خبر کی اطلاع ملی کہ حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے بھائی کی طلب اور رہائی کے لئے جا رہے ہیں تو سنتے ہی ان کے دل میں خوشی کی ایک لہری دوڑ گئی۔ ہتھیرا لگے اور سوار ہو کر حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ ایسا الامیر! میں جناب کو طاہر مطہر حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر ایک سوال کرتی ہوں کہ جو دستہ جناب روانہ کر رہے ہیں مجھے بھی اس کے ہمراہ جانے کی اجازت بخشیں تاکہ میں بھی ان کی کوئی مدد کر سکوں۔ یہ سن کر آپ نے حضرت رافع بن عیسۃ الطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ تم ان کی شجاعت و بہادری سے خوب واقف ہو انہیں بھی ساتھ لے لو۔

حضرت ضرارؓ کی رہائی

حضرت رافع بن عیسۃ الطائی نے انہیں بطیب خاطر اپنی ساتھ لے لیا اور چل دئے۔ حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مسلمانوں کے پیچھے پیچھے چل رہی تھیں اور دستہ فوجی قواعد کے ماتحت قدم بڑھاتا ہوا آگے آگے چلا جا رہا تھا جس وقت یہ سلسلہ کی سرک پر پہنچے تو حضرت رافع نے ادھر ادھر دیکھا اور کسی فوج یا دستہ کے گزرنے کی کوئی علامت یا گھوڑوں کے پوڑوں (سوں) کا کوئی نشان نہ دیکھ کر آپ نے اپنے جوانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا دوستو! تمہیں خوش ہونا چاہئے کہ دشمن ابھی یہاں تک نہیں پہنچا ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے اپنے رسالہ کو ادوی حیات میں چھپا دیا۔ یہ ابھی کہیں گاؤں میں چھپے ہی تھے کہ دور سے گردوغبار اڑتا ہوا دکھائی دیا۔ آپ نے دستہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

”جوانان اسلام! ہوشیار ہو جاؤ۔“ مسلمان تیار ہی تھے کہ وہ قریب پہنچ گئے حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے درمیان لے رکھا تھا اور یہ مجاہد حسب ذیل اشعار پڑھتا جاتا تھا:-

(ترجمہ اشعار) اے خیر امیری قوم اور خولہ کو یہ خیر پہنچا دے کہ میں قیدی اور مشکلیں بندھا ہوا ہوں۔ شام کے بے دین اور کافر میرے گرد ہیں اور تمام کے تمام زہرہ پہنے ہوئے ہیں۔ اے دل تو غم و حزن اور حسرت کے مارے مردہ، اور اے میری جواں مردی کے آئینہ میرے رخسار پر بہا ہے۔ کیا تو جانتا ہے کہ میں پھر ایک دفعہ اپنے اہل اور خولہ کو دیکھوں گا اور میں اس عہد کو یاد لاؤں گا جو

ہمارے اندر تھا۔

حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اشعار سنتے ہی کہیں گاہ سے جواب دیا اور کہا کہ خداوند تعالیٰ جل مجدہ، نے تمہاری دعاؤں کو قبول کر لیا۔ تمہاری گریہ و زاری کو سن لیا۔ میں ہوں تمہاری بہن خولہ۔ یہ کہہ کر انہوں نے زور سے تکیہ کبھی اور حملہ کر دیا۔ حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیز دوسرے مسلمان بھی تکیہ پر پڑھ کر حملہ آور ہو گئے۔

حمید بن سالم کہتے ہیں کہ میں بھی اس وقت اس بغاوت میں تھا جس وقت ہم نے تکیہ کے نعرے لگائے تو ابہام الہمی کی بدولت ہمارے گھوڑے بھی خوشی میں آ کر زور زور سے مہمانے لگے ہمارے ایک ایک سوار نے رومیوں کے ایک ایک سوار کو آگے رکھ لیا اور ابھی ایک گھنٹہ بھی گزرے نہیں پایا تھا کہ ہمارا ہر سپاہی اپنے حریف کو موت کے گھاٹ اتار چکا تھا۔ خداوند تعالیٰ مجدہ نے حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روک رکھائی دلوای اور رومیوں کے گھوڑوں اور اسلحہ پر قبضہ کر لیا۔

رافع بن قادم التبوخی کہتے ہیں کہ ہم ابھی ان سواروں سے لڑنے میں مشغول تھے کہ حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بھائی کو چھڑایا، مشکلیں کھولیں اور سلام کیا۔ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بہن کو شاباش دی۔ مرحبا کہا اور ایک خالی گھوڑے پر جو دوڑتا ہوا پھر رہا تھا سوار ہو گئے۔ ہاتھ میں ایک پڑا ہوا نیزہ لیا اور حسب ذیل شعر پڑھنے لگے:

(ترجمہ اشعار) یارب! میں آپ کا شکر ادا کرتا ہوں، آپ نے میری دعا قبول فرمائی۔ میرا رخ دور کرو یا میری بے چینی کو ہٹا دیا۔ آپ نے میری تہاؤں کو آرزو کرنے سے پہلے پوری کر دیں اور مجھے میری بہن سے باری تعالیٰ آپ نے ملادیا۔ میں آج اپنے دل کو اپنے دشمنوں سے تسکین دوں گا۔

واقعی کہتے ہیں کہ حضرت رافع بن عسیرۃ الطائی کا یہ دستہ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھڑانے کے بعد مال غنیمت اور گھوڑے وغیرہ جمع کرنے میں مصروف ہی تھا کہ اچانک ہی رومی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہزیمت کھا کر بھاگے اور گھبراہٹ میں کچھ اس طرح بھاگتے کہ انگوٹھوں نے پچھلوں کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھا حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ رومیوں کو بھاگتے ہوئے آتا دیکھ کر فوراً سمجھ گئے اور آپ نے ایک ایک کو جو تار ہا گرفتار کرنا شروع کر دیا۔

کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت رافع بن عسیرۃ الطائی کو روانہ کر دیا تھا اور دروان اور اسکی قوم پر آپ نے ایک ایسا سخت حملہ کیا تھا جیسا کہ کوئی شخص طلب شہادت اور حصول سعادت کے لئے ہتھیلی پر جان رکھ کر کیا کرتا ہے۔ مسلمانوں نے بھی جان توڑ کر کوشش کی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رومی فوراً دم دبا کر بھاگے۔ دروان بھاگنے والوں کے آگے آگے تھا۔ مسلمانوں نے اس کا تعاقب کیا، بال گھوڑے اور اسلحہ قبضہ میں کئے اور تعاقب کرتے کرتے وادی حیات میں جہاں حضرت رافع بن عسیرۃ الطائی اور حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ شریف رکھتے تھے پہنچ گئے۔ حضرت ضرار کو مہارک پادوی اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت رافع کی تعریف اور شکر یہ ادا کیا۔ یہاں سے شاداں و فرحان دمشق کی طرف لوٹے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فتح کی خوشخبری سنائی اور دمشق کی فتح کا کامل یقین ہو گیا۔

کہتے ہیں کہ جس وقت دروان کی ہزیمت اور اس کے لڑکے کے قتل کی خبر شاہ ہرقل کو پہنچی ہے تو اسے اپنی زوال مملکت کا یقین ہو گیا اور اس نے دروان کو حسب ذیل خط لکھا:

شاہ ہرقل کا دروان کے نام مکتوب

”مجھے خبر ملی ہے کہ جنگ بھوکے عربوں نے تجھے شکست دے دی اور تیرے بیٹے قتل کر ڈالا مسکے نہ اس پر رحم یہ نہ تجھ پر اُم میں یہ نہ جانتا کہ تو نہایت شہسوار، نیزہ باز اور شمشیر زن ہے تو میں تجھے فوراً قتل کر دیتا۔ خیر اب جو ہو اسو ہوا، میں نے اجنادین کی طرف نوے ہزار فوج روانہ کی ہے، تجھے اس کا سردار مقرر کرتا ہوں تو ان کے پاس چاہا جانے والے کو ساتھ لے کر اہل دمشق کی مدد کو پہنچ جا۔ کچھ فوج فلسطین بھیج دے تاکہ جو عرب وہاں موجود ہیں وہ ان سے لڑے۔ نیزہ جواہل عرب فلسطین میں ہیں ان کے اور جو دمشق میں ہیں ان کے درمیان میں بھی اس طرح وہ فوج حائل ہوجائے گی۔ تجھے چاہئے کہ تو اپنے دین اور اپنے ساتھیوں کی مدد کرے۔“

دروان نے جس وقت یہ خط پڑھا اس کی دھارس بندھی غم غلط ہوا سہان سفر درست کر کے اجنادین پہنچا اور یہاں رومیوں کو نہایت مطراق علم اور صلیبوں سے لیس پایا۔ وہ اس کے استقبالی کو نکلے، بیٹے قتل کی تعزیت کی۔ دروان نے خیمہ میں پہنچ کر بادشاہ کا فرمان سنایا۔ جس کو رومیوں نے بخوشی منظور کر لیا اور جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔

واقعی کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروان کو ہزیمت دے کر باب شرقی پر تشریف لائے ہیں تو وہاں حضرت عبداللہ بن سعید انہیں حضرت شریحیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھری سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس روانہ کیا تھا آئے اور انہوں نے آ کر اطلاع دی کہ نوے ہزار رومی اجنادین کی طرف روانہ کئے گئے ہیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور حضرت ابوجہیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچ کر کہا: امین الامین! یہ عباد بن سعید انہیں جی ہیں، انہیں شریحیل بن حسنہ سے اس غرض سے روانہ کیا ہے کہ وہ مجھے اس بات سے مطلع کر دیں کہ اجنادین میں ہرقل نے نوے ہزار فوج بھیجی ہے اور اس پر دروان سپہ سالار مقرر کیا ہے لہذا میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ اس میں آپ کی کیا رائے ہے؟ حضرت ابوجہیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے ابوسلمین! ہمارے خاص خاص بہادر اور سپہ سالار مختلف جہوں اور مقاموں میں بٹے ہوئے ہیں۔ مثلاً شریحیل بن حسنہ بصری میں، معاذ بن جبل حوران میں، یزید بن ابی سفیان بلقا میں، نعمان بن مغیرہ تدمر میں، عمرو بن عاص فلسطین میں۔ اس لئے میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ ہم انہیں سب کو لکھ دیں کہ وہ ہمارے پاس آئیں۔ اس کے بعد دشمن پر متفقہ حملہ کریں۔ نصرت و اعانت خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اس مشورہ کے بعد حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حسب ذیل خط لکھا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا حضرت عمرو بن عاصؓ کو خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”اے بعد اتمہارے مسلمان بھائیوں نے اجنادین کی طرف جانے کا قصد کر لیا ہے۔ کیونکہ وہاں نوے ہزار دشمن کی فوج

مجمع ہوئی ہے اور اس کا ارادہ ہے کہ خدا کا نور بچھا دیں حالانکہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو پورا کرنے والے ہیں خواہ وہ کافر کو کیسا ہی برا معلوم ہو ہماری طرف بڑھے اس لئے جس وقت میرا یہ خط تمہیں ملے اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر اجنادین کی طرف فوراً چل پڑو، ہم انشاء اللہ تمہیں وہیں ملیں گے۔ تمام مسلمانوں کو سلام پہنچا دو۔ والسلام علیکم۔“

لشکرِ اسلام کی اجنادین کی طرف روانگی

اس کے بعد آپ نے اسی مضمون کے چند خطوط ہر ایک سردار کے پاس جن کا ہم ابھی ذکر کر چکے ہیں روانہ کئے اور کوچ کا حکم دے دیا۔ خیموں کو اونٹوں پر لاداد، مال غنیمت اور بکریوں کو چلتا کیا اور حضرت ابوسعیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں ساقِ لشکر میں بکریوں، عورتوں اور مال غنیمت کے ساتھ رہوں اور آپ اصحابِ خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ فوج کے ہراول پر رہیں۔ حضرت ابوسعیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نہیں بلکہ میں سبق پر ہوں گا اور تم مقدمہ امتش (ہراول) میں رہو گے۔ اگر دروان لشکر لے ہوئے کہیں تم سے مل جائے تو وہ تم سے بیعت زدہ ہوگا۔ اس لئے تم اسے عورتوں، مال اور اسباب تک نہیں آنے دو گے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا بہت بہتر ہے۔ میں آپ کی تجویز سے سرمو تجاوز نہیں کر سکتا۔ چلنے سے قبل مسلمانوں کو خطِ طب کر کے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا لوگو! تم ایک لشکرِ کثیر اور جم غفیر کی طرف جا رہے ہو۔ اپنی ہمتوں کو بلند کرو اور اپنی اجل اور موت سے محبت پیدا کر لو، جو باری تعالیٰ تمہارے لئے مقدر کر دیا ہے اس پر عمل پیرا ہو جاؤ، خداوند تعالیٰ نے تم سے فتح و نصر کا وعدہ فرمایا ہے اور قرآن شریف میں یوں فرمایا ہے:

كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ

ترجمہ: "اکثر جگہ چھوٹی سی جماعت باری تعالیٰ کے حکم سے بڑی جماعت پر غالب آگئی اور اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہیں۔"

اس تقریر کے بعد آپ لشکر کو ہمراہ لے کر روانہ ہوئے اور حضرت ابوسعیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ہزار سوار کے ساتھ یہیں مقیم رہے۔

کہتے ہیں کہ اہلِ دمشق نے جب مجاہدین کو جاتے ہوئے دیکھا تو خوش ہو کر بغلیں بجانے لگے اور یہ سمجھے کہ شاید انہیں اجنادین میں ہماری جمعیت کی خبر ہوگئی ہے اس لئے یہ بھاگ رہے ہیں۔ بعض عقل مندوں کی یہ رائے ہوئی اگر یہ بعسک کی سرحد کا رخ کریں تو بعسک، نیز فتح عس کا ارادہ رکھتے ہیں اور اگر مرج۔ شجوراء اور رلبط کی شاہراہ کی طرف قدم بڑھائیں تو سمجھ لو کہ بھاگنے کا ارادہ ہے اور چار چار کر لیں گے۔ بلکہ جو بادا انہوں نے فتح کرے ہیں، انہیں چھوڑ کر وہ بھاگ چاکیں گے۔

واقعہ یہ کہتے ہیں کہ دمشق میں بولص بن بقاء نامی ایک بہت بڑا جنرل تھا۔ نهرانین میں اس کی بہت زیادہ قدر و منزلت ہوتی تھی حتیٰ کہ بادشاہ ہرقل کے پاس جب کسی سلطنت کے اپنی یا سفیر آتے تھے اور ہرقل ان کے کسی پیام اور جواب میں عاجز ہوتا تو بادشاہ اسے بلا کر جواب دیا کرتا تھا۔ یہ شخص تیر اندازی میں یگانہ روزگار سمجھا جاتا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس کے گھر میں ایک بہت بڑا تناور درخت تھا اس نے اس زور سے درخت میں کھینچ کر تیر مارا تھا کہ یہ تیر اس درخت میں گھس کر اس کے اندر رہ گیا تھا اور اس نے اس درخت پر لکھ دیا تھا کہ اگر کسی کو شجاعت کا دعویٰ ہو تو وہ درخت کے دوسری طرف تیر مار کر گھسا دے۔ اور اس درخت اور تیر کے

منصق اس کی یہ بات زبان زد عوام ہو گئی تھی۔

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سے شام پر چڑھائی کی تھی، بولس آج تک ان سے لڑنے کے لئے نہیں نکلا تھا، جس وقت اہل دمشق نے مسلمانوں کو جاتے ہوئے دیکھا تو بولس کے پاس آئے ان سے آنے کا سبب دریافت کیا۔ انہوں نے کہا اہل عرب جارہے ہیں۔ اب اگر تو چاہے تو تیرے لئے موقع ہے کہ بادشاہ اور اہل شام کی نظروں میں اپنی وقعت اور مرتبہ ہمیشہ کے لئے قائم کرے۔ بہتر ہو کہ ہمارے ساتھ چلے اور جو شخص ان میں سے رکے یا پیچھے رہ جائے اسے گرفتار کر لے۔ بلکہ اگر اپنے اندران سے لڑنے کی خواہش اور حالت دیکھے تو ہم سب تیرے ساتھ ہو کر ان سے لڑنے کے لئے تیار ہیں۔ بولس نے کہا میری تمہیں مدد دینے کا باعث محض عربوں کے مقابلے میں تمہاری بزدلی اور کم ہمتی ہے۔ میں نے تمہیں ان کے مقابلے میں اسی لئے مدد نہیں دی اور نہ اب مجھے ضرورت ہے کہ میں ان سے لڑوں۔ انہوں نے کہا ہمیں صبح اور انجیل کی قسم! اگر تو ہمارے ساتھ چلے تو ہم آخر دم تک تیرے ساتھ رہیں گے۔ کوئی شخص نہیں بھاگ سکتا۔ بلکہ اگر تو کسی کو بھگتے ہو دیکھے تو تجھے اختیار ہے کہ بارو کوک اس کو قتل کر دے۔ تجھے کوئی شخص منع نہیں کر سکتا۔

جس وقت سب عہدیدان ہو چکے تو یہ اٹھ کر گھر میں گیا۔ زرہ پہنی اور چاہتا تھا کہ باہر آئے مگر اس کی بیوی نے پوچھا کہاں جاتے ہو؟ اس نے کہا مجھے اہل دمشق نے اپنا حاکم مقرر کر لیا ہے میں ان کے ساتھ عربوں سے لڑنے جا رہا ہوں۔ اس کی بیوی نے کہا ایسا ہرگز نہ کرنا گھر میں بیٹھ رہ اور جس چیز کے مقابلے کی طاقت نہیں ہے اس سے خواہ مخواہ بکراؤ۔ میں نے آج ہی رات خواب میں دیکھا ہے کہ تمہارے ہاتھ میں کمان ہے اور ہوا میں چڑیوں کا شکار کر رہے ہو۔ بعض چڑیاں زخمی ہو کر گر گئیں۔ مگر اٹھ کر اڑنے لگیں۔ میں ان کے دوبارہ اڑنے پر متحجب نہ تھی کہ اچانک چند عقاب آ کر تم اور تمہارے ساتھیوں پر اس زور سے گرے کہ اپنے پنجوں اور خاروں سے تمہارا سب کا سر اور منہ نوچ ڈالا۔ یہ حالت دیکھ کر تم اور تمہارے ساتھی بھاگے۔ مگر میں نے دیکھا کہ جو عقاب جس شخص کے منہ پر چڑھا وہ دینا تھا وہی بے ہوش ہو کر گر پڑتا تھا۔ یہ دیکھ کر میں چونک پڑی اور تمہاری وجہ سے گھبرا کے اٹھ بیٹھی۔ بولس نے کہا کیا تو نے مجھے بھی خواب میں بے ہوش دیکھا تھا؟ اس نے کہا ہاں! خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ ایک عقاب نے زور سے ایک ٹھوگ (مطارق) ماری اور تم بے ہوش ہو کر گر گئے۔ یہ سن کر بولس نے اپنی بیوی کے منہ پر زور سے ایک طمانچہ کھینچ کر مارا اور کہا کہ مجھے کوئی نیک فال نہ دی۔ افسوس کہ عربوں کا عرب تیرے دل میں اتنا گھر کر گیا کہ خواب میں بھی انہیں ہی دیکھنے لگی ہو۔ ان سے کچھ خوف نہ کر۔ میں ان کے امیر کو تیرا خادم اور اس کے ساتھیوں کو بکری اور خزیروں کا چرواہا بنا دوں گا۔ اس کی بیوی نے کہا تمہیں اختیار ہے میں نصیحت کر چکی۔

بولس نے اس کی بات کی طرف توجہ نہ کی اور لڑائی کے لئے تیار ہو کر گھر سے نکل کر گھوڑے پر سوار ہو کر اہل دمشق کے ساتھ جو چہ ہزار سوار اور دس ہزار پیادہ اور سب کے سب نہایت آزمودہ اور تجربہ کار تھے چل دیا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر کو لے کر آگے نکل گئے۔ عورتوں، بچوں اور آموال کے ساتھ چونکہ حضرت ابوسعیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اس لئے بولس اور اہل دمشق نے انہی کا تعاقب کیا۔ آپ مع اپنے ساتھیوں کے اونٹوں پر سوار چلے جا رہے تھے کہ اچانک آپ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے دور سے غبار اڑاتا ہوا دیکھا۔ حضرت ابوسعیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر کی اور کہا میرا گمان جہاں تک رسائی کرتا ہے کہ یہ گردوغبار ہمارے دشمنوں کا ہے۔ آپ نے فرمایا بے شک اہل دمشق معلوم ہوتے ہیں اور ہمیں قلیل دیکھ کر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کہہ کر آپ بے خبر ہو گئے۔

عورتوں کے ہونے اور کمربند وغیرہ آ کر آپ کے پاس جمع ہو گئیں، ساتھ ہی غبار بڑھنے لگا۔ آوازیں بلند ہونے لگیں۔ آپ نے فرمایا: یا معاشر المسلمین! ہوشیار ہو جاؤ، دشمن سر پر پہنچ گیا ہے۔ آپ نے ابھی یہی فرمایا تھا کہ حریف کی فوج نے ٹھٹھا ٹپ اندھیرے کی طرح چھائی۔ بوس فوج کے آگے آتے تھے جس وقت اس نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو چھ ہزار سواروں کے ساتھ آپ پر حملہ آور ہوا۔ بولس کا بھائی بطرس پیدل فوج لے کر حرم کی طرف بڑھا اور چھ عورتیں گرفتار کر کے دمشق کی طرف لوٹ گیا۔ جس وقت یہ نہر استریاق پر پہنچا ہے تو وہاں اس غرض سے ٹھہرا کہ اپنے بھائی بولس کے متعلق معلوم کرے کیا ہوتا ہے۔

بولس اور اہل دمشق کا مسلمانوں کا تعاقب کرنا چند خواتین اسلام کی گرفتاری

اور رہائی

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آفت ناگہاں دیکھ کر فرمایا واللہ! خدا کی رائے ساق لشکر پر رہنے کے متعلق بہت زیادہ انسب تھی، بولس جس کے سر پر حملہ آور صدیقین معلق تھیں آپ کی طرف بڑھا۔ اس وقت مسلمانوں کی عورتیں بے قرار تھیں۔ لڑکے چیخ اور چلا رہے تھے۔ ایک ہزار مسلمان جو اس وقت یہاں موجود تھے رومیوں کی طرف چلے۔ خدا کے دشمن بولس نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کیا۔ آپ بھی سینہ سپر ہو کر مقابل ہوئے دونوں میں جنگ ہوئی۔ صبح پہنچے اور رومیوں میں مہر کا رزار گرم ہوا۔ غبار سوں پر بلند ہونے لگا۔ اس زور و شور سے حواری چلی کہ ارض حورالا زار نہ لگتی۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولس کے مقابلے میں اگرچہ سخت پریشان ہوئے مگر نہایت صبر و استقلال کے ساتھ ڈٹے رہے۔

سبیل میں صبح کہتے ہیں کہ میں ایک بھائی ۱ پچھلیاں گھوڑے پر سوار تھا۔ میں نے اس کی رائیں پھیر کر چھوڑ دیں۔ گھوڑا میری رانوں میں سے گوندتی ہوئی بجلی کی طرح تڑپ کر نکلا اور آٹا فانا میں حضرت خالد بن ولید کے قریب تھا میں نے چلا کر آواز دی۔ آپ نے گھوڑا موڑ کر فرمایا ان صبح کیا ہوا؟ میں نے کہا یا امیر! حضرت ابو عبیدہؓ اور عورتوں کی خبر لیجئے۔ دمشق کا ایک گروہ ان پر چڑھ آیا چھ عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سخت مصیبت کا سامن ہے جس کی وہ برداشت نہیں کر سکتے۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اور کہا واللہ! میں نے پہلے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا تھا کہ آپ ساق لشکر پر مجھے چھوڑ دیجئے مگر انہوں نے نہ مانا۔ خیر حکم خداوندی میں کسی کو پارت نہیں ہوتا۔ اس کے بعد آپ نے حضرت رافع بن عسیرہؓ کی کو حکم دیا کہ ایک ہزار سوار لے کر فوراً پہنچنے اور عورتوں کی حفاظت کریں۔

ان کے پیچھے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک ہزار سوار لے کر فرمایا کہ دشمن کے مقابلے کے لئے روانہ ہو جاؤ۔ ان کے بعد حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت قیس بن صیرۃؓ اور ادی کے ہمراہ ایک ہزار فوج دے کر روانہ کیا۔ پھر خود یہ نفس نفس تمام لشکر کو ساتھ لے کر چل پڑے۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولس کے ساتھ جنگ میں مشغول تھے کہ مسلمانوں کا لشکر پہنچا۔ خدا کے دشمنوں پر چاروں

۱۔ یہ اگر جمل دو لشکروں کا ترجمہ ہے، مزہ، گھڑا جس کی پیشانی سفید ہو اور جس کو جس کے دست و پا سفید ہوں، اور میں ایسے گھوڑے کو پچھلیاں کہتے ہیں

طرف سے چھا گیا۔ بہادران اسلام نے اس زور سے حملہ کیا کہ صلیبیں جھک گئیں۔ رومیوں کو اپنی ذلت و خواری کا یقین ہو گیا۔ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگ کے شعلے کی طرح بولس کی طرف بڑھے جس وقت خدا کے دشمن نے آپ کی طرف دیکھا: دوش اڑ گئے کانپنے لگا اور چونکہ ان کی بہادری، شجاعت اور سپہ گیری کے جوہر گلوں اور دراز کیل کے لشکر کے مقابلے میں نیزہ بیت لہیا کے میدان میں شہر نہ کی دیوار سے پچشم خود کچھ چکا تھا اس لئے انہیں دیکھ کر فوراً پیچن لیا اور حضرت ابوجہیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگا: اے عربی! تمہیں اپنے دین کی قسم! اس شیطان کو مجھ سے ملحدہ رکھو، میرے پاس نہ آئے دو، حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں شیطان اسی وقت تو خنبروں کا جس وقت تیری طلب پر تیرے پاس آنے میں کوئی قصور کریں گا۔ یہ کہہ کر آپ نے اچانک اس کے ایک نیزہ مارا۔ بولس نے جس وقت اپنی طرف نیزہ آتا ہوا دیکھا دانستہ گھوڑے سے گر پڑا اور پایادہ اپنے لشکر کی طرف بھاگا۔ آپ بھی گھوڑے سے کود کر اس سے تقاب میں دوڑے اور فرمایا تو کہاں جا تا ہے حالانکہ شیطان تیرے پیچھے پیچھے تیری طلب میں ہے۔ اس نے جواب دیا: بدوی مجھے زندہ رہنے دے۔ میری زندگی کے ساتھ ساتھ تمہاری عورتوں اور بال بچوں کی بھی زندگی وابستہ ہے۔ یہ سن کر آپ نے قتل سے ہاتھ روکا اور زندہ گرفتار کر لیا۔ اور مسلمانوں نے دل کھول کر رومیوں پر ایک حملہ کر کے ان کا عقد بند کر دیا۔

واقعی کہتے ہیں کہ ماجد بن روم یعنی فرما تے ہیں کہ میں بھی جنگ فخر کے روز حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں موجود تھا، رومی چھ ہزار کے قریب تھے، ہم نے انہیں چاروں طرف سے گھیر کر ان پر خوب تیغ زنی کی۔ رفعا بن قیس کہتے ہیں کہ جہاں تک ہمیں علم ہے نہ چھ ہزار میں سے سو آدمیوں سے زیادہ پھر کروا پس نہیں گئے۔

کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی بہن کی رفقہ ری کے متعلق ہم کو بتا تو آپ کو بہت شوق گزرا۔ آپ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور انہیں بھی اس کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا کھبر اؤ مت ہم نے ان کے سردار اور قوم کی قوم کو گرفتار کر رکھا ہے۔ ہمیں اپنی عورتوں کی رہائی کے لئے ہش ضرور چلنا ہے۔ ان قیدیوں کے عوض میں ہم اپنی عورتوں کو چھڑا لیں گے۔

اس کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوجہیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ عورتوں کو آہستہ آہستہ لے کر چلیں، میں خواتین کی رہائی کے لئے جا رہا ہوں۔ آپ نے دو ہزار سوار چیدہ و چیدہ منتخب کر کے اپنے ساتھ لئے اور باقی تمام لشکر اس خوف سے کہ نہیں دروان اور اس کے لشکر سے راستہ میں نہ بھجھ نہ ہو جائے حضرت ابوجہیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ روانہ کر دیا۔ آپ قیدیوں کی رہائی کے لئے چلے۔ حضرت رافع بن عمیرہ الطائی میسرہ بن مسہوق العسلی۔ ضرار بن ازہ اور اور چند روسائے قوم آپ کے آگے آگے چل رہے تھے۔ راستہ تیزی کے ساتھ طے ہو رہا تھا۔ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے،

(ترجمہ اشعار) یا رب آپ ہماری جن مصیبتوں کو دیکھ رہے ہیں ان کو دور کر دیجئے اور مجھے جدی سے حسرت کی موت نہ دیجئے۔ تا وقتیکہ میں اپنی بہن کو نہ دیکھ لوں۔ میری یہی خواہش اور دل تمنا ہے۔ میرے دوستو! میرے ساتھ دشمن کی طرف چلو، میں اپنی مراد اور مقصد کو تا کہ جدی سے پہنچ جاؤں۔ پھر اُس میں نہ مروں تو میری ڈاڑھی منڈوا دینا۔

کہتے ہیں کہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر کہنے لگے یہ حضرات برابر راستہ طے کرتے ہوئے پلے جا رہے تھے جس وقت

نہر استریق کے قریب پہنچے تو دور سے ایک ایسا غبار اٹھتا ہوا دکھائی دیا جس کے اندر نشانات اڑتے اور غبار میں چمکتی ہوئی معلوم ہو رہی تھیں۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ یہ عجیب عجب کی بات ہے۔ حضرت قیس بن ہبیرہ نے کہا میری رائے میں یہ شاید دمشق کے باقی ماندہ سوار ہیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نیزے سے تان کر تیار ہو جاؤ تا وقتیکہ یہ معلوم نہ ہو جائے کہ کیا معاملہ ہے؟ آپ کے فرمانے کے بعد جب لوگوں نے نیزوں کو درست کیا اور آگے چل دئے۔

کہتے ہیں کہ جس وقت بولس کا بھیڑی بطرس خواتین عرب کو گرفتار کر کے نہر استریق پر پہنچا تو اپنے بھیڑی کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے ٹھہر گیا۔ وہاں اس نے اپنے سامنے ان عورتوں کو جا کر کھڑا کیا۔ حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زیادہ خوبصورت چونکہ اس کو کوئی عورت نظر نہ آئی اس لئے اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ میری ہے اور میں اس کا ہوں۔ اس کے بارے میں کوئی شخص مجھ سے معارضہ نہ کرے۔ لوگوں نے اس کی اس بات کو منظور کر لیا۔ اسی طرح ہر ایک دمشق کی ایک عورت کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہنے لگا کہ یہ عورت میرے لئے ہے اس کے بعد انہوں نے بکریوں اور اس مال کو جو لوٹ لے گئے تھے جمع کیا اور بولس کا انتظار کرنے لگے۔

ان گرفتار شدہ عورتوں میں اکثر قوم حمیرہ، قبلہ مدہ اور تہامہ کی بڑی بوڑھیاں بھی تھیں جو گھوڑے کی سواری راتوں رات سفر کرنے اور وقت پر قبائل عرب سے مقابلہ کرنے کی خوگر اور مددگار تھیں۔ کہتے ہیں کہ خواتین آپس میں جمع ہوئیں اور حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں غلطی کر کے کہا حمیرہ کی بیٹیو! اور اسے قبیلہ تہامہ کی یاد دلاؤ! یا تم اس بات پر رضامند ہو اور یہ چاہتی ہو کہ روٹی کا فراہم دین تم پر غالب آ جائیں۔ تم ان کی لوندی یا باندی بن کر رہو، یہاں سب تمہاری وہ شجاعت اور کیا ہوئی تمہاری وہ غیرت جس کا چرچا عرب کی وادیوں اور جس کا ذکر عرب کی مجلسوں میں ہوا کرتا تھا۔ افسوس! میں تمہیں غیرت و غیرت سے خالی اور شجاعت و برادری سے محروم دیکھ رہی ہوں۔ میرے نزدیک اس آنے والی مصیبت سے تمہارا نقل ہو جانا بہتر اور رویوں کی خدمت کرنے سے مر رہنا افضل ہے۔

یہ سن کر عفرہ بنت عذراعمرہ نے یہ کہا۔ بنت ازور! تم نے ہماری شجاعت و برادری، عقل و دانائی، بزرگی اور مرتبہ کے متعلق جو کچھ بیان کیا وہ واقعی سچ ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ ہمیں گھوڑے کی سواری کی مدت اور دشمن کی رات کے وقت بھی قید تک کر دینا آتا ہے۔ مگر یہ تو بتائے کہ جو شخص نے غمناک ہو کر یہاں سے اس کے پاس کوئی ہتھیار یا تو تار، ایسا شخص کیا کر سکتا ہے؟ آپ کو معلوم ہے کہ ہمیں دشمن نے اچانک گرفتار کر لیا۔ ہمارے پاس اس وقت کوئی سامان نہیں، ہم بکریوں کی طرف ادھر ادھر بھاگتے پھرتے ہیں۔

یہ سن کر حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا قیدیہ کی بیٹیو! تمہاری غفلتوں کا کچھ ٹھکانا ہے۔ غیموں کی چوہیں اور ستون موجود ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم انہیں اٹھا کر بد بختوں پر ممد آور ہوں۔ ممکن ہے کہ اگر ہم لڑتے ہیں ان پر مدد دیں اور ہم غالب آ جائیں۔ ورنہ کم از کم شہید ہی ہو جائیں تاکہ یہ ٹھکانہ کاٹ دیا تو ہماری پیشانیوں پر نہ ملنے پائے۔ عفرہ بنت عفرہ نے کہا واللہ! میرے نزدیک بھی یہ آپ کی رائے بہت زیادہ اہم اور احباب ہے۔

اس کے بعد ہر ایک عورت نے خیمہ کی ایک ایک چوب اٹھائی۔ حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہا کمر باندھ کر ایک چوب کا بندھنے پر رکھ کر آگئے ہوئیں۔ ان کے پیچھے عفرہ بنت عفرہ، ام ابان بنت حنظلہ، بنت نعمان بن القہر اور دیگر عورتیں چلیں۔

خواتین اسلام کی بہادری

ہل من مبارک زعفرہ مارا، جنگ کی مظہر ہوئیں اور اپنی نسوانی فوج کو مخاطب کر کے کہا حضرت خولہ بنت اذور رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس طرح تنظیم اور قواعد کا سبق دینے لگیں۔ زنجیر کی سڑیوں کی طرح ایک دوسری سے پی رہنا۔ متفرق ہرگز نہ ہونا۔ اگر خدا خواستہ تم منتشر اور متفرق تو یاد رکھنا کہ تمہارے سینوں کو نیزے تو زوئیں گے تمہاری رگوں کو تھوڑا کاٹ دے گی۔ تمہاری کھوپڑیوں اڑ جائیں گی اور تم سب کا یہی ڈھیر ہو کر رہ جائے گا۔

یہ کہہ کر آپ نے قدم بڑھایا اور ایک روٹی کے سر پر اس زور سے چوب ماری کہ وہ زمین پر آ رہا اور مر گیا۔ رویوں میں کھلبلی پڑ گئی۔ ایک نے دوسرے سے پوچھنا شروع کیا کہ کیا ہوا؟ اچانک چوب میں اٹھائے عورتوں کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ بطرس نے چیخ کر عورتوں سے کہا۔ بد بختو یہ کیا کر رہی ہو؟ حضرت عقیقہ بنت عذراغیر یہ نے جواب دیا کہ آج ہم نے ارادہ کر لیا ہے کہ ان چوبوں کے ذریعہ تمہارے دماغوں کو درست اور تمہاری عمروں کو منتقل کر کے اپنے اسلاف کے چہروں سے تنگ و عار کا وجہ مٹا دیں۔ بطرس نے یہ نہ کہہ سکا اور اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ تم پر تنگ ہے، تمہیں چاہئے کہ تم انہیں متفرق کر کے زندہ ہی پکڑ لو۔ تم میں سے جو شخص خولہ کو پکڑے اسے چاہئے کہ کسی امر سرزدہ کا خیال تک نہ لائے۔

کہتے ہیں کہ رویوں نے انہیں چاروں طرف سے گھیر کر حلقہ باندھ لیا۔ چاہتے تھے کہ ان تک پہنچیں مگر چونکہ جو شخص ان کے قریب پہنچتا تھا، یہ پیچھے چوب سے اس کے گھوڑے کے ہاتھ پیر توڑ دیتی تھیں اور جس وقت سوار اٹلے منہ گرتا تھا ہمارے ضربوں کے اس کا سر توڑ دیتی تھیں اس نے ان تک کوئی نہ پہنچ سکا۔

والقدی فرماتے ہیں کہ عورتوں نے اسی طرح تیس سو موت کے صاٹ اتار دے۔ بطرس یہ دیکھ کر آگ بگڑا۔ ہو گیا۔ گھوڑے سے نیچے اترا اور اس کے ساتھ اس کے ہمراہ بھی پیدل ہو گئے۔ پیش قبض اور تھوڑی دیر کے بعد ان کی طرف بڑھے۔ عورتیں آپس میں ایک دوسرے کی طرف ہلکیں اور آپس میں کہنے لگیں۔ ذلت کی زندگی سے عزت کے ساتھ مر جانا بہت زیادہ افضل ہے۔

بطرس نے عورتوں کے مقابلے میں اگرچہ بہت ہاتھ پیر مارے مگر ان کی بہادری اور شجاعت کے سامنے کف افسوس ملنے کے سوا اور کچھ نہ کر سکا۔ حضرت خولہ بنت اذور رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف اس نے دیکھا ہوا ایک شیر کی طرح دڑوٹ کر رقی تھیں اور جن کی زبان پر بہادری کے یہ اشعار جاری تھے۔

(ترجمہ اشعار) "ہم قبیلہ تیج اور میر کی لڑکیوں ہیں، ہمارا تمہیں قتل کرنا کوئی کام نہیں ہے۔ کیونکہ ہم لڑائی میں دیکتی ہوئی آگ ہیں۔ آج تم سخت عذاب میں مبتلا ہو گے۔"

بطرس نے جس وقت آپ کی زبان سے یہ اشعار سنے۔ آپ کا حسن و جمال دیکھا اور قدر و مقام غلط نہ کیا تو آپ کے قریب آ کر کہنے لگا۔ عریہ! تم اپنے ان کاموں سے باز رہو! میں تمہاری قدر کرتا ہوں اور تمہارے متعلق اپنے دل میں ایک ایسا راز رکھتا ہوں جس کو نہ کون ضرر و خوش ہوگی۔ کیا تمہیں یہ مرغوب نہیں ہے کہ میں تمہارا مالک ہو جاؤں۔ حالانکہ وہ شخص ہوں جس کی تنہا میں نصرانی عورتیں رتی ہیں۔ نیز میں زراعتی زمین، باغات اور مال و اسباب اور کثیر موشیوں کا مالک اور بادشاہ و قہر کے نزدیک ذی مرتبت اور صاحب عزت شخص ہوں۔ اور یہ سب کچھ تمہارے لئے ہے۔ تمہیں چاہئے کہ خود معرض جہالت میں نہ پڑو اور اپنی جان کو خود اپنے

ہاتھوں سے نہ گنوؤ آپ نے فرمایا۔ کافر بد بخت خدا کے بچے خدا کی قسم! اگر میرا بس بچے تو میں ابھی اس جو ب سے تیرا سر توڑ کے بھیج نکال ڈالوں۔ واللہ! میں اونٹ اور بکریاں بھی تجھ سے نہ چراؤں چہ جائیکہ تو میری برابری اور ہمسری کا دعویٰ کرے۔“ بطرس یہ سن کر غصہ میں بھر گیا اور ساتھیوں سے کہنے لگا۔ تمام ملک شام اور گروہ عرب میں اس سے زیادہ اور کیا شرم کی بات ہوگی کہ عورتیں تم پر غائب آجائیں۔ یسوع مسیح اور بادشاہ بر قمل کے خوف سے ڈور اور انہیں قتل کر دو۔

واقعی کہتے ہیں کہ کفار یہ سن کر جوش میں آئے اور ایک نشت حملہ کر دیا۔ خواتین اس حملہ کو صبر و سکون سے برداشت کر رہی تھیں کہ انہوں نے اسی حالت میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کا بولنگر قریب آ گیا تھا اس کا گرد و غبار اڑتا ہوا تلواریں چمکتی ہوئی دیکھیں۔ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ دھڑلے پر بظہر کر اپنے جان بازوں کو مخاطب کر کے فرمایا تم میں کون سا شخص ہے جو مجھے اس معاملہ کی خبر لا کر دے۔ حضرت رافع بن عمرہ الطائی نے آگے بڑھ کر خود کو پیش کیا اور گھوڑے کی راس چھوڑ دی۔ عورتوں کے قریب پہنچ کر لوٹے اور جناب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواتین اسلام کی مدافعت نہ جنگ کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا نہایت تعجب کی بات ہے وہ عورتیں خدا نالہ اور قبیلہ تبعہ کی ہیں بعض ان میں سے تبع بن اقرن کی اور بعض تبع بن ابی کر ب کی بعض ذی رعیین، بعض عبدالاکمال المعظم اور بعض تبع بن حسان بن جع کی ہیں۔ تبع بن حسان بن جع یہ وہی ہیں جنہوں نے قبل از ظہور جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کیا تھا۔ قبل بعثت آپ کی نبوت کی شہادت دی تھی۔ نیز آپ کی شان میں حسب ذیل اشعار مرتب کئے تھے۔

(ترجمہ اشعار) میں حضرت احمدؑ کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ باری تعالیٰ جل مجدہ کے رسول ہیں، آپ کی ایک امت ہوگی جس کا نام زبور میں امت احمدؑ خیر الامم ہے۔ اگر میری عمر نے آپ کے زمانے تک وفا کی تو میں ان کا خادم اور ان کے ابن عم کا وزیر ہوں گا۔

رافع! ان عورتوں کی حرب و ضرب اکثر جگہ مشہور ہے جیسا تم ذکر کرتے ہو اور واقعی انہوں نے ایسی ہی بہادری اور شجاعت دکھائی ہے تو یاد رکھو انہوں نے مردوں اور عربوں کی لڑکیوں پر قیامت تک اپنا سکہ بٹھا کر اپنے سر سہرا باندھ لیا اور عورتوں کی پیشانیوں سے تنگ و عار کا دھب دھو دیا۔

کہتے ہیں کہ عورتوں کی بہادری سن کر خوشی کے مارے مسلمانوں کے چہروں پر سخی دھڑنے لگی۔ حضرت رافع بن عمرہ الطائی سے یہ سن کر حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک والہانہ جوش کے ساتھ ایک جست لگائی۔ آپ پر جو پرانی کھلی تھی اتنا تھکنگی نیزہ ہاتھ میں لیا اور یہ ارادہ کر کے میں سب سے پہلے مد کے لئے پہنچوں گا۔ گھوڑے کی راس پیچھ کر دی۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ ضرار! ذرا بظہر و جلدی نہ کر۔ جو شخص کسی کام کو صبر و استقلال کے ساتھ کرتا ہے وہ ہمیشہ خوشی کے ساتھ اس کا پورا کر دیتا ہے۔ لیکن جو لوگ جلد بازی کو اپنا شعار بنالیتے ہیں انہیں دامن مراد بھرنے کی کبھی توفیق نہیں ہوتی۔ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ایہا الامیر! مجھے اپنی بہن کی نصرت اور مدد میں صبر نہیں آتا۔ آپ نے فرمایا انشاء اللہ العزیز من رفرت اور فتح قریب ہے۔

اس کے بعد آپ نے لشکر کے قریب گھوڑوں کو برابر برابر سر سے ملا کر کھڑا کیا۔ نشتوں کو اونچا کر لیا اور خود قلب لشکر میں پہنچ کر حسب ذیل تقریر کی:-

”معشر المسلمین! جس وقت تم حریف قوم کے قریب پہنچ جاؤ متفرق ہو کر فوجا چرواں طرف سے گھیر لینا۔ خداوند تعالیٰ کی

ذات سے امید ہے کہ وہ اس طرح ہماری صورتوں کو بھی اور ہمارے بچوں پر رحم فرمائیں گے۔ مسلمانوں نے اس کا جواب نہایت خندہ پیشانی سے اثبات میں دیا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے بعد لشکر کے آگے چلے۔ رومی عورتوں کے ساتھ جنگ میں مشغول ہی تھے کہ لشکر نشانات اور علم لئے ہوئے پہنچ گیا۔ حضرت خولہ بنت اذور رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے چلا کر کہا تاجہ بن لڑکیو! خداوند تعالیٰ جل مجدہ کی طرف سے تم پر رحمت نازل ہوئی اور انہوں نے محض اپنی مہربانی سے تمہارے دلوں کو خوش کیا۔

کہتے ہیں کہ بطرس نے جس وقت توحید پرستوں کی فوج کو اس آن بان سے دیکھا کہ ان کے نیچے سے نیٹن کے تیروں کی طرح ایک دوسرے سے چسپاں اور ان کی تلواریں برقی کی طرح چمکی ہوئی چمی آ رہی ہیں تو اس کا دل ہل گیا۔ ہاتھ پیروں میں ریشہ آگیا، شانے کا گوشت چمڑے لگا تمام آدمی بوکھلا سے گئے اور ایک دوسرے کا منہ تھکنے لگے بطرس بیچ میں سے نکلا اور عورتوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ چونکہ ہمارے بھی بہوشیاں ماں بہن اور خاندانیں ہیں۔ اس لئے میرے دل میں تمہاری محبت و شفقت آگئی۔ میں تمہیں اس صلیب کے صعدے میں بچوڑا ہوں جس وقت تمہارے مرد آجائیں انہیں مجھ سے اس امر کی اطلاع دے دینا۔ یہ کہہ کر بھاگ چلے گا راہ کے گھوڑے کی ہاگ موڑ دی۔ مگر قبل اس کے کہ گھوڑا پوئے شروع کرے اس نے قلب لشکر سے دوسرا وں کو جن میں سے ایک نے زہ پہنچے دوسرا ٹنگے بدن عربی گھوڑے کی تنگی پہنچے سوار نیزہ ہاتھ میں لئے ٹٹک اور گھوڑے سر پٹ دوڑا اے شیر کی طرح اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ ان میں سے ایک حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سپ سالہ رفوان اسلامیہ اور دوسرے حضرت ضرار بن اذور رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جس وقت خولہ نے اپنے بھائی کی حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو آواز دی اور کہا بھائی جان کہاں چلے؟ آپ کی ہوا اور معذرت سے تو ہمیں ہاری حقانہ عمدہ نے پہلے ہی مستغنی کر دیا۔ بطرس حضرت خولہ کی طرف چلا کر کہنے لگا تم اپنے بھائی کے پاس چلی جاؤ۔ اگرچہ مجھے تمہاری جدائی شاق ہوگی مگر میں تمہیں ان کے حوالے کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر چاٹا بھاگ پڑا۔ مگر حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے فرمایا۔

”تم ہماری طرف ملاؤ اور مہربانی کا ہاتھ بڑھاؤ مگر ہماری طرف سے بے رحمی اور کج ادائیگی ہو یہ ہم یوں کا شیوہ نہیں ہے تو اپنی خواہش کا بندہ اور اپنی مرضی کا جو بندہ رہے۔ یہ کہہ کر آپ اس کے سامنے ہو گئیں۔ بطرس نے کہا میرے دل سے تمہاری محبت کھل چکی ہے اس لئے اب مجھے اپنی صورت نہ دکھاؤ۔ آپ نے فرمایا مگر مجھے ہر حالت میں تیرا ساتھ دینا چاہئے۔ یہ کہہ کر آپ اس کی طرف پھٹیں۔ ادھر حضرت ضرار اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس کی طرف بچھے۔ فوج نے بھی اس کی طرف رخ کیا۔ اس وقت اس نے حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا اور آپ بھی اس کی طرف متوجہ ہوئے تو یہ چلا کر کہنے لگا۔ اے عربی! لو اپنی بہن کو لے لو تمہیں مبارک ہو! یہ میری طرف سے تمہیں ایک بدیہ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ بہت اچھا میں نے تیرا بدیہ قبول کیا۔ مگر میرے پاس اس وقت بدیہ کا بدلا دینے کے لیے سوائے میرے اس نیزے کی سنن (چپکان) کے اور کچھ نہیں ہے۔ اسے لے لے۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی (وَإِذْ أَحْنَسْنَا لِمَا يَصْهَوُا بِأَحْسَنِ مَا هُمْ فِيهِ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ) (یعنی جب تمہیں کوئی بدیہ دے تو تم بھی اسے اس سے اچھی یا (کم از کم) ویسی دے دلو یا نہ کرو) اس پر حملہ کر دیا اور آپ کا نیزہ اس کے دل میں لگا ادھر حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بڑھ کر اس کے گھوڑے کے پیروں پر ایک ضرب رسیدی۔ گھوڑا چلا کر سر کے بل آیا اور یہ دشمن خدا فریب تھا کہ زمین پر آ رہے کہ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً قبل اس کے کہ یہ گرے اس زور سے پہلو پر نیزہ مارا کہ پھل ادھر سے ادھر نکل گیا اور یہ مرد زہین پر گر گیا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلائے اور فرمایا شاہاں سبکی و نیزہ وہ ہے جس کا مارنے والا ناکامی کا

کبھی مدینہ نہیں دیکھتا۔ ادھر مسلمانوں نے رومیوں پر حملہ کیا اور گھر گھر کرتیں ہزار رومیوں کو قتل کر ڈالا۔

حامد بن عمن الربیع کہتے ہیں کہ میں نے شہر کیا تھا حضرت ضرائف نے اس جنگ میں تیس روٹی قتل کئے تھے اور آپ کی بہن حضرت خولہؓ نے اپنی چوب سے سی بہت سے رومیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ میں نے حضرت عصفیہؓ سے عتقار الخیرہ کو دیکھا کہ آپ اس شدت کے ساتھ لڑیں کہ اس سے پہلے کبھی میں نے آپ کو اس جہان بازی کے ساتھ لڑتے نہیں دیکھا تھا۔

رومی جو بقیہ سیف تھے وہ بھاگے۔ مسلمانوں نے دمشق تک ان کا تعاقب کیا۔ شہر میں سے ان کا کوئی لواحق ان کی مدد کو نہ نکلا بلکہ ان پر اور زیادہ رعب چھا گیا اور پہلے سے زیادہ خائف ہو گئے۔ مسلمان لوہے، ہال غنیمت، گھوڑے اور اسلحہ جمع کئے۔ حضرت خالدؓ نے بوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ لوگو! حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس جلدی پہنچنے کی کوشش کرو۔ ایسا نہ ہو کہ دروان آپ تک پہنچ جائے۔ حضرت ضرائفؓ نے بطرس کا سر نیزے پر لٹکایا اور مسلمانوں نے کوچ کر دیا۔ سرخ رابطہ کے پڑاؤ پر جہاں حضرت ابوعبیدہؓ نے توقف فرمایا تھا پہنچتے تو حضرت ابوعبیدہؓ کی فوج نے نکمروں کی آواز بلند کی۔ حضرت خالدؓ اور آپ کے ساتھیوں نے بھی زور سے نکمیر کے غروں کے ساتھ جواب دیا۔ قریب آئے تو یک نے دوسرے پر سلام بھیجا۔ عورتوں کو کچھ ترخوش ہوئے، ان کے کارنامے سن کر بے حد مسرت کی۔ مدد اور نصرت الہی کو اپنے ساتھ سمجھا اور شام کے فتح ہونے کا دل میں یقین کر لیا۔

اس کے بعد حضرت خالدؓ نے بولس کو بلا کر اس کے سامنے اسلام پیش کیا اور فرمایا اسلام لے آؤ ورنہ تیرے ساتھ بھی وہی سلوک ہوگا جو تیرے بھائی کے ساتھ ہوا ہے۔ اس نے کہا اس کے ساتھ کیا ہوا آپ نے فرمایا وہ قتل کر دیا گیا یہ اس کا سر موجود ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے اس کا سر منگا کر اس کے سامنے ڈال دیا۔ بھائی کا سر دیکھ کر بوہس رونے لگا اور کہا بھائی کے سر نے کے بعد زندگی کا کچھ لطف نہیں رہا، مجھے بھی اسی کے ساتھ تھا۔ مدد۔ چنانچہ حضرت مسیب بن ثعلبہؓ افرازی کھڑے ہوئے اور حکم پاتے ہی اس کی گردن اڑادی۔ اور مسلمان یہاں سے چل کھڑے ہوئے۔

اسلامی لشکروں کی اجنادین کی طرف روانگی

واقعی کہتے ہیں کہ غازی اسلام حضرت خالد بن ولیدؓ نے جو خطوط امراء اسلام یعنی حضرت شریحیل بن حنظلہ، حضرت معاذ بن جبل، حضرت یزید بن ابوسفیان اور حضرت عمرو بن عامرؓ کے نام ارسال فرمائے تھے۔ جس وقت ان حضرات کے پاس پہنچے ہیں تو انہوں نے فوراً اپنے بھائی مسلمانوں کی اعانت اور مدد کے لئے اپنی اپنی فوجوں اور جمیعت کو اجنادین کی طرف کوچ کا حکم دے دیا اور ہر سردار اپنے ماتحت لشکر کے ہمراہ اجنادین پہنچ گیا۔

حضرت سفینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم کہتے ہیں کہ میں حضرت معاذ بن جبلؓ کے ہمراہیوں میں تھا ہم اجنادین میں کچھ ایسے وقت اور اس طریقے سے پہنچے کہ تمام جمیعتوں اور فوجوں کی آمد ایک ہی وقت یعنی جمادی الاول ۱۳ھ کی کسی شروع ماہ کی ایک ہی تاریخ میں ہو گئی۔ مسلمانوں نے مل کر آپس میں السلام علیکم کی۔ میں نے رومیوں کا بے شمار لشکر پڑ دیکھا۔ جس وقت ہم ان کے اتنے قریب ہو گئے کہ وہ ہمیں دیکھ سکیں تو انہوں نے ہمیں دیکھ کے اپنا ساز و سامان اور لشکر کا شمار کرنا شروع کیا۔ سوار اور پیادوں کی صف بندی کی اور ہمارے دکھلانے کے واسطے اجنادین کے میدان میں اپنی صفوں کو دور تک پھیلا دیا۔ حریف کی اس وقت یہاں نوے مہینے تھے اور ہر صف میں ایک ہزار جوان موجود تھے۔

حضرت خجک بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں عراق بھی گیا وہاں کرہی کا شکر اور جرمہ کی فوجیں بھی دیکھیں۔ مگر والدہ میں نے رومیوں کا سا لشکر عظیم اس کی تعداد اور اس قدر اسلحہ نہیں دیکھے تھے۔ ہم نے ان کے مقابلے کے لئے ہمیں ڈیرے ڈال دیئے۔ اگلے روز انھی پوری طرح دن بھی نہیں نکلا تھا کہ رومیوں نے ہماری طرف بڑھنا شروع کیا۔ جس وقت ہم نے انہیں سوار ہوتے دیکھے تو ہم بھی ہوشیار ہو گئے اور تیرا ہی شروع کر دی۔ حضرت خالدؓ گھوڑے پر سوار ہو کر ہماری صفوں میں شریف لائے اور فرمایا: مسلمانو! یاد رکھو جس قدر فوج تمہارے مقابلے کے لئے آج موجود ہے تم اس کے بعد کبھی نہیں دیکھنے کے۔ اگر پاری تعالیٰ جمل مجدہ نے اسے تمہارے ہاتھ سے شکست دے دی تو پھر کبھی بھی کوئی قیامت تک ان کے عوض تمہارے مقابلے پر نہیں آ سکتا۔ تمہیں چاہئے کہ جہاد میں نہ توڑ کے وکوش کرو۔ خدا کے دین کی آبرورکھو اور اس کی مدد کرو۔ جنگ سے پشت نہ کرو۔ بھگتہ دوزخ میں گرنا ہے اس لئے اس سے احتیاط رکھو۔ شانہ (کا دھنسا) سے شانہ نہ کرکھڑے ہو جاؤ۔ تیغوں کو حرکت دیتے رہو اور جب تک میں حکم نہ دوں حمد مت کرو۔ ہمتوں کو قویٰ اور رادوں کو مضبوط رکھو۔

والدی کہتے ہیں کہ مجھے معتبر ذرا سے معصوم ہو ہے کہ جس وقت جہل دروان نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کے لئے مجتمع اور حصد کے واسطے آدھ اور تیرا دیکھ تو اپنے ہاتھ کرل داروں کو جمع کر کے کہنے لگا۔ یا بنی اسفرا! یہ درکھو ہ دشہ ہرقل کو تم پر بہت ناز اور بھروسہ ہے۔ اگر تم بہر بہت کھائے تو پھر کوئی شخص تمہاری جدوں کے مقابلے کے لئے نہیں نکل سکتا۔ عرب تمہارے شہروں پر قبضہ کر میں گے، ہم دوں کو قتل کر دیں گے۔ غورٹوں کو قید کر دیں گے۔ تمہیں چاہئے کہ پامروں کے ساتھ لڑو اور ایک متفقہ حصد کرو۔ یاد رکھو! تم اس سے تیرا گئے ہو۔ تمہارے ہر تین شخصوں کے مقابلے میں ان کا شخص ایک آدمی ہے۔ صلیب سے مدد چاہو وہ تمہیں وردہ دے گا۔

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: بہا، ران اسد! تم میں وہ کون شخص ہے جو رومیوں کے پاس جا کر معلوم کر کے ان کی تعداد، چل ڈھال اور ساز و سامان کی ہمیں اطلاع دے۔ حضرت ضرار بن ازو نے کہا اس کام کے لئے اسے امیر میں تیار ہوں۔ آپ نے فرمایا: واللہ اس کام کے لئے تم ہی موزوں ہو مگر ضرر! جس وقت تم دشمن کے پاس پہنچ جاؤ تو احتیاط رکھنا اور ٹنٹس پر مغرور ہو کر اپنی جان کو خواہ مخواہ نہ غنیمت نہ پھنسانا کیونکہ باری تعالیٰ فرماتا ہے: لا تعلقوا بایديکم الی التلھکة (کہ دانستہ اپنے ہاتھوں کو بلا کت میں نہ ڈالو۔ حضرت ضرار نے گھوڑے کی ہاگ پھیری اور آپ نے وہاں پہنچ کر نہایت صمھراق ساز و سامان، خیمے، خودوں اور نیزوں کی چمک ملاحظہ فرمائی اور پرندوں کے پروں کی طرح ان کے نشہوں کے پھریرے اڑتے دیکھے۔ دروان جو مسلمانوں کی فوج اور ان کے حور طریق کو گہری نظر سے دیکھ رہا تھا اس کی نظر اچانک حضرت ضرار پر پڑی۔ اپنے چند سرداروں سے کہہ کر میں نے ایک سوار کو آتے ہوئے دیکھا ہے اور مجھے غالب یقین ہے کہ وہ اپنی قوم میں کوئی معزز سردار ہے۔ پس تم میں کوئی ہے جو اسے گرفتار کر لائے۔ یہ سن کر فوج میں سے تیس جوان نکلے اور حضرت ضرار کی طرف چلے۔

جس وقت آپ نے انہیں اپنی طرف آتے دیکھا تو آپ نے پشت دے کر چلنا شروع کیا۔ یہ آپ کے پیچھے بطور تعاقب کے چلے اور یہ سمجھے کہ یہ مقابلے سے بھاگ نکلا۔ مگر آپ کا یہ ارادہ تھا کہ انہیں ان کی حیثیت سے دور کر کے پھر متا بد کیا جائے۔ جب یہ اپنی فوج سے دور چلے آئے تو آپ نے گھوڑے کی راس ان کی طرف پھیری۔ ہر چھا سنہا، اور اس زور سے ایک سوار پر گرے کہ وہ ہر چھا کھاتے ہی جان توڑتا نظر آیا۔ فرائی دوسرے پر پڑے اور شیر بہر کی طرح حصد آدھ ہو کر کچھ میں گھسے چلے گئے اور ان کے اندر پہنچ

کر اس زور سے ایک ذات پلائی کہ دلوں میں رعب ڈالتی چلی گئی۔ رومی بھاگے اور آپ کے بعد دیر سے ایک ایک کورائے ان کے پیچھے بھاگے۔ حتیٰ کہ آپ نے انہیں شخصوں کو رالیا۔ جس وقت تعاقب کرتے کرتے رومیوں کے شہر قریب پہنچے تو آپ لوٹے اور حضرت خالد بن ولیدؓ کے پاس آ کر انہیں اس سب واقعہ کی اطلاع دی۔

آپ نے فرمایا کہ میں نے پہلے ہی نہیں کہا تھا کہ اپنی طاقت پر گھمنڈ کرنا اور ان پر کوئی حملہ کرنا۔ حضرت ضرارؓ نے کہا رومی مجھے بکڑنا چاہتے تھے۔ مجھے اپنے خدا سے خوف معصوم ہوا کہ وہ مجھے بھگتا ہوا دیکھے۔ لہذا میں نے خالصہ قند پورے اخلاص کے ساتھ حملہ کر دیا۔ اسی لئے باری تعالیٰ نے یقینی میری مدد فرمائی۔ واللہ! مجھے آپ کی ملامت کا خوف نہ ہوتا تو میں جب تک رومیوں کے تمام لشکر پر حملہ نہ کر لیتا کبھی واپس نہ آتا۔ ایسا الامیر! آپ یقین پا نہیں کہ یہ تمام لشکر ہمارے لئے نال قیمت ہے۔

جنگ اجنادین

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اپنے لشکر کے چار حصے کئے۔ مینہ، میسر، قلاب اور ہر اول۔ ہر اول کے پھر دو حصے فرمائے۔ ہر اول ابنہن۔ ہر اول ایسر۔ مینہ کی کمان حضرت معاذ بن جبلؓ کے سپرد کی۔ میسر پر سعید بن حارث مقرر کیا۔ ہر اول ابنہن یر نعان بن مقترن کو اور ہر اول ایسر پر شریل بن حسنہ کو سردار بنایا۔ چار ہزار سوار حضرت یزید بن ابی سفیان کے ماتحت دے کر ان کو ساق لشکر پر موز کیا تاکہ وہ اس لشکر سے حرم اور بول بچوں کی نگہداشت کریں۔

اس کے بعد آپ خود تین اسلام کی طرف جن میں حضرت عوفیر، بنت عذرا، تہیمہ، ابان بنت قتیبہ بن ربیعہ، جن کی ابھی ابھی شادی ہوئی تھی اور اب تک ان کے ہاتھوں میں مہندی کی سرخی اور سر میں عطر کی خوشبو باقی تھی۔ خود بنت ازور حضرت ضرار کی بہن۔ مذروعہ بنت ملحوق، سلمیٰ بنت زارع، بنت عمروہ، لیث بنت سوار، سلمیٰ بنت نعان اور دیر غور تیس جن کی شجاعت اور مردانگی زبان زد خواص تھی مثل تھیں غنایب ہوئے اور فرمایا قبیلہ تہامہ اور بقیہ تہامہ سے سرداران کا سرو کی جھنڈیاں تم نے وہاں کا رتا سے کئے ہیں کہ ان کی بدولت اللہ جل جلالہ اور تمام مسلمانوں کو راضی کر لیا اور ان کا ذکر جلیل ہمیشہ تمہاری یادگاہ رکھ کرے گا۔ انہوں نے تمہارے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے۔ تمہارے دشمنوں کے واسطے آگ سا گادی۔ یاد رکھو! مجھے تم پر پورا پورا اعتماد ہے۔ اگر رومیوں کا کوئی طائفہ تمہارے اوپر حملہ آور ہو جائے تو اسے موت کے گھاٹ اتار دینا اور اگر کسی مسلمان کو لڑائی سے بھاگتا ہوا دیکھو تو خیمہ چوب اس کے واسطے تیار رکھنا اور اس کے بال بچوں کو اسے دکھا کر پوچھنا کہ انہیں کہاں چھوڑے جاتے ہو؟ ان باتوں سے گویا تم مسلمانوں کو ترغیب دے کر اور زیادہ ہرا بھینتے اور مستعد کر دگی۔

حضرت عوفیر، بنت عذرا نے جواب دیا کہ ایسا لامیر! قسم ہے ذات باری تعالیٰ کی۔ ہمیں اس وقت زیادہ خوشی ہوگی جب کہ آپ ہمیں لشکر کے آگے رکھیں تاکہ ہم رومیوں کے منہ چننا دیں اور اب ہمیں گھسان کارن کریں کہ رومیوں کو قتل کرتے کرتے خود خفا ہو جائیں اور ہم میں کوئی باقی نہ رہے۔ حضرت خولہ بنت ازور نے عرض کیا یا امیر! ہمیں کسی سے اعتماد نہ کی کہ کچھ پروا نہ لیں۔

آپ نے فرمایا تمہیں خداوند تعالیٰ جیڑے خیر عنایت فرمائیں۔ یہ کہہ کر آپ مسلمانوں کی صفوں میں چلے آئے۔ یہاں آ کر آپ نے گھوڑے کو ہمیز کیا۔ صفوف میں چکر لگایا، جہاد کی ترغیب دی اور بلند آواز سے فرمایا یا معاشرۃ المسلمین! خداوند تعالیٰ کی مدد کرو۔

وہ تمہاری مدد فرمائیں گے۔ جنگ میں ثابت قدم رہو۔ حرم، اولاد اور اپنے دین کی حفاظت و صیانت کے لئے جانیں دے دو اور دل کھول کر لڑو۔ یاد رکھو! یہاں نہ تمہارے لئے کوئی جایا قعدہ ہے کہ اس کی طرف بھاگ پڑو کوئی کمین گاہ اور خندق جس میں کمان میں چھپ رہو گے۔ تم شہنشاہی کے لئے ملاؤ، شمشیروں کو میان سے کھینچو اور جب تک میں حکم نہ دوں حملہ نہ کرو۔ تیروں کے چلنے میں اس قاعدے کو ٹوڑ رکھو کہ جس وقت وہ تمہاری کمانوں سے نکلیں تو ایک کمان سے نکلتے ہوئے معلوم ہوں۔ اگر اس طرح اکٹھے اور ایک ساتھ ٹنڈی دل کی طرح تیر چلائے جائیں گے تو ممکن ہے کہ کوئی تیر شہنشاہی پر بیٹھ جائے (قرآن شریف میں ہے)

واصبروا وصابروا و رابطوا واتقوا الله لعلکم تفلحون۔

”ثابت قدم رہو، مقابلہ میں مضبوطی دکھاؤ اور صبر سے رہو اللہ تعالیٰ سے ڈرو، شہید تم فلاح کو پہنچاؤ۔“

نیز یاد رکھو کہ تمہارا مقابلہ اس جیسی جماعت کے ممالک اور دلاوروں اور امراء سے پھر بھی نہیں ہوگا۔

جبکہ جس کس مسلمان آپ کی یہ تقریر سن کر بہت خوش ہوئے۔ تلواریں نکل کر لیں۔ کمانوں کا چلہ چڑھایا، تیروں کو سیدھا کیا اور حرب و ضرب کے لئے تیار ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ اور وہاں حضرت عمرو بن عاصؓ، عبدالرحمن بن ابی بکر صدیقؓ، قیس بن مسیرہؓ، رافع بن خدیجہ الطائیؓ، مسیب بن نضیہؓ، ذوالکلاعؓ، ربیعہ بن عامر اور چند ایسے ہی حضرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ آپ نے یہاں تو قفقاز فرمایا۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ فوج کو لے کر دشمن کی طرف بڑھے۔

جس وقت دروان نے مسلمانوں کا لشکر اور ان کی آمد دیکھی تو خود بھی اپنی فوج کو لے کر آگے بڑھا۔ اس کے سپاہیوں سے تمام طول و عرض میں زمین پٹی پڑی تھی، سب طرف سے آ کر جمع ہوئے اور صلیبوں، جھنڈوں اور کھری آوازوں سے اپنے لشکر کا اظہار کیا۔ جس وقت دونوں لشکر میدان جنگ میں پہنچ گئے تو رومیوں کی صفوں سے ایک بوڑھا سیاہ زہرہ پہنے جس کے آگے چند خدی تھے نکلا اور مسلمانوں کی فوج کے قریب آ کر عربی زبان میں کہنے لگا تم میں سردار کون سا ہے جو میرے پاس آ کر مجھ سے چند باتیں کر لے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے لگے۔ پادری نے دریافت کیا کیا امیر القوم آپ ہی ہیں؟

آپ نے فرمایا: جس وقت تک میں اطاعت خدا اور سنت رسولؐ پر قائم ہوں اس وقت تک یہ لوگ مجھے ہی اپنا امیر سمجھتے ہوں۔ لیکن اگر میں ایک گھڑی کے لئے بھی ان باتوں سے منحرف ہو جاؤں تو پھر نہ میری ان پر اطاعت ہے نہ حکومت و مارت۔“

پادری نے کہا اسی وجہ سے تم ہم پر فوج اور غالب ہو۔ اگر تم اس طریقے سے ذرا بھی بہت جاؤ اور اس راستہ سے سر مو جھکی تجاؤ نہ کرو تو پھر فتح کبھی نہیں پا سکتے۔ اس کے بعد کہنے لگا۔ تم نے ایسے ممالک کی طرف رخ کیا ہے جن کی طرف کبھی کسی بادشاہ کو آنے تک کی بھی جرات نہیں ہوئی تھی چہ جائیکہ کوئی انہیں فتح کرتا۔ اہل فارس آئے اور مزہ کی کھا کر لوٹے۔ جرمانہ نے لشکر کشی کی اور فتح پانے کے لئے ہزار باقر بایاں کیں مگر ناکام گئے۔ اب تم آئے فتوحات بھی تم نے ضرور کیں مگر ہمیشہ فتح نہیں ہو کر تھی۔ ہمارے سردار دروان نے مجھے ازراہ شفقت و ہمدردی تمہارے پاس روانہ کیا ہے اور کہا ہے کہ میں تمہارے ہر عسکری (لشکری) کو ایک ایک کپڑا، ایک ایک غلام اور ایک ایک دینار اور آپ کو سو دینار دے کر لے کر آؤں۔ اگر تم اپنے لشکر کو یہاں سے لے کر چلے جاؤ۔ ہمارے لشکر کی تعداد چونتیسویں کے دل سے کچھ کم نہیں ہے اور نہ آپ کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ ہماری یہ فوج بھی اسی فوج کی مانند ہے جس سے آپ کا مقابلہ ہو چکا ہے بلکہ بادشاہ برقل نے اس میں بڑے بڑے بہادر جنرل اور تجربہ کار پادری روانہ کئے ہیں۔

آپ نے فرمایا قسم ہے خدا کی جب تک ہماری قین باتوں میں سے کسی ایک کو قبول نہ کرو گے ہم کبھی نہیں لوٹ سکتے اول یہ کہ ہمارے دین میں داخل ہو پاؤ اور جو ہم اعتقاد رکھتے اور کہتے ہیں تم بھی وہی اعتقاد رکھنے اور کہنے لگو۔ اگر یہ نہیں تو جز یہ دو، ورنہ لڑو۔ باقی تمہارا لشکر چیونٹوں کے دل کی تعداد میں ہوتا، اس کا جواب یہ ہے کہ ہم سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے نبی برحق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان صادق سے نصرت و اعانت کا وعدہ فرمایا ہے اور اس وعدے کے مضمون کو اپنی کتاب مقدس میں بیان فرمایا ہے، تمہارا پکڑنے، مٹانے اور دینار دین، سو تم بہت جلدی دیکھ لو گے کہ تمہارے پڑے، علمائے، ہمارے پاس اور تمہارا ملک ہمارے قبضہ میں ہوگا۔“

یہ سن کر وہ راہب کہنے لگا کہ اچھا میں تمہاری ان باتوں کی درواں کو اطلاع دوں گا۔ یہ کہہ کر چلا گیا اور جو کچھ جناب حضرت خالد بن ولیدؓ نے جواب دیا تھا درواں سے جا کر کہہ دیا۔ وہ سن کر کہنے لگا جیسے لوگوں سے ان کا اب تک مقابلہ ہوا ہے ہمیں بھی ویسا ہی تصور رہتا ہے۔ ہم نے ان کے ساتھ جنگ میں جتنی کوتاہی برتی اسی قدر ملک کی بوس گیری میں ان کا حوصلہ ترقی کرتا گیا۔ بادشاہ نے اب ان کے مقابلے کے لئے قبیلہ اراجیہ، ارواح نیہ برقلیہ اور بطارقہ کے بہادر اور جان باز روانہ کئے ہیں۔ اب محض جنگ کی دیر ہے جنگ شروع ہوئی اور ہم نے انہیں شک و خون میں تر پتے ہوئے چھوڑا۔ اتنا کہنے کے بعد اس نے لشکر کو حرکت دی۔ پیدل فوج جس کے ہاتھ میں کمائیں اور برچھے تھے سوار فوج سے آگے رکھے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ نے فوج کی یہ حرکت اور پیش قدمی دیکھ کر بلند آواز سے فرمایا مسلمانو! جنت تیار ہے، دوزخ کے دروازے بند ہیں۔ رحمت کے فرشتے بالکل قریب ہیں۔ حوریں بن و سکار کے تمہارے انتظار میں ہیں، تمہیں دائمی زندگی مبارک ہو۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

ان الله اشترى من المؤمنين انفسهم و اموالهم بان لهم الجنة يقاتلون في سبيل الله
”تحقیق اللہ تعالیٰ نے مؤمنین سے ان کی جان اور مال خرید لیا اس عوض پر کہ ان کے واسطے بہشت ہے لڑتے ہیں اللہ کے راستے میں۔“

پھر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے حملہ میں برکت عطا کرے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا۔ معاذ! ڈرا صبر کرو تا کہ میں لوگوں کو کچھ وصیتیں کر دوں۔ یہ بہرہ کر آپ نے مخلص مرتب کیں اور فرمایا شنوں سے شانے ملد اور یہ دیکھو کہ یہ لشکر تم سے دو چند ہے۔ عصر کے وقت تک لڑائی کو طول دیتے رہو کیونکہ وہ وقت ایسا وقت ہے جس میں ہمارے نبی کریمؐ نے اپنے دشمنوں پر فتح پائی ہے۔ لڑائی میں پشت دے کر بھاگنے سے بہت زیادہ احتیاط رکھو کیونکہ باری تعالیٰ جل مجدہ تمہیں ہمیشہ دیکھتے رہتے تھے۔ خداوند تعالیٰ کی برکت اور اعانت پر حمد کرو۔“

جنگ اجنادین میں حضرت ضرارؓ کی بہادری

کہتے ہیں کہ جب دونوں لشکر مقابلے میں ڈٹ گئے تو اڑمن قوم کے لوگوں نے تیرے پیچھے شروع کئے جس کی وجہ سے چند آدمی قتل اور بعض سپاہی مجروح ہو گئے۔ حضرت خالدؓ نے چونکہ اپنے لشکر کو حملہ سے منع کر رکھا تھا، مسلمان جب قتل اور زخمی ہونے لگے تو حضرت ضرارؓ نے عرض کیا۔ اب ہمیں کس بات کا توقف ہے۔ اللہ جل جلالہ ہمیں دیکھ رہے ہیں، ان کے انوار کی تجلیات ہمیں منور

فرماتی رہیں ایسا نہ ہو کہ خدا کے دشمن یہ یمن کر لیں کہ ہم ان سے ڈر کر بزدل ہو گئے یا سستی چھائی آپ ہمیں جہدی حملہ کا حکم دیں۔ اُردو قتل کا انتہار ہے تو اتنے ہم میں سے چند جو ان نکل ران کے مقابلے کے لئے چلے جائیں اور حملے کے وقت تک لڑائی کو طول دیتے رہیں۔ پھر وقت آنے پر ہم حملہ کر دیں۔ آپ نے فرمایا ضرار! اس کام کے لئے بھی تم ہی موزوں ہو۔ آپ نے کہا واللہ! میرے دل میں اس سے زیادہ کسی چیز کی محبت نہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے بطرس کے بھائی بولس کی زرہ پہنی، زرہ فائقہ منہ پر ڈالا۔ ہاتھی کے کھال کا برگستون (پاکھر، پاکھر یا عمدہ یا گردن) جو بطرس کے گھوڑے کا تھا اپنے گھوڑے پر باندھا۔ رومیوں جیسا لباس اس قوم سے مخفی رہنے کے لئے زیب تن فرمایا اور گھوڑے پر سوار ہو کر اس کی عنان و دشمن کی طرف پھیر دیا۔ وہاں پہنچے تو برحما سنبال کے رومیوں کی صفوں میں گھس گئے اور حملہ کر دیا۔ دشمنوں نے تیر برس آنے اور پتھر پھینکنے شروع کئے مگر خدا کے اس بندے تک ایک نہ پہنچا۔ یہ برابر صفیں پھڑتے اور دیوہ و کھٹکتے چلے جا رہے تھے۔ اور یہ ایک ایسا جان توڑ محمد کا کیس جو ان پیدل اور سوار کاٹ کر پھینک دیئے۔

حسن بن عوف کہتے ہیں کہ میں حضرت ضرار کے مقتولین کو گن رہا تھا جس وقت آپ کی پیدل یا سوار قتل کرتے تھے تو میں شمار کر لیا کرتا تھا۔ اس حملہ کے کل مقتولین کی تعداد اسی تھی۔ ظرف بن حارق برپوئی کہتے ہیں کہ آپ نے اس حملے میں فوج میں کھلی چوڑی۔ آپ کی شجاعت بہادری اور مردانگی نے انہیں حیرت میں ڈال دیا۔ اس کے بعد آپ نے سر سے خود اتار کے پھینک دیا اور فرمایا بنی اسفرا میں ضرار بن ازور ہوں کل تمہارا رفیق تھا اور آج مخالف ہوں۔ میں بنی قاتل حمران بن دروان ہوں۔ یاد رکھو جس نے یمن کے ساتھ کھڑا کیا ہے اس کے لئے ایک ہائے بے درماں ہوں اور تمہارا قتل کرنے والا ہر جگہ اور ہر آن ہوں۔ فوجیوں نے آپ کی یونٹسوں کو آپ کو پیچھن لیا اور اپنے پاؤں بھاگے۔ آپ کا جوش ترقی پر تھا، آپ ان کے پیچھے چلے۔ ادھر سے قوم بھڑک اٹھی، ہرقلیہ اور مزحہ بنے یکے بعد دیگرے پے در پے آپ کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ یہ دیکھ کر آپ پیچھے ہٹ گئے۔ دروان نے دریافت کیا وہ کون سا بدوی ہے؟ لوگوں نے جواب دیا یہ وہی ہے جو کبھی ننگے بدن نیزہ لے کر چلا آتا ہے کبھی نیزہ سے بغیر آوارہ ہوتا ہے۔ کبھی نیزہ لے کر آمو جو ہوتا ہے۔ دروان نے حضرت ضرارؓ کا ذکر سن کر ایک ٹھنڈی سانس پھینچی اور کہا میرے کنبہ کا کم کرنے والہ اور میرے لڑکے کا قاتل یہی شخص ہے۔ میری دلی خواہش ہے اور میں سچ کہتا ہوں کہ شخص میرا بدوا اور میرا عوض اس سے لے گا جو کچھ وہ مانگے اسے دوں گا۔ اراجیہ کے ایک بہادر نے یہ سن کر جلدی سے کہا اس خدمت کے لئے میں موجود ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ یہ والی طبریہ تھا ہال ہی مرہ کہتے ہیں کہ میں فوج کے سینے میں تھا۔ میرے ہاتھیں طرف روماس والی بصرہ تھے۔ ان کی زبانیں سنا وہ کہتے تھے کہ اگرچہ میں اس کے نام سے واقف نہیں مگر دراصل جوڑی برابری ہے۔

بہر حال یہ شخص دروان سے کہنے لگا کہ آپ کا بدلہ میں لوں گا اور گھوڑے پر سوار ہو کر چلا۔ حضرت ضرار پر حملہ کیا تین گھنٹے سے زیادہ تک دونوں بہادر فوجیوں کے جوہر دکھاتے رہے۔ آخر حضرت ضرارؓ نے نیزہ سے ایک ایسا چالہ ہاتھ مارا کہ زرہ کو پھٹا دیا چنانچہ مار کر گیا اور دشمن اوندھے منہ آ رہا۔ دروان یہ دیکھ کر کہنے لگا یہ بھی اسے پکڑ کے نہ لایا اُسر لے بھی آتا اور میں خود اپنی آنکھ سے

۱۔ یہ زرہ کا ترجمہ، زرہ ایک زرہ کی قسم ہے جو منہ پر ڈالتے ہیں۔

۲۔ جینف کا ترجمہ ہے جسے قاری میں برگستون کہتے ہیں۔ یہ لڑائی کے وقت حفاظت اور پسینے کے لئے گھوڑے پر ڈالا جاتا ہے۔ ہندی میں اسے پاکھر لکھا ہے اس کے چند ترجمے کر دیئے ہیں واللہ اعلم۔ ۱۲۷۔

دیکھ بھی لیتا اس وقت بھی اپنی نظر کی غلطی بتاتا اور کبھی لقیٰ نہ کرتا اور یقین بھی کس طرح کروں کہیں انسان بھی جن کے ساتھ لڑ سکتا ہے۔ اب میں اپنے سوا کسی دوسرے شخص کو نہیں دیکھتا کہ اس بد صورت سے لڑے۔

یہ کہہ کر تار تار کی گھوڑے سے اترا، زردہ پہنی، ایک دوسری زرہ جس میں موتی لگے ہوئے تھے بدن پر ڈالی۔ حضرت ضرار کے مرعوب کرنے کے لئے تاج سر پر رکھا۔ عربی گھوڑے پر سوار ہوا اور قریب تھا کہ چل پڑے فوراً والی عمان جنرل درمیان جو قوم اردن سے تھے اور جس کا نام اصطفا تھا آیا اور رکاب کو بوسہ دے کر کہنے لگا ایسا صاحب! اس بد بخت سے آپ کا بدلہ لینے کے لئے میں تیار ہوں۔ اُس میں اسے قتل کر دوں یا رفرقار کر دوں تو کیا آپ اس کے غرض میں اپنی لڑکی کا نکاح میرے ساتھ کر دیں گے؟ دروان نے کہا ضرور ایسی صورتیں میں اسے تیری نظر کر دوں گا اور وہ تیری ہو کر رہے گی۔ میں اپنے اس قول پر امراءِ شام اور خصاص ملک ہرقل کو گواہ کرتا ہوں۔ ان سے زیادہ غائبانہ تجھے کسی اور معتبر گواہوں کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اصطفا یہ سن کر آگ بگولے کی طرح نکلا اور حضرت ضرار پر حمد آور ہو کر کہنے لگا بد بخت! یہ لے (یعنی ضرب کی طرف اپنے اشارہ کر کے) جس کے اندفاع کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ حضرت ضرار رومی زبان ہونے کی وجہ سے سوائے اس کے کچھ نہ سمجھ سکے کہ ہوشیار ہو جائیں۔ چنچہ آپ نے بھی تیار ہو کر ایک جوابی حمد کیا۔ اصطفا نے ایک سونے کی صلیب چاندی کی زنجیر میں مردن میں ڈال کر نکلا تھا اسے بوسے دینے لگا۔ آپ فوراً سمجھ گئے کہ یہ صلیب سے استعانت چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا اے تو صلیب سے میرے مقابلے میں اعانت و مدد طلب کرتا ہے تو میں اس ذات و اما صفت سے جو قریب مجیب ہے اور جو دعا کرنے والے کے خود قریب آ جاتی ہے، تیرے مقابلے میں مدد و اعانت چاہتا ہوں۔

جنگ ضرار و اصطفا

یہ کہہ کر آپ نے حمد کر دیا۔ دونوں نے فتنہ حب کے دروازے کھول دیئے حتیٰ کہ لوگ بے قرار ہو گئے۔ حضرت خالد نے چلا کر فرمایا ابن ازور! یہ سستی کیسی؟ یہ لڑائی میں طول کیا کیسی؟ حالانکہ دوزخ تمہارے حریف کے انتظار میں ہے اور اللہ عز و جل تمہیں دیکھ رہے ہیں۔ یزدلی سے بچو اور مردانہ وار حمد کرو۔ یہ سن کر آپ کے دل میں جوش پیدا ہوا، زین پر بیٹھے بیٹھے کاشت لگے اور دشمن پر حملہ کر دیا۔ کہتے ہیں کہ رومی چلا چلا کر اصطفا کو بہادری کی امنگ دلا رہے تھے اور یہ دونوں حریف پوری حرب و ضرب کے ساتھ کارزار میں مشغول تھے حتیٰ کہ سورج میں بھی گرمی آگئی اور وہ بھی آگ برسنے لگا۔ دونوں حریف پسینے پسینے ہو گئے، گھوڑوں میں دم تک باقی نہ رہا۔ اصطفا نے آپ کی طرف اشارہ کیا کہ گھوڑوں کو چھوڑ دیں اور پیدل ہو کر لڑیں۔ آپ نے گھوڑے پر دم کھاکر اترنے کا قصد ہی کیا تھا کہ چانچا ایک سوار جو اصطفا کا غلام تھا خالی پیٹھ یعنی بغیر سوار کا ایک گھوڑا ساتھ لے آتا دیکھا، اسے دیکھتے ہی آپ نے گھوڑے سے چلا کر فرمایا جس کو لوگوں نے بھی سنا کہ تو تھوڑی سی دیر میرے پیچھے اور چست و چالاک رہ ورنہ سرور دو جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس بکر تیری شکایت کروں گا۔

گھوڑا یہ سن کر بٹنایا اور نائیں بھرنے لگا۔ حضرت ضرار اس غلام کی طرف جھپٹے اور اس کے پاس پہنچ کر نیزے سے اس کا کامہ تمام کر دیا اور اس خالی زمین گھوڑے پر خود سوار ہو گئے۔ اپنے گھوڑے کو مسلمانوں کی طرف چھوڑ دیا جو ان میں چلا۔ آپ اصطفا کی طرف لپکے۔ جس وقت اس نے دیکھ کر انہوں نے غلام کو قتل کر دیا اور اس گھوڑے پر سوار ہو گئے تو اپنی ہلاکت کا یقین کر لیا اور یہ سمجھ

گیا کہ اب لامحالہ میرے قتل کے ورپے ہیں۔ حضرت ضرار اس کے بشرہ اور بوکھل چن کو دیکھ کر فوراً سمجھ گئے کہ دشمن مغلوب ہوا چیتا ہے۔ ارادہ کیا کہ حمد کریں مگر اچانک آپ نے رومی سواروں کا ایک دستہ اپنی طرف آتے دیکھا۔ کیونکہ وردان نے جب اصطحن کو مغلوب اور قریب پہلے تکت دیکھا تو وہ یہ سمجھ گیا تھا کہ اگر اس کی مدد نہ کی گئی تو یہ کوئی دم کا مہمان ہے اس لئے اس نے اپنی فوج کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ یہ شیطان میرے کعبہ کے کھڑے کو تو کھاجکا ہے اگر میں نے آج اسے قتل نہ کیا تو گویا میں نے خود اپنی جان کو معرض ہلاکت میں ڈال دیا۔ اب یہ ضروری ہے کہ اس کے مقابلے کے لئے میں خود نکلوں۔ اگرچہ دیگر روساء اور امراء مجھے اس کمزور بدی کے مقابلے میں جانے کی سئے شک و عار اور عیب کے ساتھ یاد کریں مگر مجھے اس کی کوئی پروا نہیں۔

کہتے ہیں کہ بطارقہ، قیصرہ اور ہر قیلہ کے قبیلے اس وقت تک اس کے پاس سے متحدہ نہ ہوئے جب تک اس نے ان سے حضرت ضرار کے مقابلے کے صلیب نہ اٹھوائی۔ اس عہدہ و بیانیہ کے بعد قبیلہ مذبح کے دس آدمی جو سب کے سب زہر پوش تھے، بیروں میں سوئے کے موزے، بازوؤں پر لوہے کے بازو چڑھائے ہوئے ہاتھوں میں فولاد کے عمود اٹھائے ہوئے اس کے ساتھ ہوئے اور یہ زہر میں بیوس تاج سر پر کھڑے آگ کے شعلہ کی طرح ان کے آگے آگے چلے۔ اصطحن نے جو حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طوعاً و کرہاً مجبوری سے لڑ رہا تھا ان کی طرف دیکھ۔ یقینی ہلاکت کے بعد ذرا دم میں آیا۔ بزدلی کے بعد حرب و ضرب کا پھر شوق چرایا اور حضرت ضرار سے چیخ کر کہنے لگا لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ مگر آپ نے نہ سمجھا اس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اور نہ آنے والے سواروں سے مرعوب ہوئے اب ان کے مقابلے کے لئے تیار ہو کر کھڑے ہو گئے۔ آپ اسی حالت میں تھے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ان سواروں کو آتے ہوئے اور ان کے افسر کے سر پر تان چمکتے ہوئے دیکھ اور فرمایا کہ تاج یا بشاہوں کے سر پر ہوا کرتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ فوج کا کمانڈر ہے اور ہر آدمی پر فزون کرتا چاہتا ہے۔ لہذا ہمیں بھی اپنے آدمی کی نصرت و اعانت کرنی پڑے۔ آپ نے اپنی فوج کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ تم میں سے بھی دس آدمی کھینچے جائیں تاکہ پیہ برابر رہے۔ اس کے بعد آپ چیدہ اور منتخب دس آدمیوں کو لے کر نکلتے۔ گھوڑوں یا گیس میدان کا زاری کی طرف تیس اور چلے گئے۔

ادھر رومی حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچ گئے۔ آپ تہایت اواضعی اور جوان مردی کے ساتھ مقابلہ میں ڈٹ گئے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہنچنے تک برابر تہایت یا مردی کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہنچ کر زور سے پکارا کہ یہ ضرار! تمہیں بشارت ہو تمہیں جہاں نے سعادت عطا کر دی ہے۔ کفار سے کسی طرح کا خوف و ہراس نہ کرنا۔ حضرت ضرار نے جواب دیا کیا یہ رومی تعالیٰ کی طرف سے نصرت و اعانت قریب نہیں ہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھیوں نے چاروں طرف سے ان کا احاطہ کر لیا اور انہیں بیخ میں لے کر ایک ایک سپاہی کی طرف ایک ایک مسلمان نے رخ کیا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وردان کو بل من مہر نہ کیا۔ حضرت ضرار اپنے حریف سے تیر آزما کر رہے تھے مگر ان کے حریف اصطحن کا برا حال تھا، بازو شل ہو چکے تھے، ہاتھوں میں زہر آگیا تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر اور بھی اوسان خطہ ہو گئے۔ خوشی رنج سے بدل گئی اور جھوٹکا ہو کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ گھوڑا بے حس و حرکت ہو گیا۔ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی ہیرا ہمت اور بزدلی کو برا سمجھ گئے۔ آپ نے نیزہ سے حملہ کیا۔ اصطحن نے خود کو موت کے سپرد میں دیکھ کر اپنے آپ کو گھوڑے سے گرا دیا اور اٹھ کے بے تہاشا بھاگا۔ آپ بھی فوراً

گھوڑے سے اتر کر پیچھے بھاگے اور کچھ دور جا کر جب قریب ہوئے تو ہاتھ سے نیزہ پھینک دیا۔ دونوں میں کشمکش ہونے لگی۔ ایک نے دوسرے کے مونہ سے پکڑ لئے اور مہر کہ آ رہی شروع ہو گئی۔ خدا کا دشمن اسطغان پتھر کی چٹان کی طرح نہایت بھاری بھر کم آدمی تھا اور حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیادہ نحیف الحسبہ اور پتلے دبلے شخص تھے۔ مگر باری تعالیٰ جل مجدہ نے آپ کے اندر قوت و دانائی کوٹ کوٹ کر بھر دی تھی۔

دیر تک قوت آزمائی ہوتی رہی، آخر نے آپ کمر بند پر ہاتھ مارا اور ناف کے قریب سے کمر بند پکڑ کے زمین سے اٹھا کر دے پٹکا۔ اسطغان نے وردان سے چیخ چیخ کر مدد چاہی اور روی زبان میں کہنے لگا اسے سردار! مجھے اس مصیبت میں جس میں میں بچس گیا ہوں نجات دلاؤ ورنہ میں ہلاک ہوا۔

وردان نے وہیں چیخ کے جواب دیا بد بخت! اور مجھے ان درندوں سے کون نجات دلائے؟ ان دونوں کی یہ بادہ گوئی اور بکواس کو جو یہ دونوں آپس میں کر رہے تھے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی سنائیں کہ آپ اور زیادہ حملہ کے لئے مضطرب ہوئے اور وردان پر حملہ کر دیا۔ ادھر حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مغلوب حریف کا ارادہ کیا۔ ان دونوں کا تماشہ دونوں طرف کے لشکر کی اچھی طرح دیکھ رہے تھے۔ وہ میوں نے یہ دیکھ کر شور و وا یا باجی نا شروع کیا۔ ادھر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعرہ بکبیر بلند کیا۔ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ حریف کے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گئے۔ اسطغان آپ سے پوری طرح ڈر رہا تھا اور اونٹ کی طرح بڑبڑا رہا تھا۔ ہر ایک یہی دوسرے کی مدد و اعانت کرنے سے بالکل مجبور تھا۔ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار ہاتھ میں لی اور دشمن خدا کے سینے پر رکھ کر حلق کی طرف کھینچی۔ اس وقت اس نے اتنا شور مچا کہ آسمان سر پر اٹھالیا۔ دونوں طرف کا لشکر اس کی شور و فغان کو سن رہا تھا۔ آخر اس کی چیخ و پکار سے تمام رومی لشکر دوڑ پڑا۔

جس وقت حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی طرف لشکر آتے دیکھا اور خود کو خواہ مخواہ مصیبت میں پھنسے معلوم کیا تو آپ نے سوچا کہ اگر میں یہاں ٹھہرا تو سوائے اس کے کہ گھوڑوں کے سموں اور پوڑوں سے روند ڈالا جاؤں اور کیا فائدہ ہے۔ یہ سوچ کر آپ نے بکبیر کبھی اور دشمن کا سر کاٹ کر اس کے سینہ سے اتر آئے۔ آپ تمام کے قدم خون سے بھرے ہوئے تھے زور سے بکبیر کبھی اور مسلمانوں نے نعرہ بکبیر بلند کیا اور حملہ کرنے کے لئے چل دیے۔

ادھر رومی جیسا کہ ہم نے ابھی ذکر کیا ہے حملہ کی غرض سے آگے بڑھے اور ان کے سینہ نے حضرت معاذ بن جبل پر اور یسیرہ نے حضرت سعید بن عامر پر حملہ کر دیا۔ ارمی قوم اور عربوں کے فریقین کی طرف سے تیرہ دن کا یہ برسنا شروع کر دیا اور اس قدر تیر برساتے کہ ان کی کمر سے سورج کا منہ چھپ دیا۔ حضرت سعید بن زید بن عمر (عمرو) بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کو حق طرب کر کے فرمایا یا معاشران! تم اپنی موت کو یاد کرو سانسے خدائے جبر کے اور جہٹ سے پیٹھ دے کر نہ مستوجب بنو عذاب تار کے۔ دین کی حمایت و حفاظت کرنے والو! اور اے قرآن کی تلاوت کرنے والو! میرے کام کو بھرے! آپ کے ان الفاظ نے لوگوں میں نئی طرح کی روح پھونک دی خوش جرات اور جوش قدمی کے نئے پہلے سے زیادہ براہیختہ کر دیا۔

کہتے ہیں کہ دونوں فریق خوب گھمسان کی لڑائی لڑے حتیٰ کہ عصر کا وقت آیا۔ اب دونوں فریق جدا جدا ہو گئے۔ دونوں طرف سے سپاہی کام آئے مگر مشرکین کے متوالین کی تعداد بہت زیادہ رہی۔ ایٹادین کی پہلی جنگ میں جو مسلمان شہید ہوئے وہ حسب ذیل ہیں:-

سعد بن ہشام غزوئی، نعمان حدادی، ہشام بن عاص شہمی، بہان (بہار) بن سفیان، عبداللہ بن عمرو دوسی، ذر بن عوف نمری، راعب بن رچین خزرجی، قدام بن مقدمہزبری، ذویسار بن خزرجہ شہمی، جرہ بن سام غنوی، سعید بن جاحلی سید، اکابی، حادام بن بشر سلکی، امیہ بن حبیب بن یسر بن احد بن عبداللہ بن عبداللہ، ربیع بن واثق ربیعوی، جلی بن حنظلہ ثقفی، عدی بن یسر اسدی، مالک بن نعمان حلی، سام بن طہ غفاری اور پارہ آذی ورواحہ انس میں سے جن کا مجھے نام معلوم نہیں ہو سکا۔ اس طرح گویا کل شہداء کی تعداد تیس ہزار پر مشتمل تھی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اجمعین۔ (انساندہ وانا الیہ راجعون۔ مترجم)

واقعی یہ ہے کہ مروی اس معرکہ میں تین ہزار کے قریب کام آئے جن میں دس وایان ملک بھی شامل تھے جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) مارس بن مناف والی ریاست عمان، (۲) مرث بن لبن حام ضمین و دیر الحرب و نووی، (۳) دہر بن قمارئیس جول بن جس کی حد و ریاست کھف اور قیصہ تھی۔ (۴) دن بن حنیہ صاحب جبل الاسود و حلد، (۵) نذر عون بن رمس امیر غزوہ و معتقدان، (۶) بنی عبداللہ، گوزر بن (۷) جریس بن جرون ملک یثرب و مدہ، (۸) مریوس عامل ارض بلقاء، (۹) کوکک نائب سلطنت ناطلس اور ایک شاہ ارض عوام جس کا نام معلوم نہیں ہوا۔

فوجوں کے چٹ جانے کے بعد جس وقت دروان اپنی فرودگاہ پر پہنچے تو چونکہ اس کا قلب مسلمانوں کی شجاعت اور استقلال سے مرعوب ہو چکا تھا اس لئے اس نے اپنے بہادریوں اور سپہ سالاروں کو جمع کر کے ان سے مشورہ لینے کی غرض سے کہا اے حاملان دین مسیح! تم ان عربوں کے متعلق کیا رائے رکھتے ہو؟ میرے نزدیک تو یہ غالب ہونے، مغلوب نہ ہونے والے لوگ ہیں۔ میں ان کی تعدادوں کو تیز اور کاٹنے والی اور تمہاری شمشیروں کو نڈھال کر کے گھوڑوں کو دم و دار اور صبر تمہارے گھوڑوں کو ہانپنے کا پٹنے والے ان کے پاؤں کو تخت اور تمہارے کوسٹ دیکھ رہا ہوں۔ ساتھ ہی اس قوم کو تم سے زیادہ اپنے رب کا قرب و نیروار اور دل سے تصدیق کرنے والا جانتا ہوں اور سمجھتا ہوں۔ تم نظم و حدی و راہی فریب کاری کی بدولت ذلیل و خوار ہو رہے ہو۔ مجھے کامل یقین ہے کہ اگر تمہاری یہی حالت رہی تو تم اس دولت و ثروت کو خیر باد کہہ کر ہو گے۔ ہاں بہتر طریق یہ ہے کہ تم اپنے دلوں کا رنگ دھو ڈالو اور صدق دل سے گنہ گار ہوں کا اقرار کر کے اپنے رب کی طرف متوجہ ہو کر توبہ کرو۔

اگر تم نے ایسا کیا تو مجھ کو لکھ کر فتح تمہارے قدم چومے گی اور اگر انکار کیا تو بلا کت سے مڑھے میں گر پڑو گے کیونکہ خداوند تعالیٰ نے ہم پر ایک ایسی قوم کو بھیجا ہے کہ وہ ہم سے بھی نڈھالتے تھے اور نہ کبھی تم نے آج تک اس کا فکر کیا تھا اور نہ ہمارے دلوں میں کبھی ان کی طرف سے کوئی کسی طرح کا خیال پیدا ہوا تھا۔ اس لئے کہ یہ خود چاہے، ملام، بھوکے ٹنگے تھے۔ ایک عقوبت شدید اور بائے عظیم کے لئے مسلط کر دیا ہے۔ انہیں حجاز کے قحط، سختی اور بلاؤں نے ہماری طرف روانہ کیا۔ یہاں آ کر انہوں نے تمہارے شہروں کی نعمتیں اور فوٹ کھات (میوہ پت) کھائے۔ جو اور چین کی روٹی کے بجائے مدہ گجوں کی روٹیاں دیکھیں۔ سرکہ اور شربت کی جگہ شہد گجی، تازہ مسکہ، انجیر، انگور اور مدہ و تازہ شہد، میسر آئیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تمہاری عورتوں، ماؤں اور اہل و عیال کو قید کر لیا۔ یہ معصوم تم نے اپنی عورتوں کی اس بجزئی اور بائے عظیم پر کس طرح سے صبر کیا۔“

کہتے ہیں کہ اس کی اس تقریر کو نہ کرومیوں میں کوئی شخص ایسا باقی نہیں رہا تھا جو چیخ کر نہ رویا ہوا اور جس نے کف افسوس نہ دیا ہو۔ ہر ایک شخص غصہ میں بھر گیا اور اس غیظ و غضب میں ان کی زبانوں سے نکلا، ہم آخر دم تک تڑپیں گے اور جب تک ہم میں ایک

متنفس بھی موجود ہے لڑائی کو برقرار رکھیں گے۔ عرب قوم سے یہ بہادری اور شجاعت کبھی نہیں ہو سکتی ہم انہیں تلواروں سے قتل کر دیں گے نیزوں سے بندھ لیں گے۔ تیروں سے چھان دیں گے اور جن باتوں کا آپ نے ذکر کیا ہے ہرگز نہ ہونے دیں گے۔ دروان یہ سن کر بے حد خوش ہوا۔ قوم اور روسائے بطارقہ (یعنی بڑے بڑے بہادروں) کو مشورے کے لئے زور سے آواز دی اور کہا بادشاہ برقل کی فوج نے میری تقریر کا جو کچھ جواب دیا ہے وہ آپ حضرات نے سنا۔ قوم میں سے ایک شخص نے جواب دیا اے دروان! تو ان عوام لوگوں کی بات پر بھروسہ نہ کر اور یہ سمجھ کہ تو ایسی قوم کے ساتھ الجھا ہے کہ جن سے کسی طرح عہدہ برائیں ہو سکتے۔ کیا تو نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا کہ ان کا ایک شخص ہمارے لشکر پر حملہ آور ہو جا تا ہے اور ہماری جمعیت اور سخت سے کسی طرح نہیں گھبراتا اور جب تک ہم میں سے چند آدمیوں کو قتل نہیں کر دیتا واپس نہیں جاتا۔ ان کے نبی نے جو کچھ ان سے کہہ دیا ہے وہ ان کے دل میں ایک راجح عقیدہ کی طرح اتر گیا ہے کہ اگر انہوں نے ہم میں سے کسی کو قتل کر دیا تو وہ دوزخ میں چلا گیا اور ان میں سے کوئی قتل ہو گیا تو کھلا جنت میں پہنچ گیا۔ موت اور حیات ایسی قوم کے نزدیک برابر ہے۔ ہم میں سے اب تک ایک خلق کثیر قتل ہو چکی ہے اور ان کی معدودے چند آدمی کام آئے ہیں سو میں تیرے واسطے ایسی قوم سے کوئی امید کی صورت نہیں دیکھتا۔ الہذا اگر تو کسی ترکیب سے ان کی سردار تک پہنچ جائے اور اس کو قتل کر دے تو پھر یہ سب کے سب خود ہزیمت کھا کے بھاگ پڑیں گے مگر ان کے سردار تک پہنچنا بھی کسی حیلہ اور مکر کا محتاج ہے

مسلمانوں کے سردار کو دھوکہ سے قتل کرنے کی سازش

دروان یہ سن کر کہنے لگا ان میں کون سا حیلہ چل سکتا ہے؟ حیلہ اور فریب تو خود ان کے ساتھ مخصوص ہے یہ سردار پھر بولا اور کہنے لگا کہ اس کی ایک ترکیب ہے کہ تو باہم گفتگو اور سوال و جواب کے لئے اسے بلا جس وقت تم دونوں عہدہ کسی جگہ میں تھا ہو جاؤ تو جدی کر کے اس کا گلا دالے اور اپنے آدمیوں کو جنہیں پہلے ہی سے اس کا مکر کے لئے خباثت میں بخش دیا گیا ہو آواز دے۔ دروان نے کہا میں کسی ترکیب اور طریقے سے اس تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے کہ وہ نہایت بہادر اور سخت آدمی ہیں ان تک پہنچنا نہایت مشکل امر ہے۔

دوسرے یہ کہ نہ میں ان سے بات کر سکتا ہوں نہ ان کا شکار مجھ سے ہو سکتا ہے بطریق (سردار) پھر بولا اور کہا اچھا میں ایک ایسی بات بتاتا ہوں کہ اگر تو نے وہ کر لی تو تو ان کے سردار تک پہنچ جائے گا اور تجھے کوئی ضرر نہیں پہنچے گا، وہ یہ کہ تو اپنے دس نہایت بہادر عسکری جانے کے قتل ایک کین گا میں چھپا کے بھاگے پھر اسے بلا اور اسی جگہ کے قریب جہاں وہ دس سپاہی چھپے ہوں بات چیت اور گفتگو کے بہانے اسے لے کر بیٹھ جاؤ اور باتوں میں منہمک کر لے۔ جب تیری طرف سے اسے پورا اطمینان ہو جائے تو ایک دم اس کے اوپر حملہ کر دے۔ اور ان آدمیوں کو جیج کر آواز دے لے تاکہ وہ جدی سے تیرے پاس آ کے اس کا نکل پوئی کر کے پاٹ لیں اور تو ان کی تکلیف دہی سے فارغ البال ہو جائے اور باقی ساتھی پھر خود ہی متفرق ہو جائیں گے حتیٰ کہ دو تک بھی ایک جگہ جمع نہ ہو سکیں گے۔

دروان یہ ترکیب سن کر بہت خوش ہوا اس کے چہرے پر فرحت و انبساط کی ایک لہر دوڑی اور کہنے لگا یہ ترکیب واقعی بہت اچھی ہے اور میری بھی یہی رائے ہے مگر یہ کام رات کو ہو سکتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ صبح ہونے تک ہم اپنے کام سے فارغ ہو کر بیٹھ رہیں۔ یہ

کہہ کر دروان نے شامی نزاری میں سے ایک قمیص کے پاشندہ داؤد نامی کو پایا اور کہا مجھے معلوم ہے کہ تم اعلیٰ درجے کے نسیج الہی بن، خطیب، جبری اور صاحب برہان شخص ہو تمہاری محبت اور دلیل نواح کو پہنچانے والی اور حریف کے بین کو منطوق کر دینے والی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم ان عربوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ کل تک وہ جنگ موقوف رکھیں۔ نیز یہ بھی کہو کل صبح بہت سویرے۔ ان کا سردار میرے پاس آئے تاکہ میں خود بنفس شخص اس سے پاس جاؤں اور صلح کے متعلق کچھ گفتگو کروں۔ ممکن ہے کہ ہمارے ان کے مابین صلح ہو جائے اور جو کچھ وہ مال و متاع کا ارادہ رکھتے ہیں ہم انہیں دے دیں۔

داؤد نے کہا تھک چکا ہے پر دشاہ نے لڑائی کا حکم دیا ہے اور تو اس کے خلاف کرتا ہے تو تنہا عربوں سے مصالحت کی تو دنیا تجھے ہی ڈر پوک اور بزدلی کے قہر سے مقرب کرے گی۔ مجھ سے قیمت تک یہ نہیں ہو سکتا کہ میں عربوں سے صلح کے متعلق گفتگو کروں۔ اگر دشاہ نے سن پایا کہ صلح کی گفتگو میں درمیان شخص میں تھا تو فوراً قتل کر دے گا۔ دروان نے کہا تجھ پر بڑا انصاف ہے۔ ہم نے دراصل ایک فریب کا نصاب اور میں اس طریقے سے اصل میں ان کے سردار تک پہنچنا چاہتا ہوں تاکہ میں اسے قتل کر دوں تو یہ قوم منتشر ہو جائے۔ پھر انہیں حواری گت اتار دوں۔ اس کے بعد حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں جو فریب کا نصاب تھا اس سے بیان کیا۔

داؤد اسے سن کر کہنے لگا دروان! یا غی، مکار اور فریبی ہمیشہ اور ہر کام میں دلیل اور خواہر ہوا کرتا ہے بہتر یہ ہے کہ تو مریدان ہو کر جمعیت کے ساتھ لڑے اور جو ارادہ کر لیا ہے اس کو ترک کر دے۔ دروان یہ سن کے غصہ میں بھڑپا اور کہا کہ میں تجھ سے اس کام میں مشورہ نہیں لیتا بلکہ حکم دیتا ہوں کہ میرا پیغام پہنچا دے اور جو میں کہتا ہوں وہ کر اور خواہ مخواہ کی لڑائی چھوڑ۔

داؤد نے کہا بہت بہتر یہ کہہ کر چل دیا۔ گردل نے اس کی اس بات کو قبول نہ کیا۔ وہ خود بخود کہنے لگا کہ دروان نے شاید اپنے بیٹے کے پاس جانے کا ارادہ کر لیا ہے جو ایسی باتیں کرتا ہے۔ یہ چل کے مسلمانوں کے لشکر کے قریب کا کھڑا ہوا اور زور زور سے آوازیں دے رہا تھا۔ معاشرہ اعراب! کیا خون ریزی اور قتل پر بس نہیں کرتے اللہ تعالیٰ تم سے اس کے متعلق سوال کریں گے ہم ایک امر پر متفق ہو گئے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ اس کی بدولت صلح ہو جائے گی۔ تمہارے سردار کو چاہئے کہ وہ میرے پاس آئے تاکہ میں جس غرض سے آیا ہوں اس کے سامنے بیان کر دوں یا اپنے بھائی کسی ایسے دوسرے شخص کو بھیجے کہ جو کچھ میں اس سے کہوں وہ اس تک پہنچا دے۔ یہ ابھی اپنی بات پوری بھی نہیں کرنے پایا تھا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ شعلہ جوالہ کی طرح زرہ پہنے ہاتھ میں نیزہ لئے جس کو ایک نہایت اعلیٰ درجے کے گھوڑے کے دونوں کانوں کے درمیان رکھا تھا نکلے۔ بوڑھے داؤد نصرانی نے جب آپ کی طرف دیکھا تو کہنے لگا یا عربی! ذرا توقف کیجئے نرمی برتنے میں حرب کے لئے حاضر نہیں ہوا۔ اور نہ میں فوجی شخص ہوں نہ میں شمشیر زن اور نیزہ بازی کا خواہاں ہوں بلکہ میں قاصد ہوں اور چاہتا ہوں کہ جو پیام لے کر آیا ہوں پہنچا دوں اور جو میں کہوں وہ آپ سن لیں۔ نیزہ سے کوآپ زوردار رہیں تاکہ میں آپ سے کچھ کہہ بھی سکوں۔

داؤد نصرانی اور حضرت خالدؓ کی گفتگو

آپ نے نیزہ ہٹایا اور زمین کی لہ قریبوں (کوہ) میں رکھ کے اس کے قریب ہوئے اور فرمایا تو اپنا کام پورا کر اور جو پیام لایا

۱۔ قریبوں عربی میں اس سورج کو کہتے ہیں جزیں میں نیزہ رکھنے کی غرض سے بنایا جاتا ہے۔ ۱۲۸

ہے اسے بیان کر۔ مگر راستی و سچائی کو مد نظر رکھنا تاکہ تو اس سے فائدہ اٹھ سکے۔ کیونکہ جو کچھ کہتا ہے وہ بھلائی کے دروازے تک پہنچ جاتا ہے اور جھوٹ ہمیشہ قعر مضامنت کے مڑھے میں پڑا رہا جو کو ہلاک کر دیتا ہے۔

داؤد نے کہا اعرابی! آپ سچ فرماتے ہیں۔ میں اس غرض سے حاضر ہوا ہوں کہ ہمارا سردار اور سپہ سالار خون ریزی کو برا سمجھتا ہے اور آپ حضرات کے ساتھ لڑائی نہیں کرنا چاہتا۔ اب تک فریقین سے جتنے لوگ قتل ہو چکے ہیں اسے ان کا بہت زیادہ حزن و ملال ہے۔ اس لئے اس کی رائے سے کہ آپ حضرات کے کچھ مال نذر کر کے خون ریزی کا سد باب کر دے اور ایک عہد نامہ جس پر آپ اور آپ کے معزز اصحاب کے دستخط ہوں اس کا مضمون مرتب کر لیں آپ اور آپ کے کسی ساتھی کو اس کے بعد ہم سے کسی قسم کا تعرض نہیں ہوگا۔ نہ آپ حضرات ہمارے شہر وں اور جدیدیت سے کوئی غرض رکھیں گے۔ نہ ہمارے قلعوں سے کچھ سروکار ہوگا۔ اگر آپ نے ایسا کیا تو ہمیں آپ کے قول پر پورا پورا اعتماد اور بننا ب کے افعال پر پوری رضا مندی ہوگی۔ اس کی یہ بھی خواہش ہے کہ اس قبیلہ دن میں بھی لڑائی موقوف رکھی جائے اور جس وقت صبح نمودار ہو تو آپ اکیلے تنہا تشریف لے جائیں اور عہد و موافقہ پر جو آپ دونوں سرداروں کے مابین ہوں غور و فکر فرمائیں اور بیٹ و چہنچہ کے بعد دفعات مرتب کریں۔ اس طریقے سے شاید اللہ تعالیٰ کوئی بھلائی کی صورت نکال دیں اور یہ خون ریزی بند ہو جائے۔

آپ یہ تمام گفتگوں کے دیر تک غور و فکر کرتے رہے۔ پھر فرمایا درویشان کے دل میں جو بات ہے اور جس کی غرض سے تجھے بھیجا ہے اگر اس کے اندر کسی قسم کا حیلہ اور مکر و فریب مضمر ہے تو تمہیں یہ بات واضح دینی چاہئے کہ مکر و دھیلہ تو اللہ ہمارے ہاتھیں کا کھیل ہے۔ شاید اس فن میں ہمارے برابر کوئی شخص پیدا آیا گیا ہو۔ وہ ایسی باتیں کرے خود موت کے منہ میں جانا چاہتا ہے اور دانا مکر و فریب کی بدولت اپنی اور اپنی تمام جمعیت کے بٹائی کی کر کے اپنی آرزوں کا خون کرنا چاہتا ہے۔ ہاں اگر اس کا یہ قول حق و صداقت پر مبنی ہے تو میں تمہارے اسلام قبول کرنے کے بغیر یہ جماعت روسا اور اولاد کی طرف سے جزیہ ادا کرنے کے کسی تیری بات پر مصالحت نہیں کر سکتا۔ رہا مال سوچئے اس کی خواہش نہیں ہے۔ ہاں البتہ مال اسی طریقے پر لے سکتا ہوں جس کا میں نے ابھی تذکرہ کیا ہے کہ ہر سال کے شروع میں بطور جزیہ کے مال دیا جائے۔ داؤد جسے حضرت خالدؓ کی گفتگو گوارا معلوم ہوتی تھی کہنے لگا تمہاری خواہش ہی کے مطابق ہوگا۔ مگر جس وقت دونوں حضرات ایک جگہ بیٹھ کر گفتگو کرو گے تو آپ کے مابین تصفیہ ضرور ہو جائے گا۔ اچھا اس اجازت چاہتا ہوں۔

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گفتگوں کے داؤد ڈر گیا اور اس کے قہر میں آپ کا عجب چھٹا گیا۔ خودی خود دل میں کہنے لگا۔ عربی جی کہتا ہے اور خدا کی قسم میں جانتا ہوں درویشان قتل ہو کر رہ گیا۔ اور اس کے بعد ہمارا بھی نمبر ہے۔ بہتری اسی میں ہے کہ میں عربی سے جگہ جگہ بات کہہ کے اپنے اور اپنی اولاد کے لئے امان مانگ لوں۔ یہ سوچ کے آپ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا عربی بھائی! مجھے میرے سردار نے جو کچھ تلقین کیا تھا اس میں سے ایک بات کہنا بھول گیا ہوں۔ آپ نے فرمایا وہ کیا؟ اس نے کہا آپ کو ہوشیار بنانا چاہئے اور اپنی جان کی حفاظت کرنی چاہئے۔ کیونکہ درویشان نے دراصل آپ کے لئے ایک مکر کا انتخاب ہے۔ اس کے بعد اس نے تمام قصہ بیان کر دیا اور کہا کہ میں اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے آپ سے امان مانگتا ہوں۔

آپ نے فرمایا اگر تو قوم سے بخبری نہ کرے اور کسی قسم کا عہد و پیمان کر کے غداری نہ کرے تو تیرے، تیری اہل اولاد اور مال کے لئے امان ہے۔ داؤد نے کہا اگر میں غداری کرتا تو تمام قصہ کیوں بیان کرتا۔ آپ نے فرمایا درویشوں کے ان دس آدمیوں کی کمین گاہ

کے لئے کون سی جگہ تجویز ہوئی ہے۔ داؤد نے کہا لشکر کے دائیں طرف ریگ کے توڑے (نیسے) کے قریب۔

پھر اس نے اجازت چاہی اور چلا گیا، دروان کے پاس پہنچ کے اس نے حضرت خاند بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب بیان کیا۔ دروان بن کر بہت خوش ہوا اور کہا کہ مجھے اب صعیب سے امید ہے کہ وہ مجھے مظفر و منصور کرے گی۔ دس بہ دراور ویر شخصوں کو جا کر اس نے حکم دیا کہ وہ پیدل ہو کر جائیں اور کین گاہ کے اندر چھپ رہیں۔ ادھر حضرت خاند رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوٹ کر چپے تو آپ کی ملاقات حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔ انہوں نے آپ کو ہنستا ہوا دیکھ کر فرمایا ابا سلیمان! (کنیت حضرت خالد) خداوند تعالیٰ جل وعلیٰ ہمیشہ تمہیں ہنستا ہوا (خوشی) رکھیں کیا بات ہے؟ آپ نے وہ تمام قصہ جسے نصرانی نے سنا تھا بیان کیا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پھر تمہارا کیا ارادہ ہے؟ آپ نے کہا میں (انشاء اللہ) تن جہا جاؤں گا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ابا سلیمان! مجھے اپنی جان کی قسم! تم ان سب کو کافی ہو مگر باری تعالیٰ نے یہ کہیں حکم نہیں دیا کہ چان بوجھ کر معرض ہلاکت میں پڑ جاؤ بلکہ باری تعالیٰ مجدہ فرماتے ہیں:-

واعدو الہم ما استعتم من قوۃ ومن رماط الخیل ترہبون بہ عدو اللہ وعدوکم۔

”جتنی قوت اور گھوڑے ان کے مقابلے کے واسطے مہیا کر سکتے ہو کرو تا کہ اس سے اللہ کے اور تمہارے دشمنوں پر تمہاری دھاک بند ہے۔“

دشمن نے تمہارے مقابلے کے لئے دس آدمی تیار کئے ہیں اس طریقہ سے وہ گیارہاں شخص ہے۔ مجھے اس لعین سے تمہارے متعلق اس وقت تک اطمینان نہیں ہو سکتا جب تک تم بھی اس کی طرح دس آدمی متعین کر کے ان کی کین گاہ کے قریب نہ چھپا دو۔ کیونکہ بخیر نے ان کی کین گاہ کا پتہ تو تمہیں ضرور دیا ہوگا۔ آپ نے کہا دیا ہے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تو بس اپنے دس سپاہیوں کو حکم دے دو کہ قریب ہی کین چھپ کر بیٹھ جائیں جس وقت وہ لعین اپنے آدمیوں کو آواز دے لیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ انہیں کافی ہوں گے۔ ادھر ہم اپنے گھوڑوں پر تیار رہیں گے۔ جس وقت تم خدا کے دشمن سے فارغ ہو جاؤ گے تو ہم اپنی جمعیت کے ساتھ اس کی فوج پر حملہ کر دیں گے۔ ہمیں باری تعالیٰ جل مجدہ کی ذات والا صفات سے کامل امید ہے کہ وہ ہماری مدد فرمائیں گے۔ حضرت خالدؓ نے کہا بہت بہتر میں جناب کے خلاف کبھی نہیں کر سکتا۔

اس کے بعد آپ نے (۱) حضرت رافع بن غیرۃ الطائی، (۲) مسیب بن لخصۃ الفزازی، (۳) معذ بن جبل، (۴) ضرار بن ازور، (۵) سعید بن زید بن عمرو بن نفیل العدوی، (۶) سعید بن عمر بن جریج، (۷) ابان بن عثمان بن سعید، (۸) قیس بن مہیرہ، (۹) زفر بن سعید بن یضی اور (۱۰) عدی بن حاتم الطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلایا۔ جس وقت یہ حضرات حاضر ہوئے تو آپ نے رومیوں کے حیلہ اور مکر کے متعلق ان لوگوں کو اطلاع دی اور فرمایا کہ تم سب دائیں نیچے کی جانب نشیب میں جا کر چھپ چانا اور جس وقت میں تمہیں آواز دے میری آواز کے ساتھ فوراً نکل کے ایک ایک شخص کو دایلیٹ۔ اور دشمن خدا اور ان کو میرے لئے چھوڑ دینا۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں اسے کافی دوائی ہوں گا۔

حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا امیر! یہ معاملہ زیادہ نازک اور پیچیدہ معلوم ہوتا ہے۔ شرحد سے تجاوز کر چکا ہے۔ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں یہ قوم دروان کو آپ کے مقابلے میں جانے سے منع کر دے اور پھر تمام کے تمام آپ پر ٹوٹ پڑیں اور خدا خواستہ آپ کو کسی طرح کا نقصان پہنچ جائے۔ اس لئے میں من سب سمجھتا ہوں کہ ہم اسی وقت دشمن کی کین گاہ کی طرف چل پڑیں اور اگر ہم

انہیں وہاں سوتا ہوا دیکھیں تو صبح سے پہلے ہی ان سے فارغ ہو لیں اور ان کی جگہ پھر ہم چھپ کر بیٹھ جائیں۔ صبح جس وقت دروان اور آپ تن تہا ملاقات کریں تو ہم بغیر کسی لڑائی اور فتنہ و فساد کے نکل آئیں۔ آپ یہ سن کر ہنسے اور فرمایا اگر یہ ممکن ہو تو ایسا ہی کرو۔ ان دن آدیسوں کو جو اس وقت تمہارے ہم نشین ہیں ساتھ لوں تمہیں ان پر سردار مقرر کرتا ہوں اور باری تعالیٰ کی حمد کی ذات والا صفات سے امید کرتا ہوں کہ وہ تمہیں تمہارے ارادوں میں کامیاب کریں گے اور اگر یہ کام ہو گیا تو نہایت خوشی کا مقام اور فال نیک ہے۔

حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کہہ کر کہ میں انشاء اللہ تعالیٰ ان تک پہنچنے کی قوی امید رکھتا ہوں۔ لشکر سے جدا ہونے ان سب حضرات نے غمی گواراں ہاتھ میں لیں، حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام مسلمانوں کو السلام علیکم کیا۔ دعاؤں کی التجا کی اور اس وقت ایک تہائی رات گزری تھی کہ جل دیئے۔ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ رجز یہ اشعار پڑھتے ہوئے ان کے آگے آگے چلے۔ (ترجمہ شعرا) اندھیرے میں مجھ سے جن بھی گھبراتا ہے اور میں اس کام میں کوئی نیا نہیں ہوں۔ افسوس ہے اس شخص پر جس نے ہمیں دھوکہ دینے کو کہتین گاہ بنایا حالانکہ ہم مکر و خداع کی خود جز ہیں، میں ان کے جہاں میں اپنے مولا کو راضی کروں گا۔ دلیر آدمی خوف کے مقابلے میں ڈر نہیں کرتا۔

دھوکہ باز نصرائیوں کا انجام

یہ حضرات جس وقت اس نیلے کے قریب پہنچے تو حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں غصہ کرنے کو کہا اور فرمایا تا وقتیکہ میں یہودیوں کی کوئی خبر تمہارے پاس نہ لاؤں یہیں کھڑے رہنا۔ آپ نے کپڑے اتارے تلوار ہاتھ میں لی اور آہستہ آہستہ پہاڑ اور ریت کے نیلوں کی آڑ میں ہوتے ہوئے چلے۔ جس وقت آپ موقع پر پہنچے تو چونکہ رومی دن کے تھکے ہارے تھے نیز کسی دشمن کے حملہ کرنے اور کسی مقابلے سے مقابلہ کرنے سے بھی بالکل مطمئن تھے اس لئے مزے کی نیند لے رہے تھے۔ آپ کا روہ ہوا کہ انہیں موت کی نیند سلا دیں۔ مگر پھر آپ نے سوچا ممکن ہے کہ قتل کے وقت اضطراب کی حالت میں ایک دوسرے کو جگادیں۔ یہ سوچ کے آپ اپنے ساتھیوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تمہیں خوش خبری ہو کہ جس کام کے ارادے سے تم یہاں آئے تھے وہ موجود ہے اور جس کا تمہیں ڈر تھا وہ مفقود ہے۔ تلواریں برہنہ کر لو اور ان کے پاس پہنچ کر جس طرح چاہو قتل کر دو۔ ایک ایک شخص ایک ایک کو بانٹ لے اور اپنی تمام ضربات کو ایک کر کے سب ایک دم مارنا اور حتی المقدور اپنی آوازوں کو نہ ظاہر ہونے دینا۔ انہوں نے کہا بہت بہتر۔ یہ کہہ کر انہوں نے زبرہوں کو اتار دیا، تلواریں میان سے باہر کیں۔ حضرت ضرار ان کے آگے ہوئے اور یہ سب آپ کے پیچھے پیچھے چل دیئے۔

جس وقت یہودیوں کے قریب پہنچے تو ان کے ہر ایک کے اسلحہ ان کے سر ہانے رکھے ہوئے تھے۔ مسلمان متفرق ہوئے اور ایک ایک آدمی ایک ایک کے پاس کھڑا ہو گیا۔ تلواروں کو بلند کر کے ان کی گردن، منہ اور پیٹوں پر اس زور سے ماریں کہ تلواروں کی ضربوں نے جگانے کی بجائے ان کا حکا ہونی کر کے رکھ دیا۔ پھر ان کے ہتھیار اور سامان کو اپنے قبضہ میں کیا اور حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تمہیں مبارک ہو یہ پہلی فتح ہے اور باری تعالیٰ سے ہمیں امید ہے کہ وہ اپنا وعدہ تمام کا تمام پورا فرمائیں گے اور ہماری فتح ہو کر رہے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ العزیز۔

تمام حضرت نے اپنے رب کی مدد پر تعریف کی اور تمام رات اس کا شکر یہ ادا کرتے رہے اور نصرت و اعانت مانگتے رہے۔ حتیٰ

کہتے کی سفیدی نے اس کی سیاہی سے منہ بکاں شروع کیا۔ روشنی نمودار ہوئی۔ یہ حضرات مجتمع ہوئے اپنے کپڑے نکال دیئے اور رویوں کا لباس زیب تن کر لیا۔ رومال کا دہن بند بنا کر پاندھ لیا اور اس خوف سے کہ شاید وہ ان کا بھیجی ہوا آٹا آجائے اور مٹا بنایا کام خراب ہو جائے، چھپ کر بیٹھ گئے۔ مقتومین کو ایک پشت کے نشیب میں رکھ کر اوپر سے مٹی جیسے دلی اور کامیابی کی امید میں اسلحہ لے کر بیٹھ گئے۔

والدہ کی کہتے ہیں کہ جس وقت فجر کا وقت ہو حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھ لی شہر کو آمین حرب پر مرتب کیا۔ سرخ کپڑے زیب تن فرمائے اور زور دیا مہ پاندھا۔ سی طرح رویوں نے صف بندی کی ہتھیار لگائے اور پھر ور صیہیں بلند کیں۔ مسلمان تیری میں ہی تھے کہ رویوں کے لشکر قلب میں سے ایک سوار نکل کر کہنے لگا یہ معشر احراب! جو کل ہم سے تمہارے مائین معاہدہ ہو چکا تھا وہ کیا ہوا؟ کیا وہ توڑ دیں گے؟ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر نکلے اور فرمایا ہم را شیوہ ہمداری نہیں ہے۔ سوار نے کہا دروان چاہتا ہے کہ آپ اس کے پاس جاکے کچھ بات چیت کریں۔ تاکہ معلوم ہو سکے کہ آپ اور وہ کس امر پر متفق ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم لوٹ کے اسے اطلاع دو اور اس سے کہو کہ میں ابھی بغیر کسی سستی اور خوف سے آ رہا ہوں۔ اس نے پہنچ کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب سنایا۔ خدائی دشمن اس وقت زرہ پہن کر نہایت شیب ٹوٹنے جڑو گلو بند گھلے میں ڈال کے ٹوپی سر پر رکھ کر اور تاج گائے چل دیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اس شان و شوکت کے ساتھ دیکھ کر فرمایا۔ یہ تمام چیزیں مسلمانوں کے لئے مال قیمت ہوں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس کے بعد آپ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا میرا خائب مان ہے کہ ضرامع اپنے ساتھیوں کے دشمنوں تک ضرور پہنچ گئے ہوں گئے۔ جس وقت آپ مجھے حذر کرتے دیکھیں تو آپ بھی مع لشکر حمہ کر دیں۔ پھر آپ نے مسلمانوں کو سلام کیا اور حسب ذیل اشعار پڑھتے ہوئے تشریف لے گئے۔

(ترجمہ اشعار) بارالہا! میں اپنے تمام کام آپ کے سپرد کرتا ہوں۔ اگر میری موت قریب آگئی ہو تو میری مغفرت فرماتا ہوں مجھے نیک کام کی توفیق عنایت کیجئے۔ اگر مجھ سے کوئی لغزش ہو جائے تو معاف فرما دینا۔ میری تلوار سے شرک کو کاٹ دیجئے حتیٰ کہ وہ نیست و نابود ہو جائے۔ اے اے لعین! آپ کے سوا میرا کوئی نہیں ہے کہ کام کے وقت ہمداد کے لئے آواز دوں۔“

دروان اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گفتگو

والدہ کی کہتے ہیں کہ نائد بن عمار الجینی کا قول ہے کہ میں حضرت میاض بن غنم الشغری سے قلب شمر میں تھا میں نے جناب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے یہ اشعار سنے۔ جس وقت خدا کے دشمن دروان نے آپ اور آپ کے لباس کو دیکھ تو بہت متعجب ہوا اور سمجھا کہ وہ اب میرے ہی پاس آ رہے ہیں۔ یہ سمجھ کے وہ نیلے کے قریب ہو گیا۔ جس وقت آپ اس کے نزدیک پہنچے تو وہ خچر سے اتر پڑا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی گھوڑے سے اتر آئے اور یہ دونوں نیلے کے قریب ہی بیٹھ گئے۔ دروان نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حمد کے خوف سے حواری کو ہاتھ میں ہی رکھا۔ آپ اس کے عین مقابلے میں بیٹھے اور فرمایا جو کچھ کہتا چاہتا ہے کہہ کر گرج بولنا ضرورت حق کو اختیار کرنا اور یہ سمجھ لینا کہ تو ایسے شخص کے سامنے بیٹھا ہے کہ جو کسی کے کمزور حیلہ کی زرہ برابر پرواہ نہیں کرتا اور نہ کسی کے خدع و فریب کی طرف رجوع ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ خود ان کی اصل اور سرکردہ فریب کے

قصوں کا ستون ہے۔ بہر حال جو کہنا ہے کہہ دووان نے کہا خدا اس وقت معامہ میرے تمہارے درمیان ہے۔ جو کچھ تمہارا ارادہ اور خواہش ہے اس وقت مجھ سے بیان کر دو۔ لوگوں کی خونریزی سے باز آؤ اور یہ یاد رکھو کہ جو کچھ تمہارے افعال و اعمال اور لوگوں کا قتل و خون ہے خداوند تعالیٰ کے یہاں اس کی تم سے باز پرس ہوگی۔ اگر تمہیں دنیا کی خواہش اور ہمارے مال و منال کی ضرورت ہے یا ہم سے کچھ لینا چاہتے ہو تو چونکہ ہمارے نزدیک سب سے زیادہ کمزور و ضعیف، نقطہ زدہ بھوک کی ذیل ترین زندگی بسر کرنے والے اور لا غری کی وجہ سے مر جانے والے لوگ ہو اس لئے میں بطور صدقہ اور خیرات کے دو دینے میں تمہارے لئے نکل سے کام نہیں لوں گا۔ اب جو تمہیں منظور ہو کہو اور ہم سے تھوڑی سی رقم پر قناعت کر لو۔

آپ نے یہ سن کر فریادِ لعرانیت کے کئے اللہ عزوجل نے ہمیں تمہارے صدقات سے مستغنی اور تمہارے اموال کو ہمارے لئے حلال کر دیا ہے۔ ہم اسے آپ میں تقسیم کر لیں اور تمہاری عورتوں اور بچوں کو ہمارے واسطے چڑھ کر دیے۔ ہاں اگر تم یہ پڑھ لو کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تو تم ہمارے بھائی ہو سکنے اور اس کا انکار کرو تو ذلت و خواری کی حالت میں پھر ہر ایک کی طرف سے جزیہ دو۔ اگر اس کا بھی انکار ہے تو پھر ہمارے پاس تمہارے درمیان سب سے بہتر فیصلہ کرنے والی تلوار ہے۔ پاری تعالیٰ تم میں سے جسے چاہے وہیں فتح دیں۔ ہمارے پاس تمہارے واسطے جو تین ربا بے یکی ہے اس کا انکار کرے تو لڑائی موجود ہے اور اللہ ہمیں لڑائی کی خواہش بہت زیادہ ہے۔ باقی تیرا ہی رتی جماعت کو سب سے زیادہ ضعیف و کمزور کہن سو خدا کی قسم! تم ہمارے نزدیک کتے کے برابر ہو۔ ہمارا ایک آدمی تمہارے ہزار آدمیوں کو کمزور سمجھتا ہے۔ تیری یہ باتیں اس قسم کی نہیں جیسی کہ ہمارے ساتھ اب تک ہم سے صلح کرنے والوں نے کی ہیں اور اگر مجھے میرے لشکر اور قوم سے دور اور علیحدہ ہو کچھ کرانی باتیں کرتا ہے یا مجھے ایسا سمجھ کر دل میں کچھ گدگدی اور ہراسی ہے تو بے جوتیرے جی میں آئے کر میں موجود ہوں انشاء اللہ تعالیٰ تجھے کافی ہوں گا۔

واقفی کہتے ہیں کہ دروان حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ گفتگو سن کر کمین گاہ کے آدمیوں پر غرور کر کے بغیر تلوار سونٹے ایک جست لگا کے اٹھا اور بڑھ کر آپ کے دونوں بازو پکڑ لئے۔ آپ بھی جوابی حملہ کے لئے اس کی طرف بڑھے اور اسے لپٹ کے بازوؤں پر اپنے ہاتھ کی ضرب دی اور ایک نے دوسرے کو خوب مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیا۔ دروان نے اپنے آدمیوں کو لٹکا کر آواز دی اور کہا کہ جدی دوڑو۔ صلیب نے عرب کے سردار کو میرے قبضہ میں کر دیا ہے۔ یہ ابھی پورا کہنے نہیں پایا تھا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نیلے کے قریب بیٹھے تھے اس کی آواز کو سنا پرانے کیڑوں اور ان زربوں کو جو یہ اس وقت پکین رہے تھے اتار پھینکا اور تلواریں سونت سونت کر عقابوں کی طرح اس کی طرف چھینے اور حتی المقدور جلدی کی بجائے کی کوشش کی۔ اسلام کا وہ بہادر جو سب سے پہلے سوائے ازار کے ننگے بدن ہاتھ میں تلوار قبضہ شیر کی طرح گونج اور دھڑکتا ہوا پہنچا وہ حضرت ضراب بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور دوسرے حضرات آپ کے پیچھے پیچھے۔

یہ حضرات اس بیعت سے اس کی طرف بڑھ رہے تھے اور یہ انہیں دیکھ کر سمجھ رہا تھا کہ یہ میرے ہی آدمی ہیں حتی کہ جس وقت یہ اس کے پاس پہنچے اور ان کے آگے آگے حضرت ضراب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو اس کی طرف بھیڑے کی طرح جست کرتے تلوار کو نچاتے اور حرکت دیتے آ رہے تھے۔ دیکھا تو یہ کانپ اٹھا، زو دست پڑ گئے اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگا میں تمہیں تمہارے معبود کا واسطہ دے کر ایک یہ سوال کرتا ہوں کہ مجھے تم خود ہی قتل کرنا۔ اس شیطان کی صورت سے چونکہ مجھے نفرت ہے اس

لے اس سے قتل کروانا۔ آپ نے فرمایا تیرا قاتل یہی ہے دروان اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ آپ تلوار کو جنبش دیتے۔ شیر کی طرح ڈکارتے اور ذیل کے رجز یہ اشعار پڑھتے اس کے پاس پہنچ گئے۔

(ترجمہ اشعار) میں ابھی ابھی دروان کو اس کے بیٹے صحران سے مددوں گا اور اضنم کے بندوں کو بہت جلدی موت کے گھٹاتا دوں گا۔ میں اپنے اس کام سے اپنے موافق و راضی کر دوں گا اور اس کام کی بدولت میں اپنے گنہگاروں کی معافی اور بخشش چاہوں گا۔

اس کے قریب پہنچے کہ آپ نے فرمایا خدا کے دشمن! جو کمر تو نے اسی ب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کاٹا تھا وہ کیا ہوا؟ یہ کہہ کر آپ نے اس کی طرف تلوار چمکائی۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دیکھ کے آپ کو منح کیا اور فرمایا ضرار! ذرا غصہ اور تادیب کے میں تمہیں حکم نہ دوں جلدی نہ کرو۔ اس وقت اسی ب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو حضرت ضرار کے پیچھے پیچھے تھے وہ بھی اپنی تلواروں کو ہلاتے اور جنبش دیتے ہوئے پہنچ گئے اور ہر ایک نے اس سے قتل میں بڑھ کے جلدی کرنی چاہی۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بھی روکا اور فرمایا اپنی اپنی جگہ اطمینان سے کھڑے رہو اور جب تک میں نہ حکم دوں اسے مہبت دو

قتل دروان از دست حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دروان نے جب یہ سختی اور تیا منظر دیکھا تو اس کے دل میں اس قدر دہشت ہوئی کہ کاب کے زمین پر گر پڑا اور انکلی سے اشارہ کر کے امان امان پکارنے لگا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ امان کا وہی شخص مستحق ہوتا ہے اور اس شخص کو امان دی جاتی ہے جو اس کا اہل ہوا تو ایک ایسے شخص ہے کہ تو نے ہم سے آتش اور صبح کے متعلق ظاہر کیا اور دل میں مکر و فریب بھر رکھا۔ خانا کہ واللہ خیر الماکونین۔ اللہ تبارک و تعالیٰ بہتر مصیحت جاننے والے ہیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ الفاظ سن کر واللہ خیر الماکونین، حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے بالکل مہلت نہ دی اور اس کے شانے کی بڈی پر زور سے تلوار ماری، اچک کے اس کے سر پر سے تاج اتارا اور کہا جو شخص کسی چیز کو جلدی بڑھ کے اٹھالے اس کی حیات کا وہی شخص زیادہ مستحق ہے۔ یہ دیکھ کے مجاہدین کی تلواریں بڑھیں اور کلوے کلوے کر کے سرخ رو ہو گئیں اور حضرات ص ب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کے کپڑوں کو مال غنیمت تصور کر کے قبضہ میں لے لیا۔

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا! رویوں کا لشکر چونکہ اپنے سپہ سالار کا منظر اور چشم براہ ہو گا اس لئے مجھے خوف ہے کہ وہ کہیں تم پر نہ ٹوٹ پڑے لہذا بہتر ہے کہ دروان کا فوراً سر کاٹ ڈالو۔ ان رویوں کا جو پرانا لباس تمہارے پاس موجود ہے اسے پہن لو اور ان کے مقابلے کے واسطے تیار ہو جاؤ۔ جب تم ان کے قریب پہنچ جاؤ تو تکبیر کے نعرے کا کمر حملہ کرو و تمہاری تکبیروں کو سن کر تمام مسلمان حملہ کریں گے۔

کہتے ہیں یہ سن کر ہر شخص اپنے مقتول کا لباس پہن کر انہی کی زرہ پہنیں اسحہ زیب تن کئے اور رویوں کی طرف چل دیئے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ضرار ان کے آگے آگے ہوئے۔ دروان کا سر حضرت خالدؓ کی تلوار نوک پر تھا۔ جس وقت یہ ٹیپے کی آڑ سے دونوں لشکروں کے سامنے آئے تو رویوں کے لشکر کی طرف چلے۔ ان کے ادھر مڑنے اور چپنے سے رویوں کو مغالطہ ہوا اور انہوں نے دروان کے سر کو حضرت خالد کا سر اور مسلمانوں کو اپنے ساتھی سمجھ کر خوشی کے نعرے مارنے شروع کئے اور

تاڑیاں پٹنیں (تاسیاں بجنی) صلیبوں کا اڑا رہا تھا خراب ظہار کرنا شروع کیا اور شروع سے آسمان سر پر اٹھ لیا۔ مسلمانوں نے جب یہ حالت دیکھی تو گھبرا گئے۔ اور یہ خوف ہوا کہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاید کسی معصیت میں پھنس گئے۔ بعض نے دعا مانگنی شروع کی۔ بعض نے خوف کھایا بعض رونے لگے اور بعضوں نے چیخنا شروع کر دیا۔ جس وقت حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمیوں کی صفوں کے قریب پہنچے تو آپ نے دروان کا سر ہاتھ میں لے کر اونچا کیا اور دکھلا کے زور کی آواز کے ساتھ فرمایا خدا کے دشمنو! یہ تمہارا سپہ سالار دروان کا سر ہے اور میں خالد بن ولید اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ یہ کہہ کے آپ نے اسے ہاتھ سے پھینک دیا اور نکمیر کہہ کر رمیوں کی صفوں پر حملہ کر دیا۔ آپ کے بعد حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکمیر پڑھ کر حملہ کیا اور مسلمان بھی نکمیروں کی آوازیں بلند کر کے حملہ آور ہو گئے۔

ادھر ان کا حملہ دیکھ کر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے لشکر کو مخاطب کر کے آواز دی حفاظت اور حمایت دین کے صمبر دارو! حملہ کر دو۔ یہ کہہ کے آپ نے حملہ کر دیا اور آپ کے حملہ کے ساتھ ہی تمام شکر بے بعد بول دیا۔ رمیوں نے جب اپنے سردار سپہ سالار کا سر دیکھا تو انہیں یقین ہو گیا کہ مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا تو وہ دم دبا کر بھاگے مگر تلوار نے انہیں چاروں طرف سے گھیر گھیر کر قتل کرنا شروع کر دیا۔ پتھر، ایشٹ اور ڈھیلے کے نیچے غرض جہاں بھی پایا جائے لو ہا پٹائے بغیر کہیں نہ چھوڑا۔ ظہر کے اول وقت سے عصر کے وقت تک تلوار برابر کام کرتی رہی۔ رومی پریشان اونٹوں کی طرح یا کل متفرق ہو گئے۔

حضرت مامر بن طفیل دوی کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں تھا اس وقت میری سواری میں دمشق کے گھوڑوں میں سے ایک گھوڑا تھا۔ ہم نے شترکین کا تعاقب کیا جس وقت ہم تعاقب میں دھڑکیاں مڑکے ہوئے پہنچے تو ہمیں دور سے ایک غبار اٹھتا ہوا دکھائی دیا۔ ہم سمجھے کہ ہرقل بادشاہ نے شاید رمیوں کی مدد کے لئے کوئی لشکر روانہ کیا۔ یہ سمجھ کر ہم ہوشیار ہو گئے۔ جس وقت وہ غبار ہمارے قریب پہنچا تو دقت ہمیں معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری مدد اور ملک کے لئے یہ لشکر روانہ کیا ہے۔ چونکہ رمیوں کے شیرازہ کے پریشان اجزا اسی طرف کو منتشر ہوئے تھے جہر سے یہ لشکر آ رہا تھا اس لئے رمیوں کا جو سپاہی ان سے ملتا رہا اسے قتل اور اس کے مال کو مال غنیمت میں شمار کرتے رہے۔

فتح اجنادین

ثقیف رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت یونس بن عبدالاسلمی نے مسجد حرام میں بیان کیا تھا کہ یہ فوج جو مشرکین کی ہزیمت اور شکست کے روز اجنادین کے مقام میں مسلمانوں کے لئے آئی تھی حضرت عمرو بن عاص بن وائل الہمی کی سرکردگی میں تھی۔ یہ فوج یا اس کا کمان افسروہاں پہلے سے موجود نہیں تھا بلکہ ہزیمت روم کے روز ہی یہ لشکر وہاں پہنچا تھا۔

واقفی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اجنادین کے مقام میں رمیوں کی نوے ہزار فوج بھی اسی روز کے صبح کے میں پچاس ہزار سے زائد ہتی قتل ہوئی تھی کم کسی صورت سے نہیں ہو سکتی۔ لڑائی کے گرد و غبار میں بعض نے خود آپس میں دوسروں کو قتل کر ڈالا۔ باقی ماندہ مفروہ ہو گئے جن میں سے بعض نے قیساں کا رخ کیا اور بعض دمشق کی طرف چلے گئے۔ مسلمانوں کو اتنا مال غنیمت ہاتھ آیا کہ آج تک اس سے پہلے کبھی کسی دوسری لڑائی میں ہاتھ نہیں آیا تھا سونے چاندی کی صلیبیں اور زنجیریں بے حد بے حساب ہاتھ آئیں۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس تمام مال کو مع اس تاج کے جو دروان کے سر سے ہاتھ آیا تھا جمع کر کے تقسیم کے وقت اٹھا رکھا

تھا اور فرمایا میں ابھی اس میں سے سب برابر بھی تقسیم نہیں کرتا مگر فتح دمشق کے بعد انشاء اللہ تقسیم کروں گا۔

والقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابن دین کی فتح کا وہ سچتر (ہفتہ) کے روز اٹھائیں جمادی الاول ۱۳۱ھ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات سے تیس روز قبل ظہور میں آیا تھا۔

ان تمام کاموں سے فارغ ہو کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح اجنادین کی خبر پر بخداقت میں حضرت ابو بکر صدیق خیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حسب ذیل الفاظ میں تحریر کی۔

حضرت خالدؓ کا حضرت ابو بکر صدیقؓ کے نام مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از خالد بن ولید بخندہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

السلام یکم۔ میں اللہ عزوجل کی جن کے سوا کوئی معبود نہیں حمد کرتا ہوں ان کے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں۔ اس کے بعد میں باری تعالیٰ جل مجدہ کی حمد و شکر بجالانے میں اس امر پر کہ مسلمان صحیح و مسلمت رہے اور کفر و بلاک، نیز ان کی شرارتوں کے شعلے ٹھنڈے اور ان کے خود شکست ہوئے۔ اور زیادتی کرتا ہوں میں ابن دین کے میدان میں رومیوں کی جمعیت سے جن میں دروان والی تمص بھی شامل تھا ملاقی ہوا انہوں نے باوجود اس کے کہ اپنے لشکروں کو راستہ و پیراستہ کر کے خوب ٹیپ ٹلو کے ساتھ ظاہر کر رکھا تھا، صلیبیں اٹھ کر تھیں اور اپنے دین کی تسمیں کھا کھا کر خوب عہد و بیان کر رکھا تھا وہ لڑائی سے کسی طرف اور کسی حالت میں بھی پیٹھ پھیر کر نہ بھی گئے۔ مگر ہم نے محض خدائے پاک کی ذات پر بھروسہ کر کے ان کی طرف خروج کیا۔ باری تعالیٰ جل مجدہ نے جو کچھ ہمارے قلوب میں مضمر تھا اس کو معلوم کر کے ہمیں صبر بخش اور فتح و نصر سے ہماری تائید فرمائی۔ قبر نے دشمن خدا کو گھیر لیا اور ہم نے ان کو ہر جگہ ہر ایک گھائی اور ہر ایک میدان میں قتل کرنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ جس وقت ہم نے ان کی مقتولین کی تعداد معلوم کی تو پچاس ہزار تھی، چار سو پچھتر مسلمان بھی اس جنگ میں کام آئے ہیں جن میں سے میں پچیس انصار اور قیدیہ ہمارے اور تیس مکہ معظمہ کے تھے اور باقی دوسرے لوگ تھے۔ دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ جل مجدہ ان سب کو زمرہ شہداء میں داخل فرمائیں۔

میں یہ خط بروز جمعرات ۲ جمادی الاخریٰ کو لکھ رہا ہوں، ہم دمشق جا رہے ہیں آپ ہمارے لئے باری تعالیٰ مجدہ سے فتح و نصرت کی دعا کریں۔ تمام مسلمانوں سے میری طرف سے سلام عرض کر دیجئے۔ والسلام علیک!

یہ خط آپ نے ملوف کر کے حضرت عبدالرحمن بن حیدر الجمعی کے سپرد کیا اور فرمایا کہ سے مدینہ منورہ میں لے جائیں۔ اور خود دمشق کی طرف کوچ کر دیا۔

والقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزانہ فجر کی نماز کے بعد ملک شام کے حالات معلوم کرنے کے لئے مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک روز حسب معمول جس وقت آپ مدینہ طیبہ سے باہر نکلے تو اچانک آپ نے حضرت عبدالرحمن بن حیدر کو آتے دیکھا۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جدی سے لپک کر دریافت کیا کہاں سے آ رہے ہو؟ انہوں نے کہا شام سے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح بخشی ہے۔ یہ لفظ سنتے ہی خلیفہ اسلام حضرت

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سجدہ شکر کے لئے سر سجود ہو گئے۔ عبدالرحمن بن عمار آپ کی طرف بڑھے اور خدمتِ اقدس میں پہنچ کر عرض کیا یا خیر رسول اللہ! ذرا سجدے سے سر اٹھائیے خداوند تعالیٰ نے آپ کی آنکھوں کو مسلمانوں کی فتح کے سبب کھلادیا ہے۔ آپ نے سر اٹھایا اور آہستہ آہستہ خط پڑھا۔ جب آپ اس کا پوری طرح مقصد سمجھ گئے تو پھر سب کو باوجود جنت مدینہ طیبہ میں خبر بجلی کی طرح دوڑ گئی۔ لوگ چاروں طرف سے خط کے سننے کے اشتیاق کے دوڑے اور آپ نے پچھو بارہ سب کے سامنے اس خط کو پڑھا۔

کہتے ہیں کہ مکہ، حجاز اور اہل یمن نے جس وقت مسلمانوں کی فتوحات، فیرومیوں سے جو ماں غنیمت آئی تھی اس کی خبر سنی تو انہوں نے بھی ثواب و اجر کی رغبت میں شام کی طرف خروج کا ارادہ کر دیا۔ ہاشدگان مد معشرہ روم اور اکابر گھوڑے و اسلحہ بھر ابو سفیان، صخر بن حرب اور غیراق بن ہشام کی سرکردگی میں مدینہ طیبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شام پر خروج کرنے کی اجازت حاصل کرنے کی غرض سے آئے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شام کی طرف ان کا جانا تو اور اور خلاف مصلحت معلوم ہوا۔ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا چونکہ ان کے دلوں میں مسلمانوں کی طرف سے دراصل کینہ اور بغض و عداوت موجود ہے اس لئے آپ انہیں ہرگز اجازت نہ دیں۔ اللہ سبحانہ تبارک و تعالیٰ کا قول اعظم و برتر ہے اور ان کا اسلحہ و بدتر ہے۔ اب تک اپنے کفر پر موجود ہیں اور چاہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ کے نور کو چھوٹیں۔ مگر اگر بچا دیں۔ ہاشد باری تعالیٰ ان کی خواہش کے خلاف اس کو پورا اور تمام کر کے رہیں گے۔ ہر راقول اور دعویٰ یہ ہے کہ باری تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ان کا اس کے خلاف دراصل جس وقت خداوند تعالیٰ نے ہر رے دین کو عزت بخشی اور ہر شیئیت کی مدد و نصرت فرمائی۔ لوگ تہوار کے خوف سے مسلمان ہو گئے اور اب جب کہ انہوں نے یہ سنا کہ خدائی شکر نے رومیوں پر فتح پائی تو یہ ہمارے پاس آئے کہ ہم انہیں دشمنوں کی طرف بھیج دیں تاکہ وہ ساقیینِ اولین جتنی انصار و مہاجرین کے برابر ہوں۔ میری رائے میں بہتر یہ ہے کہ آپ انہیں برگز وہاں جانے کی اجازت نہ دیں۔ آپ نے فرمایا میں تمہارے خلاف کسی طرح نہیں کر سکتا اور تمہارے کسی قول کو رد کر سکتا ہوں کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ گفتگو اہل مکہ تک پہنچی اور انہیں معلوم ہوا کہ وہ ہمارے وہاں جانے کی مخالفت کر رہے ہیں۔ یہ تمام منع ہو کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے آپ مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ مسجد نبویؐ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے بائیں اور حضرت علیؓ مد اللہ وجہہ آپ کے دائیں تشریف رکھتے تھے اور مسلمانوں کو جو فتوحات باری تعالیٰ جل مجدہ نے عنایت فرمائی تھیں ان کا ذکر ہو رہا تھا۔ قریش کی یہ جماعت جس وقت یہاں پہنچی تو آپ کو سلام کر کے آپ کے سامنے بیٹھ گئی اور آپس میں مشورہ کرنے لگی کہ سب سے پہلے کون مسند گفتگو شروع کرے۔

آخر ابو سفیان بن حرب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خطب کر کے کہنے لگے یا عمر! یہ صحیح ہے کہ زمانہ حبشیت میں ہمارے اور آپ کے، یمن بغض و عداوت کا سلسلہ چلا آ رہا تھا۔ مگر جس وقت باری تعالیٰ جل مجدہ نے ہمیں ہدایت بخشی تو چونکہ ایمان شرک کو مٹا دیتا ہے اس لئے ہم نے آپ کی طرف سے اپنے دل کو بالکل صاف کر لیا۔ لیکن آپ اب تک وہی باتیں کرتے چلے آ رہے ہیں۔ آخر اس پر اپنی عداوت رکھنے اور دشمنی کرنے کا ایسا وہ کون سا سبب ہے جو منائے نہیں تھا۔ کیا ہم اب آپ سے یہ امید رکھیں کہ آپ کے دل ہماری طرف سے جو بغض اور تنفر موجود ہے اس کو آپ وھوڑا لیں گے۔ یہ ہمیں معلوم ہے کہ آپ ہم سے

افضل اور ایمان و جہاد میں اسبق (بہت پہل کرنے والے) ہیں۔ ہم آپ کے مہربان کو جانتے ہیں مگر نہیں ہوتے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کلام سن کر حیا کی وجہ سے اول خاموش رہے اور شرم کے باعث جناب کے جیسے مبارک پر پینہ کے چند قطرے نمودار ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا واللہ! میرا یہ مطلب نہ تھا جو آپ حضرات سمجھ گئے ہیں بلکہ میرا مقصد خوزیری اور شرارت کو روکنا تھا اور بس۔ چونکہ آپ لوگوں میں زمانہ جاہلیت کی خوار غیرت اب تک باقی ہے اور حسب و نسب اب تک لوگوں پر ظہر کر کے اپنی بڑائی کرتے رہتے ہو۔ ابوسفیان نے کہا میں آپ کو نیز خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں اپنے نفس کو خدا کے راستہ میں سوئپ چکا ہوں۔

اس کے بعد اسی طرح تمام روسائے مکہ منظرہ نے بھی کہا۔ آخر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی تقریر اور گفتگو سے بہت خوش ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے سئے حسب ذیل دعا مانگی۔ اے اللہ! ان کی خواہشوں اور امیدوں سے بہتر اور افضل ان کو عطا کیجئے۔ ان کے عملوں اور فعلوں کو اچھی اور احسن جزا دیجئے انہیں ان کے دشمن پر فتح پہنچائیے ان کے دشمنوں کو ان پر غلبہ نہ کیجئے آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔

واللہ! رحمت اللہ علیہ کہتے ہیں کہ چند ہی روز کے بعد حضرت عمر و بن معدی کرب زبیدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں ایک جماعت یمن سے بھی شام کے ارادے سے آگئی اور ابھی انہوں نے پڑاؤ بھی نہیں کیا تھا کہ اسی ارادہ اور مقصد سے حضرت، لک بن اسد بن خنیس جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بہت زیادہ اس و محبت کرتے تھے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہمراہ چند معرکوں میں شریک بھی ہو چکے تھے تشریف لے آئے اور مع اہل وعیال کے جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے یہاں فروکش ہوئے۔

اس طرح مدینہ طیبہ میں مسلمانوں کی ایک بڑی بھاری جمعیت جمع ہو گئی اور قوم جرم کو ملا کر قریب نو ہزار کا لشکر فرمایا۔ جس وقت لشکر کا تمام ساز و سامان درست ہو چکا تو حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت خالد بن ولید اور آپ کے لشکر کے نام حسب ذیل خط لکھا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا حضرت خالدؓ کے نام خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از ابوبکر صدیق خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطرف خالد بن ولید و دیگر مسلمانان

اما بعد! میں اس ذات پاک کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور ان کے نبی محمد رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجتا ہوں۔ میں تمہیں ہر حالت میں خواہ وہ پوشیدہ ہو یا ظاہر خداوند تعالیٰ سے ڈرنے والوں سے نری کرنے ان کی طاقتوں کے موافق کام لینے ان کی خطاؤں سے درگزر کرنے اور ہر ایک کام میں ان سے مشورہ کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ خداوند تعالیٰ نے جو تمہیں فتوحات بخشیں تمہاری مدد فرمائی اور کفار کو ہزیمت دی اسے سن کر میں بہت خوش ہوا۔ تم اپنے گھوڑوں کو برابر بڑھاتے چلے جاؤ حتیٰ کہ تم کفار کے کم لک فتح کرتے کرتے شام کے باغات تک پہنچ جاؤ اور خداوند تعالیٰ اس کو تمہارے ہاتھ سے فتح کرادیں اس کے بعد تمہیں اور معمرات کی طرف بڑھو اور پھر اٹھائیہ کی جانب تم اور تمہارے ساتھیوں پر سلام و

کسی حالت میں نہ چھوڑیں اور اس قوم کے سرور فریب سے بچتے رہیں۔ آپ نے کہا بہت بہتر انشاء اللہ ایسی ہی ہوگا یہ کہہ کر آپ نے چوتھی لشکر منظر تھلے اور باب جابیہ پر فرمایا۔ ذال دینے۔ آپ کے واسطے دروازے سے ذرا فاصلے پر طائفتی چہمہ ایک خیمہ نصب کر دیا گیا۔

ابو محمد عبداللہ بن حجاز انصاری کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دادا حضرت رفیع بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو دمشق کی اس لڑائی میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج میں شامل تھے پوچھا کہ اس وقت جناب حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہمیوں کے مال قیمت میں سے جو انہیں اجنادین بھری کھڑا اور فتح حوران سے حاصل ہوا تھا ہزاروں خیمے موجود تھے پھر اس کی میانہ کھانی چہمہ خیمہ ان کے لئے نصب کیا گیا اور وہ خیمے یوں ہی جوں کے توں ان کے پاس رکھے رہے۔ آپ نے فرمایا کہ بیٹا! یہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فروتنی، عاجزی اور سرکشی تھی تاکہ وہ زینت دنیا اور اس کی محبت میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ نیز یہ کہ وہی سب بات کو اچھی طرح سمجھیں کہ مسلمان کسی دنیوی خواہش اور ملک گیری کی ہوس کے لئے نہیں لڑتے بلکہ وہ اپنے خدائی خوشنودی، طلب آخرت و دین کی نصرت کے لئے یہ کام کرتے ہیں۔ چنانچہ مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ جس وقت وہ رہمیوں کے کسی شہر میں خیمہ اکر تے تھے اپنے قدیمی خیمے علیحدہ قائم کر کے ان سے فاصلے پر ان خیموں کو نصب کیا کرتے تھے ان خیموں کے پاس محض گھوڑے، اسلحہ، زربے، پیش قبض ڈھالیں رکھ دی جایا کرتے تھے اور بس ان کے پاس کوئی شخص نہ رہتا تھا۔ اگر کبھی اتفاقاً ہم میں سے کوئی شخص بارش میں بھی جگہ جاتا تھا تو چونکہ ان میں کبھی خاص خدا کا نام نہیں لیا گیا تھا اس لئے ان خیموں میں کبھی نہ بیٹھ لیتے تھے۔ یہی حال ہتھیاروں کا تھا کہ نسبت دشمن کے سامنے چلے جاتے تھے مگر انہیں استعمال نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ بعض مسلمان خرمے کی گھنٹیوں کو دھاگہ میں پروں پر نہ بچائے زرہ کے کام لے لیتے تھے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا دمشق پر اپنے لشکر کو ترتیب دینا

واقفی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب جابیہ پر پہنچ گئے تو آپ نے اپنی فوج کو لڑائی کا حکم فرمایا۔ اس کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت یزید بن ابی سفیان کو بلا کر ہدایت کی تم اپنے ساتھیوں کو رباب الصغیر پر چلا جاؤ۔ اپنی قوم اور آدمیوں کی حفاظت رکھنا۔ اگر شہر میں سے کوئی تمہارے مقابلے کو نکلے اور تم اپنے اندر تاب مقابلہ نہ پاؤ تو فوراً مجھے اطلاع دے دینا۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کو پہنچوں گا۔ اس کے بعد حضرت شریح بن حسنہ کو بلا کر فرمایا تم ہاب قہر متعین ہو جاؤ اور احیاء رکھو۔ اس دروازے کا حاکم قومانہ نامی سنا ہے بہت ہوشیار اور لاوار دی ہے۔ اپنی قوم کا سردار اور بادشاہ ہرقل کے نزدیک اپنی شجاعت اور یر کی وجہ سے بہت محبوب ہے اور اسی وجہ سے ہرقل نے اس سے اپنی بیٹی کی شادی کی تھی۔ اگر وہ تم پر حملہ آور ہو تو مجھے خبر کر دینا۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کو پہنچوں گا۔

حضرت شریح بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ میرے سپاہیوں کے اندر ایسا کوئی شخص نہیں ہے جس پر اس کا حیلہ چل سکے۔ بعدہ آپ نے حضرت عمرو بن عاص کو بلا کر حکم دیا کہ تم ہاب فراویں پر فوجیں رکھو وہاں سے کسی طرح حرکت نہ کرنا۔ کیونکہ میں نے سنا ہے کہ وہاں برادران قہر جمع ہیں۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں تشریف لے گئے۔ پھر آپ نے

حضرت قیس بن مہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جا کر فرمایا کہ تم اپنے لشکر کے ساتھ باب ۱۱ الفرج پر چلے جاؤ آپ وہاں چلے گئے۔
واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ دمشق کا باب مرتش بند رہتا تھا کیونکہ اس پر لڑائی نہیں ہوا کرتی تھی اسی وجہ سے اس کو عرب میں باب السلام کہہ جاتا تھا۔

اس اتفاق کے بعد آپ خود نفس نفیس باقی ماندہ لشکر کو لے کر باب شرقی پر پھرے اور حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر دو ہزار لشکر دیا اور فرمایا کہ تم بطور ۲ طبعہ (ہراول) کے کام کرو۔ اپنے لشکر کے ہمراہ شہر کے چاروں طرف غشت لگاتے رہو۔ اگر کوئی مشکل کام پیش آجائے یا رومیوں کے کہیں جاسوس نظر پڑ جائیں تو مجھے فوراً مطلع کر دینا میں جو کچھ اس وقت مناسب سمجھوں گا کروں گا۔ آپ نے جواب دیا یہ کہ تو میرے ضمیر کے خلاف ہے کہ میں لڑائی اور جنگ کو چھوڑ کر انتہا اور خود آرائی میں مشغول ہو گا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اچھا حتی المقدور وسعت کے موافق لڑ لینا۔ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اگر ایسا ہے تو ہم اللہ جاتا ہوں۔ چنانچہ آپ حسب ذیل رجز یا اشعار پڑھتے ہوئے روانہ ہو گئے۔

(ترجمہ اشعار) "۱۔ دشن آج تیرے پاس ضرار ایسے شخص کے ساتھ آیا ہے جو تیرے پاس بڑی سختی کے ساتھ آئے گا میں ابھی ابھی گردن کو ایسی توار سے اڑاؤں گا جو نہ تیرے تیز کانٹے اور چمکنے والی ہے۔ میں بہت جلد تیرے پاس آگ روشن کروں گا اور تو کو بہت جلد کلام بزدل کے سبب بھگا دوں گا۔"

حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا اشعار پڑھتے ہوئے ایک پھرے ہوئے شیر اور غضب ناک چیتے کی طرح منزل مقصود کی طرف چلے۔ حضرت خالد بن ولید باب شرقی پر رہے۔ آپ کی فوج نے رومیوں پر حملہ کیا۔ ادھر رومیوں نے عہد کر لیا کہ جب تک ہم میں ایک فرد بھی باقی ہے لڑائی کو بدستور باقی رکھیں گے۔ عورتوں اور اداؤں کے ہاتھ نہ آنے دیں گے۔ یہ سوچ کر انہوں نے بھی تیر چال شروع کی اور طریقے سے حقیقت تیر اور پتھروں کی اس قدر بارش ہوئی کہ طرفین کے اکثر آدمی زخمی ہو گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حضرت عبدالرحمن بن حمید بن نجی مدینہ طیبہ سے لے کر اس وقت یہاں پہنچے جب کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ رافع بن عیمرۃ الغسانی کے ہمراہ باب شرقی پر جنگ وجدال میں مشغول تھے حضرت عبدالرحمن بن حمید نجیؓ نے باب شرقی کا رخ کیا اور یہاں پہنچ کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ فرمان دیا۔ آپ اسے پڑھ کر بہت خوش ہوئے۔ مسلمانوں کو حضرت ابوسفیان اور حضرت عمرو بن معدیکرب زبیدی اور ان کے لشکر کے آنے کی خوش خبری سنائی۔

کہتے ہیں کہ یہ خبر تمام لشکر میں پھیل گئی، دن بھر مسلمان لڑتے رہے۔ رات ہوئی دونوں فریق جدا ہوئے تو مسلمانوں کا ہر سردار اپنے اپنے دروازے اور مقام پر متعین رہا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رخہ ہر دروازے پر بھجوا دیا اور جگہ پڑھ کر سنا دیا گیا۔ مسلمان مکہ کو ن کر رہے حد خوش ہوئے۔ رات صبح کی لڑائی کے لئے نہایت مستعدی اور انتظار کے ساتھ گزاری۔ باری باری سے اپنی اپنی فوج کی تکہائی کرتے رہے۔ حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام رات پورے لشکر کے گرد پھرا اور غشت لگاتے رہے کہ دشمن اچانک نہ آ پڑے اور شب خون کر دے۔

۱۔ بعض نسخوں میں باب کسان آیا ہے۔ ۱۲۴ھ

۲۔ طبعہ لشکر کا وہ جوف غشت کرتا ہے اور دشمن کے حالات کی خبریں بھی دم دم میں دیتا ہے۔ ۱۲۴ھ

واقفی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رات کو مسلمانوں کی تکبیروں کی آوازیں بہت زیادہ بلند ہوتی رہیں۔ رومی بھی رات بھر مخصوص کلمات کے ساتھ چیخنے اور چلاتے رہے۔ شہر پناہ کی دیواروں پر نشانات آویزاں رکھے۔ گھنٹے بجتے رہے اور مشعلیں اس قدر روشن رکھیں کہ گویا دن نکل رہا ہے۔

واقفی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اہل دمشق اکٹھے ہو کر شہر کے روسا اور اکابر قوم کے پاس گئے اور مشورہ کیا کہ اس میں ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ بعض نے کہا مصالحت بہتر ہے۔ حضتی المقدار پر مسلمان صلح کر لیں اتنی رقم انہیں دے کر صلح کر لینی چاہئے۔ بعض نے اس کی تائید کی اور کہا واقعی اجندہ دین کی جنگ میں جن فوجوں نے جن میں ہر قبیلہ بھرتہ، اراچیہ اور قیصرہ سب ہی قبیلے تھے ان کا مقابلہ کیا تھا۔ جب باوجود ہم تعداد میں زیادہ ہونے کے ان کا مقابلہ نہ کر سکے، بلکہ مسلمانوں نے انہیں غمہ کی طرح چیں کے رکھ دیا تو ہم جب کہ ان سے تعداد کے اعتبار سے زیادہ ہیں نہ شجاعت کے اعتبار سے کسی طرح مقابلہ کر سکتے ہیں۔ بعض کی رائے ہوئی کہ بادشاہ کے داماد تو ہے ہمیں اس کام میں مدد اور مشورہ لینا چاہئے۔ آیا اس میں اس کی کیا رائے ہے؟ ہمیں اس کے پاس جا کر اپنی کہنی اور اس کی منہی چاہئے۔ نیز اس سے درخواست کرنی چاہئے کہ وہ ہمارے اس کام میں ہمارا ہاتھ بٹائے۔ اگر اس کی رائے صلح کی ہوگی تو صلح کر لیں گے یا اس کو ساتھ لے کر اس کی حمایت میں ہم مقابلہ کو نکلیں گے۔

راوی کہتا ہے کہ یہ تمام جمع ہو کر تو ما کے دروازے پر پہنچے۔ وہاں چند سپاہی پہرے پر مقرر تھے انہوں نے دریافت کیا تم لوگ کیسے آئے؟ انہوں نے کہا ہم بادشاہ کے داماد سے ملنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا بہتر ہے ہم اندر سے اجازت لے آئیں۔ اجازت کے بعد یہ لوگ اندر داخل ہوئے اور زمین بوس ہو کر سامنے کھڑے ہو گئے۔ یہ دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا، بیٹھنے کی اجازت دی یہ بیٹھ گئے مگر ان کے چہروں سے خوف اور رنج معلوم ہو رہا تھا۔ تو ما ان کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا ایسی اندھیری رات میں آپ لوگ یہاں کیسے آئے؟ انہوں نے جواب دیا اے سردار! ہمارے شہروں پر جو آفت اور بربادی نازل ہو رہی ہے ذرا اس کی طرف توجہ کیجئے اور ہم پر آج کل جو افتاد اور بلا نازل ہو رہی ہے جس کے رفع کرنے کی ہم رے اندر طقت نہیں ہے اس کا کچھ علاج کیجئے۔ ہمیں آپ پر بہت زیادہ اعتماد اور بھروسہ ہے۔ ہم ان عربوں کے ساتھ مصالحت کر لیں اور جو کچھ مانگیں انہیں دے دیں یا آپ بادشاہ کو لکھ بھیجیں کہ وہ ہماری مدد اور کمک کرے یا آپ ہی ان مسلمانوں کو ہم سے کسی طرح دفع کریں ورنہ ہمارے ہلاک ہونے میں اب کچھ کسر نہیں ہے۔ تو ما یہ سن کر کھل کھ کر ہنسا اور کہنے لگا۔ تف ہے تم پر دشمن کو خود تم نے ہی ہمت، جرات اور ترغیب دلائی ہے۔ اسے پھر ترغیب ہونے ہی تھی۔ مجھے اپنے بادشاہ کے سر کی قسم! میں تو مسلمانوں کو لڑائی کے قابل اور اس کا اہل بھی نہیں سمجھتا اور نہ اس بات کے قابل جانتا ہوں کہ وہ تیرہ کی بوچھاڑ میں ٹھہر بھی سکتے ہوں گے۔ اگر کبھی وہ میرے قریب آ گئے تو میں ان سے انگوں کو پھپھلوں کے ساتھ ملا دوں گا اور اپنی قوم کو پورا پورا مدد دے دوں گا۔ تم اپنے شہر میں اطمینان سے رہو اور کسی طرح کا خوف دل میں نہ لاؤ۔ کیونکہ اگر ان کے واسطے شہر کا دروازہ کھول بھی دیا جائے تو اتنی کسی کی ہمت ہے کہ شہر میں گھس آئے۔

اہل دمشق کا تو ما کو لڑائی کے لئے آمادہ کرنا

اہل دمشق یہ سن کر کہنے لگے اے سردار! مسلمان بڑے سخت ہیں اور جو آپ نے بیان کیا ہے وہ ان صفات سے کہیں بڑھ چڑھ

کریں، ان میں کا ایک چھوٹے سا چھوٹا اور بڑھے سے بڑھا آدی دس سے لگا کر اس سو تک کا مقابلہ کر سکتا ہے اور ان کا سردار تو اتنی سخت آدی ہے کہ اس کا مقابلہ ہی نہیں ہو سکتا۔ آپ اگر ہمیں شیروں اور اموال کو محفوظ دیکھنا اور رکھنا چاہتے ہیں، آپ ہماری پوری پوری حمایت کرنا گوار کرتے ہیں تو آپ یہ تو ان سے صلح کر لیں یا ہمارے ساتھ چل کر ان کا مقابلہ کریں۔

تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ قوم! اول تو تم ان سے زیادہ ہو۔ دوسرے تمہارا شہر مومن مصون اور قلعہ بند ہے اور دوسرے اس شہر کے علاوہ تمہارے پاس ایسے ایسے شہر اور شہر ہیں۔ جو تمہارے پاس کافی اسلحہ زہ اور سامان موجود ہے۔ پھر یہ لوگ ننگے بدن ننگے پیچ ان کے پاس اتنا ساز و سامان کہیں؟ انہوں نے کہا اسے سردار! ان کے پاس ہمارا ہی ساز و سامان اور بے شمار اسلحہ موجود ہیں جو انہوں نے جنگ فلسطین اور ہنری میں حاصل کیا۔ نیز بزرگوں اور عزرائیل سے بیت بیبا میں مقابلہ ہوا تو خود ہم قلعہ میں تھے وہ جچیں۔ شجوراکے مقام میں پولس اور اس کے بھی کی بطرس سے لیا۔ چنانچہ دین کی جنگ میں ان کے علاوہ ان کے ہاتھ آئے۔ ان کے پاس ساز و سامان اور مال جو انہوں نے ہم سے ہی حاصل کیا تھا بہت ہے مگر لا پرواہی کے سبب اس سے کام نہیں لیتے۔ علاوہ انہیں ان کے نبی کے خدا کی طرف سے انہیں ایک خبر دی ہے کہ جو مسلمان جہاد میں مارا جائے گا وہ ہمیشہ کے لئے جنت میں داخل ہو جائے گا اور جو کافر قتل ہو گا وہ دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ اسی واسطے یہ لوگ ننگے بدن اور ننگے پیچ بے دھرم ہو کر ہم سے مقابلہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے نبی کے قول کے موافق جنت میں چلے جائیں۔“

تو یہ سن کر ہنری اور کسبہ کا کہنے لگا کہ تمہاری اسی سادہ لوحی سے انہیں زیادہ دلیر بنا دیا ہے۔ اس قسم کی باتیں تمہارے ذہن میں سما چکی ہیں اور اس کی وجہ سے ان فرود ماہ اور غلام لوگوں سے تمہیں تاک لیا ہے۔ اگر تم صداقت کے ساتھ ان سے لڑتے تو چونکہ تم ان سے کئی گنا زیادہ شہر و دارن قوتیں کر دیتے۔ انہوں نے کہا سردار! آپ جس طرح چاہیں یہ بلا ہم سے دور کر دیں اور آپ یہ یاد رکھیں کہ اگر آپ ہماری مدد اور اعانت نہ کریں گے تو ہم جس چیز پر وہ مصالحت چاہیں گے ان سے کر کے ان کے واسطے دروازہ کھول دیں گے۔ تو ان کی یہ گفتگوں سردار تک غور کرتا رہا اور اس کے دل میں یہ خوف پیدا ہو گیا کہ واقعی یہ لوگ ایسا ہی کر دیں گے۔

پھر خوب سوچ کے کہنے کا تم لوگ بے کل فکر نہ کرو۔ میں کل تمہارے ساتھ ہو کر ان سے لڑائی کے لئے نکلوں گا۔ ان کے سرداروں کو چن چن کر قتل کر دوں گا اور انہیں مار کر بچھا دوں گا۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ ہو کر ایسی گھسان کی لڑائی لڑو اور میرے قوت بازو ہو کر ایسی جان توڑ کوشش کرو کہ جسے میں پسند کروں اور تم کامیاب ہو جاؤ۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم آپ کے ساتھ جلد آپ سے آئے رہیں گے اور جب تک ہم میں سے ایک فرد بھی زندہ ہے اس وقت تک برابر لڑتے رہیں گے۔ اس نے کہا بہتر ہے لڑائی صبح پر رکھو۔ اب لڑائی میں اہل عرب پر اچھی طرح مصیبت آئے گی۔ یہ لوگ اس کا ٹکڑا ادا کر کے رخصت ہوئے۔ تمام رات تدبیر کی گفت و گو رہی۔ جبروں اور دروازوں پر آگ روشن کی اور اس کے حکم کے منتظر رہے۔

اور صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فرود کا وہاں میں توجہ دالی اللہ کے نکیر و جلیل اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیج رہے تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیر کے مقام میں عورتوں، بزرگوں اور مال غنیمت کے پاس رہے۔ حضرت رافع بن عسیرہ الطائی باب شرقی پر لشکر زحف میں تھے تمام رات اسی طرح سپہرہ اور خلافت میں گزار رہے تھے۔ صبح نمودار ہونے پر ہر ایک سردار نے اپنی جماعت کو نماز پڑھائی۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی باب جابیہ پر اپنی فوج کو نماز

پڑھا کر لڑائی پر جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ تمہیں لڑائی سے دل نہ توڑنا چاہئے۔ جو شخص آج محنت و مشقت کرے گا۔ کل یقیناً وہ راحت اور آرام پاوے گا۔ تیر چلانے میں زیادہ احتیاط سے کام لو۔ تیر خط بھی کرتے ہیں اور نشانے پر بھی جھپٹتے ہیں۔ گھوڑوں پر مطلق سوار نہ ہو کیونکہ خدا کے دشمن تم سے بلند جگہ پر ہیں جنہیں تیر چلانے کا اچھا موقع ہے۔ ایک دوسرے کو مدد دیتے رہنا اور دشمن کے متبادل میں ثابت قدمی دکھانا۔

راوی کہتا ہے کہ یہ سب اپنے جسموں کو ڈھالوں سے محفوظ کر کے پایادہ ہی دشمن کی طرف بڑھے۔ ادھر حضرت بزید بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب صغیر سے قیس بن ہبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب کیسان سے رافع بن عیسہ الطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب شرقی سے شریح بن حسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب توماس سے اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب اغردیس سے چلے۔

والدہ رضی اللہ عنہ نے سلسلہ روایت کے ساتھ حضرت رفاعہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں میں نے اپنے والد حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو فتح دمشق میں موجود تھے دریافت کیا کہ دمشق کے محاصرہ کے روز آپ حضرات سوار ہو کر لڑ رہے تھے یا پیدل؟ آپ نے فرمایا سوائے حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوسرے سواروں کو جو اس محاصرہ میں کہنگامہ میں تمام لشکر اور شہر کے گرد چکر لگاتے پھر رہے تھے باقی تمام لشکر پیدل تھا حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہر کے گرد اس لئے پھر رہے تھے کہ اچانک دشمن کسی جگہ سے مسلمانوں پر حملہ نہ کر دے۔ آپ جس وقت کسی دروازے کے پاس جھپٹتے تو توقف فرما کر لوگوں کو جنگ کی ترغیب دیتے اور کہتے کہ دشمنان خدا کے متبادل میں صبر کرو صبر۔ کل یعنی قیامت کے روز تم اللہ تعالیٰ جل شانہ کے سایہ مظلمت میں اٹھائے جاؤ گے۔ اگر خدا کے دشمن شہر بندہ کی دیوار سے تم پر خروج کریں تو باری تعالیٰ اس پر قادیں کہ ان پر ان کے اوپر ہی سے یا بیرون کے نیچے سے عذاب بھیج دیں۔ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ تمہاری فتح ہوگی۔

کہتے ہیں کہ اب ایک نے دوسرے کو لڑائی کے لئے پکارا۔ تیر اندازوں نے تیر چلائے۔ قلعہ والوں کی طرف سے تیر برسنے شروع ہو گئے، مینٹیک سے ڈھیلے آنے لگے کہ مسلمان اس بار پر جو قلعہ والوں کی طرف سے نمودار ہوئی، نہایت صبر و استقامت سے ڈٹے رہے۔ بادشاہ کا داماد تو اپنے ہمنام دروازے سے نکلا۔ یہ شخص تمام دمشق میں نہایت عابد، زاہد، شجاع اور دانش مند مشہور تھا کافروں کے شہروں میں اس سے زیادہ عابد اور اپنے دین کا کوئی دوسرا زاہد اس کے برابر نہیں تھا نہ اس سے زیادہ کوئی دوسرا بزرگ قوم سمجھا جاتا تھا۔ آج یہ اپنے محل سے اس حیثیت اور شان کے ساتھ نکلا کہ سب سے بڑی صلیب اس کے ہاتھ میں تھی اس نے صلیب کو برج پر گاڑ دیا۔ بھارت اور اراجہ نیز بڑے بڑے نصرانی اس کے گرد جمع ہوئے۔ انجیل ایک اور شخص کے ہاتھ میں تھی اس نے بھی اسے صلیب کے پاس رکھ دیا۔ نصرانیوں نے اس وقت چلانا شروع کیا۔ گفتگو و قال کی آوازیں آنے لگیں۔ تو مانے اپنا ہاتھ انجیل کی ایک سطر پر رکھ اور اس طرح دعا پڑھتی شروع کی:-

”اودھ! ہم میں سے اس شخص کو مدد سے جو حق پر ہو ہمیں غالب کر دشمنوں کے ہاتھ میں نہ دے، ظالموں کو براہ کرم تو خالوں کو جانتا ہے۔ اسے اللہ میرے ہم صلیب کے واسطے اور اس شخص کے وسیع سے جو سولی دیا گیا اور جس نے آیات ربانیہ کو ظاہر اور افعال لاہوتیہ کو آشکارا کیا، تجھ سے نزدیکی اور قرب چاہتے ہیں۔ وہ شخص ہمیشہ تیرے ساتھ ہے، دنیا میں آیا اور پھر لوٹ گیا تیرے پاس سے انجیل لایا۔ پس ہمیں ان ظالموں کے مقابلے میں مدد دے اور جو شخص راہ راست پر ہے اس کو غالب کر اس کی اس دعا پر سب نے نعل کر آئین کہی۔

رفاع بن قیس کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت شریحیل بن حنہؓ کا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح بیان کیا تھا اور ان سے روہس حاکم بصری جو اس وقت ان کے پاس باب تو ما میں تھے۔ رویوں سے یہ سن کر ترجمہ کر کے بتلاتے جاتے تھے۔ کیونکہ ہر ایک کلام ان کا دی۔ ہم کو ہماری زبان میں بتلایا کرتے تھے۔ حضرت رفاع کہتے ہیں کہ رویوں کی یہ کفری باتیں اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام پر تہمت بن کر حضرت شریحیل بن حنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز دیگر مسلمانوں نے خدا سے پناہ مانگی دروازہ کی طرف حملے کی نیت سے بڑھے اور چونکہ حضرت شریحیل بن حنہؓ کو توہ کا یہ قول سخت ناگوار گزرا تھا اس لئے آپ نے فرمایا مردودو! تم نے جھوٹ بکا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خداوند تعالیٰ کے نزدیک حضرت آدم علیہ السلام کی مثل ہے۔ ان کو باری تعالیٰ نے مٹی سے پیدا کیا ان کو جب تک چا پا زندہ رکھا اور جس وقت خوشی ہوئی اٹھایا۔ یہ کہہ کر آپ نے اس پر ایک تخت حمل کیا۔

دشق میں تو ما کی لڑائی اور حضرت ابان بن سعید کی شہادت

مسلمان اس قدر سختی اور جانکاهی کے ساتھ لڑے کہ اس سے پہلے کبھی کسی لڑائی میں اس زور کے ساتھ نہیں لڑے تھے۔ ملعون تو ما نے بھی نہایت بے جگری کے ساتھ مقابلہ کیا۔ اس کے آدمیوں نے پتھراؤ اور تیروں کا لگاتار مینہ برسنا شروع کر دیا جس سے بہت سے مسلمان مجروح ہو گئے۔ مجروحین میں حضرت ابان بن سعید بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے کہ ان کے ایک مسوم تیر (زہر میں بجھا ہوا) آ کر لگا۔ انہوں نے اگر چہ اسے نکل لیا اور زخم پر اپنا عمامہ ہی باندھ لیا تھا مگر انہوں نے اس کے زہر کا اثر اپنے بدن میں محسوس کیا اور یہ لگنے لگ پڑے۔ ان کے بھائیوں نے انہیں سنبھالنا لشکر میں تھا کر لائے اور ارادہ کیا کہ عمامہ کھول کر علاج کریں۔ مگر حضرت ابان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھولنے سے منع کیا اور فرمایا کہ اگر اس کو کھول دیا گیا تو میرا دم اسی وقت کھولنے کے ساتھ ہی ساتھ نکل جائے گا۔ خدا کی قسم! جو کچھ میں باری تعالیٰ سے نکتہ اور امید کرتا تھا وہ مجھے مل گیا (یعنی شہادت۔ مترجم) مسلمانوں نے ان کی خواہش کے خلاف اس زخم کو کھولنا شروع کر دیا۔ ابھی یہ کھولنے بھی نہ پائے تھے کہ حضرت ابانؓ نے آسمان کی طرف آنکھ اٹھائی انگلی سے اشارہ کیا اشہدان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ هذا ما وعد الرحمن وصدق المرسلون (نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، یہ وہ ہے جس کا وعدہ رحمن نے کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا) آپ کے منہ سے ابھی یہ حمد پورا بھی نہیں نکلا تھا کہ روح اس قفس عفری کو چھوڑ کر عالم بالا میں چلی گئی۔ خداوند تعالیٰ ان پر رحم کریں (امام احمد و ابوالیاء الراحون)۔

آپ کی شادی ابھی اجنادین کے مقام میں جنابہ ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ سے ہوئی تھی جن کے ہاتھ اور سر سے شب عروسی کی مہندی اور عطر تک کا اثر ابھی تک زائل نہیں ہوا تھا یہ ایک شیعہ اور دیر خاندان کی خاتون اور پیادہ لڑنے والی عورتوں میں سے تھیں جس وقت انہوں نے اپنے شوہر کی شہادت کے متعلق سن تو نہایت گھبراہٹ کے ساتھ لٹکے ہوئے دامنوں میں الجھتی ہوئی ٹھوکریں کھتی ہوئی ان کی لاش کے پاس آ کر کھڑی ہو گئیں۔ انہیں دیکھ کر ثواب کی امید میں صبر کر کے سوائے اس جملہ کے اور کچھ زبان سے نہیں نکلنے دیا کہ آپ کو جو عطا ہوا وہ مبارک ہو۔ آپ رب العالمین کے جوار رحمت اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں کے پاس چبے گئے۔ اس خداوند علم کے پاس جس نے ہمیں ملایا تھا پھر جدا کر دیا۔ میں تمہاری چونکہ مشتاق ہوں خدا کی قسم! اس قدر جہاد کروں گی کہ تم سے مل جاؤں۔ کیونکہ نہ میں نے تمہیں اچھی طرح دیکھا اور آرام برتا اور نہ تم نے۔ خدا کو یہی منظور تھا کہ میں نامراد

ہوں۔ میں نے اپنے اوپر حرام کر لیا ہے کہ تمہارے بعد مجھے کوئی مس کرے۔ میں نے اپنی جان کو خداوند تعالیٰ کے راستہ میں وقف کر دیا ہے۔ میں تم سے بہت جلد ملوں گی اور مجھے امید ہے کہ یہ کام بہت ہی جلد ہی ہو جائے گا۔

کہتے ہیں کہ ان سے زیادہ صبر کرنے والی عورت کوئی دیکھنے میں نہیں آئی۔ اس کے بعد ان کی تجنیز و تکفین کی گئی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور ان کو سپرد خاک کر دیا گیا ان کی قبر مشہور ہے۔ حضرت ام ابان رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبر کے پاس بالکل نہیں ٹھہریں بلکہ سیدی خیمہ میں آئیں اسلحہ سے مسح ہوئیں۔ ڈھن باندھا کھوار ہاتھ میں لی اور ہیبت بدل کے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بغیر خنجر کے مسندوں کے ساتھ لشکر میں شامل ہو گئیں۔ لوگوں سے دریافت کیا کہ میرے شوہر کون سے دروازے پر شہید ہوئے؟ انہوں نے کہا تو نامی دروازے پر جو ہر قتل بادشاہ کے داماد کے نام سے مشہور ہے اور اسی نے تمہارے شوہر کو قتل کیا ہے۔ آپ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج کی طرف روانہ ہوئیں اور اس میں مل کر نہایت سختی سے لڑیں۔ آپ نہایت اچھی تیر انداز تھیں۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس روز باب تو ما کے سامنے ایک شخص کو صلیب اٹھائے اور اپنے لشکر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دیکھا اور دو چلا چلا کر کہہ رہا تھا کہ اے خدا! تو صلیب کو اور اس شخص کو جس نے صلیب کی طرف پناہ لی ہے مدد دے۔ اے اللہ! ان پر اس کا غضب ظاہر کر اور اس کو بند مریہ کر۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ابھی اس کی طرف دیکھ رہا تھا کہ دفعتاً ام ابان نے ایک ایسا تیر چلا کر خطا کئے بغیر نہ پڑ جانا لگا۔ اسی وقت وہ صلیب اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گئی۔ میں نے خود اس کے چمکتے ہوئے جواہر دیکھے۔ مسلمانوں میں کا شہر شخص اس کے اٹھانے کے لئے اپنے بدن کو ڈھالوں سے چھپا کر دوڑا۔ پتھر کی بارش ہونے لگی۔ ہمارے آدمیوں نے صلیب کے اٹھانے کے لئے اس قدر سہقت کی کہ ایک دوسرے پر گرتا پڑتا چلا۔ پہلے میں ہی اٹھاؤں۔ خدا کے دشمن تو مانے جب صلیب کے اٹھانے کے لئے مسلمانوں کی اس قدر کثرت اور بھلت دیکھی تو اسے اپنی ذلت و خواری کا احساس ہوا اور کچھ پاکاب ہدایت قریب ہے اس کا کفر اس وقت اور تیز ہوا اور اسے یہ سخت ناگوار گزرا کہ اس نے دل میں غور کیا کہ بادشاہ کو اس کی خبر ضرور ہوگی کہ صلیب اعظم مجھ سے چھین لی گئی اور کچھ دن کے لئے اس کے، ملک مسلمان ہو گئے۔ یہ سوچ کر اس نے کمر کسی۔ توار اور سپر ہاتھ میں لی اور اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا جسے میرا ساتھ دینا ہو وہ میرے ساتھ چلے اور جسے بیٹھنا ہے بیٹھ جائے۔ میں اب ضرور مقابلہ کو لنگوں گا اور دشمن کو فوج کر کے اپنے دل کو آرام دوں گا۔ یہ کہہ کر وہ بہت بھرتی سے نیچے اترا۔ دروازہ کھول دینے کا حکم دیا اور دروازہ کھلتے ہی سب سے پہلے میدان میں نکلا۔ روی چونکہ اس کی شجاعت، ہر داگی، دانش مندی اور شدت حملہ سے خوب واقف تھے اس لئے بعض حیران اور بعض ڈھال اور کھوار لئے ہوئے مڑی دل کی طرح اس کے پیچھے پیچھے نکل پڑے۔

کہتے ہیں کہ مسلمان صلیب کے سامنے میں مشغول تھے کہ روی چیتنے چلائے دروازے سے باہر آئے۔ شور و غوغا بلند ہوا۔ مسلمانوں میں سے ایک نے دوسرے کو متنبہ کیا اور جب رومیوں کو اپنی طرف آتے دیکھا تو صلیب حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سپرد کردی اور خود ان کے مقابلے میں ڈٹ گئے۔ دشمن کی طرف بڑھے اور اگرچہ دروازہ کے اوپر سے تیر اور پتھر کافی مقدار میں برس رہے تھے مگر پھر بھی رومیوں پر ہل پڑے۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے آواز سے کہا یا معاشرا! مسلمان! دروازہ کے

سامنے سے پیچھے ہٹ کر لڑتا کہ دشمن کے پتھر اور تیروں سے محفوظ ہو جاؤ۔ یہ سن کر مسلمان پیچھے ہٹے اور اس طرح دشمن کے شر سے محفوظ ہو گئے۔ جس وقت یہ پیچھے ہٹے تو خدا کے دشمن تو مانے دائیں بائیں لڑتے اور مارتے ان کا قہقہہ بکھڑکایا۔ بہادرانِ رومی اس کا حلقہ کئے ہوئے تھے اور یہ ایک مست اونٹ کی طرح چھوم رہا تھا۔ حضرت شرمیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اس کی یہ حالت اور مشرکوں کا غلبہ دیکھا تو اپنی قوم کو خطب کر کے کہنے لگے۔ معاشرانِ اس! بہشت کے طلب کرنے کے لئے اپنی موت کو بھول جاؤ۔ اپنے خالق کو راضی کر لو اور یاد رکھو وہ بھاگنے یا چبھ دکھانے سے راضی نہیں ہوتا بڑھو حملہ کرو اور ان میں گھس جاؤ۔ خداوند تعالیٰ برکت دیں گے۔

کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے یہ سنتے ہی اس بے جگری کے ساتھ حملہ کیا کہ ایک جماعت دوسری جماعت میں گھس گئی۔ تلواروں نے اپنا کام شروع کیا پتھر اور تیروں نے نشانہ باندھا۔ پیر منہ پر آئی۔ ادھر رومیوں کو شہر میں خبر پہنچی کہ تو مسلمانوں کے مقابلے کے لئے نکلا ہے۔ صلیبِ اعظم اس کے ہاتھ سے مسلمانوں کے قبضہ میں چلی گئی۔ یہ سنتے ہی لوگ نکلے شروع ہوئے۔ رومیوں کی جماعت بڑھ گئی۔ خدا کا دشمن تو دائیں بائیں دیکھتا اور اپنی قوم کو صلیب کی تلاش اور اس کے حصول کی ترغیب دیتا جاتا تھا کہ دفعہ اس نے اسے حضرت شرمیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دیکھی۔ دیکھتے ہی بے مبری کے عالم میں تلوار نکال کر آپ کی طرف بڑھا اور چلا کر کہنے لگا کہ اب صلیب ڈال دو اس کی وجہ سے ہی تم پر بلا نازل ہوئی ہے۔

تو ما کا حضرت ام ابانؓ کے تیر سے زخمی ہو کر گرنا

کہتے ہیں کہ حضرت شرمیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس وقت اچانک اپنی طرف آتے دیکھا تو صلیب کو ہاتھ سے پھینک کر تلوار ہاتھ میں لی۔ پیر سینے کے برابر کی اور مقابلہ میں ڈٹ گئے۔ تو مانے آپ پر پوری طرح حملہ کیا مگر جس وقت صلیب کو زمیں پر پڑے دیکھا تو اپنے آدھوں کو آواز دی اور وہ اس کی کمک کے لئے آ موجود ہوئے۔ ادھر حضرت ام ابانؓ نے جس وقت حضرت شرمیل بن حسنہؓ پر توہ حملہ کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے دریافت کیا کہ یہ اپنے نفس کو ذلیل کرنے والا کون شخص ہے۔ مسلمانوں نے کہا یہی ہے وہ بادشاہ کا داماد اور آپ کے شوہر کا قاتل۔ ام ابان رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ سنتے ہی اس کی طرف جمحیں اور جس وقت اس کے قریب پہنچیں تو تیر کو چلہ پر چڑھا کر چاہا ہی تھا کہ چھوڑ دیں رومی ان کے قریب پہنچ گئے۔ ارادہ کیا کہ انہیں گزند پہنچائیں مگر آپ نے اس کی کچھ پروا نہ کی اور بسم اللہ و علیٰ ہر کذہ رسول اللہ کہہ کر نشہ پر تیر چھوڑا۔ تو ما قریب تھا کہ حضرت شرمیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچ جائے کہ اوپر سے یہ تیر آیا جو اس کی دائیں آنکھ میں اترتا چلا گیا۔ تیر کھاتے ہی ہی چلاتا ہوا پیچھے مڑا۔ ادھر حضرت ام ابانؓ نے دوسرے تیر کا ارادہ ہی کیا تھا کہ کچھ رومی ان کی طرف لپکے اور بعض نے خدا کے دشمن تو ما کو ڈھالوں کی پناہ میں لے لیا۔ مسلمان بھی یہ دیکھ کر حضرت ام ابانؓ کی حفاظت کے لئے اس طرف بڑھے اور جس وقت یہ دشمنوں کے شر سے محفوظ ہو گئیں تو پھر حسب ذیل رجز یہ اشعار پڑھ کر تیر کو بڑھ کر بڑھائے لگیں۔ (ترجمہ اشعار) اے ام ابان! تو اپنا بدلہ لے اور ایک پیچھے والا حملہ کر۔ تیر سے تیروں سے رومیوں میں شور ہو گیا ہے۔ میں نے قسم کھالی ہے کہ میں اب لڑائیوں سے ہی بات کروں گی۔ میں اب تمہیں چھوڑ کر عیش نہیں کروں گی۔

واقعی رحمت اللہ علیہ کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ اشعار پڑھتے پڑھتے پھر ایک تیر امارا جو ایک رومی کے سینے پر لگا۔ وہ پکڑا کے

ز میں پر گرا تو ایک پھر اس کی گردن پر پڑا۔ رومی اوندھا ہوا اور مر گیا۔ خدا کا دشمن تو پہلا تیر کھاتے ہی اونٹ کی طرح پھیلا تا اور چلا تا ہوا بھاگا۔ دروازے کے قریب آیا اور اس میں گھس گیا۔ حضرت شرمیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے چلا کر کہا تم پر سخت افسوس ہے کہ رومی کتابچہ لگا۔ کتوں کی طرف بڑھو ممکن ہے کہ تم ان تک پہنچ چاؤ۔

یہ کہہ کر آپ نیز آپ کی جماعت ان کی طرف دوڑی اور ان کو مارتے مارتے دروازے تک پہنچا چلی گئی مسلمان جس وقت دروازے کے قریب ہوئے تو ان پر اوپر سے پتھر اور تیر برسنے لگے۔ مسلمان پیچھے لوٹے اور علاوہ کپڑا ہتھیار اور صلیبیں لوٹ لینے کے متن سو رمیوں کو کھوار کے گھاٹ اتار دیا۔ خدا کا دشمن آنکھ میں اسی طرح تیر لئے ہوئے دروازے میں داخل ہو گیا اور جس وقت یہ اندر داخل ہوا تو فوراً دروازہ بند کر لیا گیا۔ معززین اور روسائے قوم اس کے گرد جمع ہوئے۔ حکماء نے تیر نکالنے کے تدابیر سوچیں اور چاہا کہ اسے پکڑ کر کھینچ لیں مگر وہ کسی تدبیر سے نہ نکل سکا۔ تو مامدت در سے چیخ رہا تھا اور کوئی تدبیر اس کے نکلنے کی سمجھ میں نہ آتی۔ آخر تیر کا گڑ جو کھڑکی کا تھا۔ کاٹ دیا گیا اور پیکان آنکھ میں رہنے دیا گیا۔ پنی باندھنے کے بعد گھر چلنے کے لئے کہا مگر یہ دروازے کے اندر اسی جگہ پر جھٹکیا۔ کچھ دیر کے بعد در میں سکون ہوا تو قوم نے پھر مکان پر جانے کا اصرار کیا اور کہا کہ اس بے دین میں اگر آپ گھر میں آرام کریں تو بہت بہتر ہے۔ افسوس! آج ہم پر دو مصیبتیں نازل ہوئی ہیں۔ پہلی مصیبت صلیب عظیم کا ہاتھ سے نکل جانا اور دوسرے مصیبت آپ کی آنکھ میں تیر لگنا اور یہ دونوں مصیبتیں اس قوم کے ہاتھ سے ہمیں پہنچیں۔ اب ہم اچھی طرح جان گئے ہیں کہ اس قوم کا نہ کوئی مقابلہ کر سکتا ہے اور نہ کوئی آدمی ان کی اس آتش حرب میں قدم رکھ سکتا ہے۔ ہم نے آپ سے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ جو کچھ یہ ہم سے مانگیں انہیں دے دلا کر ان سے صلہ کر لینی چاہئے تو مایہ نسی کر آگ بگولا ہو گیا اور کہنے لگا اے بد بختو! اتنا سوچو کہ صلیب عظیم جاتی رہی۔ میری آنکھ کو صدمہ پہنچا عزیز واقارب مارے گئے پھر بھی میں ان غلاموں کی طرف سے غفلت کروں اور دانستہ طور پر بے خبری برتوں۔ کیا میری اس غفلت کی اطلاع سستی اور مجزی خبر بادشاہ تک نہیں پہنچتی۔ مجھے ہر حال میں ان کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ میں یقیناً ان سے اپنی صلیب واپس لوں گا اور اپنی ایک آنکھ کے عوض ان کی ہزار آنکھیں پھوڑ کر رہوں گا تا کہ بادشاہ کو معلوم ہو جائے کہ میں نے ان سے اپنا بدلہ لے لیا ہے۔ میں حال ہی میں ان کے ساتھ ایک ایسا کر اور ایک ایسی چل چوں گا کہ کسی طرح ان کے سردار تک پہنچ جاؤں اس کے بعد ان کی جماعت کو مار کر بھگا دوں گا۔ جو کچھ انہوں نے ہم سے لوٹا ہے سب لوٹا لوں گا اور انکھا کر کے بادشاہ کے پاس چلا کر دوں گا۔ اس کے بعد پھر بھی میری آنش انتقام فرو نہیں ہوگی بلکہ میں ایک لشکر تیار کر کے بار برداری کا سامان و زرادہ ساتھ لے کر حجاز اور بادشاہ ابو بکر (خاکستہ بدین۔ مترجم) پر چڑھائی کروں گا وہاں پہنچ کر ان کے آثار کو سمار سکوں کھتاہو بر باد گھروں کو کھنڈ اور مسجدوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا اور ان کے شہروں کو اس قابل کر دوں گا کہ اس میں گوہر گھونس اور دوسرے خوشی چور رہنے لگیں۔

یہ کہہ کر یہ دروازے کے اوپر چڑھا آنکھ پر پنی باندھ لیا تاکہ اس کے لوگوں کے دلوں میں سے مسلمانوں کا رعب نکل جائے انہیں جنگ کی ترغیب دینے لگا اور کہا گھبراؤ مت! اہل عرب سے جو تمہیں تکلیف پہنچی ہے اس کی چنداں پرواہ مت کرو، صلیب ضرور انہیں بھگا کر رہے گی۔ اگر تمہیں اس کا یقین نہ ہو تو میں ذمہ دار اور ضامن ہوتا ہوں۔ لوگوں کو اس کے کہنے سے ڈھارس بندھی اور وہ پھر ایک دفعہ دل کھول کر لڑنے لگے۔

ادھر مسلمانوں نے بھی خوب ڈٹ کے ان کا مقابلہ کیا۔ حضرت شرمیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک آدمی بھیجا اور کہا کہ تم حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہاں کا تمام قصہ بیان کرو اور کہو کہ تو بادشاہ کے داماد کے ہاتھ سے ہمیں بے حد و حساب نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ نیز اس ہمارے مورچہ پر سب سے زیادہ ہنگامہ آرائی ہے۔ اس لئے ہماری کمک کے لئے کچھ آدمی روانہ کیجئے۔ قاصد نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تمام قصہ بشرف کین سے لڑائی حضرت ام ابیہان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھ سے تو کاغذی ہوتا۔ صلیب کا گرنا، اس کا مسلمانوں کے قبضہ میں آ جانا اور جس شخص کے ہاتھ میں صلیب تھی اس کا مارا جانا سب بیان کر دیا، آپ سن کر بے حد خوش ہوئے، عجبہ و شکر ادا کیا اور فرمایا یہ معلون تو مایہ جو بادشاہ کے نزدیک بہت زیادہ عزیز ہے، لوگوں کو صلح سے منع کرتا ہے۔ مجھے پری تو بی محل مجددہ سے قوی امید ہے کہ وہ ہمارے س کام میں ہمیں کفایت کریں گے اور ان کی بدی برائی انہی پر ڈال دیں گے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ تم حضرت شریصل کے پاس لوٹ چو اور ان سے کہو کہ تم اپنے مورچہ پر جہاں میں نے تمہیں متعین کر رکھا ہے بدستور کام کرتے رہو۔ مسلمانوں کا ہر گروہ، فرقہ اور جماعت اپنے اپنے کام میں ہر جگہ مشغول ہے۔ البتہ مجھے اپنے نزدیک سمجھو۔ نیز ضرارؒ شہر کے چاروں طرف گشت نگار رہے ہیں۔ وہ بھی تم سے ہر وقت قریب ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان کے ہوتے ہوئے تمہارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ دل رنجیدہ مت کرو اور برادر لڑتے رہو۔

کہتے ہیں یہ سن کر قاصد نے حضرت شریصل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ پیغام پہنچ دیا۔ آپ نے نہایت پامردی اور استقلال کے ساتھ کام کرنا شروع کر دیا اور اس تمام دن اسی طرح لڑتے رہے۔ صلیب اعظم کے ہاتھ آئے اور توہ کے زخمی ہونے کی خبر حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام سرداران فوج اسلام کو پہنچی تو وہ نہایت خوش ہوئے۔ مسلمانوں نے اور ثابت قدمی دکھائی۔ حتیٰ کہ ظہر کا وقت گزرنے کے بعد عصر کا وقت گیا۔ دونوں لشکر جدا ہوئے۔ مسلمان اپنی اپنی فروگاہوں میں آئے، شام ہوئی تو اذان کہی گئی۔ ہر ایک سردار نے اپنی اپنی جماعت کو عشاء کی نماز پڑھائی۔ آگ روشن کی گئی اور ان مسافر مسلمانوں کے خیموں میں خدا کا کلام پڑھنے کی آوازیں آنے لگیں۔

واقعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب رات کی تاریکی نے ہر چیز کو ڈھپ لیا تو ملعون تو مانے اکابر قوم اور دلیران دمشق کو جمع کر کے ان کے سامنے حسب ذیل تقریر کی۔ دین نصاریٰ کے حاملو! تمہیں اس قوم نے گھیرا ہے اور تمہارا مقابلہ ایک ایسے گروہ سے ہوا ہے جس میں نہ نیک نددین، نہ وفاداری نہ ذمہ داری اور نہ کسی قسم کا پاس عہد ہے۔ اگر ایسی صورت میں تم نے ان سے صلح بھی کر لی تو وہ تم سے کسی طرح وفائیں کر سکتے۔ اپنی اولاد اور عورتوں کو وہ اسی واسطے ساتھ لائے ہیں کہ خواہ تم راضی ہو یا ناراض ہو وہ انہیں تمہارے شہروں میں آباد کر دیں۔ کیا تم اس کو برداشت کر سکتے ہو کہ تمہاری عورتیں بے خانمان ہو کر قید ہوں ان کی باندیاں بنیں۔ تمہاری اولاد ان کی غلام ہو، گھریا ہر ہاتھ سے نکل جائے اور تمہاری پوری پوری بے حرمتی ہو۔ میں نہیں سمجھتا کہ تم نے اس کو کس طرح برداشت کیا ہوگا؟ صلیب تمہارے ہاتھوں سے اسی واسطے چلتی رہی اور وہ اسی لئے تم سے ناراض اور خشمیں ہو گئی کہ تم نے خود اپنے دلوں میں اس دین نصاریٰ کے مٹ جانے اور مسلمانوں سے مصالحت کی ٹھان لی ہے اور یہی وجہ ہے کہ صلیب نے تمہیں سزا دی اور تمہاری امانت کی۔ میں جو آج ان کے متعین کو نکلتا تھا۔ اگر میری آنکھ میں صدمہ نہ پہنچتا تو میں آج ان سے فارغ ہو کر رہی واپس لوٹتا۔ اب میں بھی ان سے بدلہ لوں گا اور جس طرح ہوگا اس اپنی عار کو دور کروں گا۔ میں رحیم بادشاہ کی عزت کی قسم کھا کر کہتے ہوں کہ مجھے بدلہ لینا ضروری ہے۔ میں آنکھ کے بدلے میں اہل عرب کی دہزار آنکھیں نکال کر چین لوں گا اور انہیں بادشاہ

کے پاس روانہ کر دوں گا۔ اس کے بعد اپنی صلیب لوں گا۔ اگر میں نے ان امور میں غفلت کی تو مجھے بادشاہ کے خوف سے بے خوف نہ رہنا چاہئے۔

تو مایہ گفتگوں کرتے ہوئے سرداروں نے متفقہً آواز سے کہا اے سردار! اصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں کا لشکر بہت بڑا ہے اور آپ کا مطلب زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ کسی ایک طرف اور ایک دروازے سے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑنا چاہئے۔ مگر یہ بھی ضروری ہے کہ ہم پہلے سے یہ سوچ لیں کہ تمام مسلمان گھوڑوں کی باتیں پھیر کر اسی طرف سے گھس آویں گے اور سب طرف سے سمت کرتے ہوئے دروازے کو اپنی جولا گاہ بنالیں گے۔ سب سے بڑا سردار اگر شرقی دروازے سے آئے گا تو دوسرا باپ جاہیہ سے۔ پھر ان کا تھامن مشکل ہو جائے گا اور ایسی مصیبت آکر پڑے گی جس کا برداشت کرنا تیری سکت اور تیری طاقت سے کہیں باہر ہوگا یا ہی نہیں۔ اگر تیری خوشی شہر پناہ سے باہر نکل کر لڑنے کی ہے تو ہم اس پر بھی راضی ہیں اور اگر قلعہ بند ہو کر چہار دیواری سے لڑنے کا ارادہ ہے تو اس طرح بھی ہم موجود ہیں۔

تو یہ سن کر بولافنون حرب میں جو شخص جتن زیادہ غور کرتا ہے اس سے کوئی بات مخفی نہیں رہتی۔ میری سمجھ میں اس وقت لڑائی کے لئے ایک خاص تدبیر آ رہی ہے مگر پہلے تمام امراء ہر خاص و عام کو جمع کر لیا جائے۔ چنانچہ کچھ لوگ مسلمانوں کے خوف اور دروازوں کی حفاظت کی غرض سے مورچوں پر رہ گئے اور باقی تمام آدمی جمع ہو گئے۔ تو مانے ان سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا یہ ارادہ ہے کہ میں مسلمانوں پر شب خون ماروں اور ان کے فردوگا ہوں اور خیموں پر اچانک جا پڑوں۔ رات زیادہ میب اور اندھیری ہے۔ دشمن راستوں اور گھاٹیوں سے بے خبر ہے اور تمہیں یہاں کے گلی کوچوں سے خوب واقفیت ہے۔ لہذا بہتر ہے کہ ہر شخص تم میں سے مسخ ہو کر اپنے اپنے دروازے سے باہر نکلے۔ ادھر میں ساتھیوں سمیت اپنے دروازے سے باہر نکلوں گا اور اس طرح مجھے امید ہے کہ ہم کامیاب اور خوشی خوشی اپنے گھروں میں واپس ہوں گے۔

میں مسلمانوں پر حملہ کرتا اور ان کی قوم کو تباہ و برباد کرتا ہوں ان کے سردار تک پہنچ جاؤں گا اور اسے قید کر کے بادشاہ کی خدمت میں بھیج دوں گا۔ بادشاہ اس کے لئے جو چاہے حکم کرے۔ تم میں سے جو شخص اپنے دروازے سے نکلے تو اپنی جگہ اور مقام کو کسی طرح نہ چھوڑے۔ میں لڑتا لڑتا خود تم تک پہنچ جاؤں گا۔ یہ سن کر سب نے بخوشی اس تجویز کو منظور کر لیا۔

تو ما کا شب خون کرنے کی نیت سے اپنے لشکر کو ترغیب دینا

اس کے بعد تو مانے کچھ آدمی باپ جاہیہ پر متعین کئے اور کچھ باپ شرقی پر اور ان سے کہہ دیا کہ ہیرانے کی کوئی بات نہیں۔ مسلمانوں کا سردار خالد بن ولید تمہارے دروازوں سے بہت دور ہے۔ ان دروازوں پر محض چند سہیل اور غلام متعین ہیں۔ انہیں تم غلہ کی طرح جیس دین اور کھانے کی طرح ہضم کر لینا۔ ایک دوسرا گروہ اس نے باپ فرادیس پر جہاں حضرت عمرو بن عاص متعین تھے روانہ کیا اور ایک جماعت باپ کسان پر جہاں حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نبیل اعدوی کھڑے تھے بھیجا اور خود تمام بہادروں، دیروں اور شجاعان و مشق کے ساتھ اپنے دروازے پر رہا۔ جن جن شخصوں کی شجاعت اور بہادری سے یہ واقف تھا سب کو اپنے ساتھ لیا اور اپنی قوم سے کہنے لگا میں اپنے دروازے پر ایک ایسے شخص کو متعین کرتا ہوں جو ناقوس بجا دے گا۔ یہ ناقوس میرے اور تمہارے درمیان میں گویا ایک علامت ہوگی اور میں ناقوس کے بجتے ہی دروازے سے نکلوں گا، تم بھی اسی وقت فوراً نکل پانا اور

دشمن پر ایک دم ٹوٹ پڑا۔ اس وقت مسلمان سوتے ہوں گے یا بعض بیٹھے ہوں گے تم انہیں اتنی مہلت ہی نہ دینا کہ وہ اپنے ہتھیاروں تک پہنچ سکیں، بلکہ لڑنے کے لیے کچھ روں طرف سے سونت کے رکھ دینا اور جس کو جس حالت میں پاؤ تہ تیغ کر دینا۔ اگر تم نے یہ کام سچائی، راست بازی اور صدق دل سے کر لیا تو مجھے امید اور کامل یقین ہے کہ وہ آج ہی رات تتر بتر ہو جائیں گے اور ان کا شیرازہ ایسا منتشر ہوگا کہ پھر قیامت تک نہیں بندھ سکتا۔ قوم یہ سن کر بہت خوش ہوئی اور اپنے اپنے دروازے کی طرف چل دی۔ جہاں جو شخص متعین کیا گیا تھا پہنچا اور اس انتظار میں بیٹھ گیا کہ کب نا قوس بجے اور میں مسلمانوں کی طرف دوڑوں۔

کہتے ہیں کہ تو، معون نے ایک نصرانی شخص کو نا قوس پر متعین کیا اور کہا تو ایک نا قوس لے کر اس دروازے پر چڑھ جا جس وقت دیکھے کہ یہ دروازہ کھلا ہے اسی وقت آہستہ آہستہ اس طرح کہ ہماری ہی قوم سن سکے نا قوس بجانا شروع کر دے اس نے اسے منظور کیا اور ایک بڑا سا نا قوس لے کر دروازے پر چڑھ بیٹھا۔ تو ماٹے ہندی تلوار (چوڑی گویا ہندی تلوار غالباً چوڑی ہو ا کرتی ہوگی۔ مترجم) ہاتھ میں لی، جرمیقہ کی سپر کندھے پر رکھی۔ لوہے کے جوشن پہنے سر پہ سویدہ خود جو بقل نے اسے تھمہ بھیجی تھا اور جس پر سونے چاندی کا کام تھا اور تیغ بران تک جس پر انہیں کرتی تھی سر پر رکھا اپنے لشکر کے ایک کھڑے کو جو زریں خود، مود اور تلواروں سے مسلح تھا ساتھ لیا اور دروازے پر آ کر ٹھہر گیا۔ جس وقت یہاں تمام فوج جمع ہو گئی تو اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ یا قوم! دروازہ کھلے ہی پھرتی چالاکی اور سرعت کے ساتھ دشمن تک پہنچ جاؤ اور جس قدر جلد ممکن ہو حمد کرو۔ اگر کوئی شخص تم سے امان طلب کرے تو سوائے ان کے سردار کے اور کسی آدمی کو امان مت دو۔ اگر کسی کے پاس صلیب اعظم دیکھو تو فوراً اس کے پاس پہنچ کر اس سے چھین لو۔ اور اگر کسی بھی ایسے شخص کے پاس نظر آئے جو کہ تم سے دور ہو تو مجھے آواز دے لو تا کہ میں ان تک پہنچ کر اسے لے سکوں۔ سب نے بخوشی اسے منظور کر لیا۔

اس کے بعد اس نے ایک آدمی کو بلایا اور اس سے کہا کہ اوپر جا کر نا قوس والے سے کہہ دے کہ وہ نا قوس کو بھیج دے۔ یہ کہہ کر اس نے دروازہ کھولا ساتھ ہی نا قوس بجا اور اس زور سے بجا کہ اس کی آواز کے مقابلے میں کوئی دوسری آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ فوراً تمام دروازے کھلے اور چاروں طرف سے لوگ مسلمانوں کی طرف دوڑ پڑے۔ طلحوں تو ما بھی لپکا۔ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ قوم کے مکر و فریب سے بے خبر تھے اس لئے سو رہے تھے ان کا اقبال چونکہ نیند سے دور تھا۔ بعض مسلمانوں نے نا قوس کی آواز سنی۔ ایک نے دوسرے کو بیدار کیا آوازیں دیں اور یہ سوئے ہوئے شیر بھڑے ہوئے شہر کی طرح چٹائل مار کے کھڑے ہو گئے اور جب تک ان کے پاس دشمن پہنچنے پر حمد کے لئے تیار تھے۔ آخر دشمن ان تک پہنچا۔ یہ آخر حملہ آور ہوئے مگر بے ترتیب تھے اور اس پر طرہ یہ کہ رات اندھیری تھی، تلواروں نے اپنا کام شروع کیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شور و غوغا اور فریاد سن کر نہایت بدحواسی اور گھبراہٹ کے عالم میں اور چلا کر فرمایا ”اے مددگار خدا! اے اسلام اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے رب کہ جب میری قوم کے ساتھ کھڑا کیا گیا۔ اہی! آپ اپنی آنکھ سے جو کسی وقت نہیں سوتی مسلمانوں کی طرف دیکھنے ان کی مدد کیجئے اور انہیں ان کے دشمن کے سپرد نہ فرمائیے۔“

اس کے بعد آپ نے حضرت فحان بن زید حائ، حضرت عدی بن حاتم حائ کے بھائی کو بلا کر فرمایا کہ تم یہیں میری جگہ مر اور بال بچوں کے پاس رہو اور اچھا طرہ کو کھادھر تمہارے سامنے کوئی نہ آ سکے۔ میں نے جو کچھ سنا ہے بغیر جانے مجھے صبر نہیں آتا۔ یہ کہہ کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار سو سوار اپنے ساتھ لئے اور بکثرت کی وجہ سے بغیر زہ اور خود کے نکلے سر ہی محض

شام کے کتنی کپڑے پہنے ہوئے چل دیئے۔ گھوڑوں کی باگ چھوڑ دی۔ آپ سواروں کے آگے آگے مسلمانوں کی پریشانی پر روتے چارہ تھے۔ آنسو آپ کے رخساروں پر بہ رہے تھے اور حسب ذیل مرثیہ زبان پر جاری تھا:

(ترجمہ اشعار) میرے آنسو جاری ہو گئے اور مجھے غم نے نگاہ کر دیا۔ میرا سینہ تنگ ہو گیا اور وہ مجھے اندوہ لگین دیکھتا ہے۔ اے میرے پروردگار! تو مجھے آزمائشوں کے آنے سے پہلے اور اے احسان کرنے والے اسام کو محفوظ رکھ۔

آپ اشعار پڑھتے ہوئے نہایت غلٹ کے ساتھ تلواریں کو حرکت دیتے شیر غران کی طرح راست طے کر رہے تھے حتیٰ کہ آپ باب شرقی پر پہنچے اسی وقت رومیوں کا وہ گروہ جو اس دروازے پر متعین تھا۔ حضرت رافع بن عسیرۃ الطائی اور آپ کے ساتھیوں پر آ کر حملہ آور ہوا تھا اور یہ بھی نہایت مردی اور استقلال کے ساتھ ان کا مقابلہ کر رہے تھے۔ تلواریں چمک چمک اور بڑھ بڑھ کر اپنا کام کر رہی تھیں۔ ڈالوں پر لگنے سے جھٹکائی اور آوازیں پیدا ہو رہی تھیں اور دروازوں کی پشت سے چلانے کی صدائیں بلند تھیں۔ مسلمانوں کی آوازیں بگیمروں کے ساتھ گونج رہی تھیں اور جوں جوں مسلمان ان کے مقابلے کے لئے بیدار اور ہوشیار ہوتے جاتے تھے۔ توں توں یہ قوم شہر پناہ کے اوپر سے دھمکاتی چلتی اور چلائی تھی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہنچنے ہی ایک حملہ کیا اور زور سے بلند آواز کے ساتھ اپنی قوم کو مخاطب کر کے ندا دی۔ یا معشر المسلمین! تمہیں خوشی اور مبارک ہو کہ رب العالمین کی طرف سے تمہارے پاس ایک فریادرس پہنچ گیا ہوں، میں ہوں خالد بن ولید اور میں ہوں ایک سوار قاتل قوم بلید یہ کہہ کر آپ نے پھر اپنے ساتھیوں کے ساتھ رومیوں پر حملہ کیا۔ بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا۔ اکثر دلیروں کو چنکر اے کرا دیا یہ سب کچھ تھکر آپ کا دل حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی فوج کے ہی پاس تھا آپ ان کی آوازیں اور فریاد و فغان سن رہے تھے۔ رومی نصاریٰ اور یہودی آوازیں بلند تھیں۔

حضرت سنان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا زاد بھائی حضرت قیس بن عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آیا تمہارے ساتھ یہودی بھی لڑ رہے تھے؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں وہ بھی جیج جیج کے ہم پر پتھر اور تیر بر سار رہے تھے۔

راوی کہتا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت شریحیل کی طرف سے یہ ڈر ہوا کہ تو مامعون ان ہی کے دروازے پر ہے۔ ایسا نہ ہو کہ انہیں کسی طرح کا گزند پہنچ جائے۔ کہتے ہیں کہ حضرت شریحیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس محرکہ میں زیادہ دقت پیش آئی، جس کی وجہ یہ ہوئی کہ ملعون تو مامعون سب سے پہلے دروازے سے باہر آیا تھا اور اس کے دروازے پر آپ اور آپ کی جمیعت متعین تھی اس لئے سب سے پہلے اس کے ساتھ آپ ہی کو مقابلہ کرنا پڑا۔ مسلمانوں نے بھی نہایت اولو العزمہ صبر کیا۔ نہایت سختی اور بے جگری سے مقابلہ میں ڈلے۔ تو مامعین بائیں صفوں کو چرتا پھرتا لڑتا پھرتا تھا اور اس کی زبان پر یہ جاری تھا کہ کہاں ہے وہ تمہارا سردار جس نے مجھے تیرے زخمی کیا ہے؟ میں سلطنت کا ایک رکن ہوں۔ میں صلیب کا ایک خیر خواہ اور اس کا ایک مددگار ہوں۔ لاؤ اور میرے سپرد کر دو تا کہ میں اسے لے کر تمہارے مقابلے سے لوٹ جاؤں۔

حضرت شریحیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے یہ الفاظ سنے اور چونکہ وہ بہت سے مسلمانوں کو زخمی کر چکا تھا اس لئے آپ اس کی طرف چلے اور فرمایا میں ہوں تیرا مقابل اے بدخواہ! لعین میں تیری قوم کو قتل کرنے والا ہوں اور میں ہوں اپنی قوم کا سردار، میں ہوں تیری صلیب کا لینے والا اور میں ہوں کا جب وحی رسول اللہ ﷺ۔ تو مامعین کرشیر کی طرح جست بھرتا ہوا

آپ کی طرف مڑا اور کہنے لگا میں سبھی کو چاہتا تھا اور تمہاری خواہش رکھتا تھا۔ یہ کہہ کر محض آپ ہی کے مقابلے کے لئے سب سے الگ ہو گیا اور آپ پر حملہ کرنے لگا۔ آپ بھی ڈٹے رہے۔ دیر تک دونوں طرف سے زور کو ب اور معرکہ آرائی ہوتی رہی اور ایسی سخت لڑائی ہوئی کہ کسی نے ایسی مدت ہائے مدت سے نہیں دیکھی تھی۔ حضرت شرمیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی بہادری و کچھ کر گھبرا گئے۔ لڑائی نے طول کھینچا اور یہ دونوں حریف نصف رات تک برابر اسی زور آزمائی میں لگے رہے۔ ہر مسلمان اپنے مقابل سے مقابلہ کر رہا تھا۔ حضرت ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت شرمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ساتھ تھیں دوڑیں ہوئی تھیں۔ اس رات آپ نے مردوں سے زیادہ صبر و استقلال دکھایا۔ آپ برابر تیر چلا رہی تھیں اور ہر تیر اپنے نشانے پر لگتا تھا حتیٰ کہ آپ نے بہت سے رومیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ وہ چونکہ مردوں کی طرح تیر چلا رہی تھیں اس لئے رومی انھیں بھی مرد سمجھ رہے تھے۔ آپ نے اس قدر تیر چلائے کہ آپ کے پاس سوائے ایک تیر کے اور کوئی تیر باقی نہ رہا۔ آپ اس تیر کو لئے ہوئے دائیں بائیں رومیوں کو دیکھ رہی تھیں۔ رومی تیر کے خوف کے سبب آپ سے دور رہتے تھے۔ مگر دفعۃً ایک رومی آپ کے پاس آیا اور آپ نے چلہ پر چڑھا کر نشانہ کر کے جو تیر مارا تو تیر اس کے سینے میں تھا۔ موت اگرچہ اس کے سر پر منڈلا رہی تھی مگر اس نے اپنی قوم کو مدد کے لئے پکارا اور خود بھی جمعہ آور ہوا۔ رومی اس کی اعانت کے لئے دوڑے۔ آپ چونکہ ہمتی ہو چکی تھیں اس لئے آپ رومیوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گئیں اور وہ رومی جس کے سینے میں تیر لگا تھا ملک عدم کو روانہ ہو گیا۔

کہتے ہیں کہ حضرت شرمیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس قدر دقت پیش آئی کہ کسی دوسرے مسلمان کو اس قدر نہیں آتی تھی مگر آپ نے نہایت صبر اور بہادری کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کیا اور موقع پائے نہایت زور کے ساتھ توار کا ایک ہاتھ مارا مگر تو نے اسے ڈھال پر لیا۔ شدت ضرب کی وجہ سے آپ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ دشمن خدا کے اور حوصلے بڑھے اور یہ سمجھ کر کہ اب کچڑا پھر وار کرنے لگا۔ اچانک مسلمانوں کے دو سوار جن کے پیچھے مسلمان سواروں کا ایک دستہ چلا آ رہا تھا اس طرف بڑھے۔ انہوں نے حضرت ام ابانؓ کو دیکھا کہ آپ فریاد کر رہی ہیں اور ایک رومی سوار آپ کے دونوں ہاتھ پکڑے ہوئے چلا جا رہا ہے۔ یہ دونوں سوار جن میں ایک حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے حضرت ابان بن فحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اس سوار کی طرف چلے۔ اسے قتل کر کے حضرت ام ابانؓ کو چھڑایا۔ پھر شرمیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کو دوڑے۔ تو انہیں دیکھ کر شہر کی طرف کوبھاگ گیا۔

رومیوں کے مقابلے میں امیران اسلام کی بہادری

واقعی رحمتہ اللہ علیہ حضرت حمیم بن عدی سے جو اس وقت فتوحات شام میں موجود تھے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں تھا مسلمانوں کے سرداروں میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ اس معرکہ میں کوئی سردار نہیں لڑا۔ میں اس وقت حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیمہ میں تھا، آپ خیمہ میں نماز پڑھ رہے تھے اور مسلمانوں سے یہ خیمہ قافلے پر گڑھا ہوا تھا اچانک آپ نے پیچھے اور چپانے کی آواز سنیں دروازہ کھلا اور مسلمانوں کی طرف رومیوں کو دوڑتے دیکھا۔ آپ نے نماز کو مختصر کیا اور فرمایا: لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ اس کے بعد مسلح

ہوئے فوج کو مرتب کیا۔ جس وقت تمام مسلمان زہریں اور اسلحہ سے مسلح ہو گئے تو آپ میدان کی طرف چلے۔ مسلمانوں کو آپ نے لکارتے اور بل من مبارز کاغہ لگاتے ہوئے دیکھا۔ آپ ان کے دائیں بائیں کو ہوتے ہوئے آگے بڑھے۔ دروازہ کی طرف رخ کیا وہاں پہنچے تو آپ نے نیز آپ کے ساتھیوں نے تکبیر کی آوازیں بلند کیں۔

مشرکین کے یہ آوازیں سن کر چٹکے چھوٹ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ مسلمان ملک کے لئے ایک بڑی بھاری جماعت لے کر ہم پر آ گئے۔ یہ سوچتے ہی دروازے کی طرف بھاگے ان کا سردار جرجی بن قالا ان کے آگے آگے تھا مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور سکواروں کے وہ جو ہر کھائے کر انہیں بالکتے بالکتے دروازے کے نزدیک کر دیا۔ دروازہ کے قریب پہنچتے ہی تیر اور پتھروں کی بارش ہوئی مگر مسلمانوں نے باوجود تیروں کی بوجھاڑ اور پتھروں کی بھرمار کے ان کا تعاقب نہ چھوڑا اور برابر بڑھتے چلے گئے۔ آخر رومیوں کو احساس ہوا کہ ہمارے یہ پتھر اور تیر رومیوں ہی پر نہ پڑیں کہ وہ بھی دار کے قریب ہیں۔ اس لئے ان کی بارش موقوف ہوئی۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ موقع اچھا دیکھا اور آپ کے ساتھیوں نے پھر بے دریغ قتل کرنا شروع کر دیا۔

والہدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اس واقعہ کے متعلق تحقیق کی تو مجھے معلوم ہوا کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ میں جس قدر رومی تھے خواہ وہ بچے تھا یا بڑا تمام سکوار کے جھینٹ چڑھ گئے تھے اور آپ کے مقابلین میں سے کوئی تنفس زندہ نہ بچ کر نہیں لگا۔ حتیٰ کہ ان کا سردار جرجی بن قالا بھی کام آ گیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس بے جگری کے ساتھ لڑے تھے کہ اس سے پہلے ایسی معرکہ رانی میں دیکھنے میں نہیں آئی تھی۔ آپ اسی طرح جنگ آزمانی کر رہے تھے کہ خون میں لت پت حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو آتے ہوئے دکھائی دئے۔ آپ نے پوچھا کیا حال ہے کس طرح گذری؟

انہوں نے جواب دیا ایسا امیر! آپ کو بشارت ہو کہ میں جناب کی خدمت میں اسی وقت حاضر ہوا ہوں جس وقت میں نے یہ شمار کیا کہ مجھ تن تجا شخص نے ڈیزہ سو آدمیوں کو قتل کر دیا ہے۔ میرے آدمیوں اور سپاہیوں نے تو اس قدر تہہ تیغ کئے ہیں جن کا کوئی شمار نہیں ہو سکتا۔ میں نے اول ان لوگوں کی تختی کو برداشت کیا جو باب صغیر سے حضرت یزید بن سفیان کی طرف نکلے تھے۔ اس کے بعد اپنے گھوڑے کو سمجھو کرتا ہوا تمام سرداران کی اعانت کرتا رہا۔ میں نے اکثر رومیوں کو قتل کر ڈالا اور اپنی قوم کی حمی المقدور خوب خدمت کی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ پھر تمام جمع ہو کر حضرت شریح بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور آپ کے کاموں کا شکر یہ ادا کیا۔

توما کا ہرقل بادشاہ کو خط لکھنا

والہدی رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ رات ایک بڑی معرکہ کی رات تھی۔ لوگوں نے ایسی رات اس سے پہلے بہت کم دیکھی ہوگی۔ اس رات میں ہزار ہا رومی کٹ گئے۔ روسائے مشرکین اور کبار قوم لوٹ کر ایک جگہ جمع ہوئے اور توما کے پاس جا کر کہنے لگے اے سردار! ہم نے آپ کو پہلے بھی نصیحت کی تھی مگر آپ نے ایک نہ سنی۔ جو بلا ہم پر نازل ہوئی وہ آپ پر بھی آئی، ہزاروں آدمی مار ڈالے گئے۔ اصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں کا یہ سردار ہی اتنا طاقتور ہے کہ اس کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ بہتر یہ ہے کہ آپ صلح کر لیں۔ ہماری رائے میں ہمارے اور آپ کے لئے صلح ہی سب سے بہتر ہوگی۔ اگر آپ کو صلح کرنے میں تامل ہے تو آپ جاںیں اور آپ کا

کام۔ ہم آپ کو آپ کے حال پر چھوڑ کر خوص کر لیتے ہیں۔ تو مانے جواب دیا اسے تو م! مجھے چند دن اور مہلت دو۔ میں بادشاہ کی خدمت میں ایک خط لکھتا ہوں اس میں سب حال لکھوں گا۔ اگر بادشاہ نے ہماری اعانت کے لئے مکہ بھیجی تو فیہا وارنہ بھر صبح کریں گے۔ یہ کہہ کر اس نے بادشاہ کے نام حسب ذیل خط لکھا۔

”رحیم بادشاہ کو اس کے داماد تو ما کی طرف سے!“

ہمیں اہل عرب نے اس طرح گھیر لیا ہے جس طرح آنکھ کی سفیدی نے اس کی سیاهی کو۔ اول انہوں نے ہماری قوم کو اجنادین میں مارا۔ اس کے بعد وہ ہم پر چڑھ آئے۔ لوگوں کو قتل کیا اور ایک بڑا مثل بنادیا۔ میں ان کے مقابلے کو نکلا مگر زخمی ہوا۔ تیری قوم اور اہل شام نے تجھے اب چھوڑ دیا ہے۔ میری ایک آنکھ بالکل جاتی رہی۔ قوم نے عرب سے صلح کرنے اور جزیہ دینے کا تہیہ کر لیا ہے۔ ایسی صورت میں تو آپ خود بنفس نفیس تشریف لائیں یا ہماری مکہ کے لئے لشکر روانہ کریں اور یا ہمیں صلح کرنے کی اجازت بخشیں، معاملہ حد سے بڑھ گیا ہے۔“

اس خط کو ملفوف کر کے اپنی مہر لگا کر اور صبح ہونے سے پہلے روانہ کر دیا۔ ادھر صبح نے ظلمت کی چادر اتار کر چھینکی۔ ادھر مسلمان لڑنے کے لئے پھر مستعد ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام افروں کے نام احکام جاری کئے کہ ہر سردار اپنی جگہ سے حرکت کر کے میدان میں پہنچ جائے۔ حضرت ابوسعیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٹھوڑے پر سوار ہوئے اور لڑائی شروع ہو گئی۔ اہل دمشق میں تب مقابلہ نہ تھی۔ آخر گھبرا اٹھے، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس مہلت کی درخواست کی اور کہا کہ ہمیں سوچنے کا موقع دے دیا جائے مگر آپ نے انکار کر دیا۔ لڑائی بدستور جاری رہی حتیٰ کہ اہل دمشق ہی صرہ سے نکل آ گئے۔ بادشاہ کے جواب کا انتظار تھا مگر اہل دمشق ایک جگہ جمع ہوئے، آپس میں مشورہ کیا کہ اب ہم میں اس مصیبت کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں رہی ہے۔ اگر ہم اس قوم سے لڑتے ہیں تو یہ ہم پر غالب آ جاتی ہے اور لڑائی کے ترک کر کے ہر میں بیٹھتے ہیں تو ہم صرہ کی وجہ سے ناک میں دم آ جاتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ جو کچھ مانگیں وہی دے کر صلح کر لینی چاہئے اور اس خصوصیت اور جھگڑے کو علیحدہ کر دینا چاہئے۔ یہ سن کر ایک بوڑھا شخص جو کتب سابقہ کا عالم تھا کہنے لگا خدا کی قسم مجھے معلوم ہے اگر خود بادشاہ بھی تمام لشکر لے کر تمہاری مکہ کو چلا آئے تو وہ بھی انہیں تم سے علیحدہ نہیں کر سکتا۔ میں نے کتب سابقہ میں پڑھا ہے کہ ان کا سردار محمد خاتم النبیین اور سید المرسلین ہے (صلی اللہ علیہ وسلم۔ مترجم) اس کا دین تمام دنیا کے ادیان پر غالب آ کر رہے گا۔ ہذا تمہیں یہ حیلہ جوئی ترک کر کے محال کاموں میں مشغول ہونے کی بجائے اس قوم کی اطاعت کر لینی چاہئے اور جو کچھ ان کا مطالبہ ہے اس کو پورا کر کے ان سے صلح کر لینی چاہئے۔ تمہارے حق میں بس یہی محمد ہوگا۔

قوم شام کا یہ بکلام سن کر اس کی طرف متوجہ ہوئے اور چونکہ اس کی بزرگی کتب سابقہ سے اس کی واقفیت کا انہیں پہلے ہی علم تھا اس لئے اس سے کہنے لگی ہماری رائے میں مسلمانوں کا جو امیر باب شرقی پر موجود ہے (یعنی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وہ نہایت خون ریز آدمی ہے نرم آدمی نہیں ہے اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ شامی نے کہا اگر تم نے صلح کا ارادہ ہی کر لیا ہے تو جو امیر باب جاہلیہ پر متعین ہے (یعنی حضرت ابوسعیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس کے پاس چلے جاؤ۔ قوم اس کی رائے کو مناسب سمجھ کر باب جاہلیہ پر آئی اور ایک شخص جو عربی جانتا تھا اس نے بلند آواز سے پکار کر کہا یا معاشر العرب! کیا تمہارے پاس ایمان ہے کہ ہم تمہارے سردار کے پاس آئیں اور صلح کے متعلق گفتگو کر سکیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شب گزشتہ کے خیال کے خوف سے کچھ مسلمان دروازے کے قریب متعین کر رکھے تھے، جن مسلمانوں کا اس وقت رات کے دروازے کے قریب گشت تھا وہ بنی دوس کے آدمی تھے اور ان پر حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عامر بن طفیل دوی کو سردار مقرر کر رکھا تھا، ہم اپنی مقررہ جگہ پر بیٹھے تھے کہ رومیوں کو پکارتے سنا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دوڑا گیا آپ کو خوش خبری دی اور کہا کہ شاید اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس مشقت سے راحت دیں۔

آپ نے جواب دیا کہ تم اس قوم کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ ہماری طرف سے جہیں جب تک تم شہر میں لوٹ کر جاؤ امان ہے۔ میں ان کے پاس گیا اور ان سے امان کے متعلق کہا۔ انہوں نے دریافت کیا کہ تم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کون شخص ہوتا کہ ہم تمہاری بات پر اعتد کر سکیں۔ میں نے کہا میں ابو ہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہوں۔ اگر ہم میں سے کوئی ادنیٰ مقام بھی امان دیدے تو تمام مسلمانوں پر اس عہد کا پورا کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ ہمارا طریقہ خدا اور کسی کو مکرو فریب دینا نہیں۔ ہماری تعالیٰ فرماتے ہیں وَاَوْفُوا بِالْعَهْدِ اِنَّ اِنْ الْعَهْدِ كَانَ مَسْئُولًا یعنی تم اپنے عہد کو پورا کرو، عہد دریافت کیا جائے گا۔ نیز ہمارا وفائے اقرار اور ذمہ داری زمانہ جاہلیت میں بھی مشہور تھی اور اب جب کہ باری تعالیٰ جل مجدہ نے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے ہدایت بخش دی اور راہ راست بتا دی تو پھر کس طرح ہم بد عہدی کر سکتے ہیں۔

یہ سن کر وہ نیچے اترے دروازہ کھولا اور سو آدمی جن میں روساء، علماء اور فضلاء بھی شامل تھے باہر نکلے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کی طرف جس وقت آئے تو مسلمانوں نے دوڑ کر ان صلیبوں کو طعندہ کر دیا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیمہ کے پاس پہنچے تو آپ نے انہیں مرحبا کہا اور یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِذَا اتَّكَمَ كَرِيمٌ قَوْمٌ فَاکْرَمُوْهُ۔ جس وقت تمہارے پاس کسی قوم کا بزرگ آئے تو تم اس کی تعظیم کرو۔

حضرت ابو عبیدہؓ کا دمشق میں بغیر اطلاع حضرت خالدؓ کے معاہدہ کے ذریعہ سے

داخل ہونا

اس کے بعد صلح کے متعلق گفتو شروع ہوئی تو رومیوں نے یہ شرط پیش کی کہ ہمارے کینسہ (گر جا) محفوظ رکھے جائیں اور وہ کسی طرح ہم سے غصب نہ کئے جائیں۔ وہ کتنا کس حسب ذیل ہیں:

(۱) کینسہ بچی جواب دمشق کی جانب ہے۔ (۲) کینسہ مریم۔ (۳) کینسہ حینہ۔ (۴) کینسہ بڑھن۔ (۵) کینسہ مقساط۔ (۶) کینسہ سوق البعل۔ (۷) کینسہ اندریا۔ (۸) کینسہ قرنا ربیعی۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شرط کو منظور کر لیا اور فرمایا کہ کینسے بدستور رکھے جائیں گے۔ نیز جو دوسری شرائط انہوں نے پیش کیں آپ نے وہ بھی منظور فرمائیں اور ایک صلح نامہ لکھ کر انہیں دے دیا گیا۔ مگر اس پر نہ آپ نے اپنے دستخط کئے اور نہ کسی کی گواہی کرائی۔ کیونکہ خیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس وقت سے آپ کو معزول کر دیا تھا اسی

وقت سے آپ مسلمانوں کے معاملات میں مداخلت کرنا پسند نہیں فرماتے تھے۔ عہد نامہ ان لوگوں کے جب سپرد کر دیا تو انہوں نے آپ سے شہر میں چنے کے لئے عرض کیا آپ چلنے کو تیار ہوئے اور آپ کے ہمراہ یہ پچیس حضرات بھی جو اعیان صحابہ میں سے تھے گھوڑوں پر سوار ہوئے:

(۱) حضرت ابو ہریرہؓ، (۲) معاذ بن جبل۔ (۳) سلمہ بن ہشام مخزومی۔ (۴) نعیم بن عدی۔ (۵) ہشام بن عاص سہمی۔ (۶) وہبان بن سفیان۔ (۷) عبداللہ بن عمرو۔ (۸) عامر بن طفیل۔ (۹) سعید بن جبیر دوسی۔ (۱۰) ذوالکلاع حمیری۔ (۱۱) حسان بن نعمان حائلی۔ (۱۲) جریر بن نوفل حمیری۔ (۱۳) سالم بن فرقدیر یومی۔ (۱۴) سیف بن اسلم طائی۔ (۱۵) معمر بن خولد سلکی۔ (۱۶) سنان بن اوس انصاری۔ (۱۷) خالد بن عوف کندی۔ (۱۸) ربیعہ بن مالک تمیمی۔ (۱۹) حکم بن عدی بھانی۔ (۲۰) مغیرہ بن شعبہ ثقفی۔ (۲۱) بکر بن عبداللہ تمیمی۔ (۲۲) راشد بن سعد۔ (۲۳) قیس بن سعید۔ (۲۴) سعید بن عمرو غنوی۔ (۲۵) رافع بن سہل۔ (۲۶) یزید بن عامر۔ (۲۷) جبیدہ بن اوس۔ (۲۸) مالک بن حرث۔ (۲۹) عبداللہ بن طفیل۔ (۳۰) ابولہبہ بن منذر۔ (۳۱) عوف بن ساعدہ۔ (۳۲) عباس بن قیس۔ (۳۳) عباد بن عتبہ بھانی۔ (۳۴) صبرہ بن عامر۔ (۳۵) عبداللہ بن قریظ الازوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

ان کے علاوہ پچیس دوسرے معتدلسلمین ساتھ ہوئے۔ جس وقت آپ سوار ہو کر تشریف لے جانے لگے تو آپ نے ان سے فرمایا۔ مجھے اس بات کی ضمانت دی جائے کہ وہاں جا کر بدعہدی نہیں کی جائے گی۔ چنانچہ انہوں نے آپ کا اطمینان کر دیا۔

حضرت ابو عبیدہؓ کا حضورؐ کو خواب میں دیکھنا اور فتح و مشق کی بشارت دینا

بعض کہتے ہیں کہ چونکہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس رات مصالحت کی تھی اس روز آپ نے بعد از اداۓ فرض نماز یہ خواب دیکھا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں تفتح المدینۃ انشاء اللہ تعالیٰ فی هذا اللیلۃ۔ کہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی رات کو یہ شہر فتح ہو جائے گا۔ آپ نے دریافت کیا تھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کو بہت غلت میں دیکھ رہا ہوں اس کا کیا سبب ہے؟ آپ نے فرمایا مجھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ میں شریک ہونا ہے۔ یہ دیکھ کر ادھر آپ پیدا ہوئے تھے اور ادھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کی بشارت آ کر دی تھی اور چونکہ آپ نے یہ خواب دیکھا تھا اس لئے ان سے باعث و ارشاد غیر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کسی قسم کی شہادت نہیں لی تھی۔

واقفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ آپ دمشق میں بروز دو شنبہ گیارہ جمادی الثانی ۱۳ھ کو داخل ہوئے۔ آپ کے ساتھ وہ پادری اور راہب لوگ بھی تھے جو صلح کے لئے آئے ہوئے تھے انہوں نے سیاہ بالوں کا لمبا دھار لباس پہن رکھا اور انجیلیں ہاتھ میں تھیں اور انجیل کو دینیز دوسری خوشبودار چیزوں کی دھونی دیتے جاتے تھے۔

واقفی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہؓ بغیر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اطلاع کے باب جابیہ سے داخل ہو گئے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ برابر شرقی پر جنگ میں مشغول رہے اور چونکہ رومیوں کے ہاتھ سے اس دروازے پر حضرت خالد بن سعید، حضرت عمرو بن عاص کے بھائی ایک مسموم تیر کے گٹنے سے شہید ہو گئے تھے جنہیں آپ نے بعد از نماز جنازہ دروازے شرقی اور باب تواما کے مابین مدفون کر دیا تھا اس لئے آپ نے جنگ میں نہایت خفی کر رکھی تھی۔

کہتے ہیں کہ باب شرقی کے متصل شہر پناہ کی دیوار کے پاس ایک پادری یوشابن مرقس جو حضرت دانیل علیہ السلام کی کتاب لے مارم سے واقف تھا رہتا تھا۔ اس نے ایک روز اس کتاب میں لکھا ہوا دیکھا تھا کہ یہ ان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صبیہ کے ہاتھ سے فتح ہوگا اور ان کا دین تمام ادیان پر غالب ہو کر رہے گا۔ اس نے اس روز یعنی دو شنبہ کے دن گیارہویں ہجادی الثانی ۳۱ھ کو اہل وعیال سے خفیہ اپنے گھر میں نقب لگائی و دیوار پناہ کے پاس گڑا کھودا اور اس میں پڑ کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا۔ آپ سے جس طرح آیا تھا بیان کیا اور اپنے اہل وعیال کے لئے امان چاہی۔ آپ نے امان دے دی اور قوم حیر سے مسلمان مسلح کر کے اس کے ساتھ کر دیئے و ان سے کہہ دیا کہ جس وقت تم شہر میں داخل ہو جاؤ تو آوازیں بلند کرنا اور تمام آدمی دروازے کے قریب پہنچ کر قفل توڑ کے زنجیریں کاٹ کر پھینک دینا تاکہ تم شہر میں داخل ہو جائیں۔

کہتے ہیں کہ یہ حضرات کعب بن ضمیرہ یا مسعود بن کی سرکردگی میں علی اختلاف الرواۃ روانہ ہوئے۔ یوشابن مرقس جس طرح آیا تھا انہیں لے کر اندر داخل ہوا۔ جس وقت یہ حضرات اس کے گھر میں پہنچے تو نہایت احتیاط اور ہوشیاری سے تیار ہو کر تکبیروں کی آواز بلند کرتے اور نعرے لگاتے ہوئے دروازے کے طرف بڑھے۔ رومیوں کے جو لوگ دروازے پر بڑے تھے تکبیروں کی آواز سن کر جان بلب ہو گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی شہر میں گھس گئے۔ یہ سمجھتا تھا کہ ہاتھوں میں سے خود بخود اسلحہ گر گیا۔ اسلام کے یہ فرزند اور توحید کے معبود اور خیرے لگاتے دروازے کی طرف بھجنے اور حضرت کعب بن ضمیرہ نے قفل کو توڑ کر زنجیریں کاٹ کر پھینک دیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح مسلمانوں کو لے کر دمشق میں داخل ہو گئے۔ مسلمانوں نے رومیوں کو فتح کرنا شروع کیا۔ وہی چاروں طرف بھاگتے تھے گھر پناہ نہیں ملتی تھی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ برابر رومیوں کو قتل کرتے ہوئے اور ان کی اہل وعیال کو قتل کرتے چھ چارے تھے حتیٰ کہ اسی طرح یہ قتل عام کینسیہ مریم تک پہنچا۔

حضرت خالد بن ولید کا بزور شمشیر شہر میں داخل ہونا اور آپ کی اور حضرت ابو عبیدہؓ کی شکر رنجی

واقعی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہاں آ کر مسلمانوں کے دونوں لشکر یعنی حضرت خالد بن ولید اور حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح ملاقی ہوئے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح اور آپ کے آدمیوں کو اس بنیت سے دیکھا کہ آپ چلے جا رہے ہیں۔ کھوار ہیں۔ یوم میں خاموش ہیں، پادری اور راہب لوگ آپ کے ہمراہ میں آپ بہت متحیر ہوئے اور ان کی طرف استعجاب کی نظروں سے دیکھنے لگے۔ حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو آپ کو دیکھا تو آپ کے بشرہ سے شکر رنجی اور ناگواری کے آثار دیکھتے ہوئے دکھائی دیے۔ آپ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کونین طبع کر کے بھیجا یا سلیمان اخذ اللہ تعالیٰ نے دمشق صبح کے ذریعہ سے میرے ہاتھ پر فتح کرا دیا اور مسلمانوں کو لڑائی سے بچا دیا۔

واقعی کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح دمشق کے روز حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

ذرا تکلمات لہجہ میں مخاطب کیا اور کہا:

”یا امیر! صلح پوری ہو چکی۔“ آپ نے جواب دیا ”کیسی صلح؟ صلح جس چیز کا نام ہے۔ خداوند تعالیٰ ان کے حال کی اصطلاح نہ کریں میں نے مسلمانوں کی تلواریں رومیوں کے خون میں رنگ کر اور ان کی اداؤں کو تھامہ بن کر ان کے اموال کو ضبط کر کے بزور شمشیر فتح کیا ہے۔“

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا امیر! آپ مجھے میں صلح سے داخل ہوا ہوں۔ آپ نے کہا میں تلوار کے زور اور ہیبت کے ذریعے آیا ہوں اور جس وقت ان کا کوئی حمایتی نہیں رہا تو پھر ان سے مصالحت کیسی؟ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے امیر! خدا سے ڈریئے! اب تیرے شائبے پہنچ گیا میں نے ان سے صلح کر لی اور یہ صلح نامہ لکھ کر جو ان کے پاس ہے انہیں دیدیا۔“ آپ نے کہا آپ نے میرے حکم کے بغیر کیسے صلح کر لی۔ آپ کی رائے میرے تابع ہے میں آپ پر حاکم ہوں۔ میں جب تک ایک ایک کو نہ فنا کر دوں گا اس وقت تک تلوار کبھی میان میں نہیں آروں گا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا خدا کی قسم! مجھے یہ خبر نہ تھی کہ کسی امر اور کسی معاملہ میں بھی تم مخالفت کرو گے۔ واللہ میرے اور میرے خدا کے درمیان میں یہ ایک بہت بڑا دارا ہم معاملہ ہے۔ کیونکہ خدا کی قسم میں ان لوگوں کو خدا کے بزرگ و برتر اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امان دیدی تھی اور اپنے اوپر ان سب کی ذمہ داری لے لی تھی۔ میرے تمام ہمراہی مسلمان بھی اس پر راضی ہو گئے تھے۔ بد عہدی اور کفر و فریب دین ہماری عادتوں میں داخل نہیں ہے۔ خداوند تعالیٰ تمہاری حالت پر رحم فرمائیں۔

واللہ ریحتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ ان حضرات کے لب و لہجہ میں فرق آگیا۔ کلام میں دشمنی پیدا ہو گئی۔ لوگوں نے ان دونوں کی طرف نظریں جما کر اور گفتگو کی بانہہ کر دیکھن شروع کیا۔ مگر باوجود ان کی باتوں کے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ارادے سے کسی طرح باز نہیں آئے تھے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منہ پھیر کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھیوں کی طرف جوشکر زحف اور بدوی عرب میں سے تھے دیکھا وہ برابر قتل اور لوٹ مار میں مصروف تھے۔ آپ نے زور سے چلا کر کہا۔ افسوس تب میری حالت پر کہ میری ذمہ داری کو انھوں نے سمجھا گیا اور خدا کی قسم میرا عہد توڑ دیا گیا۔ اس کے بعد آپ نے گھوڑے کو تیزی کے ساتھ یہ الفاظ کہتے ہوئے چاروں طرف دوڑانا شروع کیا۔ یا مہشر المسلمین! میں تمہیں جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ جب تک میرے اور حضرت خالد بن ولید کے درمیان میں چھو فیصد نہ ہو جائے اس وقت تک جس راستہ سے میں آیا ہوں اس میں کسی قسم کی دراز دینی نہ کی جائے۔

یہ سن کر مسلمانوں نے نقل و حرکت سے ہاتھ روک لیا۔ بہادران اسلام اور سرداران جہش اسلام یہ جیسے حضرت معاذ بن جبل۔ یزید بن ابی سفیان۔ سعید بن زید۔ عمرو بن عاص۔ شریل بن حسنہ۔ ربیعہ بن عامر۔ قیس بن ہبیرہ۔ عبدالرحمان بن ابوبکر صدیقؓ، عبداللہ بن عمرؓ، ابان بن عثمانؓ، مسیب بن نجیہؓ، الفزازیؓ، ذوالکلاعؓ، الحمریؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دیگر سرداران، دونوں کے پاس کینہہ مریم کے قریب جہاں دونوں لشکر ملے تھے مشورے اور گفتگو کے لئے جمع ہوئے۔ ایک گروہ اور فرقے کی جس میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت یزید بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شامل تھے یہ رائے ہوئی کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ پر گامزن ہونا زیادہ انساب ہے کیونکہ شام کے اکثر شہر ابھی فتح نہیں ہوئے اور ہرقل جیسا کہ آپ لوگوں کو معلوم ہے اناطولیہ میں مقیم ہے۔ یہی صورت میں اگر غیر مفتوحہ شہروں میں یہ مشہور ہو گیا کہ مسلمانوں نے عہد اور صلح

کر کے دمشق میں بدعبیدی کردی تو پھر صلح سے کوئی شہر فتح نہیں ہو سکتا۔ نیز ان رومیوں کو صلح میں لے لینا ہی ان کے قتل سے تمہارے لئے بہتر ہوگا۔

اس کے بعد ان سب حضرات نے خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درخواست کی کہ آپ نے شہر کا جو حصہ کھوار کے ذریعہ سے فتح کیا ہے اس کو آپ اپنی حراست میں رکھیں اور جتنا حضرت ابوسعیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صلح کے ذریعہ سے اپنے قبضہ میں لیا ہے اس کو وہ اپنے ماتحت رکھیں اور آپ دونوں حضرات یہ تمام حال دربار خلافت میں لکھ کر بھیج دیں۔ جناب خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے جیسا اور جس قسم کا حکم آئے اس پر آپ دونوں حضرات کا ر بند ہو جائیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بہت بہتر ہے میں اس رائے کو پسند کرتا ہوں اور تمام اہل دمشق کو سوائے توالمعون اور ہرئیس اور ان دونوں کے لشکروں کو سب کو امان دیتا ہوں۔

کہتے ہیں کہ جس وقت تو ما کو بادشاہ کی طرف سے دمشق کی ریاست سپرد کی گئی تو اس نے نصف شہر کی حکومت پر ہرئیس کو متعین کر دیا تھا اس لئے حضرت ابوسعیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یہ دونوں سب سے پہلے میری صلح میں آچکے ہیں اگر تم کسی کے لئے ایسی ذمہ داری قبول کرتے تو کیا تمہیں یقین ہے کہ میں اس تمہاری ذمہ داری کو مسترد کر دیتا ہذا تم بھی میری ذمہ داری کو خداتم پر دم کرے مسترد نہ کرے۔ تمہیں یہ معلوم ہے کہ تو ما اور ہرئیس شہر میں تھے یا خارج از شہر۔ اگر وہ دونوں شہر میں تھے تو وہ بھی ذمہ داری میں آ گئے اور اگر شہر میں نہیں تھے تو ان پر ذمہ داری نہیں عائد ہوتی۔ آپ نے کہا خدا کی قسم! اگر وہ تمہاری امان میں نہ ہوتے تو میں دونوں کو قتل کرتا۔ اب وہ شہر بدر ہو جائیں اور جہاں ان کی کچھ میں آئے دونوں ملعون چلے جائیں۔ حضرت ابوسعیدہ بن جراح نے کہا میں نے اسی قرار پر ان کے ساتھ صلح کی تھی۔

توما کی طرف سے شہر بدری کی درخواست

کہتے ہیں کہ جس وقت یہ دونوں حضرات یہ گفتگو کر رہے تھے اس وقت تو ما اور ہرئیس حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جھمی ہوئی تھیں اور ان دونوں کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا تھا۔ یہ ایک ترجمان کو لے کر حضرت ابوسعیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کے ذریعہ سے کہنے لگے کہ آپ اور آپ کے ساتھی میں جو مشورہ ہوا ہے اس کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں؟ اگر آپ کے ساتھی جنی خالد بن ولید ہمارے ساتھ کسی مکرو فریب کا ارادہ رکھتے ہیں تو صلح میں ہم اور شہر کے تمام آدمی برابر ہیں اور مکرو فریب آپ حضرات کے شیوہ میں داخل نہیں۔ ترجمان نے تو ما کی طرف سے کہا میں اپنے مقتولین کے خون کا مطالبہ آپ سے نہیں چاہتا بلکہ میری خواہش ہے کہ آپ مجھے اور میرے ساتھیوں کو اس شہر سے جس طرف ہم چاہیں چلے جانے کی اجازت دے دیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ تو اب ہماری ذمہ داری میں ہے جہاں تیرے دل میں آئے چلا جا۔ لیکن جس وقت تو دار الحرب کی حدود میں (یعنی اس سرزمین میں جہاں خود تمہاری عملداری ہے) پہنچ جائے گا تو تو اور تیرے ساتھی ہماری امان سے باہر ہو جائیں گے۔ تو ما اور ہرئیس نے کہا آپ ہماری تین دن تک ذمہ داری رکھیں اور اپنے امان میں شمار کریں۔ جب تین دن گزر چیں گے تو آپ کی ذمہ داری ہم سے ختم ہو جائے گی اور ان تین دن کے بعد اگر آپ کا کوئی آدمی ہم تک پہنچ جائے گا تو

اسے جواز ہوگا کہ وہ ہمیں غام بنا کر خواہ قید رکھے یا قتل کر دے۔ آپ نے فرمایا بہت بہتر ہے میں اس شرط کو قبول کرتا ہوں مگر اس صورت میں کہ اس شہر سے سوائے اشیائے خوردنی کے تم اور کوئی چیز اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتے۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا بھان! اس طرح تو پھر غش عہد ہو جائے گا۔ میں نے تو ان سے صلح اس بات پر کی تھی کہ تمہیں مال و اسباب اس شہر سے لے جانے کا حق ہوگا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں انہیں یہ اعانت بھی دیتا ہوں۔ مگر اسلحہ میں سے کوئی ہتھیار اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتے۔ ہر شے نے کہا ہمیں ہتھیاروں کا اپنے ساتھ رکھنا بہت ضروری ہے تاکہ ہم آنے والی بلاؤں سے محفوظ ہو کر منزل مقصود تک پہنچ سکیں ورنہ اس طرح تو پھر راستہ میں ہم خطرہ میں رہیں گے۔ آئندہ ہم آپ کے قبضہ میں ہیں آپ جو چاہیں کریں۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہر ایک شخص کے واسطے ایک ایک ہتھیار کی اجازت دے دینی چاہئے۔ مثلاً اگر ایک شخص تلوار لے تو اسے نیزہ دینا چاہئے اور اگر کوئی شخص کمان حاصل کرنی چاہے تو اسے چوکی اجازت نہیں ملنی چاہئے۔ تو نے کہا ہمیں یہ منظور ہے۔ ہمیں ایک ایک ہتھیار کی ضرورت ہے اور بس۔ اس کے بعد تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے کہنے لگا مجھے ان (یعنی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طرف سے خوف ہے اس لئے ہمیں ایک عہد نامہ جس میں یہ تمام قراردادیں مسطور ہو کر لکھ کر اور گواہی کر کر دے دیجئے آپ نے فرمایا۔ تیری مان تجھے تم کروے خاموش ہم اہل عرب ہیں ہم نہ جھوٹ بولتے ہیں نہ مکر کرتے ہیں اور یہ امیر ابولیمان ہیں جن کا قول صادق اور جن کا عہد عہد واثق ہوتا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ یہاں جہل کے رہائشی کپڑوں کا جن میں تین سواؤنوں کی بار برداری کے کپڑے تو مطلق اور مذہب (یعنی سونے کے کام) کے ہی تھے ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود تھا۔ تو ماوراء النہر میں نے ان کے لے جانے کے ارادہ کیا نیز تو مانے ایک رہنمی خیمہ شہر کے باہر نصب کر لیا اور دنوں نے اپنی قوم کو چھنے اور مال و اسباب ایک جگہ جمع کرنے کا حکم دیا۔ رومی اسباب اور مال و متاع شہر سے باہر لا کر جمع کرنے لگے حتیٰ کہ انہوں نے تو دے کے تو دے لگا دے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قدر مال و اسباب دیکھ کر فرمایا کتنی بڑی قوم ہے اور کتنا کثیر مال ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ولو لا ان یکون الناس امۃ واحدا لاجعلنا لمن یکفو بالرحمن لیوئہم سفقا من فضۃ و معارج علیہا یظہرون الخ۔ اس کے بعد آپ نے رومیوں کی طرف دیکھا جو جنت کی وجہ سے بھاگنے والے گدھوں کی طرح اس طرح بھاگے جا رہے تھے کہ ایک دوسرے کی طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔ آپ نے یہ دیکھ کر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور دعا کی۔ اللہم اجعلہ لنا و املکننا ایامہ و اجعل هذا الامۃ فینا للمسلمین انک سمیع الدعاء۔ یعنی بار اے ہمارے لئے کر دیجئے اور ہمیں اس کا مالک بنا دیجئے اور اس مال کو مسلمانوں کے لئے مالِ نعمت بنا دیجئے اور آپ دعاؤں کے سننے والے ہیں (آمین)

اس کے بعد آپ اپنے ساتھیوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اس وقت میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے۔ کیا تم میری رائے پر چلنے کے لئے تیار ہو؟ لوگوں نے جواب دیا آپ فرمائیں ہم یہ سر و جسم حاضر ہیں۔ آپ نے فرمایا تم اپنے گھوڑوں کی خدمت جس قدر کر سکتے ہو خوب کرو اور حتیٰ المقدور ان کی ملائی دلائی میں کسر نہ اٹھا رکھو۔ اسلحہ تیز اور ٹھیک کر لو۔ میرا ارادہ ہے کہ تین دن گزرنے کے بعد میں ان رومیوں کے تعقب میں چلوں۔ مجھے باری تعالیٰ جل مجدہ کی ذات سے امید ہے کہ جو مال ہم نے ان کے پاس دیکھا ہے وہ مالِ نعمت میں ہمیں عنایت فرمائیں گے۔ ہر اہل اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ اس قوم نے کوئی چیز اور

عہد مال یہاں نہیں چھوڑا ہے سب اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ مسلمانوں نے جواب دیا کہ جو آپ کی رائے میں آئے آپ وہ کام کریں ہم آپ کے ساتھ ہیں خلاف نہیں کر سکتے۔ یہ کہہ کر مسلمان اپنے اپنے کاموں اور گھوڑوں کی نگہداشت میں مصروف ہو گئے۔ تو اور یہ میں نے دیہات میں جا کر مال جمع کیا اور اس کو اکٹھا کر کے جو رقم حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دینی تھی ان کے پاس لائے۔ آپ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا چونکہ تم نے اپنے عہد کیا ہے اس لئے تم ان تین دن کے اندر اندر جہاں تمہاری طبیعت چاہے چلے جاؤ کوئی مزاحمت نہیں کر سکتا۔ البتہ اگر تین دن کے بعد تمہیں کوئی مسلمان پکڑے تو وہ قتلِ ملامت نہ ہوگا۔

حضرت زید بن ظریف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رومی جس وقت حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مال دے کر روانہ ہوئے تو چونکہ ان کے ساتھ اہل دمشق کے بے شمار آدمی اپنے اہل و عیال کے مسلمانوں کی ہمسائیگی کی نصرت کے باعث چنے کے لئے آدھہ ہو گئے تھے اس لئے یہ ایک بہت بڑا مجمع ہو گیا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک غبار آلود غلٹ چلی جا رہی ہے۔ واقعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا تقاب کرنے سے اس لئے مجبور ہوئے کہ مسلمانوں اور باقی ماندہ رومیوں کے درمیان اس پر جھگڑا ہو گیا کہ جو گھوڑوں اس وقت شہر میں موجود ہے وہ کس کی ملکیت ہے؟ مسلمانوں کا دعویٰ تھا کہ اس کے۔ لک ہم ہیں اور اہل دمشق کہتے تھے کہ یہ مال ہمارا ہے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ یہ اہل دمشق کی ہی ملکیت ہے کیونکہ یہ دفعہ بھی صلح، مد میں موجود تھی قریب تھا کہ حضرت خالد اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح کے آدمیوں میں جھڑپ ہو جائے۔ مگر فیصلہ اس پر ہوا کہ یہ مقدمہ بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے جایا جائے۔ اور کسی کو اتنی غیرت بھی کہ فتح و شق سے روزی آپ کا وصال ہو چکا ہے۔

عطیہ بن عامر سلکسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جس دن تو اور ہمیں دمشق سے جلا وطن کئے گئے ہیں ہرقل کی بیٹی ان کے ساتھ تھی۔ میں باب جا رہا تھا۔ حضرت خضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی طرف غصہ کی حالت میں آنکھ کے ایک کونے سے دیکھتے جاتے اور جو چیزیں یہ لے گئے تھے ان کے ہاتھ سے نکل جانے کے باعث حسرت زدوں کی طرح دانت چیس چیس کر رہ جاتے تھے۔ میں نے یہ دیکھ کر آپ سے کہا یا ابن ازور! میں آج آپ کو تحیر دیکھ رہا ہوں۔ کیا باری تعالیٰ کے یہاں اس سے زیادہ مال موجود نہیں ہے۔ آپ نے کہا خدا کی قسم! مجھے مال کی پرواہ نہیں ہے بلکہ مجھے افسوس اس امر کا ہے کہ وہ ہمارے ہاتھوں سے زندہ بچ نکلے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کے ساتھ یہ کچھ اچھا معاملہ نہیں کیا۔ میں نے کہا یا ابن ازور! حضرت امین الامت نے یہ کام محض مسلمانوں کی بھلائی، خون کی حفاظت اور انہیں لڑائی کی مشقت سے بچانے کے لئے کیا ہے۔ باری تعالیٰ کے نزدیک ایک شخص کی حرمت آفتاب کے مطلع کی قدر و منزلت سے ہمیں زیادہ ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ شانہ نے مسلمانوں کے قلوب میں رحمت کا بیج بویا ہے۔ وہ خود اپنے بعض صحف میں ارشاد فرماتے ہیں:-

اِنَّا الْوَلَبُ الرَّحِيمُ لَا اَرْحَمَ مِنْ لَارِحَمٍ -

”میں مہربانی کرنے والا رحیم ہوں جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا میں اس پر رحم نہیں کرتا۔“

نیز قرآن شریف میں فرماتا ہے: وَالصَّلَاحِ حَبِیرٌ صُلِحَ بَہُتْرَہُ۔ آپ نے فرمایا مجھے اپنی جان کی قسم تم سچ کہتے ہو۔ لیکن جو شخص باری تعالیٰ کے بیوی بچے بھائے کا تمہیں گواہ رہتا چاہئے کہ میں ایسے شخص پر کبھی رحم نہیں کروں گا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دیر ہو گئی تو توہا کے تحت قب کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ مگر اہل دمشق سے ایک شخص نے جو رمیوں میں نہایت شرموار جاتا تھا اور آپ کے پاس قید تھا آپ کو پچھراں طرف توجہ دلائی۔

واحد بن اسقع کہتے ہیں کہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں تھا۔ آپ نے مجھے حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستے میں جو گشت کے لئے مقرر ہوا تھا متعین کر دیا تھا۔ ہمارا یہ دستہ باب شرقی سے باب توہا اور یہاں سے باب سلامت، باب جابیہ، باب فرادیس، باب کیسان، اور ان سب میں گشت کرتا ہوا باب صغیر تک پہنچ جاتا تھا۔ فتح دمشق سے قبل ایک رات ہم تمام آدمی گشت کر رہے تھے کہ چاندنی چٹخ رہی تھی جس وقت ہم باب کیسان کے قریب پہنچے تو ہم نے دفعۃً دروازے کے کھلنے کی آواز سنی۔ ہم اسی وقت وہیں ٹھٹھک گئے دروازہ کھلا اور اس سے ایک سوار باہر نکلا۔ ہم نے اس کی طرف کچھ التفات نہ کیا اور دانستہ تعرض کرنے سے علیحدہ رہے حتیٰ کہ وہ ہمارے قریب آیا ہم نے اسے گرفتار کر کے یہ جھکی دی کہ اگر ذرا بھی کچھ بولا تو گردن مار دی جائے گی۔ وہ شخص خاموش رہا۔ دوسوا دروازے سے اور نکلے اور احتیاجاً دروازے کے پاس کھڑے ہو کر انہوں نے اس شخص کا نام لے کر پکارنا شروع کیا۔ ہم نے اس شخص سے کہہ دیا تھا کہ تو انہیں جواب دے گا کہ یہ دونوں شخص بھی تیرے پاس آج ہیں۔ اس نے انہیں مخاطب کر کے رومی زبان میں کہا چڑیا جل میں پھنس گئی۔ وہ سمجھ گئے کہ وہ گرفتار ہو گیا ہے اس لئے وہ واپس ہو گئے اور دروازہ بند کر دیا۔ ہم نے اس شخص کے قتل کا ارادہ کیا تو بعض آدمیوں کی رائے ہوئی کہ اسے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کرنا چاہئے اور آپ اس سے متعلق جیسا حکم دیں گے اس کے موافق کر دیا جائے گا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے دریافت کیا کہ تو کون شخص ہے؟ اس نے کہا میں ایک رومی النسل ہوں، میں نے آپ کے محاصرہ سے قبل اپنی قوم کی ایک عورت سے شادی کی تھی۔ جب آپ کو محاصرہ کئے بہت زیادہ دن ہو گئے تو چونکہ مجھے اپنی بیوی کے ساتھ بہت زیادہ محبت تھی اس لئے میں نے اس کے والدین سے درخواست کی کہ اس کی رخصتی کر دیں مگر انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ آج کل ہم بہت کام میں مشغول ہیں۔ اس لئے یہ کام نہیں کر سکتے۔ مجھے چونکہ اس کے ملنے کا زیادہ اشتیاق تھا اس لئے ہمارے یہاں جو کلب اور قفر تگ گاہیں بنی ہوئی ہیں اور جس میں ہم سیر و قفر تگ اور کھیل کود کیا کرتے ہیں میں نے اسے وہاں آنے کے لئے کہا، بھیجا۔ وہ آئی اور اس نے آ کر مجھ سے اس بات کی خواہش ظاہر کی کہ مجھے شہر کے دروازے سے باہر لے کر چلے۔ چنانچہ میں اسے دروازہ کھول کر اس نیت سے باہر نکلا کہ آپ حضرات کے متعلق معلوم کر لوں۔ میں باہر آیا ہی تھا کہ آپ کے آدمیوں نے گرفتار کر لیا۔ میرا ساتھی اور وہ عورت نکل کر مجھے پکارنے لگے۔ میں نے ان سے اس خوف سے کہ وہ عورت گرفتار نہ ہو جائے ڈرانے کے لئے یہ لفظ کہہ دینے کہ چڑیا گرفتار ہو گئی۔ البتہ اس کے سوا کوئی اور ہوتا تو مجھے اس کی گرفتاری کی کچھ پرواہ نہ ہوتی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرید اسماء کے متعلق تو کیا کہنا ہے؟ اگر تو مسلمان ہو گیا اور میں شہر میں داخل ہوا تو تیرا نکاح اس عورت کے ساتھ کر دوں گا اور اگر اسلام سے انکار کرے تو تجھے قتل کر دوں گا۔ اس نے اسلام قبول کر لیا اور کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ۔

کہتے ہیں کہ پھر یہ شخص مسلمانوں کی طرف سے نہایت جاننازی کے ساتھ لڑا اور جس وقت ہم صلح کے بعد شہر میں داخل ہوئے تو یہ چاروں طرف اپنی بیوی کو تلاش کرتا پھرنے لگا۔ بعض آدمیوں نے اس سے کہا اس نے رومیوں کو لباس اختیار کر لیا ہے اور وہ اب تیرے رنج کے سبب راہیہ ہو گئی ہے۔ یہ شخص کنیسہ میں پہنچا تو اس کی بیوی نے اسے نہ پہچانا۔ اس نے اس سے دریافت کیا کہ تو نے

رہبانیت کیوں اختیار کی؟ تو اس نے جواب دیا کہ مجھے اپنے شوہر کے ساتھ بے حد محبت تھی۔ اسے اہل عرب نے بے رفاہ کر لیا تو اس کے رنج میں میں نے یہ اختیار کر لیا۔ اس شخص نے کہا تیرا شوہر میں ہی ہوں اور میں اہل عرب کے دین میں داخل ہو گیا ہوں۔ یہ سن کر وہ کہنے لگی کہ پھر کیا ارادہ ہے۔ اس شخص نے کہا یہ کہ تو میری پناہ میں آ جا اس نے مسکایا کہ یہ قسم یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ اب میں تیرے سے کسی طرح نہیں مل سکتی۔ یہ کہہ کر وہ تو اوپر میں کے قافلہ کے ساتھ چلی گئی۔ یہ شخص حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام سرگزشت بیان کی۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چونکہ شہر صلیح کے ذریعے فتح کیا ہے اس لئے اس کے متعلق میں کچھ نہیں کر سکتا۔

کہتے ہیں کہ جس وقت اس شخص کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے تعاقب کا ارادہ رکھتے ہیں تو اس نے دل میں ارادہ کیا کہ آپ کے ساتھ میں بھی چلوں گا۔ ممکن ہے کہ اس تک پہنچ جاؤں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چونکہ تو ما کے چلے جانے کے چوتھے روز بھی ٹھہرنا پڑا اور ارادہ منسوخ ہو گیا تو وہ شخص آپ کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا حضور! میں نے سنا تھا کہ آپ کا ارادہ تو اوپر میں کے معلولوں کے تعاقب اور ان کے مال و اسباب لئے لینے کا تھا۔ آپ نے فرمایا ہاں! اس نے کہا پھر کیا چیز مانگ ہوئی۔ آپ نے فرمایا ان کا دورنگل جانا اور چاروں کا فصل ہو جانا اور تم خود جانتے ہو کہ آدمی خوف کی وجہ سے کتنا ترچہ چلتا ہے۔ میری رائے میں اب کسی طرح ان تک نہیں پہنچ سکتے۔ یونس جو اس شخص کا نام تھا کہنے لگا اگر محض دوری اور فصل ہی ان کے تعاقب سے جناب کو مانع ہے تو میں اس ملک کے راستوں سے چونکہ خوب واقف ہوں اس لئے آپ کے ساتھ چلوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ انہیں ضرور پکڑ لیں گے اور میں بھی اپنی مراد میں کامیاب ہوں گا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا رومی لشکر کا تعاقب کرنا

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ یونس! کیا تجھے راستہ اچھی طرح معلوم ہے؟ اور تو ہمیں خوب بتا سکتا ہے۔ اس نے کہا ہاں خوب جانتا ہوں۔ مگر آپ سب حضرات کو قونقور اور جدم جونہرائی عرب تھے ان کا لباس اختیار کر لینا اور زادراہ ساتھ لے لینا چاہئے۔ آپ نے لشکر زحف سے چار ہزار فوج ساتھ لی اور حکم دیا کہ زادراہ میں تخفیف کرو اور نیزہ گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ۔ فوج آراستہ ہوئی اور آپ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دمشق کے معاملات سمجھا کر روانہ ہوئے۔

زید بن حریف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم یونس کی رہنمائی میں رومیوں کے نشانات پر چل رہے تھے۔ تو ہاپنے قافلہ اور قوم کو ملے ہوئے اس طریقہ سے چلا جا رہا تھا کہ اگر اس کا کوئی اونٹ یا خیر تھک جاتا تو اس کو ذبح کر دے وہیں راستہ میں چھوڑ دیتا ہم بھی اس کے پیچھے برابر رات دن نمازوں کے اوقات کے سوائے چھپنے سے ہی دھیمان رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ رومیوں کے نذرانے کے نشانات ہمارے سامنے سے جاتے رہے اور ہم شش و پنج میں رہ گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اب تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا یا امیر! آپ چلے چھیں، خداوند تعالیٰ سے اعانت چاہیں۔ وہ آپ کے خوف کی وجہ سے تیزی کے ساتھ چلے جا رہے ہیں اور انہوں نے راستہ چھوڑ کر پہاڑوں اور گھاٹیوں کا راستہ اختیار کر لیا ہے۔ آپ یقین رکھیں انشاء اللہ تعالیٰ ہم ان سے گویا ملے ہی جاتے ہیں۔ یہ کہہ کر یونس نے یہ راستہ چھوڑ دیا اور پوشیدہ گھاٹیوں کا راستہ اختیار کر لیا۔

ضحیٰ بن صفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ یونس ہمیں ایسے کھنن راستے سے لے کر چلا جس میں پتھروں کے سوا کوئی چیز

نظر نہیں آتی تھی اور ہم نہایت مشکل اور دقت کے ساتھ ان پتھروں پر چل رہے تھے۔ گھوڑوں کے سوں میں گھس گھس کر خون اتر آیا تھا۔ نعل عیدہ ظاہر ہونے لگے تھے۔ ہمارے پیروں کے موزوں کے ٹکڑے ٹکڑے اڑ گئے تھے اور سوائے ان کے اوپر کے پنڈلیوں کے حصہ کے اور کچھ پتی نہیں رہا تھا۔

عباد بن سعید حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں بھی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ تھا یونس ہماری رہبری کر رہا تھا اور ہم اس کے نقش قدم پر چلے جا رہے تھے۔ خدا کی قسم میرے پاس چڑے کے دو موزے تھے جن میں یمانی نعل لگے ہوئے تھے۔ میں نے ان کی مضبوطی دیکھتے ہوئے قیاس کیا تھا کہ یہ میرے پاس برسوں چلیں گے مگر خدا کی قسم! ان کے ایک ہی رات میں پر پٹے اڑ گئے اور سوائے ان کی پنڈلیوں کے حصہ کے اور کچھ نہ رہا۔ میں پہاڑی راستے کے خوف اور اس کی کھٹن اور شدت سے ڈر رہا تھا کہ میں نے تمام اہل عرب کو ایک دوسرے سے یہی شکایت کرتے سنا کہ کاش! ہمیں یہ رہبر کھلی اور فراخ چستی ہوئی مگر کہ سے لے چلتا تو بہت بہتر تھا۔ اس رات ہم نے یہ راستہ بڑی مشکل سے طے کیا۔ خدا خدا کر کے جب ہم ان گھاٹیوں سے باہر نکلے تو قوم کے چلنے کے نشانات معلوم ہوئے جن سے معلوم ہو رہا تھا کہ قوم نہایت غلٹ اور سٹ پٹائی چلی جا رہی ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رومی بچ گئے اور اپنی جانوں کو بچے لے گئے۔ یونس نے کہا مجھے خداوند تعالیٰ جل مجدہ کی ذات سے کامل امید ہے کہ ہم انہیں پکڑ لیں گے اس لئے جلدی کرنا زیادہ مناسب ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں سے جدی چلنے کے لئے فرمایا۔ مسلمانوں نے جواب دیا کہ یا امیر! راستہ کی تنگی اور دُور دھوپ سے ہم بہت تھک گئے ہیں۔ اگر ایک دو گھنٹے کی مہلت ہمیں آرام کرنے اور گھوڑوں کو دانا اور چارہ کھلانے کے لئے مرحمت ہو جائے تو بہت بہتر ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم اللہ عزوجل کا نام لے کر چلے چلو وہی سیر کرانے والے اور آرام دینے والے ہیں۔ تم محض اپنے دشمن کی طب میں ان کا تقرب کئے جاؤ۔ مسلمان برابر بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ راہبر آگے آگے تھا اور کہتا جاتا تھا کہ رویوں کے ہم جس شہر میں سے گزر رہے ہیں وہ ہمیں یہی سمجھتے ہیں کہ یہ قبیلہ غسان، لخم اور جذام کے عربی نصرانی ہیں۔ حتیٰ کہ ہم جلد اور لاذقیہ کو طے کر کے دریا کنارے پر پہنچے۔ یونس یہاں پہنچ کر قوم کے قدم کے نشانات دھونڈنے لگا۔ حالانکہ قوم نے ہر قل کے خوف سے اٹھا کیے کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیا تھا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا متفکر ہونا

کہتے ہیں کہ یونس جب اپنی مراویں تاکم رہا تو حیرت زدوں کی طرح کھڑا ہو گیا۔ جو گاؤں یہاں قریب تھا اس میں جا کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جس وقت ہر قل کو یہ خبر پہنچی کہ تو مار ہرئیس دمشق کو مسلمانوں کے سپرد کر کے یہاں آ رہے ہیں تو وہ نہایت غضب ناک ہوا اور چونکہ اس کا ارادہ ایک لشکر کو جمع کر کے یرموک کی طرف روانہ کرنے کا ہے اسے اندیشہ ہوا کہ تو مار ہرئیس مسلمانوں کی شجاعت اور بہادری کے کارنامے فوج کے سامنے نہ بیان کر دیں اور وہ ان کے مقابلے میں بزدل ہو جائے اس لئے اس نے یہ حکم بھیج دیا کہ وہ ادھر نہ آئیں بلکہ قسطنطنیہ چلے جائیں۔ اب وہ اٹھا کیہ سے منحرف ہو کر لکام کے راستے سے قسطنطنیہ پہنچیں گے۔ یونس یہ سن کر متفکر سا ہو گیا اور مسلمانوں کی تکلیف کا اب اسے بہت احساس ہوا اور آئے والی مصیبت کا خیال کر کے

بھونچکا سا رہ گیا۔

تیم رجب سر شنبہ کے روز حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کی نماز پڑھوائی۔ گھوڑوں پر سوار ہونے کا ارادہ کیا تھا کہ یونس کو اتار دے۔ اس کے چہرے سے ناامیدی کے آثار دیکھ کر آپ نے فرمایا کیا حال ہے؟ اس نے کہا یا امیر! خدا کی قسم میری وجہ سے آپ کو بہت دھوکہ ہوا۔ میں دشمن کی طلب میں جناب کو جرات دے رہا تھا تاہم یہاں تک لے آیا اور افسوس کہ جس شکار کے پیچھے یہاں تک آئے تھے وہ ہاتھوں سے نفل گیا اور اس قوم کے ساتھ ساتھ وہ دشمنیں کپڑے بھی جاتے رہے۔ آپ نے فرمایا تمہیں کس طرح معلوم ہوا اس نے کہا۔ میں رومیوں کے شکات کا پتہ چلا تاہم وہاں تک اس امید میں پہنچا تھا کہ شاید دشمن سوریہ کے مقام تک مل جائیں۔ جب وہ یہاں تک بھی نہ تو میں سمجھ گیا کہ وہ جان بھی کر لے گئے۔ تحقیق کی غرض سے گاؤں میں پہنچا تو ایک بدھنی کی زبان پر معلوم ہوا کہ میں مسجدوں کا حال سن کر شرم و غم نہ ہو جائے اس سے بادشاہ نے نہیں یہاں آنے کی ممانعت کر دی اور قحطیہ چنے جانے کا حکم بھیج دیا۔ بادشاہ نے آپ کے مقابلے کے لئے ایک لشکر تیار کیا ہے۔ آپ بادشاہ کے شہر یعنی اتھا کیہ کے قریب ہیں۔ اس کے اور آپ کے مابین یہ جبل عظیم جو جبل برق کے نام سے مشہور ہے حائل ہے اور مجھے اس بات کا اندیشہ اور خوف ہے کہ اگر آپ نے اس پہاڑ کو پس پشت رکھا تو ہلاک ہو جائیں گے۔ آئندہ جبہ آپ حکم دیں گے تعمیل کرنے کے لئے حاضر ہوں۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا خواب بیان کرنا

حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ حالانکہ میں آپ کو ایسے نہیں سمجھتا تھا۔ مگر میں نے اس وقت یہ خیال کیا کہ آپ پر خوف طاری ہو گیا ہے۔ یہ سوچ کر میں نے عرض کیا یا امیر! آپ نے کس بات کا خوف کیا ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے موت کا رخ نہیں ہے اور نہ میں موت سے ڈرتا ہوں۔ مجھے اس بات کا خیال ہے کہ مسلمان قیامت کے روز میری طرف سے پیش ہوں گے۔ دراصل میں نے قبل از فتح دمشق ایک خواب دیکھا تھا جس نے مجھے زیادہ تشویش میں ڈال رکھا ہے۔ میں اس کی تعبیر کا منتظر ہوں۔ دیکھئے پردہ تقدیر سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ مجھے پردی قوت کی ذات سے یہی امید ہے کہ وہ میرے اس خواب کو میرے لئے بہتری کریں گے اور مجھ کو میرے دشمنوں پر غلبہ دیں گے۔ مسلمانوں نے کہا آپ کا خواب اللہ تعالیٰ بہتر ہی ہوگا آپ بیان فرمادیں کہ جناب نے کیا دیکھا ہے۔

آپ نے فرمایا میں اور میرے تمام مسلمان ساتھی ایک لقمہ ووق میدان میں جہاں نہ پانی ہے نہ کسی طرح کا سبزہ چھ جہاں رہے ہیں اچانک بڑے بڑے قدوں بڑی بڑی شکلوں اور لمبے لمبے باؤں کے وحشی حماروں کا ایک گھمنے کا قند و لیلیں مارنا ہوا ہماری طرف بڑھا۔ ہم نے اپنے گھوڑوں کے ذریعہ انہیں گھیر کر نیزوں اور تواروں سے مارنا شروع کیا۔ مگر وہ ہادجود ہمارے مارنے کے کچھ پروا نہیں کرتے تھے اور وہ برابر دو لٹیاں چلاتے اور ہم پر حملہ کرتے رہے۔ ہم نے اور ہمارے گھوڑوں نے بہت جہد و جہد سے ان کا مقابلہ کیا۔ آخر ہمارے گھوڑے تھک گئے ہیں میں گویا اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور انہیں جنگل میں چاروں طرف ان کے پیچھے بھاگنے کے لئے کہا اور چاروں طرف سے ہم نے ان پر حملہ کر دیا وہ ہمارے سامنے تنگ جگہوں، ٹیلوں، پستوں اور اپنے گھروں کی طرف بھاگے۔ ہم سب کے مارنے اور پکڑنے پر سوائے معدودے چند کے قادر نہ ہو سکے۔ ہم ابھی ان کے اچھے اور عمدہ گوشت

کوجہون اور پکانی رہے تھے کہ وہ ہم پر پھر پلٹ پڑے۔ میں نے جس وقت ان کی طرف دیکھا وہ جنگ جگہوں اور اپنے اپنے گھروں سے نکل رہے ہیں تو میں نے مسلمانوں کو آواز دی اور کہا خداوند تعالیٰ تمہارے اندر برکت فرما دیں سوار ہو جاؤ۔ مسلمان گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ میں بھی ان کے ساتھ سوار ہو کر ان وحشیوں کے تعاقب میں چلا۔ حتیٰ کہ ہم ان پر حملہ آور ہوئے اور میں نے ان سے اس اونٹ کا جوان کے سب سے آگے آگے تھا شکار کر لیا۔ مسلمان برابر قتل اور شکار کرتے رہے حتیٰ کہ ان میں سے بہت تھوڑے باقی رہ گئے میں ان کو شکار کرنے اور پکڑ لینے سے بہت خوش ہو رہا تھا اور میرا ارادہ تھا کہ میں مسلمانوں کو ران کے وطن کی طرف روانہ ہو جاؤں کہ اپنا کچل مجھے میرے گھوڑے نے گرا دیا۔ میرا علمامہ نیچے گرا اور میں اس وانٹ لینے کی کوشش ہی کر رہا تھا کہ گھبراہٹ میری آنکھ کھل گئی۔ یہ ہے میرا خواب۔ کیا کوئی شخص اس کی تعبیر دے سکتا ہے۔ میرے نزدیک تو اس کی تعبیر یہی ہے کہ جس مصیبت میں اب ہم پھنس رہے ہیں۔

کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو اس مصیبت کا احساس ہوا اور انہیں یہ نہایت شاق گزر۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دل میں پلٹنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مومن نے فربہ اور خوش تو وہ لوگ بھی ہیں جن کے تعاقب میں ہم یہاں تک آئے ہیں۔ خابرا معصوم ہے کہ مومن ہی کے سبب مصیبت میں پھنستے اور تکلیفیں اٹھائیں۔ آپ کا گھوڑے سے گرا نا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے گھوڑے کو لے کر بلندی سے پستی کی طرف اتریں گے اور علمامہ کا گرجانا سوعلماء دراصل عربوں کے سروں کے تاج ہیں اس کا گرنا گویا کسی تکلیف اور مصیبت سے دوچار ہونا ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں باری تعالیٰ جل مجدہ سے دعا کرتا ہوں اگر یہ خواب اور اس کی تعبیر سچ اور حق ہے تو اس کو امورات دنیوی سے متعلق کر دیں اور امور آخرت سے نہ کریں۔ میں اللہ تعالیٰ جل مجدہ سے استعانت چاہتا ہوں اور اسی پر تمام کاموں میں توکل کرتا ہوں۔

اس کے بعد آپ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا شہسواران اسلام! مجھے محض اپنے دل کا اختیار ہے۔ میں نے اپنی جان خدا کی راہ میں سپرد کر دی ہے آیا تمہارا بھی ارادہ ہے کہ اس گروہ کے تعاقب میں چلو۔ دوسری باتیں ہیں فتح یا معبودہ بہشت۔ مسلمانوں نے جواب دیا۔ آپ کے اختیار میں جیسی رائے علی ہو ہم تیار ہیں مگر بعض مسلمانوں کو جو بہت زیادہ شکست حال ہو گئے تھے یہ تجویز ناگوار معلوم ہوئی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یونس کے پاس جس کا نام آپ نے نجیب رکھ دیا تھا آئے اور فرمایا یونس! اگر ہم اب قوم کا تعاقب کریں تو آیا ان تک پہنچ سکتے ہیں؟ اس نے کہا ہر شک آپ انہیں پکڑ سکتے ہیں۔ مگر مجھے اس بات کا خوف ہے کہ کبیں رومیوں کو آپ اور آپ لشکر کے متعلق علم ہو گیا تو وہ چاروں طرف سے آپ کی طرف ندوڑ پڑیں۔ آپ نے فرمایا یونس! میں صرف باری تعالیٰ جل مجدہ سے ذات گرامی پر مجبور ہوں۔ مجھے یثرب میں آرام کی فیدہ سونے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق بیعت کی قسم! میں نے اپنی طرف سے ان کی جتو اور طلب میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔

یہ کہہ کر آپ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور مسلمانوں کو ہمراہ لے کر یونس کی رہبری میں چل دئے۔ راستہ قطع کرتے کرتے آپ نے جبل کپ کام کو پس پشت چھوڑا اور قوم کے نشانات تلاش کرتے اس سے آگے بڑھے۔ جس رات کی صبح کو ہمیں یقین تھا کہ

رومیوں تک پہنچ جائیں گے اس رات کے نمودار ہوتے ہی اس روز سے جینہ برسا شروع ہوا اور اس طرح موسلا دھار پانی پڑا جیسے کسی شخص نے مشک کے منہ کو ایک دفعہ ہی کھول دیا اور یہ دراصل ہمارے لئے باری تعالیٰ جل مجدہ کی طرف سے ایک اعانت تھی جس نے قوم کو آگے بڑھنے سے روک رکھا تھا۔

بارش کا ہونا اور مسلمانوں کا تو ما وغیرہ کی آواز سننا

فروح بن طریف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ پانی اپنی اسی شدت کے ساتھ ہم پر پڑ رہا تھا اور ہم شراہور ہوتے ہوئے ایک دوسرے سے گفتگو کرتے ہوئے چلے جا رہے تھے۔ حتیٰ کہ صبح کی روشنی نے رات کی تاریکی پر فتح پائی۔ ابر پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور آفتاب عالم تاب نے ہر ایک چیز پر اپنا سکہ جمانا شروع کر دیا۔ یونس نے آگے بڑھ کر عرض کیا سر دار! آپ ہمیں تشریف رکھیں تاکہ میں رومیوں کی خبر لے آؤں۔ میری رائے میں اب ہم ان سے بہت قریب ہیں حتیٰ کہ میں نے ان کا شور و غل بھی سن لیا ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے ان کی آوازیں سن لیں۔ اس نے کہا ہاں میں سن چکا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اگر اجازت مل جائے تو ان کے قریب پہنچ کر کچھ نہ کچھ خبر ضرور لے کر ہی حاضر ہوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

واقفی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت دور اندیش واقع ہوئے تھے۔ آپ ایک مفرط بن جعدہ نامی شخص کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا مفرط! تم نجیب کے ساتھ جاؤ اس کے منوں و ہدم رہو۔ اور دونوں رومی فوج کی خبر لے کر واپس آ جاؤ۔ مگر تمہارے جانے اور آنے کی خبر رومیوں کو نہ ہونے پائے۔ مفرط نے اسے بہرہ چشم منظور کیا اور روانہ ہو گئے۔ جس وقت یہ جبل ایرش پر پہنچے رومی جبل باریق کہتے ہیں پہنچے تو مفرط بن جعدہ کہتے ہیں کہ ہم دونوں پہاڑ کی کی چوٹی پر چڑھ گئے۔ دور سے ایک نہایت وسیع سرسبز و شاداب چراگاہ دیکھی جس کے وسط میں قوم بظہری ہوئی تھی۔ دھوپ تیز تھی اور چونکہ ان کا مال و اسباب بارش میں بھیگ چکا تھا اس لئے انہیں اس کے بگڑ جانے کا خوف لاحق ہوا ہوگا اسے اس نے بار برداریوں سے نکال کر دھوپ میں ڈال رکھا تھا۔ اکثر وہ آدمی جو زیادہ چلنے اور سفر کی معویت سے چکنا چور ہو گئے تھے پڑے سو رہے تھے۔ میں یہ دیکھ کر بہت خوش ہوا، پہاڑ سے اتر اور فرط خوشی میں اور اس وجہ سے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مال غنیمت کی خوش خبری سنوں اس نے ساتھی یونس کو بھی پیچھے چھوڑ کر بہت جلدی مسلمانوں کی طرف چلا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے بتھا آتے دیکھ کر یونس کی طرف سے یہ سمجھ لیا کہ اس نے ضرور کچھ سنا کر کیا ہوگا اور جلدی سے دریافت کیا کہ ابن جعدہ کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا بہت اچھا ہے۔ مال غنیمت موجود ہے۔ قوم پیڑ کے اس طرف ہے چونکہ بارش میں اسباب بھیگ چکا تھا اس لئے سکھانے کے واسطے پھیلا رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا خداوند تعالیٰ تمہیں نیکی کی توفیق عطا فرمادیں۔ میں نے آپ کے چہرے پر خوشی کے آثار دیکھے۔ اتنے میں نجیب بھی آ گئے۔ آپ نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا نجیب مبارک ہو۔ انہوں نے کہا سر دار! آپ کو بشارت ہو رومیوں نے اٹلی کی سڑک چھوڑ کر سمجھ لیا تھا کہ ہماری جان بچ گئی اور اب ہمارا تہ تیغ کوئی شخص نہیں کر سکتا۔ آپ اپنی جمعیت کو ہدایت فرمائی کہ جو شخص میری زوجہ تک پہنچ جائے وہ اس کو میری حفاظت میں دے دے مجھے اس کے سوا اور کسی مال غنیمت کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا وہ تیری ہی ہے اور تجھے ہی ملے گی۔

انشاء اللہ تعالیٰ!

حضرت خالد بن ولید کا مرج و بیاج میں اپنے لشکر کو ترتیب دینا اور تو مار حملہ کرنا

اس کے بعد آپ نے اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم فرمایا۔ ایک ہزار سوار کو عینہ و کر کے اس کی کان حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دے دی۔ ایک ہزار دست پر حضرت رافع بن عیسرۃ الطائی کو کان افسر بنایا۔ ایک ہزار جوانوں پر حضرت عبدالرحمن بن ابوجہر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو افسر مقرر فرمایا اور ایک ہزار خود اپنی ماتحتی میں رکھے اور ان تینوں افسروں کو ہدایت کر دی کہ دشمن پر سب افسر ایک ہی دفعہ نہڑیں بلکہ ہر سردار کچھ توقف کے بعد دشمن کی طرف بڑھے۔ پہلے طعنه و متحدہ متفرق ہو جائیں اور اس کے نام پر بڑھے چلو۔ سب سے پہلے حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور پہاڑ کے درے سے ہوتے ہوئے قوم کی طرف چلے۔ قوم نہایت اطمینان کے ساتھ تھی۔ ان کے پیچھے حضرت رافع بن عیسرۃ الطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان کے بعد حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سب کے آخر میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چن شروع کیا حتیٰ کہ چراگاہ میں پہنچ گئے۔

عید بن سعید تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سواروں میں تھا آپ جس وقت چراگاہ میں پہنچے اور ہم نے جنگل کی تردنا کی لہجہ بتائی ہوئی ہنری بہتا ہوا پانی اور مٹلی ریشمیں کپڑوں کا دھلا ہوا تاریکی رنگ جس پر نظر پڑتے ہی خیرہ ہو جائے دیکھا تو خدا کی قسم! اقرب تھا کہ اس پر چکا چونہ ہو جانے والی نگاہیں ہمیں خاصا اللہ جہاد سے منحرف کر کے ایک نئے فتنہ اور جدید آزمائش میں مبتلا کر دیں کہ معائنہ یم کے ایک شخص نے زور سے چلا کر کہا اللہ تعالیٰ پر اکر اس دنیا کا کیا اس سے زیادہ اہم سمجھ کر کھانے والی اور جدی جدی ایک سے دوسرے کے پاس جانے والی بھی کوئی چیز موجود ہے۔ اس کی رغبت سے ڈرو یہ نہایت مکارہ اور بڑی آفت کی پرکار ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ آواز سنتے ہی رونے لگے اور فرمایا واللہ تمہیں کا قول بالکل سچا ہے۔ اس کے بعد آپ نے پکار کر فرمایا۔ خدا کے دشمنوں کی طرف بڑھو، حرب و ضرب شروع کر دو اور ان کے مال کی طرف بالکل رغبت نہ کرو۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ تو تمہارا ہے ہی، خدا نے بزرگ و برتر کے نام میں قوت و طاقت ہے۔ یہ کہہ کر فوج لئے ہوئے آپ شیر کی طرح شکار کی طرف چھپے۔

رومیوں نے انہیں دیکھا اور آپ کے ہاتھ میں علم دیکھ کر یہ سمجھ لیا کہ مسلمان ان پر آ پڑے۔ شور و فریاد کی آواز بلند ہوئی اور ہر ایک نے چیخا چلانا شروع کر دیا۔ تو مانے اپنے گروہ اور ہمیں نے اپنے جوانوں کو آواز دی۔ فوج اپنے اسلحہ کی طرف لپکی گھوڑوں پر سوار ہوئی اور ایک نے دوسرے سے کہا شروع کیا کہ یہ بہت تھوڑے آدمی ہیں جنہیں تمہارے ہماری طرف غیبت بنا کر بھیجا ہے۔ لہذا ان کی طرف بڑھو اور صلیب کی استغاثت سے آگے دھرو۔ رومی مسیح گھوڑوں پر سوار ہو کر تاکہ مسلمان مال و اسباب نہ لوٹ لیں اپنے اسباب کے پاس کھڑے ہو گئے اور یہ سمجھا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا اور کوئی نہیں ہے یہ کھڑے ہی ہوئے تھے کہ انہیں ایک ہزار جوانوں کے ساتھ حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ اور کچھ توقف کے بعد حضرت رافع بن عیسرۃ الطائی بھی آ پہنچے اور ابھی بہت کم عرصہ ہوا تھا کہ جناب حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر

صدق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آئے۔ ہر ایک افسر نے اپنی طرف سے بازو سمیٹ کر یک دم اترنے والے تیز چنگل عتاقوں کی طرح ان پر بڑھنا شروع کیا اور کبھیروں کی آوازوں کے ساتھ ساتھ چاروں طرف سے انہیں گھیر کر جو کچھ ان کے پاس تھا لینے کا ارادہ کر لیا۔

تو ما کا قتل

کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے گھوڑے نشیب کی طرف بہتے ہوئے پانی کی طرح رومیوں کی طرف چلے اور انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ملعون ہرٹیس نے اپنے آدمیوں کو پکار کر کہا تم اپنے مال و اسباب کی حفاظت کے لئے جان بکف ہو جاؤ اور سمجھو لو کہ یہ تم سے بچ کر نہیں جاسکتے اور ندان کا کوئی کرشمہ پر چل سکتا ہے۔ رومی یہ سن کر منقسم ہوئے اور کچھ آدمی روئیں کی سرکردگی میں اور کچھ توہ کی لڑائی کے لئے مادہ ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلے کے لئے تو ما پانچ ہزار سوار لے کر آگے بڑھا۔ دونوں آنکھوں کے درمیان میں ایک سوئے کی صلیب جو جو اہرات سے مرصع تھی بلند کی۔ آپ نے بھی گھوڑے کو میسر کر کے اس کا رخ کیا۔ اپنے ساتھیوں کو ساتھ لیا اور بلند آواز سے پکار کر فرمایا تو ما خدا کے دشمن اتم لوگوں نے سمجھ ہو گا کہ ہم بھاگ نکلے اور بچ گئے۔ مگر بڑی تعاقب جل محمد نے ہمارے لئے زمین کی طنا میں کھینچ دیں۔

یہ کہہ کر آپ نے حملہ کار ارادہ فرمایا اور حضرت ام ابان رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسے ایک آنکھ سے کانٹا کر ہی دیا تھا آپ نے دوسری آنکھ پر تان کر اس زور سے نیزہ مارا کہ آنکھ کو پھوٹا سوا گدی کے پار ہو گیا اور یہ پکڑا کر زمین پر آ رہا۔ صلیب رومی اور ساتھ ہی آپ کے ساتھیوں نے اس کے حامیوں کو تہ تیغ کرنا شروع کر دیا۔ سب سے بڑھ کر حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خاستا لوجہ اللہ یہ کام کیا کہ آپ تو ما کے اوندھے منہ رتے ہی اس کی طرف بڑھے اور فوراً اس کے سینے پر چڑھ کر اس کا سر قلم کر لیا۔ اس کے بعد آپ نے سر کو نیزے کی نوک پر رکھ کر بلند کیا۔ مسلمانوں کو آواز دی اور فرمایا کہ خدا کا دشمن ملعون تو قتل ہو چکا اب ہرٹیس کو تلاش کرو کہ کہاں ہے؟ مسلمان یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔

حضرت رافع بن خیرہ الطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج کے سینہ میں تھا۔ میں اپنے دست کے ساتھ رومیوں کے اہل و عیال کے خیموں کی طرف چلا۔ رومیوں کی عورتیں نہایت شہود سے لڑ لڑ کر مسلمانوں کو اپنے پاس نہیں آنے دیتی تھیں۔ میں نے ایک شخص کو جو رومی لباس پہنے ہوئے تھا گھوڑے سے اتر کر ایک عورت سے لڑتے ہوئے دیکھا۔ کبھی عورت اس پر غالب آ جاتی اور کبھی وہ عورت کو مغلوب کر لیتا تھا۔

یونس کا اپنی عورت کے ساتھ لڑنا

میں اس ارادے سے کہ اسے دیکھوں کون شخص ہے؟ اس کے پاس گیا تو معلوم ہوا کہ وہ ہمارا بہر یونس ہے یہ دراصل اپنی بیوی سے لڑ رہا تھا اور جس طرح شیر اپنی مادہ سے کشتی کرتا ہے تو اس کے ساتھ اس طرح کشتی کر رہا تھا۔ میں نے چاہا کہ بڑھ کر اس کی اعانت کروں کہ دس عورتیں میری طرف چلیں اور میرے گھوڑے کو پتھر مارنے شروع کر دے۔ ایک خوب صورت عورت کے ہاتھ سے جو ریشمین لباس میں ملبوس تھی ایک بہت بڑا پتھر میرے گھوڑے کی پیشانی پر جس پر میں سب سے پہلے حضرت خالد بن ولید کے

ساتھ جنگِ یمامہ کے لئے نکلا تھا آ کر لگا۔ گھوڑے نے زانو پر سر مارا اور سر کر مر گیا۔ میں غصے میں بھرا ہوا گھوڑے کی زین سے کود کر اس عورت کے پیچھے بھاگا۔ وہ بھی ہرن کی طرح چوڑیاں بھرتی ہوئی آگے آگے بھاگی۔ دوسری عورتیں بھی اس کے ساتھ بھاگ پڑیں میں نے ان کا پیچھا کیا اور جس وقت ان کے بالکل قریب پہنچ گیا تو میں نے ان کے قتل کا ارادہ کیا مگر قتل سے تو میں رک گیا۔ البتہ انہیں ایک ڈانٹ پانی اور ڈرا دہکا دیا۔ نیز میرا ارادہ سوائے اس عورت کے جس نے گھوڑے کو مار ڈالا تھا اور عورت کے قتل کا بھی نہیں تھا۔ میں اسی کی طرف بڑھا اور اس کے قریب پہنچے جس وقت اس کے سر پر تھوڑا ٹھانسی تو اس نے اپنے ہاتھ سر پر رکھ لئے اور لفون لفون (امان امان) کہنا شروع کیا۔

میں نے یہ سن کر ہاتھ کھینچ لیا۔ وہ نہایت قیمتی دشمنیں لباس پہنے ہوئی تھیں۔ موتیوں کی لڑیاں سر پر لٹک رہی تھیں میں نے اسے نیز ان سب عورتوں کو اپنی حراست میں لے لیا مگلتیں باندھیں اور اپنی فوج کی طرف انہیں لے کر چل دیا۔ راستہ میں رومیوں کا ایک خالی زین گھوڑا دکھائی دیا میں اس پر سوار ہو گیا اور دل میں خیال پیدا ہوا کہ یونس راہبر کا حال معلوم کر کے پھر فوج میں جانا چاہئے۔ یہ خیال کر کے میں اس کی تقیص میں ہوا اس جگہ جہاں میں نے اسے کشتی کرتے دیکھا تھا میں اسے تلاش کرتا پھر رہا تھا کہ دفعتاً میں نے اس کی بیوی کو خون آلود اور اس کے سامنے روتے ہوئے بیٹھا دیکھا۔ میں نے پوچھا یونس کا کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہ میری بیوی ہے جس کی طلب اور تلاش میں میں یہاں تک آیا تھا اور مجھے اس کے سوا کسی چیز کی خواہش نہیں تھی کیونکہ خدا کی قسم مجھے اس کے ساتھ بہت زیادہ محبت تھی جس وقت میں نے اسے یہاں دیکھا تو میں نے اس سے کہا کہ باوجودیکہ تو مجھ سے بھاگی اور نفرت کرتی ہے مگر میں تیری محبت میں یہاں تک پہنچ گیا ہوں۔ بہتر ہے کہ تو میرے ساتھ چل۔ اس نے جواب دیا کہ مجھے حق سچ کی قسم چونکہ تو نے دین سچ کو چھوڑ کر دین محمدی اختیار کر لیا ہے، میں تمہیں کبھی قیامت تک نہیں مل سکتے۔ میں نے اپنی جان کو سچ کے لئے وقف کر دیا ہے۔ میں قسط علیہ رہی ہوں وہاں پہنچ کر نون میں شامل ہو کر راہب بن جاؤ گی۔ میں اس کی طرف بڑھا تو اس نے اپنے آپ کو مجھ سے لڑائی کے ذریعے علیحدہ رکھا۔ مگر میں اس کے ساتھ اس قدر لڑا اور کشتہ کشتی ہوا کہ اس پر غالب آ گیا۔ جس وقت اس نے میرے بیٹوں سے کسی طرح مفرزہ دیکھا تو اپنے کپڑوں میں سے ایک خنجر نکال کر سینے میں بھونک لیا۔ خنجر پھرتے ہی خنچ گری اور مٹی مجھے اس کے منے کا چونکہ بے حد اشتیاق تھا اور وہ مجھے نہیں مل سکی اس لئے اب ہنسا رو رہا ہوں۔

حضرت عمیرہ الطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بقل کی بنی کو گرفتار کرنا

حضرت رافع بن عمیرہ دہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں یونس کی یہ باتیں سن کر رونے لگا اور اس سے کہا کہ خداوند جل مجدہ نے تجھے نعم البدل عنایت فرمایا ہے اور اس سے بہتر اور خوب صورت عورت جو دشمنین کپڑے پہنے موتیوں کے لڑیاں لٹکائے سونے کے کنگن زیب کئے اور چاند جیسا چمکتا ہوا چہرہ رکھتی ہے حاضر ہے۔ یونس نے دریافت کیا کہ وہ کہاں ہے؟ میں نے کہا یہ میرے ساتھ ہے۔ یونس نے جس وقت اس کی طرف دیکھا اور اس کے زور اور حسن و جمال کو ملاحظہ کیا تو اس سے رومی زبان میں گفتگو کی۔ گھڑی بھر تک اس کا حال دریافت کرتا رہا۔ وہ برابر رو رہی تھی آخر یونس میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ آپ نے مجھ کا بھی کہ یہ کون عورت ہے؟ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ یہ کون عورت ہے؟ اس نے کہا یہ بقل کی بنی اور تو ماکی بیوی ہے۔ مجھ جیسا

آدمی اس کی صداقت اور قابلیت نہیں رکھتا۔ ہر قتل اسے فدیہ دے کر ضرور پائی دلائے گا۔

میں نے کہا اب تو میرے لئے ہے اور تو اس کے واسطے۔ یہ سن کر یونس نے اسے لے لیا۔ مسلمان اس وقت نہایت شدت کی لڑائی لڑ رہے تھے اور اس قدر مصروف تھے کہ اس سے زیادہ نہیں لڑ سکتے تھے۔ بعض ریشمین کپڑے اور مال و اسباب کو جمع کر رہے تھے۔

مرج الدیباج کی وجہ تسمیہ

واقعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مرج الدیباج کی وجہ تسمیہ اور اس جنگل کا نام مرج الدیباج کے نام سے مشہور ہونا اور اب تک اسی نام سے مشہور چلا آنا اسی وجہ سے ہے کہ اہل عرب میں سے جس وقت کوئی کسی کے پاس دیباج یعنی ریشم کا کپڑا دیکھتا تھا تو دریافت کرتا تھا کہ آپ کے پاس کپڑا کہاں سے آیا تو وہ شخص جواب دیتا تھا کہ یہ مرج الدیباج کے مال غنیمت میں کا ہے۔

واقعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جس وقت احرار اسلام لڑائی سے فارغ ہوئے تو اپنے سردار حضرت خاندن ویدہ کو نہ دیکھ کر ان کی گفتیش میں لگے۔ مگر جس وقت آپ کا کہیں پتہ اور نشان نہ معلوم ہوا تو سخت مضطرب اور پریشان ہوئے اور انہما سے زیادہ قلق ہوا۔

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ وجہ یہ ہوئی تھی کہ جس وقت مرج الدیباج کے میدان میں آپ نے توہ کو قتل کر دیا تو آپ کو ہر بیس کی تلاش ہوئی۔ آپ نے تمام میدان میں اسے ڈھونڈا۔ مگر جتو کے بعد بھی آپ کا کام رہا۔ آپ برابر جنگ میں مشغول تھے اور لشکر و روم میں کس کس کر ورمیوں کو جانوروں کی طرح سے قتل کر رہے تھے کہ دفعتاً آپ نے ایک قوی الجبہ سرخ رنگ یعنی واڑھی والے رومی کو جو نہایت قیمتی ریشمین کپڑے پہنے ہوئے تھا اور ان کے اوپر لوہا خفایت کے لئے لگا رکھا تھا، دیکھا۔ آپ نے معائنہ کیا کہ ہر بیس یہی ہے۔ آپ نے یہ سمجھ کر اس کی طرف گھوڑا چڑھ کر دیا اور اسی سختی اور شدت کے ساتھ اس کی طرف بڑھے کہ فوراً حملہ کرتے ہی یہ تیغ کر دیں مگر یہ شخص آپ کو دیکھ کر بھاگا۔ آپ نے تعاقب کیا اس نے میدان میں محوم کر پٹر کھا کے اپنے آپ کو پھینا چاہا۔ آپ نے دور سے اس کی پشت پر نیزہ مارا۔ یہ گھوڑے سے سر کے بل زمین پر آ رہا۔ آپ یہ کہتے ہوئے کہ کم بخت ہر بیس تو نے سمجھ لیا ہوگا کہ میں بچ کر نکل آیا اس پر حمد اور ہوئے۔ یہ شخص عربی زبان سمجھتا تھا، اس نے عربی میں فریاد کی اور کہا میں ہر بیس نہیں ہوں۔ آپ مجھے چھوڑ دیجئے اور قتل نہ کیجئے۔ میں آپ کو اپنے فدیہ اور عوض میں آپ کو ایسی چیز دوں گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔ نیز جو کچھ آپ مجھ سے طلب کریں گے وہی دوں گا۔

آپ نے فرمایا کم بخت! تو میرے ہاتھ سے اس وقت تک نہیں چھوٹ سکتا جب تک ہر بیس کا پتہ نہ بتلا دے۔ مجھے اس کے سوا کسی چیز کی خواہش نہیں ہے۔ باری تعالیٰ جل مجدہ نے میرے ہاتھ سے توہ کو قتل کر دیا ہے اور مجھے ہر بیس کے قتل جانے کی بھی تمنا ہے۔ اگر تو نے مجھے ہر بیس کا پتہ دے دیا تو میں تجھے بغیر کسی معاوضہ کے چھوڑ دوں گا۔ یہ سن کر وہ کافر کہنے لگا کہ آپ کو خوش ہونا چاہئے کہ آپ اپنی مراد تک پہنچ جائیں گے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس کا پتہ بتانے سے قبل اس بات کا عہد لے لوں کہ آپ مجھے چھوڑ دیں گے۔ آپ نے فرمایا اگر تو نے مجھے اس کا پتہ بتلا دیا اور ہر بیس میرے قبضہ میں آ گیا تو انشاء اللہ العزیز ایسا ہی ہوگا۔

اس نے کہا اے عربی بھائی! آپ کی بات بدعہدی اور بے وفائی کی سی معصوم ہوتی ہے۔ کیونکہ آپ نے ہمیں امان دے دی تھی مگر باوجود اس کے ہمارا پیچھا یہاں تک کیا گیا حالانکہ ہمیں وہم و گمان بھی نہیں تھا کہ آپ ہمارا تعاقب یہاں تک کریں گے۔ آپ نے تعاقب کیا اور کچھ کم دمشق سے لے کر چلے تھے اس کو لوٹ لیا اور اسی وجہ سے آپ کے جاسوس دمشق میں لگے ہوئے تھے، اس وقت آپ پھر کہتے ہیں کہ اگر ہر بیس قابو میں آ گیا تو میں تجھے چھوڑ دوں گا۔ نیز ہر بیس ایک بڑا اہلاد اور حریفوں کو زیر کرنے والا شخص ہے، میں اس کی گرفتاری کا کس طرح ضامن ہو سکتا ہوں اور پھر جب کہ آپ کا کام بھی بدعہدی اور بے وفائی پر مشتمل ہو۔

آپ کو یہ سن کر نہایت غصہ آیا اور فرمانے لگے کم عقل! ہمیں عہد شکنی کی طرف منسوب کرتا ہے حالانکہ بدعہدی عہد شکنی عداوی اور بے وفائی ہماری خصلتوں سے علیحدہ، ہماری عادتوں سے دور اور ہمارے افعال سے بالکل ناگزیر ہے۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور آپ نبی الرحمتہ و الفیض الامت تھے۔ پھر ہم کس طرح خلاف کر سکتے ہیں۔ ہم جو کہتے ہیں وہ پورا کرتے ہیں، جو امانت رکھتے ہیں وہ ادا کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! ہم تمہارے تعاقب میں چار روز سے پہلے نہیں نکلے۔ اللہ بزرگ و برتر نے ہمارے لئے راستہ کی دوری کو دور کر دیا ہے اور زمین کی طنائیں کھینچ کر رکھ دیں۔ میں نے تجھے محض یہی کہا تھا کہ مجھے ہر بیس کی طرف جانے کا راستہ بتا دے میں جس وقت اسے دیکھ لوں گا تو انشاء اللہ العزیز خدا کی مدد و نصرت سے اسے اسی وقت لے لوں گا۔ میری خواہش محض یہی ہے کہ مجھے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بیعت کی قسم! اگر تو نے مجھے اس کا پتہ بتلادیا تو میں بدوں کی عوض کے تجھے چھوڑ دوں گا۔

کافر یہ کلام سن کر کہنے لگا اے عرب کے جو انفراد! آپ میرے سینے سے اتر جائیے تاکہ میں اس کا پتہ بتلا سکوں۔ آپ اس کے سینے سے اترے۔ وہ دائیں بائیں اچک اچک اور ابھرا بھگر دیکھنے لگا۔ پھر کچھ وقفہ کے بعد کہنے لگا۔ یہ گروہ جو باندی پر جڑھا رہا ہے اسے آپ دیکھ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں! دیکھ رہا ہوں۔ اس نے کہا ہر بیس اس گروہ کے آگے آگے جا رہا ہے آپ اس گروہ کا تعاقب کیجئے۔ ہر بیس کی شہادت یہ ہے کہ اس کے سر پر جو امر کی ایک صلیب آویزاں ہے۔ آپ نے قوم جبریم یا زبیدہ سے ایک شخص اسد بن جابر کو اس پر مسلط کیا اور فرمایا اسد! تم اسے اپنی تمہدانی میں رکھو۔ اگر میں اس کے قول کے موافق ہر بیس تک پہنچ جاؤں تو اسے چھوڑ دینا ورنہ فوراً قتل کر دینا۔ یہ کہہ کر آپ نے اس گروہ کی طرف گھوڑے کی باگ چھوڑ دی۔ نیز اسے کو درست کیا اور جس وقت اس جماعت کے قریب پہنچے تو چلا کر آواز دی بد بخنحو! مجھے بے نیچ کر کہاں جا سکتے ہو؟ جس وقت ہر بیس نے آپ کی آواز سنی اور آپ کے طرز کلام سے معلوم کیا کہ یہ اہل عرب میں سے ہیں تو وہ آپ کا قتل کا ارادہ کر کے کھڑا ہو گیا۔ اس کے ساتھی اس کے گرد جمع ہوئے۔ یہ لوگ تلواروں، عمودوں، اور تمام اسلحہ سے مسلح تھے اور نہایت جانباز، شجیع اور بہادر آدمی تھے۔ آپ نے انہیں آمادہ اور تیار دیکھ کر فرمایا بد بخنحو! تم نے یہ سمجھا تھا کہ اللہ عز و جل ہمیں اب تم تک نہیں پہنچنے کے اور جو کچھ تمہارے پاس ہے اس کو ہماری ملکیت میں نہیں دیں گے۔ بس اب خبردار ہو جاؤ میں ہوں شہسوار قاتل پلید اور میں ہوں خالد بن ولید۔ یہ کہہ کر آپ نے حملہ کیا اور ایک ہی نیزے میں ایک روٹی کوڑ لیا۔ پھر دوسرے کی طرف بڑھے اور اسے بھی قتل کر دیا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا برہنہ اور اس کے ساتھیوں سے مقابلہ

والدہ کی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ برہنہ نے جس وقت آپ کا نعرہ بل من مہرا اور آپ کا نام سن تو گھوڑے کی زین پر بیٹھ بیٹھ سگڑ گیا۔ اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا خدا تمہارا اس کرے یہی وہ شخص ہے جس نے شام کوالت کر رکھ دیا۔ یہی ارکہ، مدحہ، حورن، البصرہ، دمشق اور ابن دین کا فتح ہے دیکھو سوچ کرچ نہ پائے۔ اگر تم نے اسے آگے رکھ لیا اور یہ تم سے بچ کر نہ نکل بھاگا تو یہ دیکھو کہ تمہاری گئی ہوئی عزت و مرتقی ہوئی آبرو و سرفرو پھر لوٹ آئے گی اور جیسی تھی ویسی ہی ہو جائے گی۔ تمہارے گئے ہوئے شہر اور لوٹے ہوئے دیار پھر قبضہ میں آجائیں گے اور سب سے زیادہ یہ کہ تمہارے مقتولین کا یہ بدلہ ہے جو تمہارے پاس موجود ہے یہ لوٹ کر نہ جانے پائے۔

کہتے ہیں کہ رومی یہ سن کر اور آپ کو انکا دیکھ کر اور زیادہ شیر ہوئے کیونکہ آپ کے تمام ساتھی اور سارے مسلمان رومیوں سے لڑ رہے تھے اور ہر شخص مال غنیمت کا حاصل کرنے اور اس کے جمع کرنے میں لگ رہا تھا اس لئے یہ رومی بطریق آپ کے چاروں طرف جمع ہوئے اور چونکہ یہ ایک ایسے دشوار گزار پہاڑ پر تھے جس میں جھنڈے جھنڈ درختوں کے کھڑے ہوئے تھے اس لئے آپ ایسے نازک موقع پر گھٹ گئے جو آپ کی طاقت سے ہمیں زیادہ تھی۔ آپ نے تلوار ہاتھ میں لی، سپرہ سامنے کی اور فوراً گھوڑے سے اتر کر پیادہ ہوئے نہایت صبر و استقامت کے ساتھ ان کیسے ہی ان کے مقابلے میں ڈٹ گئے۔

والدہ کی رحمت اللہ کہتے ہیں کہ جس وقت آپ پیادہ ہوئے تو آپ نے اپنے دل میں کہا خدا! خواب کی تعبیر صحیح ہوئی۔ نیز آپ اپنے دل میں پشیمان ہوئے، اور اب انہیں خیال آیا کہ میں نے اس کام میں خطا کی۔ میرا کام بڑا نہیں ہے بلکہ اپنے نشان اور علم کے نیچے مسلمانوں کو جمع کرنے لڑنا ہے۔ یہاں کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ انہیں لڑائیوں میں شامل ہوئے اور آپ نے ہر ایک معرکہ میں ہام شہادت نوش کرنے کی تمنا کی مگر آپ کام رہے۔

جس وقت آپ گھوڑے سے اتر آئے تو رومیوں کی طرف بڑھے۔ رومی اس وقت نہیں تھے اور آپ تن خواہ سب کا مقابلہ کر رہے تھے۔ معونہ برہنہ نے پیچھے سے آکر آپ کے سر پر اس زور سے تلوار ماری کہ آپ کا خود اور عمدہ تنک پھٹ گیا اور تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا گئی۔ اب آپ کو یہ مشکل لاحق ہوئی اور آپ نے یہ سوچا کہ اگر برہنہ کی طرف متوجہ ہوں تو یہ تمام رومی پیچھے سے ہلے کر دیں گے اور اگر ان ہی کی طرف التفات رکھوں تو ممکن ہے کہ برہنہ ہاتھ سے نکل جائے یا دوبارہ مجھ پر حملہ کر کے کام تمام کر دے۔

برہنہ کا قتل

آپ نے فوراً ایک حربی حیلہ سوچ کر دائیں بائیں اشارہ کرتے ہوئے حملہ کے ساتھ ساتھ زور زور سے نعرہ بکیر بلند کیا۔ گویا کوئی آپ کی مدد و آ رہا ہے اور آپ نے اسے دیکھ کر خوشی کا ایک نعرہ لگایا ہے۔ اس حیلہ سے آپ کا مقصد کفار کو پکڑ دینا تھا کہ میں انہیں دباؤں۔ آپ عکبیروں کے نعرے اور حضور بشیرہ مند برسی اللہ علیہ وسلم پر درود زور زور سے ابھی بھیج رہے تھے کہ آپ نے حربوں کی آواز نہ اٹھائی۔ جس نے رومیوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اہل عرب کی عکبیروں کے نعرے بلند ہوتے چلے آ رہے

تھے اور ایک کہنے والا یہ الفاظ کہتا ہوا بڑھتا چلا آ رہا تھا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمد عبیدہ ورسولہ یا اہما سلیمان! رب العالمین کی طرف سے آپ کے لئے ہد آ گئی۔ میں عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق ہوں۔ آپ نے ان کی آواز سنی مگر آپ نے حضرت عبدالرحمنؓ کی طرف التفات فرمایا اور ان مسلمانوں کی طرف توجہ کی۔ آپ برابر دشمنوں سے مقابلہ کرتے رہے۔ دائیں بائیں پھر پھر کر مارتے رہے جب تک آپ نے تمام کافروں کو ہتر کر کے رکھ دیا۔ ہمیں نے جس وقت مسلمانوں کی نگہبوروں کی آواز سنی تو پینہ دے کر بھی گا مگر آپ اس کی طرف بڑھے اور ایک ہی وار میں اس کا کاہتمام کر کے رکھ دیا۔

مسلمان ہر تیس کے ساتھیوں کی طرف چلے۔ کمواروں نے خون سے پیاس بجھانی شروع کی۔ حضرت ضرار بن ازورؓ رومیوں کے قتل کرنے میں سب سے پیش پیش رہے اور آپ نے سب سے زیادہ رومیوں کو قتل کر کے رکھ دیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کو جب فرصت ملی اور یہ کرب و اندوہ جاتا رہا تو آپ نے حضرت ضرارؓ کی بہادری اور شجاعت دیکھ کر انہیں مخاطب کر کے فرمایا واللہ یا ابن ازور! تم فتح مند ہو گئے اور فلاح کو پہنچ گئے۔ خداوند تعالیٰ تمہارے کاموں میں برکت تمہارے اعمال میں صلاحیت اور تمہارے حال پر رحمت فرمائیں۔ اس کے بعد آپ نے حضرت عبدالرحمنؓ نیز دیگر مسلمانوں کو اسلام علیکم کہا اور فرمایا کہ تمہیں میرے یہاں آنے کے متعلق کس طرح معلوم ہوا؟

حضرت عبدالرحمنؓ بن ابی بکرؓ نے کہا: سید! جس وقت باری تعالیٰ جل مجدہ نے ہمیں رومیوں پر فتح بخشی اور وہ لوگ مقتول اور محبوس ہو گئے تو مسلمان مال غنیمت کی جمع کرنے میں متنبہک ہی تھے کہ دفعتاً ہم نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی۔ وہ کہتا تھا کہ تم مال غنیمت کے جمع کرنے میں مصروف ہو۔ حالانکہ حضرت خالد بن ولیدؓ دشمن کے نرے میں پھنس رہے ہیں جس وقت میں نے اس آواز کو سنا مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ کہاں ہیں۔ نیز مسلمان بھی آپ کی اسی وجہ سے تلاش میں تھے کہ انہیں بھی آپ کے متعلق کوئی علم نہیں تھا اور وہ آپ کی طرف سے سخت تشویش اور رنج میں تھے، ہمیں ایک رومی شخص نے جو آپ کے ایک ساتھی کے قبضہ میں تھا آپ کا پتہ بتلایا اور کہا کہ میں نے انہیں ہر تیس کے تعقب میں پہونے کے اوپر جانے کے لئے کہا تھا، آپ وہاں پر تشریف لے گئے ہیں۔ یہ سنتے ہی ہم نہایت غلت کے ساتھ آپ کے پاس حاضر ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس شخص نے مجھے پہلے دشمن کا پتہ دیا تھا پھر مسلمانوں کو میری اعانت اور نصرت کے لئے راستہ بتلایا ہم پر بھی اب اس کا حق واجب ہو گیا۔

اس کے بعد آپ مسلمانوں کے لشکر میں تشریف لے آئے۔ مسلمان آپ کے اچانک غائب ہوجانے پر نہایت ہی رنج و افسوس کی حالت میں تھے۔ جس وقت آپ کو دیکھا باغ باغ ہو گئے اور سلام کرتے ہوئے آپ کی طرف دوڑے۔ آپ نے ان کے سلاموں کا جواب اور ان کے کاموں کا شکر یہ ادا کیا۔ اس کے بعد آپ نے اس رومی شخص کو جس نے ہمیں کا پتہ بتلایا تھا طلب کیا اور فرمایا تو نے اپنا وعدہ وفا کیا۔ ہم بھی چاہتے ہیں کہ اپنا وعدہ پورا کریں اور چونکہ مجھ پر تیری خیر خواہی واجب ہو گئی ہے اس لئے اگر تو دین مصلوٰۃ و صیام اور ملت محمد علیہ السلام میں داخل ہو جائے تو اہل جنت میں سے ہو جائے گا۔ اس نے کہا میں اپنے دین کو بدلنا نہیں چاہتا۔ آپ نے یہ سن کر اسے آزاد کر دیا۔

نوفل بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس رومی کا فرکو دیکھا کہ وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور تنہا رومیوں کے شہروں کی طرف چلا گیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے مال غنیمت کے اکٹھا اور قیدیوں کے جمع کرنے کے متعلق حکم دیا۔ چنانچہ وہ ماں وغیرہ سب ایک جگہ جمع کیا گیا۔ آپ نے اس کی کثرت ملاحظہ فرما کر شکر ادا کیا۔ اس کے بعد آپ نے اپنے راہبر یونسؓ کو بلا

کراس کی زوجہ کے متعلق دریافت کیا۔ اس نے تمام قصہ بیان کیا۔ آپ سن کر نہایت متعجب ہوئے۔ حضرت رافع بن عسیرۃ الطائی نے کہا ایہا الامیر! میں نے ہر قل بادشاہ کی بیٹی کو گرفتار کر کے اس کی زوجہ کے عوض اسے سپرد کردی ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا وہ کہاں ہے؟ جس وقت وہ حاضر ہوئی تو آپ نے اس کا حسن و جمال جو خالق عزوجل نے اسے عنایت کیا تھا دیکھ کر اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور فرمایا "سبحانک اللہم وبحمدک یخلق ما شاء ویختار۔" یعنی الہا! پاک ہے آپ کی ذات گرامی۔ آپ جو چاہتے ہیں پیدا کرتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں قبول فرماتے ہیں۔"

اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت کی و ربک یخلق ما یشاء ویختار یعنی تیرا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جو چاہتا ہے اختیار کرتا ہے۔

پھر آپ نے یونس سے فرمایا کہ آیت تم اسے اپنی زوجہ کے بدلہ میں قبول کرتے ہو؟ اس نے کہا ہاں قبول کرتا ہوں مگر میری رائے میں ہر قل اس کے عوض میں مذیہ دے کر ضرور اس کی رہائی کا خواستگار ہو گا یا لڑکاسے چھوڑنے کی کوشش کرے گا۔ آپ نے فرمایا کہ تم اسے رکھ لو، اگر وہ رہائی چاہے گا تو اس کا نعم البدل بھی ہاری تعالیٰ تمہیں عنایت کریں گے ورنہ یہ تمہارے لئے ہے ہی۔ یونس نے عرض کیا سر دار! آپ تنگ جگہ اور سخت کنھن مقام میں ہیں اگر آپ رومیوں کے لشکر آنے سے قبل چلے گا سامان کر دیں تو زیادہ مناسب ہے۔

آپ نے فرمایا اللہ جل جلالہ ہماری اعانت کے لئے بروقت اور ہر جگہ ہمارے ساتھ ہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے چلنے کا حکم دیا۔ لشکر نہایت تیزی کے ساتھ چل کھڑا ہوا۔ مال غنیمت آئے آگے تھا اور لشکر اسلام آپ کے پیچھے پیچھے نہایت خوشی، غنیمت، سلامت اور نصرت کے ساتھ فرمائے بھرتا ہوا چلا جا رہا تھا۔

روح بن عطیہ کہتے ہیں کہ ہم راستہ قطع کرتے ہوئے نہایت غلٹ کے ساتھ چلے جا رہے تھے۔ راستہ میں رومیوں کے شہر آتے تھے مگر کوئی رومی ہم سے معترض نہیں ہوتا تھا جس وقت ہم معرج صغیر میں ام کلیم کے ہل کے قریب پہنچے تو دفعتاً ہم نے اپنے پیچھے سے ایک غبار اٹھتا ہوا دیکھا جو ہمیں سخت ناگوار معلوم ہوا۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور حضرت خالد بن ولیدؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی خبر دی۔ آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو مجھے اس کی خبر لا کر دے۔ قوم غفار سے ایک معصوم بن یزید غفاری نامی شخص فوراً آگے بڑھا اور عرض کی کہ اس خدمت کے لئے میں تیار ہوں۔ اس شخص کو دشمن کے مقابلہ میں گھوڑا دوڑانے اور سبقت لے جانے میں ایک خاص ملکہ تھا۔ یہ اس گرد کے پاس پہنچا اور دریافت حال کر کے پھر اگلے پاؤں لوٹا اور دور سے پکار کر کہنا شروع کیا کہ یا امیر! صلیب کے پرستاروں نے ہمیں کڑیا لپیہ لوگ اسزرت پالو ہے میں غرق ہیں اور ران کی آنکھوں کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا جس وقت یہ گرد وہ بالکل قریب آگیا تو آپ نے یونس راہبر کو بلا کر فرمایا کہ اس گردہ کے پاس جا کر اس کا ارادہ معلوم کرو۔ میں گئے اور آکر کہنے لگے کہ سر دار! میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ ہر قل اپنی بیٹی کی طرف سے غافل نہیں ہو سکتا۔ اس نے اس گردہ کو اس لئے روانہ کیا ہے کہ وہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے مال غنیمت کو واپس لے لے۔ جس وقت یہ لوگ دمشق میں آپ حضرات سے ملحق ہوئے تو آپ کے ساتھ اپنی کے ذریعے گفت و شنید کر کے ہر قل کی بیٹی کو بیع یاہیہ کے ذریعے جس طرح بھی ممکن ہوگا رہائی دلانے کی کوشش کریں گے۔

ہرقل کا اپنی بیٹی کو طلب کرنا اور حضرت خالد بن ولید کا اس کو بطور ہدیہ کے چھوڑ دینا

آپ اور یونس ابھی یہ باتیں کر رہے تھے کہ ایک بوڑھا شخص جو بالوں کا لبادہ پہنے ہوئے تھا مسلمانوں کے پاس آ کے کہنے لگا کہ میں اپنی بیٹی ہوں۔ آپ حضرات کے سردار اور امیر کہاں ہیں؟ مسلمانوں نے حضرت خالد بن ولید کی خدمت میں لا کر حاضر کیا۔ آپ نے فرمایا کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا کہ میں ہرقل بادشاہ کا اپنی بیٹی ہوں، اس نے آپ سے کہا کہ بھیجے کہ آپ لوگوں نے جو کچھ میری فوج کے ساتھ سلوک کیا، وہاں تو ماکتول اور میری لڑکی کو قید کر کے میری ہتک کی ہے اس کی خبر مجھے پہنچی، یہ سچ ہے کہ آپ حضرات صحیح سلامت اور فاتح رہے مگر ظلم اور زیادتی فاتح کو مفتوح کر دیتی ہے اس لئے حد سے تجاوز نہ کرو۔ میری لڑکی کو یا فدیہ لے کر ورنہ ہدیہ چھوڑ دو۔ جو دو کرم آپ کی عادتوں اور بخشش و رحم آپ کی خصلتوں میں سے ہیں جو شخص کسی پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ نیز مجھے امید ہے کہ اب ہماری اور آپ کی صلح ہو جائے گی۔

آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ تو اپنے بادشاہ سے کہہ دینا کہ خدا کی قسم! تا وقتیکہ میں تیری دارالسلطنت اور اس کے مملکت کا مالک نہیں ہو جاؤں گا اس وقت تک تجھ سے یا تیری قوم سے جیسا کہ تجھے معلوم ہے کبھی نہیں چھڑ سکتا۔ تیرا ہمیں چھوڑ دینا یا مہلت دے دینا۔ سوا گرتو ذرا بھی ہمیں دیا لیتا تو اذیت پہنچانے میں کبھی کمی نہ کرتا، رہی تیری لڑکی سو یہ ہماری طرف سے تجھے ہدیہ ہے۔ یہ فرما کر آپ نے اسے بغیر کسی فدیہ کے چھوڑ دیا اور شیخ کے سپرد کر کے فرمایا مجھے امید ہے کہ یہ ہرقل تبت پہنچ جائے گی۔

اپنی جس وقت ہرقل کے پاس پہنچا تو اس نے اعیان مملکت کو جمع کر کے ان سے کہا کہ یہ وہی معاہدہ جس کی طرف میں نے تمہیں پہلے توجہ دلائی تھی مگر تم نے میری ایک ذلتی اور میرے قتل کرنے کے منصوبے باندھنے لگے۔ ابھی کیا ہے اس سے بھی زیادہ دیکھنے میں آئے گا۔ اس میں تمہارا کچھ قصور نہیں ہے بلکہ یہ سب کچھ پروردگار آسمان کی طرف سے ہے۔ رومی اس کی یہ تقریر سن کر رونے لگے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہاں سے روانہ ہو کر دمشق پہنچے۔ یہاں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر مسلمان آپ کی طرف سے ناامید ہو چکے تھے اور نہایت قلق و یاس کی حالت میں تھے کہ دفعتاً آپ تشریف لے آئے۔ مسلمانوں نے آپ کا خیر مقدم کیا۔ سلام مسنون کے بعد جنیت اور مبارک باد کے پھول برسائے۔ آپ نے یہاں پہنچ کر حضرت عمرو بن معدیکرب زبیری اور مالک اشتر نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان حضرات کے ساتھیوں کو دیکھا حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ نے تمام سرگزشت بیان کی۔ انہوں نے تمام قصہ سن کر آپ کی بہادری و شجاعت اور کارناموں پر بے حد تعجب کیا۔ جس وقت آپ اپنے خیمہ میں قیام پذیر ہو گئے تو آپ نے مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ نکال کر باقی مسلمانوں میں تقسیم فرما دیا۔ اپنے حصہ میں سے کچھ یونس کو دے کر فرمایا کہ اسے خرچ کر کے کہیں اپنا نکاح کر لو یا کوئی رومی لڑکیوں میں سے خرید کر کے اپنے کام میں لے آؤ۔ یونس نے کہا خدا کی قسم! میں اس دار فانی میں اپنی بیوی کے بعد کبھی کسی سے نکاح نہیں کر سکتا۔ میری خواہش محض یہی ہے کہ عام آخرت میں پہنچ کر کسی بیوی بڑی آنکھوں والی حور سے ہی اپنا نکاح کروں اور بس!

یونس راہبر کی شہادت

حضرت رافع بن عیمرہ اطلئی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یونس جہاد میں ہمارے ساتھ جنگ یرموک تک شامل رہے۔ آپ نہایت بہادری اور بہن بازی کے ساتھ لڑا کرتے تھے۔ یرموک کے روز آپ ایک آزمائش میں مبتلا ہوئے۔ یعنی آپ کے سینے میں ایک تیرا کر لگا جس کی وجہ سے آپ زمین پر گرتے ہی جاں بحق ہو گئے۔ خداوند تعالیٰ آپ پر رحم فرمادیں۔ مجھے آپ کا بہت صدمہ ہوا۔ باری تعالیٰ سے آپ کے واسطے رحمت کی دعائیں کرتا رہا۔

میں نے ان کو ایک روز خواب میں دیکھا کہ آپ کا لباس چمکتا ہے اور آپ طلائی نعلین زیب پا کئے ہوئے ایک سبز باغ میں سر کر رہے ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ خداوند مالک الملک جل و ثلی نے تمہارے ساتھ کیا سلوک فرمایا؟ انہوں نے کہا کہ مجھے بخش دیا اور میری بیوی کے عوض مجھے ستر حیریں اتنی خوب صورت عنایت فرمائیں کہ اگر ان میں سے دنیا میں ایک بھی اتر آئے تو اس کے چہرے کی روشنی سورج اور چاند کو شرمادے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں بھی جزائے خیر عنایت فرمائیں۔“

میں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنا خواب بیان کیا تو آپ نے فرمایا ”خدا کی قسم! یہ میرے سوائے شہادت پانے والے کے اور کسی کو نہیں ملتا۔ بہت خوش نصیب ہے وہ شخص جو اس حزن کے کوچھ لے۔“

واللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ سے مال غنیمت لے کر واپس ہوئے تو آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے متعلق کچھ غم نہیں ہوا اور نہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے وصال اور حضرت عرفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ منتخب ہونے کے متعلق ہی ان سے کچھ ذکر کیا۔ آپ نے دوات اور کاغذ منگو کر دربار خلافت میں حسب ذیل خط لکھا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکتوب حضرت ابوبکرؓ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عزیزہ بعلی جناب عبداللہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

از جانب خالد بن ولید مخزومی حاکم شام۔

اما بعد! اسلام حکم میں اس ذات گرامی کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور ان کے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پرورد بھیجتا ہوں، ہمیں جنگ دمشق میں برابر دشمن کی طرف سے بہت زیادہ تکلیف اٹھانی پڑی حتیٰ کہ باری تعالیٰ مجھ نے ہماری نصرت اور مدد فرمائی دشمن کو مقہور کیا۔ میں نے باب شرقی کی طرف سے شہر کو تکرار کے زور سے فتح کیا۔ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب جابیہ پر متعین تھے، ان کے ساتھ دشمن نے فریب کر کے دوسرے دروازے پر صلح کر لی اس لئے مجھے ابوعبیدہ بن جراح نے منع کر دیا کہ میں کسی کو قید یا قتل کروں۔ میں ابوعبیدہ بن جراح سے کینہہ مریم کے پاس ملا۔ ان کے ساتھ اس وقت وہاں پادری اور رہبان موجود تھے اور صلح نامہ ان ریویوں کے پاس تھا۔ بادشاہ کا داماد تو مارا ایک شخص ہر میں نامی شہر سے بہت سامان لے کر چلے تو میں نے ان کا تعاقب کیا اور ان دونوں

خلافت فاروقی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ خدا کی قسم! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس وقت خیفہ ہو گئے تو آپ اپنے دونوں صاحبوں یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم بہ قدم دین کے کاموں میں ہمیشہ آمادہ اور تیار رہے۔ تکبر اور غرور کو پاس تک نہیں بھٹکنے دیا تھا۔“

آپ کو جو کی روٹی اور نمک نے جلا کر رکھ دیا تھا (یعنی آپ بہت زیادہ ضعیف ہو گئے تھے) زیت اور حنک چھو ہاروں نے آپ کو بہت نقصان دیا تھا۔ کبھی کبھی آپ تھوڑا سا کھجی بھی کھا لیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جو نمک اور زیت کا کھانا اور بھوکا رہنا اس سے زیادہ آسان ہے کہ کل کو آگ میں ڈالا جائے گا۔ جس میں نہ کبھی آدمی مرے گا اور نہ آرام پائے گا اور جس کی گہرائی بہت زیادہ، عذاب سخت اور پانی پیپ ہے۔

آپ حادانکہ طلب نہیں کرتے تھے اور نہ اجازت ہی دیتے تھے، مگر لشکر کے لشکر آپ کے پاس آپ کے نہ خلافت میں چلے آتے تھے، آپ نے لشکروں کو بھیجا فتوحات کیس، شہروں کو آباد فرمایا اور عذاب و دوزخ سے آپ بہت زیادہ ڈرتے تھے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(حصہ اول فتوح الشام حضرت ابوبکر صدیق ؓ قسم ہوا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واقفی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب ہرقل شاہ روم کو یہ معلوم ہوا کہ زمام خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں آگئی تو اس نے اپنے تمام روسا و ایان ملک ارکان مملکت اور افسران فوج کو کنیرہ قسبین میں جہاں اس کے لئے پہلے سے ایک مہر نصب کر دیا گیا تھا، جمع کر کے ان کے سامنے مہر پر چڑھ کر حسب ذیل تقریر کی:-

ہرقل کا اپنے روسا کے سامنے تقریر کرنا

"یا بنی اسفراہیہ وہی شخص ہے جس سے میں تمہیں ڈرایا کرتا تھا۔ مگر تم نے میری ایک نہ سنی، اب اس گندی رنگ اور سیاہ سیاہ چشم والے شخص کی حکومت اور دبدبہ کی وجہ سے معاملہ زیادہ نازک اور خطرناک صورت اختیار کر گیا ہے اور وہ وقت اب زیادہ دور نہیں جب اس صاحب فوج مشابہ بنو حنیف شخص کی ولایت کے حدود خدا کی قسم اور خدا کی قسم! میرے پایہ تخت تک پہنچ جائیں گے اور وہ میرے تاج و تخت کے مالک ہو کر رہیں گے۔ لہذا تمہیں وقت آنے سے قبل بلا نازل ہونے، گھرا جڑنے، بکلوں کے ویران، پادریوں کے قتل اور ناقوسوں کے بے کار اور ہند ہونے سے پہلے ڈرنا اور بہت زیادہ ڈرنا چاہئے۔ یہ شخص حرب و ضرب کا ماہر اور روم و فارس کو زیر و زبر کرنے والا شخص ہے، اپنے دین کا زائد ہے اور دوسری ملتوں کے تابعین پر نہایت سخت۔ اگر اب بھی تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے پابند ہو جاؤ، ظلم چھوڑ دو، اداے و مفروضات اور طاعات و محاببات علیہ السلام کی اتباع کرو، زنا اور تمام بے ہودہ باتوں سے توبہ کر لو تو مجھے امید ہے کہ خدا تمہاری مدد کرے گا۔ لیکن تم نے اس کا انکار کیا اور اسی طرح فسق و فجور میں مبتلا اور خواہشات دنیا میں پھنسے رہے تو یاد رکھو کہ تمہارے دشمنوں کو خدا تم پر مسلط کر دے گا اور اسی بلا میں تم گرفتار ہو جاؤ گے جس کے اٹھانے کی طاقت تک تم میں نہیں ہوگی۔ یہ میں جانتا ہوں کہ اس قوم کا دین دنیا کے تمام ادیان پر غالب آ کر رہے گا اور جب تک اس مذہب کے حامل خود اپنے اس دین میں تغیر و تبدل نہیں کریں گے اس وقت تک وہ ہمیشہ نیکی اور بھلائی کے ساتھ رہیں گے، اس وقت تمہارے سامنے وہی صورتیں ہیں اول یہ کہ تم اس دین میں داخل ہو جاؤ یا جزیہ پر مصالحت کر لو۔"

رومی یہ فقرے سن کر اس کی طرف جھپٹے اور چاہا کہ اسے قتل کر دیں مگر ہرقل نے نرم آواز میں ان کے سخت غصے کو ٹھنڈا کیا اور ان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ میرا مطلب اس کہنے سے محض آپ لوگوں کی آزمائش اور معلوم کرنا تھا کہ آپ حضرات کو اپنے دین کی غیرت اور حیت کہاں تک ہے اور آیا آپ کے دلوں میں عربوں کا خوف تو جگہ نہیں کر گیا۔

ہرقل کا ایک نصرانی کو حضرت عمرؓ کے شہید کرنے کو روانہ کرنا

اس کے بعد ہرقل نے ایک نصرانی عرب کو جس کا نام طلحہ بن ماران تھا بلا کر اس کے واسطے کچھ انعام مقرر کیا اور کہا کہ تو اسی وقت یثرب (مدینہ طیبہ) کی طرف روانہ ہو جاؤ اور وہاں پہنچ کر حضرت عمرؓ بن خطاب کے قتل کی کوئی تدبیر سوچ کر انہیں قتل کر دے۔

اس نے اس کا وعدہ کیا اور سامان سفر کر کے مدینہ رسول میں پہنچ کر آپ کے قتل کی فکر میں مدینہ طیبہ کی حوالی میں چھپ گیا حضرت عمرؓ قتیوں کے اموال اور بیواؤں کے باغات کی حفاظت اور خبر گیری کے لیے مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لائے تو یہ نصرانی ایک گنجان درخت پر چڑھ کر پتوں کی آڑ میں بیٹھ گیا۔ آپ اتفاق سے اسی درخت کے قریب آ کر ایک پتھر کے ٹکڑے پر سر رکھ کر لیٹ گئے، جس بعد آپ سو گئے اور اس شخص نے چاہا کہ میں اتر کر اپنا کام پورا کر لوں تو اچانک جنگل سے ایک درندہ آ کر آپ کے چاروں طرف گھومنے لگا اور آپ کے قدموں کو اپنی زبان سے چاٹنے لگا اور ایک ٹیکی ہاتھ نے آواز دی اور کہا یا عمر! عدلت فامنت، یعنی اے عمر! چونکہ آپ نے عدل و انصاف کیا ہے اس لئے آپ مامون ہو گئے۔ جس وقت آپ کی آنکھ کھلی درندہ چلا گیا۔ یہ نصرانی درخت سے اتر اور حضرت عمرؓ کے پاس آ کر آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دے کر کہنے لگا میرے ماں باپ اس پر قربان جس کی حفاظت کائنات کے درندے، جس کی صفات آسمان کے فرشتے اور جس کی تعریف جہان کے جن کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر اس نے اپنا تمام آنے کا قصہ اور ارادہ بیان کیا اور آپ کے ہاتھ پر اسی وقت وہ شرف باسلام ہو گیا۔

واقفی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوسعیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام حسب ذیل خط لکھا:

”میں نے تمہیں شام کا حاکم اور افواج اسلامیہ کا کمانڈر مقرر کیا اور خالد کو معزول۔ والسلام!“

یہ خط آپ نے حضرت عبداللہ بن قرق کے سپرد کیا اور مسلمانوں کے معاملات کی طرف رجوع ہونے کی وجہ سے اپنے اوپر عیش و آرام حرام کر لیا اور زمام خلافت کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہی اپنی تمام توجہ کو شام کی طرف بھیر دیا۔

واقفی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سالم شقی اپنے شہداء شخص سے اس طرح روایت کرتے ہیں کہ جس شب میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس جہان ذنی سے عالم جودالی کی طرف کوچ کیا۔ اسی رات کو حضرت عبدالرحمن بن عوف زہریؓ نے بعینہ وہی خواب دیکھا جو اسی رات حضرت عمر فاروقؓ نے دیکھا تھا صبح کو آپ نے حضرت عمرؓ کے سامنے جس وقت آپ سے بیعت کی جاری تھی بیان کیا گیا کہ گویا میں دمشق کو دیکھ رہا ہوں مسلمان اس کے چاروں طرف ہیں مسلمانوں کی تکبیروں کی آواز میرے کانوں میں آ رہی ہے۔ جس وقت مسلمانوں نے تکبیروں کے نعرے لگا کر حملہ کیا تو میں نے دیکھا کہ قلعہ اور شہر پناہ کی دیواریں ہض دی گئیں اور ان کا نشان تک کہیں دکھائی نہیں دیتا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ دمشق میں بزرور شیریں داخل ہوئے اور آپ کے سامنے جو آگ روشن تھی اس پر پانی پڑا اور وہ بجھ گئی۔ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے یہ خواب سننے ہی فرمایا تمہیں مبارک ہو دمشق اسی رات فتح ہو چکا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

چند روز کے بعد حضرت عقبہ بن عامر جینی صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دمشق سے فتح اور خوشخبری کا خط لے کر مدینہ طیبہ میں آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں دیکھ کر فرمایا ابن عامر! ملک شام سے چلے ہوئے کتنے دن ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ میں جمعہ کے روز چلا تھا اور آج بھی جمعہ ہے میں اسی روز سے برابر چلا آ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم نے سنت پر عمل کیا۔ بتلاؤ کیا خبر لائے؟ انہوں نے کہا نہایت عمدہ اور مبارک خبر ہے، میں اسے عنقریب حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں بیان کروں گا۔ آپ نے فرمایا واللہ! آپ اس حالت میں کہہ دینا آپ کی تعریف کرتی تھی اس عالم فانی سے انتقال کر کے رب کریم کے پاس چلے گئے اور ضعیف و ناتواں عمر نے اس قلدہ کو اپنی گردن میں ڈال لیا۔ اگر اس نے اس کام میں عدل و انصاف کو ہاتھ سے نہ دیا تو نجات پا گیا

اور کوئی کمی یا قصور سرزد ہو گیا تو ہلاک ہو گیا حضرت عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ میں یہ خبر سن کر رو یا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے لئے دعا و مغفرت مانگی اور وہ خط نکال کر حضرت عمرؓ کے سپرد کر دیا۔ آپ نے اسے پڑھ کر جمعہ کے وقت تک غفلت رکھا۔ خطبہ اور نماز کے وقت آپ مہر پر تشریف لے گئے مسلمان مجتمع تھے۔ آپ نے فتح دمشق کا خط پڑھ کر سنایا۔ مسلمان نہایت خوش ہوئے اور تکبیروں کی آوازوں کا شور بلند ہو گیا۔ آپ مہر سے تشریف فرما ہوئے تو آپ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے نام ایک خط جو ان کی ولایت اور حضرت خالد بن ولیدؓ کی معزولی پر مشتمل تھا لکھا اور مجھے سپرد کر کے شام کی طرف لوٹ جانے کا حکم فرمایا۔

میں جس وقت دمشق میں آیا ہوں تو حضرت خالد بن ولیدؓ توہ اور ہرئیس کے تعاقب میں گئے ہوئے تھے میں نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں وہ خط پیش کر دیا۔ آپ نے اسے چپکے چپکے پڑھ کر رکھ لیا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کے متعلق نیز حضرت خالد بن ولیدؓ کے عزل اور اپنی تقرری کے بارے میں کبھی کسی سے ذکر نہ فرمایا۔ حتیٰ کہ حضرت خالد بن ولیدؓ تشریف لے آئے اور انہوں نے فتح دمشق ہمسلمانوں کے غالب آنے، مرج الدیاج میں مال غنیمت حاصل ہونے اور ہر قلعہ چھوٹی بچی کو چھوڑ دینے کی اطلاع ایک خط میں ملفوف کر کے عبداللہ بن قریظ کے ہاتھ دے کر خلافت میں روانہ کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن قریظ نے جس وقت یہ خط حضرت امیر المومنین عمرؓ خطبہ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ کو سر نامہ کے یہ الفاظ پڑھ کر، از طرف خالد بن ولید مخزومیؓ بنام حضرت ابوبکر صدیقؓ نہایت ناگوار گزارا اور جناب کا گندم گوں رنگ سفید ہو گیا۔ آپ نے ابن قریظ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ ابن قریظ! کیا مسلمانوں کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے حاکم شام ہونے کی اطلاع کہ میں نے انہیں وہاں کا حاکم مقرر کر دیا ہے، نہیں پہنچی؟ انہوں نے کہا نہیں یا امیر المومنین! آپ یہ سن کر نہایت غصہ ہوئے لوگوں کو جمع کیا اور مہر پر کھڑے ہو کر فتح دمشق اور مرج الدیاج کے مال غنیمت کی اطلاع دی۔ مسلمانوں کی آوازیں تھلیل اور تکبیروں کے ساتھ بلند ہوئیں اور یر اور ان ملت کے لئے دعائے خیر مانگی گئی۔

حضرت خالد بن ولیدؓ مخزومیؓ کی معزولی

اس کے بعد آپ نے فرمایا معاشر المسلمین! ابوعبیدہ بن جراحؓ کو ایک مرد امین اور جنہیں میں نے سرداری کے لائق پایا ہے اور انہیں میں نے شام کا حاکم مقرر کر کے خالد بن ولیدؓ کو معزول کر دیا ہے۔ یہ سن کر بنی مخزوم کے ایک شخص نے کہا کیا آپ ایسے شخص کو معزول کرنا چاہتے ہیں جس نے اللہ جل جلالہ نے اسے سیف قاطع کے لقب سے ملقب کر کے خالد بن ولیدؓ اور ان کو مشرکوں کے لئے قاتل اور دافع بنایا ہے۔ لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بھی ان کی معزولی کی متعلق کہا تھا مگر آپ نے اسے منظور نہیں کیا تھا اور فرمایا تھا کہ میں اس تلوار کو کبھی میان میں نہیں کروں گا جسے باری تعالیٰ جل جلالہ نے خود کھینچا ہے اور اس کی وجہ سے اپنے دین کی مدد فرمائی ہے۔ اللہ جل جلالہ، نیز مسلمان آپ کے اس کام سے کبھی انغاض نہیں کر سکتے اور نہ اس امر میں آپ کو معذور سمجھتے سکتے ہیں۔ آپ نے خدا کی تلوار کو میان میں کر دیا اور ایک ایسے امیر کو جس کو خود خداوند جل وعلیٰ نے مقرر فرمایا تھا معزول کر دیا۔ نیز آپ نے عزیز و اقارب کی پاسداری کو قطع کر کے خود چچا زاد بھائی کی برائی چاہی۔ یہ کہہ کر وہ شخص خاموش ہو گیا۔ آپ نے اس کی طرف دیکھا۔ چونکہ یہ ایک کم سن اور نوجوان شخص تھا اس لئے آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ جو ان اور کس نے اپنے چچا زاد بھائی کی حمایت میں غصہ

ہو گیا۔ اس کے بعد آپ ممبر کے اوپر سے تشریف لے آئے اور اس خط کو سر ہانے رکھ کر لیٹ گئے اور حضرت خالد بن ولیدؓ کی معزولی کے متعلق غور و خوض فرمانے لگے۔

”اٹھ کر جناب نے نماز پڑھائی ممبر پر کھڑے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثنا کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر فرمایا اور رد و مسلم بھیج کر حضرت ابو بکر صدیقؓ کے لئے دعائے مغفرت کی اور اس کے بعد مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا معاشر المسلمین! میں نے ایک بڑی بھاری امانت کا بوجھ اپنے کندھے پر اٹھ لیا ہے۔ میں دراصل ایک چرواہا ہوں اور ہر ایک چرواہے اور راعی سے اس کی رعایا کی نسبت سوال کیا جائے گا۔ باری تعالیٰ جل مجدہ نے تمہاری نیز ان تمام لوگوں کی جو اس شہر میں آباد ہیں اصلاح، خیر خواہی، امور معشیت میں نگہداشت اور وہ تمام چیزیں جو تمہیں تمہارے پروردگار سے عطا ہوئیں مجھے تفویض کر دی ہیں اور میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے آپؐ فرماتے تھے نعمن صبر علی بلاھما وشد تھا کنت لہ شہیداً وشفیعاً یوم القیمة۔ یعنی جو شخص مدینہ طیبہ کی آزمائش اور سختی پر ممبر کرے گا میں اس کے لئے قیامت کے روز گواہ اور شفیع ہوں گا۔ اور یہ تمہیں خود معلوم ہے کہ تمہارے اس شہر میں سوائے ان چیزوں کے جنہیں اونٹ ایک مہینہ کا راستہ قطع کر کے تم تک پہنچا دیتے ہیں نہ زراعت ہے اور نہ دودھ۔ ہاں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہم سے مغاغم کثیر (بہت زیادہ مال غنیمت) کا وعدہ فرمایا ہے اس لئے میں ادائے امانت ہر خاص و عام کی خیر خواہی کو ملحوظ رکھنا چاہتا ہوں اور جو شخص اس امانت کا اہل نہیں ہے اس کو اس پر مقرر کرنا نہیں چاہتا بلکہ ایسے شخص کو اس کے لئے منتخب کرنا چاہتا ہوں جس کے دل میں ادائے امانت کی خواہش ہو اور وہ مسلمانوں کے حقوق ان کے پاس پوری حفاظت کے ساتھ پہنچا دے۔ میں حضرت خالد بن ولیدؓ کی ولایت کو محض اس لئے پسند کرتا ہوں کہ وہ اسراف کے خوگر اور عادی ہیں۔ شاعر جب ان کی تعریف کرتا ہے تو وہ اسے انعام میں مال دے دیتے ہیں اور جب کوئی سوار ان کے سامنے جہاد میں زیادہ کوشش کرتا ہے تو وہ اس کو اس کے استحقاق سے زیادہ بخش دیتے ہیں اور ضعیف و غریب مسلمانوں کے واسطے کچھ باقی نہیں رکھتے اس لئے میں انہیں معزول کر کے ان کے جگہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو مقرر کرتا ہوں۔ دلوں کا بھید باری تعالیٰ جانتے ہیں۔ میں نے اپنی دانست میں ایک امین شخص کو متعین کر دیا ہے۔ اب تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے ایک قوی اور سخت آدمی کو علیحدہ کر کے اس کی جگہ، امین، مطلع اور زرم شخص مسلمانوں پر حاکم مقرر کر دیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اس کی اعانت اور مدد کے لئے اس کے ساتھ ہیں۔

حضرت ابوعبیدہؓ کے نام حضرت عمر فاروقؓ کا فرمان

اس کی بعد آپ ممبر کے اوپر سے تشریف لے آئے اور ایک صاف چمڑے کا کھڑا لے کر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے نام حسب ذیل فرمان لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از طرف خدا کے بندے امیر المؤمنین مسلمانوں کے خادم عمر بن خطاب کے

بطرف حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ!

السلام علیکم! میں اس ذات باری تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کے نبی جناب محمد رسول اللہؐ پر

وردود بھیجتا ہوں، میں نے تمہیں مسلمانوں کے امور پر مامور کیا ہے تم اس میں کچھ شرم نہ کرو، خدا نے بزرگ و برتر امر حق میں کسی چیز سے شرم نہیں کرتے۔ میں تمہیں اس ذات واحد سے جو ہمیشہ رہنے اور جس کے مساو ہر چیز فنا ہو جانے والی ہے نیز جس نے تمہیں کفر سے نکال کر ایمان تک اور ضلالت سے علیحدہ کر کے ہدایت تک پہنچایا ہے، اس سے ڈرنے کی وصیت اور ہدایت کرتا ہوں۔ میں نے تمہیں حضرت خالد کے لشکر کا حاکم مقرر کر دیا ہے۔ تم انہیں امارت سے علیحدہ کر کے ان کا لشکر اپنے قبضہ میں لے لو۔ مسلمانوں کو مال غنیمت کی امید میں ہلاکت کے اندر نہ ڈالو، بہت زیادہ لشکر کی طرف مسلمانوں کو یہ کہہ کر مجھے تمہاری مدد اور غلبے کی امید ہے مت بھیجو اور نصرت واصل تدبیر یقین اور خداوند تعالیٰ کے اعتد پر ہے۔ تعزیز نیز مسلمانوں کو ہلاکت میں ڈالنے سے احتیاط رکھو، دنیا کی طرف سے اپنی دونوں آنکھیں بند اور اپنے دل کو اس کی رغبت سے پاک رکھو تم سے پہلی اتیس جن طریقوں کی وجہ سے ہلاکت کے گڑھوں میں گر چکی ہیں اور جن کا تم نے خود وہ غدار دیکھ لیا اور ان کی خفیہ اور پوشیدہ باتوں سے آگاہ ہو گئے ہو، ان طریقوں سے بچو۔ تمہارے اور آخرت کے مابین ایک بہت باریک پردہ حائل ہے۔ تمہارے اسلاف وہاں پہنچ چکے ہیں اور تم بھی اس گھر سے جس کی تازی اور نگہبست مر جھانچکی ہے غریب کوچ کو بچ کر دینے والے رہو۔ اس لئے تم لوگوں کو اس گھر سے اس سفر کی طرف پرہیز گاری اور تقویٰ کی زار راہ کے ساتھ روانہ کرو اور جہاں تک ممکن ہو سکے مسلمانوں کی حفاظت اور نگہداشت رکھو۔ گیسوں اور وہ جو جو تمہیں دمشق سے آجھ لگے ہیں اور جن کے متعلق تمہارا آپس میں زیادہ دیر تک جھگڑا ہوا ہے وہ مسلمانوں کا حق ہے۔ سونا اور چاندی جو تمہیں وہاں سے دستیاب ہوئی ہیں اس میں فُس (پانچواں حصہ) نکال کر باقی کی تقسیم ہو سکتی ہے۔ رہا تمہارا اور خالد کا دمشق کی فتح اور صلح کے متعلق جھگڑا، سوچو نہ وہاں کے حکم اور امیر تم ہی ہو اس لئے فتح صلح کے ساتھ ہوئی ہے نہ تلوار کے زور سے۔ اگر تم نے صلح نامہ مرتب کرنے کے وقت غم کے بارے میں ردیوں کا حق تسلیم کر لیا تھا تو تمہیں انہیں یہ دے دینا چاہئے۔ والسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ علیک وعلیٰ جمیع المسلمین۔

حضرت خالد کا دشمنوں کے تعاقب میں مرجع دیاج تک جانا فُس کی مکاری ہے کہ اس نے اپنے مسلمانوں کے ناحق خون بہانے کی جرات دلائی۔ خالد بن ولید مسلمانوں کے خون بہانے میں نہایت بے پاک شخص ہیں۔ برقل کی بیٹی کا گرفتاری کے بعد بدینا دے دینا کام کی حدود سے تجاوز کر جانا ہے۔ چاہئے تھا کہ اس کے عوض میں بہت سامان لے کر غریب اور ضعیف مسلمانوں پر تقسیم کر دیا جاتا۔ والسلام۔

اسے ملفوف کر کے آپ نے اس پر مہر فرمائی اور حضرت عامر بن ابودقص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو حضرت سعد بن ابوقحاص کے بھائی تھے بد کران کے وہ خط سپرد کر کے انہیں ہدایت فرمائی کہ تم دمشق پہنچ کر حضرت خالد بن ولید کو یہ خط دے دینا اور میری طرف سے انہیں حکم دے دینا کہ وہ تمام مسلمانوں کو اپنے پاس جمع کر لیں، جس وقت تمام مسلمان اکٹھے ہو جائیں تو تم خود اسے عریہ خط پڑھ کر سنادینا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کی خبر سے سب کو اطلاع دے دینا۔ اس کے بعد آپ نے حضرت شداد بن اوسؓ کو بد کران سے مصافحہ کیا اور فرمایا کہ تم حضرت عمرؓ کے ہمراہ شام کی طرف چلے جاؤ۔ جس وقت یہ خط پڑھ چکیں تو تم

لوگوں کو حکم کرنا وہ ہمارے ہاتھ پر بیعت کریں تاکہ تم سے بیعت کرنا مجھ سے بیعت کرنا ہو جائے۔ یہ سن کر یہ دونوں حضرات روانہ ہوئے چلنے میں انتہا سے زیادہ کوشش کی اور آخر کار دمشق تک پہنچ گئے۔

یہاں مسلمان حضرت صدیق اکبرؓ کی خیریت اور ان کے احکام کے منتظر تھے جس وقت یہ حضرات مسلمانوں کو کچھ فاصلے سے معلوم ہونے لگے تو مسلمان گردنیں ابھارا رہ کر ان کی طرف دیکھنے لگے۔ بعض لوگ پیش قدمی کے لئے دوڑے اور خوشی کے ساتھ ان کا خیر مقدم کیا۔ جس وقت یہ حضرات یہاں پہنچے تو حضرت خالد بن ولیدؓ کے خیمہ میں سلام سنوں کے بعد قیام کیا۔ آپ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ رسول اللہؐ کی خیریت دریافت کی۔ حضرت عامر بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا حضرت عمرؓ خیریت سے ہیں ان کا میرے پاس ایک فرمان ہے۔ آپ نے حکم دیا ہے کہ میں اسے مسلمانوں کو پڑھ کر سنا دوں، اس لئے آپ تمام مسلمانوں کو جمع ہو جانے کا حکم دے دیجئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ یہ سن کر فوراً کھٹک گئے اور انہیں دربار خلافت کے معاملات میں شگ پیدا ہو گیا۔ آپ نے مسلمانوں کو جمع کیا۔ حضرت عامر بن ابی وقاص کھڑے ہوئے اور انہوں نے حضرت عمرؓ کا وہ فرمان پڑھنا شروع کیا۔ جس وقت آپ اس جملہ پر پہنچے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات ہوگئی تو مسلمان دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ حضرت خالدؓ نے روتے ہوئے فرمایا کہ اگر جناب حضرت ابوبکر صدیقؓ اس دار فانی سے عالم بقا کی طرف تشریف لے گئے اور تحت خلافت جناب حضرت عمرؓ عنہ کے سپرد ہو گیا تو ہمیں ان کی اطاعت بخوشی منظور ہے۔ واللہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت اور حکومت سے مجھے دنیا میں کوئی محبوب چیز اور حضرت عمرؓ کی ولایت و خلافت سے دشمن کوئی شے نظر نہیں آتی تھی مگر اب ان کی اطاعت اور انہوں نے جو احکام صادر فرمائے ہیں مجھے بخوشی منظور ہیں۔ حضرت عامرؓ نے تمام فرمان پڑھ کر جب سنا لیا تو چونکہ انہیں شہادین اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کرنے کا حکم ہے۔ اس لئے آپ کے ہاتھ پر حضرت عمرؓ کی طرف سے ۳ شعبان المعظم ۱۲ھ کو بیعت ہوگئی۔

حضرت خالدؓ نے معزولی کے باوجود جہاد میں بھرپور حصہ لیا

واقدیؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حضرت عمرؓ کے حکم سے لوگوں کو اطلاع دی۔ مال و اسباب کی حفاظت اور لشکر کی کن اپنے ہاتھ میں لے لی اور یہ سمجھ لیا کہ حضرت خالدؓ بن ولید کو اپنی معزولی گراں گزرے گی اور ہتقابلہ سابقہ غزووں کے دشمن کے مقابلہ میں اپنی شجاعت کے جوہر ذرا کم دکھلائیں گے مگر میں نے سنا کہ آپ معزولی کے بعد سب سے زیادہ سختی کے ساتھ کوشش کرتے اور جہاد میں حصہ لیا کرتے تھے۔ خصوصاً قلعہ ابوالقدس میں آپ نے نہایت شجاعت کے ساتھ کارہائے نمایاں دکھلائے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس شخص نے مجھ سے قلعہ ابوالقدس کا قصہ بیان کیا میں نے اس سے دریافت کیا تھا کہ شام میں یہ کس جگہ واقع تھا اس نے کہا کہ عرظ طرابلس اور مرج السلسلہ کے مابین تھا اور اس کے سامنے ایک کلیسا اور اس کلیسا میں ایک طرف ایک صومعہ بنا ہوا تھا جس میں دین صبح علیہ السلام کا ایک راہب جو کتب سابقہ اور اخبار اہم ماضی کا عالم تھا رہا کرتا تھا۔ رومی اس کے پاس اس کے علم سے استفادہ کرنے آیا کرتے تھے۔ اس کی عمر سو سال سے زیادہ تھی اور اس کا معمول تھا کہ وہ ہر سال اپنے

دیر کے قریب رومیوں کے وہ صیام کے بعد ایک عید منایا کرتا تھا جس میں رومی نصاریٰ وغیرہ اطراف و اکناف اور صفاتوں سے اور قطعی مصر سے آ کر اس کے گرد جمع ہوا کرتے تھے۔ یہ اپنی چلہ کی جگہ سے اٹھ کر ان کے پاس آ کے انہیں انجیل اور اس کے احکام کی تعلیم دیتا اور وعظ و نصیحت کیا کرتا تھا انبیاء اہل میں ہر سال کلیسا کے ساتھ ایک نہایت عظیم الشان بازار (نمائش میلہ) بھی لگا کرتا تھا جس میں لوگ مال و متاع اور چاندی سونے لالا کے خرید و فروخت کیا کرتے تھے اور تین یا سات دن تک خوب چہل پہل اور گرم بازاری رہا کرتی تھی۔ مسلمانوں کو اس کے متعلق کچھ علم نہیں تھا۔ انہیں ایک معاہدی نصرانی نے جس کے اہل و عیال نیز خود اسے بھی حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے امان دی تھی اس کی اطلاع کی۔

جس وقت فہم عسکری اور شام کی حکومت جناب کے ہاتھ میں آئی تو اس معاہدی نصرانی نے دل میں خیال کیا کہ کسی طرح آپ کی بارگاہ میں تقرب اور آپ سے شرف نیاز حاصل کیا جائے۔ ممکن ہے کہ جناب کا لشکر اس بازار کو فتح کر لے۔ آپ کو زمام حکومت ہاتھ میں لینے ہی فکر ہوا اور اسی شش و پنج میں تھے کہ رومیوں کے کسی شہر کی طرف اقدام کیا جائے اور اس وقت ہمیں کیا کرنا چاہئے بھی دل میں خیال آتا تھا کہ بیت المقدس چونکہ شام کا بہترین شہر رومیوں کا دار السلطنت اور ان کے مذہب کا ماویٰ وہی ہے اس لئے سب سے پہلے اسی کی طرف فوج کشی کی جائے اور کبھی سوچتے تھے کہ اٹلا کیہ میں خود بادشاہ موجود ہے اس لئے سب سے اول اسی سے فراغت پالوں۔ آپ اسی سوچ میں تھے مسلمانوں کو آپ نے مشورے کے لئے بلا رکھا تھا کہ اچانک آپ کے پاس وہ شامی نصرانی بھی آگیا اور عرض کی ”ایہا الامیر! آپ نے چونکہ میرے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے جسے میں نا اہتمام زندگی کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ اس لئے میں آپ کی خدمت میں ایک شہادت اور مال غنیمت کے اظہار کی عرض داشت لے کر حاضر ہوا ہوں۔ اگر مسلمانوں نے اس مال غنیمت کو جسے باری تعالیٰ نے تمہاری طرف روانہ کیا ہے حاصل کر لیا اور مسلمانوں کو خداوند نے اس پر فتح بخش دی، تو مجھے امید ہے کہ مسلمان اس کی بعد اسے غنی اور تو تکمیل ہو جائیں گے کہ انہیں کسی طرح کی حاجت باقی نہیں رہے گی۔“

آپ نے فرمایا وہ مال غنیمت کس قسم کا اور کہاں ہے مفصل بیان کر۔ میں تو تجھے اپنا خیر خواہ ہی سمجھتا ہوں۔ اس نے کہا۔ ”سر دار! آپ کے عین محاذات میں لب دریا ایک مستحکم قلعہ ہے جسے حصن القدس کہتے ہیں۔ اس کے سامنے نصرانیوں کا ایک گرجا (کلیسا) ہے۔ (دیر) بنا ہوا ہے جس میں ایک راجہ پادری رہتا ہے۔ عیسائی اس کی بہت زیادہ تعظیم و تکریم کرتے ہیں اس کی دعاؤں سے برکتیں حاصل کرتے اور اس کے علم سے استفادہ کرتے رہتے ہیں۔ اس راجہ پادری نے سال بھر میں ایک عید کا دن مقرر کر رکھا ہے جس میں لوگ اطراف و اکناف کے دیہات، شہروں مختلف ملکوں اور کلیساؤں سے آ کر جمع ہوتے ہیں۔ اسی کے قریب ایک بازار لگاتے ہیں جس میں لوگ نہایت زینت اور تفاخر کا سامان عمدہ کپڑے ریشمین مظاہد مذہب چمکن چمکن کرتے ہیں اور یہ بازار تین یا سات روز تک برابر لگا رہتا ہے۔ اب اس عید اور بازار کے قائم ہونے کے دن قریب ہیں۔ اگر آپ عربوں کا ایک لشکر اس طرف روانہ کر دیں اور یہ لوگ اچانک اس بازار پر جا گریں تو چونکہ وہ لوگ خالی الذہن اور مطمئن ہوں گے اس لئے امید ہے کہ مسلمان اس تمام مال کو جو بازار میں ہوگا مردوں کو قتل اور غورتوں اور بچوں کو قید کر کے حاصل کر لیں گے اور یہ دشمن کی ایک کمزوری کا باعث ہوگا کہ وہ آگے کو زیادہ سر نہیں اٹھا سکے گا۔“

آپ یہ سن کر مال غنیمت کی امید میں ہونصرانی نے دلائی تھی بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ہمارے اور کلیسا کے مابین کس قدر فاصلہ ہوگا؟ اس نے کہا یہاں سے قریب تیس میل کے ہے اگر کوئی شخص کوشش کر کے چلے تو ایک دن میں پہنچ سکتا ہے۔ آپ نے دریافت کیا کہ اس کے کتنے دن باقی ہیں؟ اس نے کہا بہت تھوڑے دن باقی رہ گئے ہیں۔ آپ نے پوچھا اس کا رویوں میں کوئی حاشی اور مددگار بھی ہے جو آڑے وقت میں ان کے کام آسکے۔ اس نے جواب دیا چونکہ ہر قتل سے ہر ایک بڑا چھوٹا خائف ہے اور اس کی ہیبت اس کے دل میں بہت زیادہ بیٹھی ہوئی ہے اس لئے اس کے شہروں کو اب تک اس عید اور بازار کی خبر نہیں پہنچی ہے۔ آپ نے سوال کیا کہ آیا اس کلیسا کے قریب شام کا کوئی اور شہر بھی ہے یا نہیں؟ اس نے کہا ہاں سردار! اس کے قریب ایک شہر ہے جس کا نام طرابلس ہے۔ یہ شہر ملک شام کی بندرگاہ ہے جہاں ہر جگہ اور ہر طرف سے کشتیاں اور جہاز آتے رہتے ہیں۔ نیز اس شہر میں ایک نہایت متکبر بطریق (سردار) بھی رہتا ہے بادشاہ نے اس کے تکبر اور غرور کی وجہ سے وہ زمین اور اطلاح بطور جاگیر کے اسے ہی معاف کر رکھی ہے۔ یہ شخص البتہ اس بازار میں آیا کرتا ہے مگر رویوں میں سے کسی شخص کے متعلق میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ بھی اس بازار کا حاشی یا مددگار ہے۔ ہاں اگر اب آپ کے ڈر اور خوف کی وجہ سے یہ سب ایک ہو جائیں اور ایک دوسرے کی مدد کرنے لگیں تو دوسری بات ہے۔ مگر مجھے امید ہے کہ اگر مسلمان اس پر یلغار بول دیں تو فتح اور غنیمت ضرور ان کے ہاتھ آ کر رہے گی۔ آپ نے مسلمانوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ لوگوں! تم میں سے کون شخص خدا کے راستے میں اپنی جان کو قربان کر کے اس لشکر کے ساتھ جسے میں اس بازار کی طرف بھیج رہا ہوں روانہ ہو گیا۔ ممکن ہے کہ باری تعالیٰ جل مجدہ اس شخص کی مدد فرمائیں اور مسلمانوں کو فتح ہو جائے۔

ذکر قلعہ ابوالقدس

کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے اس کا کچھ جواب نہ دیا اور تمام آدمی خاموش رہے۔ آپ نے پھر دوبارہ ذرا اونچی آواز میں فرمایا۔ آپ کا مقصود حضرت خالد بن ولیدؓ کو دراصل متوجہ کرنا تھا۔ مگر آپ نے ان کی معزولی کی وجہ سے صاف لفظوں میں کہتے ہوئے شرم و حیا کے سبب احتراز کیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ بھی خاموش رہے۔ وسط لشکر میں سے ایک نوجوان سوار نے غار لڑاکا آپ کے سامنے کھڑا ہوا۔ یہ نوجوان شخص حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ تھے جس وقت ان کے والد ماجد جعفر طیارؓ غزوہ موتہ میں شہید ہو گئے تھے تو ان کی عمر بہت تھوڑی تھی ان کی والدہ ماجدہ حضرت اسماء بنت عیسٰیؓ سے جناب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نکاح کر لیا تھا اور حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کی کفالت اور پرورش آپ نے ہی فرمائی تھی۔ جس وقت یہ سن بوج کے قریب پہنچے تو اپنی والدہ ماجدہ سے دریافت فرمایا کرتے تھے کہ میرے والد بزرگوار کیا ہوئے ان کی والدہ جواب دیا کرتی تھی کہ انہیں رویوں نے شہید کر دیا تھا۔ آپ کہا کرتے تھے اگر میں زندہ رہا تو اپنے والد کا ضرور بدلہ لوں گا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی جس وقت وفات ہو گئی اور حضرت عمرؓ تحت خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اور آپ نے عبداللہ بن انیسؓ بخشی کی سرکردگی میں ایک لشکر شام کی طرف روانہ کیا تو اس میں حضرت عبداللہ بن جعفرؓ بھی شریک تھے۔ یہ صحابہ میں نہایت خبی اور صورت و سیرت میں آقاؐ کے دو جہاں محمد رسول اللہؐ کے مشابہ تھے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کا قلعہ ابوالقدس کی طرف روانہ ہونا

جس وقت حضرت ابوسیدہ بن جراحؓ نے مسلمانوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ کلیسا کی طرف جانے کے لئے تم میں کون شخص اپنی خدمت پیش کر سکتا ہے تو حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کو ذکر کئے ہوئے اور کہا یا ابن الامت آپ جس لشکر کو مرتب کر کے روانہ کرنے والے ہیں اسی میں کامیں سب سے پہلا سپاہی ہوں آپ ان کی اس آمادگی اور اولوالعزری سے نہایت خوش ہوئے اور ان کے ساتھ جانے کے لئے شہسواران موصدین کا ایک دستہ جو پانچ سو سواروں پر مشتمل تھا منتخب کر کے ایک سیاہ رنگ کا فوجی علم ان کے سپرد کیا اور فرمایا ابن عم رسول اللہؐ (رسول اللہؐ کے چچا زاد کے بیٹے) میں تمہیں اس دستہ کا سردار مقرر کرتا ہوں۔ اس گروہ اور دستہ میں بعض اہل بدر بھی شامل تھے اور منجملہ دیگر اشخاص کے حسب ذیل حضرات بھی شرف شمولیت رکھتے تھے۔

(۱) حضرت ابوذر غفاری۔ (۲) عبداللہ بن ابی اوفی۔ (۳) عامر بن ربیعہ۔ (۴) عبداللہ بن انیس جعفی۔ (۵) عبداللہ بن ثعلبہ۔ (۶) حباب بن عبدالمسلمی۔ (۷) وائلہ بن اسقع۔ (۸) ہبل بن سعید۔ (۹) معد بن مالک سہمی۔ (۱۰) عبداللہ بن بشر سلمی۔ (۱۱) سائب بن زید۔ (۱۲) انس بن مصعب۔ (۱۳) محمد بن ربیع بن سراقہ۔ (۱۴) عمرو بن نعمان القمیری بدری تھے۔ سالم بن قانع یہ بھی بدری تھے۔ (۱۶) جابر بن مسروق ربیعہ بدری تھے۔ (۱۷) قارع بن خزل بدری تھے۔ (۱۹) ناجی بن معاذ سلمی بدری تھے۔ ان کے علاوہ اور حضرات سادات بھی موجود تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

واللہ دی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جس وقت آپ کے چھندے کے نیچے پانچ سو ایسے سوار جو غزوہ بدر نیز دوسرے معرکوں اور سخت لڑائیوں میں شامل ہوئے تھے اور جن سے معرکہ کارزار میں نہ چپٹے پھیر کر بھاگنے کا وہم اور نہ فرار ہونے کا گمان ہو سکتا تھا جمع ہو گئے اور آپ نے چپٹے کا قصد کر لیا تو حضرت ابوسیدہ بن جراحؓ نے فرمایا ابن عم رسول اللہؐ بازار قائم ہونے کے پہلے ہی روز رومیوں پر اقدام اور فوج کشی کر دینا اس کے بعد آپ نے انہیں رخصت کیا اور یہ حضرات روانہ ہو گئے۔

واللہ دی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ اس دستہ میں وائلہ بن اسقع بھی شامل تھے، ان کا بیان ہے کہ دمشق سے کلیسا کی طرف ہماری روانگی شعبان المعظم کی پندرہویں شب میں نصف رات کے قریب ہوئی تھی۔ چاندنی خوب تھی اور میں حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کے پہلو میں چلا جا رہا تھا۔ آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ یا ابن الامت! آج چاند کیسا خوب صورت نکل رہا ہے اور کیا عمدہ روشنی دے رہا ہے۔ میں نے کہا یا ابن عم رسول اللہؐ! یہ نصف شعبان کی رات ہے اور یہ رات نہایت مبارک رات ہے آپ نے فرمایا جے۔ اسی رات میں رزق اور موت لکھی جاتی ہے اور گناہ بخشے جاتے ہیں۔ میرا ارادہ آج شب بیداری کا تھا۔ میں نے کہا شب بیداری اور رات بھر کی نوافل سے یہ ہمارا چلنا بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ بہت زیادہ جود و کرم والے ہیں۔ آپ نے کہا جھج کہتے ہو؟ ہم رات بھر چپے رہے حتیٰ کہ صبح نے آفتاب کے ساتھ مشرق سے منہ نکالا اور ہم اس معاہدہ راہبر کے ساتھ ایک بہت بڑے پہاڑ کے پاس پہنچے۔ ہم ابھی چل ہی رہے تھے کہ میں اپنی دائیں طرف ایک راہب کا صومعہ نظر آیا۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ اس کی طرف پھرے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ ہوئے صومعہ میں سے ایک راہب نکل کے جویساہ بانوں کی ایک ٹوپی لگائے ہوئے تھا ہماری طرف آیا ہمارے قریب آ کے ہمیں بنظر تامل دیکھنے لگا اور دریافت کیا کہ تم کون لوگ ہو؟ ہم نے کہا ہم اہل عرب ہیں۔ اس نے کہا محمدی ہو۔ ہم نے کہا ہاں میں یہ کہ پھر ہمیں ایک ایک کو تامل نظروں سے دیکھنے لگا۔ پھر دیر تک حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کی طرف ہکتا

رہا۔ اور کہنے لگا کیا یہ نوجوان تمہارے نبی کے کڑ کے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں! اس نے کہا ان کی دونوں آنکھوں سے نور نبوت نکلتا ہے۔ کیا ان کو تمہارے نبی سے کوئی قرابت ہے؟ ہم نے کہا یہ ہمارے نبی کریمؐ کے چچا زاد بیٹے ہیں۔ اس نے کہا یہ ایک چاہنیں اور پتے درخت کے ہی ہوتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ نے فرمایا اے راہب! کیا تو رسول اللہؐ کو جانتا اور پہچانتا ہے۔ اس نے کہا۔ آپ کا نام اور آپ کی خلعت تو ریت، انجیل اور زبور میں موجود ہے کہ آپ سرخ اونٹ اور برہنہ شمشیر کے مالک ہوں گے۔ پھر میں آپ کو کس طرح نہیں جان سکتا؟ آپ نے فرمایا۔ پھر تو ان پر ایمان کس لئے نہیں لاتا اور ان کی تصدیق کیوں نہیں کرتا؟ راہب نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور کہا یہ اس وقت ہوگا جب اس سبز گندک مالک چاہے گا۔

ہم اس کے کلام سے تعجب کرتے ہوئے آگے بڑھے۔ راہبر ہمارے آگے آگے چل رہا تھا کہ اچانک ہم ایک پرفضہ جنگل میں جہاں پانی اور درختوں کی بہتات تھی پہنچے۔ راہبر نے وہاں پہنچ کر ہمیں مشورہ دیا کہ آپ حضرات یہیں چھپے ہوئے بیٹھے رہیں۔ میں وہاں پہنچ کر رومیوں کی خبر لے آؤں۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ نے فرمایا تجھے جلدی واپس آتا چاہئے۔ راہبر سرعت کے ساتھ روانہ ہوا اور حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ اپنی جمیعت کو لے کر ایک پوشیدہ مقام میں چھپ رہے۔ یہاں ہم نے کھانا کھایا۔ سامان درست کیا اور جس وقت کہہ رات گزر گئی تو حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ نے خود بے نفس نفیس مسلمانوں کی حفاظت اور نگہداشت اپنے ذمہ لی۔

تمام شب آپ پہرہ دیتے رہے۔ صبح صادق کے ظہور پر بارگاہ ایزدی میں مسلمانوں نے اٹھ اٹھ کر حاضری دی۔ نماز کے بعد راہبر کے انتظار میں بیٹھے اور جب اس کے آنے میں دیر ہوئی تو سوطر طرح کے گمان اس کی طرف جانے لگے اس کے وہاں رک جانے سے قلق اور کد فریب کرنے سے خوف پیدا ہوا۔ شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا راہبر کی نسبت بدگمان ہوئے تو تمام مسلمان سوائے حضرت ابوذر غفاریؓ کے اس کو کسی آنے والے شکر کا پیش خیمہ سمجھنے لگے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ نے فرمایا تمہیں راہبر کی طرف نیک گمان رکھنا چاہئے اور اس کی طرف سے کسی کد فریب کا خوف نہ کرنا چاہئے۔ دیر ہونے کی کوئی خاص وجہ ہے جو تمہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گی۔ یہ سن کر مسلمانوں کی تسکین ہوئی۔ اتنے میں راہبر بھی پہنچ گیا۔ ہم اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے، سمجھے کہ یہ ہمیں چھپنے کے لئے کہے گا مگر وہ مسلمانوں کے وسط میں کھڑا ہوا اور ہمیں خطاب کر کے کہنے لگا اے محمدؐ! مجھے صلح علیہ السلام کی قسم! میں نے جو کچھ آپ حضرات سے بیان کیا تھا وہ بالکل صداقت پر مبنی اور خیانت سے از سر تا پا مبرا تھا حصول غیبت کی مجھے بالکل توقع اور امید ہے مگر اس غیبت اور آپ حضرات کے مابین ایک مانع حائل ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ نے فرمایا ایسا کون سا مانع پیش آ گیا ہے۔ اس نے کہا ایک بحرز خدو جس کی موجوں کی آوازیں دور دور تک جاتی ہیں وہ یہ ہے کہ میں جس وقت بازار میں رومیوں کے قریب پہنچا، خرید و فروخت شروع ہو چکی تھی، حامل دین نصاریٰ مجتمع تھے مگر زیادہ تر لوگ نیز پادری، راہب، امراء اور سرداران لشکر تھے ابواحدس کے گرد جمع تھے اس لئے میں بھی تاکہ ان کی ایک جگہ جمع ہونے کا سبب معلوم کر سکوں انہی کے پاس چلا گیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ والی طرابلس نے اپنی بیٹی کا نکاح رومیوں کے کسی شہزادے کے ساتھ کر دیا ہے اور اس لڑکی کو یہاں اس غرض سے آئے ہیں کہ اپنے دین کی رسم کے بموجب اس راہب کے سامنے اس کی طرف سے قربانی کر دی جائے۔ اس لڑکی کے گرد بہادران روم اور نصرانی عربوں کے مسلح سوار محض آپ حضرات کے خوف کے ڈر سے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ارض شام

میں مسلمان موجود ہیں، اس قدر متبع ہیں کہ معاشرہ المسلمین! میری دانست میں آپ حضرات کا ان کی طرف پیش قدمی کرنا کسی خطرے سے خالی اور قرین مصحت نہیں ہے۔ نیز جب کہ وہاں ایک خلق کثیر، جم غفیر اور ہر شریف و امیر سب ہی موجود ہیں، ایب کرنا بالکل بعید از صواب ہے۔

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے فرمایا: تمہاری رائے میں وہ کتنے لوگ ہوں گے؟ اس نے کہا: رومی، ارمنی، مصر کے قبطی، یہودی، شامی، اہل سودا، بطارتہ اور مختصر کے عوام ان سب جو بازار میں ہیں بیس ہزار سے زائد اور جو فوجی سامان حرب و ضرب سے مستعد ہیں ان کی تعداد پانچ ہزار اور اس کے قریب ہوگی جن کے مقابلے کی طاقت آپ حضرات کسی طرح نہیں رکھ سکتے۔ کیونکہ اول تو ان کے شہر قریب ہیں اور وہ اپنی ملک طلب کریں گے تو فوراً پہنچ جائے گی دوسرے آپ کی جمعیت کم اور طرح (ملک) بہت دور ہے۔

واللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر مسلمان مذہب ہو گئے معاذ نہایت اہم معلوم ہوا، ارادہ منسوخ کر کے لوٹ چلنے کا تہیہ کریں۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے فرمایا: معاشرہ المسلمین! آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟ مسلمانوں نے جواب دیا۔ قرآن عزیز میں ہے کہ تم اپنے آپ کو معرض ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ ہم حضرت ابو سعیدہ بن جراحؓ کی خدمت اقدس میں واپس چل جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اجر و ثواب کو کسی طرح ضائع نہیں فرمائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے مسلمانوں کی یہ گفتگو سن کر فرمایا۔ لیکن مجھے خوف ہے اگر میں ایسا کروں گا تو باری تعالیٰ جل مجدہ مجھے بھاگ بنے والوں میں قرار کر دیں گے۔ میں بغیر کسی عذر خاص کے بارگاہِ ایزدی میں پیش کئے کبھی نہیں لوٹ سکتا۔ جو شخص میری مدد کرے گا اور مجھے طاقت پہنچائے گا اس کا اجر و ثواب باری تعالیٰ جل مجدہ کے پاس ہے اور جو شخص لوٹ جائے گا اس سے کوئی باز پرس نہیں ہوگی اور نہ وہ کسی حساب کا مستحق ہے۔ مسلمان حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کے یہ الفاظ سن کر اور آپ کی خداوند تعالیٰ کے راستہ میں یہ جان باری دیکھ کر شرمائے۔ آپ کی رائے سے اتفاق کیا اور ایک منتقد آواز سے کہنے لگے آپ کا جو ارادہ ہے آپ وہی کیجئے۔ تقدیر کے سامنے تدبیر کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

یہ سن کر آپ بہت خوش ہوئے زورہ پہنچی خود سر پر رھا، کمر مضبوط باندھی اور اپنے دل و جد کی قوم و ممالک کی گھوڑے پر سوار ہوئے، جھنڈا باندھ میں لیا اور جہانِ اسلام کو تیری کا حکم فرمایا۔ بہادرانوں نے زریں زیب تن کی، تھپڑیں لگائیں اور اپنے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر راہبر سے کہنے لگے کہ تو ہمیں دشمن تک پہنچا دے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ العزیز) تو بہت جلدی رسول اللہؐ کے فدائکاروں سے قیوم میں ڈال دینے والے کا رٹے سے ملاحظہ کرے گا۔

وائٹلہ بن اسحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ دیکھ کر راہبر کا چہرہ حق اور رنگ زرد پڑ گیا۔ کہنے لگا کہ اب آپ حضرات اپنی رائے سے چل رہے ہیں۔ میرے اوپر کسی طرح کا التزام نہ نہیں ہو سکتا۔ حضرت ابوذر غفاریؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کو دیکھا کہ آپ نہایت مہربانی اور شفقت سے راہبر کے ساتھ پیش آئے اور قریب ایک گھنٹہ کے اس کے ساتھ چلتے رہے۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ اب آپ اس قوم سے بالکل قریب ہیں۔ صبح ہوئے تب اسی جگہ ٹھہرے رہیں اور صبح ہوئے ہی تاخت و تاراج شروع کر دیں۔

وائٹلہ بن اسحقؓ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رات بھر اسی جگہ باری تعالیٰ جل مجدہ سے نصرت و اعانت کی دعا میں مانگتے رہے۔ صبح ہوئی

تو حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ نے نماز پڑھائی۔ اداۓ صلوٰۃ کے بعد آپ فرمانے لگے۔ حمد اور عمارت کے متعلق آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟ حضرت عمر بن عیسٰیؓ نے کہا اگر شرفِ قیامت ہو تو میں اپنی رائے کا اظہار کروں۔ مسلمانوں نے کہا فرمائیے۔ آپ نے کہا میری رائے میں اس قوم کو قاتی مہبت و دشمنی بنے کہ وہ خرید و فروخت میں لگ جائے۔ اپنا مال و اسباب دکھانے کی غرض سے باہر رکھ دیں۔ اور جب وہ اس میں محو ہو جائیں تو پھر اچانک اور غفلت کے وقت ان پر جا پڑیں۔ مسلمانوں نے اس رائے کو پسند کیا موقع کے منتظر ہوئے اور جب بازار لگنے کا وقت آ گیا تو تلواریں میان سے باہر کیں، سافوں کو چوبوں پر چڑھایا نیزوں کو تانا اور تیار ہو گئے۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ پر چھالے کران کے آگے کھڑے ہوئے۔ آفتاب اپنی کرنوں کے بھالوں کو لے کر جب میدان دنیا میں آیا تو حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ اپنی فوج کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کے سوسواروں کے پانچ دستہ کر کے ہر ایک دستہ کی باگ دوڑ ایک ایک تجربہ کار سردار کے ہاتھ میں دے دی اور فرمایا تم میں کا ہر ایک دستہ ہمارا کی ایک جہت اور ایک قطر اپنے لئے مقرر کرے۔ بال غنیمت کے حاصل کرنے میں مطلق توجہ نہ کرے۔ البتہ تلواروں کی سر اور رندوں سے تواضع کرتا رہے اور بس یہ کہہ کر آپ علم لئے ہوئے آگے بڑھے۔ جس وقت رومیوں کے قریب پہنچے تو انہیں ان کی کثرت کی وجہ سے زمین پر چڑھتی دل کی طرح پھیلا ہوا پایا۔

ایک شوقِ کثیر کلیسا کو گھیرے ہوئی تھی اور وہ راہب صومعہ سے سر نکالے لوگوں کو وعظ و نصیحت اور ان کے مذہب کے احکام کی تلقین کر رہا تھا۔ یہ لوگ تنگنکی باندھے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ والی طرابلس کی ٹرکی راہب کے پاس صومعہ میں تھی، امراء مساطین اور ان کی اول دیں دشمنیں اور دیباچے کے مطا (سونے کے کام کے) کپڑے پہننے اور پرزہ، جوشن اور خوب چمکدار خود لگائی اپنے پاس راہب کے آنے کے منتظر تھے۔ نیز احتیاجاً انہوں نے اپنی چادریں علیحدہ کر دی تھیں۔ گویا کہ وہ پیسے کسی سی جیج و پکار کے سامنے سے آنے یا کسی کے پیچھے سے اچانک حمد دینے والے کے انتظار میں تھے حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ عنہ نے کلیسا، راہب صومعہ، حقتہ کرنے والوں اور ان کے حوال پر ایک نظر ڈالی۔ معاملہ اہم اور نازک دکھائی دیا مگر اپنے ساتھیوں سے فرمایا اے اصحاب رسول اللہ! دیکھتے کیا ہو حمد کر دو۔ باری تعالیٰ جل مجدہ تمہاری مدد فرمائیں گے۔ اُرف غنیمت اور خوشی حاصل ہوگی توفیق۔ سلامتی اور راہب کے صومعہ کے پاس ہمارا اور آپ کا اجتماع ہے، ورنہ پھر وہ جنت ہے جس کا ہم سے وعدہ کیا گیا ہے اور میرے بچا کے بیٹے جناب رسول اللہؐ اور آپؐ کے صحابہؓ سے حوضِ کوثر کے پاس ملاقات۔ یہ کہہ کر آپ نے نیزہ کو حرکت دی۔ رومیوں کی طرف بڑھے۔ آپ کے سوسوار آپ کے ساتھ تھے جن میں زیادہ تر رسول اللہؐ کے صحابہ اور سابق الایمان لوگ شامل تھے۔ آپ مجمعِ عظیم اور جم غفیر کی طرف جھپٹے اور ان میں گھس کر کبھی تلوار اور کبھی نیزہ سے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارنے لگے۔ مسلمان بھی آپ کے پیچھے پیچھے حملہ کر رہے تھے۔ رومیوں نے مسلمانوں کی قبیل اور کبیروں کی آواز میں سن رہے یقین کر یا کہ مسلمانوں کی فوج نے آدیا، یہ پہلی ہی خطرہ بیدار اور ہوشیار ٹیپے تھے۔ بازاری اپنے ہتھیاروں کی طرف دوڑے تاکہ مسلمانوں سے اپنے جان و مال کی حفاظت کر سکیں۔ انہوں نے تلواریں میان سے باہر کیں شکاری شیر کی طرح مسلمانوں پر جھپٹے اور صاحبِ علم کی طرف یلغار کرتے ہوئے چلے۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کے نشان کے سوا چونکہ مسلمانوں کے پاس کوئی اور نشان نہیں تھا اس لئے چاروں طرف سے آپ ہی کو گھیر لیا۔ اب لڑائی پورے زور پر تھی خبر بلند ہو رہی تھی۔ مسلمان چونکہ سیاہ اونٹ کے سفید تل کے برابر تھے اس لئے چاروں طرف سے گھرے ہوئے تھے۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کے دستہ کے جوان ایک

دوسرے کو سوائے بنکیر اور تھیل کی آواز کے نہیں پہچانتے تھے۔ ہر شخص اپنی جان کے سوا دوسرے سے بالکل بے خبر تھا۔

حضرت ابو ہریرہ بن عبد العزیز بن ابی قیس جو سابق الایمان اور صاحب ہجرتین میں فرماتے ہیں جنگ جیش میں حضرت جعفر بن طالبؓ کے ہمراہ غزوہ بدر، احد اور حنین میں رسول اللہؐ کے ساتھ رہا ہوں۔ میں نے کہا تھا کہ ایسے معرکے کبھی دیکھنے میں نہ آویں گے۔ جب رسول اللہؐ کی وفات ہوئی تو مجھے اس سانحہ فاجعہ سے نہایت سخت صدمہ گزرا اور میں آپؐ کی وفات کے بعد مدینہ منورہ نہ ٹھہر سکا بلکہ معظمہ چلا آیا اور وہیں اقامت اختیار کر لی۔ جہاد سے عہدہ رہنما اور شریک نہ ہونے کی وجہ سے میرے اوپر خواب میں عتاب کیا گیا۔ میں روانہ ہو کر شام آیا۔ میری بیوی ام کلثوم بنت سہل بن عمرو بن عاصؓ میرے ساتھ تھیں۔ یہاں آ کر جنگ اجنادین ہمر یہ خالد بن ولیدؓ قبہ بن ہرثیس، ہمر یہ عبداللہ بن جعفرؓ میں شریک ہوا اور قلعہ ابوالقدس میں میں حضرت عبداللہ بن جعفرؓ طیار کے ساتھ شریک تھا۔ میں یہ جنگ ابوالقدس دیکھ کر چپختے تمام غزوات کو جو رسول اللہؐ کے سامنے واقع ہوئے تھے بھول گیا۔

اس جنگ کا واقعہ یہ ہوا کہ ہم نے ان کی اس جماعت کثیر پر حملہ کرتے ہوئے یہ سمجھا تھا کہ ان کے سوا کہیں گاہ میں کوئی اور فوج محفوظ نہیں ہوگی۔ مگر توقع کے خلاف ایک بڑا بھاری محفوظ لشکر نکل پڑا۔ یہ محفوظ لشکر نہایت قدر آور، مہیب اور سر سے پیر تک زربوں میں ملیں اور ایسے لشکریوں پر مشتمل تھے جن کے حملہ کے وقت ان کی آوازوں اور ان کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے میدان جنگ گونج اٹھا تھا۔ جس وقت یہ لشکر مسلمانوں کی طرف براہِ حق میں نے دیکھا کہ مسلمان اس میں چھپ گئے ہیں، محض مسلمانوں کی تکبیر کی آوازیں کبھی کبھی سن لیتا تھا اور جب وہ بند ہو جاتی تھیں تو سمجھ لیتا کہ مسلمان کام آچکے۔ کچھ دیر کے بعد میں نے حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کے ہاتھ میں علم بلند دیکھا، میں بہت خوش ہوا آپؓ نشانے ہوئے نہایت بے ہنگامی کے ساتھ مشرکوں کو قتل کر رہے تھے۔ میں نے اب کسں مجاہد اس بہادری کے ساتھ لڑتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔ بالآخر خربزائی نے طول کھینچا اور اس کے سندا کے ساتھ ساتھ اس کے شعلے بڑھنے لگے اس کی گرد آسمان تک پہنچی اور اس کی آگ کے شرارے نکل نکل کر اور اسے تیز کرتے رہے۔

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ طیار کے آدمی آپؓ کے گرد آتے اور ان سب کو رمیوں نے چاروں طرف سے اپنے حلقہ میں لے رکھا تھا۔ عبداللہ بن جعفرؓ طیار اگر دائیں جانب حملہ کرتے تھے تو میں بھی دائیں جانب حملہ کرتا تھا اور اگر آپؓ بائیں سمت رجوع کرتے تھے تو میں بھی آپؓ کی متابعت کرتا تھا۔ ہمارے بہادر برابر ہر جانب کے ساتھ اپنی تلواروں کے جوہر دکھاتے رہے حتیٰ کہ ہمارے بازو شل، شانے سن اور ہاتھ ست پڑ گئے۔ معاملہ نازک اور صبر کرنے دشوار ہو گیا۔ آخر کار تھکن اور ہاتھ پیروں کی سستی نے مجبور کر دیا۔ آفتاب نے الدواع کہا۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ طیار کی تلوار کند پڑ گئی اور قریب تھا کہ آپؓ کا گھوڑا آپؓ کے نیچے سے بے دم ہو کر گر پڑے۔ آپؓ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک جگہ کھڑے ہو کر دم لیا۔ مسلمانوں نے آپؓ کا نشان دیکھ کر اس طرف آثار شروع کیا، ہر ایک مسلمان مشرکین کے قتل کے سبب خستہ بازو اور پٹنا چور ہو رہا تھا۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ طیارؓ کی زرہ آپؓ کے بدن پر تنگ ہو گئی۔ یعنی آپؓ کو اس معاملہ کی وجہ سے اپنے اوپر نہیں بلکہ مسلمانوں کی حالت پر بہت زیادہ ملال ہوا۔ آپؓ نے باری تعالیٰ جل مجدہ سے التجا کی۔ مالک عرش و فرش پر بھروسہ کیا۔ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور دعا کی اسے وہ ہمارک ذات جس نے اپنی خلق کو اچھی خلقت پر مخلوق کیا بعضوں کو بعضوں کے ساتھ آزمائش میں ڈالا اور اس امتا کو ان کے واسطے آزمائش قرار دیا۔ میں آپؓ

تے آپ ہی کے بندہ محمدؐ کا یہ وعدہ سچہ سچہ ظہیل یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ ہماری اس کام میں برکت دیجئے اور اس واسطے نجات کا راستہ بتا دیجئے۔

یہ دعا کر کے آپ پھر میدان جنگ کی طرف چلے۔ اصحاب رسول اللہؐ نے آپ کے جھنڈے کے نیچے لڑنا شروع کیا۔ خدا بھلا کرے جناب حضرت ابوذر غفاریؓ کا کہ آپ نے شخص خوشنودی جل مجدہ کے لئے رسول اللہؐ کے چچا کے بیٹے کی اس روز نہایت مدد اور اعانت کی اور ان کے سامنے جہاد میں بہت کوشش فرمائی۔ حضرت عمرو بن ساعدہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذر غفاریؓ کو دیکھا کہ آپ باوجود کہ سنی کے بڑھ بڑھ کر دمیوں میں کموار چلا رہے تھے اور اپنی قوم میں آلتے اور پھر حملہ کرتے وقت اپنا نام لے کر کہ میں ابوذر ہوں دمیوں میں گھس جاتے تھے۔ مسلمانوں نے بھی ان کے قدم بقدم یہی کام کرنا شروع کیا حتیٰ کہ حمد کرتے کرتے ان کے پیچھے منہ کو آگئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ یہی قبروں کی جگہ یہی میدان ہے۔

حضرت جعفر بن طیارؓ کا خواب میں اپنے والد کو دیکھنا

والقدی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن انیسؓ جتنی سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت جعفرؓ سے بہت محبت رکھتا تھا اور آپ کی اولاد میں مجھے حضرت عبداللہ کے ساتھ زیادہ محبت تھی۔ جب حضرت ابوہریرہؓ کی وفات ہوئی تو چونکہ آپ حضرت عبداللہ کے والد کے قلم مقام تھے اور حضرت عبداللہ سے بے حد محبت رکھتے تھے۔ حضرت عبداللہ نے اپنی والدہ کو ٹھیکس حالت میں پایا۔ آپ نے انیسؓ حالت غم و اندوہ میں دیکھنا پسند نہ کیا۔ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر شام جانے کی اجازت حاصل کی۔ میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا کہ انیسؓ! میں شام جانے اور جہاد کرنے کی خواہش رکھتا ہوں تمہیں میرا ساتھ دینا چاہئے۔ میں نے کہا بہت بہتر! آپ اپنے چچا حضرت علیؓ رحمۃ اللہ علیہ جب اور حضرت خدیجہؓ المسلمین عمر فاروقؓ سے رخصت ہوئے ہوں میرے ساتھ بیٹا آدمی قوم ازاد کے بھی شام سے ارادے سے چلے۔ جس وقت ہم معرکہ میں پہنچے تو حضرت عبداللہؓ نے کہا کہ انیسؓ! میرا ساتھ میرے والد ماجد کی قبر کی جگہ بھی معلوم ہے۔ میں نے کہا ہاں موضع موت میں ہے۔ انہوں نے کہا میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔ ہم ادھر چلے اور جہاں لڑائی ہوئی تھی وہاں پہنچے۔ حضرت جعفر طیارؓ کی قبر پر قوم کلب نے تبرک کے طور پر پتھر رکھ دیئے تھے۔ جب عبداللہؓ نے اپنے والد کی قبر کو دیکھا تو آپ اس کے پاس گئے روئے اور ان کے لئے مغفرت کی دعا مانگی۔

اگلے روز صبح تک ہم وہاں ٹھہرے۔ جب ہم نے وہاں سے کوچ کیا تو میں نے دیکھا کہ ان کا چہرہ ارغوانی ہو گیا ہے اور یہ رو رہے ہیں، میں نے سب دریافت کیا تو آپ نے کہا میں نے رات اپنے والد حضرت جعفرؓ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے دو بازو بستی پر ہیں دو سبز کپڑے پہنے سر پر تاج لگائے ایک ہاتھ میں ننگی خون آلودہ کموار لئے ہوئے تشریف فرما ہیں۔ مجھے آپ نے وہ تو اعراریت کی اور فرمایا میں اپنے دشمنوں سے اس کے ساتھ لڑوں میں اس مرتبہ تک جسے تم دیکھ رہے ہو جہاد کی وجہ سے پہنچا ہوں۔ میں وہ کموار لے کر گویا لڑا ہوں حتیٰ کہ میری کموار کند ہو گئی۔

عبداللہ بن انیسؓ کہتے ہیں کہ ہم وہاں سے روانہ ہو کر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے لشکر میں دمشق پہنچے۔ آپ نے حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کو اس دستہ اور سر یہ کا سردار مقرر کر کے ابو القدرؓ کی طرف روانہ کر دیا۔ میں نے جس وقت آپ کی یہ ہنگامہ آرائی اور دمیوں کے ساتھ اس قدر لڑائی دیکھی تو دل میں خیال آیا کہ عفریب آپ کسی مصیبت کا شکار ہونے والے ہیں۔ یہ

خیال کر کے میں حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی طرف چدا اور بجلی کی تیزی کیسے تھ آپ کے پاس پہنچا۔ آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا ابن انیس! کیا فتح کی خوشخبری لائے۔ میں نے کہا آپ بہت جلدی حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کی مدد کے لئے ملک روتہ کیجئے۔ اس کے بعد میں نے تمام قصد بیان کیا۔ آپ نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس کے بعد اپنے آپ کو کھنص کر کے کہا ابو عبیدہ! اگر عبداللہ بن جعفرؓ اور ان کے ساتھی حیرے علم کے تحت ہو کر ہلاک ہو گئے تو نہایت رنج و افسوس کا مقام ہے اور پھر جب کہ تیری امارت میں یہ سب سے پہلی جنگ ہے۔

والقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ حضرت خالد بن ولیدؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ابو سہیل! میں تمہیں خداوند تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کی مدد کے لئے چلے جاؤ۔ میں اس کام کے واسطے تمہیں جی سب سے زیادہ لائق تیار اور اس کا اہل سمجھتا ہوں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا خدا کی قسم! میں اس کے لئے بالکل تیار ہوں، محض آپ کے حکم کا منتظر تھا۔ اللہ اعزیز بہت جلد ان سے جا ملے گا۔ آپ نے فرمایا میں تم سے کہتا ہوا شرماتا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا واللہ! اگر حضرت عمرؓ کسی لڑکے کو بھی میرے اوپر سردار مقرر کر دیتے تو میں اس کی اطاعت سے بھی کبھی انحراف نہیں کر سکتا تھا چنانچہ آپ مجھ سے قدیم الایمان اور سابق الاسلام ہیں اور آپ نے اسلام مانے والوں کے ساتھ ساتھ سبقت اور ایمان لانے والوں کے دوش بدوش سرعت سے کام لیا ہے۔ پھر کس طرح ممکن ہے کہ میں آپ کی مخالفت کروں اور معاندانہ قدم لے کر آگے بڑھوں۔ نیز رسول مقبولؐ نے آپ کا نام امین رکھا تھا۔ پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ میں آپ سے سبقت لے جاؤں اور کس طرح آپ کے مرتبہ تک پہنچ جاؤں۔ خدا کی قسم! میں نے مسلمانوں کے ہمراہ اہل کرمت تک شمشیر زنی کی ہے۔ اب میں آپ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے اپنے آپ کو ذات پاری تعالیٰ جل مجدہ کے راستہ میں قید اور وقف کر دیا ہے۔ میں بہت جلدی انشاء اللہ العزیز حضرت امیر المومنین عمرؓ فریق کے سامنے اپنی جان بازی کا ثبوت پیش کر دوں گا۔ انہوں نے میرے متعلق فرمایا ہے کہ جہاد سے اس کا مقصد نام پیدا کرنا ہے۔ خدا کی قسم! میں نے کبھی امارت کی خواہش اور سرداری کی پرواہ نہیں کی۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اور تمام مسلمانوں کو آپ کی یہ گفتگو بے حد پسند آئی۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا ابو سہیل! اب تم فوراً چلے جاؤ اور اپنے مسلمان بھائیوں سے جا ملو۔ حضرت خالد بن ولیدؓ شیر بہر کی طرح اٹھے۔ اسباب کے پاس گئے۔ جنگ یمامہ میں مسلمہ کذاب کی جو زورہ آپ کو ٹیٹھی زیب بدن کی، تاج خوسر پر لگا یا، تلوار جھانک لی۔ گھوڑے کی پیٹھ پر جم کر بیٹھے اور لشکر زحف کی طرف لگا کر فرمایا۔ شمشیر زنی کی حرف چلو۔ فوجوں نے جلدی جلدی عملی جواب دینا شروع کیا اور ان عقابوں کی طرح جو بازو باکر زمین پر ایک دم اترا۔ انہیں تیزی کے ساتھ اطاعت کے لئے دوڑے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے نشان کا تھم میں لیا۔ حرکت دی، گھوڑے کی رکاب میں مرکوز کیا اور جس وقت لشکر تیار ہو کے آپ کے گرد جمع ہو گیا تو آپ مسلمانوں کو سلام کر کے عبداللہ بن انیسؓ کی راہبری میں رخصت ہو گئے۔

رافع بن عسیرۃ الطائیؓ کہتے ہیں کہ میں بھی اسی روز حضرت خالد بن ولیدؓ کے لشکر میں موجود تھا۔ ہم نے چلنے میں بے انتہا جلت کی اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے واسطے زمین کی طامیں کھینچ کر رکھ دیں۔ غروب آفتاب کے قریب ہم نے رومیوں پر طالع کیا۔ کافر فزنی کی طرح چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے۔ مسلمانوں کو درمیان میں لے رکھا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا اے ابن انیس! رسول اللہؐ کے چچ کے بیٹے کو کہاں اور کس طرح تلاش کروں۔ ابن انیسؓ نے کہا انہوں نے اپنے ساتھیوں اور لشکریوں سے

وعدہ فرمایا تھا کہ سب راہب کے کلیسا کے پاس جمع ہوں گے اور یا بہشت میں میں گے۔

یہ سن کر آپ نے کلیسا کی طرف نظر دوڑائی، اسماعیل نشان جو حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کے ہاتھ میں دیکھا مسلمان اس وقت عجب حامت میں تھے۔ کوئی قنفس یہ موجود نہیں تھا جو شہی نہ ہو۔ ہر شخص حیات فیئہ سے ناامید ہو کر حیات جاودانی کے شوق میں سرش نظر آتا تھا۔ رومی چاروں طرف سے ان پر بڑھ چڑھ کر نیزہ بازی اور شمشیر زنی کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ اپنے ساتھیوں سے کہہ رہے تھے مسلمانوں بڑھو اور ان مشرکین کو لے لو۔ اس ذیلؓ رعوہ کے مقابلے میں استقلال اور صبر سے کام لو۔ یہ درکھو اللہ جل و جلالہ و علم نوالہ تمہیں دیکھ رہے ہیں اور ارحم الراحمین تم پر تجلی فرما رہے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے اس آیت کو تلاوت کیا:

کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله والله مع الصابرين.

”اکثر جگہ تنہا ہی جماعت اللہ کے حکم سے بڑی جماعت پر غلبہ آ جاتی ہے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔“

حضرت خالد بن ولیدؓ کو مسلمانوں کا یہ صبر اور دشمنوں کی جنگ میں ان کا یہ استقلال دیکھ کر صبر نہ ہو سکا۔ اسدی پرچم کو حرکت دی اور اپنی فوج سے محلی طلب ہو کر فرمایا۔ اس بد بخت اور قبیح قوم کو آگے رکھو۔ اس کے خون سے اپنی کواروں کی پیاس بجھا کر انہیں سرخ رو کر لو اور اسے فتح اور فلاح کی طرف پیش قدمی کرنے واوحاجت برآری کی خوش خبری سن لو۔

واقفی رحمت اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کے سپاہی اس قدر سختی اور مصیبت میں مبتلا تھے کہ اچانک مسلمانوں کی فوجیں اور موحدوں کا لشکر جو تہم و ہ سے میں غرق تھا۔ تیز پٹنگل عقابوں اور حملہ آوروں کی طرح نکلا۔ آوازوں کا شور بلند ہوا۔ گھوڑوں کی جہنہ ہٹ نے میدان میں گونج پیدا کر دی۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ اور ان کے آدمی یہ دیکھ کر بہت گھبرائے۔ انہوں نے سمجھا کہ دشمن کا تازہ دم لشکر آ پہنچا۔ یہ سمجھ کر اب انہیں اپنی ہلاکت اور بیزیت کا کامل یقین ہو گیا۔ یہ آنے والی جمعیت کی طرف دیکھنے لگے جس وقت اسے اپنی ہی طرف آتے دیکھا تو گھبراہٹ اور بہشت زیادہ ہو گئی۔ خیال کیا کہ دشمن کا یہ لشکر کمین گاہ میں محفوظ ہوگا۔ جواب نکل آیا ہے۔ یہ سمجھ کر اب انہیں اور شوق گزرا۔ قریب تھا کہ صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائے اور ہلاکت کا پد اس کی جگہ آجائے۔ شرکین برابر بڑھ رہے تھے میدان آگ کا شعلہ بن رہا تھا، توار چمک رہی تھی سر دھڑا دھڑا کر رہے تھے زمین لاشوں سے پٹ پٹ تھی، مسلمانوں ان کے ہاتھوں میں گویا قید تھے۔ جنگ پورے شایب پر تھی، شمشیر بجلی کی طرح ادھر ادھر کو ندی پھرتی تھی کہ ایک منادی نے ندا دی اور ہاتف نے ایک صدا بلند کی۔ غالب مغلوب اور مغلوب غالب ہو گئے۔ اے حاملن قرآن! تمہاراے پاس صلیب کے بندوں کے مقابلے میں رحمان کی طرف سے مدد و نصرت آگئی ہے۔ مسلمانوں کے کیچے اس وقت منہ کو آ رہے تھے۔ تیغ بران بڑھ بڑھ کر اپنا کام کر رہی تھی کہ آنے والی فوج کے ہراول میں سے شیر کی طرح ڈکارتا اور بچھڑے ہوئے بہر کی طرح گونجتا ہوا ایک سوار جس کے ہاتھ میں بدل کی طرح چمکتا ہوا ایک نشان تھا، آگے بڑھا مسلمانوں کو مخاطب کیا اور بلند آواز سے کہا قرآن کے حاملو! تمہیں کافروں کو ہلاک کرنے والی مدد مبارک ہو، میں خالد بن ولید ہوں۔ مسلمانوں نے جو اس وقت گویا دریائے موجوں میں ڈوب کر جینکے کے سہارے کھینچے تھے۔ اس آواز کو سن کر بکبک کر چلنے کے نعروں کے ساتھ اس آواز کا استقبال کیا۔ ان کی خست آوازوں کی گونج بجلی کی کڑک اور زیر و زبر کر دینے والی آندھی کی طرح میدان جنگ کی انضا دوڑ گئی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے لشکر زحف کے ساتھ جو آپ سے کسی وقت جدا نہیں ہوتا تھا ایک حملہ کیا اور تلوار کو رومیوں

کے سر پر رکھ دیا۔

عامر بن سراقہؓ کا بیان ہے کہ ان کا یہ بلہ ایسا تھا جیسے شیر کا مکیروں پر حملہ، انہوں نے رومیوں کو مار مار کر دائیں بائیں متفرق کر کے رکھ دیا۔ رومیوں نے بھی نہایت ثابت قدمی سے ان کا مقابلہ کیا اور اپنے جان و مال کی حفاظت برابر کرتے رہے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ جانتے تھے کہ کسی طرح میں حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کے پاس تک پہنچ جاؤں۔ مسلمان اس آنے والی مدد اور لشکر سے بالکل بے خبر تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے حضرت خالد بن ولیدؓ کی آواز جس میں وہ اپنے حسب و نسب کی بزرگی اور فخر کا اظہار کر رہے تھے سنی۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ نے بھی اس آواز کو سنا تو آپ نے اپنے سپاہیوں سے فرمایا کہ دشمن کو لے لو۔ اب آسمان سے تمہاری مدد پہنچ گئی۔ یہ کہہ کر آپ نے حملہ کیا اور آپ کے ساتھ ہی آپ کے ساتھیوں نے بھی۔

حضرت خالد بن ولید اور حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کی ملاقات

واللہ بن اسحق کہتے ہیں کہ ہم اپنی جانوں سے مایوس اور ناامید ہو چکے تھے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے مدد و نصرت نازل ہوئی۔ ابھی رات نے اپنی تاریکی اور ظلمت کے ساتھ تسلط نہیں جمایا تھا کہ ہم نے حضرت خالدؓ کو دیکھا۔ نشان آپ کے ہاتھ میں تھا، مشرکوں کو بھیض مکیروں کی طرح ہانکتے چہ آ رہے تھے۔ مسلمان رومیوں کو قتل اور قید کرتے آگے بڑھ رہے تھے۔ خداوند تعالیٰ جل مجدہ حضرت ابوذر غفاریؓ، ضرار بن ازرو اور مسیب بن مخنف القزازی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو جزائے خیر عنایت کریں کہ ان کی تمام سبغی محض خوشنودی باری تعالیٰ کی وجہ سے تھیں جنہوں نے شانوں سے شہنشاہوں کو تلواریں کو جنبش دی اور رومیوں کو چاروں طرف سے قتل کر کے رکھ دیا۔ حضرت ضرار بن ازروؓ عبداللہ بن جعفر بن عبد ربیعؓ کے آپ نے ان کی طرف دیکھ تو حضرت عبداللہ کی آنکھیں تیز آپ کے تمام بدن پر اونٹ کی گتلی جیسے خون کے قطرے جمے ہوئے تھے۔ حضرت ضرارؓ نے انہیں دیکھ کر کہا یا ابن عم رسول اللہ خداوند تعالیٰ جل مجدہ آپ کو جزائے خیر عنایت فرمائیں۔ شکر ہے کہ آپ نے اپنے والد ماجدؓ کا بدلہ لے کر اپنے زخم دل پر تسمی کے مرہم کا کسی قدر پچایہ رکھ لیا ہے۔ چونکہ اندھیرا ہو چکا تھا نیز حضرت ضرارؓ نے اپنے منہ پر ڈھان باندھ رکھا تھا اس لئے آپ نے انہیں نہیں پہچانا اور فرمایا مجھ سے مخاطب کون صاحب ہیں؟ انہوں نے کہا میں ہوں ضرار، صحابی رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا تم ہماری مدد و نصرت کو آئے ہو مگر جاؤ اک اللہ۔

عبداللہ بن انیسؓ کہتے ہیں کہ یہ دونوں حضرات بات کر رہے تھے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ مع لشکر زحف آپ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے ان شکر یہ ادا کیا اور جزائے نیری کی دعا مانگی۔ اس کے بعد آپ نے حضرت ضرارؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا ضرار! چونکہ والی طرایس کی لڑکی اور اس کا مال و متاع اس کلیب کے قریب ہے۔ اس لئے اس کی حفاظت کرنے والے رومی اور بڑے بڑے بہادر و جزل جو لوگوں کو اس کے پاس جانے سے روکتے اور باز رکھتے ہیں اس کے گرد جمع ہیں آیاتم اس طرف چل کر میرے ساتھ حملہ کر سکتے ہو؟ حضرت ضرارؓ نے دریافت کیا کہ وہ لوگ کہاں ہیں آپ نے فرمایا کیا تمہیں وہ اس طرف نظر نہیں آئے؟ انہوں نے ابھر کر نظر اٹھ کے دیکھ تو دیران رومی مسلح نیزہ حاکم طرایس کی لڑکی کو چاروں طرف سے حلقہ میں لئے ہوئے مخالفت کر رہا تھا، آگ روشن تھی، صلیبیں آگ کے شععوں کی طرح چمک رہی تھیں اور وہ لوگ دیوار آہنی کی طرح اس کے چاروں طرف سد سکندری بنے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت ضرارؓ نے ان سے کہا خداوند تعالیٰ آپ

کو نیک راستہ کی توفیق عطا فرمائیں۔ آپ ہاشم و آلہ بہت اچھے ہادی اور راشد ہیں، آپ بہت ہمدرد ہیں تاکہ میں بھی آپ سے حملہ کے ساتھ حملہ کروں۔

کہتے ہیں کہ ایک طرف سے حضرت خد مد بن ولیدؓ نے اور دوسری جانب سے حضرت عبداللہ بن جعفرؓ طہ رنے اور قیسہؓ کی طرف سے حضرت ضارؓ نے حملہ کیا۔ مسلمان بھی ان کی متابعت میں رومیوں کی طرف چھپے۔ رومیوں اور مشرکین کی جماعتوں کو پامال کرنا شروع کیا۔ یہ بھی اپنی حفاظت میں مشغول تھے۔ ان میں سب سے زیادہ بے جگری کے ساتھ لڑنے والا ایک بطریقینی والی طرابلس تھا۔ یہ قوم سے آگے بڑھا اور اونٹ کی طرح کلمات کفر بڑبڑاتا اور شیر کی طرح دھاڑتا حملہ کرتا ہوا حضرت ضارؓ کی طرف چلا اور بے دھڑک آپ پر حملہ کر دیا۔ آپ اس گھبرو کے ڈیل ڈول، ہست، گھوڑے کی زین سواری، شدت ضرب، جست اور لڑائی میں اس کا حزم و احتیاط دیکھ کر تعجب ہوئے۔ آپ نے بھی اپنے بھڑاکے لیے طرح دی اور یہ بھی اپنے بچہ و بچوں کو شش کرنے لگے۔ دونوں ہی اپنے اپنے مقابل اور حریف کے زیر کرنے کی فکر میں تھے۔ کافر سختی سے آپ پر حملے کر رہا تھا اور اس نے اپنے مقابلے کے لئے صرف آپ ہی کو چن لیا۔ آپ لڑتے لڑتے اپنی جمیعت سے دور ہو کے اور ان کے سامنے سے ہٹ کر دور چلے گئے تاکہ انہیں لڑائی اور حرب کا ایک پختہ دے کر زیر کر لیں۔ بطریق مع اپنے ساتھیوں کے آپ کی طرف بڑھا اور چاہا کہ حملہ کر دے۔ مگر آپ نے یہ دیکھ کر ایک فرخ اور کشادہ جگہ کی طرف جہاں گھوڑے کو دوڑانے اور پھیرنے کا اچھا موقع تھا گھوڑے کی باگ موڑ دی اور اس کے عرض میں جا کر کھڑے ہوئے مگر خلعت شب (رات کی اندھیری) کی وجہ سے گھوڑے نے شوکر کھائی اور منہ کے بل آ رہا۔ آپ بھی زمین سے زمین پر گرے۔ کھڑے ہو کر چاہا کہ گھوڑے کو پکڑ میں مگر فرصت نے ہاتھ نہ دیا اور کوئی صورت اس کے پکڑنے کی ممکن نہ ہو سکی۔ آپ اسی جگہ پایادہ کھڑے ہو گئے۔ تھوڑا اور دھال ہاتھ میں تھی جہاد میں پوری کوشش صرف کرنے لگے۔ نہایت جاننازوں کی طرح استقلال اور صبر سے کام لیا۔ بطریق گزراہتی لے کر آپ کی طرف بڑھا، قریب ہو کے حملہ کیا۔ مگر آپ نے اس کا وارنٹی دیا اور پھر سے ہونے شیر کی طرح اس کی طرف چھینٹا۔ ادھر اس کا گھوڑا تیزی کر کے الف ہوناوند جسے منہ زمین پر گرا۔ آپ نے جھٹ دوسرا وار کیا جو گھوڑے کی آنکھ پر لگتا ہوا اس کی گردن تک پہنچا۔ بطریق زین سے زمین پر آیا۔ رکاوٹوں میں چونکہ ہیر موجود تھے اس لئے جلدی سے کھڑا نہ ہو سکا۔ آپ قبل اس کے کوئی اس کا ماتی پہنچے بہت جلدی اور سرعت کے ساتھ اس کے پاس پہنچے۔ شاد رنگ پر تھوڑا ماری گرا وچھی پڑنے کی وجہ سے بے کار رہی اسے اگر چہ اپنی بلاکت کا یقین ہو چکا تھا مگر اس نے اٹھنا چاہا، آپ فوراً اس کی طرف چھینے اور بے وجود یکہ و بہت زیادہ بھج و شیم تھا مگر آپ نے ایک دم اٹھی کر زمین پر پٹن، یا اور سینہ پر چڑھ بیٹھے۔ مین کا بنا ہوا ٹختر جو آپ کے پاس موجود تھا اور جس کو کبھی آپ اپنے سے پیچھے نہیں کرتے تھے مین سے نکلا اور اس کے سینے میں جھونک دیا جو سینے سے ناف تک چیرتا ہوا چلا گیا۔ دشمن تڑپ کر خضدا ہو کے دوزخ کی طرف سدھارا۔ آپ اٹھے چھپٹ کر اس کے گھوڑے کو جو سونے اور چاندی کے بیش قیمت زیوروں سے آراستہ تھا پکڑا اور سوار ہو گئے۔ تکبیر کا نعرہ دیا اور رومیوں پر حملہ کر کے انہیں ادھر ادھر متفرق کر دیا۔ آپ ادھر اس کام سے فارغ ہوئے ادھر حضرت عبداللہ بن جعفرؓ طہ رنے کو فتح کر کے اس پر نیز اس کی تمام چیزوں پر قبضہ ہو گئے۔ مگر تافیکہ حضرت خالد بن ولیدؓ دشمن کے تعاقب میں سے لوٹ کر نہ آئے اس وقت تک کھسا کی کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگایا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کی مہم کا یہ قصہ ہوا کہ آپ رومیوں کے قلعہ میں اس گھیس اور طراس کے مابین جو ایک بہت بڑا دریا جُل تھا اور جس کے راستے سے رومی بخونی واقف تھے اس تک پہنچ گئے۔ رومی اسے عبور کر کے پار چلے گئے۔ آپ جس وقت لوٹ کر گھیس کے پاس تشریف لائے تو بطریق قتل اور گھیس فتح ہو چکا تھا اور لوگوں نے مال غنیمت کو ایک جگہ جمع کرنا شروع کیا۔ بازار میں جو کچھ مال و متاع از غنیمت فرش، ریشمین کپڑے، پارچے جات اور طعاص وغیرہ ہٹ اکٹھا کر لیا۔

واعلم بنی امت کہ ہم نے چیزوں کو جمع کر کے پالانوں میں بھرا مدد دھنا کی چیزیں کھائیں۔ سونے چاندی کے ظروف اور چانور وغیرہ جو گھیس میں موجود تھے، نکالے۔ والی ہر اہل یعنی بطریق کی لڑکی اور اس کی چالیس باندیاں یا سہیلیاں جن کے پاس بہت زیادہ زیور اور پیرا تھا قبضہ میں کیے۔ ۱۔ تاتاری گھوڑوں اور خچروں پر بار کر کے اس مال غنیمت کے ساتھ محمد رسول اللہؐ کے صحابی روانہ ہوئے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ فتح اور جنگ تین مخصوص یعنی حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کی سرکردگی اور تھقی حضرت عبداللہ بن انیسؓ کی خبردہی اور حضرت خالد بن ولیدؓ کی مہم کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کو اس جنگ میں بہت زیادہ محنت اور مشقت کا سامان کرنا پڑا حتیٰ کہ آپ کے بدن پر ایک گہرا زخم بھی آ گیا تھا۔ آپ جس وقت تشریف لے جانے لگے تو راہب جس صومعہ میں رہتا تھا اس کے پاس آ کر آپ نے اسے آواز دی۔ مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ آپ نے دوبارہ ڈانٹ کر آواز دی۔ یہ باہر نکلا اور کہنے لگا کہ آپ کو جو کچھ کہنا ہو کہتے حق سبحا کی قسم! آپ نے جن جن لوگوں کو قتل کیا ہے اس سبز آسمان کا مکہ ان کے خون کا آپ سے ضرور مطالبہ کرے گا۔ آپ نے فرمایا جب کہ ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم تمہارے ساتھ مقاتلہ اور جہاد کریں اور اس پر ہم سے ثواب کا بھی وعدہ کیا گیا ہے تو پھر ہم سے مطالبہ کس طرح اور کیوں ہوگا؟ خدا کی قسم! اگر رسول اللہؐ تم لوگوں کے تعرض سے ہمیں منع نہ فرماتے تو میں تجھے بھی تیرے اس صومعہ سے نیچے اتار کے تجھے نہایت سختی کے ساتھ مار ڈالتا۔ راہب یہ سن کر چپکے ہو گیا اور حضرت خالد بن ولیدؓ مال غنیمت کے ہمراہ دمشق کی طرف جہاں حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ آپ کے منتظر تھے روانہ ہو گئے۔

جس وقت یہ حضرات دمشق میں پہنچے تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے ان کا استقبال کیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ، حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نیز تمام مسلمانوں کو سلام کیا۔ ان کے کام کا شکر یہ ادا کیا۔ مسلمان نیز حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ مال غنیمت دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اپنی جگہ پر آ کر مال غنیمت سے شمس (پانچواں حصہ) عیدہ کر کے باقی مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ حضرت ضرار بن ازد کو بطریق کا گھوڑا اس کی زین جو اس پر سونے چاندی جواہرات اور تینے وغیرہ بڑے ہوئے تھے دے دیئے۔ حضرت ضرارؓ اسے لے کر اپنی بہن حضرت سیدہ خولہؓ کے پاس لائے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت خولہؓ نے اس کے جواہر اور گلینے جدا جدا کئے اور مسلمانوں کی تمام خواتین پر انہیں تقسیم کر دیا۔ ایک ایک عیدہ بڑی بڑی قیمت کا تھا۔

کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں تمام قیدی جن میں والی طراس کی لڑکی بھی موجود تھی پیش کئے گئے۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے اس لڑکی کے لینے کے لئے درخواست کی آپ نے فرمایا میں پہلے جناب امیر المؤمنین عمر بن خطابؓ کے دربار سے اس کے متعلق استصواب کر لوں چنانچہ آپ نے دربار خلافت میں اس کے متعلق لکھا۔ دربار خلافت سے حکم نافذ ہوا

کر دے دی جائے۔ اس لئے وہ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کے سپرد کر دی گئی۔

کہتے ہیں کہ وہ آپ کے پاس مدت تک رہی۔ فارس اور روم کے کھانے تو وہ اچھے پکاتا جانتی تھی، آپ نے عرب کے کھانے پکاتا بھی اسے سکھلا دیئے تھے۔ یزید کے زمانے تک وہ آپ کی خدمت میں رہی۔ یزید سے لوگوں نے اس کی تعریف کی تو اس نے حضرت عبداللہ بن جعفرؓ پر رُسے بد یہ کے طور پر طلب کی۔ آپ نے اسے یزید کے پاس بھیج دیا۔

مال غنیمت کے متعلق حضرت عمر فاروقؓ کا فرمان

عامر بن ربیعہؓ کہتے ہیں کہ مال غنیمت میں سے میرے حصہ میں ریشمیں کپڑے جس میں رومیوں کی تصویریں نگلی ہوئی تھیں آئے تھے۔ مجھ دوسری تصویروں کے ایک کپڑے میں حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نہایت خوبصورت تصویریں بنی ہوئی تھیں میں وہ کپڑے لے کر یمن گیا اور ان کو وہاں بہت زیادہ قیمت سے بیچ کر حائف میں آ کے اس قیمت سے اسباب خرید لیا۔ میں حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے لشکر میں تھا کہ حضرت خنیفہؓ اسلمین عمر بن خطابؓ کا میرے نام حسب ذیل فرمان صادر ہوا۔

”یا ابن ابی! اس قسم کے کپڑے میرے پاس بھیج دیا کر دتا کہ وہ مسلمان غرباء کے خرچ اخراجات میں کام آسکیں۔“

والقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جس وقت مسلمانوں کا لشکر مال غنیمت لے کر واپس آ گیا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے اس فتح کی خوشخبری اور حصول غنائم کی اطلاع دربار خلافت میں روانہ کی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کی تعریف و توصیف ان کا شکریہ نیز قلعدہ ابوالقدس کی جانب روانگی کے وقت جو انہوں نے تقریر کی تھی تحریر کی اور ساتھ ہی حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں درخواست کی کہ آنجناب حضرت خالد بن ولیدؓ کو چند الفاظ مہربانی اور بشارت کے تحریر کر دیں۔

کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے یہ عریضہ ہرقل والی بیت المقدس کی طرف جانے کے وقت لکھا تھا اور ساتھ ہی اس میں بعض مسلمانوں کا حال بھی لکھ دیا تھا جنہوں نے شراب کا استعمال کیا تھا۔

عاصم بن ذویب عامریؓ کہتے ہیں کہ شام کی مہمات اور فتح دمشق میں میں بھی موجود تھا۔ یمن کے جو عرب آئے ہوئے تھے انہوں نے شراب کو پاک سمجھ کر پینا شروع کر دیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو یہ سخت ناگوار گزرا۔ عرب کے ایک شخص نے غالباً وہ حضرات سراقہ بن عامرؓ تھے انہیں غلب کر کے کہا یہ معاشر ابواب شراب خواری چھوڑ دو۔ یہ کم بخت عقل کو زائل کر کے گنہ گارے ارتکاب میں مدد دیتی ہے۔ رسول اللہؐ اس کے پینے والے بلکہ اس کے لانے اور منگانے والے پر لعنت فرمایا کرتے تھے۔

اسامہ بن زیدؓ نے یہ سلسلہ روایات حضرت حمید بن عبدالرحمن بن عوفؓ غسانی سے روایت کی ہے کہ میں حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی شام کی فوج میں داخل تھا آپ نے حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت القدس میں فتح ابوالقدس کے ساتھ یہ بھی لکھا تھا کہ بعض مسلمانوں نے شراب پی کر حد شرع کو اپنے اوپر لازم کر لیا ہے۔ میں یہ خط لے کر مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوا۔ جس وقت مدینہ شریف پہنچا تو حضرت عمر فاروقؓ چند احباب کے ساتھ جن میں حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی تھے، مسجد نبویؐ میں رونق افروز تھے، میں نے آپ کو خط دیا آپ پڑھ کر اس پر غور کرتے رہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ حضور سرور کائناتؐ نے شراب پینے والے کے درے گلوائے ہیں۔ پھر آپؐ نے حضرت علیؓ کو کرم اللہ وجہہ سے دریافت کیا کہ آپؐ کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا:

ان السکران اذا سکر هذى او اذا هذى افترى و اذا افترى فعليه ثمانون جلدۃ فاحلده فيه ثمانين جلدۃ.

”شرابی جب بے ہوش ہو جاتا ہے تو بکے لگتا ہے اور جب بکے لگتا ہے تو افتر اور دروغ گوئی کرنے لگتا ہے اور جب دروغ گوئی کرنے لگتا ہے تو اسی درے مارنے لازم ہوتے ہیں۔“
 بس ان کے اسی درے مار دینے چاہئیں۔ یہ سن کر آپؐ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے نام حسب ذیل فرمان لکھا۔

حضرت ابوعبیدہؓ کے نام حضرت عمر فاروقؓ کا مکتوب

”اما بعد۔ تمہارا خط پہنچا اور اس کا مضمون پڑھا، جن جن اشخاص نے شراب پی ہے ان کے اسی درے مار دو۔ مجھ اپنی جان کی قسم! ایسے لوگوں کے لئے شدت اور سختی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ انہیں چاہئے کہ وہ اپنی نیوتوں کو صاف رکھیں۔ اللہ عزوجل پر ایمان لائیں، اس کی عبادت کریں اس کی تصدیق اور شکر یہ ادا کریں۔ بہر حال جنہوں نے شراب پی ہے ان پر حد شرع جاری کر دو۔“

واقعی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت عمرؓ کا یہ فرمان حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے پاس پہنچا تو آپؓ نے اسے پڑھ کر لوگوں میں منادی کی کہ جس شخص پر شراب کی حد عائد ہوئی ہو وہ اسے قبول کر کے خداوند تعالیٰ جل مجدہ کے حضور میں توبہ کرے یہ سن کر جن لوگوں نے شراب پی تھی وہ اس کے لئے آدہ ہو گئے اور ان پر حد جاری کر دی گئی۔ اس کے بعد آپؓ نے یہ اعلان فرمایا کہ میرا ارادہ اٹھا کہ میں پہنچ کر رو میوں سے جہاد کرنے کا ہے۔ ممکن ہے کہ باری تعالیٰ جل مجدہ ہمیں ان پر فتح بخشیں اس لئے تمہیں تیار ہو جانا چاہئے۔ مسلمان یہ سن کر متفقہ آواز سے کہنے لگے ہم جناب کے حکم کے تابع ہیں۔ جہاں اور جس جگہ آپؓ جانے کا حکم فرمائیں گے ہمیں بسر و چشم منظور ہے۔

یہ سن کر آپؓ بہت خوش ہوئے اور فرمایا تمہیں سامان سفر سے آراستہ ہو کر بالکل مستعد رہنا چاہئے۔ میں آپؓ حضرات کو پہلے حلب لے کر چوں گا۔ جس وقت ہم اسے فتح کر لیں گے تو پھر اشداء اللہ العزیز اٹھا کیے کی طرف متوجہ ہوں گے۔ مسلمانوں نے جلدی جلدی سامان درست کیا، رخت سفر باندھا جنگ کا ساز و سامان کیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ جب سب کاموں سے فراغت پا چکے تو آپؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو حکم دیا کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے جو انہیں عقاب نامی نشان الید کی روانگی کے وقت مرحمت فرمایا تھا اسے لے کر لشکر زحف کے آگے آگے روانہ ہوں۔ چنانچہ آپؓ حضرات ضرار بن ازور، رافع بن عسیرۃ الطائی اور مسیب بن نجہ الفزاری کے لشکر کے آگے آگے روانہ ہو گئے۔ یکے بعد دیگرے لشکر نے چمن شروع کیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حضرت صفوان بن عامر اسلمی کو پانچ سو سوار دے کر دمشق کی حفاظت کے لئے اور خود یمن اور مصر کے بعض آدمیوں کے ساتھ لشکر کے پیچھے پیچھے روانہ ہو گئے۔

حضرت ابو عبیدہؓ کا دمشق سے بے بلک کی طرف روانہ ہونا

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے بقیع اور یوہ کے راستے سے وہاں جانے کا ارادہ فرمایا تھا۔ چنانچہ آپ جس وقت بقیع اور یوہ کے مقام میں پہنچے تو آپ نے حضرت خد بن ویدؓ کو جس جانے کے متعلق حکم دیا اور فرمایا ابوسلمان! تم خدا کے بھروسہ اور اس کی مدد سے قوم پر چاڑو اور ارض عوام و قسریں پر تاخت و تاراج کر دو میں بے بلک چاہتا ہوں۔ خداوند تعالیٰ کی ذات پاک سے امید ہے کہ وہ اس کی فتح کو ہم پر آسان کر دیں گے۔

یہ کہہ کر آپ نے انہیں محض کی طرف روانہ کیا اور خود بے بلک کی طرف تشریف لے جانے کا ارادہ فرمایا تھا کہ اچانک وہاں جو سید جس کے ساتھ کچھ بدایا اور مخالف بھی تھے آگیا اور عرض کی کہ اگر آپ حضرات نے محض اور بے بلک کو فتح کر لیا تو ہم بھی آپ کے زیر فرمان ہو جائیں گے اور کسی طرح کی مخالفت نہیں کریں گے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے اس سے چار ہزار درہم اور پچاس ریشمیں کیڑوں پر ایک سال کے لئے صلح کر لی۔ صلح نامہ مرتب ہونے کے بعد آپ بے بلک کی طرف روانہ ہو گئے۔ ابھی یوہ سے بہت تھوڑی دور نکلے تھے کہ ایک سائنہ سوار جو نہایت تیزی کے ساتھ چلا آ رہا تھا آپ کو دکھائی دیا۔ آپ ٹھہر گئے جس وقت وہ قریب آیا تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت اسامہ بن زیدؓ طائی ہیں۔ آپ نے ان سے دریافت کیا کہ اسامہ کہاں سے آ رہے ہو؟ انہوں نے اذنی بھٹائی، حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نیز تمام مسلمانوں کو سلام کیا اور کہا کہ میں مدینہ شریف سے آ رہا ہوں۔ یہ کہہ کر حضرت عمر فاروقؓ کا ایک خط نکال کر پیش کیا۔ آپ نے مہر توڑی کھولا اور حسب ذیل مضمون جو اس کے اندر تھا پڑھنا شروع کیا۔

لا الہ الا محمد رسول اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عبداللہ امیر المؤمنین عمر بن خطابؓ کی طرف سے بطرف امین الامت

ابو عبیدہ بن جراحؓ السلام علیکم

اما بعد۔ میں اس باری تعالیٰ جل مجدہ کی حمد کرتا ہوں جن کے سوا کوئی معبود نہیں اور ان کے نبی برحق محمد رسول اللہؐ پر دروید بھیجتا ہوں۔ واضح ہو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم کو کوئی شخص رد نہیں کر سکتا۔ جو شخص لوح محفوظ میں کفر کا لکھا گیا وہ کبھی ایمان نہیں لاسکتا۔ یہاں ایک شخص جملہ بن اسیم غسانی مع اپنے قبیلہ اور قوم کے میرے پاس آیا میں نے انہیں ٹھہرا کر اس کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک سے کام لیا انہوں نے میرے ہاتھ پر اسلام قبول کیا جس کی وجہ سے مجھے بہت خوشی ہوئی کہ اللہ جل جلالہ و علم و نوالہ اسلام کے بازو کو مستحکم اور مضبوط کیا۔ پردہ غیب کا مجھے علم نہیں تھا۔ میں حج کے لئے مکہ معظمہ گیا۔ جملہ بن اسیم نے وہاں پہنچ کر کعبۃ اللہ کا سات بار طواف کیا۔ اثنائے طواف میں بنی فزارہ کے ایک شخص کے پاؤں تھے اس کی چادر آگئی اور الجھ کر اس کے کندھوں سے نیچے گر پڑی جملہ اس فزاری شخص کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ کم بخت تو نے خدا کے گھر میں مجھے برہنہ اور نکا کر دیا۔ فزاری نے کہا خدا کی قسم! میں نے دانستہ ایسا نہیں کیا مگر اس نے اس کے ایک ایسا ٹھنڈا مارا کہ اس کی ناک ٹوٹ گئی اور اگلے چاروں دانت گر پڑے فزاری میرے پاس

فریادی بن کر آیا۔ میں نے جبلہ کی گرفتاری کا حکم دیا اور کہا کہ تجھے اپنے مسلمان بھائی کو طعنہ مارنے کو جس سے اس کی ناک اور دانت ٹوٹ گئے کس نے کہا تھا؟ اس نے جواب دیا کہ اس نے میری چادر کو پیر کے نیچے ڈال دیا تھا۔ اگر خدا کی قسم حرمت بیت اللہ کا خوف نہ ہوتا تو میں اسے اسی وقت قتل کر دیتا۔ میں نے کہا تو نے خود جرم کا اقرار کر لیا ہے یا تو تجھے وہ معاف کر دے ورنہ میں اس کے واسطے تیرے سے ضرور قصاص لوں گا۔ اس نے کہا کیا مجھ سے آپ قصاص لیں گے حالانکہ میں بادشاہ اور وہ ایک بازاری آدمی ہے۔ میں نے کہا تم اور وہ دونوں اسلام میں داخل ہو کچھ فرق نہیں۔ اسلام کے احکام میں تفریق نہیں ہو سکتی ہے؟ اور بس۔ اس نے کہا اچھا آپ مجھے کل تک مہلت دیجئے اور کل قصاص دلوا دیجئے۔ میں نے فوری سے دریافت کیا کیا تم کل تک مہلت دیجئے ہو؟ اس نے کہا بہت بہتر ہے۔ چنانچہ مہلت دے دی گئی مگر جس وقت رات ہوئی تو وہ راتوں رات اپنے قیدی کو لے کر شام کی طرف کلب الطاغیہ کی طرف بھاگ گیا۔ مجھے امید ہے کہ اللہ جل جلالہ و علم والہ تمہیں ان پر فتح بخشے گا۔ تو تمہیں پرفون کشی کر دو اور وہاں سے دور مت جاؤ۔ اگر اہل محصل صلح کرنا چاہیں تو تم صلح کر لو اگر انکار کریں تو ان سے مقابلہ کر دو اور اظہار کی طرف اپنے جاسوس روانہ کر دو۔ غنائی عربوں سے ہوشیار ہو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی تم پر اور تمہارے ساتھیوں پر برکت اور مدد رہے۔ مسلمانوں سے سلام کہہ دینا والسلام علیک۔

عوام اور معمرات میں تاخت و تاراج

واقعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے پہلے اسے آہستہ آہستہ پڑھا۔ اس کے بعد بلند آواز سے تمام مسلمانوں کو سنایا۔ پھر آپؐ نے بھی محض کی طرف کر دی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ پہلی ایک مثل لشکر لے کر وہاں جمعہ کے روز ماہ شوال ۱۳ھ میں پہنچ گئے تھے۔ بادشاہ کی طرف سے محض میں تعظیماً بن گرس نامی گورنر مقرر تھا مگر جس روز حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ یہاں پہنچے تو اسی روز وہ مر چکا تھا۔ اہل محض آپؐ کا لشکر دیکھ کر ایک بڑے کینہ میں جمع ہوئے۔ ایک سردار انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا۔ بادشاہ کی طرف سے جو یہاں گورنر مقرر تھا اس کا انتقال ہو چکا ہے۔ بادشاہ کو ان عربوں کی خبر تک نہیں کہ وہ ہم پر چڑھ آئے ہیں اور نہ ہمیں خود اس کا کوئی علم تھا کہ وہ جو یہاں اور حبشہ کو بغیر فتح کے ہم پر چڑھ آئیں گے۔ یہ بات بالکل خلاف توقع کے ظاہر ہوئی ہے۔ ایسی صورت میں اگر تم نے لڑنے کا ارادہ کیا اور بادشاہ کو لشکر اور افسر اپنی ملک کے لئے طلب کئے تو اول تو اہل عرب بادشاہ کے کسی سپاہی تک کو تمہارے پاس نہیں آئے دیں گے۔ دوسرے تمہارے پاس کھانے پینے کا کوئی ایسا ذخیرہ موجود نہیں ہے کہ قلعہ بند اور محصور ہونے کے وقت کام آسکے۔ لوگوں نے جواب دیا کہ پھر ایسی صورت میں تمہاری کیا رائے ہے؟

اس نے کہا میری رائے میں تم مسلمانوں سے جن شرائط پر وہ چاہیں صلح کر لو اور جو کچھ وہ طلب کریں دے دو اور کہہ دو کہ ہم تمہارے تابع ہیں۔ اگر تم نے طلب اور قسریں کو فتح کر کے بادشاہ کی فوجوں کو ہزیمت دے دی تو ہم بھی تمہارے قبضہ میں خود بخود آ جاویں گے۔ ان قراردادوں کے بعد جس وقت مسلمان یہاں سے چلے جاویں گے تو پھر ہم بادشاہ کو اطلاع دے کر اس کی جبار فوجیں اور اسی کے شہزادوں یا حاکموں میں سے کسی ایک سردار کو طلب کر لیں گے۔ نیز اس وقت غلہ اور سامان بھی کافی فراہم ہو

جائے گا پھر ان سے خوب دل کھول کر لڑیں گے۔ اہل حمص نے اس کی رات قرین مصلحت اور صواب سمجھ کر پسند کی اور کہا کہ آپ ہی اپنی حسن تدبیر اور رائے صاحب سے اس کام کو انجام تک پہنچا دیجئے۔ چنانچہ اس نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح کی خدمت میں ایک معزز شخص کو جس کا نام باثلیقہ تھا صلح کے لئے روانہ کیا۔ اس نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے پاس آکر صلح کے متعلق گفتگو کی اور جو کچھ اس سردار نے حلب، قنسرین، عوام، اور انطاکیہ کی طرف مسلمانوں کو چلے جانے کے متعلق سمجھایا تھا کہا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے اسے منظور کر لیا اور بارہ ہزار دوسور شصتین کپڑوں پر ایک سال کے لئے جو من اہتماماً ذیقعدہ لغایت شوال ۱۵ھ تک تھی صلح کر لی۔

کہتے ہیں کہ جس وقت صلح نہ مہرب ہوئی تو اہل حمص کے تجارت پیشہ لوگ مسلمانوں کے لشکر کی طرف آئے مسلمانوں نے ان سے صلح خرید لیا۔ اہل حمص نے بیع وشرائط میں مسلمانوں کی ادوا حزی اور شجاعت دیکھی اور خوب ان سے نفع کمایا۔

واقعی رحمتہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ جاکر انہیں قیدیہم جہم اور کندہ اور کھلان۔ سلمس۔ بنہان بلی اور خولان سے آدمیوں کی چار ہزار فوج دی اور فرمایا ابوسلیمان! تم یہ لشکر لے کر حلب کی طرف چلے جاؤ جس وقت روسائے حلب کے پاس پہنچو تو بلا دعوایم کو تاخت و تاراج کر کے پھر یہیں واپس آ جاؤ۔ اپنے جاسوس ادھر روانہ کر دینا کہ معلوم ہو سکے کہ ان کا ان کی قوم میں سے کوئی معین و مددگار بھی ہے یا نہیں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا بہت بہتر یہ کہہ کر نشان ہاتھ میں لیا اور حسب ذیل رجز یہ اشعار پڑھتے ہوئے فوج سے آگے آگے روانہ ہو گئے۔

(ترجمہ اشعار) خدا نے اہل بعل و بلی کی قسم! میں نے نشان ہاتھ میں لیا ہے اور میں اس کے اس اٹھانے کو دل و جان سے قبول کرتا ہوں۔ کیونکہ میں بنی خزیمہ کا ستارہ اور احمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہوں۔ میں شیر برکی طرح چلتا ہوں یا رب مجھے رومیوں سے لڑنے کی توفیق عنایت کیجئے۔

آپ یہ اشعار پڑھتے ہوئے چلے، شیر زکے پڑاؤ میں شہر قلوب کے پاس دو دن پڑاؤ کیا۔ حضرت مصعب بن حارث البشکریؓ کو باؤنر پانچ سو سواران سے ہمہ دکنے اور فرمایا کہ بلا دعوایم کو تاخت و تاراج کریں۔ خود کفرطاب، عرن اور ویرسمعان کی طرف چلے۔ فوجوں کو حکم دیا کہ وہ کادس اور دیہات کو چاروں طرف سے گونٹے چلے جائیں۔ فوجوں نے ہر چار طرف غنائم اور قیدی پکڑنے شروع کر دیئے۔ جب آپ کے پاس قیدی اور مال غنیمت بہت بے انتہا جمع ہو گیا تو آپ لوٹ کر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے پاس تشریف لے آئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ قیدیوں اور مال غنیمت کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ آپ ابھی ان کا ملاحظہ ہی فرما رہے تھے کہ اچانک قبیل وکیمبر کا دور سے ایک شور بلند ہوا آپ نے حضرت خالد ولیدؓ سے دریافت فرمایا ابوسلیمان! یہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے کہا وہ سردار مصعب بن حارث البشکریؓ ہیں جنہیں میں نے ان کی بنی قوم کے پانچ سو سواروں پر افسر مقرر کر کے عوام کے تاخت و تاراج کے لئے روانہ کیا تھا۔ اب وہ مال غنیمت اور قیدی لے کر واپس ہوئے ہیں۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے ان سے ملاقات کی۔ ان کے ساتھ ایک بہت بڑا گدھ (ریوز) بکریوں، بیلوں اور گھوڑوں کو یکجا جن پر مرد، عورتیں اور بچے بیٹھے چیخ و چارہ رہے تھے۔ آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ یہ کفار جو رومیوں میں بندھے ہوئے بیٹھے تھے، اپنے اہل و عیال کی گرفتاری، مال کے لوٹ جانے اور وطن خراب ہوجانے کی وجہ سے درودہ تھے۔ آپ نے ترجمان سے فرمایا کہ ان سے کوکم کہو کیوں روتے ہو؟ اسلام میں داخل ہو کر کیوں ان میں داخل نہیں ہوتے تاکہ تمہاری جان و مال اور اہل و عیال ہماری حفاظت اور مدد داری میں آکر

ماسون و مصوف ہوں چاہیں۔

ترجمان نے ان لوگوں سے اسی طرح کہا۔ انہوں نے جواب دیا امیر المومنین! ہم بہت دور کے باشندے ہیں۔ آپ حضرات کی خبریں ہمیں پہنچا کرتی تھیں مگر ہم یہ سمجھتے تھے کہ آپ ہم تک نہیں آ سکتے۔ ہم اس خبر غری کے عالم میں تھے کہ آپ کے یہ آدمی ہم تک پہنچ گئے اور ہماری مال واولاد کو لوٹ کر ہمیں قید کر لیا۔

بلاد عوام کے قیدیوں سے اسلام کا حسن سلوک

واندی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ قیدی قریب چار سو آدمیوں کے تھے۔ حضرت ابو سعید بن جراحؓ نے ان سے فرمایا کہ اگر ہم تمہارے ساتھ احسان سے پیش آئیں، تمہیں قید سے چھوڑ دیں، مال و اسباب کو واپس اور اولاد کو رہا کر کے تمہارے ساتھ کر دیں تو کیا تم ہمارے مطیع اور ماتحت ہو کر جزیہ اور خراج دینے پر رضا مند ہو جاؤ گے؟ انہوں نے کہا آپ ہمیں رہا کر دیں ہم آپ کی تمام شرائط قبول کر لینے کے لئے تیار ہیں۔

حضرت ابو سعید بن جراحؓ نے رؤسا اور سرداران افواج اسلامیہ کے پاس تشریف لائے اور ان سے مشورہ کی غرض سے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ میں انہیں قتل سے امان دے کر ان کے مال و اولاد کو ان کے سپرد کر دوں۔ اس صورت میں وہ ہمارے زیر فرمان اور ماتحت ہو جائیں گے۔ زمین کو کاشت اور شہروں کو آباد کریں گے اور ہم ان سے جزیہ اور خراج وصول کرتے رہیں گے۔ چونکہ میں تمہارے مشورہ کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا اس لئے آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ اس بارے میں آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟ ان تمام افسروں نے متفقہ آواز سے جواب دیا۔ ایسا الامیر! آپ ہی کی رائے زیادہ صائب ہو سکتی ہے۔ مسلمانوں کی فلاح و بہبود آپ جس کام میں سمجھیں وہ کریں۔ اگر اس کام میں مسلمانوں کو کوئی نفع پہنچ سکتا ہے تو آپ بدلتا مل ایسا ہی سمجھیں۔

آپ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کے موافق ہر شخص پر چار دین مقرر کر کے ان کے نام لکھ لئے۔ مال و اسباب اور ان کے اہل و عیال کو انہیں دے کر ان کے وطن کی طرف روانہ کر دیا۔ جس وقت یہ اپنے وطنوں کی طرف لوٹے اور وہاں پہنچ کر مقیم ہوئے تو اپنے قرب و جوار کے لوگوں سے عربوں کے حسن معاملات، حسن سلوک اور ان کی نیک عادتوں کی تعریف کی اور کہا کہ ہم سمجھتے ہوئے تھے کہ عرب ہمیں قتل کر کے ہمارے اہل و عیال کو غلام بنالیں گے۔ مگر وہ ہمارے ساتھ نہایت خندہ پیشانی اور رحم سے پیش آئے اور ہم پر جزیہ اور خراج مقرر کے ہمیں چھوڑ دیا۔ قرب و جوار کے روہی بھی یہ سن کر حضرت ابو سعید بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے امان چاہی اور جزیہ کا اقرار کر لیا۔ آپ نے ان کی درخواست بھی قبول کی اور ان کے قلعوں اور دیہات کے نام لکھ لئے۔

فتح قسریں

یہ خبر اہل قسریں اور عوام کو بھی پہنچی کہ جو شخص حضرت ابو سعید بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اس کو آپ امان دے دیتے ہیں، انہیں یہ بات پسند آئی۔ والی قسریں سے چپکے چپکے اور خفیہ طریقے پر ان لوگوں نے تعلق المرائے ہو کر یہ فیصلہ کیا کہ یہاں کے ورنہ کو بغیر خبر کے ہوئے ایک قصبہ (اچٹی) روانہ کر دینا چاہئے۔

و قدی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ کھنڈسیرین و عوام جو بادشاہ کی طرف سے یہاں مقرر تھے نہایت بہادر اور بیچ شخص تھے۔ عوام اس سے بہت ڈرتے تھے، اس کا نام لوق تھا۔ یہ حاکم حلب اور اس کی سلطنت سے دشمنی رکھتے تھے مگر طاقت، سلطنت اور لشکر میں دونوں برابر تھے۔ ہر قل نے ان دونوں کو اپنے پاس بلا کر عربوں کے متعلق ان سے مشورہ کیا تھا کہ کیا یہ جاسے۔ ان دونوں نے جواب دیا تھا کہ ہم بدوں جنگ کئے اور لڑائی لڑے عربوں کو اپنا ملک نہیں دے سکتے۔ ہر قل نے ان دونوں سے عربوں کے مقابلے میں جانے کے لئے وعدہ لے لیا تھا اور یہ دونوں بادشاہ کے ختم کے منتظر تھے کہ وہ ہم عربوں کے مقابلے میں جانے کے لئے سب حکم دیتا ہے؟ ہر ایک کے پاس دس ہزار لشکر ہا کرنا تھا مگر یہ دونوں ایک جگہ بھی مجتمع نہیں ہوتے تھے۔

والی قنسرین رعایا کا حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھ صلح کرنے کا ارادہ اس کے نہایت ہرافر وخت ہوا اور اپنی خود رعایا کے ساتھ مکرو فریب کرنے کا ارادہ کریں۔ تمام اہل قنسرین کو مجتمع کیا اور کہا اے بنی اسفر اور اے مدایح! تم یہ سمجھو کہ گویا عرب ہم پر چڑھ آئے اور جس طرح کہ انہوں نے شام کے اکثر ملک فتح کر لئے ہیں اس کے فتح کرنے کا بھی ارادہ کر رہا ہے اور گویا وہ کر لیں گے۔ ایسی صورت میں تمہاری کیا رائے ہے؟ میں ان کے متعلق کیا کاروائی کروں؟

ان لوگوں نے جواب دیا سردار! سنا ہے کہ عرب نہایت وفادار اور پابند لوگ ہیں۔ انہوں نے شام کے اکثر شہروں کو فتح کیا ہے۔ جو شخص ان کے مقابلے میں آئے ان سے لڑا سے انہوں نے قتل کر دیا۔ اس کی اہل و عیال کو غلام بنالیا مگر جو شخص ان کی امان میں آ گیا ان کی اطاعت کر لی وہ ہر طرح سے مامون و معصون ہو گیا اور اپنے وطنوں میں ہنسی خوشی رہنے لگا۔ بہتر یہی ہے کہ ہم بھی ان سے مصاحبت کر کے ہر طرح سے بے خوف ہو جائیں۔ اس نے کہا واقعی آپ دوگوں نے بہت اچھا اور نیک مشورہ دیا ہے۔ کیونکہ عرب جہاں جہاں گئے، وہاں جس جگہ لڑے ہیں وہاں ہمیشہ فتح ہی پاتے رہے۔ ہم ایک سال کے لئے ان سے صلح کئے لیتے ہیں۔ اٹھ سال میں ہم ہر قل بادشاہ کے پاس سے کافی فوجیں مرگائیں گے اور جس وقت وہ ہماری طرف سے مطمئن اور بے خوف ہوں گے ہم ان پر چھاپہ مار دیں گے اور اس طرح سب کو قتل کر دیں گے۔ اہل قنسرین نے کہا بہت بہتر جس طرح آپ چاہیں کریں۔ چنانچہ دونوں میں عداوتی اور مکر بھڑکے یہ تمام لوگ مع اس سردار کے صلح کے لئے متفق ہو گئے۔ والی قنسرین یعنی یہاں کے گورنر نے اپنے درباری اصطر نامی شخص کو جو رہبانیت اور دین داری کے علم ہونے سے ساتھ ساتھ دین بیہودہ کا بھی ماہر اور رمی اور عربی زبانوں کا بھی نہایت اچھا فصیح ادیب تھا بلا کر یہ کہا کہ تو عربوں سے سردار کے پاس جو سرائیک سال کے لئے صلح کر لے تاکہ ہم انہیں کٹر و فریب اور جلیوں کے ساتھ صفحہ دنیا سے مٹا کر رکھ دیں۔ اس کے بعد اس نے ایک خط حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں لکھا جس کا مضمون کلمات کفر کے بعد حسب ذیل تھا:

”یہ معاشر احب! ہم را شہر نہایت محفوظ ہے۔ آپ وہی بہت زیادہ ہے، صحابہ کی حد افراط ہے، اگر تم سو برس بھی ہمارا محاصرہ رکھو تب بھی ہم پر فرقہ درخشاں ہوتا ہے۔ بادشاہ نے تمہارا مقابلے کے لئے حقیقت سے روئے ملبہ کی تک ملک طلب کی ہے مگر ہم تم سے ایک سال کے واسطے اس لئے مصاحبت کرتے ہیں کہ ہم یہ دیکھ میں کہ شہر اور ملک کس کے قبضہ میں آتے ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ ہمارے اور آپ کے مابین قنسرین اور عوام کے حدود مقرر ہو جائیں تاکہ ایک دوسرے کی حد میں مداخلت نہ کر سکیں۔ ہم بادشاہ سے خطیہ خفیہ آپ کے ساتھ مصالحت کر رہے ہیں۔ اگر بادشاہ کو ہماری اس مصالحت کی خبر ہو جائے تو وہ ہمیں فوراً قتل کر دے۔ والسلام!“

یہ نظر لکھ کر اس نے اصطر کو نہایت مدد و نفع اپنی ساری کا خیر دے کر اور دس غلاموں کو اس کے ساتھ کر کے روانہ کر دیا۔ جس وقت تمہیں میں پہنچے تو حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ عصر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ تو حید کے صہبر دار کو خدا نے قدوس بزرگ و توانا کے فضلہ میں یہ تیشٹ کا بندہ اس طرح لکھ کر بھیجا کہ اور مسلمانوں کی اس مملکت عبودیت کے افعال دیکھ دیکھ کر تعجب کرنے لگا، مسلمان نماز سے فارغ ہوئے۔ ایک پادری کو اپنے پاس کھڑے دیکھ کر اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن ربیعہ کی معرفت دریافت کیا کہ یہ من اور کہاں سے آیا ہے؟ اس نے کہا میں اپنی ہوں اور میرے پاس ایک خط ہے۔ یہ سن کر اسے حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر کیا۔ امیر انصاری حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ کے دائیں جانب حضرت خالد بن ولیدؓ بائیں طرف حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیقؓ اور سامنے دیگر حضرات تشریف فرما تھے۔ پادری نے آپ کو بندہ کرنا چاہا مگر آپ نے یہ کہہ کر اسے منع کر دیا کہ تم بہت آدمی خدا کے عزوجل کے حقیر بندے ہیں۔ ہم میں بعض شقی اور بعض سعید ہیں۔ جو شقی اور برے لوگ ہیں ان کے واسطے وزخ ہے جس میں سخت سخت آوازیں گدھے جیسی سنائی دیتی ہیں اور جو سعید اور اچھے رومی ہیں وہ بشتی ہیں۔ اصطر یہ سن کر نہایت سہو گیا اور جواب ہو کے آپ کے کلمات طیبات پر دل ہی دل میں متعجبانہ نظر ڈالنے لگا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے بلند آواز سے فرمایا اسے فٹھس! تو کون ہے کہوں سے آیا ہے اور کس نے بھیجا ہے؟ اس نے کہا کیا آپ ہی سردار قوم ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں میں تو ان دوسرے مسلمانوں کی طرح اس قوم کا ایک عامی فرد ہوں اور (حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ کی طرف اشارہ کر کے کہا) یہ ہمارے سردار ہیں۔ اس نے کہا میں حکم قسریں کا اپنی ہوں۔ اس کا ایک خط لے کر آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے خط نکال کر حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے نکول کر مسلمانوں کو سنایا اس مضمون شہر کی صفت، آدمیوں اور غمہ کی کثرت، جو قبل کے لشکر سے مسلمانوں کو تہہ بیدارانا اور دھمکانا سن کر حضرت خالد بن ولیدؓ نے اپنے سر کو حرکت دی اور فرمایا ایسا امیر! اس ذات پاک کی قسم جس نے نصرت کے ساتھ ہماری مدد کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل کیا۔ یہ خط ایسے شخص کی طرف سے آیا ہے جس کا دی مشعل نہیں بلکہ ہمارے ساتھ کسی قسم کا کھرو فریب کرنا ہے۔ آپ اس کے ساتھ مصالحت نہ کریں بلکہ اس کی درخواست کو مسترد کر کے اس پر بلہ بول دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت اور حضرت عمر فاروقؓ کی امارت کی قسم! ہم اسے اور اس کے شاہ اولوں کو آگے رکھ کر اس کے شہر کی تمام چیزوں کو مسلمانوں کے سنے مالی غنیمت بن دیں گے۔ نیز ان کے سرداروں کے قلعوں شہر پنہاں رکھیں سداوائے بھی اس طرح ہم سے مرعوب ہو جائیں گے اور کوئی سرکشی کرنے پر آمادہ نہیں ہوگا۔

آپ نے فرمایا ابوسلمین! ذرا توقف کرو۔ باری تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے امور میں اور پوشیدہ باتوں پر کسی کو مطلع نہیں فرمایا ہے۔ اس ذات پاک کے اس کے بندوں کے خفیہ راز کو کسی شخص نہیں جانتا سکتا۔ اب رومیوں نے ہمیں صلح کی دعوت دی ہے، جاتی حدایت خدا نے ہم میں ہیں کہ ان کے دل میں کیا ہے؟

حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا سردار! آپ ان سے ہمیشہ کے لئے دائمی صلح کے متعلق گفتگو کریں اگر وہ اسے منظور کر لیں تو فہما ورنہ انہیں ان کی حالت پر چھوڑ دیں۔ ہم خدا حالی کے فضل و کرم سے انہیں ہر طرح کافی دوائی ہیں۔

تھے ہیں اصطر! حضرت خالد بن ولیدؓ نے یہ گفتگو اور آپ کی فصاحت و بلاغت چکے چکے سن رہا تھا۔ آپ کے کلام سے چونکہ شجاعت، جرأت اور ہمت و چالائی ایک رسی تھی اس لئے وہ آپ کے سامنے آیا اور کہنے لگا سردار آپ کا کیا کام ہے؟ اور جناب

اہل عرب میں کس نام، پتہ اور نشان سے مشہور ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ آپ حضرات کے ساتھ بعض ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو شجاعت و برأت میں دوسروں سے زیادہ فوقیت رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں ایک بہادر جنگجو سپاہی کفر و ضلالت کے مٹانے والی برہنہ شمشیر یعنی خدا کی ننگی تلواریں خالہ بن ولید غزوئی ہوں۔ اصطر نے کہا یہ مجھے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ آپ صاحب شجاعت لوگوں میں سے ہیں۔ صحیح کی قسم! میں آپ کو دیکھنے ہی اور آپ کا کلام سنتے ہی تازہ گیا تھا کہ جناب ہی خالہ بن ولید ہیں۔ آپ کے مطلق ہمارے پاس اس قسم کی خبریں پہنچا کرتی تھیں کہ آپ نہایت چالاک، مضبوط، دلیر اور جنگ جو شخص ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم یہ بھی سنا کرتے تھے کہ آپ کی قوم اور آدمی نہایت شریف، جوانمرد، طبیعت کے نرم، عادت کے نیک، قول کے سچے اور اس شخص اور جمعیت سے جو ان پر چڑھ کے آئے نہایت بہادر ہیں۔ نیز یہ بھی سنتے تھے کہ وہ نبی رحیم کی ایک امت مرحومہ ہیں۔ مگر آج میں ان سب باتوں کے خلاف دیکھ رہا ہوں۔ کیونکہ ہم مصالحت چاہتے ہیں آپ انکار کرتے ہیں۔ ہم طالب امن ہیں لیکن آپ ہماری درخواست مسترد کر دیتے ہیں۔

آپ نے فرمایا واقعی میں ایسے ہی لوگ ہیں کہ کسی کے مکروہ فریب میں نہیں آتے اور اس کے اس مکروہ فریب و اسی کے کلام سے معصوم کر لیتے ہیں۔ ہم نے خود تمہارے ہی خط سے یہ بھنپ لیا ہے کہ صلح کی حالت میں اگر بادشاہ کا لشکر ہم پر غالب آ گیا تو تم سب عہد و پیمان توڑ کے سب سے پہلے ہمارے مقابلے میں آ جاؤ گے اور اگر ہماری قوت زیادہ دیکھو گے تو غیر فرمانبردار بیستوں کی طرف بھاگ جاؤ گے۔ اس لئے اگر تو صلح چاہتا ہے تو ہم اس صورت سے تیرے ساتھ صلح کر سکتے ہیں کہ تو اس بات کا عہد کرے کہ تا وقتیکہ ایک سال کامل نہ ہو جائے اس وقت تک ہم کسی صورت سے تمہارے ساتھ نہیں لڑ سکتے۔ اگر سال کے اندر اندر ہر قتل کا کوئی لشکر آ گیا تو چونکہ ہمیں اس کے ساتھ ضروری لڑنا ہے۔ اسی صورت میں تم میں سے جو شخص شہر کے اندر رہے گا اور اس کے لشکر کے ہمراہ ہو کر ہماری مقابلے میں نہیں آئے گا اس سے ہماری صلح بدستور قائم رہے گی اور نہ ہم اسی صورت میں اس سے کچھ تعرض کریں گے۔ اصطر نے کہا بہت بہتر مجھے آپ کی یہ شرط منظور ہے۔ آپ ایک عہد نامہ لکھ کر مجھے دے دیجئے۔ آپ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ سے کہا سردار آپ ایک عہد نامہ جس کی ابتدا ماہ ۱ ذی الحجہ ۱۳ھ سے ہوا ایک سال کے واسطے لکھ دیجئے۔ چنانچہ آپ نے یہ عہد نامہ مرتب کر لیا۔

جس وقت حضرت ابو عبیدہؓ بن جراحؓ عہد نامہ سے فراغت پانچے تو اصطر نے عرض کیا سردار! ہماری ریاست کے ممالک محدود کسی ایک معین حد ہے، ہماری ریاست کے قریب ہی چونکہ ریاست حلب بھی واقع ہے اس کے حدود بھی معین ہیں، مگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ اگر آپ ریاست حلب اور ہماری ریاست کے حدود میں ایک نشان یا علامت مقرر کر دیں تو اس سے یہ بہت بڑا فائدہ ہوگا کہ جس وقت آپ کے آدمی غارت اور نیشیت کے لئے ادھر جائیں گے تو انہیں ہماری ریاست کی حد معصوم ہو جائے گی اور اس طرح وہ ہماری ریاست میں دست بردوشیں کریں گے۔ آپ نے فرمایا واقعی تو نے یہ ایک بہت ہی عمدہ تجویز پیش کی ہے۔ میں ایک آدمی تمہارے یہاں بھیج دوں گا وہ حد مقرر کر دے گا اصطر نے کہا آپ کو ہمارے ساتھ کسی سے پیچھے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ ہر قتل بادشاہ کا ایک مجسمہ بنوا کر ہم سرحد پر نصب کر دیں گے۔ جس وقت آپ کے آدمی اسے دیکھیں تو اس سے آگے نہ تجاوز کریں۔ آپ نے فرمایا بہت بہتر ہے ایسا ہی کرنا یہ کہہ کر آپ نے وہ صلح نامہ اسے دے دیا اور تمام لشکر اور تاخت و تاراج کرنے والے آدمیوں

میں منادی کرادی کہ جو شخص ادھر جائے وہ اس مجسمہ سے آگے نہ بڑھے۔ بلکہ ریاست حلب اور اس کے نواح میں تاخت و تاراج کرے۔ اس خبر کو جو لوگ حاضر ہیں وہ غائب تک پہنچا دیں۔ اصطر نے لوٹ کر یہ عہد نامہ والی قسمرین کو دیا اور حضرت خالد بن ولید کے ساتھ جو اس کی گفتگو ہوئی تھی اس کی اطلاع دی۔ والی قسمرین بہت خوش ہوا اور ہر قل کی صورت کا ایک بت بنا کر گویا کہ ہر قل اپنے تخت حکومت پر بیٹھ ہوا ہے نصب کر دیا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد مسلمان حلب، علق اور انطاکیہ کے ملکوں میں تاخت و تاراج برابر کرتے رہے مگر قسمرین اور عوام کے حدود کے پاس نہیں جاتے تھے۔ عمرو بن عبد اللہ غبری سلم بن قیس اور یہ اپنے والد ماجد جناب سعد بن عبادہ سے روایت کرتے ہیں کہ اہل قسمرین اور عوام کے ساتھ مسلمانوں کی صلح چار ہزار دینار و شہابی ایک سو اوقیہ چاندی، حلب کے ایک ہزار کپڑوں اور ایک ہزار دوق غلہ پر ہوئی تھی۔ عامر رفاعہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے بھی اسی طرح سنا ہے مگر آپ چار سو دوق غلہ کا ذکر فرماتے تھے۔

مسلمانوں کا ہر قل کی تصویر کی آنکھ پھوڑ ڈالنا

واقدی رحمۃ اللہ علیہ حضرت متیس بن عامرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک روز رسد کے لئے غارت میں گئے ہوئے تھے۔ دفعتاً ہم نے ایک ستون جس پر ہر قل کی تصویر بنی ہوئی تھی نصب دیکھا ہم اسے دیکھ کر بہت متعجب ہوئے اور اس کے گرد گھوموں کو کاوے سکھلانے کی لئے پوچھ دیئے گئے۔ چونکہ ہم گھوڑے دوڑا دوڑا کر میدان میں بازی کر رہے تھے اور حضرت ابو جندل کے ہاتھ میں ایک بڑا نیزہ تھا آپ بھی پتھر دینے کے لئے آگے بڑھے۔ مگر جس وقت آپ کا گھوڑا مجسمہ کے قریب پہنچا تو افاقہ طور سے آپ کا نیزہ مجسمہ کی آنکھ میں جا لگا جس کی وجہ سے اس کی آنکھ پھوٹ گئی۔ قسمرین کے رومی سپاہی ریاست کی طرف سے اس کی حفاظت کے لئے مامور تھے۔ انہوں نے والی ریاست سے جا کر اس کی اطلاع کر دی۔ یہ سن کر والی قسمرین آگ بگولا ہو گیا اور سو سواروں کا ایک دستہ جو تمام دیباچہ کے کپڑے پہنے اور پتھروں کا کمر میں باندھے ہوئے تھے تیار کر کے ایک مصاحب کے سپرد کیا۔ سونے کی صلیب دی اور اصطر کو ساتھ کر کے حکم دیا کہ حاکم عرب کے پاس چکر کہہ کر آپ نے ہم سے غدار اور بے عہدی کی اور اس ذمہ داری کو جو آپ پر عائد ہوئی تھی بالائے طاق رکھ دیا اور جو شخص بے عہدی نقص امن کرتا ہے وہ ذلیل و خوار ہوا کرتا ہے۔ اصطر صلیب اور وہ دستہ لئے ہوئے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مسلمان صلیب کو بلند دیکھ کر اس کی طرف دوڑے اور اسے سرگول کر دیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ اٹھے ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم کون لوگ ہو کیسے آئے؟ اصطر نے کہا میں دان قسمرین کا اچھی ہوں اور اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ حضرات نے نقص عہد کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس نے توڑا اور کس طرح توڑا؟ اصطر نے کہا اس شخص نے توڑا ہے جس نے ہمارے بادشاہ کے مجسمہ کی آنکھ پھوڑ کر اس کو اندھا کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کی قسم! مجھے اس کے متعلق کچھ خبر نہیں میں ابھی اس کی تحقیقات کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے لشکر میں منادی کرادی کہ اے اہل عرب کے جس شخص نے اس مجسمہ کی آنکھ پھوڑی ہو مجھے اس کی اطلاع دے دینی چاہئے۔ حضرت ابو جندل بن ہبلؓ نے کہا یہ قصور مجھ سے ہوا ہے۔ مگر میں نے دانستہ ایسا نہیں کیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے اصطر سے فرمایا۔

واقعی میں۔ آدمی سے نادانستہ طور پر ایسا ہو گیا ہے۔
 جائے۔ رومیوں نے کہا جب تک ہم آپ حضرا
 کہنے سے رومیوں کا مسلمان کی ذمہ داری اور
 موجود ہوں جس طرح تمہاری تصویر کے ساتھ کیا گیا ہے اس طرح تمہیں۔
 میں جو آپ کے شہنشاہ موجود ہیں اور جن کی قلمرو میں تمام جزیرہ عرب
 فرمایا یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔

والقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے جس وقت حضرت سیدنا ابو بن خطابؓ کی آنکھ کے متعلق ایسے گستاخانہ الفاظ
 سے تو مارے غصے کے تمنا اٹھے اور چاہا کہ ان سب کو توہرہ کے گھاٹ اتار دیں۔ مگر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے اس سے منع فرمایا۔
 مسلمانوں نے کہا ہم اپنے امیر، امام اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چڑھ کر نہیں فدا کر دیتے کو تیار ہیں اور آپ کی آنکھ کے فدیہ
 میں اپنی آنکھیں شمار کرنے پر موجود۔ اصطر نے جس وقت مسلمانوں کا ارادہ اپنے لیے اپنے ساتھیوں کے متعلق قتل کا دیکھا تو کہنے لگا
 ہمارا مقصود حضرت عمرؓ یا آپ حضرات کی اصل آنکھ پھوڑنا نہیں بلکہ ہم ان کی ایک تصویر ستون پر بنا کر یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح
 آپ حضرات نے ہماری تصویر کے ساتھ سوکھتے ہیں ہم بھی ان کے ساتھ ایسا ہی کریں۔ مسلمانوں نے کہا ہمارے آدمی اور ساتھی
 نے عداوت یہ نہیں کیا اور تم لوگ عداوت دانستہ ایسا کرنے کو تیار ہو۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے مسلمانوں کو غصہ طرب کرتے ہوئے
 فرمایا یہ اس قصہ کو ختم کرو اور اگر یہ میری تصویر کے متعلق ہے۔ آپ حضرا۔ یہ میں تو میں ان کے اس مطالبہ کو قبول کرتا ہوں۔ میں
 نہیں چاہتا کہ ہماری طرف سے کوئی بدعہدی ہو اور اس کے بعد وہ اپنے ہاتھ میں چمکے کہ ہمارے ساتھ عہد کرے عداوت کی۔
 کیونکہ یہ لوگ سخت احق اور بے عقل معلوم ہوتے ہیں۔ یہ ہمدرد آپ نے رومیوں کو اس کی اجازت دے دی۔

والقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ رومیوں نے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کا ایک مجسمہ تیار کر کے ایک ستون پر نصب کیا،
 سیسے کی دو آنکھیں بنائیں اور رومیوں کے ایک سوار نے غصہ سے اس کی ایک آنکھ پھوڑ دی۔ اصطر نے یہ کام کر کے
 والی قسریں کے پاس آیا اس کی خبر دی جس نے۔ اب تیرے۔ اب قوم کو غصہ طرب کر کے کہا انہی باتوں سے لوگ اپنے
 ارادوں میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ خمس میں فوجیں لے کر درونواح میں چھاپے مار رہے تھے اور آپ کو
 اس سال کے گزر لینے کا جس کے لئے مہذبہ ہو چھا تھا تھا۔ اس وقت کے بعد فوجوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیں۔
 حضرت عمر فاروقؓ کو آپ کے حالات معلوم ہوئے میں یہ بولے اس اثنا میں ان کی طرف سے دربار خلافت میں نہ کوئی خط پہنچا
 اور نہ کسی فتح کی خبر اور خوشخبری دی گئی۔ خدیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ناگوار مژدی۔ ان کی طرف سے سوسوٹا جانے
 گئے اور یہ سمجھ لیا گیا کہ حضرت ابو عبیدہؓ کے اس میں ہار ہوئی۔ کے سبب سے انہوں نے جہاد ترک کر کے پیٹھ رہنے کو
 ترجیح دے لی ہے۔ اس لئے دربار خلافت سے حسب ذیل فرمان ان سے نام برد ہوا۔

حضرت عمر فاروقؓ سے ابو عبیدہؓ کے نام مکتوب

بسم الله الرحمن الرحيم

از طرف عبداللہ عمر بن خطاب امیر المومنین بد جانت امین الامتہ ابو عبیدہ عامر

بن جراح. السلام علیک!

میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں جن کے سوائے کوئی معبود نہیں اور ان کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں۔ میں تمہیں غاہر و باطن میں خدائے عز و جل سے توفیق بخشنے والا ہوں اور ان کی محبت اور نافرمانی سے منع کرتا ہوں۔ جن لوگوں کے متعلق باری تعالیٰ جل مجدہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قل ان کان ابنکم و ابناکم و اخوانکم و ازواجکم و عسیرتکم ان یغنی عنکم اللہ علیہ وسلم فان سے کہہ دو کہ اتر رہا ہوں۔ ہاپ وادائیے بھائی، بیویاں، قبیلے، مکہ یا ہوا مال، وہ تجارت جس کے ارزاں سامنے سے ڈرتے ہو۔ اور وہ ہر جو تمہیں پسند ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ ان کے رسول اور ان کے راست میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو منتظر ہو جب تک اللہ تبارک و تعالیٰ کا حکم پہنچے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نافرمانوں کو راستہ نہیں بتلاتے۔ ابو عبیدہ! میں تمہیں منع کرتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں شامل ہو کر اس آیت کے مصداق مت بنو۔

وصلی اللہ تعالیٰ اعلیٰ خاتم النبیین و امامہ سلسلہ و الحمد للہ رب العالمین

یہ حکم نامہ جس وقت آپ کے پاس پہنچے تو آپ نے مسلمانوں کو پناہ دینا۔ مسلمان فوراً سمجھ گئے کہ حضرت عمر فاروقؓ کا مقصد ہمیں جہاد کے لئے براہیختہ کرتا ہے۔ حضرت ابو عبیدہؓ قمرین کی مصالحت سے تادم ہوئے۔ ہر ایک مسلمان اس کے مضمون کو سن کر رونے لگا اور حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ سے عرض کیا کہ جہاد سے آپ کیوں دست کش ہو گئے۔ اگر اہل قمرین سے صلح ہے تو انہیں چھوڑ کر حلب اور اطالیہ پر فوج بھیجیں۔ اللہ تعالیٰ باری ہمارے ہمیں ضرور کامیاب فرمائیں گے۔ نیز صلح قمرین کی مدت بھی بہت کم رہ گئی ہے جو بہت سی باتیں۔

حضرت ابو عبیدہؓ بن جراحؓ کا رشتہ اور رمتا والوں کے ساتھ مصالحت کرنا اور

آپ کا شیراز میں قیام کرنا

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے یہ سن کر حلب پر فوج بھیجی کرنے کا ارادہ کر کے حضرت سہیل بن عمروؓ اور حضرت مصعب بن حمارؓ اب لشکر لے کر ایک ایک نشان مرحمت فرمایا۔ حضرت سہیل بن عمروؓ کو مقدمہ انجش کی ہگ دوڑ دی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کو ان کے پیچھے پیچھے چنے کے لئے فرمایا اور انہیں سہیل بن عمروؓ کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ جس وقت آپ کی فوج ظفر مروج رشتہ میں پہنچی تو وہاں کے باشندوں نے آپ سے کہا کہ آپ حمت پہنچے تو باشندگان حمت جن میں باوری اور ہشپ بھی ہاتھوں میں آئیل اٹھائے ہوئے قوم کے آگے تھے۔ سہیل بن عمروؓ سے حاضر ہوئے۔ آپ نے انہیں دیکھ کر ٹھہرنے کا

حکم فرمایا اور انے کا سبب دریافت کیا۔ انہوں نے صبح کی درخواست پیش کر کے خود ذمی بنتی کی خواہش ظاہر کی اور کہا کہ آپ ہمیں اپنی قوم سے زیادہ محبوب ہیں۔ آپ نے ان سے صبح کر کے ایک عہد نامہ اور ذمہ داری کی دستاویز لکھ کر ان کے حوالے کر دی اور ان کی درخواست کے موافق ایک شخص کو یہاں اپنا نائب مقرر کر کے شیرز کی طرف کوچ کر دیا۔ یہاں کے لوگوں نے آپ کا استقبال کیا اور صبح کر لی۔ آپ نے ان سے دریافت کیا کہ تم لوگوں کو ہر قل کے متعلق کچھ میم ہے؟ انہوں نے کہا ہمیں اس کے سوا کچھ خبر نہیں کہ والی قسریں نے بادشاہ کو لکھ کر آپ حضرات کے مقابلے کے لئے ملک طلب کی ہے اور بادشاہ نے اس کی درخواست پر اپنی فہمان اور نصرانی عربوں پر جبلہ بن ہنتم غسانی کو سپہ سالار بنا کر اور جزل عمودیہ کو دس ہزار کی جمعیت دے کر اور ہر روانہ کر دیا ہے۔ یہ تمام لشکر جسرحید (لوہے کا پل) پر پڑا ہوا ہے۔ ایسا الامیر! آپ کو اس سے ہوشیار رہنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا حسبنا اللہ ونعم الوکیل بحسبنا اللہ کافی و کافی ہیں۔

حضرت ابو سعید بن جراحؓ شیرز میں ہی ٹھہر گئے۔ اب آپ نہایت شش و پنج میں تھے۔ کبھی کہتے تھے کہ حلب پر فوج کشی کروں اور کبھی فرماتے تھے کہ اناط کیہ پر یلغار کر دوں۔ آخر آپ نے امراء مسلمین کو مجتمع کر کے رائے طلب کی و فرمایا معاشر المسلمین! سن ہے کہ والی قسریں نے ملک ہر قل سے مدد طلب کی ہے۔ جہاں تک خیال ہے اس نے بد عہدی اور نقض کا ارادہ کر کے ایسا کیا ہوگا۔ آپ حضرات کی اس میں اب کیا رائے ہے؟ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا ایسا الامیر! میں نے آپ سے پہلے ہی عرض نہیں کیا تھا کہ اس کے کلام سے متروغ رہیں۔ آپ نے فرمایا ابویوسین! انشاء اللہ العزیز ان کا مکرو فریب انا انہیں پر پڑے گا۔ مسئلوں نے جواب دیا کہ سردار! قسریں اور غواصم کو آپ ان کی حالت پر چھوڑئے۔ حلب اور اناط کیہ پر ہی لشکر کشی کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا خداوند تعالیٰ مل مجھ سے اور آپ کو جزائے خیر عنایت فرمائیں۔ اب آپ حضرات تشریف لے جاسکتے ہیں۔

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ قسریں والوں سے سال بھر کے لئے جو معاہدہ ہوا تھا اس کے پورا ہونے میں ابھی ایک ماہ سے کچھ کم باقی تھا آپ نے بد عہدی کو برا سمجھ کر مدت کے پورا ہونے کا انتظار کرنا شروع کر دیا اور دل میں ارادہ کر لیا کہ انقضائے مدت کے بعد جہاد کی ابتداء قسریں سے ہی کرنی چاہئے۔

کہتے ہیں کہ عربوں کے غلام زیتون، اتار اور پھلدار درختوں کی جڑیں کاٹ کاٹ کر لاتے تھے۔ حضرت ابو سعید بن جراحؓ کو یہ بات ناگوار گزری۔ آپ نے غلاموں کو بلا کر فرمایا یہ فتنہ و فساد کی حرکتیں کیوں کی جاتی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا حضور! بات دراصل یہ ہے کہ مکڑیاں اور ایندھن ہمارے پڑاؤ سے بہت دور ہے اور یہ درخت قریب ہیں۔ آپ نے فرمایا جن درختوں میں ڈالندہ ہو یا ان میں پھل لگتا ہو ایسے درختوں کو قطع و برید سے میں ہر شخص کو خواہ وہ غلام ہو یا آزاد ممانعت کرتا ہوں۔ اگر آج سے چھپچھپایا گیا تو وہ شخص سخت سزا کا مستوجب ہوگا۔ غلام یہ سن کر سزا کی وجہ سے ڈر گئے اور دور دور سے جا کر مکڑیاں لانے لگے۔

سعید بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ میرے پاس اس وقت ایک نہایت شریف مجمع نامی غلام تھا جو میرے ساتھ کی مرتبہ لڑائیوں میں شامل ہوا تھا۔ یہ نہایت جری اور بہادر شخص تھا۔ لڑائی میں دل کھول کر لڑتا تھا۔ جس وقت وہ کسی معرکہ یا تاخت و تاراج میں یا لکڑیاں چٹنے جایا کرتا تھا تو تنہا اور اپنے ساتھیوں سے دور دور ہا کرتا تھا اور دلوائی کی لڑائی نہایت عمدہ لڑا کرتا تھا۔ اس شیرز

کے پڑاؤ میں بھی وہ غلاموں کی ایک جماعت کے ساتھ ایک روزکڑیوں کو لگیا ہوا تھا معمول کے خلاف اس نے اس روز دیر کر دی (حضرت سعید بن عامر) گھوڑے پر سوار ہو کے اس کی تلاش میں نکلا۔ اس کو ڈھونڈھ رہا تھا۔ اچانک ایک شخص دکھائی دیا میں اس کی طرف بڑھا تو میرا وہی غلام تھا اس کا سر زخمی تھا چہرے پر خون بہہ رہا تھا تمام بدن خون سے شرابور تھا اور ہر قدم پر گر گر پڑتا تھا۔ میں نے اس کے پاس پہنچ کر وہ دریاقت کی اور کہا 'جمع آفت آئی یہ کیا ہوا اور دھر کیا بلا ہے اس نے کہا حضور ہلاکت اور بربادی میں نے ذرا ڈانٹ کر دریاقت کیا کہ آخر کیا ہوا؟ بجائے اس کے کہ وہ کچھ جواب دے اور وہ مجھے منہ کرپڑا اور گھوڑی سی دیر بھی نہ کھڑا ہو سکا۔ میں نے اس کے چہرے پر پانی چھڑکا جس سے اسے ہوش آیا اور کہنے لگا حضور! آپ اپنے بچاؤ کی فکر کیجئے درندہ آپ بھی میری طرح آنے والی قوم کے خلیفہ میں رقتار ہو جائیں گے۔ میں نے کہا 'نوم قوم اور کیسی قوم؟ اس نے کہا میرے آقا واقعہ یہ ہے کہ میں غلاموں کی ایک جماعت کے ساتھ کڑیاں لینے گیا تھا۔ ہم جنگل میں دو رنکل گئے تھے ہونے کا ارادہ ہی تھا کہ اچانک ہزار سواروں کا ایک رسالہ جس کے تمام سپاہی عرب تھے اور جن کی گردنوں میں سونے چاندی کی صلیبیں لٹکی ہوئی اور نیزے رکابوں میں تھے دکھائی دیا۔ جس وقت ان سواروں نے ہمیں دیکھا تو ہماری طرف جھپٹے اور قتل کے ارادے سے ہمیں گھیر لیا۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم بھی ان کی طرف بڑھ کر حملہ کرو۔ مگر انہوں نے مجھے یہ جواب دیا کہ بے وقوف! ہمیں ایسوں کے ساتھ لڑنے کے لئے کہتا ہے کہ جن کا ہم کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے اور نہ ان کے مقابلے کی طاقت رکھتے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ لڑنے سے ہم ان کے ہاتھ میں قید ہو جائیں۔ میں نے کہا خدا کی قسم! میں تو بغیر لڑے بھڑے اور پوری طرح زور آزمائی کئے کبھی کی قید میں نہیں جاسکتا۔ میری یہ کوشش اور مردانگی دیکھ کر آخر وہ بھی کچے ہو گئے اور ہم ان کے ساتھ لڑنے لگے۔ ہم نے بھی ان انہیں قتل کیا اور ہمارے بھی دس آدمی شہید ہو گئے دس زندہ گرفتار کئے گئے۔ میرے زخم چونکہ کاری لگے تھے میں گر پڑا اور جس وقت وہ چٹے گئے میں اٹھ کر ادھر چلا آیا جیسا کہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

حضرت سعید بن عامر انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ واللہ! مجھے اس غلام کی یہ مصیبت سن کر بزرخ ہوا اور اپنے پیچھے اسے سوار کر کے اپنے پڑاؤ کی طرف چل دیا۔ اچانک باد صحر کی طرح خراسان سے ہجرت ہوا آ بشار سے تیزی کے ساتھ گرتے ہوئے پانی کی طرح سواروں کا ایک دستہ پیچھے سے نمودار ہوا اور لمبے لمبے نیزوں کے ساتھ یہ کہتے ہوئے کہ ہم بنی غسان ہیں ہم لشکر صلیب اور گروہ رعبان ہیں مجھے گھیر لیا۔ میں نے زور سے جوابی آواز دی اور کہا میں صلیبی محمد مختار (صلی اللہ علیہ وسلم) ان میں سے بعض میری طرف بڑھے اور ارادہ کیا کہ مجھ پر تلوار اٹھائیں مگر میں نے تلوار اٹھانے والے کی طرف مخاطب ہو کر زور کے ساتھ کہا بد بخت! اپنے ہی قوم کے آدمی کو قتل کرتا ہے۔ یہ سن کر اس نے دریاقت کیا تم کن لوگوں میں ہو میں نے کہا کہ معزز قوم خزرج سے ہوں یہ سن کر اس نے تلوار کو روک لیا اور کہا صبح کی قسم! تمہیں ہمارے سردار جملہ نے بلایا ہے۔ میں نے کہا جملہ مجھے کہاں سے جانتا ہے؟ جو بلایا ہے؟ اس نے کہا وہ دراصل ایک عسکی شخص کو جو محمد بن عبداللہ کا صحابی ہو جاتا ہے۔ پھر کہنے لگا تو تم اپنی خوشی سے چو درندہ زبردستی بے چلوں گا۔ میں ان کے ساتھ ہو لیا۔ میرے ساتھ میرا غلام بھی تھا۔ ہم ایک بہت بڑے لشکر کے پاس پہنچے جہاں بہت بڑا سامان تھا۔ جہنم نے نصب تھے صلیبیں گڑ رہی تھیں۔ میں ان سواروں کے ساتھ بڑھتا بڑھتا جملہ بن اسلم کے خیمے تک پہنچ گیا۔

یہ ایک سونے کی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا رومی ریشمین لباس پہن رکھا تھا۔ سر پر موتیوں کی لڑی پڑی ہوئی تھی اور گلے میں یہ قوت کی

ایک صیب تک رہی تھی۔ میں جس وقت اس کے سامنے جا کر کھڑا ہوا تو اس نے سر اٹھا کر مجھے دیکھ اور کہا تم سب نے جو عواموں میں سے ہو؟ میں نے کہا یعنی ہوں۔ اس نے کہا کس قبیلے سے تھے؟ میں نے کہا میں حارث بن شعبہ بن عمرو بن عامر بن حارث بن شعبہ بن امراء القیس بن ازور بن عوف بنت بن مالک بن زید بن کہلان بن سہام کی اول ہوں۔ اس نے کہا ان دونوں لڑکوں میں سے جو اپنی ماں کی طرف منسوب ہیں کس کی اولاد میں سے ہو؟ میں نے کہا خزرج بن حارث جو محمد بن عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انصار میں سے ہیں ان کی اولاد میں ہوں۔ جبکہ میں بھی تمہاری قوم غسان بنی سے ہوں۔ میں نے کہا یہ تو سب قبیلے میں سے ہے جو اپنی ماں کی طرف منسوب ہے۔ اس نے کہا ہاں میں جبکہ میں ہوں جو اسامہ سے پھر گیا ہوں تاکہ ظلم نہ کر سکوں۔ تمہارے سردار عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس بات پر راضی نہ ہوئے کہ مجھ جیسا آدمی اس دین کا ناص و مددگار ہوتا۔ حتیٰ کہ ایک ادنیٰ اور حقیر شخص کے عوض میں مجھ سے قصاص لینے لگے حالانکہ میں یمن (ہمدان) کا بادشاہ اور قبیلہ بنی غسان کا سردار ہوں۔ میں نے کہا جبکہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ کا حق تیرے حق سے زیادہ واجب ہے۔ باقی رہا ہمارا دین سوائے قیام اور بقا نیز اس کی استواری محض انصاف اور حق پر ہے۔ اور حضرت عمر فاروق بن خطابؓ سوائے خداوند تعالیٰ کے کسی سے نہیں ڈرتے اور حق بات کہنے اور کرنے میں کسی کو متلاطم کی پروا نہیں کرتے۔

اس کے بعد جبکہ نے میرا نام دریافت کیا۔ میں نے کہا سعید بن عامر انصاری، اس نے کہا۔ سعید! مجھ کو؟ میں بیٹھ گیا۔ اس نے کہا تم حسن بن ثابت انصاری کو بھی جانتے ہو۔ میں نے کہا ہاں جانتا ہوں وہ حضرت رسول مقبولؐ کے شاگرد ہیں۔ رسول اللہؐ نے ان کے حق میں فرمایا ہے۔ انت حسان ولسانک حسام یعنی تمہارا نام احسان ہے اور تمہاری زبان تیغ بران۔ اس نے کہا تمہیں انہیں چھوڑے ہوئے کتنے دن ہوئے؟ میں نے کہا بہت تھوڑا عرصہ ہوا انہوں نے ایک مجلس منعقد کی تھی جس میں مجھے بھی دعوت دی تھی اور اس میں اپنی باندی کو اپنے چند اشعار پڑھنے کے لئے حکم دیا تھا۔ چنانچہ اس نے وہ اشعار ہمیں سنائے تھے۔ اس کے بعد ہم یہاں شام کی طرف چلے آئے تو یادہ سب سے آخری کی ملاقات تھی جس کے بعد اب تک پھر نہیں ہوئی۔ جبکہ نے کہا یہ تم مجھے وہ گراں قدر اشعار یاد کرنا سکتے ہو؟ میں نے کہا ہاں اس کے بعد اس نے میرے واسطے کتان روئی (ایک قسم کا باریک کپڑا) کا حکم دیا اور کہا کہ میں تمہیں یہ کپڑا اس سے دیتا ہوں کہ تم اس کو استعمل کرو اور حرام نہ سمجھو۔ پھر کہنے لگا۔ تمہیں حرمت عرب کی قسم! بچ کہنا۔ جہاں سے تم آئے وہاں کیا کام کرتے تھے؟ (یعنی کس قسم کی تیاریاں ہو رہی ہیں؟ مترجم) میں نے کہا بچ کو کہیں آنا چاہیے۔ میں حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی فوج میں سپاہی ہوں ہمارا ارادہ حلب اور لاطیہ کی طرف تھا۔ میں نے کہا کہ بادشاہ نے مجھے نیز اس سردار ابوعبیدہ بن جراحؓ کے پاس چکر لہرایا تو ابوعبیدہ بن جراحؓ نے اس صلح نامہ کو جو تمہارا ساتھ تھا فریب کر کے توڑ دیا اور اس کے انتظار میں ہم یہاں پڑے ہیں کہ وہ یہاں آئے تو ہم اس سے مل کر کام شروع کر دیں۔ اب تم اپنے سردار ابوعبیدہ بن جراحؓ کے پاس چکر لہراؤ اور انہوں سے ڈراؤ اور کہو کہ جس راستہ سے آئے ہو اس سے لوٹ جاؤ اور بادشاہ کے کسی شہر سے تعرض نہ کرو۔ کیونکہ اب ہم اس کی مدد پر ہیں اور جو شام کے ممالک تم نے چھین لئے ہیں ہم وہ بھی بہت جلد واپس لے لیں گے۔

۱۔ کتان ایک قسم کا کپڑا ہے، روئی وہ جو روم میں بنایا گیا ہو، محض کہتے ہیں کہ اسی کے درخت کو دیریشہ کہتے ہیں اس سے بنایا جاتا ہے۔ کتان یعنی

حضرت سعید بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ میں اس گفتگو کے بعد اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اپنے غلام کو اپنے پیچھے بٹھایا اور مسلمانوں کے لشکر کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہاں پہنچ کر جس وقت لوگوں نے مجھے دیکھا تو لپک کر دریافت کرنے لگے کہ عامر! تم کہا چلے گئے تھے یہاں تو تمہارے متعلق تشویش پیدا ہوئی تھی۔ میں سیدنا حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے خیمہ میں آیا اور آپ سے اپنا اور جلد بن ابکم کا تمام قصہ دہرایا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت حسن بن ثابت انصاریؓ کا حال بیان کرنے کی بدولت باری تعالیٰ جل مجدہ نے تمہیں اس مصیبت سے رہائی بخشی۔ اس کے بعد آپ نے صحابہ رسول اللہؐ کو جمع فرما کر مشورہ لیا اور کہا میں اس آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟ کہ امیر قسریں کے ساتھ ہم نے حالانکہ ایفائے عہد کیا مگر اس نے ہمارے ساتھ غداری کی۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا کہ باغی اور غدار ہمیشہ گرا کرتا ہے۔ اگر اس نے ہمارے ساتھ مکر و فریب کیا ہے تو اللہ جل جلالہ بھی اس کی گھات میں ہیں ہم اس سے زیادہ انشاء اللہ العزیز اس کے ساتھ بہت ہی جلدی مکر کر کے دکھادیں گے۔ میں اصحاب رسول اللہؐ سے دس آدمیوں کو جو مجزلہ دس ہزار کے ہیں ساتھ لے کر اس کے پاس جاتا ہوں۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا اے ابو سلیمان! یہ کام تمہیں سے ہوگا جو جس کام کے لئے ہے اسے وہی بخوبی انجام دے سکتا ہے۔ تم اپنے ساتھ جن جن کو چاہو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین میں سے دس آدمیوں کو لے لو۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا دس سواروں کو لے کر خفیہ طور سے جبلہ کے

لشکر کی طرف جانا

حضرت خالد بن ولیدؓ نے ۱ حضرت عیاض بن غانم اشعری، عمرو بن سعد البشکری، سہیل بن عامر، رافع بن عیرۃ الطائی، سعید بن عامر انصاری، عمرو بن معد کرب، عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق، ضرار بن ازور، مسیب بن نجیحۃ القرظی اور قیس بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۱۲ جمعیں کا فردا فردا نام لے کر پکارنا شروع کیا کہ کہاں ہیں، عیاض بن غانم اشعری اور کہاں ہیں عمرو بن سعد وغیرہ وغیرہ۔ یہ حضرات ۳ تلبیہ کہتے ہوئے حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائیں تم تیار ہو جاؤ۔ یہ سنتے ہی انہوں نے زرخیز پہاڑیں اور تمام اسلحہ سے لیس ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے بھی جنگ یمامہ کے روزِ مسلمہ کذاب کی جو زہ آپ کے ہاتھ لگی تھی زہِ تن کی تیز ہاتھ میں لیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے غلام مکی ہام کو حکم دیا کہ وہ ساتھ چلے تاکہ وہ معاملات جو مجھ سے حیرت اور تعجب انگیز واقع ہوں ان کو مدخلہ کرے۔ بہر حال اپنے دس جانبا زوں کے ساتھ روانہ ہوئے اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے آپ کے لئے فتح و نصرت کی دعائیں، نگوں شروع کیں۔

۱ ایک نسخہ میں غانم ہے غانم کے بجائے ۱۲۷

۲ ایک نسخہ میں اس طرح کیا رد نام ہیں عیاض بن غانم، عمرو بن سعید، مصعب بن حمار، بشکری، ابو جندل بن سعید مخزومی، سہیل بن عمرو بن عامر، رافع بن عیرۃ الطائی، مسیب بن نجیحۃ القرظی، سعید بن عامر انصاری، عمرو بن معد کرب زبیدی، ہام بن عرقیص، عبدالرحمن بن ابی بکر صدیقؓ۔ اور حضرت ضرار کے متعلق لکھا ہے کہ ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں وہ ضرر نہ ہو سکے۔ واللہ اعلم۔

۳ یعنی لیلیک لیلیک (ہم حاضر ہیں) کہتے ہوئے۔

کچھ دور نکل جانے کے بعد آپ نے حضرت سعید بن عاص رضائیؓ سے فرمایا سعید! کیا جبہ بن ابیہم نے تم سے یہ کہا تھا کہ مجھ سے والی قسریں مٹے آئے گا۔ انہوں نے جواب دیا کہ کہا تھا۔ آپ نے فرمایا تو پھر تم ہمیں اس رات پر لے چلو جو جبلہ کے لشکر کی طرف جاتا ہے تاکہ ہم کسی کمین گاہ میں چھپ کر بیٹھ رہیں اور جس وقت والی قسریں ادھر سے گزرے تو ہم اسے اس کے ساتھیوں سمیت وہیں موت کے گھاٹ اتار دیں اور اسے اس کے مکر کی پوری پوری سزا دیں۔

یہ سن کر سعید بن عاص رضائیؓ جبلہ بن ابیہم کے لشکر کی طرف رخ کر کے آگے آگے تیزی کے ساتھ چلنے لگے۔ چونکہ ان کا یہ سفر رات کے وقت تھا جس وقت یہ حضرات قوم کے قریب پہنچے تھے تو رات کی تاریکی میں آگ کی روشنی دکھائی دی اور سورج بھی لشکر کی آواز کانوں میں آنے لگی۔ حضرت سعید بن عاص رضائیؓ اپنے ساتھیوں کو لے کر والی قسریں کی آمد کے راستے میں کسی محفوظ جگہ کے اندر بیٹھ گئے۔ رات بھر اس کے آنے کا انتظار باہر کوئی شخص نہ آیا حتیٰ کہ رات کی خلعت کو پھاڑ کر سپید صبح آنے کا شروع کیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے وہیں کمین گاہ میں اپنے سواروں کو نماز پڑھائی۔ ابھی نماز سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ جبلہ بن ابیہم حاکم عمودہ بن انصرانی عربوں کا لشکر جو عوام اور قسریں کی طرف جا رہا تھا ان کے سامنے سے گزرتا شروع ہوا۔ مسلمانوں نے حضرت خالد بن ولیدؓ سے کہا آپ اس لشکر کو جو ریگ، ڈھلوان، کانوں اور درختوں کی تعداد میں ہماری طرف آ رہا ہے دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا جب ہاری حقان جملہ ہر دو کی نصرت ہمارے ساتھ ہوگی تو ان کی یہ کثرت اور ان گنت تعداد ہمارا کچھ نہیں کر سکتی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمارے ساتھ ہیں۔ تم اس لشکر میں مل جاؤ اور اس طریقہ سے ملو کہ گویا ای کے لشکر کی ہوتی۔ کہ ہم والی قسریں تک پہنچ جائیں۔ پھر اندر تک و تلی کو جو کچھ منظور ہوگا ہو کر رہے گا۔ یہ سن کر یہ حضرات اس لشکر میں شامل ہو گئے اور اس طریقہ سے کہ یہ بھی خجندہ اسی لشکر کے ہیں۔ یہ بالکل چپ اور خاموش تھے کسی کے ساتھ بات چیت نہیں کرتے تھے۔

والی قسریں کی گرفتاری

حضرت رافع بن عمرؓ الطائیؓ کہتے ہیں کہ جس وقت ہم قسریں کی حدود میں پہنچے تو ہمیں عوام اور قسریں کے شہر دکھائی دینے لگے۔ پھر اچانک والی قسریں استقبال کے لئے آتا ہوا دکھائی دیا جس کے آگے آگے صلیب تھی اور پادری اور بپا انجیل پڑھتے ہوئے چلے آ رہے تھے۔ کلمہ کفر سے ان کے آوازیں بند تھیں۔ ایک دوسرے سے مخاطب ہوا تھا والی بطریق اپنے ساتھیوں سے آگے بڑھاتا کہ جبلہ بن ابیہم اور حاکم عمودہ کو سدا کرے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ ادھر سے بڑھ کر اس کے سامنے ہوئے۔ آپ کے ساتھی آپ کے گرد حلقہ کئے ہوئے تھے۔ جس وقت آپ اس کے بالکل موبایہ میں ہو گئے تو والی قسریں نے سدھم کیا کہ مسیح تمہیں سلام اور صلیب تمہیں ہتی رکھے۔ آپ نے فرمایا کم بخت! ہم بندگان صلیب نہیں ہیں بلکہ ہم محمد حبیب رسول مقبولؐ کے صحابہ ہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے اپنا ڈھانچا ہٹا کھولا۔ اور زور سے پکار کر فرمایا لا الہ الا اللہ وحده لا شریک له وان محمد عبده ورسوله۔ خدا کے دشمن میں ہوں خالد بن ولیدؓ میں ہوں مخزومی رسول اللہؐ کا صحابی۔ یہ کہہ کر فوراً آپ نے اس پر ہاتھ ڈال دیا اور پکڑ کر زمین سے اٹھایا۔ آپ کے ساتھی تلواریں لے کر لشکریوں پر مل پڑے۔ شور و فریاد کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ دشمنوں نے کلمہ کفر سے آسمان سر پر اٹھایا۔ مسلمانوں نے کلمہ توحید کی آوازیں بلند کیں۔ جبلہ بن ابیہم اور حاکم عمودہ نے مسلمانوں کی تکبیر اور تہلیل کی آوازیں سنیں تو وہ بھی جنبش میں آئے۔ انہوں نے جس وقت مسلمانوں کی تلواروں کو برہنہ اور تیزوں کو راست دیکھا تو اپنی

فوجوں کو لئے کر رسول اللہؐ کے چاروں طرف بڑھے اور انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے جس وقت اس بلا کو جوان پر بیڑا ان کے ساتھیوں پر نازل ہوئی تھی دیکھا اور والی قنسرین ان کے قبضہ میں تھا جس کی قسمت کی ہاگ دوڑا ان کے ہاتھ میں تھی تو ان کو اس بات کا خوف لاحق ہوا کہ کہیں یہ میرے ہاتھ سے نہ نکل جائے یا اس کے قتل کرنے سے قبل مجھ پر کوئی حادثہ نہ ہو جائے۔

یہ سوچ کر آپ اس کے قتل کرنے کے لئے تلوار اٹھائی۔ والی قنسرین یہ دیکھ کر ہنسا آپ کو اس کی اس قتل کی ہمتی سے بہت تعجب ہوا۔ فرمانے لگے کم بخت! تجھے ہنسی کس نے دلائی؟ اس نے کہا میں اس لئے ہنست ہوں کہ تم اور تمہارے ساتھی تو اب قتل کر دیے دینے جائیں گے تم میرے مار ڈالنے کا ارادہ کرتے ہو۔ اگر تم مجھے چھوڑ دو تو یہ بہتر ہے کہ میں تمہیں نہ قتل ہونے دوں۔ آپ نے یہ سن کر ہاتھ روک لیا اور اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے زور سے چلا کر فرمایا۔ رسول اللہؐ کے صحابیو! میرے چاروں طرف رہو، میری حمایت کرتے رہو میں تمہاری مدد کرتا رہوں گا اور اس بلا پر جو تم پر نازل ہو رہی ہے صبر کرو جن لوگوں نے تمہیں گھیر رکھا ہے انہیں زہر دہمت سمجھو۔ کیونکہ سب سے دہشت ناک چیز جس سے تم ڈرتے ہو قتل اور موت ہے اور یہی دونوں چیزیں خداوند تعالیٰ کی راہ میں میری اور تمہاری خواہش اور آرزو ہیں۔ واللہ! میں نے کئی مرتبہ شوق شہادت میں اپنی جان کو خداوند تعالیٰ کے راستہ میں پیش کیا ہے تاکہ میں جام شہادت کا مزہ چکھ سکوں۔ تم اس بات کو یاد رکھو کہ خداوند تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا راستہ صاف اور کھلا ہوا ہے گویا کہ تم اس تک پہنچ ہی گئے ہو اور اپنے رب کے دربار میں شرف و ریائی حاصل کر چکے ہو اور ایسے گھر میں پہنچ گئے ہو کہ جہاں کا رہنے والا نہ ہوؤں گا ہوتا ہے اور نہ اس کے پاس کبھی فرشتہ اجل آتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا:

لَا يَمْلِكُ فِيهَا مَنَصِبٌ وَمَاهُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ۔

”ندان کو وہاں کوئی تکلیف پہنچنے لگی اور نہ ان کو وہاں سے کوئی نکالے گا۔“

واقفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ صحابہ رسول اللہؐ آپ کی یہ قہرین کر آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیقؓ آپ کے دائیں جانب اور حضرت رافع بن عسیرہؓ اٹھائی۔ آپ کے بائیں سمت اور آپ کا غلام ہمام آپ کی پشت پر اور باقی تمام مسلمان آپ کے گرد ہوئے۔ والی قنسرین کو آپ نے اپنے غلام کے ہاتھ میں دیا اور تاکید کی کہ اسے مضبوط پکڑے رہے اور اپنی جگہ سے نہ ہلے۔

کہتے ہیں کہ جلد بن ابیہم جس کی گردن میں سونے کا طوق تھا اور جس میں جواہرات کی صلیب لٹکی ہوئی تھی۔ ریشمین، بکڑے پہنے ہوئے تھے ان پر زہر زہب تن کے سر پر خود لگائے اور اس پر خود سونے کا خود رکھے جواہر کی صلیب اس پر آویزاں کئے ہاتھ میں ایک بہت بڑا نیزہ سنبھالے جس کا پھل سورج کی طرح چمکتا تھا۔ قوم غسان کے نصرانی عربوں کا لشکر تھے ہئے مسلمانوں کی طرف بڑھا۔ حاکم عمود یہ ایک مضبوط چٹن (یا برج) کی طرح اس کے ساتھ تھا جس کے چاروں طرف قوم مدیجہ کے بدوی سپاہی تھے اور ان تمام کے گرد گردان کا لشکر چھایا ہوا تھا۔ حاکم عمود یہ نے جس وقت حضرت خالد بن ولیدؓ کو دیکھا کہ آپ نے والی قنسرین کو زین سے اٹھا کر اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اور اسے کسی طرح نہیں چھوڑتے تو اسے اس بات کا خوف ہوا کہ کہیں آپ بگلت میں اسے قتل نہ کر دیں۔ یہ سوچ کر یہ جلد بن ابیہم کے پاس آیا اور کہنے لگا یہ عرب لوگ تو آدمی کیا شیطان (دیو) معصوم ہوتے ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس عربی اور اس کے گیارہ ساتھیوں کو ہماری فوج کے گھوڑوں اور اتنے بڑے لشکر کے سواروں نے چاروں

طرف سے گھیر رکھا ہے۔ مگر انہیں چھ پر وائیں اور باوجود ان سب باتوں کے وہ ہمارے ایک ساتھی کو چڑا ہوئے ہیں وہ ان کے پاس قید ہے اور اپنے ہاتھوں سے کسی طرح نہیں چھوڑتے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ اسے نہیں قتل نہ کریں۔ بادشاہ کو وہ بہت زیادہ عزیز ہے اس لئے تمہیں اس عربی کے پاس جا کر استدعا کرنی چاہئے کہ تم ہمارے اس ساتھی کو چھوڑ دو تاکہ ہم بھی تمہاری جانوں کو چھوڑ دیں۔ جس وقت وہ ہمارے ساتھی کو یہ سن کر چھوڑ دیں گے تو پھر ہم ان پر حملہ کر کے ان سب کو تہ تیغ کر دیں گے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ اور جبلة بن اسہم کی باہم گفتگو

حضرت رافع بن عسیرۃؓ کہتے ہیں کہ ہم رومیوں اور نصرانی عربوں کے لشکر کے اندر حضرت خالد بن ولیدؓ کے چاروں طرف کھڑے ہوئے تھے۔ ہمیں چونکہ ذات باری تعالیٰ میں مجاہد پر پورا پورا بھروسہ تھا اس لئے ہمیں دشمن کی فوج سے کسی قسم کا خوف نہ ہوا اس نہیں تھا اچانک جبلة بن اسہم ہماری طرف آیا اور چیخ کر کہنے لگا تم کون لوگ ہو؟ آیا تمہارے مشہور صحابہ میں سے ہو یا تابعین عربوں میں سے۔ اس سے پہلے کہ تمہیں نشانہ بدست بنایا جائے مجھے اس بات کا جواب دے دو۔ ہماری طرف سے جواب دینے اور گفتگو کرنے والے حضرت خالد بن ولیدؓ تھے۔ آپ فوراً اسے مخاطب کر کے کہنے لگے کہ ہم جب محمد رسول اللہؐ کے مشہور صحابی ہیں۔ ہم اہل قبلہ ہیں ہم اہل اسلام ہیں، ہم صاحب اکرام اور انعام ہیں۔ اگر تمہاری مراد ہمارے نسب اور قبیلہ کو معصوم کرنے ہیں تو ہم چند متفرق قبیلوں میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے ہمارے دلوں کو ایک کر دیا ہے اور ہمارے سب کے واسطے ایک نگرہ مقرر کر دیا ہے جس پر ہم سب محتاج ہیں وہ نگرہ یہ ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

جبلة آپ کا یہ کلام سن کر بے حد فخر ہوا اور کہنے لگا اسے عرب کے جوان! کیا تم ان عربوں کے سردار ہو۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ ان کا اسلامی بھائی ہوں اور یہ میرے ایمانی بھائی ہیں۔ جبلة نے کہا کہ تم محمد بن عبداللہؐ کے صحابی ہیں۔ میں سے ہوں سے صحابی ہو یعنی کیا نام ہے؟ آپ نے فرمایا میں بنی مخزوم کا مشہور سردار خالد بن ولید رسول اللہؐ کا صحابی ہوں اور یہ شخص جو میری دائیں طرف ہیں یہ عبدالرحمن بن ابوبکرؓ ہیں اور میرے بائیں طرف یہ یحییٰ بن زکریاؓ اور بلند قبیلہ سے کے فرزند حضرت رافع بن عسیرۃؓ ہیں۔ میں نے ہر ایک قبیلے سے اس قبیلہ کا سب سے زیادہ بہادر اور شجاع آدمی ایک ایک اپنے ساتھ لے لیا ہے۔ اس لئے تو ہماری قوت کو دیکھو ہمیں حقیر مت سمجھو اور اپنی کثرت پر خوش اور نازاں مت ہو۔ لڑائی میں تم ہمارے سامنے چڑیوں جیسی وقعت رکھتے ہو جو اپنے اپنے آشیانوں اور گھونسلوں میں دبی ہوئی بیٹھی ہوں۔ شکاری آکر ان پر چال ڈال دے اور سب دوچار کے سوا جو باڑی بڑی اور تیز ہوں چال میں پھنس جائیں۔

واقفی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جبلة آپ سے یہ سن کر درزیادہ آگ بگوا ہو گیا اور کہنے لگا خالد! ابھی ابھی جس وقت تمہیں ہمارے نیزوں کے پھل چاروں طرف سے گھیر لیں گے اور تم اور تمہارے ساتھی اسی میدان میں وحشی درندوں کے ہتھے بن جاؤ گے اور صبح سے شام تک وہ تمہیں چیرتے پھڑتے رہیں گے تو تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ تمہارا یہ کلام تمہارا ہی لئے فال بد ہو گیا۔

آپ نے فرمایا ہماری تو یہ بین خوشی ہے۔ ہمیں ایسی باتوں سے رنج نہیں ہوتا۔ اب تو بین کر کہ صلیب کے عربی بندوں میں سے تو کون ہے؟ اس نے کہا میں بنی غسان کا سردار اور ہمدان کا بادشاہ جبلة بن اسہم ہوں۔ آپ نے فرمایا تو ہی ہے اسلام سے پھرنے والا (مرتد) مگر اسی مضالمت اور تاریکی کی طرف جانے والا۔ اس نے کہا نہیں بلکہ ذلت اور رسوائی پر عزت کو ترجیح دینے

والا۔ آپ نے فرمایا بلکہ اپنے نفس کو زیادہ ڈھکیں کرنے والا اس کو خوار و سبک کرنے والا کیونکہ بزرگی و کرامات اس دار شقا اور فناء سے دور، اور اس دار بقائیں ہے جہن کل سب کو جاتا ہے۔ جبکہ بن انہم نے کہا مخزومی بھی لڑا زیادہ باتیں نہ بناؤ تمہاری نیز تمہارے تمہارے ساتھیوں کی سلامتی اور بقاء اسی سردار کے ساتھ وابستہ ہے۔ جو تمہارے ہاتھوں میں گرفتار ہے۔ کیونکہ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ اگر میں نے تم پر حملہ کر دیا تو ایسا نہ ہو کہ تم میرے حملہ کرنے سے قبل اسے قتل کر دو۔ بادشاہ کے نزدیک چونکہ یہ زیادہ مقرب ہے اور نسب میں بھی اس سے قریب ہے اس لئے تم اسے چھوڑ دو تا کہ میں بھی اس کے سبب سے تمہاری جان بخشی کروں۔ تم لوگ تعداد میں بہت ہی کم ہو اور ہماری تعداد بہت زیادہ ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اسے بغیر قتل کے نہیں چھوڑ سکتا اور نہ مجھے اس کی پروا ہے کہ اس کے قتل کے بعد تم میرے ساتھ کیا سلوک کرو گے؟ جاتی تیرا یہ کہنا کہ میں باوجود اپنی کثرت تعداد کے تم سے اور تمہارے ساتھیوں سے لڑائی میں کوتاہی نہ رہا ہوں کسی طرح انصاف پر مبنی نہیں ہے۔ ہمیں خود معلوم ہے کہ ہم کل بارہ آدمی ہیں اور تمہاری اس قدر بہتات ہے کہ ہمیں تمہارے گھوڑوں کی باگوں، نیزوں کی نوکوں اور ٹکڑوں کی بازوں نے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔ ہاں اگر انصاف ہے تو ایک ایک سوار ایک ایک کے مقابلے میں آتا رہے۔ اگر تم نے ہمیں، رڈا! تو یہ تمہارا سردار موجود ہے اور نہایت آسانی سے تمہارے ہاتھ آ جائے گا اور اگر اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں تم پر غلبہ دے دیا کیونکہ مدد و نصرت اور غلبہ اسی کے دست میں ہے جسے چاہیں عنایت کریں تو چونکہ تم خود اس سردار سے پہلے داعی اجل کو لبیک کہہ لو گے اس لئے اس کا قتل ہونا تمہیں کچھ بھی ناگوار نہیں معلوم ہوگا۔

علامہ والقدی کہتے ہیں کہ جبکہ بن یمن کو اپنا سر جھکا لیا اور تمام گفتگو اور حضرت خالد بن ولیدؓ کا جواب سنانے کے لئے حاکم عمود یہ کے پاس چلا گیا۔ حاکم عمود یہ یہ جواب سن کر نہایت برہم ہوا اور اپنی تلوار و میاں سے پہنچ لیا۔ حضرت خالدؓ اس کی یہ حرکت دیکھ کر سمجھ گئے کہ میاں سے تلوار سونت کر اٹھایا ہونا لڑائی کا گویا ارادہ کرتا ہے۔ عرصہ جس وقت حاکم عمود یہ لڑائی کے ارادہ سے آپ کی طرف بڑھا تو جبکہ بن یمن نے منع کر دیا اور اسے صیب سے پہنچا ہڑا کر کے خود آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا مخزومی بھی لڑا! تمہارے قول کے ہو جب لڑائی جیتک انصاف کو چاہتی ہے مگر یہ بنی نصر و بنی کبر و بنی بکری کی طرح ہیں کسی بات کو نہیں سمجھتے۔ میں نے اپنی اور تمہاری گفتگو ان سے بیان کر دی ہے۔ وہ میدان میں نکل کر لڑنے کو راضی ہو گئے ہیں۔ تم میں سے جس شخص کو میدان میں نکل کر لڑنا منظور ہو وہ آگے بڑھے۔

حضرت رافع بن عمرؓ اٹھائی کا بیان ہے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے میدان میں نکل کر بل من مبارک کا نعرہ لگایا مگر حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیقؓ نے آپ کو روکا اور کہا ابیسیمان! رسول اللہؐ کی قبر شریف اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بڑھاپے کی قسم! میرے سوا اس مقابلے کے لئے کوئی نہ نکلے۔ میں حتی المقدور جان توڑ کوشش کروں گا۔ یمن ہے کہ میں اپنے والد ماجد جناب حضرت ابو بکر صدیقؓ سے جا ملوں۔ آپ نے ان کا یہ ارادہ دیکھ کر شبہاں دی اور فرمایا خداوند تعالیٰ جل مجدہ تمہارے مقام کو بلند و در تمہارے افعال کو شہور فرمادیں۔

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیقؓ کا رویوں سے جنگ کرنا

یہ سن کر حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیقؓ اپنے ساتھیوں کے بیچ میں سے نکلے۔ آپ اس وقت حضرت عمرؓ کے گھوڑے پر

سوار تھے جو آپ کے حصہ میں جنگ اجنادین کے خن کم میں سے آیا تھا۔ یہ گھوڑا نصرانی عربوں کی قوم بنی النعم اور جذام کے گھوڑوں میں سے تھا جو ناپ میں پورا گھوڑا تھا۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیقؓ کو بے میں غرق اور دوسری زردہ پہن رہے تھے۔ ہاتھوں میں ایک پورا نیزہ تھا۔ آپ نے گھوڑے کی تیزی کم کرنے کے لئے اول رومی اور نصرانی عربوں کی لشکر کے اندر اپنے گھوڑے کو کاوا دیا۔ جس وقت اس کی تیزی کم ہوئی تو میدان کا رزار میں پہنچ کر حل من مبارز کا نفر لگایا اور با آواز بلند یانی اصغر! زار سنھیں کے آنا میں صدیق کا بیٹا ہوں۔ اس کے بعد آپ نے رجز یہ اشعار پڑھنے شروع کئے۔

(ترجمہ اشعار) میں بڑے مرتبہ والے عبداللہ کا بیٹا ہوں جو نہایت بزرگی اور کمال کے آدمی تھے، میرے والد نہایت آزاد اور صادق المثال تھے جنہوں نے اس دین کو اپنے کاموں سے نہایت آراستہ کر دیا۔

رافع بن عسیرۃ الطائیؓ کہتے ہیں کہ آپ کے مقابلے کے لئے رومی بدروں کے اندر سے علی الترتیب کیے بعد دیگرے پانچ سوار نکلے۔ آپ نے محض ایک ایک حمد کے اندر پانچوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ رومیوں کے جس وقت پانچ سوار کام آگئے تو پھر ان کے مقابلے کے لئے ٹھکانا موقوف ہوئے۔ آپ نے رومیوں کے قلب لشکر پر حمد رنا چاہا مگر جہل بن اسہم میں ٹھکراتا ہوا آگے بڑھا اور آپ کے قریب آ کر کہنے لگا! حنڈے! تو بہت زیادہ حد سے بڑھ گیا ہے۔ لڑائی کے حدود سے تجاوز کرنا چلا جاتا ہے۔ آپ نے فریاد جو اتور اے وفائی ہماری دلوں میں داخل نہیں ہے۔ جہل بن اسہم نے کہا کیوں نہیں، حالانکہ تو نے ہماری لاشوں سے میدان کو پٹ دیا۔ میں اس واسطے نہیں آیا کہ تیرے ساتھیوں کو تیری اعانت اور مدد سے باز رکھوں۔ کیونکہ ہمارا کوئی ہمراہی جب تیرے مقابلے کے لیے نکلتا ہے تو تیرے ساتھیوں میں کوئی نہ کوئی تیری مدد کو پہنچ جاتا ہے۔ اور یہ شریف اور منصف مزاج لوگوں کی عادت سے بہت زیادہ بعید ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیقؓ یہ سن کر کہنے اور فرمایا ابن اسہم! کیا مجھے دھوکہ دینا چاہتا ہے؟ حالانکہ میں حضرت نبی کریمؐ کے بچپن کے بیٹے حضرت حمیٰ رحمہ اللہ کو جبکہ کا قیام یافتہ اور (فنون سپہ گری) میں ان کا شاعر ہوں، میں بہت سی لڑائیوں اور اکثر میدان کا رزار میں ان کے ہمراہ رہا ہوں۔ جبکہ میں کہا میں دھوکہ نہیں دینا چاہتا بلکہ حق بات کہہ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا اگر تو سچا ہے تو خود اور تیرے ساتھ تیرا کوئی اور ساتھی دونوں اکٹھے میرا مقابلہ کو لنگھو اور دونوں ایک ساتھ مجھ پر حملہ کرو میں (انشاء اللہ العزیز) نہایت دلیری سے دونوں کا مقابلہ کروں گا۔

واقفی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب جبہ بن اسہم نے دیکھا کہ یہ کسی طرح میرے سر کو فریب میں آنے والے نہیں ہیں تو ان کی جرات، نیزہ بازی، پھرتی، چالاک اور پھر اس پر ان کی کم سن سے بہت زیادہ متعجب ہوا اور بلند آواز سے کہنے لگا لڑکے! ہو سکتا ہے کہ ہماری طرف عقیدت کا ہاتھ بڑھائے ورمیں تجھے معذور یہ کہ پانی کے اندر غوطہ دوں اور تو وہاں سے اس طرح گناہوں سے پاک ہو کر نکلے جس طرح بچپانی میں سے پٹ سے نکلتا ہے پھر تو صلیب اور انجیل کے گروہ میں داخل ہو کر دین مسیح علیہ السلام میں شامل ہو جائے، بادشاہ کا مقرب بنے اور اس کے انعام و اکرام سے مالا مال ہو جائے۔ میں اپنی لڑکی کی تجھ سے شادی کر دوں۔ پھر تو میرے لڑکے کا مانند ہو جائے اپنی وراثت تجھے تقسیم کر دوں اور بہت زیادہ خدام و اکرام تیرے ساتھ کرتا رہوں۔ میں وہ شخص ہوں کہ میری مدح اور تعریف میں تمہارے نبی کے شاعر نے یہ اشعار کہے ہیں۔

۱۔ یہاں چونکہ جہل کو تعارف منظور تھی اس لئے یہ لفظ کھسا گیا۔

(ترجمہ اشعار) اے جھٹک لڑاکا ان بزرگوں کی یادگار ہے جنہوں نے اپنے باوا دادوں سے کبھی ملامت نہیں کھائی بہت انعام و اکرام دیتا ہے اور کبھی بھی برے لوگوں کی طرح زبان پر نہیں لاتا۔

میں نے جو تجھ سے کہا ہے اس پر بہت جلدی کار بند ہو جانا کہ ہلاکی سے بچ کر نجات کی طرف آ جائے اور دومی عیش و آرام میں بسر ہوئے گئے۔ جس وقت آپ نے یہ تمام تقریریں لی تو فرمایا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لا وان محمدًا عبیدہ ورسولہ۔ کم بخت مردود کے بچے! مجھے ہدایت سے ضلالت کی طرف ایمان سے کفر و جنابت کی طرف کھینچتا ہے۔ میں ان لوگوں میں ہوں جن کے رگ و ریشہ میں اسلام و رقلب میں ایمان گھر کر چکا ہے جو شہد و ہدایت گمراہی و ضلالت میں تمیز کرتے ہیں اور ان دونوں کے فرق کو بخوبی جانتے اور پہچانتے ہیں۔ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے نبی برحق محمدؐ کی تصدیق کر چکا ہوں۔ جو شخص اللہ جل جلالہ کے ساتھ کفر کرتا ہے میں اس کا پورا پورا دشمن ہوں لے اب لڑائی کے لئے ہوشیار ہو جا اور ان مکرو فریب کی تہوں کو عینہ دکھاتا کہ میں تیرے ایک ایسا اچھا ہاتھ رسید کر دوں تاکہ تیری موت تجھے یاد رتی ہوئی تیرے پاس بہت جلدی چلی آئے اور میں تجھے خاک و خون میں مل دوں اور پھر اہل عرب تجھے جیسے کافر اور صلیب کے بندے کو اپنی طرف منسوب کرنے میں تکلیف نہ اٹھائیں۔

جبہ آپ کی یہ بات سن کر جل بہن گیا اور حملے کے ارادہ سے نیزہ منہیل کران کی طرف چھپنا اور چاہی تھا کہ وار کر دے۔ مگر آپ نے داؤں کاٹ کے وار خالی کر دیا اور نہایت زور و شور کے ساتھ خود بھی حملہ آور ہو گئے۔ دونوں حریفوں میں نیزہ بازی ہونے لگی اور فن حرب کے جوہر آ آ کے ان کے قدموں پر لوٹنے لگے۔ نیزہ کی یہ لڑائی دیر تک ہوئی رہی۔ حتیٰ کہ حضرت عبدالرحمنؓ کے بازو نیزہ کے کتب دکھلاتے دکھلاتے اس کے اٹھانے سے ست پڑ گئے۔ آپ نے اسے ہاتھ سے پھینک دیا اور تلوار سونت کر متقابلہ میں ڈٹ گئے۔ دونوں حریفوں میں پھر ایک گھمسان کارن پڑا۔ آخر آپ نے نہایت بھرتی کے ساتھ بڑھ کے اس کے نیزہ پر اس زور سے تلوار، رسی کہ نیزہ کٹ کے دوڑ چکا پڑا۔ جہلہ نے باقی ماندہ نیزہ ہاتھ سے پھینک کر اپنی تلوار کو میان سے کھینچ جو قوم عاد باقی ماندہ یادگار قوم کندہ کی تلواروں میں سے ایک تھی جو ایک چمکتی ہوئی بجلی تھی اور جس پر پڑتی تھی اسے کاٹ کر ہی چھوڑتی تھی۔ اس تلوار کو لے کر اس نے اپنی پوری قوت کے ساتھ آپ پر حملہ کیا۔

حضرت رافع بن غیرہؓ الطائیؓ کہتے ہیں کہ والدہ ہم جبہ کے ساتھ لڑائی میں حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کا استقبال اور اس صغریٰ میں ان کا اس کے ساتھ داؤ پیچ خصوصاً جبہ وہ بغیر کسی معین و مددگار کے پہلے پانچ شخصوں سے لڑ چکے تھے دیکھ دیکھ کر بہت زیادہ تعجب کر رہے تھے۔ لڑائی نازک صورت اختیار کر رہی جاتی تھی۔ آخر ایک دفعہ دونوں بہ دروں کی تلواریں ایک ساتھ اٹھیں اور نہایت ضرب کے ساتھ دونوں چنانچہ لڑ پڑیں۔ مگر حضرت عبدالرحمنؓ نے کسی قدر سہکتی۔ آپ کی تلوار کو اس نے ڈھال پر یا مگر یہ ڈھال کو کاٹی ہوئی خود تک پہنچ گئی اور چونکہ یہ دھار پر رکھی ہوئی تھی (یعنی مستحکم شدہ تھی) اس لئے دوہری ہو گئی، جہلہ کے اس سے پورا زخم آیا جس سے خون بہنے لگا۔ ادھر جہلہ کی تلوار آپ کے اوپر پڑی جو زورہ کو کاٹی ہوئی آپ کے شانے (مونڈھے) کو زخمی کر گئی۔ آپ نے اگرچہ تلوار کی ضرب کو محسوس کر لیا لیکن اس قرینے اور طریقہ سے کہ رے کہ گویا آپ کو کسی قسم کا صدمہ نہیں پہنچا۔ پھر فوراً ہی گھوڑے کو پیچھے بھیر کر اس کی باگیں چھوڑ دیں حتیٰ کہ آپ حضرت خاند بن ولیدؓ اور اپنے تمام ساتھیوں کے پاس پہنچ

گئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے آپ سے دریافت کیا کہ کیا کوئی ضرب پہنچائی ہے۔ آپ نے کہا ہاں پہنچائی ہے اور کھول مرد دکھائی۔ مسلمانوں نے انہیں گھوڑے سے اتارا اور ڈم کو مضبوط کر کے باندھ دیا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا میدان جنگ میں جانا

اس کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا صدیق کے بیٹے مجھے معلوم ہے کہ جبل نے تمہیں تلوار کی ضرب کے ساتھ مجروح کر دیا ہے۔ میں نے تمہارے باپ کی بیعت کی اور ان کے صدق کی قسم جس طرح اس نے تمہیں زخمی کر کے ہمارے دلوں کو صدمہ پہنچایا ہے۔ اسی طرح میں بھی اس کو اس کے بدلے میں رن پہنچا کر رہوں گا۔ یہ کہہ کر آپ نے اپنے غلام ہم کو زور سے آواز دی کہ اس بدوین کو میرے پاس لاؤ۔ ہام والی قسریں و آپ کے پاس لایا۔ آپ نے فوراً ہام سے اس کی گردن اڑا دی۔

رومیوں نے جب اپنے سردار کا سر اس طرح کٹا ہوا دیکھا تو انہیں بے حد قلق ہوا۔ جبل بن اسہم فصدہ میں بھڑکیا اور مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ تم نے بدعہدی اور بے وفائی کی اس لئے قتل کے مستوجب ہو گئے۔ یہ کہہ کر اس نے نصرانی عربوں اور رومیوں کو لڑائی پر برکھیتہ کیا اور کہنے لگا کہ ان میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑو۔ رومی سب سے آگے ہوئے۔ صلیب کو سامنے کیا اور حملے کے لئے تیار ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے یہ دیکھ کر ہم کو آواز دی اور فرمایا ہام! تو حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کی حفاظت کرنا اور جو شخص ان پر حملہ کرے اس کے حملے کو روکتے رہنا۔ اس کے بعد آپ اپنے ساتھیوں کی طرف مخاطب ہوئے اور کہا تم میں سے کوئی شخص تنہا نکل کر حمداً و نہ ہو بلکہ تمام آدمی میرے گرد جمع رہو۔ میں کسی قسم کی جدی نہیں کرتا۔ مدد و نصرت باری تعالیٰ جس عہدہ کی طرف سے ہے۔ آپ کے فرمان سے ہو جب تمام صہ آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ ان میں سے ہر شخص زندگی سے بچوں اور ناامید ہو چکا تھا رومیوں اور نصرانی عربوں نے مل کر مسلمانوں پر حملہ کیا۔ مسلمانوں نے بھی نہایت ثابت قدمی سے مقابلہ میں ڈٹ گئے اور نہایت زور و شور کے ساتھ لڑائی شروع ہو گئی۔

حضرت ربیعہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! جس وقت رومیوں کا ریا ہماری طرف آتا تھا اور ان کی سواروں کی کثرت سے ہم پر ازحام ہو جاتا تھا تو حضرت خالد بن ولیدؓ خود پہنچتے اپنی تلوار کے زور سے اسے متفرق کر دیتے۔ اسی طرح ہمارے اور ان کے درمیان ہر کہ ہوتا رہا۔ ہمیں کوئی راستہ جان پانے کا نظر نہیں آتا تھا، حتیٰ کہ ہمیں پیاس معلوم ہونے لگی اور گرمی اور پیاس کی شدت سے دم نکلنے لگا۔

حضرت رافع بن عمیرہؓ العالیؓ کہتے ہیں کہ میں نے جس وقت اس طرح عرصہ حیات تنگ دیکھا تو حضرت خالد بن ولیدؓ سے کہا ابو سلیمان! معلوم ہوتا ہے کہ قضا پر منزل لا رہی ہے۔ آپ نے کہا واللہ یا ابن عمیرہ! تم بالکل سچ کہتے ہو کیونکہ میں آج اپنے کلام مبارک کو جس سے آڑے وقت میں بڑی برکت ہوا کرتی تھی بھول آیا ہوں مہمن ہے کہ اس امت کی قضا نے ہی اس کو فراموش کرایا۔

— جو —

واقعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ لڑائی نے نازک صورت اختیار کی۔ صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے لگا زندگی سے موت قریب دکھائی دینے لگی۔ جام شہادت پہنچنے کا وقت نزدیک آ گیا۔ لڑائی کے شعلے بھڑک بھڑک کر اٹھنے لگے تو تلواریں چمک چمک کر سروں پر پڑنے لگیں۔ سپاہی کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ شریکین کی نعشوں سے زمین پت پتی۔ خدا کے چند نام لیاوا کا فروع کے زرنے

میں اس طرح تھے جیسے ان کے ہاتھ میں قیدی حثیث کے بندے سخت جان توڑ کوشش کر رہے تھے۔ شمشیریں بڑھ بڑھ کر اپنا کام کر رہی تھی کہ اچانک ایک منادی نے ندادی اور ایک ہاتھ نے پکار کر کہا بے ڈر ذلیل ہو گیا اور خوف کرنے والا مدد پا گیا۔ اے حاملان قرآن! تمہارا مقصد جس کی طرف تہوارے پاس آگیا اور صلیب کے بندوں کے مقابلے میں تمہاری نصرت و اعانت کی گئی۔ اس وقت دل ۱! بیوں اچھل رہے تھے، کیجئے کو آ رہے تھے۔ تیغ برآں چاروں طرف اپنا کام کر رہی تھی۔ ہر شخص اپنے مقابلے میں استقلال دکھا رہا تھا۔ مسلمان ہر طرف سے گھرے ہوئے تھے اور اگر چہ ان پر پیاس کی شدت تھی مگر ہر ایک نے اپنے حریف کو کتے کے ٹھیکے میں پانی پلا رکھا تھا۔

حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح کا خواب

والدی رحمۃ اللہ تعالیٰ بسلسلہ روایات حضرت ۲ اسحاق بن عبد اللہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جنادین وغیرہ کی ہر لڑائی میں حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے ساتھ رہا ہوں۔ قسریں اور طلب کے میدانوں میں بھی آپ کے لشکر میں موجود تھا میں نے جہاد میں ہر جگہ مدد نصرت غلبہ اور بہتری دیکھی ہے۔ شیرز کے پڑاؤ میں ہم ایک روز پڑے ہوئے تھے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اپنے خیمے میں رونق افروز تھے کہ دفعتاً آپ مسلمانوں کو آواز دیتے ہوئے اپنے خیمے سے باہر آئے۔ آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے۔ ۳ انفسیر انفسیر! یہ معاشرۃ المسلمین تقدیر خطی بفرسان الموحدین یعنی چلو اے مسلمانو چلو جہاد دار اسلام گھر گئے۔ مسلمان لبیک کہتے ہوئے ہر چہا طرف سے آپ کی طرف دوڑے اور دریافت کرنے لگے کہ حضرت کیا ہوا؟ آپ نے کہا میں ابھی ابھی سو رہا تھا کہ رسول اللہؐ نے مجھے جھڑک کر چلایا اور سختی کے لہجہ میں فرمایا: گئے۔

یا ابن الجراح اتام عن نصرة القوم الکرام فقم و الحق بخالد فقد احاط به اللئام فانک تلحق به

انشاء الله تعالى بمشيئة رب العالمين۔

”اے ابن جراح! کیا تم بزرگ قوم کی نصرت سے پڑے سو رہے ہو! خوار و خالدا سے چلو کیونکہ مردود قوم نے انہیں گھیر لیا ہے انشاء اللہ بمشيئۃ ایزدی تم ان سے چلو گے۔“

والدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مسلمان یہ سنتے ہی (بے تابانہ) اپنے ہتھیاروں کی طرف دوڑے۔ زریں پہن کر اسلحہ لگا بے زین کے گھوڑوں پر سوار ہو حضرت خالدؓ اور آپ کے ساتھیوں کی طرف جلدی جلدی دوڑنے لگے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ گھوڑے پر سوار ہو کر لشکر کے آگے آگے چلا جا رہے تھے کہ اچانک آپ کی نگاہ ایک سوار پر پڑی جو گھوڑا سر پٹ دوڑا اُسے تمام لشکر سے آگے اڑا چلا جا رہا تھا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے یہ دیکھ کر چند سواروں کو حکم دیا کہ گھوڑے بڑھ کر اس سوار سے چالیں۔ مگر چونکہ یہ سوار ہوا ہے تاں کرتا چلا جا رہا تھا اس لئے کوئی سوار اس تک نہ پہنچ سکا جب تمام گھوڑے اس کا پیچھا دباتے دباتے ہاپٹنے لگے اور دم چھوڑ گئے تو حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے سمجھا کہ یہ کوئی فرشتہ ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے لشکر کی رہبری کے

۱۔ محض مبالغہ ہے اور ترجمہ بلفظہ القلوب الصحاح کا۔

۲۔ ایک روایت میں بجائے اسحاق بن عبد اللہ کے ابو مسلم خضریٰ ہیں۔

۳۔ انفسیر جو قوم کی کام کے واسطے چلے۔

لے بھیجے جابے۔

راوی کا بیان ہے کہ جب ہمارے گھوڑے اس کے پیچھے بھاگتے بھاگتے تھک گئے تو حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے آخر اس سوار کو آواز دی اور فرمایا کہ اے دوڑنے والے! سوار اور اسے بہادر جری شخص! ارحم الراحمین تجھ پر رحم فرمائیں ذرا آہستہ آہستہ چل اور سبک روی کو کام میں ل۔ یہ سن کر وہ سوار کھڑا ہو گیا۔ آپ جس وقت اس کے پاس پہنچے تو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ وہ سوار حضرت ام تمیم حضرت خالد بن ولیدؓ کی زوجہ محترمہ ہیں۔ آپ نے انہیں پیچون کران سے فرمایا تمہیں کیا ہوا تم کیوں ہمارے آگے آگے دوڑی چلی جا رہی ہو؟ انہوں نے کہا ایسا الامیر امیں نے جس وقت آپ کی آواز سنی کہ خالد دشمنوں کے زمرے میں پھنس گئے تو میں اپنے دل میں خیال کیا کہ ان کے پاس تو جناب محمد رسول اللہؐ کے گیسوے معین موجود ہیں وہ کبھی بھی دشمنوں سے کسی طرح مغلوب ہونے والے نہیں ہیں۔ اچانک میری نگاہ جو اس خیل سے پھر کے آپ کے کلاہ مبارک پر جس میں وہ کامل مشکیں موجود ہیں پڑی تو میں فوراً سمجھ گئی کہ آپ آفات سے ہمیں بھول گئے ہیں۔ میں اسے رنجیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں پشیمت تمام آپ کے پاس پہنچنا چاہتی ہوں۔ آپ نے فرمایا تم ایمہارایہ کام خصل خوشنودی باری تعالیٰ کے لئے ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں اس کی جزائے خیر عنایت فرمائیں گے۔

حضرت ام تمیمؓ کہتی ہیں کہ میں قبیلہ مزج کی عورتوں کی جماعت کے ساتھ چلی جا رہی تھی ہمارے گھوڑے پرندوں کی طرح ہوا میں اڑ رہے تھے۔ حتیٰ کہ ہم ایک لڑائی کے میدان میں جہاں غبار اڑ رہا تھا پہنچے، یہاں نیزوں کی ٹوکس اور تلواروں کی دھاریں ہر چہاں طرف ستاروں کی طرح چمک رہی تھیں۔ مگر مسلمانوں کی کوئی آواز کان میں نہیں آتی تھی۔ ہم نے اسے برا سمجھا اور کہا کہ دشمن مسلمانوں پر غالب آچکے ہیں۔ اسی وقت حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ امیر شکرہ کے نکیر کے نعروں کے ساتھ حملہ کر دیا انہی کے ساتھ تمام مسلمان بھی حملہ آور ہو گئے۔

حضرت رافع بن حمیرہ الطائیؓ کہتے ہیں کہ ہم اپنی زندگی سے بالکل ہلاک ہو چکے تھے کہ ہم نے اچانک تکبیر اور تلیل کی آوازیں سنیں اور سمجھ لیا کہ باری تعالیٰ جل مجدہ نے ہمارے لئے ملک بھیج دی ہے۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ مسلمانوں نے چاروں طرف سے مشرکوں کو گھیر گھیر کر مارنا شروع کر دیا۔ عواریں بڑھ بڑھ کر کفاروں کے سر توڑنے لگیں۔ آوازیں بلند ہوئیں اور ایک شور مچا ہو گیا۔

حضرت مصعب بن مخاربؓ یشکریؓ کہتے ہیں کہ میں نے صلیب پرستوں کو دیکھا کہ انہوں نے (دم و دبا داکے) بھی گنا شروع کر دیا تھا اور حضرت خالد بن ولیدؓ کو دیکھا کہ آپ اپنی زین پر نہایت ثابت قدمی کے ساتھ چاروں طرف نظریں دوڑا رہے تھے تاکہ معلوم کر سکیں کہ یہ آوازیں کس کی ہیں اور کہاں سے آ رہی ہیں؟ آپ یہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ ایک سوار گردوغبار سے نکل کر رومیوں کو چیرتا چیرتا ہماری طرف آتا دکھائی دیا حتیٰ کہ ان تمام رومیوں کو جو ہمارے گرد تھے مار مار کر ہمارے پاس میدان صاف کر دیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ فوراً اس کی طرف بڑھے اور دریافت کیا کہ یہاں اور شیر مل سوار تو کون ہے؟ اس نے کہا یا اباسلیمان! میں ہوں آپ کی زوجہ (بیوی) ام تمیمؓ میں جناب کا وہ کلاہ مبارک لے کر حاضر ہوئی ہوں جس سے آہنجناب باری تعالیٰ جل مجدہ کی طرف توسل و حوڈناتے اور جس کی وجہ سے درگاہ رب العزت سے مدد و نصرت طلب کیا کرتے ہیں اور اللہ

تبارک و تعالیٰ آپ کی دعاؤں کو قبول کرتے اور درجہ بہ درجہ تک پہنچاتے ہیں اب آپ اسے لیجئے۔ خدا کی قسم! اسی شدنی امر کے لئے آپ اسے بھول آئے تھے جسے آپ دیکھ رہے ہیں۔ یہ کہہ کر انہوں نے اسے پیش کیا۔

حضرت امّ قیسؓ کہتی ہیں کہ جس وقت میں نے آپ کو وہ کلاہ شریف دے دیا تو حضور پر نور جناب محمد رسول اللہؐ کے گیسوئے مبارک سے ایک کوندنی ہوئی بجلی کی طرح نور چمکنے لگا۔ رسول اللہؐ کی زندگی کی قسم! حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس نوٹی کو اپنے سر پر رکھا ہی تھا کہ آپؐ نے ایک حصّے کے اندر دشمنوں کے دانت کھٹے کر دیئے اور اگلی حصّوں کو مار مار کر پھیل حصّوں میں جا ملا۔ مسلمانوں نے بھی آپؐ کے ساتھ ایک نہایت جان توڑ حملہ کیا۔ ابھی تھوڑی سی دیر گزری تھی کہ رومیوں نے پیٹھ پھیر پھیر کر بھاگن شروع کر دی۔ کشتوں کے پشّے لگ گئے۔ زنجیوں اور قیدیوں کی قطاریں بندھ گئیں۔ اصحاب محمد رسول اللہؐ کے ہاتھ سے ان پر ہر طرف سے ہلاکت چھا گئی۔ سب سے پہلے بھی گئے وانوں میں جلد بن اسم تھا اور اس کے پیچھے پیچھے نصرانی عرب۔

کہتے ہیں کہ جب علمبردارانِ توحید صلیب پرستوں کے تعاقب سے واپس آئے تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوئے، حضرت خالد بن ولیدؓ نیز آپؐ کے تمام ساتھیوں نے تمام مسلمانوں اور ابوعبیدہ بن جراحؓ کو سلام کیا اور خدائے توانا و برتر کا شکر ادا کر کے کھڑے ہو گئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کی طرف دیکھا تو آپؐ کا تمام بدن لگ ب لگ ایک پھول بنا ہوا تھا۔ آپؐ نے ان سے مصافحہ کیا فتح پر مبارک باد دی اور فرمایا یا ابوسلمان! تم نے سوزش دل کو بجھالیا اور اپنے مولائے کریمؐ کو راضی کر لیا۔ پھر مسلمانوں کی طرف مخاطب ہو کر کہہ میری رائے ہے کہ ہم اسی وقت قسمرین اور عوامم کی طرف چلے چلیں اور لوگوں کو قتل کر کے مال غنیمت حاصل کر لیں۔ مسلمانوں نے کہا یا امین الامت! آپؐ کی رائے بہت زیادہ صائب اور انصاف ہے۔

واقفی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے بہادرانِ اسام میں سے کچھ لوگوں کو منتخب کر کے ان پر حضرت عیاض بن غانم اشعریؓ کو سردار مقرر کیا اور انہیں اپنی فوج کا براہِ لہر بنا کر آگے آگے چلنے کا حکم فرمایا۔ جس وقت یہ تمام لشکر قسمرین اور عوامم کے حدود میں پہنچا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حکم دیا کہ اس شہر کے بڑوں کو قتل اور چھوٹوں کو قید کر لو اور ان کا تمام سامان لوٹ لو۔ مگر جس وقت اہل قسمرین نے انہیں دیکھا تو دروازے بند کر کے اور صلح کرنے اور جزیہ دینے کے لئے راضی ہو گئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے بھی اسے منظور کر لیا اور ایک صبح نامہ مرتب کر کے جس میں ہر بالغ اور جوان شخص پر حضرت عمرؓ کے حکم کے بموجب چار دینار اور اگر دینار نہ ہوں تو اڑتالیس درہم مقرر تھے ان کے حوالہ کر دیا

واقفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ بسلسلہ رواتِ سلمان بن علی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ قسمرین اور حاضر کے قیدیوں میں میں بھی شامل تھا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے جب مال غنیمت کا پانچواں حصہ درجِ خلافت میں روانہ کیا تو اس کے ساتھ قیدیوں کو بھی روانہ فرمایا۔ جس وقت ہم حضرت عمرؓ کے سامنے پیش کئے گئے تو ہم نے سنا کہ آپؐ اپنے ہم نشینوں سے فرما رہے تھے کہ میری رائے میں یہ آتا ہے کہ میں اس قیدی کو مدد رس میں مقرر کر دوں تاکہ ہمارے آدمی اس سے ہمیم پاتے رہیں۔ اس کے

۱۔ یعنی خون میں بھر رہا تھا

۲۔ بعض نسخہ میں عوامم کے بجائے حاضر ہے، حاضر بمعنی جنگل ۱۲۷ھ

۳۔ عوامم اظہار کے ایک شہر ہے نیز اس جگہ دوسرا نسخہ یعنی حاضر معلوم ہوتا ہے۔ ۱۲۷ھ

بعد مجھے زید بن ثابتؓ کے سپرد کر دیا اور فرمایا کہ تم اس قیدی کو ابن حارث انصاری کے گھر میں داخل کرو۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور رسالت مآبؐ کے عہد مبارک نیز زمانہ خلافت حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ قیدی اسی مکان میں رکھے جاتے تھے۔

جنگ بعلبک

واقعی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابوجہید بن جراحؓ نے جب قصرین کے شہر کو صلح سے اور گرد و نواح نیز مزارعہ کو غلبے سے فتح کر لیا اور مال غنیمت حاصل کر کے اس کا خمس حضرت عمرؓ کی خدمت میں روانہ کر دیا گیا۔ تو آپؐ نے صحابہ رسول اللہؐ کو جمع کر کے یہ فرمایا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے! مستشار مومن کہ مشورہ کرنے والا ب خوف ہوتا ہے اور باری تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے نبی محمدؐ کو مخاطب کیا ہے و شاور ہم فی الامر یعنی ان سے کام میں مشورہ کرو۔ اس لئے میں آپؐ حضرات سے مشورہ کرتا ہوں کہ ہم اب آیا حلب اور اس کے قلعوں کا رخ کریں یا اٹھا کیس کے بادشاہوں اور فوجوں کی طرف بڑھیں یا تیسری صورت یہ ہے کہ پیچھے کو لوٹ جائیں۔ مسلمانوں نے جواب دیا کہ ایسا الامیر! ہم حلب اور اٹھا کیس کیس طرح جا سکتے ہیں حالانکہ شیرز، حمات، ستن، حمص، اور جاسیرہ کے صلح ناموں کی معیا و معترب ختم ہونے والی ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ان لوگوں نے اپنے اپنے قلعوں کو مضبوط شہروں کو سامان رسد سے محفوظ اور اپنی فوجوں کو کھیل کانٹے سے لیس کر رکھا ہے۔ اگر ہم دوسری طرف بڑھ گئے تو ہمیں خوف ہے کہ جو مالک ہمارے قبضہ میں ہیں انہیں یہ لوگ تاخت و تاراج کر کے نہ رکھ دیں۔ خصوصاً بعلبک والے کیونکہ وہ بہ نسبت دوسروں کے زیادہ سخت اور کثیف فوج کے، لک ہیں۔ ہماری رائے یہ ہے کہ ہم ان ہی ملکوں کی طرف رخ کریں اور انھیں مدد سے دے دیں۔ بعد اعلان جنگ کر دیں۔ ممکن ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کو ہمارے ہاتھوں سے فتح کر دیں۔

حضرت ابوجہید بن جراحؓ نے اسی رائے کو من سب سمجھا اور انہی شہروں کی طرف کوچ کر دیا۔ یہاں آ کر دیکھا تو واقعی ان لوگوں نے اپنے آپ کو سامان جنگ سے راستہ اور رسد وغیرہ کے لئے گھوڑوں اور جویں کر کے ہیں حضرت ابوجہید بن جراحؓ کا سب سے پہلے قصد حمص کی طرف تھا۔ یہاں آ کے دیکھا تو ان لوگوں نے سب سے زیادہ قلعہ بندی کر رکھی تھی اور اپنے آپ کو بہت زیادہ مضبوط اور قوی بنا رکھا تھا۔ بادشاہ نے خود شاہی گھرانے کا ایک جزل مرئیس نامی جونہایت سخت اور قوی تھا ایک جرار فوج کے ساتھ اس شہر کی اعانت کو روانہ کر دیا تھا۔ حضرت ابوجہید بن جراحؓ نے یہ دیکھ کر حضرت خالد بن ولیدؓ کو حمص کا محاصرہ کرنے کے لئے فرمایا اور انہیں یہاں چھوڑ کر خود بعلبک کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپؐ جس وقت اس کے قریب پہنچے تو یہاں سو ادھار گروں کا ایک بہت بڑا قافلہ جن کے پاس چھری نیز دوسرے چوپائے اور تجارتی مال تھا اور جو ساحل سے اتر کر بعلبک جا رہا تھا نظر پڑا۔ آپؐ نے اسے دیکھ کر دریافت فرمایا کہ کون لوگ ہیں اور کیا مجمع ہے؟ لوگوں نے کہا کچھ معلوم نہیں کہ کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا اس کی خبر لانی چاہئے۔ چند سو افراد اس طرف گئے اور یہ خبر لائے کہ یہ ایک رومیوں کا قافلہ ہے جو مال و متاع لیے جا رہا ہے۔

شہداء ابن عدی توفیقی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اس قافلے کے پاس زیادہ تر آشکر تھے جو یہ سوداگر بعلبک والوں کے لئے لئے تھے۔ یہ سن کر حضرت ابوجہید بن جراحؓ نے فرمایا کہ بعلبک ہمارے لئے اور الحرب ہے ہمارے ان کے مابین کوئی معاہدہ نہیں اس

۱۔ یہ سکر کا ترجمہ ہے اگر غم میں تشدد یہ کاف ہے تو بعضی شکر ہے اور یہی مناسب ہے اور اگر بختسین ہے تو یہ معنی نیز خرماء ۱۲۰ھ

لئے یہ مال غنیمت کا مال ہے جو باری تعالیٰ جل مجدہ نے تمہارے واسطے بھیجا ہے اسے ان سے لے لو۔

واقعی رحمت اللہ نے شداد بن عدی ثقفی سے روایت کی ہے کہ یہ بن کرہم نے اس قافلے کو گھیر لیا۔ اس میں شکر۔ قند۔ پستے اور انجیروں کے چار سو پورے تھے وہ لے لئے اور اہل قافلہ کو گرفتار کر لیا۔ حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ نے فرمایا کہ ان قافلے والوں کو قتل نہ کرو بلکہ فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دو۔ چنانچہ ہم نے سونا، چاندی، کپڑے اور چانور فدیہ میں لے لئے۔ شکر میں ہم نے گھی اور رغن زیتون مل کر عسیدہ لے اور فالوذج (فالودہ) تیار کیا۔ وہیں مسلمانوں نے آپس میں (بطور تفریح کے) نیزہ بازی کی اور رات بھر قافلہ کے گرد جمع رہے۔ صبح ہوئی تو حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ نے بعلبک کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا، قافلے کے کچھ آدمی چونکہ بھاگ گئے تھے انہوں نے اہل بعلبک کو قافلے کے تمام حالات سے مطلع کر دیا تھا۔

یہاں ہرئیس نے جو ایک نہایت شجاع اور بہادر جنرل تھے مسلمانوں کے لشکر کی خبریں کر تمام آدمیوں کو جمع کر کے صلح ہونے کا حکم دیا اور اپنی فوج کو ساتھ لے کر قہقہے کے چمڑانے کے ارادے سے مسلمانوں کی طرف چل پڑا۔ اسے یہ خبر نہیں تھی کہ حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ اپنا لشکر لے ہوئے یہیں آ رہے ہیں۔ ٹھیک دو پہر کے وقت راستہ میں دونوں کا مقابلہ ہو گیا اور دونوں جھڑپوں کے آدمیوں میں سے ایک نے دوسرے کو دیکھا۔ ہرئیس کے ساتھ علاوہ ان دیہاتی اور بازاری لوگوں کے جنہوں نے اس کا ساتھ دیا تھا ستم ہزار باقاعدہ فوج تھی۔ حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ کے ہراول نے جس وقت اسے دیکھا تو بلند آواز سے کہا شروع کیا انفسیر انفسیر، یعنی دشمن کی طرف چلو، دشمن کی طرف چلو۔ اسی وقت شہسواران اسلام اس طرف دوڑے، بہادروں نے اقدام کیا نیزے سے سنبھالے، تلواریں سنئیں اور اس طرف متوجہ ہو گئے۔ ہرئیس نے بھی فوجی قاعدہ کے مطابق مٹھیں مرتب کیں اور اپنے لشکر کو آراستہ کر کے کھڑا کر دیا مگر اس کی فوج کے بعض افسروں نے اس سے دریافت کیا ان عربوں کے ساتھ تمہارا کیا ارادہ ہے؟ اس نے کہا میں ان کے ساتھ لڑوں گا تاکہ انہیں ہماری طرف آنکھ اٹھانے کی جرات اور ہمارے ملکوں کی طرف آنے کی ہمت ہی نہ بندھے اور وہ کسی وقت ادھر کا رخ ہی نہ کر سکیں۔ انہوں نے کہا اب تک نہ دشمن والے ان کا کچھ کر سکے نہ جنادین کی فوجیں کچھ بگاڑ سکیں اور نہ فلسطین کے لشکر ان کی تاب لا سکیں۔ بہتر یہی ہے کہ تو ان سے خواہ مخواہ لڑائی مول نہ لے اور (چپک چپک) پیچھے ہٹ چل کل جو والی تھمرین حاکم عمود یہ اور نصرانی عربوں کے ساتھ معاملہ پیش آیا ہے اور ان پر جو کچھ گزری ہے اس سے تو یا یہ اہل بعلبک بے خبر نہیں ہیں کہ اس گروہ نے ان تمام کے دانت کھنکھ کر رکھ دیئے اور انہیں بدل خواستہ ان کے مقابلہ سے بھاگنا ہی پڑا۔ مناسب یہی ہے کہ اس تکبر اور غرور کو عیدہ رکھ کر اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جان بچا کر واپس شہر میں ہی چلا چل اور اپنی اس پہلوانی کے زعم میں مت آ۔

ہرئیس نے کہا میں ایسا کبھی نہیں کر سکتا کہ ان عربوں اور فقیروں سے ڈر کر بھاگ جاؤں۔ نیز مجھے خبر ملی ہے کہ ان کی اکثر جمعیت ان کے سابق سردار خالد بن ولیدؓ کے ساتھ محض میں پڑی ہوئی ہے۔ یہ تو بہت تھوڑے سے آدمی ہیں جنہیں حضرت سجاد (علیہ السلام) نے ہمارے لئے غنیمت کر کے بھیجا ہے۔ سرداری بن کر کہنے لگے میں اس معاملے میں آپ کی کبھی مٹا بعت نہیں کر سکتا اور نہ اپنے ساتھیوں کو اس مکر و فریب میں مبتلا کر کے انہیں ضائع کرنا چاہتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ شہر کی طرف واپس ہو گیا جس وقت اس نے اپنے گھوڑے کی باگ شہر کی طرف موڑی تو بہت سے آدمی اس کے ساتھ شہر کو لوٹ گئے۔ ہرئیس آمادہ جنگ ہوا اور لڑائی کے لئے

مسلمانوں کی طرف بڑھنے لگا۔

یہ دیکھ کر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے بھی اپنی فوج کی صف بندی کی اور مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہنے لگے لوگو! خداوند تعالیٰ ہمیشہ تم پر نظر عنایت رکھیں سمجھ لو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر جگہ تمہاری مدد و نصرت فرما رہی تاکہ یہ تم نے اس قوم کے اکثر لشکروں کو شکست و ہزیمت دے کر پکڑ لیا ہے۔ یہ شہر جو اس وقت تمہاری آماجگاہ بنا ہوا ہے ان شہروں کے درمیان میں واقع ہوا ہے جسے تم نے اپنے ہل بوتے سے فتح کیا ہے۔ نیز اس شہر کے باشندے بہ نسبت دیگر شہروں کے زیادہ خوش حال اور تعداد و قوت میں بہت زیادہ ہیں تم تکبر و غرور سے محتر ز رہو اور اس بات کا خیال رکھو کہ کس دین سے لڑ رہے ہو؟ خدا کے دشمنوں سے دل کھول کر لڑو اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے دین و اسلام کی مدد کرو تاکہ باری تعالیٰ جل مجدہ تمہاری نصرت و اعانت فرمائیں، بڑھو اور بڑھ کے دشمنوں کو لے لو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ تمہارے ساتھ ہیں جو ہر طرح سے تمہاری مدد فرمائیں گے۔ یہ کہہ کر آپؓ نے ایک ہلہ بول دیا اور آپؓ کے ساتھ تمام مسلمان بھی چل پڑے۔

حضرت عامر بن ربیعہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور آپؐ کی عیش کی قسم! ہم نے گھوڑوں کو دوڑا کر حملہ کیا ہی تھا کہ روٹی پہلے ہی حملہ کی تاب نہ دے کر شہر کی طرف بھاگ پڑے۔ ہر مہینے کے ایک دو دو اکٹھے ہی سات زخم آئے اور وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر شہر پہنچ کر طرف بھاگے۔ جس سردار نے اسے منع کیا تھا وہ مالتو اس نے (بطور تمسخر) دریافت کیا کہ عربوں کی وہ غنیمت جو تو لوٹ کے دیا ہے وہ کہاں ہے؟ اس نے کہا مسیح (عیسایہ اسلام) تجھے غارت کریں، میرے ساتھ مذاق (مزاح) کرتا ہے، حالانکہ عربوں نے میرے آدمیوں کو مار ڈالا اور میرے اتنے زخم آئے ہیں۔ اس نے کہا کیا میں نے تجھے پیسے ہی منع نہیں کیا تھا اور کہا تھا کہ تو اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جان کو ہربا کر کے رہے گا۔

واقفی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ ہعلک کی طرف چلے۔ جس وقت آپؓ شہر کے قریب پہنچے تو شہر پناہ کا دروازہ بند پایا۔ لوگ دہشت زدہ تھے اور انہوں نے شہر کو مضبوط اور مصون کر رکھا تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ روٹی پہلو کر جس وقت شہر کو لوٹے تو اپنے تمام موشیوں کو جمع کر کے شہر کا دروازہ بند کر لیا تھا اور نڈی دل کی طرح شہر پناہ کی دیواروں پر چڑھ کے چاروں طرف پھیل گئے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے شہر کی یہ مضبوطی، دیواروں کی بندی، شہر پناہ کی بندش، آدمیوں کی کثرت اور سردی کی شدت جو اس شہر میں ہمیشہ گرمی سردی کی فصلوں میں سردی ہی سردی رہا کرتی تھی دیکھ کر صائب اور صاحب الرائے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو جمع کر کے مشورہ کیا کہ مجھے ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے؟ تمام نے یہی رائے دی کہ شہر کو خاصہ میں رکھ کر انہیں رسد و غنیہ سے روک دیا جائے۔ اس صورت میں یہ فوہیق میں پڑ جائیں گے۔ مگر حضرت معاذ بن جبلؓ کی رائے اس جوہز کے خلاف ہوئی۔ آپؓ نے کہا مجھے یہ معلوم ہے کہ شہر میں اس قدر آدمی ہیں کہ قتل دھرنے کو جگہ نہیں اور مجھے یہ بھی خبر ہے کہ شہر کی آبادی اتنے ازدحام کی قہمت نہیں ہو سکتی مگر باوجود ان کے اس قدر تعداد کے مجھے امید ہے کہ اگر جنگ ہوئی تو باری تعالیٰ جل مجدہ ہمیں ان پر مدد دیں گے اور اس شہر کو مسلمانوں کے ہاتھ سے فتح کر اویں گے۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیشہ اپنے نیک بندوں اور صالح شخصوں کو اپنی زمین کا وارث بنایا کرتے ہیں۔ قرآن شریف میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ كَسَفْنَا فِي الزُّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ الْأَرْضَ يَرْثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ

ترجمہ: "ہم نے زیور میں ذکر کے بعد کھدیا ہے کہ زمین کے وارث میرے صالح بندے ہوں گے۔"

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے کہا: ابن جبلیؒ انہیں کس طرح معلوم ہوا کہ اہل شہر تگنی اور ضیق میں ہیں اور وہاں ان کی تعداد اتنی ہے کہ اس میں کسی طرح نہیں سانسکتے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے جواب دیا: امیر المؤمنینؓ اسب سے پہلے مسلمانوں کی فوج میں سے جس شخص نے گھوڑا دوڑا کر روٹیوں کا مقابلہ کیا ہے وہ میں ہوں۔ میں جس وقت شہر کی چار دیواری اور سفید قلعہ (قلعہ العیضا) کے پاس پہنچا تو میں نے چاہا کہ میں ان کی آگلی صفوں میں جاؤں تاکہ اس قوم اور ان کے شہر کے مابین حائل ہو جاؤں مگر (انسوس) میرے پاس کوئی مسلمان نہ پہنچ سکا۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ روٹی پانی کی رو (سیل) کی طرح شہر کے ہر دروازے سے گھسے چلے جا رہے ہیں حتیٰ کہ شہر والوں نیز دیہات کے لوگوں سے کھچا کھچ بھر گیا۔ اس کے علاوہ ان کے جانور اور مویشی ان پر مستزاد ہیں۔ آدمیوں کی کثرت سے ان کی آوازیں شہر کی گلیوں کی جھنناہٹ کی طرح سنائی دیتی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: معاذ! واقعی تم نے سچ کہا اور خوب مشورہ دیا۔ وائد میں تمہاری ہی رائے کو پسند کرتا ہوں اور باری تعالیٰ جل مجدہ سے مدد و نصرت طلب کر کے توفیق کی درخواست کرتا ہوں۔

مسلمانوں نے ایک دوسرے کی حفاظت اور تنہائی کرتے ہوئے یہ رات پوری کی۔ صبح ہوئی تو حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے باشندگان بعلبک کے نام حسب ذیل خط لکھا،

باشندگان بعلبک کے نام حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از طرف سردار لشکر اسلام و خلیفہ امیر المؤمنین ابو عبیدہ بن جراحؓ مائل شام بطرف باشندگان بعلبک! اما بعد! اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی کے لئے حمد ہے اور انہی کا احسان ہے کہ انہوں نے اپنے نو مشین بندوں کو کافروں کے شکر پر غلبہ دے کر ان کے لئے شہروں کو فتح کر دیا اور گمراہیوں اور فسادوں کو توڑ کر کے بھاگ دیا۔ ہمارا یہ خط دراصل ایک معذرت نامہ ہے جو اس لئے روانہ کیا جاتا ہے کہ ہم تمہارے چھوٹوں اور بڑوں کو پہلے ہی سے اطلاع دے دیں۔ کیونکہ ہم ایک ایسی قوم ہیں کہ ہمارے دین میں ظلم اور بے وفائی نہیں بتلائی گئی اور نہ ہم ان لوگوں میں سے ہیں کہ غدر اور بے وفائی کر کے تمہارے ساتھ خواہ مخواہ باز پرس یا ہتھکنڈے تمہارا عندیہ اچھی طرح نہ معلوم کر میں۔ ہذا اگر تم دیگر اہل شہر کی طرح صلح اور ایمان میں داخل ہونا چاہتے ہو تو ہم تم سے مصالحت کر لیں گے اور اگر ہماری ذمہ داری میں آنا چاہتے ہو تو تمہیں اپنی ذمہ داری میں لے میں گے اور اگر ان باتوں سے انکار ہے تو پھر ہمارا تمہارا فیصلہ حرب و قتال کے سوا کچھ نہیں۔ اس کے بعد آپؐ نے اس آیت شریفہ کو لکھا

"انا قد اوحی الیہا ان العذاب علی من کذب و قولى۔ یعنی تحقیق وحی کی گئی کہ ہم پر اس امر کی کس اس شخص پر عذاب ہے جس نے تکذیب کی اور پیٹھ پھیری۔" اس کا جواب جلد تحریر کیا جائے۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔"

اسے ملفوف کر کے آپؐ نے ایک معاہدہ کے پیر دیا اور فرمایا کہ باشندگان بعلبک سے اس کا جواب لے کر آئے۔ اس کے

معاوضہ میں بیت المال سے بیس درہم عطا کئے جائیں گے۔ کیونکہ میں کسی سے بغیر بخشش دینے کوئی کام نہیں لیتا۔ یہ معاہدی اس خط کو لے کر شہر پناہ کے پاس آیا اور ان کی زبان میں انہیں مخاطب کر کے کہنے لگا کہ میں ان عربوں کا قصہ ہوں جو تمہاری طرف جیجی گیا ہوں۔ انہوں نے ادھر سے ایک رسی لٹکا دی اور اس نے اس کو جس وقت اپنی کمر سے باندھ لیا تو رسی کو اوپر کھینچ لیا گیا۔ رومی اسے ہر بیس کے پاس لے گئے اس نے اسے سلام کر کے وہ خط پیش کیا۔ ہر بیس نے اپنی فوج کے تمام سرداروں اور فوجیوں کو ہر بیس کے پاس جمع کر کے سنا شروع کیا۔

سفیان بن خزرج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد حضرت خزرج بن عوف بن مازنؓ سے جو شام کی فتوحات میں برابر موجود رہے ہیں، دریافت کیا کہ جب وہ خط عربی زبان میں تھا تو ہر بیس نے اسے کیونکر پڑھ لیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ بیٹا! بات اصل یہ ہے کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے ایک نصرانی شخص کو جس کا نام غانیا مرس بن کوکک یا شاید جرجس تھا واندہ اعم بالصواب شام سے باہر کرنا کا تہہ مقرر کر لیا تھا کہ ہمیشہ اہل روم کے نام آپ اسی سے خط لکھوا کر لے کر تھے۔

بہر حال ہر بیس نے اپنی قوم کے سامنے اس خط کو پڑھ کر ان کا مشورہ طلب کیا اور رائے دریافت کی۔ اہل مشورہ میں سے ایک سردار نے کہا میری رائے میں ہمیں عربوں سے نہ لڑنا چاہئے کیونکہ ہم ان کے مقابلہ کی طاقت ہی نہیں رکھتے۔ اُرم نے ان سے مصالحت کر لی تو یہ دیکھ کر، تدمر، حوران، بصری اور دمشق والوں کی طرح ہم بھی امن فرامی اور غریبائی کی زندگی بسر کرنے لگیں گے اور کسی طرح کا خوف باقی نہیں رہے گا۔ لیکن اگر ہم نے ان سے لڑائی مول لے لی اور جنگ کی آگ میں وہ پڑے تو پھر ہمارے بہترین آدمی مارے جائیں گے، بچے غلام بنیں گے اور عورتیں قید ہو جائیں گی۔ اس لئے میں تو یہی کہتا ہوں کہ لڑائی سے صلح ہی بہتر ہے۔

ہر بیس یہ سن کر کہنے لگا کہ مسیح (علیہ السلام) تجھے پر رحم نہ کریں، میں نے تیرے سے زیادہ بزدل نہیں دیکھا۔ مجھے تیرے اوپر سخت افسوس ہے بھلا تو نے کیا سوچ کر ہمیں کہہ دیا کہ ہم اپنے آپ کو ان اوپاش عربوں کے سپرد کر دیں۔ خصوصاً جب کہ میں بذات خود ان کی زور آزمائی، جنگ اور میدان میں ان کا حرب و ضرب دیکھ چکا ہوں۔ میں نے ان کے شخص مینہ پر حملہ کیا تھا اگر بھی میسر ہو کر دیتا تو انہیں بھگا کے چھوڑتا۔ اس نے کہا جی ہاں ان کا میسرہ اور قلب تو آپ سے بہت ذرا ہاتھ غرض اس تو تو میں میں کے بعد اہل بعلبک دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک فرقہ صلح چاہتا تھا اور ایک جنگ کا طالب تھا ہر بیس نے وہ خط چاک کر کے معاہدی پر پھینک دیا اور اپنے غلاموں سے کہا کہ اسے شہر کے باہر اسی طرح پھینچا دو جس طرح یہ یہاں آیا تھا۔ چنانچہ رسی میں باندھ کر اسے لٹکا دیا گیا اور یہ وہاں سے چل کر مسلمانوں کے لشکر میں آگلا۔ یہاں آ کے اس نے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ سے تمام قصہ کہہ دیا اور یہ بھی کہا کہ قوم میں سے اکثر نے لڑائی کے خیال کو ترک کر دیا ہے۔

آپ نے مسلمانوں کی طرف مخاطب ہو کے فرمایا اب ان لوگوں پر سختی کرنی چاہئے۔ یہ یاد رکھو کہ یہ شہر تمہارے صوبوں اور شہروں کے درمیان واقع ہے۔ اگر یہ اسی طرح انہی لوگوں کے ماتحت رہا تو جن لوگوں نے تم سے صلح کر لی ہے ان کے لئے ایک وبال جان ہو جائے گا نیز نہ تم ادھر سے سفر کر سکتے ہو نہ کوئی دوسرا کام انجام پاسکتا ہے۔

یہ سن کر صحابہ کرامؓ نے ہتھیار لگا کر اُسے شہر پناہ کی طرف چل دیئے۔ اہل بعلبک بھی ان کی طرف متوجہ ہوئے اور تیروں و پتھروں سے ان کی توجہ کرنے لگے۔ ہر بیس کے واسطے ایک تخت قلعہ کے برجوں میں سے محلہ کی طرف کے ایک برج کے پاس

بچھایا گیا۔ اس کے زخموں پر ایک پٹی باندھی گئی۔ زہ کے اوپر تھپتھپا رہا لگے۔ سر پر جوہر کی ایک صلیب رکھی اور اس شان و شوکت کے ساتھ اس تخت پر بیٹھا کہ اس کے چاروں طرف قوم از دارہ، اراحدہ اور حانیہ اور دیر چانیہ کے سردار جوڑ رہوں میں ملیں اور اسلحہ سے مسلح اور جن کی گردنوں میں سونے اور جوہرات کی صلیبیں لٹکتی اور ہاتھوں میں تیر و دکن تھے کھڑے تھے۔

حضرت عامر بن ۱۔ وہاب شکر کی کہتے ہیں کہ جنگ بعلبک میں میں موجود تھا مسلمان شہر پناہ کو گھیرے کھڑے تھے، رومیوں کی طرف سے ان پر نڈی دل کے پھیلاؤ کی طرح تیروں کی بارش ہو رہی تھی۔ عرب کے بعض لوگ نہتے بھی تھے جن پر تیر آ آ کے پڑ رہے تھے۔ میں نے رومیوں کی ایک ایسی جماعت بھی دیکھی جو شہر پناہ کی دیواروں سے چڑیوں کی طرح خندق میں آ آ کر گری تھی۔ میں ان گرنے والوں میں سے ایک شخص کی طرف تلوار لے کر لپکا تا کہ اسے موت کے گھاٹ اتار دوں مگر اس نے مجھے دیکھتے ہی غون لغون (امان، امان) پکارنا شروع کیا۔ ہم اس لفظ کے معنی اب خوب سمجھ گئے تھے کہ یہ رومی لوگ لڑائی میں اس لفظ سے امان چاہتے ہیں۔ میں نے فوراً بد بخت! تجھے امان ہے مگر یہ تھلا کہ شہر پناہ سے تجھے ہماری طرف کس نے پھینک دیا؟ اس نے اس کا رومی زبان میں کچھ جواب دیا مگر میں اسے نہ سمجھ سکا اس لئے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی خدمت کی طرف اسے کھینچ لایا اور حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ سے کہا حضرت! کسی ایسے آدمی کو بلائیے جو ان رومیوں کی زبان سمجھتا ہو۔ کیونکہ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ یہ قوم آپس میں ہی ایک دوسرے کو ہماری طرف پھینک رہی ہے۔ آپ نے اپنے مترجم (ترجمان) کو بلا دیا اور حکم دیا کہ اس سے گفتگو کرے اور یہ معلوم کرے کہ رومی ایک دوسرے کو کیوں پھینک رہے ہیں۔

چنانچہ مترجم نے دریافت کیا کہ کم بخت تمہیں امان دی جاتی ہے کج بچ بیان کر کیا قصہ ہے؟ اس نے کہا بات اصل یہ ہے کہ میں ایک دیہاتی شخص ہوں۔ ہم لوگوں نے جس وقت آپ کے متعلق یہ سنا کہ قسریں سے وہ ادھر کا رخ کرتا چاہتے ہیں تو چونکہ ہم دیہاتیوں کے لئے سوائے شہر میں پناہ لینے کے کوئی اور دوسرا موقع ایسا نہیں ہے جہاں ہم پناہ گزین ہو جائیں اس لئے ہماری ایک بہت بڑی جماعت اس شہر میں چلی آئی۔ ہمیں اس کے متعلق ذرا علم نہ تھا کہ یہاں لشکر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ بھیڑ اور جمع ہو رہا ہے۔ ہمارے پیچھے ہی اس قدر زحام ہو گیا کہ کہیں تل دھرنے کو جگہ نہ رہی گئی کوچے آدمیوں سے پٹ گئے۔ یہ دیکھ کر ہمارے کچھ آدمی شہر پناہ کی دیواروں پر چڑھ گئے اور چونکہ کوئی جگہ ایسی باقی نہیں رہی تھی جہاں آدمی نہ ہوں اور ہم وہاں سیرا کر لیں۔ آخر ہم نے برجوں اور شہر پناہ ہی پر اپنا بستر لگا لیا اور پر بیٹھ رہے۔ جس وقت آپ حضرات نے ان پر بلہ کیا اور اس بلے کا جواب انہوں نے دینا شروع کیا تو ہم ان کے پیروں میں آ آ کر رونے لگے۔ جب آپ کی طرف سے ان پر سخت حملہ ہوا اور ادھر سے تیر بھیجے جانے لگے تو ان لوگوں نے ہمیں دھکیل دھکیل کر آپ کی طرف پھینکنا شروع کر دیا۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا باری تعالیٰ مجھ کی ذات و الا صفات سے قوی امید ہے کہ وہ ان لوگوں کو ہماری غیبت لائیں گے۔

کہتے ہیں کہ لڑائی کے شعلے بجھ گئے آریہ حزب (لڑائی کی چکی) نے لوگوں کو پینا شروع کر دیا۔ چیخ و پکار کی آوازیں بلند ہوئیں۔ رومیوں نے شہر پناہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تیر، پتھر اور مینیت (فلو اسی) کی بارش اس قدر ہوئی کہ کوئی مسلمان شہر پناہ تک نہ پہنچ سکا۔

پیدل تھے۔ ایک پکارنے والے نے ہمیں پکار کر کہا: تمہارا ہم نے اپنی جانوں کو سب سے آگے رو میوں کے مقابل میں پیش کر دیا ہے۔ ہر ایک نے اپنے قبیلے کو جانا شروع کیا۔ ہر قبیلہ اپنے سردار کی طرف دوڑا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے رو میوں کا زور و شور اور مسلمانوں کا ان کے مقابلہ میں صبر اور استقلال دیکھ کر رو میوں کے سواروں پر بلہ بول دیا اور شجاعانِ عرب کے چند شہسواروں کے ساتھ انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔ آپ کے ہمراہ بختلہ و دیگر بہادروں کے حضرت عمرو بن معدی کرب زبیدی، عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق، ربیعہ بن عامر، مالک اشتر خنقی، ضار بن ازور اور ذوالکرج الخیرؓ کی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، خداوند تعالیٰ ان تمام حضرات کو جزائے خیر عنایت کریں شامل تھے۔ انہوں نے اپنی جان پر کھیل کر وہ وہ کام کئے جو کبھی آگ میں کرتی ہے۔ یہ نہایت سخت و جانازی سے لڑے اور ایک نیک امتحان میں پار اتر گئے۔ آخر رو میوں نے ان حضرات کے مقابلے کی تاب نہ لا کر دوسری طرف رخ کیا۔ مسلمانوں کی حرم اور اولاد تو ان کے ہاتھ نہ لگی۔ البتہ مال اسباب، کپڑے غلہ اور کھانا لے کر شہر کی طرف پلٹے اور دروازوں کے قریب پہنچ کر شہر میں داخل ہوئے اور دروازے بند کر لئے۔ مسلمان یہ دیکھ کر اپنے غیموں کی طرف پلٹے۔ آگ روشن کی۔ شہیدان کو دفن کیا اور زخموں کی مرہم پٹی کرنے لگے۔ آج کی لڑائی میں جو جوانانِ اسلام کام آئے وہ آٹھ آدھی اور سات غلام تھے۔ کچھ رت گزر جانے کے بعد سردارانِ لشکر اسلام اور امیرانِ قبیلہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضرت! آج جو اس قوم بدکردار کی وجہ سے ہمیں روزِ بد دیکھنا نصیب ہوا ہے وہ تو آپ ملا حظہ فرما چکے، اب جناب نے خداوند تعالیٰ جل وعلیٰ آپ کو جزائے خیر عنایت کریں۔ اس کے تدارک کی کیا تجویز اور آئندہ کے لئے کیا لائحہ عمل تیار کیا ہے؟

آپ نے فرمایا یہ باری تعالیٰ کی طرف سے ہمارے اوپر ایک فتنہ تھا۔ جو ہو گزرا۔ اللہ جل جلالہ نے ان لوگوں کے جو شہید ہو گئے مراتب بلند کئے ہیں۔ کل چونکہ تم سے نکل کر پھر یہ قوم لڑے گی اس لئے میری رائے یہ ہے کہ تم اپنے غیموں، خرگاہوں اور جماعتوں کو لے کر شہر سے ایک میل پیچھے ہٹ جاؤ تاکہ گھوڑے دوڑانے اور اپنے حریفوں کی نگہداشت کرنے کا موقع مل سکے۔ باقی مدد و نصرت خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اس کے بعد آپ نے سعید بن زید، بن عمرو بن نفیل، عدویٰؓ کو بلا کر ایک نشانِ مرحمت کیا اور ان کو پانچ سو سواروں اور تین سو پیدل پر سردار مقرر کر کے یہ حکم دیا کہ وہ میدان میں جا کر بابِ جمل پر اپنی خدمات انجام دیں اور اس بات کی نگہداشت رکھیں کہ کہیں مسلمان متفرق، منتشر اور پرانگندہ نہ ہو جائیں۔ رو میوں کو حتی المقدور مسلمانوں سے عہدہ اور باز رکھیں اور مسلمانوں کی برابر حفاظت کرتے رہیں۔ انہوں نے سر تسلیم خم کر کے عرض کیا انشاء اللہ تعالیٰ میں ہر طرح کا کوشش کروں گا باقی طاقت و قوت اللہ توانا و برتر کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اس کے بعد آپ نے حضرت ضار بن ازورؓ کو بلا کر ایک جھنڈا ان کے ہاتھ میں دے کر ان کی ماتحتی میں تین سو سوار اور دو سو پیدل دیئے اور فرمایا کہ ضار! بابِ شام پر چلے جاؤ اور بنیِ امصر کے مقابلہ میں اپنی شجاعت کے جوہر دکھاؤ۔ انہوں نے بھی آپ کے حکم کو بسر و چشم قبول کیا اور روانہ ہو گئے۔

بلبلک کے میدان میں مسلمانوں کی بہادری

صبح سویرے نور کے تزکے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے اندھیرے اندھیرے مسلمانوں کو نماز پڑھائی آفتاب نے نیلے نیلے گنبد سے سر نکال کر جھانکنا شروع کیا تو رومیوں نے شہر کے دروازوں میں سے بڑا دروازہ جس پر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ پڑے ہوئے تھے کھول دیا۔ لوگ ہار بگھنے شروع ہوئے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے بھی اپنی فوج کی صف بندی کی۔ آپ شہر سے نکلنے والوں کی کثرت دیکھ رہے تھے اور لڑائی کے متعلق اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرتے جاتے تھے۔ رومی اپنے سردار ہرمیس کے گرد آ آ کے جمع ہو رہے تھے اور وہ ان سے کہہ رہا تھا یا معاشر انصاریہ! دین خیرانیہ کے ان علمبرداروں نے جو تم سے پہلے تھے دراصل ان عربوں کی لڑائی میں بزدلی سے کام لیا تھا البتہ تم نے اب اپنی جانوں کو مسیح (علیہ السلام) کے لئے وقف کر دیا ہے۔ تم ہی اصل میں دین مسیح کی تمجید کرنے اور مسیح معنی میں اہل و عیال اور وطن کی حفاظت کرنے والے ہو۔ یہ سن کر اس کے بڑے بڑے سردار کہنے لگے کہ آپ اطمینان رکھیں۔ ہم جب تک ان عربوں سے نہیں لڑے تھے اور ان کے بازوؤں کو نہیں آزمایا تھا اس وقت تک ان سے ڈرتے رہے۔ اب ان کی حقیقت اور ان کی بہادریوں کا راز ہم پر منکشف ہو گیا ہے اور جتنے یہ بہادر ہیں ہمیں سب معلوم ہو گیا ہے۔ لڑائی کے وقت یہ ہم سے زیادہ صبر اور سخت نہیں ہیں۔ بعض تو ان میں ایسے ہیں کہ تن ڈھانچنے کے چیتھڑے کے سوا ان کے پاس کوئی ہتھیار بھی نہیں۔ بعضوں کے پاس تو خیر ذرا غت کے چمڑے کی پوستیں ہیں۔ بعض کے چمڑے کا ہی استر پہن رہے ہیں جس سے ان کی تخت جگہ کے بستر سے اور ذلت کے ایوانوں (خاناتوں، رضائیوں) کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔ ایک ہم ہیں کہ ہمارے پاس عمدہ عمدہ جوئے، خوبصورت زربہیں اور بہترین خود موجود ہیں۔ علاوہ اس کے ہم جان بازی کے ساتھ لڑتے اور جان پر کھل کے میدان جنگ میں اپنے جوہر دکھاتے ہیں اور ہم سب نے مسیح (علیہ السلام) پر جانیں قربان کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے۔

واقعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے جب رومیوں کی اس قدر کثرت دیکھی تو بلند آواز سے مسلمانوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے یا معاشر المسلمین! ہمت نہ ہاری بیٹھنا ورت ہوا اکھڑ جائے گی۔ تمہاری ہیبت ان کے دلوں سے نکل جائے گی اور یہ تمام جگہ مشہور ہو جائے گا کہ اہل بلبلک نے عربوں کو ہار کر بھگادیا۔ ہر بات میں صبر کرو اللہ تعالیٰ صبروں کی ساتھ ہیں۔ مسلمانوں نے جواب دیا امیر المومنین! آپ مطمئن رہیں ہم انشاء اللہ تعالیٰ اپنی جانیں لڑا دیں گے اور جہنم تک ہو گا کوششیں صرف کر دیں گے۔ کہتے ہیں کہ پہلے دن کی جنگ دیکھ کر رومیوں کے حوصلے بہ نسبت مسلمانوں کے بلند ہو گئے تھے۔ اس لئے انہوں نے ایک سخت حملہ شروع کر دیا۔

حضرت سہیل بن صباحؓ بھی کہتے ہیں کہ بلبلک کی لڑائی میں میں بھی موجود تھا۔ دوسرے دن بہت زیادہ مضبوطی اور دلاوری کے ساتھ انہوں نے ہم پر حملہ کیا اور پہلے دن سے زیادہ تیار ہو کر نکلے۔ میں اس روز زخمی تھا۔ میرے داہنے بازو میں ضرب آگئی تھی جس کی وجہ سے میں ہاتھ کو حرکت نہیں دے سکتا تھا اور نہ کسی طرح تلوار کو اٹھا سکتا تھا۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر کوئی بدین توار نے تیری طرف بڑھا تو تو کسی طرح اپنی حفاظت بھی نہیں کر سکتا۔ یہ سوچ کر میں پیادہ ہوا اور گھوڑے سے اتر کر اپنے ساتھیوں سے عید ہو کے پہاڑ کی ایک بلندی پر چڑھ گیا یہاں چونکہ میں دونوں لشکروں سے اونچا بیٹھ ہوا تھا اس

لے لڑائی کا منظر بالکل سامنے تھا۔ رومی بڑھ بڑھ کر عربوں پر جمع کر رہے تھے۔ مسلمان چلا رہے تھے النصر النصر (مد مد) حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ مدد نصرت کا وعدہ فرماتے جاتے تھے۔ مسلمانوں کے قبیلہ اور گروہ اپنی اپنی بڑائی اور فخر بیان کر رہے تھے۔ میں پہاڑ پر ایک پتھر کے پیچھے بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا کہ تلواریں خود اور ڈھالوں پر چھنا چھن پڑ رہی تھیں۔ شمشیر کی ہر ضرب سے چنگاریاں (پتنگے) اڑاڑ کے آگ جھڑتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ دونوں فریق ایک دوسرے سے مل گئے تھے اور ایک گھسان کارن پڑ رہا تھا۔

میں نے یہ سنا دیکھ کر اپنے دل میں کہا کہ مسلمانوں کے سردار کے ساتھ جب اس طرح رن پڑ رہا ہے اور وہ ایک ایسی جنگ میں گھرا ہوا ہے تو سعید بن زید اور ضرار بن اذوہؓ کا ان بندر وازوں پر رہن چننے کا مدہ بخش نہیں ہو سکتا۔ ارض شام میں ہمارے یہ اصول مقرر تھے کہ اگر ہم کسی وقت آپس میں اکٹھے اور جمع ہونا چاہتے تھے تو رات کو آگ اور دن کو دھواں کیا کرتے تھے اس لئے میں فوراً دشمنوں کے پاس جا کے کھڑی توڑ توڑ جمع کرنے لگا اور ایک دوسرے پر کھڑی رکھ کے جھنق سے آگ لی اور چھوٹی چھوٹی کھڑیوں میں میں پہلے آگ لگا کہ پھر سوکھڑی کھڑی پر جری (سبز) کھڑی رکھ دی جس کی وجہ سے دھواں اٹھنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد دھواں اس قدر بلند ہوا کہ آسمان سے باتیں کرنے لگا۔ حتیٰ کہ حضرت سعید بن زید ان کے ساتھیوں نیز حضرت ضرار بن اذوہ اور ان کے ہمراہیوں نے بھی اسے دیکھا اور اس کے دیکھنے ہی ایک نے دوسرے کو پکارتا شروع کیا کہ خداوند تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں جدی چلو اور اپنے سردار کی خبر لو۔ یہ دھواں بغیر کسی بڑی علت اور بہتم بالشن کا کام کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ ہم سب گھوڑے کودا کودا کر ایک جگہ جمع ہو جائیں۔

چنانچہ یہ تمام حضرات گھوڑوں پر سوار ہو کے اس وقت پہنچے جب لڑائی اپنے پورے شباب پر تھی، تلواریں چمک رہی تھیں سرکت کٹ کر گر رہی تھی۔ باوجود سردی کی شدت کے لوگ پسینہ میں شرابور ہو رہے تھے، مسلمانوں پر عرصہ میدان جنگ ہو رہا تھا، استقلال کا دامن قریب تھا کہ ہاتھ سے چھوٹ جائے آفتاب خوب بلند ہو گیا تھا ہر طرف گھبراہٹ اور بے چینی پھیل رہی تھی، یکے بعد دیگرے آ رہے تھے۔ شمشیر برآں بڑھ بڑھ کر اپنا کام کر رہی تھی۔ لڑائی کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ ہر شخص اپنے مقابل کے مقابلہ میں استقلال دکھا رہا تھا کہ مشرکین پر بلا کے آثار نمودار ہوئے اور باقی غیب نے زور سے ایک آواز لگائی! یا حاملۃ القرآن جاءکم النصر من الرحمن و نصرتہ عسی عبدة الصلیبان یعنی اے حاملان قرآن! تمہارے پاس دشمن کی طرف سے مدد آگئی اور صلیب کے بندوں کے مقابلے میں تمہاری مدد کی گئی۔ حضرت سعید بن زید اور حضرت ضرار بن اذوہؓ اپنے سواروں کو آگے آگے نیزے تانے تلواریں مین سے نکالے گھوڑوں کو سر پٹ ڈالے جب کہ دہریوں کو اپنی فتح کا یقین ہو چکا تھا ظاہر ہوئے مسلمانوں کے پرچم ہوا میں لہراے موجوں کے لشکر فوجی نشان میدان کارزار میں اڑانے لگے تو انہیں ان آنے والوں کے حالات معلوم کرنے کے لئے پیچھے مڑ کر دیکھنا پڑا۔ اب ان کی آنکھ کھلی کہ غنیم ہمارے اور ہماری عورتوں بچوں اور اولاد کے مابین حامل ہو گیا۔ بجائے فتح کے نعروں کے آہواؤا ہلاکی آوازیں بلند ہوئیں اور خدا کے دشمنوں کے دل میں یہ یقین ہو گیا کہ مسلمان کو شک پہنچ گئی اور ہمارے سردار نے ہمارے ساتھ کھڑی فریب کیا۔ ان کے سردار نے ان کی جب یہ سستی دیکھی تو انہیں ایک ڈانٹ پلا کے کہنے

کا تم بھٹو! شہر کی طرف نہ لو اور میدان سے پیچھ دو۔ کمرہ دوس کی طرف نہ بھاگو، مسلمانوں کا شکر تمہارے اور شہر کے، مین حائل ہو گیا ہے، یہ بھی عربوں کی ایک فطرت اور چالاکی ہے اور پتہ بھی نہیں۔ رومی یہ سنتے ہی ایک دوسرے کی مدد کرتے تمام کے تمام اپنے سردار کے گرد جمع ہو گئے اور یہ انہیں لے کر بائیس سو ایک پہاڑ کی طرف چلا۔

حضرت سعید بن زید اور ضارب بن ازورؓ اپنے اپنے دستوں کو لئے ہوئے شہر پناہ کی دائیں جانب سے چونکدارے تھے اس لئے حملہ کرتے ہوئے ان کے پیچھے ہوئے اور قہر کرتے کرتے رومی جس پہاڑ کی کھوہ میں جو ایک نہایت محفوظ جگہ تھی پناہ لینا چاہتے تھے اس پہاڑ تک پہنچ گئے۔ رومی جس وقت اس کھوہ یا حصار میں پناہ گزین ہو گئے تو چونکہ ان کا تعاقب کرنے والے حضرت سعید بن زیدؓ تھے۔ انہوں نے فوراً اپنے پانچ سو سواروں کے دستہ کے ساتھ انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔

ادھر حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ نے جس وقت رومیوں کو ہزیمت کھا کر بھاگے اور اپنی چوٹوں کو بچا کے پہاڑ کی طرف لے جاتے دیکھا تو آپ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے بلند آواز سے فرمایا: معاشر المسلمین! خبردار کوئی شخص ان کا تعاقب نہ کرے اور اپنی فوق سے کوئی سپاہی متفرق اور جدا نہ ہو، ممکن ہے کہ رومیوں نے دافستہ ہزیمت کھا کر تمہارے فریب دینے کے واسطے فرار اختیار کیا ہو کہ جس وقت تمہاری جماعت کا شیرازہ بکھر جائے اور تمہاری جمعیت متفرق و متشتت ہو جائے تو پھر اچانک پک لوٹ کر تم پر بلہ کر کے ایک ایک شخص کو جاں شہادت چلا دیں۔ حضرت سعید بن زیدؓ نے چونکہ آپ کی یہ آواز نہیں سنی تھی اگر سن لیتے تو کبھی تعاقب نہ کرتے اس لئے یہ برابر بڑھتے چلے گئے اور انہیں یہ یقین رہا تھا کہ تمام مسلمان میرے ساتھ اسی طرح بڑھتے چلے آ رہے ہیں۔ حتیٰ کہ دشمن جس وقت ہو (پہاڑ کی گہائی) میں پناہ گزین ہو گیا تو حضرت سعید بن زیدؓ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ اب اللہ جل جلالہ نے اس روہ کے قلعہ وقوع کرنے کا ارادہ کر لیا ہے جس وقت تک تم مسلمان یہاں تک نہ پہنچ جائیں اور حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ ان کے متعلق کوئی حکم صادر نہ فرمائیں۔ اس وقت تک ان کو اسی طرح چاروں طرف سے گھیرے رہو اور اس طریقہ سے محاصرہ رکھو کہ کوئی شخص بچ کر نہ نکل سکے۔

اس کے بعد آپ نے ایک معزز مسلمان کے ہاتھ میں اپنی خدمت پر دی اور کہا آپ اس وقت تک میری قائم مقامی کریں جب تک میں حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے متعلق ان کا عندیہ اور رائے معلوم کر کے نہ آ سکوں۔ آپ نے اپنے ساتھ بیس سواروں کا ایک دستہ لیا اور حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا۔ انا لله وانا اليه راجعون۔ سعید! مسلمان کیا ہوئے؟ تم نے اپنے ساتھیوں کو کیا کیا۔ انہوں نے عرض کیا حضور! مارک ہو انہوں نے دشمن کا محاصرہ کر رکھا ہے اور سب بخیر و عافیت زندہ و سلامت ہیں۔ اس کے بعد تمام قصہ بیان کیا اور عرض کی آپ کا جب کوئی سپاہی میرے پاس نہ پہنچے گا تو میں خود جناب کا حکم لینے کے لئے اور مسلمانوں کی خیر و عافیت معلوم کرنے کے واسطے خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا ہوں۔ آپ نے کہہ خدا نے منعم کا لاکھ لاکھ شکر ہے جنہوں نے انہیں ان کے گھروں سے ہزیمت دے کے بھاگ دیا اور ان کی جگہ سے ان کے بچہ اکھاڑ دئے۔

اس کے بعد حضرت سعید بن زیدؓ اور حضرت ضارب بن ازورؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا خداوند تمہیں جزائے خیر عنایت کریں میں نے تمہیں شہر کے دروازوں پر متعین کر کے یہ حکم دیا تھا کہ ادھر سے رومی نہ آئے پائیں۔ پھر تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کر کے یہ کیسہ جرات کی کہ فوراً اس طرف چلے آئے اور تمہیں کس نے اتنی ہمت دلائی کہ میری مخالفت کر بیٹھے۔ تم دونوں نے

میرے اور میرے ساتھیوں کے دلوں کو بیدار کر دیا اور میں نے یہ سمجھ لیا کہ تمہارے تمام ساتھی شہید ہو گئے اور رومیوں نے تمہیں ہزیمت دیدی۔ اسی واسطے میں نے اپنی فوج کو متعزرا یا تھا کہ وہ مغرورین کا مقابلہ نہ کریں۔ حضرت سعید بن زید نے عرض کیا ایہا الامیر! واللہ میں نے آپ کے کسی حکم کی (دانت) نہ فرمائی آپ کے کسی قول کی مخالفت نہیں کی جس طرح جناب نے حکم دیا تھا ہم اسی طریقہ اور سمجھ پر قائم تھے اور اسی مقام پر جہاں اور جس جگہ کے سنے حضور نے ارشاد فرمایا تھا پڑے ہوئے تھے کہ اچانک ہمیں ایک دھواں اٹھنا دکھائی دیا جو بڑھتا بڑھتا بہت اونچی ہو گیا تھا۔ ہم نے اسے دیکھ کر آپس میں یہ کہا کہ یا تو یہ رومیوں کے اہم ترین اور سخت کاموں میں سے کوئی کام ہے اور یا مسلمانوں نے ہمارے بلانے کے لئے ایسا کیا ہے۔ اس لئے ہم نے آپ کی طرف آنے میں جلدی کی اور چلے آئے اور جو کام یہاں آ کے یہ وہ آپ کے سامنے ہے۔ محاصرہ کر لینے کے بعد ہمیں خیال پیدا ہوا کہ اگر ہم یہیں ٹھہرے رہتے تو مہاراکہ کہیں جناب کی رائے کے خلاف ہو یا ہمارا کوئی کام حکم عدولی کے متضاد سمجھا جائے اس لئے یہاں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

آپ نے فرمایا اللہ اکبر و ما توفیق الا باللہ۔ خدا کی قسم! جس وقت رومی ہمارے لشکر پر آپڑے تھے اور انہوں نے حملہ کر دیا تھا تو میں نے اپنے دل میں کہا تھا کہ کاش! کوئی سعید اور ضرار کو پکار کر بہہ دیتا کہ وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر آجائیں یا پہاڑ پر چڑھ کر کوئی دھواں ہی کر دیتا کہ وہ اسے دیکھ کر یہاں آجائے۔ حضرت سعید بن زید نے کہا واللہ یا امیر المؤمنین! میں نے پہاڑ پر ایک آگ روشن دیکھی جس کا دھواں آسمان کے کناروں تک پہنچ رہا تھا۔ یہ باتیں ہوتی رہی تھیں کہ آپ نے مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر بندہ آواز سے فرمایا معاشرۃ المسلمین تم میں سے کون شخص ہے جس نے پہاڑ پر آگ جلائی تھی یا دھواں کیا تھا؟

سمیل بن صباحؓ کہتے ہیں کہ جس وقت میں نے یہ آواز سنی تو میں فوراً ایک کبہ کے حاضر خدمت ہو گیا۔ کیونکہ میں رومیوں کی ہزیمت کے بعد پھر لشکر میں ہی آٹھا تھا۔ میں جس وقت جناب کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں تو آپ نے ہمیں اللہ تبارک و تعالیٰ اور جناب محمد رسول اللہؐ کی صداقت کی قسم دے رہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور یہ کام میں نے کیا تھا۔ آپ نے فرمایا تمہیں اس کی کیا ضرورت لاحق ہوئی تھی؟ میں نے وہ تمام قصہ آپ کے سامنے بیان کر دیا آپ نے فرمایا تمہیں اللہ جل جلالہ نے جنت کی توفیق عنایت فرمادی تھی۔ آئندہ اسے سرور کے عزم کے بغیر کسی نئے کام کرنے سے محترز رہنا۔

والدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابو سعید بن جراحؓ سمیل بن صباح سے یہ باتیں کر رہی رہے تھے کہ دفعۃً ایک شخص پہاڑ سے اتر کر چائے لگا چلو چلا اپنے مسلمان بھائیوں کی خبر لو انہیں رومیوں نے گھیر لیا ہے اور وہ نہایت ضیق و سختی میں مبتلا ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ برہمن ملعون نے جب مسلمانوں کی تعداد کم دیکھی تو اپنی قوم کو متوجہ طلب کر کے چلانے لگا مسیح کے پرستار و دوزخ و دوز اور اس جھوٹی سی جماعت کو جو تمہیں بھڑے ہوئے ہے لے لو اور قتل کر دو پھر خوشی شہر میں داخل ہو جاؤ۔ اگر تم نے انہیں کوار کے گھاٹ اتار دیا تو عربوں کی تعداد کم پڑ جائے گی اور یہ تمہارے شہر کا محاصرہ چھوڑ کے بھاگ جائیں گے۔

مصعب بن عدی توفیقی کہتے ہیں کہ جنگ بعلبک میں میں حضرت سعید بن زیدؓ کی جمعیت میں شامل تھا ہم نے برہمن اور اس کے ساتھیوں کو اس حصار میں پانچ سو سواروں کے ساتھ یہ صرہ میں لے رکھا تھا ہمیں رومیوں کی کسی بات کا علم اس وقت تک نہیں ہوا جب تک وہ چاروں طرف سے دوز دوز کر ہم پر نہ کرنے لگے۔ ہم نے ایک دوسرے کو پکارنا شروع کیا اور ہم سب ایک جگہ جمع ہو گئے۔ خدا کی قسم! میں شرم کی اکثر لڑائیوں میں شامل رہا ہوں۔ غر میں نے ان لوگوں سے زیادہ سخت کسی کو نہیں دیکھا جو بعلبک

کے سردار کے ساتھ جمع تھے یہ لوگ نہایت ثابت قدم اور تمام رومیوں سے زیادہ دلوہے کے مقابلے میں ڈٹ کر لڑنے والے تھے۔
 والاند انہوں نے دفعۂ ہم پر هجوم کر دیا اور ہماری طرف بڑھے چھ آئے حتیٰ کہ بجائے اس کے کہ ہم نے ان کا محاصرہ کر رکھا تھا
 انہا انہوں نے ہمیں گھیر لیا۔ ہم اس دن کا شمار اور آجس میں ایک دوسرے کے ساتھ گفتگو کرنے کی یہ عداوت تھی کہ انصر یہ قہر
 الظفر یعنی صبر کے بعد فتح ہوتی ہے۔ ہم نہایت بے جگرئی سے مقابلہ کر رہے تھے۔ یہ حرب ہمیں نہایت کرب و بلا معلوم ہو رہی تھی
 کہ ہم نے اچانک ایک بلند آواز جو پہاڑوں سے نکل رہی تھی سنی، ایک کنبے والا کہہ رہا تھا اور ایک مندی کی زور زور سے ندا کر رہا
 تھا۔ امان من رجل یھب نفسه لله تعالیٰ و لرسوله و یستنصر المؤمنین فانھم بالقرب منا ولا یعلمون ما نزل
 بنا۔ یعنی کیا کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ اور ان کے نبی برحق محمد رسول اللہ کے واسطے اپنی جان ہر کہہ کر کے مسلمانوں
 سے ادھر چلنے کے لئے کہہ دے کہ وہ ہم سے حالانکہ ہمیں قریب ہیں مگر انہیں خبر نہیں کہ ہم پر کیا بلا نازل ہو رہی ہے۔

میرے پاس اس وقت ایک نہایت صبار اور گھوڑا تھا جو بکلی کی طرح ادھر سے ادھر کھنڈ کر چڑتا تھا۔ یہ آواز سن کر میں نے گرم
 کرنے کے لئے اسے ہنر کا ایک ہاتھ رسید کیا۔ ہاتھ کا کھنا تھا کہ گھوڑا ہوا ہو گیا اور پوجود اس کے کہ میں نے رومیوں کے دو تین
 آدمیوں کو تلوار کے گھٹ اتار دیا تھا کوئی رومی میرے گھوڑے کے گرد کو بھی نہ پہنچ سکا۔ گھوڑے کا اس وقت یہ حال تھا کہ پتھر کی
 بڑی بڑی چٹانیں کو دتا پھینکنا بکلی کی طرح میری رانوں سے نکلا چلا جا رہا تھا حتیٰ کہ یہ ہوا کو چیرتا پھرتا مسلمانوں کے لشکر تک اسی
 طرح چلا گیا۔ میں نے قریب پہنچ کے مسلمانوں کو پکار پکار کر کہن شروع کیا چلو چو حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے میری آواز سن کر
 تیرا ندازوں کو پکارا۔ عربی کمان لئے ہوئے آپ کے پاس اسوتیر انداز جمع ہو گئے۔ آپ نے انہیں حضرت سعید بن زید کے
 سپرد کر کے فرمایا کہ قتل اس کے کہ دشمن تمہارے ساتھیوں پر دراز دیتی کر۔ ان میں فوراً جا ملو۔ اس کے بعد آپ نے حضرت ضرار
 بن ازور کو آواز دی اور فرمایا کہ تم اپنے بھائی سعید کی مدد کے لئے پہنچ جاؤ۔ یہ بھی پہاڑ کی طرف روانہ ہو گئے۔ جس وقت
 مسلمان یہاں پہنچے اس وقت رومیوں نے صحابہ رسول اللہ کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔

ابو زبید بن ورقہ بن عمر زبیدی کہتے ہیں کہ میں بھی ان پہاڑ والے مسلمانوں میں شامل تھا، رومیوں نے ہر طرف سے ہمیں
 گھیر رکھا تھا ہم بھی نہایت استہلال کے ساتھ ان کے مقابلے میں ڈٹ رہے تھے اور بڑے بڑے بہادریوں کی طرح جان تو رخصتوں
 کو برداشت کر رہے تھے۔ ہمارے سر آدمی زخمی اور شہید ہو کر زمین پر گر پڑے تھے۔ رومی بڑھ بڑھ کر حملہ کر رہے تھے۔ غرض
 ہمارے لئے یہ وقت نہایت کٹھن اور یہ لڑائی سخت جان گزار ہو رہی تھی کہ ہم نے تکبیر و تہلیل کی آوازیں سنیں اور انصاف الفیر کے فک
 یوں نعرے کا فون میں آنے لگے۔ حتیٰ کہ اس دم کے بہراتے ہوئے پرچم جس وقت ہماری نظروں کے سامنے اڑنے لگے تو
 رومی دم پا باکے اسی پہاڑ کی کبھو میں پھیر بڑھنے لگے۔ ہم بہد کر کے ان کے قتل قب میں ہوئے اور ان کی کچھلی صفتوں کے آدمیوں کا
 صفایہ کرنا شروع کر دیا۔ اکثر قوتورے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے۔ آخر یہ پختہ پنا تے حصار میں گھس گئے اور اس طرح انہوں نے
 پھرا اپنی جان کو بچا لیا۔ ہم نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا اور اب ان کی اتنی بھی مجال نہیں تھی کہ ہمارے تیر کے خوف سے سر اجمار
 کر ہی دیکھیں۔

جس وقت حضرت ابو سعید بن جراحؓ کو فرہنگی ساتے مسلمان شہید ہوئے اور اسے مشرکیت پیغ کردے گئے رومی قوم پھر اس حصار میں محصور رہی گئی جس کے پاس نہ کھانے کو نہ پانی پینے کو پانی تو آپ نے سن کر معبود برحق کا شکر یہ ادا کیا اور کہا تمام تعریفیں اللہ جل جلالہ کے لئے ہی ہیں جنہوں نے انہیں متفرق کرنے کے بعد پھر ایب جمع کر دیے۔ اس کے بعد آپ نے اس بیت شریفہ کو تلاوت کیا:

وحمل بینہم و بین مایستہون کما فعل باشیا عہم من قبل اہم کانوا فی شک مریب۔

”اور پردہ ڈال گیا ان کے اور ان کے اسی چیز کے درمیان میں جسے وہ چاہتے تھے جیسا کہ یہاں تھا ان کے پہلوں کے ساتھ اور وہ تھے اضطراب میں ڈالنے والے لشک میں۔“

اس کے بعد آپ مسلمانوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا معشر اہل اسلام تم اپنے اموال و اولاد کے پاس جا کے شہر کے گرد و گرد اپنے خیمہ گھر کر دو۔ اللہ جل جلالہ نے اب تمہارے دشمنوں کو یہ نیکوئی کر کے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔

ذلک بان اللہ مولی الذین اموا و ان الکافرین لا مولی لہم۔

”یہ سبب اس لئے ہے کہ جس جہاں وہ گروہوں کے مددگار و معاون ہیں جو ایمان لے گئے ہیں اور کافروں کا کوئی معاون و مددگار نہیں۔“

مسلمان یہ سن کر جہاں پہلے ٹھہرے ہوئے تھے آئے خیموں کو نصب کیا۔ دشمن کی خبر لانے کے لئے لشکر اٹھایا (مقدمت الحیش ہولین ذوری) مقرر کیا۔ چراگاہ کی طرف چلے گئے اور اونٹ روانہ کئے۔ غلاموں کو جنگل سے لکڑی لانے کے لئے کہا۔ آگ شکر میں برد بکھروشن کی۔ خوف و ہشت کا فور ہو گیا۔ اس کی جد امین اور سکون نے۔ لی۔ اہل حبشہ نے شہر پناہ پر چڑھ کر آہ و بیدار منہ نہ بولنے اور اپنی زبان میں چیخ چلنا شروع کیا۔ حضرت ابو سعید بن جراحؓ نے ترجمان سے فوری دریافت فرمایا یہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ ”اے ہمارے بھائی! اپنی سختی ملک کی تھی، گھریا کی ویرانی اپنے گلوں کی موت اور ہلاکت کو یاد کر کے کہ جیسے یہاں اہل عرب آئے ہیں ہماری یہ فتنیں آ رہی ہیں چین کر کے رو رہے ہیں۔“

واللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جس وقت شام ہونے کے قریب ہوئی تو حضرت ابو سعید بن جراحؓ نے حضرت سعید بن زیدؓ کو بلا بھیجا کہ ذرا ہشامی سے کام کرنا۔ اپنے مسلمان عمارتوں کی احتیاط رکھنا اور تمہیں باری نون جل مجدہ جزائے خیر عطا فرمائیں اس بات کی کوشش رکھنا کہ وہیں کا کوئی آدمی تمہارے ہاتھ سے نہ نکل جائے اور نہ ان محصورین کے لئے میدان میں اتنی وسعت رکھنا کہ کوئی ان میں سے نکل کر چل دے اور پھر آہستہ آہستہ یکے بعد دیگرے اسی طرح چلتے رہیں۔ حتی کہ تمہاری وہی مش ہو جائے کہ کسی کے ہاتھ میں کوئی چیز آئی تھی اور وہ اس نے ضائع کر دی۔

حضرت سعید بن زیدؓ کے پاس جس وقت پہنچی یہ پیغام لے کر پہنچا تو آپ نے مسلمانوں کو محصورین کی حفاظت کرنے میں زیادہ تاکید کر دی اور یہ حکم دے دیا کہ لکڑی لینے کے لئے سو آدمیوں سے زیادہ نہ جائیں اور وہ بھی مسلح ہو کر زیادہ دور بھی جانے کی

ضرورت نہیں کہیں قریب ہی سے لکڑی لے کر چپ آئیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ محفصوں نے آگ روشن کر کے نکبیر اور جہیل کے نعروں کے ساتھ حضورین کے چاروں طرف گھوم گھوم کے رات گزارنی شروع کی۔

ہر مہینے مسلمانوں کا جب یہ انتظام دیکھا تو وہ اپنے چند آدمیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ افسوس کہ ہم نے بری تدبیر سوچ لی تھی۔ ہماری رائے نے دراصل غلطی کی ہمارا اس وقت نہ کوئی یار ہے نہ مددگار، عربوں نے ہمیں ایک تنگ مقام میں قید کر لیا ہے جہاں دانہ ہے نہ پانی۔ اگر ہم ایک دوروزی طرح یہاں محبوس رہے تو ہماری قوتیں بالکل ضعف پڑ جائیں گی۔ کمزور لوگ بھوکے مرجائیں گے اور گھوڑے بے حد دم توڑ دیں گے اور اگر ہم نے ہتھیار ڈال کے اپنے آپ کو باکران کے سپرد کر دیا تو اول سے آخر تک تمام آدمی موت کے گھاٹ اتار دے جائیں گے۔ یہ سن کر اس کی فوج کے سپہ سالار کہنے لگے تو پھر آپ اب کیا رائے ہے؟ ہمیں کیا کرنا چاہئے اس نے کہا میرے خیال میں عربوں کے ساتھ مکہ و قریب سے کام لینا چاہئے۔ جس کی ترکیب یہ ہے کہ میں ان سے صلح کی درخواست کرے ان کے حسب مشاؤون سے صلح کر لوں اور انہیں اس بات کی ضمانت دے دوں کہ میں تمہارے لئے شہر کو کھوادوں گا۔ اس طرح جس وقت ہم ان کی ذمہ داری میں آ کر شہر میں داخل ہو جائیں گے تو پھر شہر پناہ کی دیواروں پر چڑھ کر اترنے لگیں گے اور اگر تمہیں ہوا تو والی جو یہ اور حاکم یا مین البحر کے پاس اپنا بیچ بیچ کر ان سے استغاثت کی درخواست کریں گے۔ شاید اس وقت وہ دونوں بھی مدد کو آجائیں اور وہ شہر سے باہر اور ہم شہر پناہ کے وپرست عربوں کا حلقہ بند کر دیں اور اس لڑائی میں مسیح (علیہ السلام) یقیناً ہمیں کافی ہوں گے۔“

انہوں نے کہا سردار! یہ تمام باتیں خیالی پلاؤ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔ آپ یہ درہیں کر دیں جو یہ قیمت تک ہماری مدد کو نہیں آسکا وہ خود اسی مصیبت میں گرفتار اور اپنے گھر پر قمر میں مبتلا ہے۔ ہماری طرح وہ خود محصور ہو چکا ہے۔ حرب جب تک ہماری طرف نہیں آئے تھے ہم نے سنا ہے کہ انہوں نے جو یہ والوں سے مصالحت کر لی تھی۔ نیز نہ ان میں اتنی طاقت و قوت ہے کہ وہ عربوں کا مقابلہ کر سکیں۔ ربا حاکم مین البحر سو وہ محض مذہبی آدمی ہے اور وہ بھی زائد خشک جس کے پاس فوج ہے نہ فرا۔ پھر اس پر طرہ یہ ہے کہ لڑائی کی جرات تک نہیں۔ مین البحر والے تجارت پیشہ لوگ ہیں جو اپنی تجارت کی وجہ سے شرمین تمام حدود میں پھیلے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے غلبہ مان ہے کہ عربوں کے ساتھ ان کی بھی ضرورت مصالحت ہوگی۔ ایسی صورت میں نتیجہ اپنی رائے سے وہ کام کرنا چاہئے جس میں اپنی ہمتی نہ تمام رعایا کی بہبود مضمر ہو اور مفاد عامہ کے وہ کسی طرح غفلت نہ پڑے۔

ہر مہینے سن کر اپنے سرداروں کا مطلب تاڑ گیا اور چپ رہا۔ صبح ہوئی تو اس حنائی یا حصار کی دیوار پر بیٹھ کے بندوق سے کہنے لگا یا معاشر العرب! کیا تم کوئی ایسا شخص موجود ہے جو میری بات سمجھتا ہو، میں سردار ہر مہینے ہوں حضرت سعید بن زید کے رسالہ میں جو ترجمان تھا یہ سن کر حضرت سعید بن زید نے آپس دوڑتا ہوا گیا اور عرض کیا حضور! میں آپنی قوم کا سردار جناب سے گفتگو کرتا چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا تم اس کے پاس جا کے دریافت کرو کہ کیا کہنا چاہتا ہے؟ ترجمان نے آپ کے دریافت کیا۔ اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ تمہارے سردار مجھے اپنے تیر اندازوں سے امان دے دیں اور میرے پاس آ کر تمہواری سے دیر تشریف رکھیں تاکہ میں

ان سے ایک ایسے امر کے متعلق گفتگو کر سکوں جس میں فریقین کے اندر پھر امن و امان کا دور ہو کر آئے۔ ترجمان نے آپ سے آ کر بیان کیا۔ آپ نے فرمایا وہ کوئی بزرگ نہیں ہے کہ میں اس کی زیرت کے لئے جاؤں۔ اُسے کچھ کام ہے تو وہ خود ذلیل بن کے ناک رگڑتا ہوا میرے پاس آئے تاکہ میں اس کی بات سن سکوں۔

ترجمان نے جب ہر بیس سے آپ کا یہ جواب جا کر بیان کیا تو اس نے کہا میں چونکہ ان کا حریف ہوں، میرے ان کے مابین لڑائی ہے اس لئے ان میں کے پاس کس طرح جاسکتا ہوں؟ مجھے خوف ہے کہ اگر میں ان کے پاس چلا گیا تو وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ ترجمان نے کہا اہل عرب جب کسی سے عہد کر لیتے ہیں تو اسے اپنی طرف سے نہیں توڑتے اور جب کسی کو امان دے دیتے ہیں تو پھر اسے کچھ نہیں کہتے ہیں۔ میں تیرے واسطے بھی امان لے لوں گا۔ اس نے کہا واقعی میں نے ان کے یہی اوصاف سنے ہیں مگر میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے واسطے اس کی پہلے توثیق کر لوں اور تجھ سے عہد لے کر ان کی ذمہ داری میں آ جاؤں اور چونکہ وہ نہایت امین ہیں اور ان کا سردار کسی بد عہدنی نہیں کرتا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اپنی رہ یا اور تہ تیغ کے واسطے بھی ان لے لوں۔ کیونکہ ان لوگوں اور اس قوم کے ہاتھوں سے ہم بہت نقصان ہوا ہے اور ہم رے خون کی ندیاں کی ندیاں بہہ گئی ہیں۔ اس لئے میری یہ بھی خواہش ہے کہ میں پہلے کسی آدمی کو بھیج کر اپنے لئے ان لے لوں۔ ترجمان نے کہا تو اطمینان رکھ میں سردار سے تیری یہ تمام باتیں کہہ دوں گا۔

ترجمان یہ نہہر حضرت سعید بن زید کی خدمت میں آیا اور بیان کیا کہ ہمیں چاہتا ہے کہ کسی آدمی کو آپ کے پاس بھیج کر پہلے ان لے لے۔ آپ نے فرمایا جسے اس کی خواہش ہو میرے پاس بھیج دے اس سے آدمی کو جب تک وہ یہاں سے پھر کر اپنی فوج میں نہ جالے اس کے لئے امان ہے۔

حضرت سعید بن زید کا اپنی کو سجدہ کرنے سے منع کر دینا

کہتے ہیں کہ ترجمان نے جس وقت ہر بیس سے اس کے اپنی کے متعلق ان کے لئے کہا تو وہ اپنے ایک نہایت ذکی، عاقل اور معزز صاحب کے پاس آیا اور کہنے لگا ہم پر اس وقت جو مصیبتیں آ رہی ہیں وہ تجھے اچھی طرح معلوم ہیں عربوں نے ہمارے راستہ کو مسدود کر دیا۔ مسج (حیہ الاسام) نے بل، دشام کی خرابی کا حکم دیا ہے اس لئے یہ عہد ہم پر برابر فتح پاتے چلتے ہیں اور ہم نہایت سختی اور شدت کی حالت میں ہیں۔ اگر ہم نے اب ان سے ان نہ حاصل کی تو ہم اور ہم ہر گھوڑے بھوک کے رہے قہر اہل جو بائیں گے۔ عورتیں اور بچے قید کر لئے جائیں گے۔ مال و اسباب لٹ جائے گا۔ منہ شرم کے جتنے حکم یا صوبے دار ہیں وہ خود اپنی اپنی مصیبت میں گرفتار ہیں۔ محض ہماری طرح سے محصور ہی ہے۔ بادشاہ کو اپنی فہرنگی ہوئی ہے اس لئے ایسے آڑے وقت میں ہمارا کوئی معاون و مددگار بھی ہو سکتا۔ ان تمام باتوں کو دیکھتے ہوئے قرین مصیبت یہی ہے کہ تو عربوں کے پاس جا کر ہمارے واسطے پہلے امان لے لے اور عہد و پیمان واضح کر کے چلا۔ تاکہ میں ان کے پاس جا کر مصیبت کی کوئی صورت پیدا کر سکوں اور کچھ مکر و فریب کر کے ان صاحب کو لے کر شہر میں داخل ہو جاؤں اور پھر وہاں پہنچ کر ان سے دوبارہ مذاکرات یا اگر ممکن ہو تو کچھ تھوڑا بہت ان کے سردار کو مل دے دلا کر تمہارے اور تمام شہر والوں کے واسطے ان لے لوں گا۔ بہت ممکن ہے کہ وہ مال کی خواہش

اور اس نے لالچ میں آئے یہاں سے کسی اور طرف پہنچے جائیں اور ہم سے کسی طرح کا تعلق نہ کریں۔ پھر بادشاہ اور ان کے مائیں جو کچھ ہوگا وہ دیکھ جائے گا۔

یہ سن کر شخص حضرت سعید بن زیدؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کھڑا ہوا کہ آپ کو سجدہ کر کے غرت پ نے اشارہ سے فوراً منع کر دیا۔ مسلمان دوڑے اور اس کو اس کام سے باز رہنے کی تاکید کرنے لگے۔ یہ ڈرا اور ترہماں سے کہنے لگا۔ تم مجھے اپنے سردار کی قہقیر سے کیوں روکتے ہو؟ ترجمان نے حضرت سعید بن زیدؓ سے اس کی تہنیت کی کہ آپ نے فرمایا کہ میں اور یہ دونوں خداوند تعالیٰ جل جلالہ سے بندہ ہیں اور سجدہ اور قہقیر خدا کے برحق معبود قدیم کے سوا کسی کو پا نہیں ہے۔ یہ سن کر وہ روئی سردار کہنے لگا۔ اسی واسطے تم ہم پر نہیں جلد دینا کی تم تو قوموں پر فتح حاصل کرتے چلے جاتے ہو۔ آپ نے فرمایا تم اپنا مطلب بیان کرو کیسے آئے؟ اس نے کہا میں اس غرض سے آیا ہوں کہ میں اپنے سردار کے واسطے آپ سے ایک ایسا عہد اور امان لینے آیا ہوں کہ آپ امان دینے کے بعد اس کے ساتھ پھر کسی طرح کی بد عہدی نہ کریں۔

آپ نے فرمایا اہل تو اہم اور سرداران لشکر کے اخلاق اور عادات سے ہی یہ بات بہت زیادہ عجیب ہے کہ وہ کسی کو امان دینے کے بعد بغض امن کر دیں۔ دوسرے کچھ مدت ہم ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جو آپ کے مواعید کو بھول جائیں یا عہد و پیمان توڑ دیں۔ میں تیرے سردار کو یہ اس کے ساتھ اس شخص کو بھی امان دیتا ہوں جو ہتھیار ڈال کے اعطاعت کے ساتھ امان چاہتا ہو انکل آئے۔ اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ یہ امان آپ کی آپ کے ساتھیوں کی اور آپ کے سردار کی طرف سے ہو۔ آپ نے فرمایا ہاں ایسی ہی ہوگا۔ یہ سن کر وہ شخص بہت خوش ہو گیا اور حضرت سعید بن زیدؓ کا جواب بیان کر کے کہ پھر کدو بھول جائی اور بد عہدی سے بچنے کے لیے یہ درجہ جو شخص بد عہدی کرتا ہے بد عہدی اسے خود ہی برپا کر دیتی ہے۔ یہ عربی لوگ اپنی امانتوں میں کبھی خیانت نہیں کرتے اور نہ عہد کر کے بد عہدی کرتا ہے میں اور جو ان کے پاس جاتا ہے ان کے ساتھ نیکو و غور کرنا تو گویا ان کے پاس آنا ہی نہیں۔

ہربیس کا حضرت سعید بن زیدؓ کی خدمت میں آنا

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ ہم میں نے اپنا ریشمی لباس اتار کے موٹی اون (صوف) کے کپڑے پہنے۔ ہتھیار جو اس کے پاس تھے پھینک دیے اور نہایت عاجزی، انکساری، ذمت اور خوارگی کی حالت بنا کر چند سپاہیوں کے جو بھی تلواریں لئے ہوئے اور اسی جیسا لباس پہنے ہوئے تھے ساتھ میں ہو کر حضرت سعید بن زیدؓ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ اسے اس حالت میں دیکھ کر بہت روز و آجالا کے سامنے سر نہ بٹھوے ہو گئے اور نہایت انصر و زاری سے اس طرح منہ چات کرنے لگے

الحمد لله الذي ازل لنا جواهرهم وامكننا من بطارقهم۔

ترجمہ: ”تمام تعریفیں اللہ جل جلالہ کے لئے ہیں جنہوں نے ہمارے سامنے ان کے سرکشوں کو ذلیل و خوار کر دیا ہے اور ہمیں ان کے سرداروں پر قدرت و فوقیت بخش دی۔“

اس کے بعد اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے برابر بٹھا کے فرمانے لگے۔ تیرا ہمیشہ کا لباس ایسا ہی ہے جیسا کہ آج پہن رہا ہے یا آج ہی بدل دیا ہے۔ اس نے کہا سچ (حالیہ اسلام) اور قربان کی قسم! میں نے آج کے سوا کبھی یہ صوف کا لباس نہیں پہنا۔ میرے

اس وقت تک برابر جریر و بیان (رہشیں) کا لباس پہنتا رہا ہوں۔ میں نے آن اے اس وقت شخص اس لئے پہنا ہے کہ میں آپ سے جنگ و جدل کا ارادہ نہیں رکھتا بلکہ صلح کی درخواست کرتا ہوں۔ آیا ممکن ہے کہ آپ میرے ساتھ ان میرے ساتھیوں اہل شہر نیز شہر میں دیہات وغیرہ کے جو آدمی ہیں ان کے متعلق مصالحت کر سکو۔ آپ نے فرمایا کہ میں تیرے ان ساتھیوں کے متعلق جو ہماری حراست میں ہیں ان دو طریقوں پر صلح کر سکتے ہوں کہ ان میں سے جو شخص ہم سے دین میں داخل ہونا چاہے اس کی اور ہماری حالت یکساں ہوگی اور ہم اس میں کوئی فرق نہیں ہوگا اور جو شخص اپنے مذہب پر قائم رہے ہوئے بھیاڑاں والے تو اسے ہماری طرف سے امان ہوگی اور قتل سے محفوظ رہے گا۔ مگر اس کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ ہمارے مقابلہ میں کبھی تلواریں اٹھائے اور نہ کسی طرح برسرِ پیکار ہو رہا شہر اور اہل شہر کا معاملہ اسے ہم سے سردار نے ہی صبرہ میں لے رکھا ہے اور انشاء اللہ اعز اب فتح ہی ہوا چاہتا ہے۔ ہاں اگر تو میرے ساتھ چل کر ہم سے سردار حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ سے اپنی قوم کے متعلق کچھ گفتگو کرنا چاہے تو چل تو میری ذمہ داری میں ہے۔ اگر تیرے اور ان کے باہم مصالحت ہوگی تو بہتر ہے ورنہ میں تجھے اور تیرے ساتھیوں میں سے اس شخص کو جو تیرے ساتھ لوٹ کر جانے کا ارادہ رکھتا ہوگا مع الخیر تیرے اسی مقام تک (یعنی گھائی تک) پہنچا دوں گا۔ پھر فیصلہ خداوند تعالیٰ جل مجدہ کے دست قدرت میں ہے ان سے بہتر فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں ہے۔

ہرمیں کا حضرت ابوعبیدہؓ کی خدمت میں جانے کا اظہار

سردار ہرمیں نے یہ سن کر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں جانے کے لئے خواہش ظاہر کی۔ آپ نے حضرت وقاص بن عوف مدوئیؓ کو بلا کر فرمایا تم نے جو کچھ سنا ہے، حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت اقدس میں سب بیان کر دو اور جو کچھ وہ حکم دیں اس سے مجھے فوراً آ کر مطلع کرو ان کے پاس ایک نہایت مضبوط گھدا لگھوڑا تھا۔ یہ اس پر سوار ہو کر اسے کوداتے ہوئے چل دیئے۔ جس وقت حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے قریب پہنچے تو آپ کو سلام کیا اور کہا خداوند تعالیٰ جل وعلی ہمارے سردار کی شان اور زیادہ بلند کریں۔ میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ جناب کو اس بات کی اطلاع دوں کہ سردار ہرمیں نے حضرت سعید بن زیدؓ سے امان مانگ لی ہے اور وہ اب چاہتا ہے کہ جناب کے پاس حاضر ہو کر آپ اور اپنے شہریوں کے لئے آپ سے امان طلب کرے۔

آپ یہ سن کر فوراً جگہ شکر میں گر پڑے۔ کچھ دیر کے بعد نجد سے سرراہ کے فرارے لگے لوگو! شہر کی لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تمھاریاں کو سنبھال لو اور تمام آدمی ایک بار اللہ اکبر کے ایسے نعرے بلند کرو کہ دشمنوں کے دل مرعوب ہو جائیں۔ مسلمان یہ سن کر بڑھے اور بگبیر کے نعرے ایسے بلند کئے کہ شہر کی دیواریں کانپ اٹھیں۔ اہل بعلبک بھی گھبرا گئے۔ مسلمانوں نے شہر کے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ سب سے پہلے بڑھ کر اہل بعلبک کو ان کے سردار کے متعلق خبر دینے والے حضرت مرقال بن قتبہؓ تھے جنہوں نے اہل شہر کو مخاطب کر کے بلند آواز سے کہا۔

”بد بخنو! تمھارے حامی و مددگار ہلاک ہو چکے اور ہم نے تمھارے سردار کو اپنی امان میں لے لیا تمھیں چاہئے کہ اپنی جان و مال و اولاد کو تم صلح کے ذریعہ سے محفوظ کر لو۔ یاد رکھو اگر تم نے اس کا انکار کیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہم سے اپنی نبی

محمدؐ کی زبان مبارک کے ذریعہ یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ہمارے لئے تمام شہروں کو فتح کر دیں گے اور اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے وعدہ کو پورا کرنے والے ہیں۔“

اہل عہدک یہ سن کر نہایت خوف زدہ ہوئے، ان کے چہرے فق ہوئے۔ دل کاٹنے کے اور زانی کے ساتھ سست پڑ گئے۔ آہو فریاد شروع کی اور کہنے لگے کہ اس سردار نے ہمیں بھی خود یا اور خود بھی بد نہ کیا۔ اگر اس میں نہ ہوتے تو ہم نہ صحت کر سکتے تو یہ روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ مسلمانوں نے لڑائی میں حتیٰ اختیاری تو چونکہ ان پر خوف نہ تھا اس لیے یہ غائب ہو چکا تھا اس لئے انہوں نے چاہا کہ انہوں (امان امان) کہن شروع کیا۔

والقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو جب کامل یقین ہو گیا کہ اب زانی کے شکستہ مجزہ کراہل عہدک کے فرمیں ہستی کو کھستہ کرنے کے لئے شہر تک پوری طرف پہنچے ہیں تو آپؓ نے حضرت سعید بن زیدؓ کو کہا بھیجو کہ جس شخص کو تم نے ان دی ہے، ہماری طرف سے بھی اسے ان سے تمہاری مدداری کو ہم بھی نہیں کر سکتے اور نہ اس عہد کو جو تم نے اس کے ساتھ یہ ہے توڑ سکتے ہیں۔ اسے نہ کر تم ہمارے پاس فوراً چھوڑ دو۔

حضرت سعید بن زیدؓ نے یہ سن کر اپنی جگہ ایک دوسرے شخص، مقرر کیا اور خود ہم میں و سرتجہ لے کر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں آئے۔ ہمیں آپؓ کے سامنے کھڑا دوا اور آپؓ کی مردانگی نیز آپؓ کی فوق کی المعز، جہاد حرب و قتس اور شہر و اہل سے مسلمانوں کی شدت ضرب، علیہ کے سر و حرمت دی تا سب سے ساتھ اپنی انگلیوں کو دانتوں میں دبائے انہیں کاٹنے لگے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے ترجمان سے اس کا جب دریافت کیا۔ ترجمان نے ہمیں سے اس کا سبب پوچھا تو ہمیں ترجمان کی طرف سے طلب ہو کر کہنے لگے۔ (علیہ السلام) اور اس کی بیعت اور مدح کی قسم! میں نے یہ خیال نہ کیا تھا کہ آپؓ لوگوں کی تعداد اور انتہا ہے اور یہی لڑائی اور جنگ سے، وقت معصوم ہوا کرتا تھا کہ تمہاری مقدار لشکریوں سے بھی تجاوز ہے۔ نیز جنگ و جدل اور حرب و ضرب کے وقت ہم آپؓ کے لشکر میں بڑے گھوڑوں کے سبز پوش سواروں کے لئے ہوئے اکثر دیکھا کرتے تھے اور اب جب کہ میں تمہارے پاس موجود ہوں تو انہیں کہیں نہیں دیکھتا اور نہ آپؓ لوگوں کی اتنی مقدار دیکھتے ہوں۔ جتنی کہ خیال کیا کرتا تھا۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ وہ وقت کیا ہوئی اور وہ سوار اب کہاں پہنچے۔ شاید آپؓ نے انہیں ہی عین البحر یا کسی دوسرے معرکہ کی طرف روانہ کر دیا ہے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے ترجمان سے جس وقت اس کا ترجمہ بیان کیا تو آپؓ نے فرمایا کہ اسے تو یہ جواب دے کہ کم بہت ہم مسلمان ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں مشرکین کی آنکھوں میں بے شمار کر کے دکھاتے ہیں اور جس طرح کہ بدر کی لڑائی میں ہماری فرشتوں کے ساتھ مدد فرمائی تھی۔ اسی طرح ہر جگہ ملائکہ کے ساتھ ہماری نصرت و اعانت فرماتے رہتے ہیں اور یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہم پر ایک احسان عظیم اور انعام و اکرام ہے جس کی وجہ سے باری تعالیٰ جل مجدہؑ نے تمہارے بڑے بڑے شہروں اور ملکوں کو ہمارے ہاتھ سے فتح کر دیا اور اسی کی بدولت تمہارے لشکروں کو ہزیمت اور تمہاری جمیعتوں کو ہم نے متفرق اور منتشر کر کے رکھ دیا اور یہ اسی کا سبب ہے کہ ہم نے تمہارے بڑے بڑے کو نیست و نابود کر کے صفحہ ہستی سے ان کا نام ہٹا دیا۔ قطعاً فتح کر لئے اور بادشاہوں کو زیر زمین سما دیا۔

پس یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جو بزرگی اور بڑائی عطایت کی ہے وہ تغیر سمجھنے کے لائق نہیں ہے۔ سردار ہمیں مترجم کی

زبان سے آپ کا یہ ارشاد سن کر کہنے لگے۔ اس شام کو جس نے کبھی اہل فارس کے دانت کھٹے کر کے رکھ دئے تھے اور جس شام سے کبھی جرمہ اور ترک بھی عاجز آئے تھے واقعی تم نے آج اس شام کو جیروں سے روند کر رکھ دیا۔ ہمیں کبھی اس کا خیال تک بھی نہیں آتا تھا کہ ایسا بھی ہوگا۔ یہ راہ شہر ایک ایسا شہر تھا کہ شہر میں اس کے برابر دوسرا کوئی شہر محفوظ اور مومن نہیں ہے۔ یہ اپنی پائیداری اور مضبوطی کی وجہ سے آج تک کبھی محصور نہیں ہوا تھا اور نہ اسے باشندے کبھی کسی قوم کے سامنے سے تسلیم ختم کرنے کے لئے کسی لڑائی میں مغلوب ہوئے تھے۔ اس شہر بن حضرت سلیمان بن داؤد (علیہ السلام) نے اپنے لئے ڈالی تھی اور اپنی سلطنت کا دارالسلطنت مقرر کر کے خزانہ مرہ کے لئے اسی شہر کو منتخب کیا تھا۔ کاش اگر ہم حد سے تجاوز نہ کر کے اس شہر سے تمہارے مقابلے کے لئے نہ نکلتے اور اس سے انحراف کر کے پہاڑ کی طرف نہ جاتے تو اگر تم سو برس تک بھی ہمارا محاصرہ رکھتے تو ہم کبھی بھی اس طرح ڈر کے تمہارے ساتھ مصالحت کے لئے آمادہ نہ ہوتے۔ مگر خیر اب جو ہوا سو ہوا یہی تم اب ہو رہے۔ ساتھ مصالحت کر کے اپنی شرائط میں عدل و انصاف سے کام لے سکتے ہو کہ ہو رہے اور آپ کے حق میں یہی بہتر ہے۔ مسیح (علیہ السلام) اور انجیل (مقدس) کی قسم! اگر ہم نے اس شہر کے دروازے آپ کے واسطے کھول دئے تو تمام ملک شہر میں کوئی قلعہ اور کوئی شہر پھر آپ کے لئے کھٹھن اور مٹکل نہیں رہے گا۔

مترجم کے ترجمہ کے بعد آپ نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں تمہارے ملک والہک کا مالک بنادیا۔ تمہارے اموال کو ہماری غنیمت کر دیا۔ تمہارے بادشاہوں کو ذلیل و رسوا کر کے جزیہ دینا پر مجبور کر دیا۔ مگر میرے نفس نے تجھے جھوٹے جھوٹے وعدے دے کر ایک بغیر نفس الامری اعتماد تیرا اندر بھردیا جس کی وجہ سے تو بے فکر ہو کر نفس کے فریب میں آ گیا۔ حتیٰ کہ پاری تعالیٰ جل مجدہ نے تیرے نفس کی بدیوں کا تجھے مزہ چکھا کر عزت و اقتدار کے بدلے ذلت و اختصار کا سوا بان روح طوق تیری گردن میں ڈال دیا۔ یہ رکھ ہم انشاء اللہ تعالیٰ کو توکل اور ان سرداروں کو جو ہم سے مقابلے کا ارادہ رکھتے ہیں قید کر کے تمہارے شہر اور ان چیزوں کے جو اس میں ہیں، ملک ہو جائیں گے اور وہ لوگ جو ہم سے حرب و ضرب کا ارادہ رکھتے ہیں ہماری صلح میں داخل نہیں ہوئے ولا حول ولا قوة الا باللہ العظیم، یعنی طاقت و قوت اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

مترجم سے ہمیں آپ کا یہ کلام سن کر کہنے لگا مجھے اب اس بات کا یقین ہو گیا ہے کہ مسیح (علیہ السلام) اس شہر نیز شہر کے دوسرے تمام شہروں پر بہت زیادہ حکمتناک ہیں اور اسی واسطے تمہیں ادھر بھیج کر انہیں تمہاری ملکیت میں دے دیا ہے۔ میں نے لڑائی میں بہت زیادہ کوشش کی۔ تمہارے ساتھ کروفریب سے کام لیا۔ مگر تم ایک ایسی فتح اور مسطہ قوم ہو کہ تمہارے ساتھ کسی طرح کا حیلہ اور کروفریب نہیں چلتا اور نہ ہی میرے اس کروفریب نے کچھ کام دیا۔ لڑائی سے تم نہیں جھٹکتے، نہ کسی طرح کی سستی اور ماندگی تمہارے اندر آتی ہے۔ میں نے تم سے صلح کی درخواست کی کوشش بسیار اس لئے نہیں کی کہ میں اپنی جان کو عزیز سمجھتا ہوں یا وطن، لوف کی محبت مجھے اس پر براہینت کر رہی ہے بلکہ میں نے آپ کے ہاتھ میں ہاتھ کوشش بلیغ کے بعد محض اس وجہ سے دیا ہے کہ خدا کے بندوں اس کے شہر اور زمین کی بہتری اسی میں ہے کہ فسادات ہو اللہ تعالیٰ فساد کرنے والے کو دوست نہیں رکھتے۔ اب میں پھر آپ سے کہتا ہوں کہ میں صلح پر آمادہ ہوں۔ کیا آپ ہی مجھ سے نیز شہر اور وہاں کے باشندے اور میرے ساتھیوں سے صلح کر سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہمیں صلح کے عوض کیا دیا جائے گا؟

اس نے کہا یہ آپ کی رائے پر ہے جو آپ مناسب سمجھ کر تجویز فرمائیں۔ آپ نے کہا اگر ہاری تعالیٰ جل مجدہ اس شہر کو مسلمانوں کے لئے ۱۔ صلح کے ذریعے فتح کر دیں اور مسلمان سونے اور چاندی سے اس شہر کو بھی بھر لیں تو مجھے یہ ایک مسلمان کے خون سے زیادہ عزیز اور محبوب نہیں ہے۔ ہاں اللہ تبارک و تعالیٰ شہداء کو آخرت میں اس سے بھی زیادہ مراتب عطا فرمائیں گے، جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں۔

وَلَا تَحْسِبَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَمَنْ لَمْ يَحْيَا أَمْوَاتًا هُمْ اللَّهُمَّ

فَضْلُهُ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَأَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

”انہیں جو اللہ کی راہ میں قتل ہو گئے ہیں آپ مردہ نہ سمجھیں بلکہ وہ اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں روزی ۱۔ جات ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے جو کچھ عنایت فرمایا ہے اس سے وہ خوش ہیں اور جو لوگ ان سے مر جاتے ہیں ان سے نہیں ملے ان کی خوشخبری لیتے ہیں نہ ان پر غم ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔“

اس نے کہا ہم آپ سے ایک ہزار اوقیہ سونے، دو ہزار اوقیہ چاندی اور ایک ہزار درہمیں پیرا پر صلح کرتے ہیں۔

والدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ آپ یہ سن کر ہنسے اور مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے تھے۔ یہ ہزار ہوں شہید تھے آپ وگوں نے سنا۔ مسلمانوں نے کہا جی ہاں سنا۔ آپ نے فرمایا پھر آپ کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا آپ بی بی ۱۔ ۱۰ مناسب ہوگی ہم بھی جناب کی رائے کے تابع ہیں۔ یہ سن کر آپ ہریش کی طرف غی طرب ہوئے اور فرمایا میں دو ہزار اوقیہ سونے، چار ہزار اوقیہ چاندی، دو ہزار درہمیں کہنے سے اور پانچ ہزار اسی شہر کی تلواریں نیز جو فوج گھٹی کے اندر ہمارے محاصرہ میں ہے ان کے تہ اسطی پر صلح کر سکتے ہوں اور سرحدی صلح نامہ کی حسب ذیل دفعہ ۱ پر کاربند ہونا بھی تمہارے لئے ضروری ہوگا۔

(۱) آئندہ سال سے اپنی زمینوں کا خراج ہمیں دیا جائے گا

(۲) تیرے ہر سال ادا کیا جائے۔

(۳) اس وقت کے بعد سے ہمارے مقابلہ میں ہتھیار نہ اٹھائے جائیں۔

(۴) کسی دوسری سلطنت سے کوئی معاہدہ نہ کیا جائے۔

(۵) صلح کے بعد کوئی نئی بات پیدا نہ کی جائے اور نہ کوئی (کنیہ) تعمیر کیا جائے۔

ہریش نے کہا میں آپ کی تمام شرائط قبول کرتا ہوں مگر ایک میری شرط بھی قبول کر لی جائے۔ آپ نے فرمایا وہ کیا؟ اس نے کہا کہ آپ کا کوئی آدمی ہمارے پاس شہر کے اندر داخل نہ ہو۔ آپ کا متمدن سیاسی (ریڈینٹ) جو آپ کی طرف سے یہاں مقرر ہو وہ مع اپنے آدمیوں کے شہر سے باہر قیام کر کے ہماری حفاظت، درجہ بندی وصول کرتا رہے اور مجھے اپنی طرف سے عوام کی اصلاح، نگرانی

یہاں یہ معوم ہوتا ہے کہ اصل نسخہ میں کا تب سے صلح کا خط لکھا گیا اور اصل میں لڑائی و رقت کا خط ہوگا مگر تہمتوں میں خط صلح ہے جس کے کوئی معنی یہاں نہیں دیتے کیونکہ صلح سے خون بہا نہیں ہوا کرتا اور آپ فرماتے ہیں کہ اگر تم مشرکوں کو سونے اور چاندی سے بھر دیا جائے تو وہ مجھے ایک مسلمان کے خون سے زیادہ محبوب نہیں۔ معلوم ہوا کہ آپ کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم نے لڑائی کے ذریعے سے فتح کیا تو اگرچہ اس صورت میں اتنا سونا اور چاندی مل جائے گا۔ اگر مومن ہے کہ کوئی مسلمان شہید ہو جائے جس کا خون مجھے سونے چاندی سے زیادہ محبوب ہے، اس سے میں نہیں چھٹا کہڑائی ہو، اگرچہ لڑائی میں ہی تلف ہے یہ شاید میری ہی سمجھ تھی کہ رہی ہو۔ واللہ اعلم بالصواب ۱۲۴ھ

اور دیکھ بھل کے لئے شہر میں چھوڑ دے۔ ہم ریڈیفٹ (معتدسیہ) کی فوج اور اس کے آدمیوں کے واسطے شہر کے باہر ایک باڑا قہقہہ کر رہے ہیں جس میں ان کی خرید و فروخت کے لئے شہر کی ہر چیز موجود ہوگی اور اس طرح انہیں ہمارے شہر میں آنے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ اس شرط سے ہمارا مقصود آئندہ کے لئے بیخ کنی اور اس بات کی روک تھام کرنا ہے کہ ان لوگوں میں سے ممکن ہے کوئی آدمی ہمارے کسی معزز شخص کی ساتھ سخت کٹائی سے پیش آئے اور یہ بات ہمارے اور آپ کے مابین فساد کا پیش خیمہ بن کر نہ داری۔ عہد شکنی اور قتلِ صلح کی نوبت نہ پہنچے دے۔ آپ نے فرمایا جس وقت ہم تم سے صلح کر لیں گی تو چونکہ تم اس وقت پناہ اور ذمہ داری میں آ جاؤ گے، اسی لئے ہم تمہارے دشمنوں کا مقابلہ کریں گے اور ہمارا معتدسیہ اسی وقت گویا آپ کے پاس پہنچے گا۔ یہاں تک کہ جو کہ اور تمہارا ایک کام ہماری ذمہ داری میں شمار ہوا کرے گا۔ اس نے کہا: آپ کا وہ آدمی یا نائب نہایت اور متنبہ بنی باہر سے ہی کرتا رہے۔ آپ نے فرمایا ہمیں یہ بھی منظور ہے، ہمیں اندر شہر سے کچھ لینے نہیں ہے کہ خواہ مخواہ قلعہ میں داخل ہو کر پتھروں کے پیچھے شہر میں ہی رہیں اس لئے کہا تو میں اسی دفعہ درقرر اور پر صلح کامل ہو گیا۔

سردار ہر جس یہ کہہ کر شہر کی طرف چلا اور حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اس کے پیچھے پیچھے ہوئے۔ جس وقت یہ شہر کے دروازے پر پہنچا تو اس نے سر سے ٹوپی اتار کے اپنی زبان میں کچھ آہستہ آہستہ کہا۔ چونکہ یہاں یہ ایک علامت تھی اس لئے اہل شہر نے اسے سمجھ کر دروازہ کھول دیا اور کہا تیرا کیا حال ہے؟ اور تیرے ساتھی اور فوج فرار کی ہوئی؟ اس نے تمام قصہ بیان کیا اور اپنے آدمیوں کے متعلق اور صلح کی بابت بھی اطلاع دی۔ شہری یہ سن کر رونے لگے اور کہا کہ ہم سے جان و مال دونوں چھین گئے اور آدمی قتل ہوئے اور مال پون ہو گیا۔ اس نے کہا کہ میں نے ان سے اگر چہ صلح کر لی ہے مگر دراصل صلح سے میرا مطلب نہیں پردہ کچھ اور ہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ تو محض اپنے لئے صلح کرتا پھر، ہم کبھی صلح نہیں کر سکتے۔ ہمیں یہ کسی طرح گوارا نہیں ہو سکتا کہ عرب ہمارے جان و مال کے مالک ہو کر شہر میں داخل ہو جائیں۔ ہمارا شہر شام کے تمام شہروں سے زیادہ مضبوط اور زرخیز شہر ہے۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے ہر جس کی مصالحت سے مسلمانوں کو آگاہ کر کے انہیں جنگ سے روک دیا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ اپنے اپنے خیالوں اور ذریعوں پر جا پا کر ٹھہر جائیں۔ جس وقت اہل جہلمک اور سردار کی گفتگو سے آپ کو ترجیح بنے مطلع کیا تو آپ ہر جس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اب کیا ارادہ ہے؟ جلدی جواب دو ورنہ پھر جیسا کہ جنگ جاری تھی شروع کر دی جائے گی۔ اس نے کہا آپ کچھ دیر اور ڈراتو قف فرمائیں۔ انجیل صبح اور عیسیٰ صبح (علیہ السلام) کی قسم! اگر انہوں نے میری صلح کو قبول نہ کیا تو میں آپ کو ان کے منشاء کے خلاف شہر میں زبردستی داخل کرادوں گا۔ پھر آپ ان میں قتل عام بول دیں۔ مردوں کو قتل کر ڈالیں لڑکے اور عورتوں کو قید کر لیں اور مال و متاع سب لوٹ لیں۔ میں اس شہر کی گلی گلی اور کوچہ کوچہ سے واقف ہوں اور یہ جانتا ہوں کہ اس میں کدھر اور کس طرف سے داخل ہونا چاہئے۔ آپ نے فرمایا جو بڑی تعالیٰ جل مجدہ چاہتے ہیں وہی ہوتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کا ہر حالت میں شکر یہ ادا کرتے ہیں۔

اہل بلبلک کو ہرئیس کا صلح نامہ سے آگاہ کرنا

کہتے ہیں کہ ہرئیس کی یہ تمام ہمشکوری شہنشاہیوں سے بڑھتی رہتی تھی۔ اس وقت انہوں نے اپنے سردار نے یہ کلمات سے تو چرے فچ ہوئے۔ اور تاخوف غالب ہو کہ رحمت زرا پڑتی۔ ہرئیس ان کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ میں ان عربوں کے ہاتھ گرفتار ہوں۔ میرے تمام ساتھی جینی تہارے۔ سب سے اور قبیلے (بنی اہلم) ان کے ہی سرور میں ہیں۔ اب صلح کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ اگر ان کے ساتھ تم نے مصالحت کرنی تو بہتر ہے ورنہ پیچھے ہم سب قتل کر دئے جائیں گے۔ پھر ہمیں موت کے گھاٹ اتار کر یہ تہارہ کی طرف متوجہ ہوں گے۔ انہوں نے کہا سردار! ہم اس قدر مال دینے کی ہمت اور استطاعت نہیں رکھتے۔ اس نے کہا کم کہہنا! تمام تاوان جنگ (یعنی جس مال پر صلح ہوگی) کی چوتھائی یعنی پانچ سو اوقیہ سونا، ایک ہزار اوقیہ چاندی، سو بیچاس ریشمی کپڑے اور سی قدر کھواریں تو میں اکیلا اور تنہا دینے کے لئے تیار ہوں۔ یہ سن کر رومیوں کی دھڑک بندھی اور انہوں نے کہا اچھا محض تیرے لئے ہم دروازہ کھول دیتے ہیں۔ جب تک ہم اپنے شہر کا انتقام نہ کریں اپنا مال و اسباب اٹھا اٹھا کر کہیں جگہ سر نہ رکھ دیں اور اپنی عورتوں کو چھپا نہ دیں اس وقت تک یہاں عرب نہ آنے پائیں۔ اس نے کہا بے وقوفو! میں نے تو پیسے ہی صلح اس بات پر کی ہے کہ کوئی عرب ہمارے شہر میں داخل نہ ہو حتیٰ کہ ان کا معتمد سیاسی وہیں شہر سے باہری اقامت گزریں رہے گا جس کے واسطے تم وہیں ایک بازار قائم کر دو گے جس سے وہ خرید و فروخت کیا کریں گے۔ رومی یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور دروازہ کھول دیا جس کی وجہ سے ہرئیس شہر میں داخل ہو گیا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حضرت سعید بن زیدؓ کو کہا اے بیٹے! یہاں کے محاصرین کو چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے حکم پاتے ہی محاصرہ اٹھا لیا اور انہیں سب کو لے کر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے عہد نامہ کی دفعہ کے مطابق تمام ہتھیار اتار والے اور تاوان جنگ کی ادائیگی کی وقت تک انہیں بطور رہن (گرو) کے اس بات کے اندیشہ کی وجہ سے کہ کہیں رہا ہونے کے بعد شہر میں پہنچ کر مسلمانوں کے ساتھ غدر نہ کر دیں اپنے پاس رکھ لیا جنہیں مسلمانوں کی فوج کے پاس رہتے ہوئے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے حکم سے ہر طرح کی مراعات حاصل تھیں۔ ہرئیس تاوان جنگ کے جمع کرنے میں مشغول ہو گیا۔

فتح بلبلک

حضرت سمیل بن صباحؓ کہتے ہیں کہ ہرئیس معہد سے بارہ روز کے بعد سامان جمع کر کے لایا۔ اسی کیسے تھ مسلمانوں کے لشکر کے لئے غنہ اور چہرہ بھی اس کے ساتھ تھا جس وقت تمام مال کپڑے اور اسلحہ اس نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے سپرد کر دیئے اور اپنے آدمیوں کو جو رہن ہوتے تھے چھڑا لیا تو اس نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ سے عرض کیا کہ اب آپ اس رئیس (ریڈیڈنٹ) معتمد سیاسی (کو جسے آپ ہم پر مقرر کرنا چاہتے ہیں منتخب کر کے یہاں بلا لیں تاکہ میں آپ کے سامنے اس سے یہ عہدہ لے لوں کہ وہ ہم پر کسی قسم کا ظلم و ستم روا نہ رکھے۔ ہماری استطاعت سے باہر ہم سے کوئی مطالبہ نہ کرے اور ہمارے شہر میں اندر نہ داخل ہو۔ آپ

نے سادات قریش سے ایک شخص کو جس کا نام رافع بن عبد اللہ بھی تھا، یا کفر یا رافع! میں تمہیں یہاں کا ریڈیفنٹ مقرر کر کے پانچ سو سوار تمہارے قبیلے اور برادری کے اور چار سو سوار دوسرے مسلمانوں میں سے تمہاری ماتحتی میں دے کر یہ عہد دیتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ کے اوامر و نواہی کی نگہداشت رکھنا۔ اللہ جل جلالہ سے ہر وقت جتنا ان سے ڈرنے کا حق ہے ڈرتے رہنا۔ پرہیزگاری اپنا شعار بنانا۔ عادل حاکم بننے کی کوشش کرنا۔ ظلم و جور سے بچتے رہنا۔ ایسا نہ ہو کہ دشمنوں کے ساتھ اٹھائے جاؤ۔ تم اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا کہ اللہ تبارک تعالیٰ تم سے ان کے متعلق سوال کریں گے اور جو کام حق سے منحرف ہو کر کیا ہوگا اس کا مقابلہ فرمائیں گے۔ یاد رکھو کہ میں نے خود جناب سرور کائنات محمد رسول اللہ سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے۔

ان ۱۔ اللہ تعالیٰ اوحیٰ الی داؤد یا داؤد قدو عدت من ذکر ہی ذکرته و الظالم ادا ذکرنی لعنت ترجمہ "اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی تھی کہ اے داؤد میں نے وعدہ کیا ہے کہ جو مجھے یاد کرے گا میں اسے یاد کروں گا اور ظالم جب مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس پر لعنت کرتا ہوں۔"

تم چونکہ دشمنوں کے بیچ میں ہوا اس لئے شہروں کے اطراف میں چھائیاں قائم کر دینا۔ غرور و تکبر سے بچتے رہنا۔ میں تمہیں اپنے نزدیک نہایت ہوشیار اور بیدار مغز سمجھتا ہوں۔ سواصل دریا سے احتیاط رکھنا، یکے تازہ سواروں کو تاخت و تاراج کے لئے مقرر کرنا۔ گمران کی تعداد دو سو اور دوسو سے کسی طرح کم نہ ہو۔ شہزادوں سے کسی آدمی کو اپنی تاخت میں شریک نہ کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ دشمن تمہارے اختلاط سے فائدہ اٹھا کر تمہارے اوپر حملہ آور ہو جائے۔ ان کی جماعت کا اگر کوئی آدمی تم سے استعانت چاہے تو اس کے ساتھ اچھا اور نیک سلوک کرنا۔ ان کے آپس کے مقدمات اچھی طرح طے کرنا ان کو عدالت اور انصاف کا حکم کرتے رہنا۔ تم ان میں مل جل کر بمنزلہ انہی جماعت کے ایک فرد خود کو ثابت کرنا۔ اپنے آدمیوں اور ساتھیوں کو اس بات کی تاکید رکھنا کہ وہ کسی پر دست تعدی نہ دراز کریں۔ رعایا کے ظلم و فساد سے ڈرتے رہنا۔ میرے بعد اللہ تعالیٰ تمہارے حافظہ و ناصر ہیں ان کی ذات پر بھروسہ رکھنا۔ والسلام علیکم۔

والی البحر اور والی جوسیہ کی طرف سے صلح کی درخواست

والقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپؐ نے یہاں سے کوچ کا ارادہ فرمایا ہی تھا کہ والی عین البحر آگیا اور اس نے اہل بحبک کی نصف مقدار پر آپؐ سے صلح کر لی۔ اس کے اوپر آپؐ نے عباس بن مرداس کے ماموں حضرت سالم بن ذیاب سلمیٰؓ کو معتمد عمومی مقرر کر کے ان کو حضرت رافع بن عبد اللہ جیسے نصیحتیں فرمائیں اور خود جس کی طرف روانہ ہو گئے۔ جس وقت آپؐ

۱۔ ایک نسخہ میں بجائے حضرت داؤد علیہ السلام کے موسیٰ بن عمران علیہ السلام ہے اور حدیث شریف میں ہے اس طرح کہ ان یا موسیٰ اللہ لم عبدی اخرجہم من انفسک یعنی اسے موسیٰ میرے بندوں پر ظلم نہ کرنا ورنہ میں تیرا گھر برباد کروں گا" ۲۔ امنہ

۲۔ یہ فقرہ ارسد کا ترجمہ ہے ارسد اوہ گردو جو حفاظت کرنے کے لئے مقرر کیا جائے جگہ جگہ اطراف میں قائم کرنے کے معنی میری رائے میں چھائیاں قائم کرنے سے بھرتیں آئے۔ (زیادہ مناسب فقرہ "چوکیاں" ہے۔ محمد احمد)

۳۔ ایک نسخہ میں کفیلہ ہے۔ ۱۳۔ امنہ

راس اور فیکہ کے مابین پہنچے تو والی جوبہ بدایا اور تحف لے کر آپ کے استقبال کے لئے حاضر ہوا اور تجدید صلح کی درخواست کی۔ آپ نے تحفے اور ہدایا قبول فرما کر تجدید صلح کی تصدیق فرمائی اور عازم محض ہو کر خرخرت رفت وہاں پہنچ گئے۔

حضرت جہان بن تمیم ثقفیؓ کہتے ہیں کہ حضرت رافع بن عبداللہؓ سبکی کی فوج میں میں بھی شامل تھا ہم نے شہر ہبلک سے باہر بابون (اون) کے بنے ہوئے خیمے نصب کر کے انہیں میخوں سے خوب مضبوط کر رکھا تھا ہمارا کوئی آدمی شہر میں باضورت خرید و فروخت کے نہیں جاتا تھا۔ ہم روم کے ساحلوں کو تاراج کرتے اور ان دیہات پر جو ہماری صلح میں داخل نہیں تھے اکثر مچھاپے مارتے رہتے تھے۔ ہمارے سردار حضرت رافعؓ سو آدمیوں کے لئے ایک نشان بنا کر روانہ کر دیتے تھے وہ سو آدمی جایا کرتے تھے تو اسی طرح دوسرے سو آدمیوں کو روانہ فرمادیا کرتے تھے۔ گویا ہمارے آپس میں ایک تازہ (سریہ) سواروں کی باری اور نمبر مقرر تھا جس وقت ہم کسی سریہ میں جایا کرتے تو مال غنیمت ہبلک روانہ کر دیتے تھے۔ اہل ہبلک نے چونکہ ہمارے لین دین اور خرید و فروخت سے نفع حاصل کیا اس لئے وہ بہت خوش ہوئے۔ نیز انہوں نے جب معاملات اور برتاؤں میں ہمیں ایک امین اور صادق القول قوم یا اور کسی بات میں ہمارا جھوٹ اور خیانت نہ دیکھی اور ظلم و تعدی ہم نے کسی پر چڑ نہ رکھی۔ صدق و راستی اپنا شعار بنایا تو ان کے دل بہت خوش ہوئے اور انہوں نے ایک تھوڑی سی مدت میں بہت بڑا نفع حاصل کر لیا۔

ہمیں نے ہم سے ان کی تجارت کا یہ فروغ دیکھ کر شہر کے ایک کنسید میں انہیں جمع کیا اور کہا کہ اسے تجارت پیشہ اصحاب! آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ لوگوں کے کاموں میں کتنی کتنی کوششیں کی ہیں۔ تمہارے جان و مال تمہارے بیوی اور بال بچوں کے بچانے میں کس قدر سعی سے کام لیا۔ شہر کو آفات سے بچایا، ساتھ ہی مال کی قربانی کی اور ایک معتد بہ رقم تمہارے لئے خرچ کر دی۔ تمہارے جیسا معمولی حیثیت کا ایک آدمی رہ گیا۔ اپنے مال کے ساتھ ساتھ اپنے اسلحہ بھی دے دیئے۔ سب سے زیادہ میرے ہی غلام، آدمی اور کتبہ قبیلہ کے شخص تلوار کے گھاٹ اتار دیئے گئے ہیں۔ میں نے شہر پر جو تادان جنگ مقرر ہوا تھا اکیلے نے چوتھائی رقم دے دی اور اب تم اس قابل ہو گئے کہ ان عربوں سے تجارت میں بہت منافع حاصل کر رہے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ تو نے جو کچھ کہا ہے وہ سب صحیح ہے اور درست ہے مگر اس سے تمہارا مطلب کیا ہے اور ہم سے اب کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا اس وقت تو میں تمہارا سردار اور افسر تھا مگر اب تم جیسا ایک شخص ہو۔ میں نے عربوں کو اپنے مال سے جو کچھ دیا ہے میں چاہتا ہوں کہ تم اس کے عوض میں مجھے کچھ لوٹا کر دے دو۔

انہوں نے کہا سردار! ہم کہاں سے تجھے لا کر دیں۔ اس نے کہا میں تمہیں یہ تکلیف دینا نہیں چاہتا کہ تم اپنے میں سے مجھے بھی کچھ بانٹ کے دے دو اور نہ یہ منشاء ہے کہ گھروں میں سے نکال نکال کے مجھے بخش دو بلکہ یہ چاہتا ہوں کہ ان عربوں کی تجارت میں تمہیں جو کچھ فائدہ ہوا کرے اس منافع میں سے دسواں حصہ مجھے دے دیا کرو۔ شہر والے یہ سن کر بہت سست پڑے اور انہیں سخت ناگوار گزرا۔ ایک دوسرے کی طرف مخاطب ہو کے آپس میں مشورہ کرنے لگے۔ آخر بغرض کی رائے ہوئی کہ واقعی جو کچھ ہمارے

۱۔ یہ یکے تازہ میر کا ترجمہ ہے۔ سریہ لشکر کا ہجڑا جس میں سردار موجود نہ ہو اس کا ترجمہ یکہ تازہ ہی ہو سکتا ہے کیونکہ اردو میں یکہ تازہ اس لشکر کو کہتے ہیں جو دوسرے غیر ملک میں سے لوٹ کر مرصدا حاصل کرے ۱۲۷ھ

پاس ہے وہ اسی سردار کی بدولت ہے۔ اس نے صلح میں بہت زیادہ کوشش کی تھی اور حتیٰ المقدور ہماری حمایت کرنے میں اس نے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا تھا۔ نیز اپنا ہم قوم ہونے کے ساتھ ساتھ بادشاہ کے مقربین میں سے بھی ہے۔ یہ کہہ کر انہوں نے اسے بخوبی طے کر کے کہا کہ ہم تیرے مطالبہ کو قبول کرتے ہیں منافع کا دواں حصہ ہم تجھے دے دیا کریں گے۔ چنانچہ اس نے ایک عامل اپنی طرف سے ان کے اوپر مقرر کر دیا جو روانہ منافع کا عشران سے وصول کر کے اسے دے دیا کرتا تھا۔ چالیس روز تک اس کا یہ عامل برابر وصول کرتا رہا۔

اس اثنا میں ہرمیس کے پاس اس عسکری بدولت ایک بہت بڑی رقم جمع ہوئی اور اس نے یہ خیال کیا کہ اس وقت تجارت کے اندر جس قدر نفع اہل ملک کو ہے اتنا انہیں اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ یہ سوچ کر اس نے پھر باشندگان شہر کو اسی کینہ میں جمع کیا اور کہا یا قوم! میں نے جس قدر مال خرچ کیا۔ وہ تمہیں بخوبی معلوم ہے۔ تجارت کے منافع کا عشر جو تم مجھے دے رہے ہو وہ مجھے کافی نہیں۔ البتہ اگر منافع کا چوتھائی مجھے دینے لگو تو مجھے امید ہے کہ حتیٰ رقم میں نے خرچ کی تھی وہ جلدی سے ہٹ کر میرے پاس آ جائے اور میں بھی ایک تمہارے جیسا فرد شہر ہونے لگوں۔ قوم نے یہ سن کر انکار کر دیا۔ آہ و وایا کی آوازیں بلند کیں اور ٹکڑا میں سونت سونت کر مقلدہ کہ لئے تیار ہو گئے۔ بہت سے آدمی اس کے غلاموں کی طرف بڑھے اور انہیں مقلدے مقلدے کر کے رکھ دیا۔ شور و فریاد کی آوازیں جب زیادہ بلند ہوئیں تو شہر سے باہر مسلمانوں تک جانے لگیں۔ مسلمان چونکہ اس واقعہ سے خلی الذہن تھے آوازیں سن کر گھبرا اٹھے اور جمع ہو کر اپنے سردار حضرت رافع بن عبد اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ شہر کے اندر کی آوازیں اور چیخ و پکار آپ نے بھی سنی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں میں بھی سن رہا ہوں مگر کیا کر سکتا ہوں۔ ہمیں اندر شہر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں معہ یہی ہمارے ان کے مابین اسی بات پر ہے اور ہم زیادہ حق دار ہیں کہ باری تعالیٰ جل مجدہ کے وعدہ کے ایفہ کریں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں:

من اوفی بعهاد علیہ اللہ فسیؤتہ اجر عظیماً

ترجمہ ”جو شخص اس عہد کو جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس پر مقرر کیا ہے پورا کرے گا تو اللہ تبارک و تعالیٰ اسے بہت جلد اجر عظیم دیں گے۔“

ہاں اگر وہ شہر سے باہر نکل کر ہمیں معاملہ کی نوعیت سے مطلع کر کے دادرسی چاہیں تو ہم ان کے معاملہ میں فوراً فکر کر کے ان کی آپس میں صلح اور اتحاد کرا دیں گے۔

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ آپ نے ابھی اپنا جملہ پورا بھی نہیں کیا تھا کہ شہر کے لوگ دوزدوں کے آپ کے پاس آنا شروع ہوئے۔ جب تمام آدمی آئے آپ کے سامنے کھڑے ہوئے تو انہوں نے اپنا شروع سے آخر تک تمام قصہ یعنی پہلے جمع کر کے عشر مقرر کرنا پھر نقص عہد کر کے دوبارہ چوتھائی مانگنے وغیرہ سب بیان کر دیا اور کہا کہ کم اللہ سے اور آپ سے اس بات کا انصاف چاہتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ میں اتنا ایسا کبھی نہیں رہے دوں گا۔ انہوں نے کہا ہم تو اسے نیز اس کے تمام غلاموں کو قتل بھی کر دیا

ہے۔ مسلمانوں کو یہ سن کر سخت ناگوار رہا۔ آپ نے فرمایا پھر اب کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ آپ شہر میں تشریف لے چلیں۔ اب ہم اپنی اس شرط کو (یعنی عدم دخول شہر) آپ سے واپس لے لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں بغیر اجازت اپنے سردار حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے شہر میں داخل نہیں ہو سکتا۔ ہاں میں ان کی خدمت میں یہ واقعہ کھ کر روانہ کرتا ہوں۔ اگر انہوں نے حکم دیا تو میں اور میرے تمام ساتھی اس بات کے مجاز ہوں گے کہ وہ شہر میں داخل ہو سکیں۔ اس کے بعد آپ نے تمام واقعہ رقم بند کر کے جناب حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت اقدس میں روانہ کر دیا۔ وہاں سے حکم آیا کہ شہر والے جب خود چاہیں شہر میں داخل ہونے کی دعوت اور اجازت دے دیتے ہیں تو تم شہر میں داخل ہو جاؤ۔ چنانچہ آپ مع اپنے ساتھیوں اور مال و اسباب کے شہر میں داخل ہو گئے۔

کارزارِ حمص

والقدی رحمت اللہ تعالیٰ بنسبہ رواہ حضرت عبدالرحمن بن مسلم ربیع سے جو فتوحات شام میں اول سے آخر تک رہے ہیں روایت کرتے ہیں کہ باری تعالیٰ حمل مجددہ نے جس وقت مسلمانوں کے ہاتھ سے حمص فتح کر دیا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ حمص کی طرف متوجہ ہوئے۔ راستہ میں جو یہ کہ قریب آپ سے ہوا یہ تخائف گھوڑے اور اسلحہ لئے ہوئے والی جو یہ ملتی ہو جس نے تجدید صلح کی درخواست کی۔ آپ نے صلح کی تصدیق فرما کر یہاں سے بھی کوچ کر دیا۔

جس وقت آپ فوج حمص میں موضع زراہ کے قریب پہنچے تو آپ نے میسرہ بن مسروق بھیجی کہ ایک سیاہ نٹن دے کر جس کا پرچم سفید تھا پانچ ہزار سواروں کی سرکردگی میں بطور ہراؤ کے اپنے آگے روانہ کر دیا جس وقت یہ بھیجے تو حضرت خالد بن ولیدؓ ان کی ملاقات کے لئے نکلے اور استقبال کے بعد انہیں نیزان کے تمام ساتھیوں کو سلام کیا۔ میسرہ بن مسروق بھیجی کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حضرت خضر ابن ازورؓ کو پانچ ہزار سوار دے کر روانہ کیا۔ ان کے پیچھے پیچھے پھر آپ نے حضرت عمرو بن معدیکربؓ کو پانچ ہزار سوار پر افسر بنا کر چلا کر دیا۔ اس کے بعد خود باقی ماندہ تمام فوج لے کر روانہ ہوئے۔ جس وقت آپ حمص کے قریب پہنچے تو آپ نے درگاہ رب العباد میں یہ التجا کی:-

اللھم عجل علینا فتحھا و احذل من فیھا من المشرکین -

ترجمہ: "باراہم! اس شہر کی فتح کا دروازہ ہم پر بہت جلدی کھول دینا اور جو اس میں مشرکین ہیں انہیں ذلیل و خوار کر دینا۔"

تمام مسلمانوں نے آپ کا استقبال کیا۔ آپ اور آپ کے تمام ساتھیوں کو سلام و دعا کیساتھ حمص میں جگہ دی گئی۔ آپ نہر قلوب پر تشریف فرما ہوئے۔ توقف فرمائے کے بعد آپ نے اہل حمص کے نام حسب ذیل خط لکھا:

اہل حمص کے نام مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ز طرف ابوعبیدہ بن جراح عام شام و سپہ سالار جوش اسامیہ۔ اما بعد!

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تمہارے اکثر ممالک کو ہمارے فتح کر دیا ہے۔ اس شہر کی بڑائی، کثرت آبادی، مضبوطی، کھانے، پینے کی افراط، آدمیوں کی کثرت اور تمہارے بڑے ذیل و ذول کے جسم تمہیں کہیں دھوکے میں نہ ڈال دیں۔ لڑائی کے وقت تمہارے اس شہر کی مثل ایسی ہے جیسے کہ وسط لشکر میں ہم نے ایک پتھر پر ایک دیگ رکھ کر اس میں گوشت ڈال دیا اور تمام لشکر اس کے گرد گرداس لئے جمع ہو گیا ہے کہ اب کچھ تو ہم کھا نا شروع کر دیں۔ اسی جلدی کے سبب کوئی مصالحت لایا ہے۔ کوئی آگ کسی نے جلدی جلدی بکری کی ران اور شائد ہا کر اس میں ڈال دیا ہے۔ ایسی صورت میں تم ہی خود سمجھ سکتے ہو کہ وکتنی جلدی پکرتی رہو جائے گی۔ میں تمہیں ایسے دین کی طرف بلاتا ہوں جسے ہمارے رب العزت نے ہمارے لئے پسند فرمایا ہے وراہی شریعت کی طرف تمہیں دعوت دیتا ہوں جسے ہمارے نبی کریم محمد رسول اللہ ہمارے پاس رکھے۔ ہم نے امت نہ اور اطاعت کی۔ اگر تم اسے قبول کرو جو کچھ ہمارے لئے ہے وہ تمہارے واسطے بھی ہوگا اور جو تم پر مستر ہے وہ تم پر بھی ہو جائے گا اور ہم اپنے چند ایسے آدمیوں کو جو تمہیں اس کے احکام کی تعلیم دیں گے تمہارے پاس چھوڑ کر یہاں سے پیٹھ پیٹھ کر چلیں جائیں گے۔ لیکن اگر تم اسلام لانے سے انکار کرو گے۔ تو پھر جزیہ دینے کا اقرار کرنا پڑے گا اور اگر اس سے بھی روگردانی کی جائیگی تو پھر تمہیں لڑائی کے لئے تیار ہو جان چاہئے تاکہ اللہ تبارک و تعالیٰ تمہارے اور ہمارے مابین فیصلہ کر دیں اور وہ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے ہیں۔“

اس خط کو آپ نے منوف کر کے ایک معاہدہ کے جو عربی اور رومی دونوں زبانوں پر حاوی تھا۔ سپرد کیا اور فرمایا کہ اہل محضر کو میرا یہ خط پہنچ کر اس کا جواب لے آ۔ یہ شخص اسے لے کر روانہ ہوا۔ جس وقت یہ دو لشکر پناہ کے قریب پہنچے تو اہل محضر نے اس پر تیر چلانے کا ارادہ کیا۔ مگر اس نے رومی زبان میں ان سے کہا کہ میں ایک معاہدہ شخص ہوں، میرے پاس ان عربوں کا ایک خط ہے۔ یہ سن کر انہوں نے ادھر سے ایک رسی لٹکا دی۔ اس نے جس وقت اسے کمر میں باندھ لیا تو انہوں نے اسے اوپر کھینچ لیا اور اپنے سردار کے پاس لے گئے۔ معاہدہ نے اسے جھوٹا اور وہ خود لے کر پیچھے کھڑا ہو گیا۔ سردار نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تو اپنے دین سے منحرف ہو کر ان کے دین میں چلا گیا۔ اس نے کہا میں نے اپنا مذہب ہرگز نہیں بدلا۔ ابنت میں اور میری اولاد مع مال و منال ان کے سردار اور اپنا مذہب میں ضرور چلی گئی ہے اور ہم اس قوم کی طرف سے سوائے نیکی اور بھلائی کے دوسری چیز کا منہ نہیں دیکھتے۔ میری رائے میں تمہارا لئے بھی قرین صواب اور مصیبت یہی ہے کہ ان سے لڑائی مول لے کر خواہ مخواہ نہ اچھو۔ یہ قوم بڑی سخت اور نہایت بہادر ہے موت سے ڈرنے تک نہیں چلتی۔ ان کے نبی ان کے پاس جو کچھ لائے انہوں نے جو جو کچھ ان سے فرمادیا اس پر بدول و جان عامل ہیں اور اس سے سرمو تہ و زکر نہ نہیں جانتے۔ ان کے نزدیک مر جانا زندگی سے کہیں بہتر ہے۔ اس قوم نے اپنے دین کی قسم کھائی ہے کہ جب تک اس شہر کو اس کے باشندے ہمارے سپرد نہ کر دیں گے یا اللہ تبارک و تعالیٰ اسے ہمارے ہاتھ سے فتح نہ کر دیں گے اس وقت تک ہم اس شہر سے قدم پیچھے نہیں ہٹائیں گے۔ مجھے اپنے دین اور مسیح (علیہ السلام) کی قسم مجھے اس قوم سے تمہاری زیادہ محبت ہے اور ان کے مقابلہ میں مجھے تم زیادہ محبوب اور عزیز ہو۔ میں ان کے مقابلہ میں

تمہاری امانت کرنا اپنا فرض سمجھتے ہوں۔ مگر مجھے اس بات کا خوف ہے کہ ان کے سخت پختہ میں کہیں تم نہ گھس جاؤ اور ان کی سہولت و جلال کی چکی تمہیں جیس کے نہ رکھ دے۔ اگر تم نے ان سے صلح کر لی تو صحیح و سلامت اور محفوظ رہو گے ورنہ اگر غیبت کی تو یاد رکھو ندامت اٹھائے۔

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ محض اس سردار مرہٹوں کی کلمات سن کر بے تاب ہو گیا اور غصہ میں اس طرح بڑبڑانے لگا۔ انجیل صحیح اور عیسیٰ مسیح کی قسم! اگر تو اسیجی نہ ہوتا تو تیری اس زبان و زاری کے باعث گدی کے تیری زبان کھینچ لیتا۔ یہ کہہ کر اس نے وہ خط ایک ایسے شخص کو پڑھنے کے لئے دیا جو عرب کے لکھے ہوئے خط کو بخوبی پڑھ سکتا تھا اس کے بعد حکم دیا کہ اس کا جواب لکھائے۔ چنانچہ کلمات کفر کے بعد اس نے حسب ذیل جواب لکھا۔

”یہ معاشرہ عرب! تمہارا خط پہنچا جو تمہارا میں دھمکی، جہد یا اور عید کی گئی ہے وہ معصوم ہوئی اہل شام کے جن لوگوں سے اب تک تمہارا سابقہ پر تار رہا ہے۔ ہم ان لوگوں میں نہیں ہیں خود بادشاہ ہرقل آئے وقت میں ہم سے مدد چاہتا رہا ہے اور جب کوئی بڑی مہم یا لشکر اس پر آ پڑتا ہے تو اعانت چاہتا رہتا ہے۔ ہر شہر پناہ نہایت مضبوط ہمارے دروازے ہے حد پختہ اور ہماری جنگ بڑی ہولناک جنگ ہوتی ہے۔ ہم تم سے لڑائی کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔“ ولسلام یہ خط لپیٹ کر اس نے معبد کی سپرد کیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اسے رسی میں باندھ کے لٹکا دیا جائے۔ چنانچہ یہ شہ پناہ کے وہ لٹکا دیا گیا۔ جس وقت حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے وہ خط کھول کر پڑھا۔ مسلمانوں نے وہ بہادر اسلام سنتے ہی لڑائی کے لئے تیار ہو گئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم فرمایا۔ پہلا حضرت مسیب بن نضیہ غرازیؓ کی ماتحتی میں دے کر باب بنی لطفہ کے متصل تھا روانہ کیا۔ دوسرے حصہ کو حضرت شریک بن حسنہ کا تب رسول اللہؐ کی سرکردگی میں دیا۔ تیسرے دست کو مرقال بن ہاشم بن قتبہؓ کے زیر کمان دے کر انہیں باب صغیر کی طرف بھیجا۔ چوتھے دست کو حضرت یزید بن یوسف بن یزید کے ہمراہ کر کے انہیں باب شمر پر متعین کیا اور خود حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہمراہ باب رستن پر رہے۔

اہل محض کے ساتھ مسلمانوں کی جنگ

کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے اس شہر کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور بھڑونے لگی تھی اس میں برابر جنگ ہوتی رہی رومیوں کے جو تیرا تک آتے تھے یہ انہیں برابر چڑھ کر ڈھل پر لیتے رہے۔ لیکن ان کے تیر جو شہر پناہ والوں پر برس رہے تھے ان کا خالی چنا ورمثال امر تھا۔ آخر شہر متک میکی ہوتا رہا۔ صبح جس وقت آفتاب عالم تاب اپنی کرنوں کے تیر شہر کی ترش سے اقصائے عالم پر

۱۔ ایک نمونہ اس صحن ہے یہاں دست مسیب بن نضیہ غرازیؓ کا باب میں پر، دوسرا مرقال بن ہاشم کا باب رستن پر، تیسرا یزید بن ابی سفیان کا باب شام پر اور خود حضرت خالدؓ کا باب صغیر پر۔ گو یہ حضرت شریک بن حسنہ کا دست نہیں ہے اور یہ اس روایت میں مرقال بن ہاشمؓ کے بجائے مرقال بن ہاشمؓ ہے اور ان کا دست بھی باب صغیر پر ہونے کے باب رستن پر ہے اور خود حضرت ابوعبیدہؓ کے باب رستن کے باب صغیر پر۔ ۲۔ منہ

۳۔ ایک نمونہ میں رستن ہے۔ ۴۔ منہ

برساتا ہوا نمودار ہوا تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے ان تمام ناموں کو جو اس وقت مسلمانوں کے لشکر میں موجود تھے جمع کر کے یہ حکم دیا کہ تلواریں جھل اور ڈھالیں لٹکا لٹکا کے تمہیں کی شہر چناہ پر یلغار بول دیں اور ڈھالوں پر دھمتوں کے تیر روک روک کر اپنی اپنی شمشیر نارا خاکاف کے جوہر ان کے مقابلے میں دکھانے لگیں۔

حضرت امیر ابو سعید بن جراحؓ نے فرمایا: ”یا ہامیان! بعض ناموں کی جنگ ہمیں کفایت نہیں کر سکتی۔ آپ نے جواب دیا آپ ذرا خاموشی کے ساتھ دیکھیں اور میں جو کچھ کر رہا ہوں اس کی مخالفت نہ فرمائیں۔ میرا مقصود اس سے یہ ہے کہ ہم ان پر یہ بات ثابت کر دیں کہ ہماری نظروں میں ان کی کوئی وقعت نہیں ہے اور ہم اس لڑائی کو اتنی زیادہ اہمیت نہیں دیتے کہ خود ان کے مقابلہ کے لئے نکلیں۔ بلکہ ہم انہیں اتنا کمزور سمجھتے ہیں کہ انہیں ہمارے غلام ہی کافی ہیں۔“

یہ سن کر حضرت ابو سعید بن جراحؓ نے فرمایا: ”بہت بہتر ہے خداوند تعالیٰ تمہیں موقعی عنایت فرمائے۔ جس طرح تمہاری سمجھ میں آئے کہ وہ یہ غلام چار ہزار تھے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے ایک ہزار پیدل عرب بھی ان کے ساتھ لے کر انہیں شہر چناہ پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا اور فرمایا کہ تیر برسرانے کے ساتھ ساتھ تلواروں کی ضربیں شہر چناہ کی دیواروں پر لگائی جائیں۔ چنانچہ عربی ان غلاموں کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے اور یہ غلام ڈھالوں میں اپنے آپ کو چھپائے ہوئے تیروں کی بوچھاڑ اور تلواروں کی ضربیں لگا رہے تھے جن میں بعض تلوار دیوار پر پڑ کر اپنی جھکار کے ساتھ جھڑ جاتی اور بعض مڑ مڑ جاتی تھیں۔

والدی رحمتہ اللہ تعالیٰ کی کبتے ہیں کہ میں معلوم جو یہاں کا سردار تھا اپنے سرداروں کے ساتھ شہر چناہ کی دیوار پر آیا۔ اس کے گرد گرداس کے فسران اور پاؤں گاڑا (محفوظ دست) موجود تھے جن کے سروں پر صلیبیں باندھی ہوئی تھیں۔ یہاں آ کر یہ ان غلاموں کی فوج کی حرکت و سکنت بغور ملاحظہ کرتے رہے۔ سردار مرلیس نے اپنے افسروں کو فوجی طہ کرتے ہوئے کہا میں ان عربوں کو جس طریقہ اور ہیئت میں دیکھ رہا ہوں کہ تمام کے تمام سیاہ فام ہیں۔ ایسا خیال نہیں کرتا تھا اس کے ان مصاحبوں نے جنہوں نے عربوں کو اجنادین میں دیکھا تھا اور وہ وہاں سے بھاگ کر یہاں آ گئے تھے اس سے کہا کہ یہ عربی گروہ نہیں ہے بلکہ عربوں کے غلام ہیں۔ لڑائی کے شروع ہونے پر ان کے جنگ کی چالاکیاں میں سے یہ بھی ایک چالاک اور ہنر ہے جس سے انہیں ہم پر یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ ہمارے نزدیک تمہاری کچھ قدروقیمت اور اتنی بھی حقیقت نہیں ہے کہ تم خود تمہارے مقابلے میں جنگ کے لئے نکلیں۔ بلکہ ہمارے غلام ہی کافی ہیں۔ اس نے کہا مسیح (علیہ السلام) کی قسم یہ تو عربوں سے بھی زیادہ سخت اور بے سرے معصوم ہوتے ہیں۔ یہ تمہارے دیکھو ہمارے شہر کی دیوار چناہ آ کر وہی شخص ٹکڑا رہا ہے اور وہی اس درو دیوار کے پتھروں سے کھیلتا ہے جو ان کی کچھ حقیقت نہیں سمجھتا اور جس کے دور ہی سے فوج و نصرت قدم چومنے کے لئے تیار اور منتظر رہتی ہے۔

کہتے ہیں کہ اس روز تمام دن یہ غلام مڑتے رہے اور کئی دفعہ انہوں نے ہجوم کر کے دروازہ پر ہلے گئے حتیٰ کہ سورج اس نثار سے کی تاب نہ لے کر مغرب کی طرف چلا گیا اور یہ غلام اپنے آقاؤں کے پاس حق نمک ادا کر کے واپس چلے آئے۔ مرلیس نے اپنا ایک اٹھنی اور قہ صد خطا دے کر حضرت ابو سعید بن جراحؓ کی خدمت میں بھیجا۔ جس وقت یہ مسلمانوں کے قریب پہنچا تو رات

۱۔ یہ اصحاب القرب کا ترجمہ ہے۔ اصحاب القرب وہ ساتھی جو حفاظت کے لئے ہوں جس کا ترجمہ باؤی گارڈ ہی ہو سکتا ہے۔ پاؤں گارڈ وہ دستہ جو بادشاہ کی حفاظت کے لئے مخصوص ہو۔ ۱۳ ام

کی تاریکی نے ہر طرف اپنا دیرہ بھار دکھاتھا۔ مسلمانوں نے یہ معلوم کر کے کہ کوئی ہماری طرف بڑھا چلا آ رہا ہے اس کو گورق کر کے چاہا۔ مگر اس نے کہا میں مرہ کلاچی ہوں۔ میرے پاس یہ خط ہے جس کا میں جواب لینے کے لئے آیا ہوں۔ مسلمانوں نے اسے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے سامنے پیش کر دیا۔ آپ نے اس سے وہ خط لیا اور اس طرح بڑھن شروع کیا۔

”یا معشر العرب! ہم سمجھتے تھے کہ تمہارے پاس کچھ گھر کی عقل ہوگی جس سے حرب وہ ضرب نیز دیگر امور میں استعانت لے کر کام کرتے ہوئے، مگر اب معلوم ہوا کہ اس سے کورے ہو کیونکہ پہلے دن کی جنگ میں تو تم عہدہ عہدہ دروازوں پر متفرق ہو گئے جس سے ہم نے سمجھا کہ ان کی تفریق محاصرہ سے بھی زیادہ سخت اور مضار کی مضرتوں سے بھی کرخت ہوگی۔ مگر جب اگلے دن ہوا تو تم خود لڑائی سے ہٹ گئے اور ان مساکین کو جو دیواروں کے اوپر تلواروں کو رہا کر کے انہیں کندکے ڈالتے ہیں اور دوسرے ہتھیاروں کو توڑ توڑ کے ناس کئے دیتے ہیں ہمارے مقابلہ پر بھیج دیا۔ افسوس! کہیں تلواریں بھی شہرینہا کی دیواروں پر پڑ کر اسے توڑ کر صیغ و سالم رہ سکتی ہیں۔ اس سے لڑائی کے اندر تمہاری عقل کا خود اندازہ ہو گیا کہ معرکہ رزار میں اس سے کیا کام لیتے ہو؟ میں تمہیں اب ایک ایسا مشورہ دیتا ہوں کہ جس میں ہم دونوں فریق کی فلاح اور بہبود کی مضمر ہے۔ وہ یہ ہے کہ تم ملک بھر کی طرف بچے جاؤ اور جس طرح اب تک تم نے ان ممالک کو جو تمہارے پس پشت میں فتح کیا ہے اس کے مقبوضات کو فتح کرو۔ فساد و خونریزی سے بچو۔ کیونکہ جو شخص انہیں کرتا ہے یہ اس پر لوٹ کر پڑتی ہیں۔ اگر تمہیں یہ منظور نہیں ہے تو ہم کل صبح شہر سے نکل کر تمہارے ساتھ لڑیں گے۔ پھر جو شخص حق پر ہوگا خداوند تعالیٰ اس کی مدد فرمائیں گے۔“

حضرت امیر ابو عبیدہ بن جراحؓ نے اس خط کو پڑھ کر مسلمانوں سے اس کے متعلق مشورہ کیا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ قبیلہ شعم کا ایک معزز سردار جس کا نام عطاء بن مرومؓ تھی اور جو ایک سن رسیدہ بزرگ ہونے کے ساتھ ساتھ قدیم الجہت (یعنی پہلا مہاجر) اور صحیح الرائے شخص بھی تھے اور جو اپنے قبیلہ کے آدمیوں کو رام کر کے ایک باقاعدہ فوج بنا کر انہیں اپنی قیادت میں لے آئے تھے اس وقت یہاں موجود تھے جس وقت انہوں نے یہ خط سنا تو یہ فوراً اچھل کے کھڑے ہوئے اور حضرت امیر ابو عبیدہ بن جراحؓ سے کہنے لگے میں آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ آپ میری ایک بات جس میں مسلمانوں کی بہبود کی اور نفع مضمر ہے سن لیں۔ باری تعالیٰ جل مجدہ مجھے مسلمانوں کی تائید و فلاح اور بہبود کی بات کہنے کی توفیق عنایت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا تم مسلمانوں کے لئے صالح ہو کہو جو کچھ کہنا چاہتے ہو؟

یہ سن کر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے قریب آئے اور کہا یا امیر! اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عنایت کریں۔ ان سرداروں سے جن سے اب تک سابقہ پڑتا رہا ہے اور یہاں کا سردار زیادہ بہادر اور ہوشیار معصوم ہوتا ہے۔ فتح و نصیب کی خبر اس وقت اسے ضرور پہنچی ہوگی اور اس نے اسی وقت یہ سمجھ لیا ہوگا کہ مسلمانوں کی جولا نگاہ اب ہمارے شہر کے سوا کوئی دوسرا شہر نہیں ہو سکتا۔ یہ سوچتے ہی اس نے غلہ چارہ رسد کا تمام سامان اور اسلحہ اپنے پاس اس قدر جمع کر لیا ہے کہ شہر والوں کو سالہا سال کے لئے کافی و وافی ہے ایسی صورت میں اگر ہم نے محاصرہ رکھا تو دشمن کی طرح اسے فتح کرنے میں ایک زمانہ چاہئے۔ اس لئے میری رائے

میں یہ آتا ہے کہ آپ ان کے ساتھ ایک کمر کریں۔ اگر کمرہ چلے کے بال میں اس شکار کو آپ نے پھانس لیا اور ہمارا وہ پھندا ان کی گردن میں پوری طرح آگیا تو ہم بہت ہی جلد انشاء اللہ تعالیٰ اس شہر کو فتح کر لیں گے۔ آپ نے فرمایا ابن عمرو! ایسا وہ کون سا حیلہ سوچا ہے؟

انہوں نے کہا وہ یہ ہے کہ ہم ان سے کھانے کے لئے غنہ اور چارے کا مطالبہ کریں اور انہیں اس بات کی ضمانت دے دیں کہ ہم تمہارے شہر کے علاوہ دوسرے شہروں کی فتوحات تک لوٹ جائیں گے اور ان کی فتوحات کے بعد پھر تمہاری طرف آئیں گے۔ اتنے ان کا غرور و رسد قریب ختم کے پہنچ جائے گا، جمعیت متفرق ہو جائے گی اور یہ اپنی تجارت کے لئے دوسرے شہروں میں چلے جائیں گے۔ چونکہ میدان صاف ہوگا اس لئے ہم ان پر آسانی سے چھاپہ کر انہیں تاخت و تاراج کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا ابن عمرو! واقعی تمہاری رائے بہت صائب ہے اور میں یہی کروں گا۔ اللہ تعالیٰ سے مجھے توفیق اور مدد کی امید ہے۔ چنانچہ آپ نے دوات کا غلہ منگا کر حسب ذیل خط لکھنا شروع کیا:

حضرت ابو عبیدہؓ کا مکتوب بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے بعد! میں نے تمہارا خط پڑھا۔ تمہاری تحریر میں اپنی اور تمہاری فلاں و بہو دو دیکھی، ہم ان لوگوں میں نہیں ہیں کہ خدا سے عز و جل کے کسی بندے پر غلہ روا رکھیں۔ ہمارے پاس ۱۰ ڈونگروں کا اونٹ بہت زیادہ ہیں اور پنے ملک بہت دور۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ ہم تمہارے یہاں سے کوچ کر کے کہیں اور چلے جائیں تو پانچ روز کی زاد راہ (سامان رسد) ہمارے پاس بھیج دو۔ ہمارے سامنے ہر طرف راستہ کھلا ہوا ہے کسی طرف چلے جائیں گے اور جھٹک بڑے بڑے قلعے اور سنگین دروازے نہیں فتح کریں گے تمہارے پاس نہیں آئیے یا اگر تم کہو تو ہم مدائن شام کی طرف چلے جائیں اور انہیں فتح کر کے پھر تمہارے پاس لوٹ آئیں اگر تم نے ہمارے اس کہنے پر عمل کیا تو ہمیں امید ہے کہ اس میں آپ کی نیز ہماری دونوں کی فلاح ضرور ہوگی۔“

اس مکتوب کو آپ نے منسوب کر کے اپنی مہر ثبت کی اور اسی قاصد کو دے دیا۔ مریس نے جس وقت یہ مکتوب پڑھا اسی وقت اس نے امراء اور اپنے شہر کے رؤسا اور عائدین کو جمع کر کے کہنے لگا کہ عرب تم سے خدا اور رسد طلب کرتے ہیں تاکہ تمہارا محاصرہ اٹھا کر کسی دوسری طرف چلے جائیں۔ ان کی مثال درندہ جیسی ہے کہ جب تک وہ اپنے شکار نہیں پالیتا اس جگہ سے نہیں ملتا۔ انہیں تمہارے شہر میں آکر بھوک لگی ہے۔ جس وقت ہم ان کا پیٹ بھر دیں گے تو یہ یہاں سے چلے جائیں گے۔ انہوں نے کہا سردار! ہمیں اس بات کا خوف ہے کہ یہ کہیں خدا اور چارہ لے کر بھی یہاں سے نہ نکلے۔ اس نے کہا میں ان سے تمہارے حق میں اس بات کا عہد اور بیباق لے لوں گا کہ جس وقت تم انہیں کہو اسی وقت وہ یہاں سے کوچ کر جائیں۔ انہوں نے کہا جس طرح آپ کی سمجھ میں آئے کیجئے اور ہمارے اور اپنے لئے اچھی طرح مواثیق لے لیجئے۔

کہتے ہیں کہ مریس نے اس کے بعد یادریوں اور راہوں کو حکم دیا کہ وہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے پاس جا کر عہد و بیان

لیں کہ جس وقت ہم آپ لوگوں سے چلے جانے کو کہیں تو آپ یہاں سے اس طرف کوچ کر جائیں۔ چنانچہ یہ لوگ اس بات کیسے تیار ہو گئے۔ مریس نے باب رستن جس پر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ پڑے ہوئے تھے کھلوایا اور یہ یادری اور رہبان آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس قرار داد پر صلح کر لی کہ جس وقت ہم آپ سے کوچ کر جائے کو کہیں آپ یہاں سے کوچ کر جائیں اور تا وقتیکہ مدائن شام میں سے کوئی شہر خواہ غرابو یا شرقیہ یا زبیا علاقے کا ہو یا غیر پہاڑی علاقے کا نہ کر لیں۔ اس طرف آنے کا قصد کریں۔ آپ نے اسے منظور کر لیا اور صبح پوری ہوئی۔ اہل حمص نے اور چارے کی اتنی کثیر مقدار کہ تمام شکر و پانچ روز کے لئے کافی ہو جائے لے کر حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا یہ جو کچھ تم لائے ہو ہم نے قبول کر لیا۔ اگر تم غدا اور چارہ کچھ ہمارے ہاتھ فروخت کرنا بھی چاہو تو ہم خرید سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں ہم فروخت کر دیں گے۔ آپ نے لشکر میں منادی کرادی کہ اے چہا ہمارے پاس غدا اور چارہ موجود ہے مگر منزل مقصود دور ہے اور زادراہ قلیل اس لئے تمہیں چاہئے کہ اور خریدو۔ لشکریوں نے جواب دیا کہ کس چیز کے عوض میں خرید لیں اور کس چیز پر خریدے اس کی پادری کر دیں۔ آپ نے فرمایا جن جن شخصوں کے پاس رومیوں کی حاصل کردہ غنیمت ہو انہیں چاہئے کہ وہ اس کے بدلے میں غدا اور چارہ خرید کر لیں۔ حسان بن عدی غطفانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سہتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ (حشر کے روز) حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو حسب سے سبکدوش فرمائیں کہ آپ نے ہمیں اور ہمارے ان چوپائوں کو جن پر ہم نے غنیمت کے حاصل کئے ہوئے فرش اور قلیں رادر کئے تھے، ہلکا اور سبک کر دیا۔ یعنی ہم نے ان فرش اور قلیں کے بدلے میں ان سے غدا اور چارہ خریدنا شروع کر دیا۔ اہل عرب ان سے خرید و فروخت میں بہت نرمی کر رہے تھے اور یہ اہل حمص میں روپے کے مال میں ہمیں کل دو روپے کا مال دے رہے تھے۔ اس قدر سستا مال دیکھ کر حمص والوں نے ہم سے اور زیادہ خریدنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ تین دن اسی خرید و فروخت میں لگ گئے۔ اہل حمص اس طرح خریدنے اور ہمارے چلے جانے سے بہت خوش تھے۔

کہتے ہیں کہ عربی لشکر میں رومیوں کے چند جاسوس اور مخبر رہا کرتے تھے جو ان کی خبریں درج کر کے رومیوں کو بھیجا کرتے تھے۔ جب انہوں نے اہل حمص کو اس طرح دروازہ کھولتے نیز ذلت کے ساتھ معاہدہ کر کے رسد لاتے دیکھ تو انہوں نے یہ خیال کر لیا کہ اہل حمص ان کی اطاعت میں داخل ہو گئے ہیں۔ یہ خیال کرتے ہی یہ اطلاع کی کہ ان کی طرف بھاگے اور راستہ میں جو شہر یہ قلعہ پڑتے رہے انہیں اس بات کی شہرت دیتے چلے گئے کہ اہل حمص نے عربوں کی اطاعت میں داخل ہو کر صبح کے دروازہ سے دروازہ کھول دیا ہے۔ رومیوں پر یہ خبر نہایت شوق زنی اور ان کے دلوں میں عربوں کی طرف سے بہت زیادہ خوف و حراس اور رعب جاری ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی طرف سے مسلمانوں کے لئے یہ بھی توفیق اور احسان تھا کہ انہوں نے ایسا مشہور کر دیا۔ کل جاسوسوں کی تعداد چالیس تھی جن میں سے تین شیرز کی طرف بھی گئے تھے اور وہاں جا کر انہوں نے بھی یہی اشیاء شروع کر دی تھی۔

واقعی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے مسلمانوں کے ساتھ یہاں سے رستن کی طرف کوچ فرمایا۔ جس وقت آپ اس شہر میں پہنچے تو اسے ایک نہایت مضبوط اور محکم شہر دیکھ جو پانی اور آدمیوں سے بالکل بھرا ہوا تھا۔ آپ نے یہاں کے باشندوں کے پاس اپنا اپنی روانہ کیا کہ ہماری قیادت اور مدد داری میں آکر ہم سے صلح کریں۔ مگر انہوں نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ جب تک ہم برقل و شاہ کے مقابلے میں تمہاری کارگزاری نہ دیکھ لیں اور ہمیں یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس کے ساتھ

تمہارا کیا معاملہ رہا۔ اس وقت تک ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد جو کچھ خداوند تعالیٰ کو منظور ہوگا ہو رہے گا۔ آپ نے فرمایا ہم بادشاہ ہرقل ہی کی طرف جا رہے ہیں۔ ہمارے ساتھ آگرچہ آدمی کافی ہیں۔ مگر مال و اسباب اس قدر ہے کہ اس کی بار برداری میں ہمیں دقت اٹھانی پڑتی ہے۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ جس وقت تک ہم بوٹ کے آئیں اسے اس وقت تک تمہارے پاس رکھ دیں تاکہ ہمارے پاس سے بوجھ ہلکا ہو جائے۔ اہل رستن یہ سن کر اپنے سردار کے پاس جس کا نام نقیعیاس تھا آئے اور اس سے یہ بیان کیا۔ اس نے کہا اس میں کچھ حرج نہیں تھا۔ بادشاہ دوسرے بادشاہوں کے پاس ہمیشہ سے اپنی امانتیں رکھتے چلے آئے ہیں۔ ان سے نہ دو کہ جس وقت آپ کو جو کام ہو ہم اس کے بحال لانے کے لئے بروقت تیار ہیں۔ اسی طرح آپ جب تک بادشاہ سے آپ کا کچھ فیصد ہو ہمارے ساتھ اعانت رکھیں۔ آپ نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا۔

فتح رستن

ثابت بن مائمر کہتے ہیں کہ حضرت ابو سعید بن جراحؓ کی فوج میں حمص کے پڑاؤ کے اندر میں بھی موجود تھا۔ جس وقت آپ نے یہاں سے کوچ کر کے رستن پر چھو لہاری اور خیمے نصب کئے تو آپ نے صائب اور صاحب الراے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو مشورہ کے لئے طلب کیا اور فرمایا کہ یہ شہر نہایت مضبوط اور قلعہ بند ہے۔ بغیر کسی حیلہ اور کمر کے اس کا فتح ہونا بہت زیادہ مشکل معلوم ہوتا ہے میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے میں آدھوں کو میں صندوقوں میں جن میں اندر کی طرف قفل لگتے ہوں بند کر کے ان کی کنجیاں تمہیں دے دوں۔ جس وقت تم شہر میں پہنچ جاؤ تو اللہ کا نام لے کر شہر والے لشکر کو پر ایک دم ٹوٹ پڑو۔ پھر تمہاری مدد و اعانت کر دی جائے گی۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا اگر آپ کا یہی ارادہ ہے تو قفل یا ہر ہونے چاہئیں۔ (تاکہ کسی طرح کاشیتہ نذرے۔ مترجم) اور ننگے کے لئے صندوقوں کی تلی میں اس قسم کی چٹختی (نرمادگی یا چپکے یا کند اور زنجیر) لگادی جائے کہ جو انہیں کھلنے میں روک نہ سکے۔ اس ترکیب سے جس وقت ہمارے آدمی دشمن کے قلعے میں پہنچ جائیں تو تمام کے تمام ایک ساتھ ہی نکل پڑیں اور نعرہ بکیر بلند کریں۔ بکیر کے نعروں پر ان کی اعانت موقوف ہوگی۔ جس وقت یہ نعرے بلند کریں گے۔ ان کی اعانت کیلئے فوج روانہ کر دی جائے گی۔ آپ نے فرمایا یہ بالکل ٹھیک ترکیب ہے۔ اس کے بعد آپ نے رومیوں کے کھانے کے صندوق منگا کر ان کے پیچھے کے تھنوں کو توڑ کے ان میں چٹختی لگوا دی اور جب یہ مکمل ہو گئے تو ان میں سب سے پہلے سبقت کرنے والے حسب ذیل حضرات تھے۔

ضرار بن ازور۔ مسیب بن ثقیف۔ الفرازی ذوالکلاع حمیری۔ عمرو بن معدیکرب زہیری۔ مرقال بن ہاشم بن عقبہ۔ قیس بن عبیدہ۔ عبدالرحمن بن ابی بکر صدیقؓ۔ عبدالرحمن بن مالک اشتر۔ عوف بن سالم۔ عامر بن کاکل فرازی۔ مازن بن عامر۔ ربیعہ بن عامر۔ کرمہ بن ابوجہل۔ عقبہ بن عامر۔ اصید بن سلمہ۔ دارم بن فیاض عسسی۔ سلمہ بن جلیب۔ ذراع بن حرمہ۔ نوفل بن جزل۔ جندرب بن سیف اور عبداللہ بن جعفر طے ر کہ جنہیں آپ نے ان سب حضرات پر سردار مقرر فرمایا تھا۔ ان تمام صندوقوں کو رومیوں

۱۔ یہ آئی فی ذکر کا ترجمہ ہے۔ اسی وہ جس میں کسی شہ کو یوں ذکر و چیز دی جائے، صندوق میں چٹختی ہی اس طرف دے سکتے ہیں اس لئے یہی ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ اس سے بہترین ذہن میں نہیں آیا۔ ۱۲۔

کے سپرد کر دیا گیا۔ تقیطاس نے ان سب صندوقوں کو قسرات میں اپنی بیوی ماریہ کے محل میں رکھ دیا حضرت ابو جہلہ بن جراح نے فوج کو کوچ کرنے کا حکم فرمایا اور ایک گاؤں میں جس کا نام سوید (سودیہ) تھا پہنچ کر پڑا کیا۔ جب کسی قدر رات چلی گئی اور ظلمت نے دنیا والوں پر پردہ ڈال دیا تو آپ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو لشکر زحف کے ہمراہ مجاہدین کی مدد کے لئے روانہ فرمایا۔ آپ رستن کے پل کے قریب ہی ابھی پہنچے تھے کہ شہر میں ہتھیل و گھبر کی آوازیں گونجتی ہوئی سنائی دیں۔

والدہ می رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ان مجاہدین صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ اس طرح قصہ پیش آیا کہ جب ان صندوقوں کو جن میں یہ حضرات منتقل تھے رومیوں کے سپرد کر دیا گیا اور رومیوں کے سردار نے انہیں اپنی بیوی کی محل میں اسرار رکھ دیا تو یہ عریضوں کے چل جانے کے شکر یہ میں اپنے سرداروں کو لے کر کنیہ کی طرف چلا گیا۔ تاکہ وہاں پہنچ کر نماز شکرانہ ادا کرے۔ انجیل کے پڑھنے کی آوازیں کنیہ کے درو دیوار سے بلند ہوئیں تو ماریہ کے محل سے کمرانی ہوئیں تو حیدر ستوں کے کانوں میں بھی پہنچیں۔ انہوں نے صندوقوں کے پٹا اسٹالٹ کے اسلحہ کاٹے اور لڑائی سے بچنے کے لئے چاق و چست ہو کے ماریہ کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ اس کے پاس پہنچے۔ شہر کی کنیوں کا مطلبہ کیا اور جس وقت اس نے دے دی تو تکبیر و تہلیل کے فک ہوس نعرے مارتے اور اپنے آقائے دو جہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھتے ہوئے۔ اس کنیہ پر جہاں انجیل کے دورے ہو رہے تھے، جا پڑے۔

رومی چونکہ نسبت سے مقابلے کی تاب نہ لائے اور شہر کے دروازوں کی طرف بے سروسامانی کی حالت میں بھاگ کھڑے ہوئے۔ مسلمانوں کے اس چھوٹے دستے کو نم سپرد حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے رعبہ بن عامر، اصید بن سمہ، عکرمہ بن ابوجہل، حتبہ بن عاص اور فارغ بن حرمہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو شہر کے دروازوں کی کنیوں دیں اور فرمایا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اللہ اکبر کی آوازیں لگاتے ہوئے شہر کے دروازے جا کر کھول دو۔ تمہارے مسلمان بھائی شہر کے چاروں طرف تمہاری مدد کے لئے تیار ہیں۔ یہ باب کی طرف جسے باب محض بھی کہتے ہیں بڑھے اور تکبیر و تہلیل کے نعروں کے ساتھ اسے کھول دیا۔ دروازہ کے کھلتے ہی گویا باب اجابت کھل گیا۔ چاروں طرف سے ان کی آوازوں کا استقبال فلک شکاف نعروں کے ساتھ ہونے لگا اور اللہ اکبر کی آوازوں کے ساتھ ساتھ تو حید کا فرزند اسلامی فوج کا قائمہ عظیم یعنی حضرت خالد بن ولیدؓ اپنا لشکر لئے ہوئے شہر میں داخل ہو گئے۔ تثلیث کے بندوں نے جب تو حید کے نعرے سنے تو سمجھ یا ہم مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئے۔ سوائے قیادت میں آ جانے کے کسی حرم خون آشام متواہر کو صحن میں کرانے کی کوئی ترکیب سمجھ نہ آئی تو آخر یہ الفاظ تکہ کے کہ ہم تمہارے ساتھ نہیں لڑتے۔ ہم تمہارے قیدی ہیں، ہمارے ساتھ عدل و انصاف کرو۔ تم ہمیں ہماری قوم سے بھی زیادہ عزیز ہو۔ اپنے آپ کو مسلمانوں کے سپرد کر کے ان کی حراست میں آ گئے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے ان پر اسلام پیش کیا۔ بعض ان میں سے مسلمان ہو گئے اور اکثر اپنے دین پر ہی قائم رہے جنہوں نے جزیہ دینے کا وعدہ کر لیا۔ مگر سردار تقیطاس نے اس کا بھی انکار کیا اور کہا میں اپنے دین اور مذہب کا عوض اور بدلہ دینا نہیں چاہتا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا کہ تو پھر ایسی صورت میں تجھے مع اپنے بال بچوں کے ابھی یہاں سے نکل جانا ہوگا۔ چنانچہ یہ رستن

سے مع اپنے اہل و عیال کے سیدھا محض کی طرف چلا گیا اور وہاں پہنچ کر فتح رستن کی خبر دی۔ اہل محض یہ خبر سن کر بہت سٹ پٹائے اور انہیں سخت ناگوار گزار اور یہ سمجھ گئے کہ اہل عرب صبح شام میں اب یہاں آ کر تاخت و تاراج کیا ہی چاہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے پاس فتح رستن کی اطلاع بھیجی۔ آپ نے سن کر سجدہ شکر ادا کیا اور یمن کے ایک ہزار سپاہیوں پر حضرت بلال بن مرہؓ یشکری کو امیر لشکر مقرر کر کے رستن کی حفاظت کے لئے روانہ کر دیا۔

لشکر اسلام کی حماۃ کی طرف روانگی

رستن پر جس وقت ہلال بن مرہؓ یشکری اور ان کے بہادروں کا پوری طرح تسلط ہو گیا تو حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے لشکر میں آئے اور مسلمانوں کا یہ فائز المرام لشکر حماۃ کی طرف روانہ ہو گیا۔ اہل حماۃ نیز اہل شیرز حبیب کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مسلمانوں کی صف میں داخل تھے مکمل اہل شیرز کے جس سردار سے مسلمانوں نے صلح کی تھی اس کا انتقال ہو چکا تھا اور ہر قتل بادشاہ نے اس کے بجائے ایک سرکش اور ظالم سردار کو جس کا نام نکس تھا مامور کر کے یہاں بھیج دیا تھا اس نے اس صلح کو فتح کر دیا اور اہل شیرز کو اپنے پیچہ ظلم میں گرفتار کر کے انہیں کافی مزہ چکھوا دیا۔ یہ مقدمات قتل میں رشوتیں لیتا۔ ماں چھینت اور در پر دہ کھانے پینے کی چیزوں کے خوب عطیات قبول کیا کرتا تھا۔ جس وقت حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو راستہ میں نقص صلح کی خبر پہنچی تو آپ نے سواروں کا ایک دستہ ان کی طرف بھیج دیا تاکہ ان سے پہلے وہاں پہنچ کر تاخت و تاراج کر دے۔ چنانچہ اس نے وہاں پہنچ کر ان کے شہر کو نا شروع کر دیا جس سے شیرز وادوں میں ایک ہنگامہ پیدا ہو گیا۔ سردار نکس ان کی شور و فریاد اور آہ و فغاں سن کر اپنے قلعہ سے باہر نکلا۔ رؤسا اور معززین شہر کو جمع کیا اور ان کے وسط میں بیٹھ کر کہنے لگا باشندگان شیرز! تم جانتے ہو کہ ملک ہرقل نے مجھے تمہاری حفاظت نیز شہر اور تمہارے مال و اموال اور ہل بچوں کی نگہداشت کے لئے تم پر مامور کیا ہے۔ اس لئے میرا فرض ہے کہ میں ہر طرح سے تمہاری حفاظت و صیانت کے فرض کو بجالاؤں۔ یہ کہہ کر اس نے اسلحہ خانے کا دروازہ کھولا اور تھمیا تقسیم کر کے لڑائی کا حکم دے دیا۔

ردی اس تقسیم میں تھے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ مع لشکر زحف کے یہاں پہنچ گئے اور ان کے مقابلے میں چھ وڈیاں ڈال دیں۔ آپ کے بعد حضرت یزید بن ابوسفیانؓ اپنی جماعت کے ساتھ آئے اور ان کے بعد سردار لشکر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ بھی اپنے تمام لشکر کے ہمراہ تشریف لائے۔ اہل شیرز مسلمانوں کا یہ لاؤ لشکر دیکھ کر ہسم گئے۔ عقلیں پاتی رہیں۔ آنکھیں چنہیا گئیں اور مہبوت زدہ ہو کر رہ گئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے اہل شیرز کے نام ایک یادداشت حسب ذیل الفاظ میں روانہ کی۔

حضرت ابوعبیدہؓ کا مکتوب اہل شیرز کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد۔ باشندگان شیرز۔ تمہارا قلعہ جلعک اور رستن کے قلعوں سے زیادہ مضبوط نہیں ہے اور نہ تمہاری فوج ان کی

فوجوں سے زیادہ بہادر ہے۔ اس لئے میرا یہ کتب پڑھتے ہی تم میری اطاعت کر کے ہماری قیادت میں داخل ہو جاؤ اور مخالفت پر کمر بستہ نہ ہو ورنہ یہ مخالفت وبال ہو کر تم پر نازل ہوگی۔ ہمارا عدل اور حسن سیرت تمہیں معلوم ہو چکے ہیں۔ لہذا ممالک شہم کے ان لوگوں کی طرح جو ہماری صلح میں داخل ہو کر ہماری اطاعت کر چکے ہیں تم بھی داخل ہو جاؤ۔ والسلام

یہ داشت ایک معبدی شخص نے کران کے پاس گیا۔ یہ اسے کہہ کر سردار نکس کے پاس پہنچے اس نے اسے پڑھا اور اچھی طرح اس کا مطلب سمجھ کے اہل شیرز کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا واقعی عرب اپنے قول میں نہایت سچے ہیں۔ ہمارا قلعہ رستن، بعلبک، دمشق اور بصری کے قلعوں سے زیادہ مستحکم اور مضبوط نہیں ہے اور اسی طرح آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ اہل محس کتنے بہادر، جری اور شجاع واقعہ ہوئے ہیں مگر باوجود اس کے کہ انہوں نے ان سے صلح کر لی ہے۔ ایسے ہی فلسطین، ان کا شہر اور ہر شہدگان اردن اور ان کا قلعہ ہے۔ مگر ان کی بھی ان کے سامنے کچھ نہ چلی۔ ان سب باتوں کو دیکھتے ہوئے اہل شیرزان کا کیا بکاڑہ ہو سکتا ہے اور پھر جب کہ ان کا قلعہ بھی نہایت کمزور واقع ہوا ہے۔ اب اگر آپ صبح کی گشت و شنید کے متعلق انکار کریں گے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ آپ ہمیں دانستہ ہلاکت کے دیکھتے ہوئے الاؤ میں دھکا دینا چاہتے ہیں۔ نکس یہ سننے ہی غصہ کی آگ میں جل گیا۔ اہل شیرز کو گامیں دیں اور اپنے غلاموں کو ان پر حملہ کرنے کا حکم دیں۔ اہل شیرز بھی یہ دیکھ کر آگ بگولا ہو گئے اور تنگی دوا میں لے کر اس کے غلاموں پر چل پڑے۔ فریقین میں جنگ و جدل قائم ہو گیا۔ مسلمانوں نے یہ دیکھ کر بارگاہ رب العزت میں دعا کی الہی انہیں انہی کی جنگ میں ہلاک کر دے۔ ورنہ یہ لڑائی جاری رہی۔ آخر اہل شیرز غائب آئے اور انہوں نے اپنے سردار کو مع اس کے غلاموں کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

فتح شیرز

اس کے بعد ان میں سے چند آدمی غیر مسلح ہو کر حضرت ابوبعیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے حاضر ہو کر اول آپ کو سلام کیا اور پھر اس طرح عرض کرنے لگے ایہا الامیر! ہم نے آپ حضرات کی محبت میں اپنے سردار کو قتل کر ڈالا ہے۔ آپ نے فرمایا خداوند جل و علی تمہارے پیروں کو روشن اور تمہارے رزقوں میں برکت عنایت کریں۔ آپ لوگوں نے ہمیں حرب و ضرب کی آفات سے نجات دے دی۔ اس کے بعد آپ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ ان کی حسن و احاطت، آپ لوگوں کی محبت میں اپنے سردار کا قتل، نیز ان کا تمہاری اطاعت و قیادت میں داخل ہو جانا آپ حضرات نے دیکھ ہی لیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس قوم کے ساتھ حسن مراعات کر کے ان پر انعام و اکرام کا دروازہ کھول دوں۔ مسلمانوں نے عرض کیا۔ آپ کی رائے میں جو آئے کیجئے۔ واقعی اگر ان کے ساتھ اعانت کی گئی تو دوسرے ممالک اور شہروں کو بھی باری تعالیٰ انشاء اللہ العزیز جلد فتح کر دیں گے۔

واقعی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آپ اہل شیرز کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تمہیں خوش ہونا چاہئے۔ میں تم پر کسی طرح کا جبر و اکراہ روا رکھنا نہیں چاہتا۔ جو شخص خوشی سے ہمارے دین میں داخل ہونا چاہے اس کے لئے وہی حقوق ہیں جو ہمارے واسطے اور ان

پروہی فرائض عائد ہوتے ہیں جو ہم پر۔ نیز دو سال کا خراج ان پر معاف ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنے ہی مذہب پر رہتا ہے تو اسے جزیہ ادا کرنا ہوگا۔ اور ایک سال کا خراج اس پر معاف ہے۔

رومی یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ ہم بسر و چشم آپ کی اطاعت قبول کرتے ہیں۔ یہ ہمارے سردار کا قہر امارت ہے کہ آپ چونکہ اس کے زیادہ حقدار ہیں اس لئے ہم مدینہ آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اس کے اندر جو کچھ مل و متاع برتن اور آدمی ہیں وہ سب آپ کی ملک ہیں۔ آپ انہیں اپنے تصرف میں جس طرح چاہیں سکتے ہیں۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے اس کا سب مال واسباب جمع کر کے اس کا خمس (پانچواں حصہ) خود رکھ لیا اور باقی تمام سامان مسلمانوں پر علی السوۃ تقسیم فرمادیا اور من دی کرا دی کہ یہ معاشرۃ المسلمین تمام فتوحات سے زیادہ آسانی کے ساتھ رب العزت نے تمہارے ہاتھ سے اس شہر کو فتح کرا دیا ہے۔ اب اہل محض تمہاری ذمہ داری اور عہد سے نکل چکے ہیں اور جو مویشاں تم نے ان کے ساتھ کی تھیں وہ پوری ہو چکی ہیں اس لئے محض کی طرف لوٹ چلو۔ خداوند تعالیٰ تمہیں جزائے نیک عطا فرمائے گا۔

واقعی رحمتہ اللہ تعالیٰ ملیے کہتے ہیں کہ عرب ابھی گھوڑوں پر سوار ہو کر چلنے کا ارادہ ہی کر رہے تھے کہ دفعۃً انہیں قہر و سب کی سڑک سے جواٹھ لکیر کی طرف جاتی تھی ایک غبار اٹھتا ہوا دکھائی دیا جو برابر ان کی طرف بڑھتا ہوا چلا آ رہا تھا۔ مسلمانوں کے چند سوار تفتیش حال کے لئے اس کی طرف دوڑے۔ معلوم ہوا کہ روم کے پادریوں میں سے کوئی ایک بہت بڑا پادری ہے جس کے ساتھ مال واسباب کے لدے ہوئے سوتا تاری گھوڑے (بزدون) ہیں اور ان کی حفاظت کے لئے سو رومی جوان۔ مسلمانوں کے شیر زمیں داخل ہونے کا چونکہ اسے علم نہیں تھا اس لئے یہ یہاں آ رہا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ فرماتے ہوئے اس کی طرف بڑھے۔ مسلمانوں نے ایک ساتھ تکبیروں کے نعرے بند کئے اور انہیں چاروں طرف سے گھیر کے رومی جوانوں کو قید اور گھوڑوں کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔ جس وقت پادری گرفتار ہو چکا تو حضرت خالد بن ولیدؓ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا بد بخت! تو کہاں سے یہ سامان دار ہا تھا؟ اس نے کچھ رومی زبان میں بڑبڑاتا شروع کیا جس کو آپ نہ سمجھ سکے۔ باشندگان شیر زمیں سے ایک شخص آگے بڑھا اور آپ کے پاس آ کر اس طرح کہنے لگا یا امیر! یہ کہتا ہے کہ میں ہر قل بادشاہ کے معززین پادریوں میں سے ہوں۔ مجھے بادشاہ نے یہ سامان دے کر مرہس والی محض کی طرف روانہ کیا تھا۔ ان کتھوں میں جو گھوڑوں پر ہیں زرفشی (یعنی ریشمی کپڑے) جن میں سونے کی بناوٹ ہے) کپڑے ہیں، دس گھوڑوں پر دینار ہیں اور باقی تمام پر کپڑے لدے ہوئے ہیں۔ آپ نے انہیں کھلوا لیا ان میں اس قدر مال غنیمت برآ ہوا کہ اس سے پہلے کبھی ہاتھ نہیں آیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے انہیں لدوا کر حضرت امیر ابو عبیدہ بن جراحؓ کی طرف بٹکوا دیا۔ آپ اس وقت منبر قلوب کے اوپر جو شیرز کے قریب ہی تھے فروکش تھے۔ آپ نے اس وقت ایک سو فی فرش نیچے بچھا رکھا تھا اور سوتی ہی ایک شامیانہ اوپر تان رکھا تھا تاکہ دھوپ سے بچاؤ ہو جائے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس پادری کو آپ کے سامنے کھڑا کر دیا۔ آپ نے دریافت کیا یا سلیمان! کیا ہے؟ حضرت خالد بن ولیدؓ نے جواب دیا۔ یہ لاطکہ کہ ایک پادری ہے جسے رومی کہتے ہر قل نے کچھ دیا یا دے کر مرہس والی محض کے پاس روانہ کیا ہے۔ واقعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ کے سامنے مال غنیمت پیش کیا گیا جسے دیکھ کر آپ بے انتہا خوش ہوئے

اور فرمایا اباسیمان! شیرز کی فتح ہمارے لئے ایک مبارک فال ہے۔ اس کے بعد آپ نے ترجمان کو بلا کر حکم دیا کہ اس پادری سے نہ فرمان رومی کے ہرقل کے متعلق سوال کرے کہ آیا اس نے کچھ جمعیت جمع کی ہے یا نہیں؟ ترجمان کے جواب میں پادری نے بیان کیا کہ ملک ہرقل کو دمشق، بعلبک، اور جوسہ کے فتح ہوجانے کی خبر پہنچ چکی ہے مگر ابھی یہ اطلاع نہیں ملی کہ حص کے اوپر بھی دھاوا ہو چکا ہے اور اسی لاعلمی کی وجہ سے اس نے مجھے ہدایہ دے کر والی حص کی طرف روانہ کیا تھا اور یادداشت میں یہ اطلاع دی تھی کہ میں عترب تہارہ مد کے لئے لشکر تیار کر کے روانہ کر رہا ہوں۔ تم عربوں سے کسی طرح جنگ میں پیچھے نہ ہٹنا۔ ملک ہرقل نے تمام ان لوگوں سے جو صلیب کے پرستار ہیں اور انجیل کے پیروکار مدد اور کمک طلب کی ہے اور ہر تثلیث کے بندے نے جیسے اس۔ صلیب۔ انگلستان۔ اریمنہ۔ دوقس، مغلیط، کرک (کرج)، یوانان، حلف، غزنی (غزنویہ، غزنین) رومہ (روست اکبری) اور ہرجا مل صیب نے اس پر لیک کہہ کے آدائی غاہر کی ہے اور وہ وقت بہت قریب ہے جب ہر طرف سے فوجیں امنڈ امنڈ کے مڈی دل کی طرح ہرقل کے پاس جمع ہوجائیں گی۔ آپ ترجمان سے یہ افواظ کن کے ذرا متشوش ہوئے اور اس پادری پر اسلام پیش کیا۔ اس نے ترجمان سے کہا کہ تم اپنے سردار سے بیان کرو کہ میں نے نبیؐ کو رات خواب میں دیکھ تھا۔ میں رات ہی ان کے ہاتھ پر اسلام لایا چکا ہوں۔ اس کے بعد آپ نے ان مشرکوں سے جو اس کے ساتھ تھے اسلام لائے کہ وہاں جس وقت انہوں نے انکار کر دیا تو ان کی گردنیں مار دی گئیں۔

اس کام سے فارغ ہو کر آپ نے حص کی طرف کوچ کرنے کا حکم فرمایا۔ ایک دستہ بطور مقدمہ کنیش کے آپ کے آگے آگے جا رہا تھا۔ جس وقت یہ دستہ شہر کے قریب پہنچا تو اہل حص عربوں کے آنے سے اس وقت تک بے خبر تھے۔ اس نے پہنچتے ہی تاخت و تاراج کرنا شروع کر دیا۔ رومی شہر کی طرف لوٹنے اور یہ کہتے ہوئے کہ مسیح کی قسم! عربوں نے بد عہدی کی۔ دروازے بند کر لئے۔ مسلمانوں کا لشکر بھی پہنچ گیا اور اس نے حص کو چاروں طرف سے گھیر کے اس کی رسد بند کر دی اور چاروں طرف اس کے گرد زیرے ڈال دیئے۔ حص کے اکثر آدمی اس وقت تجارت کے لئے گئے ہوئے تھے۔ بعض رسد کے سامان اور بعض متفرق کاموں کے واسطے دور دراز نکلے ہوئے تھے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے غلاموں کو بلا کر ہدایت کی کہ وہ متفرق راستوں، عام شاہراہوں اور چھپی ہوئی گھٹائیوں میں مامور رہیں اور ہر وہ شخص جو غلہ یا مال تجارت حص کی طرف لے کر لوٹا تو ہواں لوگر قمار کر کے میرے پاس فوراً آئیں۔ غلاموں نے اسی طرح کرنا شروع کیا۔ مرہس والی حص پر یہ بات نہایت شاق گزری اور اس نے ایک مکتوب حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام روانہ کیا جس میں اس نے تحریر کیا تھا کہ:

اے بعد۔ یا معاشر العرب! ہمیں تہری اس غدار کی خبر نہیں تھی تم نے سامان رسد پر صبح کی تھی ہم نے اسے بچتے دیا۔ بیع و شرا کی خواہش کی تھی اسے منظور کر لیا۔ پھر یہ معلوم کس لئے نقض عہد کرادیا گیا۔

آپ نے اس کا جواب حسب ذیل الفاظ میں دیا۔

”جن را بہوں اور پادریوں کو تو نے معاہدہ کرنے کے لئے بھیجا تھا انہیں میرے پاس بھیج دے تاکہ میں نے جن دفعات پر ان سے معاہدہ کیا تھا انہیں یاد دلواؤں اور وہ تجھے چاکر بنا دیں کہ ہم نے بد عہدی اور نقض عہد نہیں کیا ہے اور نہ اناشاء اللہ تو ملی ہم سے کبھی ایسا ہوگا۔“

مرس نے اسے پڑھ کر بہان اور پادریوں کو جمع کیا اور باب حص کھول کر انہیں حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ انہوں نے پہنچ کر آپ کو سلام کیا اور سامنے بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تمہیں یہ یاد نہیں ہے کہ میں سے تم سے اس بات پر حلف اور عہد کیا تھا کہ میں تمہارے بیہوش سے چلا جاؤں گا تا وقتیکہ شام کے کی شہر کو خواہ وہ پہاڑی علاقہ میں ہو یہ سچی (غیر پہاڑی) فتح نہ کر لوں اور اس وقت تک ادھر کا رخ نہیں کرنے کا۔ نیز فتح کے بعد مجھے یہ بھی اختیار ہوگا کہ میں تمہاری ہی طرف آ جاؤں یا کسی اور طرف چلا جاؤں۔ انہوں نے کہا صبح کی قسم! اسی پر صبح ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے ہاتھ سے شیر ذور رستن بہت تھوڑے وقت میں فتح کر دیئے اور غنیمت میں ان کے سردار وغیرہ کا مال ہمیں اس قدر مضاف دیا کہ اس تھوڑی سی مدت میں ہمیں اس کی امید نہیں تھی۔ اس لئے نہ اب تم سے ہم راعہد ہے اور نہ صلح۔ ہاں گراں مرز مضاف کر کے ہماری ذمہ داری اور امان میں آنے چاہتے ہو تو دوسری بات ہے۔

انہوں نے کہا یا امیر! آپ نے سچ فرمایا آپ کی کوئی خطا نہیں ہے۔ آپ نے اپنی ذمہ داری اور عہد کو پورا کر دیا۔ شیر ذور رستن کی فتح کی خبر کو آپ حضرات نے انہیں فتح کر لیا ہے ہمیں پہنچ گئی تھی۔ خطا اور بھول ہماری ہی ہوئی کہ ہم نے پھر توثیق و تصدیق نہ کرائی۔ اب تمام کام کی باگ ڈور ہم سے سردار کے ہاتھ میں ہے اس کے دل میں جس طرح آئے کرے۔ ہم اسے چ کر یہ تمام باتیں بتائے دیتے ہیں۔ اس کے بعد رہبان اور پادری لوٹ گئے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے اپنے سپہ سالاروں، ملو جانوں اور حرب کے مشقوں کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ تم بڑائی کے کیل کا سننے سے لیس ہو چکا اور ہتھیاروں کو سنبھال لو۔ ان لوگوں کے پاس نہ سامان خوراک ہے اور نہ کوئی ملک جولائی کے وقت ان کی مدد کر سکے۔ تم اب تبارک و تعالیٰ پر بھروسہ کر کے انہی سے استعانت طلب کر کے میدان عمل میں اتراؤ۔ مسلمانوں نے یہ سن کر ہتھیار لگائے۔ نیز سے سنبھالے اور شیر پنہ نیز اس کے دروازوں کی طرف دوڑ پڑے۔

ادھر اہل حص اپنے سردار کے پاس جمع ہوئے اور دریافت کیا کہ ان عربوں کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا میری رائے میں ہمیں لڑنا چاہئے اور ان کے مقابلہ میں کسی طرح کا ضعف نہ دکھانا چاہئے۔ انہوں نے کہا ہمارے شہر میں اتنا سامان خور و نوش نہیں ہے جولائی کے وقت رسد وغیرہ کے کام آ سکے۔ ان عربوں نے پہلے ہی صلح کے متعلق اس کی قید لگا دی تھی کہ ہمیں پانچ روز کی خوراک دے دی جائے اور ہم نے جمع کر کے ان کے حوالے کر دی تھی۔ ہمیں ان کے اس حیلے اور مکر و فریب کی خبر نہیں تھی کہ سامان رسد سے ہمیں خالی ہاتھ کر کے پھر ہم پر چڑھائی کر دی جائے گی۔

اس نے کہا اپنے دشمن سے اتنی عاجزی تمہارے دشمنان میں نہیں ہے اور پھر جب کہ ابھی تک نہ تم میں سے کوئی قتل ہوا ہے اور نہ کسی کو زخم تک پہنچا ہے اور نہ کوئی کسی قسم کی دوسری مصیبت آئی ہے۔ ف توں سے تم ابھی نہیں مرے۔ ایک وقت کا غرہ تک نہیں ہوا وہ تم پر دھوکہ سے چڑھ آئے ہیں۔ اگر شہر پنہا میں داخل ہونا چاہیں تو چونکہ شہر پنہ کی دیوار پر تھوڑے آدھی بھی نیچے والوں کو کافی ہوتے ہیں۔ اس لئے تم کبھی انہیں یہاں داخل نہیں ہونے دے سکتے۔ پھر گھبراہٹ کس بات کی ہے۔ میرے مکان میں اس قدر سامان رسد مہیا اور جمع ہے کہ اگر لڑائی نے طول بھی کھینچ لیا تو تمہیں مدت دراز تک کافی ہوگا۔ نیز علاوہ اس کے بربل بادشاہ بھی تمہاری طرف سے کسی طرح غفل نہیں ہو سکتا۔ اسے بہت جلدی تمہاری خبر پہنچ جائے گی اور وہ فوراً سننے ہی تمہاری مدد کے لئے لشکر روانہ کر دے گا۔

واقفی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اس کے یہاں ایک بہت بڑی کھیتی تھی جو عہد سے پرہیز کرتی تھی اس نے اسے کھول کر ہاشندگان حصص پر اس طرح تقسیم کرنا شروع کیا جس کی وجہ سے انہیں ذرا اطمینان ہوا۔ یہ سردار ہر صغیر و کبیر کو اس بنیاد میں برابر تقسیم کرتا رہا۔ اہل حصص نے آ کر لے جانا شروع کیا۔ حتیٰ کہ اسی روز یہ کھیتی نصف تقسیم ہوئی۔ تقسیم کے بعد اس سردار نے ان سے کہا میں نے جو چھ آپ کو دیا ہے اس پر تین روز حق امت کی جائے اور اپنے دشمنوں سے حتیٰ امتداد وڑنے کی کوشش کو کام میں لایا جائے۔

یہ کہہ کر اس نے لشکر کے تیر ہونے کا حکم دیا جو اس کا حکم پاتے ہی سربکف ہو کر اس کے سامنے آ کھڑا ہوا اس نے اس لشکر میں سے اولاد و زرا و زہد و عہد کے پانچ ہزار جوان جن کی وہاں کوئی برابری نہیں کر سکتا تھا منتخب کئے۔ ان میں ایک ہزار قبیلہ مذبحہ ملیہ کے آدمی بھی شامل تھے انہیں منتخب کر کے اس نے اپنے دادا جرمیس کا اسلحہ خانہ کھولا اور اس میں سے انہیں زہر، جوشن، تلواریں، خود، تیرہ کمائن اور لٹھ (لاٹھیوں) تقسیم کئے۔ لڑائی پر براہیچہ ان کے دلوں میں جوش بھرا اور ہر قل بادشاہ کی فوجوں کی مدد اور ملک کا وعدہ کر کے انہیں لڑائی کے لئے پوری طرح تیار کر دیا۔ اس کے بعد پادریوں اور رہبانوں کو بلا کر کہا کہ آپ حضرات خشوع و خضوع کے ساتھ مسیح (علیہ السلام) سے دعا کریں کہ وہ عربوں پر ہمیں فتح بخشنے۔

کہتے ہیں کہ یہ پادری اور رہبان ایک بہت بڑے کنیہ میں جس کا نام نسیہ جرمیس تھا اور جو وہیں بمنزلہ چمع کے (یعنی جیسے مسجدوں میں جامع مسجد) شمار ہوتا تھا داخل ہوئے۔ عبادات کے حزامیر سامنے رکھے۔ خصوص دل کے ساتھ کلمہ کفر کی منابت شروع کی اور مسیح (علیہ السلام) کے حضور میں آہ و زاری کے ساتھ تمام رات روتے چیتھے چلاتے رہے۔ صبح ہوئی تو مرلیس کنیہ میں آیا۔ تقرب الی المسبح کی درخواست کی اور پادریوں نے اس کی خواہش کے مطابق (اپنے مذہب کے موافق) اس پر نماز جنازہ ادا کی۔ اس کے جد یہ اپنے گھر میں آیا جہاں اس کے سامنے (خنزیر) کا بھونا ہوا گوشت پیش کیا گیا۔ جس وقت یہ اسے کھا چکا تو ایک سونے چاندی کی صراحی میں شراب لائی گئی اور اس نے اسے اس کثرت سے پیا کہ اس کی آنکھیں نشہ میں ہلکے بخور ہو گئیں۔ اس کے بعد اس نے ریشم کا ایک کپڑا جس میں اون اور چرم کا دوہرا حاشیہ لگا ہوا تھا پہنا۔ اس کے اوپر سونے کی زرہ پہنی۔ گردن میں یاقوت کی صلیب لٹکائی ہندی تلوار (مہند) گلے میں حمل کی اور ایک نہایت عمدہ گھوڑے پر سوار ہو کے قصر امارت سے نکل کر باب رستن کی طرف چلا۔ بڑے بڑے رومی جہاندار و فوجی افسران کے جلوس میں ہوئے۔ حصص کے تمام دروازے کھول دئے گئے اور درمیوں کا ایک جرم غیر اور اہل حصص کی ایک خلقت کثیر اپنے اپنے نشانوں اور صلیبوں کو لئے ہوئے شہر سے باہر نکلے۔ مرلیس پانچ ہزار درمیوں کا لشکر لے ہوئے ان کے آگے گئے ہوا اور یہ زرہ پوش اس کے پیچھے پیچھے شہر سے باہر نکلے مرلیس نے انہیں باقاعدہ کھڑا کیا اور ان کی صفیں مرتب کر کے خود ان کی کمان ہاتھ میں لی۔ یہ صفیں آہنی دیوار یا پتھر کی چٹانیں تھیں جو ہلائے نہیں جاتی تھیں۔ انہوں نے اپنے مال و اولاد کے واسطے سر بتیلیوں پر رکھ لیا تھا اور کوئی قوت انہیں اس وقت مرعوب نہیں کر سکتی تھی۔

۱۔ یہ لفظ حراب کا ترجمہ ہے۔ حرب اور چوب کا بمعنی چوب دہی و تازیانہ حراج۔ چونکہ تازیانہ کے یہاں کوئی معنی نہیں بنے اس لئے چوب دہی یعنی اٹھی کا ترجمہ کر دیا گیا۔ ۱۲۔ امند

حمص میں مسلمانوں کی شکست

مسلمان یہ دیکھ کر ان کی طرف پیچھے اور آٹاٹاٹا میں انہیں ہڈی دل کی طرح چاروں طرف سے گھیر کر ایک سخت حملہ کر بیٹھے۔ غمرومی اس وقت پتھروں کی سیلیں یا پہاڑوں کی چٹانیں تھیں جو کسی طرف بلائے نہیں ملتی تھیں۔ انہیں اس وقت تک نہ کسی مصیبت کا خیال تھا اور نہ آنے والی بلا کا فکر۔ مسلمانوں کے حملہ کرتے ہی مرلیں نے اپنی قوم کو لڑا اور چیخ چیخ کر انہیں مسلمانوں کے مقابلہ کرنے پر ابھیخت کیا۔ اب کیا تھا رومی بڑھے اور مسلمانوں پر ایک دم آڑے۔ پیدل فوج نے تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ رومی سواروں نے نیزے اور تلواروں سے کام لیا۔ شتوں کے پشے لگ گئے اور اس قدر زور کا گھمسان پڑا کہ آخر مسلمانوں کو رجعت قہقری کر کے پیچھے لوٹنا پڑا۔

سپہ سالار فوج اسلامہ جناب حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے لئے مسلمانوں کا قتل ان کا زخمی ہونا نیز ہزیمت کھا کر پیچھے بھاگنا ایسا امر نہیں تھا جو شجاعت نہ گزرتا آپ کو سخت صدمہ ہوا اور ایک درد بھری آواز میں چیخ چیخ کر پکارنا شروع کیا۔ حاملان قرآن! دشمن کی طرف لوٹو، وٹو اور میرے ساتھ ہو کر انہیں خداوند تعالیٰ تمہارے کاموں میں برکت عنایت فرمائیں لے لو ایسا ہوتا ہی رہتا ہے۔ یہ بھی اور دنوں جیسا اللہ تبارک و تعالیٰ کا دن ہے۔ مسلمان یہ سن کر دشمن کی طرف پلٹے اور ایک غضب ناک حملہ کر کے دشمن پر گر پڑے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ بنی مخزوم کی ایک جماعت نے لڑا گئے بڑھے اور نیزوں کے ساتھ جینا جینا اور کواروں کے ساتھ کاٹنا شروع کر دیا۔ ان کے مقابلے میں یونانی کٹ کٹ کر گرنے لگے اور ایک بل میں کھڑے ہوئے کھیت کی طرح گا جراور مولیٰ ہو کر رہ گئے۔ مسلمانوں نے تلواریں ہاتھ میں لیں اور دروہیوں پر بڑھتے چلے گئے۔ حضرت سمیرہ بن مسبوکؓ بھی بنی حمص کے ایک دستہ کو لے کر عکبیر و تھیل کے نعرے بھرتے ہوئے دشمن کی طرف چلے اور ایک اس زور کا ریا دیا کہ دشمن جٹا جٹا شہر نہ تک جٹا چلا گیا۔ یہاں پہنچ کر دروہیوں نے اپنی زبان میں کچھ بڑبڑاتا شروع کیا جس کے سنتے ہی رومی ہڈی دل کی طرح پھرا منڈا آئے اور مسلمانوں پر اس بری طرح سے گرے کہ انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔ سواران کے مقابلے پر ہوئے۔ پیدل فوج نے تیروں سے ترکش خالی کرنے شروع کئے۔ ڈھال اور زربوں کے اندر بدنوں کو چھپالیا اور باقی لٹھ بند اپنے اپنے حربے بلاتے ہوئے سر پھوٹنے کو تیار ہو گئے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ اور رومی سردار کی جنگ

حضرت خالد بن ولیدؓ جو اس لڑائی میں حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے حکم کے موافق نشان لئے ہوئے تھے اور جن کی ماتحتی اور کمان میں آج کی جنگ ہو رہی تھی۔ یہ دیکھ کر نشان کو حرمت دیتے ہوئے آگے بڑھے اور اپنے ہمراہیوں کو بلند آواز سے فرمایا خداوند جل وہی تمہارے اندر برکت کریں۔ دشمن پر سختی اور شدت کے ساتھ حملہ کرو۔ خدا کی قسم! یہ تو دین و دنیا دونوں میں غنیمت ہے۔ آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے اور آپ نے اپنے جانبازوں کو سبق جان ستانی دین شروع کیا یہی تھا کہ اچانک رومیوں کا ایک بڑا سردار جو ایک نہایت عمدہ زورہ پہنچے ہوئے تھے شیر کی طرح غراتا ہوا آپ کی طرف بڑھا اور پورے جوش و خروش کے ساتھ آپ پر حملہ کر دیا۔ آپ بھی سنبھلے، وار خالی دیا ایک تلوار لے کے اس زور سے ماری کہ دشمن کی خود پر پڑ کر اس کا پھل دور جا کر گرا اور

محض دست آپ کے ہاتھ میں رہ گیا۔ شرک یہ دیکھ کر کہ آپ خلی ہاتھ ہیں آپ کی طرف بڑھا۔ آپ بھی اس کا ارادہ معلوم کر کے اس کی طرف چلے۔ دونوں گھوڑوں کی رکابیں میں۔ ایک دوسرے کے بازو آپس میں حلقی ہوئے اور دونوں نے چاہا کہ اپنے اپنے حریف کو زین سے اٹھائیں مگر آپ کا ہاتھ سخت پڑا اسے حرکت ہوئی اور دشمن زین سے اکھڑ گیا۔ آپ نے اسے سینے سے لگا کر اس زور سے دبا کر اس کی ہڈی پھلی پس کرویں رہ گئیں۔ مگر اس حالت میں بھی اس نے تلواریں کا وار کرنا چاہا۔ آپ نے اسی کی تلوار چھین کر اس کے ایک ایب ہاتھ رسید کیا کہ دشمن ہمیشہ کے لئے ٹھنڈا ہو گیا۔ تلوار میں سے تڑپ تڑپ کر چنگاریاں برسی شروع ہوئیں اور اس کا سر آپ نے اپنی زین کی قریب (حنائے زین کو بد زین یعنی زین کی اوگی بلندی) پر رکھ کر مل من مبارک زنا نعرہ مار کر بنی مخروم کو جنگ کی ترغیب دینی شروع کی۔

بنی مخروم اپنے سردار کی یہ صدا سن کر دشمن پر ٹوٹ پڑے اور بڑھتے بڑھتے دشمن کے عقب کو چیرتے ہوئے اس کے وسط تک پہنچ گئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ دیکھ کر کہ ان کے مارے اتار بلند آواز سے نعرے لگاتے جاتے تھے۔ رسول اللہؐ کا صحابی خالد بن ولیدؓ ہوں۔ میں ایک بہادر شہسوار اور قاتل قوم پید ہوں۔ جنگ کے شرارے بلند ہو رہے تھے اور یہ قتل شدہ بلی من مزید کے نعرے لگا کر دھکتی ہوئی آگ کو اور بڑھار ہاتھ۔ سورج بھی یہ چن گسل نہ رہ دیکھتا دیکھتا وسط آسمان میں آگیا اور اس طرح اس نے بھی اپنی تیز تیز کمرنوں سے میدان کا رزار کو آتش کدہ بن کر رکھ دیا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کی زور و جوش سے گرم ہو گئی تو میدان قتال سے باہر تشریف لائے۔ بنی مخروم آپ کے ساتھ تھے۔ زریوں سے خون بہہ رہا تھا، ہاتھوں پر جم گیا تھا اور بدن ان کے گویا اور احوال کے کھڑے ست جن پر چہرے گل لال کی طرح ایک عجیب شان سرخ روئی پیش کر رہے تھے۔ شہسوار بنی مخروم حضرت خالد بن ولیدؓ کے آگے حسب ذیل اشعار جن میں شان و جلال کوٹ کر بھیجی ہوئی تھی پڑھ رہے تھے۔

(ترجمہ اشعار) لڑائی کے دن رومی بہت پر بلا سرت نازل ہو گئی جس وقت میں اس روز لڑائی کے شعلے بلند دیکھوں گا۔ نیزہ شمشیر بران اور صیقل شدہ تلوار۔ ان کو تو لڑائی میں آگ کے شعلے برساتے ہوئے دیکھے گا۔ حتیٰ کہ رومی ہلاک ہو کے ہمارے مقابلے سے دم ہا کر ہم گیس گے اور نیزہ اور تلواریں ان پر پڑتی ہوئی ہوں گی، ہم سے میدان جنگ میں رومی ہمیشہ ملتے رہے اور ہم نے انہیں ہر جگہ خاک و خون میں لوٹتے ہوئے چھوڑا ہے۔

آپ یہ اشعار بار بار پڑھ رہے تھے کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے آپ کو آواز دی: ابا سلیمان! باری تعالیٰ جمل مجاہدہ نے جزائے خیر عطا کر دیں تم نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کا پور پورا حق ادا کر دیا۔ حضرت مرقا بن ہاشم بن حنیف بن ابی وقاصؓ نے رومیوں کی کچھ سستی اور غفلت معلوم کر کے اپنی قوم بنی زہر کو آواز دی اور رومیوں کے سینہ پر حملہ کر دیا۔ حضرت میسرہ بن مسبوکؓ بھی اپنی قوم کی جمعیت نے کر آپ کے ساتھ ہو گئے اور رومیوں کے سینہ پر قتل عام شروع ہو گیا۔ موت ان کے سر پر کھڑی ہوئی تو تشدد دیکھ کر بھی اس پر یہ جانا زان اسامہ بن ابی صہیلؓ کا منٹے چلے جاتے۔ حضرت قیسرہ بن عبیدہؓ اپنی قوم کو ملے کر رومیوں کے میسرہ بن مسبوکؓ کے ساتھ حملہ آور ہو گئے۔ انہوں نے نیزہ ان کے سیموں کے شہادت کا انتقام شروع کیا بلکہ شدت حرب میں اپنی اپنی

شہادتوں کا یقین کر لیا۔

عکرمہ بن ابوجہلؓ کی شہادت

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حمص کی لڑائی میں سب سے زیادہ لڑنے اور قوت بازو دکھانے والے بنی مخزوم تھے۔ خصوصاً حضرت عکرمہ بن ابوجہلؓ کہ آپ بڑھ بڑھ کر لڑائی میں قدم رکھتے تھے اور تیروں کی بوچھڑ میں سینہ سپر ہو کر اپنی بہادری کے جوہر دکھ رہے تھے حتیٰ کہ ان سے کہا گیا کہ خدا کے لئے اپنی جوانی پر رحم کیجئے اور اس طرح بے دھڑک دشمنوں میں نہ گھسے چلے جائیے مگر آپ نے انکار کیا اور فرمایا دوستو! میں جب اصنام (بتوں) کی طرف سے اسی طرح لڑا کرتا تھا تو آج ملک العلام کی اطاعت میں کیوں نہ اسی طرح لڑوں اور پھر جبکہ میں اپنے سامنے ایسی خوروں کو اپنا مشتاق دیکھ رہا ہوں کہ اگر ان میں سے دنیا والوں پر کوئی اپنی ایک ساند اس میں کھول دے تو اہل دنیا شش و قدم سے بے نیاز ہو جائیں۔ نیز میں ان میں سے ایک خور کو اس شان سے دیکھ رہا ہوں کہ اس کے ہاتھ میں ریشمیں دستار اور زرد و جواہر کا سہرا ہے اور وہ مجھ سے کہہ رہی ہے کہ تم ہمارے عقد اور منے کے لئے جلدی سے کام لو۔ ہمارے رسول اکرم ﷺ نے ہم سے بالکل سچ وعدہ کیا تھا اس کے بعد آپ نے حسب ذیل اشعار پڑھنے شروع کئے۔

(ترجمہ اشعار) میں نے خوروں کو دیکھا کہ وہ اپنے دامن کھینچ رہی ہیں اور نوران کے لباس سے نچک رہا ہے۔ جو شخص ان کے لباس کو دیکھ لے گا وہ یاد کیا کریگا۔ اے رب کریم آپ مجھے ان کے دیدار سے محروم نہ کیجئے۔

یہ اشعار آپ نے پڑھ کر تلوار کو پھر حرکت دی اور سرکین میں گھستے چلے گئے۔ آپ برابر بڑھ رہے تھے کہ رومیوں نے ان کے حسن صبر اور لڑائی کے فنون دیکھ کر تعجب کرنا شروع کیا۔ مریس آپ کے مقابلہ کے لئے آئے بڑھا اور اس کے پس ایک چمکتا ہوا تیز آلہ تھا اسے حرکت دی اور زور سے آپ کے مارا کہ آپ کا قلب چیرتا ہوا پشت کی طرف نکل گیا۔ آپ چکرا کے نیچے گرے اور آپ کی روح ہاتھوں ہاتھ جنت کی طرف چلی گئی۔ (امامہ و انالیہ راجعون۔ مترجم)

حضرت خالد بن ولیدؓ پچازاد بھائی (چچیرے بھائی) کا یہ حال دیکھ کر آپ کی طرف دوڑے۔ نقش سے سر ہانے کھڑے ہو کر روئے اور فرمایا۔ کاش! حضرت عمرؓ میرے بچا کے لڑکے کا خاک و خون میں لوٹا دیکھ لیتے تاکہ انہیں معصوم ہو جاتا کہ جس وقت ہم دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں تو نیزوں کی نوکوں پر کس چٹنازی کے ساتھ سوار ہو جاتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ جنگ اسی ہوناک منظر کو پیش کرتی رہی حتیٰ کہ رات کی تاریکی نے مقتول کی نعشوں کو چھپانے کے لئے اپنا سیاہ پردہ ڈالنا شروع کیا۔ رومی شہر کی طرف لوٹے اور انہوں نے دروازے بند کر کے شہر پناہ دی اور اس سے حفاظتی کام شروع کر دیے۔ مسلمان اپنے ڈیرے خیموں کی طرف پلٹے اور تمام رات پہرہ دے کر رات بسر کی۔ صبح ہوئی تو بارگاہ خداوندی کی حاضری دے کر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا یا معاشرا! المسلمین! اٹھو اس قوم نے تمہیں روک دیا تو کیا حرج ہے؟ دل کیوں توڑ دیئے۔ ہزیمت اُٹھو تو کیوں ڈر رہے کیوں ان سے خوف کھایا۔ اللہ جل و جلال و عظمیٰ تو تمہاری پوری پوری حفاظت اور کمال صیانت فرمائیں گے۔ اگر تمہاری دلی تمنا یہی ہے کہ رومی شہر کے باہر تمہارے قبضہ میں آجائیں تو (اللہ ما شاء العزیز) ایسا ہی ہوگا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیشہ ان کے سرداروں پر تمہیں مظفر و منصور فرمایا اور ان کے قتلوں اور شہر پناہوں کو ایک دم میں تمہارے

ہاتھوں سے فتح کرا کے رکھ دیو۔ پھر یہ کیسی بزدلی کوتاہی اور کمی؟ اللہ تبارک و تعالیٰ تمہارے ہر حال سے مطلع ہیں۔

حضرت خاند بن العید نے کہا سردار! بات دراصل یہ ہے کہ یہ رومی شہسوار نہایت دلیر بہادر اور شیر آدمی ہیں ان میں بازاری اور بزدلے نہیں ہیں کہ لڑائی میں کسی طرح کوتاہی کر سکیں۔ آپ خود چاہتے ہیں کہ وہ کس طرح غرور ہو کر ہمارے مقابلے کے لئے نکلے تھے۔ آپ نے فرمایا پھر اسے ابا سلیمان! اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عنایت کریں تمہاری کیا رائے ہے؟ آپ نے کہا ایسا الامیر! میری رائے یہ ہے کہ ہم اپنے اونٹ فخر وغیرہ چھوڑ کر راجپوتوں کے ہتھکنڈے میں لے آئیں۔ ہم رے بننے سے یہ ہمارا تعاقب کریں گے ورنہ وقت یہ شہر پناہ سے دور ہو کر ہم سے قریب ہو جائیں گے تو پھر ایک دم ہم ان پر ٹوٹ پڑیں گے اور اپنے بھائیوں کی ٹوک پر انہیں رکھ رکھ کر ان کی پیٹھوں کو توڑ دیں گے۔ آپ نے فرمایا ابوسلیمان! واقعی تمہاری رائے بہت حد تک سب سے اسی طرح کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

مسلمانوں کی جنگی ترتیب

کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے آپس میں مل کر لیا کہ اپنے ڈیرے خیموں کو چھوڑ چھوڑ کر آج رومیوں کے لئے میدان ذرا وسیع کیا جائے گا۔ آفتاب نے جب اپنی حکومت دنیا کے تمام حصوں پر شروع کر دی تو رومیوں نے دروازے کھول کے جنگ کی تیاری شروع کی۔ عربوں نے اس میں تقسیم دھکائی اور خوف و ہلاکت ان پر ظاہر کر کے اپنا پلہ کمزور کر دیا۔ جس وقت سورج کی کرنیں مچکنے لگیں۔ شام میں پھیل پھیل کر نیزوں اور تلواروں کی طرح آب و انظر آئے لگیں۔ جنگ نے اپنی اسی حالت اختیار کر لی تو رومیوں نے مسلمانوں کو کمزور دیکھ کر انہیں ہاتھوں ہاتھ صف بندی سے حرف خط کی طرح منادین چاہا اور آگے بڑھے عربوں نے یہ دیکھ کر بھی ڈر کر چھوڑ کے ہزیمت کشائی شروع کی اور پیچھے ہٹتے ہٹتے میدان جنگ سے پشت دے کر بھاگ پڑے۔

حضرت سراقہ بن قادم غنمی جو فتوحات شام میں موجود رہے ہیں بیان کرتے ہیں کہ جس وقت ہم ہزیمت کھ کر محاذ چھوڑ کے بھاگے تو رومیوں نے ہمارا تعاقب کیا۔ ہمیں پانچ ہزار لشکر لے کر ہمارے پیچھے چلا۔ یہ لشکر نہایت سخت اور چابکداز تھا۔ ہم شکست کھ کے اس طرح بھاگے کہ گویا زبرد یا جو یہ میدان میں جا کر پناہ میں گئے رومی بہادر اور ان کے سردار چونکہ برابر بڑھے چپے آ رہے تھے اس لئے وہ ہم تک پہنچ گئے۔ بعضوں نے ہمارے ان مال و اسباب کو جو ہم چھوڑ کر بھاگے تھے طمع کی وجہ سے لوٹا اور غارت گردن شروع کر دی۔ محض میں ایک پادری جو جہاں دیدہ اور ملی مرتبہ شخص تھا موجود تھا۔ یہ بوڑھا پادری نہایت تجربہ کار، جنگ کے قانون کا ماہر، توریث انجیل، زبور، متحف مٹیت اور صحف ابراہیم علیہ السلام کا علم نیز عیسائی علیہ السلام کے بعض حواریوں کا صحبت یافتہ تھا جس وقت شہر پناہ کے دروازے پر چڑھ کر اس نے عربوں کی ہزیمت و ان کا میدان جنگ سے فرار اور ان کے محاذ قتل و اسباب کا رویہ کو قابض دیکھا تو چیخ چیخ کر چلان شروع کیا۔ مسیح (علیہ السلام) کی قسم! انجیل کی قسم! یہ عربوں کا کمر ہے یہ ان کی چال کی ہے، یہ تمہیں فریب دے رہے ہیں۔ میں آنے کی راہ میں معصوم کر چکا ہوں۔ بد بختو منصور! یہ عرب آخر دم تک اپنے مال و اولاد کو چھوڑ کر بھی واپس نہیں آئے۔ اُمران میں کا ایک بھی قتل ہو چکا تو یہ اپنے اونٹ، خیر اور اہل و عیال کو کبھی بھی تمہارے سپرد نہیں کریں گے۔

والقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ پادری چیخ چیخ کر یہ کہہ رہا تھا۔ اہل محض لوٹ! میں مشغول تھے اور میں اپنی فوج لئے

ہوئے مسلمانوں کے تعاقب میں بڑھتا ہوا چل جا رہا تھا۔ جس وقت رومی اس طرح پوری طرح میدان میں نکل آئے تو سپہ سالار اعظم جناب حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے بلند آواز سے فرمایا۔ بہادرو! پھانڈنے والے درندوں اور مار مار کر گرائینے والے عقابوں کی طرح پلٹ پڑو۔ مسلمان یہ سنتے ہی نوٹنے والے ستاروں کی طرح چلنے اور پھرنے ہوئے شیروں کی طرح غراتے ہوئے ان کی طرف لپکے۔ مرلیں اور اس کی جمیعت کو گھیر کر چاروں طرف سے ایک مستدیر حلقہ میں اکٹھی کی سیائی کی طرح لے لیا۔ رومی ان کے وسط میں اڑ پر سفیدی یا سیاہ بیل کے سفید تل کی طرح نظر آنے لگے۔ رومیوں نے کمزوروں پر پلے چڑھائے۔ مسلمانوں نے نیزے ہاتھ میں لئے اور انہیں سنبھال سنبھال کر گرگرسوں کی طرح منڈلاتے ہوئے شیربہر کی مانند ان کی طرف چھپتے اور دائیں بائیں نیزوں کے ہاتھ دکھلا دکھلا کے ان کی جمیعت کو توڑ کے پھینک دیا۔

عطیہ بن قہر زبیدی رحمتہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ رومی ہمارے اس طرح پھٹنے اور میدان میں جم کر لڑنے سے ہماری طرف بڑھے اور حملہ کر دیا۔ لڑائی کا بازار بپوری طرح سے گرم ہو گیا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ جو اس وقت ایک سرگرم گھوڑے پر سوار تھے اور مسلما جوش لے جوجھ بھٹک کے وقت والی بھٹک نے آپ کو ہدایت دیا تھا پہنچے ہوئے سرخ عمامہ جو آپ لڑائی میں ہمیشہ لگایا کرتے تھے لگائے ہوئے وسط لشکر سے آگے بڑھے۔ آپ جوش و خروش میں مست ہاتھی کی طرح جھومتے اور پھرتے ہوئے شیر کی مانند ڈکارتے ہوئے میدان میں آئے۔ کھوار سنت کر ہاتھ میں لی اور میان سے کھینچ کر حرکت دی۔ یہ بجلی کی طرح چمکی اور برق کی مانند دھمکی۔ شعلہ اڑا کر خرمن ہستی کو تباہ کرنے لگے اور رومی اس کی آتش فشاں کی کو دیکھ دیکھ کر مرنے سے پہلے دم توڑنے لگے۔ آپ نے قبر بانی آواز سے لاکار کر فرمایا۔ جس شخص نے اپنی تلوارنگی کر لی، ارادے کو مضبوط بنایا اور دشمنوں کے قتل میں پوری مستعدی سے کام لیا رحمن و رحیم اس پر رحم فرمائیں۔ اس کے بعد آپ نے اپنے نیزے کو بڑھایا اور اسے راست کر کے یہ رجز یہ اشعار پڑھتے گئے:

(ترجمہ اشعار) آج کا دن حملہ اور جوش و خروش کا دن ہے، جانوں کے مارنے اور رومیوں کو کھینچنے کا دن ہے، میں بڑا بہادروں کا دن ہوں۔ میری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کاموں میں آزمائش کی تھی۔

یہ سنتے ہی مسلمانوں نے تلواریں سنت لیں اور رومیوں پر اس طرح جا پڑے جیسے شکار پر پرندے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے زور سے ایک آواز دی اور فرمایا معاشرہ العرب! اپنے دین، مذہب، اولاد اور رعیوں کے لئے خوب جانپازی سے لڑو اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کے سامنے ہیں، آپ کو دیکھ رہے ہیں اور آپ کے دشمنوں پر آپ کو ضرور فتح دیں گے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانچ سو سواروں کا ایک دستہ لے کر مال و اسباب کی طرف متوجہ ہوئے اور ان رومیوں پر جوشیں لوٹنے میں مشغول تھے نوٹ پڑے۔ رومی اس میں اس قدر مضہک تھے کہ جب انہیں نیزوں کی نوکوں نے چاروں طرف سے آگ کے شعلوں کی طرح اپنی پلٹ میں لے لیا تو انہیں معلوم ہوا کہ دشمن ہم پر آگرا۔ ادھر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلند آواز سے فرمایا جو انسان عرب! ایسا نہ ہو کہ رومیوں کا کوئی آدمی ہمارا مال و اسباب لے کر شہر میں گھس جائے۔ پہلے دروازوں پر قبضہ کرلو۔ یہ سنتے ہی کچھ مسلمان دروازوں کی طرف دوڑے۔ رومیوں نے جو مسلمانوں کا مال و اسباب اٹھائے ہوئے تھے، یہ

۱۔ جوش خڑائی کے وقت کا ایک لباس ہے زردہ سے بھیدہ۔ کیونکہ زردہ دراصل حلقوں سے بنتی ہے اور جوش حلقوں اور لوہے کے تاروں سے بنتا

حال دیکھا تو مال و اسباب چھینک کر لڑائی کی طرف متوجہ ہوئے اور یہاں بھی ہنگامہ قتل برپا ہو گیا۔ غمرومی تاب مقبلہ نہ لاسکے۔ کچھ قتل ہوئے اور کچھ بھاگ پڑے۔

فتح حمص

صہیب ۱ بن سیف فزاری رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ واللہ! امریس کے پانچ ہزار سپاہیوں میں سے ایک ہزار بھی بھاگ کر نہیں بچا۔ زیادہ سے زیادہ سو آدمی اس کے بچ کر بھاگے ہوں گے کہ ہم نے دروازوں تک ان کا تعاقب کرنا شروع کیا۔ اب ان پر سخت مصیبت نازل ہو رہی تھی اور پوری طرح کٹ کٹ کر گر رہے تھے۔ شہر میں چونکہ عوام وغیرہ کے لوگ تھے اور یہاں کے عوام انہیں دروازوں سے باہر نکل آئے تھے۔ اس لئے ان پر سخت مصیبت کا پہ زوٹ رہا تھا۔ سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ فتح حمص کے روز بھی موجود تھا اور میں سب سے زیادہ اس بات کا حریص ہو رہا تھا کہ کشتگان کی تعداد معلوم کر سکوں۔ میں نے پانچ چھ ہزار متقلین کا سوائے ان لوگوں کے جو زخمی اور قیدی تھے اندازہ لگایا اور ان کی اس قدر تعداد معلوم کر کے حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر انہیں اس بات کی خوشخبری دی۔ آپؓ نے فرمایا سعید ازید کے بیٹے اتونے بڑی خوشی کی بات سنائی۔ مگر یہ بھی معلوم ہو سکا کہ ان کے ان کا سردار امریس بھی قتل ہوا یا نہیں؟ میں نے عرض کیا ایہا الامیر! اگر وہ قتل ہو چکا ہے تو اس کا قاتل میرے سوا اور کون ہے؟ آپؓ نے فرمایا۔ تم نے یہ کس طرح سمجھا کہ وہ میرا ہی مقتول ہے۔ میں نے کہا حضور! بات اصل یہ ہے کہ میں نے ایک سوار کو جو نہایت ذلیل ڈول اور سرخ و سفید رنگ کا شخص تھا روٹیوں کے وسط میں دیکھا وہ ایک خوبصورت زہ پینے ہوئے تھا اس کے رشتہ کیڑوں سے مشابہت ہو رہی تھی، ہاتھ میں تلوار تھی اور ایک اور آٹھ جونہایت عمدہ تھا مست اونٹ کی طرح نے ہوئے تھا۔ میں نے یہ دیکھتے ہوئے اس پر حملہ کر دیا:

اللهم اسی اقدم قد نرک علی قدرتی وغبتک علی غلبتی اللهم اجعل قتلہ علی یدی و ارزقی اجرہ۔
 ”یعنی بار اہا میں اپنی طاقت پر آپ کی قدرت کو آگے کرتا ہوں الہی اسے میرے ہاتھ سے قتل کرا دیجئے اور اس کا اجر مجھے بخش دیجئے۔“

آپؓ نے فرمایا سعید اتونے اس کے کپڑے اور سامان اتار لیا تھا یا نہیں۔ میں نے کہ حضرت میں نے نہیں اتارا البتہ اس کے قلب میں میرے ترکش کے تیر کا ایک نشان ہے جسے میں نے اس کے دل میں تاک کر مارا تھا اور جس وقت وہ لڑھک کر گھوڑے سے گرے اور اس کے ساتھ بھاگے تھے تو میں نے اس کے پاس پہنچ کر تلوار کی دواکی ضربیں مار دی تھیں کہ اس کے ازار بند کی جگہ تمام کٹ گئی تھی اور اپنے تیر کو اسی کے دل میں پیوست اسی طرح چھوڑ آیا تھا آپؓ نے یہ سن کر مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم اس کی نعش کے پاس جا کر سعید کو اس کا سامان دے دو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

واقفی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جس وقت لڑائی کے شعبے ٹھنڈے ہو گئے تو مسلمانوں نے مال غنیمت کے کپڑے زریں، تاری گھوڑے، مال و اسباب جمع کر کے حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپؓ نے بیت المال کے لئے اس کا پانچواں حصہ (خمس) نکال کے باقی تمام مسلمانوں پر تقسیم فرما دیا۔

کہتے ہیں کہ قتل اور وار و گیر کی وجہ سے مقتولین کے ورثاء میں شہر کے اندر آوہ و لاوا یا اور شور و فریاد کی چیخیں اٹھنے لگیں۔ روسا اور مشائخ شہر نے رہبان اور پادریوں سے محض کے بارے میں مسلمانوں کے سپرد کردینے کے متعلق گفتگو کی۔ روسا اور ان کے علماء دین صراحۃً و مشورہ کے بعد حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے شہر کے سپرد کردینے نیز آپ کی ذمہ داری اور امان میں آنے کے لئے درخواست کی۔ آپ نے ان سے صلح کر لی اور وعدہ فرمایا کہ تا وقتیکہ ہمارے اور ہر قس کے مابین کچھ تصفیہ یا فیصلہ کن جنگ نہ ہو جائے اس وقت تک ہم تمہارے شہر میں داخل نہیں ہونے کے۔ تم اب سے ہماری امان اور صلح میں ہو۔ اہل محض نے مسلمانوں کی تعلیم و تکریم کی غرض سے انہیں اپنے یہاں ٹھہرانا اور رسد دین چاہا مگر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے اس کا انکار کیا اور کوئی مسلمان واقعہ یہ سوک سے پہلے تا کہ رومیوں کے دلوں میں مسلمانوں کا عدل اور نیک خوئی مربوط ہو جائے محض میں داخل نہیں ہوا۔

جریر بن عوفؓ پہ سسر روات حضرت نبی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ مرہ میں سے قتل کے بعد جب اہل محض سے صلح ہوئی تو اہل شہر نے باہر نکل نکل کر اپنے مقتولین کو دفن کیا۔ مسلمانوں نے بھی شہداء صحابہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تفتیش کی جن کی جمعی تعداد دوسو پینتیس تھی۔ یہ تمام شہداء تو ہم حیرا اور ہمدان سے تعلق رکھتے تھے۔ البتہ ان میں سے تیس آدمی اہل مکہ مکرمہ میں سے تھے جن میں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں:

حضرت مکرمہ بن اذہجل۔ صابر بن جری۔ رئیس بن عقیل مروان بن عمار۔ منہال بن عامر سلمی بن عامر عباس۔ جمیع بن قادم۔ جابر بن خویلد ربعی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

واقعہ یرموک

واقعہ یرموک علیہ کہتے ہیں کہ ملک ہرقل کو خبر پہنچی کہ مسلمانوں نے محض، رستن اور شیر ذکوح کر لیا ہے نیز وہ ہدایا جو اہل محض کے لئے روانہ کئے گئے تھے وہ بھی انہوں نے راست میں ہی چھین لئے ہیں۔ یہ سن کر اسے سخت رنج ہوا اور وہ ان فوجوں کا جو قصائے بادروم سے اس نے اپنی مدد کے لئے طلب کی تھیں انتظار کرنے لگا تھوڑے ہی دنوں کے بعد اس کے پاس اس قدر لشکر جمع ہو گیا کہ اس کا طول اٹکا کیسے لے کر رومۃ الکبریٰ تک مسلسل چلا گیا تھا۔ اس نے اس میں سے ایک لشکر متب کر کے قیسا رہ یعنی ساحل شام کی طرف روانہ کیا تا کہ وہ صور۔ اعکار۔ طرابلس۔ بیروت اور طبریہ کی حفاظت کر سکے۔ دوسرا بیت المقدس کی جانب اس کی حفاظت کی غرض سے بھیجا اور خود قوم باہان ارمنی کی جو ملک ارمن کی قیادت میں تھی انتظار کرنے لگا۔ والئی ارمن نے مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے اس قدر فوج جمع کی تھی کہ کسی دوسرے بادشاہ نے اتنی تیار نہیں کی تھی۔ آخر کچھ دنوں کے بعد والی ارمن بھی اپنی جمعیت کو لے کر ملک ہرقل کی طرف چلا اور جس وقت یہ قریب پہنچ گیا تو ملک ہرقل خود پہ نفس نفیس ارباب دولت کے ساتھ اس کے استقبال کے لئے نکلا۔ والی ارمن نیز اس کی تمام فوج بادشاہ کو دیکھ کر پا پیا دہ ہو گئی اور اس کے سامنے کھ کھڑے کر دے یا عیائے کلمات کہے مسلمانوں کی فتوحات کو جو انہوں نے ان کے مملکت میں کی تھیں یاد کر کر کے بیخود کی طرح رونے پھیننے اور چلانے لگے۔ بادشاہ نے انہیں اس طرح رونے سے منع کیا اور ایک کنیرہ میں مہر پر جس کے گرد اگر دلوک والیان ملک ہرقلیہ اور قیصر ہائے شہسے ہوئے تھے چڑھ کر اس طرح تقریر کرنے لگا:

”یا اہل دین نصرانیہ! اور اے بنی ماعنمودیہ! میں نے پرچند آپ کو ان عربوں سے ڈرایا اور دھمکایا مگر آپ نے میری ایک نہ سنی۔ عیسیٰ مسیح، انجیل مسیح، قربان اور اپنے مدعی معدن کی قسم! یہ میرے پائے تخت تک کے مالک ہو کر رہیں گے، رونا اور چیخنا عورتوں کا کام ہے، مردوں کو کسی طرح زیب نہیں دیتا۔ میں نے آج تمہاری حفاظت کے لئے اتنا دلاشکر اور فوج فراہم کی ہے کہ دنیا کی کوئی سلطنت اس قدر جمع نہیں کر سکتی۔ میں نے اپنا مال اور اپنے آدمی اس لئے قربان کئے ہیں تاکہ تمہاری تمہارے دین، مال والا اور تمہارے حرمیوں کی حفاظت اور صیانت کر سکوں اور تمہیں دشمن کے پنجوں سے رہائی دلا کر ہمیشہ کے لئے آزاد رکھوں۔ تم اپنے گناہوں سے مسیح (علیہ السلام) کی درگاہ میں توبہ کرو۔ رعایا کی فلاح و بہبود نظر رکھو اور کسی طرح کا اس پر ظلم نہ کرو۔ لڑائی اور جنگ میں استغفال کے سامنے ایک دوسرے پر حسد نہ کرو۔ عجب و تکبر اور حسد سے ہر وقت بچ رہو جس قوم کے اندر غرور و حسد آگیا ہے یا درکود و قوم ہمیشہ ذلیل و خسران میں رہی ہے۔ نیز میں چاہتا ہوں کہ تم سے ایک سوال کر کے اس کا جواب لوں۔ کیا آپ حضرات مجھے اس کا جواب دے سکتے ہیں؟

والیان ملک اور اعیان سلطنت نے کہا کہ آپ جو چاہیں دریافت کر سکتے ہیں۔ اس نے کہا اس زمانے میں تمہارے برابر کسی کی تعداد نہیں۔ عربوں سے مدد اور کمک کے اعتبار سے تم بڑھے ہوئے ہو، فوجیں تمہاری زیادہ ہیں۔ شجاعت، بہتلت، ذلیل و ذول میں تم ان سے زیادہ ہو۔ قوت و عظمت میں وہ تمہاری برابری نہیں کر سکتے۔ پھر یہ شکست پر شکست اور ہزیمت پر ہزیمت کیسی؟ حالانکہ تم وہی ہو کہ جن کی سلطوت اور وہ بہت سے ترک، فارس اور جادقت کا نپا کرتے تھے اور تمہاری حرب و ضرب سے ان کے بدنوں میں لرزہ پڑ جایا کرتا تھا۔ تمہاری طرف انہوں نے کئی مرتبہ رخ کیا مگر ہمیشہ مذکی کھا کر انہیں تمہارے مقابلہ میں بھاگتی ہی پڑا۔ اب کہاں گئی تمہاری وہ عظمت اور کہاں چلی گئی وہ شان و شوکت اور کیا ہوئی وہ سلطوت۔ عرب وہ عرب جو ایک ضعیف اقلیت اور تنگی بھوک قوم تھی۔ جس کے پاس نہ آدمی تھے نہ تھیں وہ غالب آ گئے۔ بھری اور حوران میں تمہیں مار کر ناکوں پنے چبوا دیئے۔ اجنادین دمشق، بعلبک اور حمص میں تمہیں گھس کر مقلوب کر دیا۔

کہتے ہیں کہ بادشاہ کے یہ الفاظ سن کر سب خاموش ہو گئے اور کسی سے اس کا جواب نہ بن پڑا۔ مگر ایک بوڑھا پادری جو دین نصاریٰ کا عالم تھا کھڑا ہوا اور کہا پادشاہ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ عرب ہم پر کیوں فتح پاتے چلے جاتے ہیں اور کیوں ان کی تائید ہو رہی ہے؟ اس نے کہا نہیں مسیح کی قسم! مجھے خبر نہیں۔ اس نے کہا ایہا الملک! یہ اس لئے اور محض اس لئے ہے کہ ہماری قوم نے اپنے دین میں تبدل اور اپنے مذہب و ملت میں تغیر کر لیا ہے۔ مسیح مہنی بن مریم صلوات اللہ وسلامہ علیہ جو کچھ لائے تھے اس کا انکار کر دیا ہے۔ بعض نے بعض کے ساتھ ظلم کرنے میں کمر باندھ لی ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فتر ہی اٹھ کھڑا ہوا ہے نہ عدل ہے نہ احسان، طاعت و فرمانبرداری بالکل مفقود ہے۔ اوقات نماز کی پابندی بالکل اٹھ کھڑی ہوئی، سود خوری اور زنا پیشہ بنا لیتے گئے۔ معاصی اور فواحش کھلنے لگانے ہو گئے ہیں۔ بخلاف ان عربوں کے کہ اپنے رب کے مطیع دین کے پابند قائم الملیل۔ اصنام النہار، ح ذکر رب سے غافل نہ ہونے والے، اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ہر وقت درود بھیجتے والے ہی۔ ظلم و جور کا نام تک نہیں جانتے۔ ایک دوسرے میں امتیاز نہیں سمجھتے۔ صدق ان کا شعار ہے اور عبادت ان کا مشغلہ۔ اگر ہم پر حملہ کرتے ہیں تو پھر بتاؤ کس فتح نہ ہو لے

ہٹائیں جانتے اور اگر ہم ان پر حملہ کر دیں تو میدان سے پشت دے کر بھاگن نہیں آتا۔ ان لوگوں نے یہ اچھی طرح سمجھ لیا ہے اور ان پر یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی ہے کہ دنیا دار فنا ہے اور آخرت دار بقا۔

رومی بادشاہ کی اپنی قوم سے مایوسی

واقعی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سال خوردہ پادری کی یہ گفتگو اور تقریریں کہ بادشاہ نیز تمام ارکان دولت کہنے لگے کہ واقعی آپ نے جو کچھ کہا وہ صحیح ہے۔ اسی وجہ سے عرب ہم پر برابر بڑھتے چھ آ رہے ہیں۔ اس کے بعد ملک ہر قل نے کہا اگر یہی بات ہے اور ہماری قوم کی یہی بدنامیاں ہیں تو مجھے کوئی ضرورت نہیں کہ میں ان کی مدد کروں بلکہ میں چاہتا ہوں کہ تمام افواج کو جہاں جہاں سے وہ آئی ہیں انہیں انہی کے مقام پر واپس کر دوں، پھر مجھے بھی یہاں ٹھہرنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ میں ان کی مدد کروں۔ مال و اسباب کو بے کراہی سورہ سے استنبول (اسلوک) ۱۔ یعنی قسطنطنیہ کی طرف چلا جاؤں اور وہاں پہنچ کر عربوں سے بے خوف ہو کے زندگی بسر کرنے لگوں۔ یہ مایوس کن مجلسیں کرار باب دوست اس کے سامنے جہدے میں گر پڑے اور کہنے لگے بادشاہ! آپ کو ایسا نہ کرنا چاہئے۔ آپ دین مسیح (علیہ السلام) کو ذلیل نہ کیجئے۔ ورنہ قیامت کے دن آپ سے اس کا مقابلہ ہوگا۔ روس اور والیان ملک کے سامنے آپ کو شرمندگی اٹھانی پڑے گی۔ ملت عیسوی کا جھنڈا اکڑو رہو جائے گا۔ نیز دشمنوں کو ہم پر ہٹنے کا موقع ہوگا اور اس طرح ان کے گھي کے چراغ جلنے لگیں گے۔ ساتھ ہی اگر اس شام جنت مقام سے آپ تشریف لے گئے تو ہمارے بعد عرب اس پر قابض ہو جائیں گے۔ ہماری مدد کے لئے اس وقت اتنا لشکر جمع ہو گیا ہے کہ دنیا کے کسی بادشاہ کے پاس اتنا بھی جمع نہیں ہوا۔ نیز خود عربوں سے لڑیں گے اور کارزار جنگ میں پورے استقلال کے ساتھ کام کریں گے۔ تمہیں ہے کہ عیسوی (علیہ السلام) ہماری مدد کریں اور اگر ہم مغلوب ہی ہو گئے تو ہماری نجات ہو جائے گی۔ آپ عزم بالجزم کر کے پہلے جسے آپ چاہیں براہول بنا کر روانہ کر دیجئے۔ پھر ہمیں حکم دیجئے ہم عربوں کی طرف بڑھیں گے۔

بادشاہ یہ سن کر بہت خوش ہوا اور ارادہ کیا کہ روم کے پانچ بادشاہوں کے زیرِ کن یہ لشکر روانہ کیا جائے چنانچہ سب سے اول اس نے سنبرے ریشمین ۲۔ کپڑے کا ایک نشان جس کے سر پر جواہری ایک صلیب لگی ہوئی تھی تیار کر کے قاطر (قاطر) والی روس کے سپرد کیا اور ایک لاکھ قوم مقابلہ وغیرہ کے جوان اس کے ماتحت کر کے اسے خلعت دی اور پٹکا اس کی کمر میں باندھ کر جانے کے لئے تیار کر دیا۔ اس کے بعد روپیلے ۳۔ ریشمین کا ایک جھنڈا جس کے سرے پر سبز برجدی صلیب لگا لی تھی اور جس میں سونے کے دو شمسے (یعنی آفتاب کی شکل کے دو نشان) لگے ہوئے تھے بنا کے جرجیر والی عمو یہ و انگورہ (موریہ) کے سپرد کیا اور پٹکا اور خلعت عنایت کر کے ایک لاکھ رومی قوم فراندہ نیز تمام اقوام روم سے اس کے سپرد کئے گئے۔ تیسرا پچم براستری ۴۔ الملوں کا جس پر

۱۔ پہلی عرب میں اسلوک ہے اور اب استنبول ۱۲۱ھ

۲۔ یعنی زریفت جس میں سونے کی بناوٹ ہو۔ ۱۲۳ھ

۳۔ روپہلا جس میں چاندی کی بناوٹ ہو۔ ۱۲۴ھ

۴۔ دستری کے معنی نہیں لے کر کیا کپڑا ہوتا ہے اس لئے یہی لکھ دیا گیا۔ الملوں بمعنی رنگین۔ ۱۲۴ھ

سو نے کی صلیب تھی، دیر جان والی قسط ظیہ کو اس کی کمان میں ایک لاکھ مغل ہارنگی اور قلعن دے کے پٹے اور خلعت سے سجدہ دیا گیا۔ چونکہ علم و دیانت سیاہ کا قوریر کے لئے تیار کیا اور اس کو بھی ایک لاکھ دو قس، ارمن اور مغلیہ کی فوج دے کے، یہ اس کے سپرد کر دیا۔ پانچواں نشان جو درجہ ہوا میر سے مرصع تھا اور جس میں سو نے کا قبضہ اور یہ قوت امر کی صلیب لٹکی ہوئی تھی، بہان (پاہان) والی ارمن کو جسے بادشاہ اس کی شہادت اور تدبیر کی وجہ سے بہت زیادہ عزت رکھتا تھا اور نیز جو عسا کر فارس اور ترکوں کو چند مرتبہ شکست دے چکا تھا دیا گیا۔ جس وقت بادشاہ نے اس کے واسطے نشان تیار کیا تو خود اپنے کپڑے خلعت میں دیئے چکا (کمر بند) کمر سے باندھ کر وہ گلو بند جو سوائے بڑے بڑے اولوالعظم بادشاہوں کے اور کوئی نہیں پہن سکتا اسے پہنایا اور کہا بہان! میں تجھے اس تمام لشکر کا سپہ سالار اعظم (کنڈرا نیخیف) مقرر کرتا ہوں، تیرے سامنے کسی کا حکم نہیں چلے گا۔ تمام سی حکام تیرے حکم سے ماتحت ہوں گے۔ اس کے بعد حقیر، جریر، دیو جان اور قوریر کو جو اس لشکر کے دوسرے سردار تھے مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تمہاری فوج میں اور صلیبی نشان بہان کے علم سے ماتحت ہوں گے تم کوئی کام بغیر اس کے صلحا و مشورہ کے نہیں کر سکتے بلکہ ہر کام کے لئے اس کی منظوری حاصل کرنی ہوگی۔ عرب و جہاں ہمیں وہ ہوں تماش کر کرے انہیں ان کے کیڈر دار کا مزہ چکھ دو۔ بزدلی کو پاس آنے دو اور اپنے دین قدیم اور شرع ستقیم کے لئے ان سے خوب دل کھول کر لڑو، پانے کے لئے چار راستے مقرر کر لو۔ ایک راستہ اتنی وسعت نہیں رکھ سکتا کہ تم اس میں سہ سکو، نیز ایک ساتھ چلنے سے زمین اور اس کے باشندے تمام ہلاک ہو جائیں گے۔ اس کے بعد اس نے جلد بن ابیم غسانی کو خلعت دے کر نصرانی عرب، قوم غسان، نجر، جدم اور حطہ اس کی کمان میں دیئے۔ اور کہا کہ تم ہر اول (مقدمہ انجیش) پر رہو، یونکہ ہر چیز اپنی جنس سے مضروب ہوا کرتی ہے اور لوہے کو لوہائی کا قنا ہے۔ پھر پادریوں کو حکم دیا کہ انہیں محمودیہ کے پانی میں نہلاؤ، قرہ بنی مرو اور ان پر نماز جنازہ پڑھو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

ہشام بن عمر بن عبد بن عتبہ کہتے ہیں کہ ہرقل کی تمام فوج جو اس نے تمام صلیب پرستوں سے اعانت طلب کر کے یرموک کی طرف روانہ کی تھی وہ چھ لاکھ تھی۔ یونس بن عبد اللہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ طواغیٹ کی فوج کے سات لاکھ لشکر تھا۔ راشد بن سعید حمیری بیان کرتے ہیں کہ میں فوجات شام میں شروع سے آخر تک رہا ہوں مجھے لشکروں کی تعداد معلوم کرنے کا بہت شوق تھا جس وقت عسا کر یرموک کے میدان میں ہمارے بالکل قریب پہنچے گئے تو میں نے ایک اونچی جگہ پر چڑھ کر ان کے نشانات شمار کئے جن کی تعداد میں نشان تھے۔ یرموک کے میدان میں جب رومی پڑاؤ کر چکے تو حضرت ابو سعید بن جراحؓ نے روم والی بصرہ کو ان کی تعداد معلوم کرنے کے لئے روانہ کیا۔ آپ اپنا لباس تبدیل کر کے ایک دن رات ہم سے غائب رہے جس وقت آپ آئے تو ہم حضرت ابو سعید بن جراحؓ کے پاس جمع ہو گئے۔ آپ نے ان سے دریافت کیا۔ انہوں نے کہا ایسا الامیر ان کے آپس میں تذکرہ تھا کہ ہماری تعداد اس لاکھ ہے۔ اب میں نہیں جانتا کہ آیا وہ یہ تعداد اس غرض سے بیان کرتے ہیں کہ ہم رے جو اس کی یہ تعداد ان کر ہم سے اتنی بیان کریں اور ہم کثرت تعداد کو سن کر ان سے خائف ہو جائیں یا واقعی ان کی یہی تعداد ہے۔ آپ نے فرمایا روم! تمہیں تو ان کے متعلق اچھی طرح معلومات ہیں رومیوں کے ہر نشان کے نیچے کتنی فوج ہوا کرتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہر نشان کے ماتحت پچیس ہزار لشکر ہوا کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ اکبر! تم دشمنوں پر فتح مندی کی خوشخبری دے دو۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔

کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله والله مع الصابرين -

ترجمہ: "اکثر جگہ ٹھوڑے سی جماعت اہل تبارک و تعالیٰ کے حکم سے بہت بڑی جماعت پر غالب ہو جاتی ہے اور اہل تبارک و تعالیٰ مہر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔"

والدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہر قل بادشاہ نے جس وقت تمہ فوج کی کمان بابان ارضی کے ہاتھ میں دے دی اور مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے انہیں کوچ کرنے کا حکم دے دیا تو تمام فوج ٹھوڑوں پر سوار ہوئی اور کوس رنجل (چنے کے لئے نرم گٹا) ۱۔ بجایا گیا خود بادشاہ ٹھوڑے پر سوار ہو کر انہیں نصیحتیں کرتا ہوا باب فاس تک آیا اور قاطر جبر، دیر جان اور اپنے بھانجے قوریر سے کہنے لگا کہ تمہیں ہر ایک کو ایک ایک راستہ اختیار کر لینا چاہئے۔ جس وقت تک تم قطع مسافرت کرتے رہو تو راستہ میں ہر سردار کو اپنی ماتحت فوج پر پورا اختیار ہو گا کہ وہ جو چاہے حکم نافذ کرتا رہے لیکن جس وقت عربوں کے مقابلہ میں پہنچ جاؤ تو پھر تمام اختیار بابان کے ہاتھ میں ہوں گے جس طرح وہ حکم دے تمہیں اس کی سر تابی کرنے کا کسی طرح مجوز نہ ہو گا۔ یاد رکھو! عربوں سے یہ فیصلہ نہ جنگ ہو گی جس کے بعد موت ہے یا حیات۔ اگر وہ اس جنگ میں تمام پر غالب آ گئے تو یہی نہیں کہ محض شام پر ہی وہ اکٹفا کریں گے بلکہ جہاں اور جس جگہ بھی تم جا کر چھوٹے یاد رکھو تمہیں وہیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر دیں گے۔ اور اس پر بھی بس نہیں ہو گی محض مال پر ہی بن جائے بلکہ تمہارے نزکوں کو خاتم اور تمہارے حریموں کو پکڑ پکڑ کر اپنی کینز بنائیں گے۔ اس لئے اس لڑائی میں اشتغال اور پردی کے ساتھ ان کا مقابلہ کرو۔ اور اپنے دین و مذہب کی حمایت میں جان توڑ کوشش کرو۔

والدی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اس تقریر کے بعد اس نے قاطر کو طرطوس جیلہ اور لاذقیہ کی ٹھانیوں سے اور جریرہ کو اراض عراق ح اور سومین کی راہ سے روانہ کیا۔ اسی طرح قوریر کو حلب اور حما کے طریقہ اور دیر جان کو اراض عوامم اور قسریں کے راستہ سے رخصت کیا۔ ان تمام کے بعد بابان ارضی مع اپنی فوج کے چلا۔ اس کے آگے آگے پیدل کا دستہ تھ جو زمین پتھروں اور درختوں سے اس کے لئے صاف کرتا چل رہا تھا۔ جس شہر قصبہ اور قریہ میں اس کا لشکر مڑ رہا تھا وہاں لوگوں پر سختی ہوتی چلی جاتی تھی۔ سامان رسد اس قدر فراہم کیا جاتا تھا کہ وہاں کے باشندوں میں اس کے فراہم کرنے کی طاقت نہیں ہوتی تھی۔ چارہ مرغیاں اور پرند اس قدر مانگے جاتے تھے کہ وہ ان کے دینے کی ہمت نہیں رکھتے تھے اور دعائیں مانگتے تھے کہ خداوند تعالیٰ پھر تمہیں صبح و سالم ادھر کو نہ لاویں۔ جیلہ بن ابہم غسانی اپنی ماتحت فوج کو لئے ہوئے جو نصرانی عربوں خسان، لخم اور جذام پر مشتمل تھی اس کے مقدمہ الحش میں جا رہا تھا۔

حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح کو رومیوں کے لشکر کی اطلاع

کہتے ہیں کہ ہر قل طائی نے جو فوجیں جمع کر کے مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے روانہ کی تھیں ان میں حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے جاسوس بھی جو آپ نے معابد میں سے روانہ کر کے تھے اور جو رومیوں کی تمام خبریں حاصل کرتے رہتے تھے موجود تھے۔ جس وقت رومیوں کا یہ لشکر شیر زمین پہنچا تو یہ تمام جاسوس اس سے علیحدہ ہو کر مسلمانوں کے لشکر کی تلاش میں نکلے تاکہ انہیں تمام حالات سے مطلع کر دیا جائے۔ محض میں آ کر انہوں نے جس وقت مسلمانوں کو نہ دیکھا تو دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ یہاں

۱۔ یہ لفظ بوق کا ترجمہ ہے، بوق وہاں جاتا ہوتا ہے جو تانبے وغیرہ سے بہت بڑی نے کی شکل کا بنایا جائے۔ اردو میں نرم گٹا ہی ہو سکتا ہے۔ والدہ السلام۔

۲۔ ایک لکھنؤ میں عراق کے بجائے معمرات ہے اور سومین کی جگہ میرین ہے۔ ۱۲۱ھ

سے فتح کر کے چاہی کی طرف گئے ہیں اور یہاں حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے محض کے ایک سال خوردہ رئیس کو خراج اور جزیہ کے وصول کرنے کے لئے عامل مقرر کر دیا ہے۔

یہ سن کر یہ جانیہ پہنچے اور حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر رومیوں کے اس عظیم الشان لشکر کی اطلاع دی۔ آپ کو کن کن نہایت تشویش ہوئی اور فرمایا: لا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم تمام قوت و طاقت اللہ جل جلالہ ہی دست قدرت میں ہے۔ آپ تمام رات بے چین رہے اور مسلمانوں کی طرف سے کہ کہیں ان کا بل نہ بیکار ہو جائے۔ قلق و اضطراب میں رات بسر کرتے رہے۔ صبح ہوئی تو اذان کے بعد آپ نے نماز پڑھائی اور تمام مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا: آپ لوگوں کو خدا کی قسم ہے جب تک میں جو کچھ کہنا چاہتا ہوں آپ حضرات نہ سن لیں اس وقت تک نہ لوئیں۔ اس کے بعد آپ بحیثیت خطیب کے کھڑے ہوئے اور باری تعالیٰ جل مجدہ کی حمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر دعائے رحمت اور مسلمانوں کی فتح و نصرت کے بعد آپ نے حسب ذیل تقریر شروع کی:

”معاشر المسلمین! اللہ جل جلالہ و علم نوالہ آپ حضرات پر رحم فرمائیں۔ یاد رکھو اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کی آزمائش کے لئے آپ پر ایک ابتلائے حسنة بھیجی ہے تاکہ وہ دیکھیں کہ آپ اس میں کس طرح عمل کرتے ہیں؟ انہوں نے اپنے وعدہ کو بچ گیا اور اکثر جگہ مد و نصرت کے ساتھ تمہاری تائید کی مگر میرے مخبروں نے مجھے خبر دی ہے کہ خدا کے دشمن ہر قل نے شرک کے بڑے بڑے شہروں سے ملک طلب کر کے ہماری طرف ایک بہت بڑی جمیعت جس کے ساتھ سامان جنگ اور رسد کا کافی ذخیرہ ہے روانہ کی ہے تاکہ اللہ جل جلالہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں (مگر) اللہ تبارک و تعالیٰ اسے پوری کر کے رہیں گے۔ اگرچہ کافروں کو کتنی ہی برا اور ناگوار معلوم ہو۔ آپ کو واضح رہنا چاہئے کہ وہ مختلف راستوں سے چلے ہیں مگر انہوں نے آپس میں تہیہ کر لیا ہے کہ وہ تمام کے تمام آپ کے مقابلہ میں جمع ہو جائیں گے۔ آپ خوب سمجھ لیں کہ آپ کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ ہیں اور جس کے ساتھ وہ ہوتے ہیں وہ جماعت کبھی قلیل نہیں ہوتی اور جس کو وہ رسوا اور ذلیل کریں وہ گروہ کثیر کبھی نہیں ہوتا اور اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کے دشمنوں کو ذلیل ہی کرنا چاہتے ہیں اب آپ بتلائیں کہ آپ حضرات کی اس کے متعلق کیا رائے ہے؟“

اس کے بعد آپ نے خبر (جاسوس) سے فرمایا کہ تم کھڑے ہو کر جو کچھ تم نے وہاں دیکھا ہے ان کے سامنے خود اپنی زبان سے بیان کر دو۔ یہ سنتے ہی جاسوس کھڑا ہوا اور اس نے جو کچھ رومیوں کا لاڈلہ فرمانروا اور اسلحہ وغیرہ دیکھے تھے بیان کر دیا۔ مسلمانوں کو یہ سن کر سخت ناگوار گزرا۔ بعض کے دل میں مہبت اور خوف بیٹھ گیا۔ بعض نے بعض کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ کسی نے ان میں سے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو کسی طرح کا جواب نہ دیا۔ آپ نے فرمایا: خداوند جل و علٰی آپ پر رحم فرمائیں یہ سب کون کیا؟ آپ اپنے اپنے مشوروں سے مجھے مستفید کریں اور اپنی اپنی راؤں سے اطلاع دیں۔ میں بھی آپ کی طرح ایک آدمی ہی ہوں۔ اللہ عز و جل نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا ہے:

وَشَاوَهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ

ترجمہ: ”ہر کام میں ان سے مشورہ کرو اور جس وقت مصمم ارادہ ہو جائے تو اللہ تبارک و تعالیٰ پر توکل کرلو۔“

والتی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ سن کر سابق الایمان لوگوں میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا: یا امیر! آپ کی شان

نہایت ارفع و اعلیٰ ہے۔ آپ کی ذات ستودہ صفات وہ ہے کہ اس کی رفعت مکان اور شان میں ایک آیت قرآن نازل ہوئی ہے۔ نیز حضور اکرمؐ نے آپ کو اس امت کا امین مقرر فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ:

لکل امة امین و امین هذه الامة ابو عبیدہ عامر بن جراح۔

”ہر امت کے لئے ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابو عبیدہ عامر بن جراح ہیں۔“

لہذا آپ ہی ہمیں ایسے مشورہ دیتے تھے کہ جس میں مسلمانوں کی صلاح و بہبود مضمر ہو۔ آپ نے فرمایا میں بھی تم جیسا ایک شخص ہوں، تم بولتے ہو میں بھی بولتا ہوں۔ تم کلام کرتے ہو میں بھی کلام کرتا ہوں۔ تم بھی مشورہ دیتے ہو، میں بھی مشورہ دیتا ہوں اور اللہ تبارک و تعالیٰ اسی میں توفیق بخشنے والے ہیں۔

یہ سن کر عین اور مصر کے دس آدمی کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ سردار! ہماری رائے میں اگر آپ اس جگہ سے مراجعت کر کے وادی القریٰ کے کسی کشادہ اور فراخ میدان میں جہاں عمدہ چراگاہ بھی ہو اقامت فرمائیں تو زیادہ بہتر ہوگا وہاں ہم تمام مسلمان مدینہ طیبہ سے قریب ہوں گے اور حضرت عرفاروقؑ کے پاس سے ہمیں ملک بھی پہنچتی رہے گی اور دشمن جس وقت ہمارا تعاقب کرتا ہوا ہم تک پہنچ جائیگا تو ہم اس طرح اس پر غالب آجائیں گے۔ آپ نے فرمایا باری تعالیٰ جل جلالہ تم پر رحم فرمائیں۔ تمہارے نزدیک جو بہتر مشورہ تھا تم نے دے دیا۔ اب تم بیٹھ جاؤ۔ اگر میں تمہارے مشورہ پر کاربند ہو کر یہاں سے کوچ کا حکم دے دوں تو حضرت عرفاروقؑ کے حکم کے خلاف ہوگا اور وہ اس کو کچھ اچھی نظر سے نہیں دیکھیں گے۔ بلکہ مجھے ملامت اور سرزنش کے بعد مجھ سے فرمائیں گے کہ جن مملکت کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمہارے ہاتھ سے فتح کر دیا تھا اس کو تم نے چھوڑ دیا اور وہاں سے چلے آئے۔ یہ گویا تم نے خود ہزیمت کا کام کر لیا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحمت فرمائیں مجھے پھر دورہ مشورہ دو۔ یہ سن کر حضرت قیس بن ہبیرہ مرادی کھڑے ہوئے اور کہا یا امیر المؤمنین! اے امین الامت! اگر ہم شام کو چھوڑ کر چلے جائیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہمارے اہل و عیال تک پہنچ و سالم نہ پہنچے دیں۔ ہم ان بچے ہوئے چشموں، جاری ہونے والی نہروں، کھیتوں، انگوروں، سونا، چاندی، ریشمین پکڑوں کو چھوڑ کر حجاز کے قطیف، بصرہ، یمن، جو کہ غذا اور صوف کے پکڑوں کی طرف کس طرح لوٹ سکتے ہیں۔ ہم یہاں نہایت بخشش اور ایسی عمدہ نعمتوں میں ہیں کہ اگر قتل بھی کر دیئے گئے تو جس بہشت کا ہم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ ہمیں مل جائے گی اور ہم اس میں داخل ہو جائیں گے۔ اور پھر ایسی نعمتیں ہمیں میسر ہو جائیں گی کہ دنیا کی نعمتیں ان کا کسی طرح مقابلہ نہ کر سکیں۔ دنیا سے تپا نیا دنیا کی نعمتوں کے بعد ہم پھر ایسی آراستوں میں اتر جائیں گے کہ جہاں تمام باتیں بہت و برقرار رہنے والی ہیں اور ساتھ ہی محمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی مسابغی کا شرف بھی حاصل ہوگا۔ آپ نے فرمایا تم نے سچ کہا واللہ! قیس بن ہبیرہ تمہاری زبان پر حق جاری ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا معاشرۃ المسلمین! کیا تم چاہتے ہو کہ جی زکی طرف لوٹ جاؤ اور ان قلعوں، شہر پناہوں، فیصلوں، نہروں، کھانے پینے کی چیزوں، سونے اور چاندی کو علاوہ ان نعمتوں کے جو باری تعالیٰ جل مجدہ کے پاس دار بقا میں تمہارے لئے موجود ہیں۔ ان کافروں کے واسطے چھوڑ دے قیس بن ہبیرہ نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔ ہم اپنی جگہ سے کبھی نہیں ہل سکتے۔ تاہم قییکہ باری تعالیٰ جل مجدہ ہمارے وران کے بائیں فیصلہ نہ کر دیں اور وہ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے ہیں۔ حضرت قیس بن ہبیرہؓ یہ سن کر جلدی سے اٹھے اور کہا یا امیر! اللہ جل جلالہ آپ کے قول کو سچا کر دیں۔ آپ کی ولایت اور سرداری کی اعانت فرمائیں۔ آپ اللہ غالب بزرگ و برتر پر بھروسہ اور توکل کر کے اس جگہ کو نہ چھوڑیں بلکہ دشمن کے ساتھ جنگ

چھڑ دیں۔ اگر ہمیں فتح نصیب بھی نہیں ہوگی تو ثواب تو ضرور ملے گا۔ آپ نے فرمایا قیس بن ہبیرہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے تمہارے کاموں کو مشکور فرمائیں اور تمہارے گنہوں کو بخشیں۔ واقعی تمہاری رائے بہت صاحب ہے۔ اس کے بعد بہت سے مسلمانوں نے اس رائے کو پسند کیا۔ مگر حضرت خالد بن ولیدؓ ساکت اور خاموش بیٹھے ہوئے تھے اور کچھ نہیں کہتے تھے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اٹھ کر ان کے سامنے آئے اور فرمایا ایہ مسلمان! تم ایک مرد جری شہسوار اور صاحب الرائے شخص ہو، قیس بن ہبیرہ کے مشورہ کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا حضرت! میں نے قیس کا مشورہ من لیا مگر میری رائے ان کے خلاف ہے۔ اور چونکہ مسلمانوں کی رائے اس پر متفق ہو چکی ہے اس لئے میں اس کی مخالفت بھی نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمایا اگر آپ کی رائے میں مسلمانوں کی اصلاح اور بہبودگی مضمر ہوگی تو آپ اسے بیان کریں، ہم تمام کے تمام اسے بطیب خاطر منظور کر کے اسی پر کاربند ہوں گے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کی رائے

انہوں نے کہا ایہا الامیر! آپ اس بات کو یاد رکھیں اگر آپ یہیں اقامت گزریں رہیں تو آپ خود اپنے دشمنوں کی اپنے مقابلے میں اعانت کریں گے۔ کیونکہ یہ چاہیہ قیساریہ سے قریب ہے۔ اور قیساریہ میں ہرقل کا بیٹا قسطنطین چالیس ہزار کی جمعیت لئے پڑا ہے۔ نیز باشندگان اردن آپ کی ہیبت اور خوف کی وجہ سے بھاگ بھاگ کر اسی کے پاس پناہ لے رہے ہیں اور ان کی جمعیت بھی وہاں کافی ہو گئی ہے اس لئے میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ آپ یہاں سے اس طریقہ سے کوچ کیجئے کہ گویہ ہم دشمن کا استقبال کر رہے ہیں۔ آپ اذرعات کو پس پشت چھوڑ کر یرموک کے میدان میں پڑاؤ کیجئے وہاں امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ کی کمک اور مدد بھی دار الخلافہ کے قریب ہونے کی وجہ سے پہنچی رہے گی اور آپ دشمن کے مقابلہ میں ایک ایسے وسیع میدان میں بھی ہوں گے کہ جہاں گھوڑوں کو کودا کودا کر ہر طرح دشمن کے روندنے میں آسانی ہوگی۔

حضرت خالد بن ولیدؓ جس وقت یہ فرما چکے تو تمام مسلمانوں نے اس کی تائید کی اور کہا کہ یہ مشورہ واقعی سب سے بہتر ہے۔ حضرت ابوسفیان بن حرب کھڑے ہوئے اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے ایہا لامیر حضرت خالد بن ولیدؓ کی رائے کے موافق ہی عمل کرنا چاہئے۔ اور انہیں کوچ کرنے سے قبل زیادہ (اقد) کے قریب بھیج دینا بہتر ہے۔ کیونکہ اس طرح وہ ہمارے اور درمیوں کے لشکر کے مابین جو اردوں میں مقیم ہے حامل ہو جائیں گے اور چونکہ ہمارے لشکر کے کوچ کے وقت ان درختوں میں سے آوازیں پیدا ہوں گی جو ہمارے دشمنوں کے کانوں تک بھی ضرور پہنچیں گی۔ ممکن ہے کہ ان کے دل میں ہماری طرف سے طمع اور حرص پیدا ہو اور وہ بار بار وہ غارت گری، لوٹ مار اور تکر و فریب کے ہم پر چھاپا مارے کہ ہماری طرف بڑھیں تو اس وقت ہمارے لشکر کو دقت اور دشواری نہ پیدا ہوگی بلکہ ان سے پہلے ہی حضرت خالد بن ولیدؓ اپنی جمعیت کے ساتھ ہٹ لیں گے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا واللہ! اے ابن حرب! تم نے میرے دل کی بات کہہ دی۔ میں بھی یہی کہنے کو تیار تھا۔

حضرت ابوعبیدہؓ کا فوج کو کوچ کرنے کا حکم دینا

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے اس مشورہ کے بعد فوج کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور حضرت خالد بن ولیدؓ کے اس لشکر کو جو عراق

سے آپ کے ہمراہ آیا تھا یعنی لشکرِ حنف جس کی تعداد اس وقت چار ہزار تھی یا اگر حضرت خالد بن ولیدؓ کے سپرد کر کے آپ کو ہدایت کی کہ آپ اس لشکر کو لے کر مسلمانوں کی حفاظت و صیانت کے لئے بطور ہراول کے آئے آگے چلیں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس لشکر کو لے کر مسلمانوں کی جمعیت سے پہلے کوچ کرنے کا حکم دیا۔ آپ کے بعد حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ کی تمام جمعیت نے چلنا شروع کیا۔ لشکر کی آوازیں دود و فرخ تک پہنچیں اور رومیوں کی جو جماعت اردن میں مقیم تھی اس نے بھی شیش۔ انیس گمان پیدا ہو ا کہ ملک برقل کی فوج کی خبریں سن کر یہ لوگ جہاز کی طرف بھاگ پڑے ہیں۔ یہ خیال کر کے انہیں حرص و امن گیر ہوئی اور غارت کے ارادہ سے ان کی طرف چل پڑے۔

چونکہ حضرت خالد بن ولیدؓ ہراول دستہ میں تھے اس لئے آپ ہی سے مدد بھڑ ہو گئی آپ نے انہیں دیکھتے ہی بلند آواز سے فرمایا لوگو! یہ نصرت کی علامت ہے انہیں لے لو۔ یہ سنتے ہی تلواریں میان سے تڑپ تڑپ کر نکلنے لگیں۔ نیزے بلند ہوئے اور حضرت خالد بن ولیدؓ مرقل، ہنر ابن اور زور، طلحہ بن نوفل، عمری، عامر بن طفیل، زابد بن اسد، ضمیر بن اکال الدم، ہدل بن مرہ اور ضحہ بن غانم رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین اور نیزہ و شمشورہ اور ان عرب آئے بڑھے اور جمد کر دیا۔

رومیوں میں اب کیا رکھا تھا جو تاب مقابلہ لا سکتے اور کیا تھوڑہ تھا جو میدان میں جتے پشت دے کر بھاگے۔ مسلمانوں نے قتل کرنا شروع کر دیا۔ کشتوں کے پشے لگا دیئے۔ بہت سے گرفتار کر لئے گئے اور جو بچے ان کا تعاقب کیا گیا حتیٰ کہ حضرت خالد بن ولیدؓ تعاقب کرتے کرتے دریائے اردن تک بڑھتے بڑھتے چھ گئے جس میں رومیوں کی بہت سے جماعت ڈوب کر مر گئی۔

مسلمانوں کا یرموک میں اقامت کرنا

اس معرکہ کے بعد آپ حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ کے لشکر کی طرف لوٹے تاکہ اس میں شامل ہو جائیں۔ آپ اذیت کو پس پشت چھوڑ کر یرموک کے میدان میں داخل ہو چکے تھے اور آپ نے ایک بہت بڑے نیلے پر جس کی اونچائی غیر معمولی تھی، مسلمانوں کی عورتوں اور بچوں کے خیمے نصب کر کے انہیں وہاں حفاظت سے رکھ کر اس کے تمام راستوں پر پہرہ لگا دیا تھا جس وقت حضرت خالد بن ولیدؓ قیدیوں اور مالِ فہیمت لے کر آپ کے پاس آئے تو اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا اللہ جل جلالہ تم پر رحم فرمائیں اور جزائے خیر عنایت کریں یہ فتح و نصرت کی علامت ہے خداوند تعالیٰ تمہیں مہارک کریں۔ یہ کہہ کر آپ نے مسلمانوں کو یرموک کے میدان میں پڑاؤ کرنے کو کہا اور مسلمان لڑائی کے لئے اس طرح مستعد ہو گئے کہ گویا وہ کسی وعدہ کا انتظار کر رہے ہیں۔

قسطنطین میں ملک برقل کو خبر پہنچی کہ مسلمان یرموک کے مقام میں مقیم ہیں اور انکے مقابلہ اور متبادل کے لئے چند والیان ملک چل پڑے ہیں۔ یہ سن کر اس نے باہان والی ازمین کے نام ایک خط لکھا جس میں اس نے راستہ میں زیادہ توقف کو باہان کی سستی اور اس کی ضعف رائے کو ظاہر کر کے یہ خواہش کی تھی کہ مسلمانوں کے مقابلے میں تمہیں جلد پہنچ جانا چاہئے۔ جس وقت قاصد یہ خط لے کر باہان کے پاس پہنچا تو اس نے تمام والیان ملک اور خبر لون (سرداروں) کو جمع کر کے ان کے سامنے وہ خط پڑھا اور جلدی جلدی چلنے کی تاکید کر کے انہیں یہ ہدایت کی کہ جب شام کے کسی شہر میں سے تم گزرو تو بخوشی یا بہ جبر جس طرح سے بھی ہو وہاں کے باشندوں کو بھی اپنے ساتھ لے لو۔

چنانچہ اس فوج نے جلدی جلدی قطع مسافرت کرنا شروع کیا جن جن شہروں کو مسلمانوں نے فتح کیا تھا ان میں سے جس وقت

ان کا رُز ہوتا تو یہ نہایت سختی کے ساتھ وہاں کے باشندوں کو ملامت اور زبردستی کر کے اور یہ کہتے تھے بد بختو! تم نے اپنے دین کو چھوڑ کر عرب کی طرف میان کر لیا۔ وہ ان کو جواب دیتے تھے کہ تم ہم سے زیادہ ملامت کے مستحق ہو کہ تم ہمیں چھوڑ کر ان کے در سے بھاگ گئے۔ ہم نے بھی تمہارے چل جانے کے بعد اپنی جانوں کی حفاظت کے لئے ان سے صلح کر لی۔ رومی چونکہ حق بات کو پہچانتے تھے اس لئے یہ سن کر خاموش ہو جاتے تھے۔ آخر قطع مسافرت کرتے ہوئے یہ مڈی دل لشکر یرموک میں پہنچے اور دیر النہیل کے مقام میں جو زیادہ (رقاد) اور جولان کے قریب تھا مسلمانوں سے تین فرسخ کے فاصلے پر ڈیرے ڈال دیئے ان کے لشکر کا طول و عرض ۱ چھ فرسخ کے قریب تھا۔ جب ان کا لشکر یرموک کے میدان میں ڈیرے ڈال چکا اور تمام کا تمام پہنچ گیا تو جلد بن اسہم غسانی کا لشکر جو ساٹھ ہزار نصرانی عربوں، غسان، لخم اور جذام پر مشتمل اور بابان کی فوج کا ہر اہل تھا۔ اصحاب رسول اللہؐ کو دکھائی دیا۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین دشمن کی اس قدر تعداد دیکھ کر کہنے لگے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم تمام طاقت و قوت اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ ہے

عطیہ بن حامرؓ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! رومیوں کے اس لشکر کو سوائے اس مڈی دل کے جو اپنی کثرت کی وجہ سے زمین و آسمان کے کنارے ڈھک لے اور کسی چیز کے ساتھ تشبیہ نہیں دی جاسکتی اسے دیکھتے ہی مسلمانوں کی تختیں بدل گئیں چہرے پر زرد پڑ گئے اور قلق و اضطراب ان سے ظاہر ہونے لگا۔ ہر وقت ان کی زبان سے یہی کلمہ جاری تھا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ ان کی طرف دیکھتے تھے اور دعا کرتے تھے:

ربا افروغ علینا صروا ثبت اقدامنا و نصرنا علی القوم الکافرین۔

ترجمہ: "بارا بھ! ہمیں صبر دیجئے ثابت قدم رکھئے اور اس کافروں کی قوم پر فتح بخش دیجئے۔"

کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے حزم و احتیاط کو کام میں لیا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے جاسوسوں اور مجروحوں کو حکم دیا کہ وہ دشمن کی فوج میں جا کر وہاں کے حالات معلوم کریں اور اس بات کی خبر لائیں کہ مسلمانوں کے ساتھ ان کا ارادہ کیا ہے؟ نیز ان کی جمعیت کتنی ہے اور سامان حرب کیسا ہے؟ چنانچہ یہ ایک دن رات غائب رہے اور اس کے بعد ان کے لاؤ لشکر، اسلحہ گھوڑے اور مال و اسباب کی آ کر اطلاع دی۔ آپ نے سن کر فرمایا مجھے خداوند تعالیٰ جل جلالہ کی ذات پاک سے کامل امید ہے کہ وہ ان کے اس ساز و سامان کو ہمارے لئے نال غنیمت کر دیں گے۔"

راوی کا بیان ہے کہ جس وقت بابان مسلمانوں کے مقابلے پر نہر یرموک، بلدرقاد، ارض جولان اور بلد سواد پر آ کر پڑا تو کچھ دنوں تک لڑنے اور مقابلہ کرنے سے رکا رہا۔

وادی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کی تاخیر کا سبب یہ تھا کہ ہر قل نے اس کے پاس ایک ایلچی بھیج کر یہ ہدایت کر دی تھی کہ تم جنگ سے پہلے کسی قاصد کو ان کے پاس بھیج کر ہماری طرف سے یہ وعدہ کر لو کہ ہر سال تمہارے پاس ایک مقررہ رقم پہنچتی رہے گی اور ساتھ ہی تمہارے امیر المومنین عمر بن خطابؓ اور دیگر رؤساء کے لئے تحائف اور ہدایا ہو کریں گے۔ نیز تمہارے ممالک محروسہ میں جا بیہ سے جو تک ملک شامل ہوگا۔ بابان ملک ہر قل کا یہ پیغام سن کر کہنے لگا افسوس! عرب اور ہم کو اس کام کے لئے طلب کریں گے اور اگر وہ اس کو ہمیشہ کے لئے قبول کر لیں۔ جریر جو اس لشکر کے سرداروں میں سے ایک سردار تھا۔ کہنے لگا کہ بادشاہ کے پیغام

پہنچانے میں تیرا کیا حرج ہے اور کون سی مشقت۔ بابا ان نے کہا کہ ان کے پاس تو یہی چڑا جا اور ان سے عقل مند آدمی کو یا کر جو کچھ سنا ہے بیان کر دے اور اپنی طرف سے حتیٰ المقدور کوشش کر دینا۔

کہتے ہیں کہ جر جر نے دشمنین جوڑا پہنچا دیا کہ سر بند جس میں جوہر نکلتے ہوئے تھے سر سے باندھا اور ایک ٹھہہ تاتاری گھوڑے پر جس کے اوپر سونے کی درو جوہر سے مرصع ایک زین کسی ہوئی تھی سوار ہوا اور اپنے ساتھ قبیلہ مذہب لشکر کے ایک ہزار سوار لے کر مسلمانوں کے لشکر کی طرف چلا مسلمانوں کے لشکر کے قریب آ کے اپنے سواروں کو کھڑا کر دیا اور خود آگے بڑھ کے مسلمانوں کے لشکر کے بالکل متصل ہو کے انہیں آواز دی یا معاشر العرب! میں بابا ان والی ارمن کا پٹلی ہوں۔ اگر تمہارا سردار میرے پاس آ جائے تو بہتر ہے تاکہ میں صلح کے متعلق ان سے کچھ گفتگو کر سکوں۔ ممکن ہے کہ اس طرح ہمارے اور آپ کے مابین خون ریزی بند ہو کر صلح و آشتی ہو جائے۔ مسلمانوں نے اس کی آواز سن کر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو اس کی اطلاع کی۔ آپ بہ نفس نفیس اس کے پاس حریف لے گئے۔ اس وقت عراق کا سفید بنا ہوا کپڑا آپ کے زیب بدن تھا۔ سیاہ عمامہ سر پر اور گھٹے میں تلوار ہماٹل تھی۔ گھوڑے کو آپ نے ممیز کیا اور یہاں تک بڑھ کر دونوں کے گھوڑوں کی گردنیں آپس میں مل گئیں۔ لوگ دور سے کھڑے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کفر کے بھائی کہہ کیا کہتا ہے؟ اور پوچھ پوچھ پوچھنا چاہتا ہے۔ اس نے کہا ہر اور عربی! تمہیں تمہارا یہ کہنا کہ ہم نے رومیوں کے لشکر کو اکثر جگہ ہزیمت دے دی اور مار بھگا یا ان کے شہروں کو فتح کر لیا اور ان کی اکثر زمین پر قابض ہو گئے دھوکے میں نہ ڈال دے۔ اب تمہیں اس لشکر کو دیکھنا چاہئے جو اس وقت ہمارے ساتھ ہے اس میں ہر قسم کی چیز سب طرح کا عمدہ اور مختلف زبانوں کے آدمی شامل ہیں۔ رومیوں اور ارمنوں وغیرہ نے آپس میں حلف کر لیا اور ان کے درمیان یہ معاہدہ طے ہو چکا ہے کہ تا وقتیکہ ہمارا ایک آدمی بھی میدان میں باقی رہے گا ہم اس وقت تک مقابلہ سے ہزیمت کھا کر کبھی نہیں بھاگنے کے۔ تم میں اس لشکر کے مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم اب اپنے وطن کی طرف لوٹ جاؤ اور جو کچھ ملک ہرقل کے شہروں سے فتح کر چکے ہو خیر انہیں اپنے قبضہ میں رکھو کیونکہ بادشاہ ہرقل یہ نہیں چاہتا کہ تمہارے ساتھ جو کچھ اس نے احسان کیا ہے اسے واپس لے لے بلکہ وہ یہی چاہتا ہے کہ تم نے تین سال کی مدت میں جس قدر ممالک فتح کر لئے ہیں انہیں وہ تمہیں ہی ہبہ کر دے۔ تم جب شام میں آیا کرتے تھے تو پایہ وہ اور ننگے بدن آیا کرتے تھے۔ اب تم نے ان تین سال کے اندر سونا چاندی اور اسلحہ کافی جمع کر لئے ہیں۔ میں جو کچھ تم سے کہتا ہوں اسے منظور کرو ورنہ یا کچھ ہلاک ہو جاؤ گے۔ آپ نے فرمایا تو کہہ چکا ہے یا ابھی کچھ باقی ہے۔ اس نے کہا میں آپ کے جواب کا منتظر ہوں۔

جر جر اور حضرت ابو عبیدہؓ کی گفتگو

آپ نے فرمایا تو نے جو رومی اور رومی قوم کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ وہ ہزیمت کھا کر نہیں بھاگ سکتیں تو تیری سخت نطلی ہے۔ ہمیں تو تلواروں سے ڈراتا ہے۔ یاد رکھا! ہم تلواروں سے ڈرنے والے نہیں۔ ہم تو شمشیر زنی کے لئے نکلے ہی ہیں اور ہمیں جیسا کہ ہمارے آقا ہمارے نبی محمدؐ نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے، کامل یقین ہے کہ ہم تمہارے بادشاہ کے خزانوں کو چھین کر تم پر فتح یاب ہو جائیں گے اور ہمارے مولائے کریم محمدؐ کا وعدہ کبھی خلاف نہیں ہو سکتا۔ ہار و میوں اور ارمنوں کا یہ حلف اور معاہدہ کہ ہم میدان سے ہٹ دے کر نہیں بھاگ سکتے۔ سو ہماری تلواروں کی باڑیں اور نیزوں کی تیز تیز نوکیں انہیں خود مار مار کر اگلے پاؤں بھگا دیں

گی۔ باقی تیرہ بیس اپنی کثرت تعداد کی وجہ سے ڈرانا اس کا تم کئی مرتبہ تجر بہ کر چکے ہو اور خود دیکھ چکے ہو کہ ہماری قلت اور ضعف نے تمہاری کتنی بڑی بڑی جمعیات کا وجود ان کی کثرت تعداد اور اسلحہ کے کس طرح ستھر و کر دیا ہے۔ ہمیں سب سے زیادہ عزیز و ہی دن ہوگا جس روز میدان حرب و ضرب میں دونوں لشکر بالمتا بل ہوں گے۔ اور یہ دیکھ لیں چائے گا کہ میدان کارزار میں کون ثابت قدم ہیں اور کس فریق کی خواہش اور تمنا قاتل ہے اور کس کی قرار۔

جرج آپ کا یہ کلام سن کر اپنے ایک ساتھی کی طرف جس کا نام لے بہیل تھ مخاطب ہوئے کہنے لگا۔ بہیل! ملک بہرقل اس عرب قوم کے متعلق ہم سے زیادہ معصوم ت رکھتے ہے۔ یہ کہہ کر اس نے اپنے گھوڑے کی باگ پھیری اور بابان کے پاس پہنچ کر آپ کی تمام گفتگو سے آگاہ کر دی۔ بابان نے کہا تو نے انہیں مصالحت کی دعوت نہیں دی۔ اس نے کہا مسیح کی قسم! صلح کے متعلق میں نے ان سے کچھ سید کلام شروع نہیں کیا۔ عرب چونکہ عربوں سے زیادہ رغبت رکھتے ہیں اس لئے زیادہ مناسب یہ ہے کہ تو انصاری عربوں کو اس غرض کے لئے ان کے پاس روانہ کر دیئے۔

کہتے ہیں کہ اسی وقت اس نے جبر بن اسیم قرنی کو بلا کر یہ ہدایت کی کہ جلد! تو ابھی اس قوم کے پاس جا کر اسے اپنی کثرت تعداد سے ڈرا اور ان کے دلوں میں رعب ڈال اور اپنے مکر و فریب کے چال میں جس طرح ہو سکے پھنسالے۔ جبہ بن سن کے مسلمانوں کے لشکر میں گیا اور آوازی کی معاشر العرب! تم میں سے کوئی شخص عمرو بن عامر کی اولاد سے میرے پاس آئے تاکہ میں اس کے ساتھ کچھ گفتگو کر سکوں۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے اس کی آوازی سن کے مسلمانوں سے مخاطب ہوئے فرمایا: رومیوں نے اب تمہارے اہلئے جنس کو روانہ کیا ہے کہ تاکہ صدر جم و قرابت کی آڑ میں تمہارے ساتھ کوئی مکر و فریب کر سکیں۔ تمہیں انصار میں سے کسی شخص کو جو عمرو بن عامر (انصاری) کی اولاد میں سے ہو اس کے پاس روانہ کر دینا چاہئے۔ قبل اس کے کہ انصار میں سے کوئی شخص منتخب کیا جائے حضرت عہد بن صامتؓ خزرجی جدی کر کے اٹھے اور آپ سے عرض کر کے کہنے لگے ایہا الامیر! اس کے پاس میں جاؤں گا اور جو کچھ دیکھ سکے گا اس کا جواب اسے میں دوں گا۔ یہ کہہ کر یہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور جلد بن اسیم کے پاس جا کے کھڑے ہو گئے۔ جبہ ایک ایسے شخص کو جس کا ذیل ذول نہایت بلند اور جس کا رنگ گہرا گندم گوں گویا کہ کوئی شخص قبیلہ شنوہ کا ہے دیکھ کر بہت مست پنا یا اور ان کی بلندی قامت سے اس کے دل میں رعب پڑ گیا۔ کہنے لگے نوجوان! تم کیسے لوگوں میں سے ہو؟ آپ نے فرمایا میں اس قوم کا ہوں جس کو تو نے طلب کیا ہے یعنی میں عمرو بن عامر کی اولاد سے ہوں۔ اس نے کہا مبارک ہو مگر یہ تو بتلاؤ کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ آپ نے فرمایا خزرج سے۔ میں عہد بن صامت رسول اللہؐ کا صحابی ہوں۔ تجھے جو سوال کرنا ہے وہ کرے۔ اس نے کہا یا ابن عم! (بچا کے بیٹے) مجھے معلوم ہے کہ تمہاری جماعت کے اکثر آدمی میرے قریب دار ہیں اس لئے میں محض انہیں کچھ مشورہ دینے اور چند نصیحتیں کرنے آیا ہوں۔ یاد رکھو جو لشکر تمہارے سامنے ہے اس کا مقصد بلکہ تم کسی طرح نہیں کر سکتے اس کی کمک کے لئے اور بہت سا لشکر قریب ہی پڑ ہوا ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ ہم نے کیے بعد دیگرے ان کے بہت سے لشکروں کو کاٹ کے پھینک دیا ہے۔ کیونکہ بڑی دراصل ایک چل بھرتا سایہ یا ادھر ادھر گھومنے والا ذول ہوتا ہے جو کسی طرف بقی نہیں کہ

ادھر ہی ٹھہرے گا۔ اگر یہ قوم تم پر غالب آگئی اور تمہیں اس نے ہزیمت دے دی تو سوائے موت کے پھر تمہارا ٹھکانہ نہیں ہے۔ لیکن اگر اس قوم کو شکست ہوگئی اور یہی قوم میدان سے پشت دے کر بھاگ پڑی تو یہاں ان کی فوجیں ان کے شہر، قلعے اور خزانے موجود ہیں تمہیں جو کچھ یہاں سے اب تک مل چکا ہے اور جتنا کچھ حاصل کر چکے ہو اسے ہی کوئی قسمت سمجھ کر چپکے چپکے اپنے شہروں کی طرف لوٹ جاؤ۔

جلیلہ بن اسلم اور حضرت عبادہ بن صامتؓ کی گفتگو

آپ نے فرمایا ابھی اور کہہ رہا ہے یا کہہ چکا۔ اس نے کہا اب جو کچھ تمہارے دل میں ہے تم کہہ لو۔ آپ نے فرمایا جلیلہ! کیا تجھے معلوم نہیں کہ ہم ابن دین وغیرہ میں تمہاری جماعتوں کو کس طرح پراگندہ کر کے رکھ دیا اور پاری تعالیٰ جل مجدہ نے ہمیں ان نافرمانوں کے اوپر کس طرح فتح بخش دی۔ ہمیں تمہارا زور بازو معلوم ہو گیا ہے۔ اس لئے تمہاری باقی ماندہ جماعتوں کا معاملہ اب ہم پر پانکھ آسان ہے۔ ہم اس بات سے خوف نہیں کرتے کہ تمہاری فوجیں ہمارے سامنے ہیں۔ ہمارے مقابلے میں جو کچھ بھی آ جاتا ہے ہم اس سے کبھی نہیں ٹھہراتے۔ ہم دین کی مدد کے لئے ہر وقت لڑتے ہیں اور جب تک دم ہے لڑتے رہیں گے۔

یاد رکھ! لڑائی کا ہم سے زیادہ حریص دنیا میں کوئی نہیں ہے اور ہمیں سب سے زیادہ بیٹھا خون رومیوں کا ہی معلوم ہوتا ہے۔ جلیلہ! میں تمہیں اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ تو مع اپنی قوم کے اسلام میں داخل ہو جا۔ اس طرح تجھے دین اور دنیا دونوں کی بزرگی اور شرافت حاصل ہو جائیگی۔ ان مشرکوں کی اتباع جس میں تجھے ہمارے مشقت میں اپنی جان کا فدیہ دینا پڑے گا چھوڑ دے تو سادات عرب اور بادشاہ اہل عرب سے ہمارا دین ظہر اور غالب ہو چکا ہے ہذا تجھے اس طریقہ کی اتباع کرنی چاہئے جو تجھے حق تک پہنچا دے۔ پس پڑھ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اللہم صل علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔ وادعی رستمہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب بن اسلم آپ کا یہ کلام سن کر آگ بگولا ہو گیا اور کہنے لگا چپ رہو۔ میرے سامنے ایسی باتیں نہ کرو۔ میں اپنے مذہب کو ترک کرنے والا نہیں ہوں۔ آپ نے فرمایا اگر یہ بات ہے تو سب سے پہلے لڑائی میں ہمارے نیزوں کی نوکیں تیری ہی طرف بھریں گی۔ یاد رکھ اپنے آپ کو ان سے بچائے رکھنا۔ ہماری جنگ قیامت صغریٰ سے کم نہیں ہوتی۔ اگر ہماری تلواروں کی بازوؤں نے تجھے آگے رکھ لیا تو پھر ان سے بچنا کسی کے بس کی بات نہیں۔ میں اب بھی تجھ سے کہتا ہوں کہ تو رومیوں کو ان کے حال پر چھوڑ کر غلیحہ ہو جا اور انہیں آپس میں نبٹ لینے دے وہ پہ نسبت تیرے ہم پر زیادہ آسان ہیں۔ لیکن اگر تجھے اس میں بھی کچھ مدد ہے اور ان کا کسی طرح ساتھ چھوڑنا نہیں چاہتا تو یاد رکھ جو بدامین ان پر تازل ہوں گی وہ تیرے لئے بھی تیار ہیں۔

جلیلہ بن اسلم یہ سن کر غصہ سے بے تاب ہو گیا اور کہنے لگا کیا مجھے تم اپنی تلواروں سے ڈراتے ہو۔ کیا میں بھی تمہاری طرح عربی نہیں ہوں۔ ایک آدمی کو ایک آدمی کا کافی نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا ہم سمجھ گئے تو ہمارے پاس کمر کاغذہ کر لایا تھا۔ ہمیں اس طرح نقصان میں پھنسانا چاہتا تھا، ہم تم جیسے بے وقوف نہیں ہیں بد بخت! ہم باوجود قلت تعداد کے تمہارے ساتھ ہر وقت لڑنے کو تیار اور اپنے رب واحد کی توحید اور اپنے آقا مولا حضرت محمدؐ کی سنت ادا کرنے میں سرشار ہیں۔ ہماری ملک اور پیٹھ پر ایک ایسا لشکر ہے جو افراط عالم میں پھیل کر زمین کے اس سرے سے اس سرے تک کفر کے جھنڈوں کو زیر و زبر کر دے گا اور دنیا کے تمام غلظت کدوں

میں پہنچ کر توحید کے پرچم اڑانے لگے گا۔

جبلہ نے کہا مجھے تو تمہارے عقب میں اس لشکر کے سوا کوئی دوسرا ایسا لشکر دکھائی نہیں دیتا اور نہ کوئی ایسا معین و مددگار ہی نظر آتا ہے جو آئے وقت میں تمہاری مدد کر سکے۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم تو جھوٹا ہے اور بالکل جھوٹا ہے۔ ہماری پشت پر ایسے ایسے جواں مرد، صاحبِ ہمت، دلیر اور چہ نماز شخص موجود ہیں جو موت کو غنیمت اور زندگی کو قبیح سمجھتے ہیں۔ ان میں کا ہر آدمی بذاتِ خود ایک لشکر ہے جو تنہا ایک بڑی بھری فوج کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ بیوقوف! کیا تو حضرت علیؓ کی کمالات و جہد اور ان کے دہرے اور سلطو کو بھول گیا۔ حضرت عمرؓ فاروقؓ اور آپؐ کی شدت کو فراموش کر گیا۔ حضرت عثمانؓ ذوالنورینؓ اور ان کی شجاعت و یراعت کو نسیہ منسیا کر گیا۔ حضرت عباسؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نیز وہ شہسوارانِ مسلمان جو مکہ مکرمہ طائف اور یمن وغیرہ سے آ کر ان کے پاس جمع ہوئے ہیں انہیں اور ان کی بہادری کو نظر انداز کر گیا۔ جبلہ یہ سن کر کہنے لگا یا ابنِ عم! میں تو تمہارے پاس محض تمہیں نصیحت کرنے کے لئے آیا تھا اگر تمہیں میری نصیحت قبول نہیں ہے تو تم اپنی قوم سے صلح کے متعلق کہو کہ جن شرائط پر ہم ان سے صلح کرتا چاہیں تو وہ اسے قبول کر لیں۔ آپؐ نے فرمایا خدا کی قسم تین صورتوں کے سوا ہر رے تمہارے مابین کبھی صلح نہیں ہو سکتی اور اے جزیرہ، اسلام یا تلوار اور تھوڑا ہر رے تمہارے مابین سب سے بہتر حکم ہے۔ وائے اگر نعد اور بدر عہدی ہمارے نزدیک کوئی بڑی بات نہ ہوتی تو میں ابھی ابھی تجھے اس تلوار کا مزہ چکھا دیتا۔

جبلہ حضرت عبادہ بن صامتؓ کے یہ سخت سخت جواب سن کے ایسا لا جواب ہوا کہ اسے اپنے گھوڑے کی باگ پھیر کر باہان کی طرف ہی بھاگ پڑا۔ چونکہ آپؐ کے کلام کی وجہ سے اس کا دل مرعوب ہو چکا تھا۔ خوف اور دہشت اس کے چہرے سے ٹپک رہے تھے۔ جس وقت یہ باہان کے پاس جا کر کھڑا ہوا تو باہان نے اس کی صورت دیکھتے ہی اس سے دریافت کیا جبلہ! تیرے اوپر کیا آفت آئی؟ اور تجھے کس مصیبت نے گھیرا اس نے کہا میں نے ڈرایا۔ دھمکیاں اور مرعوب کرنا چاہا مگر ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رسنی۔ ڈرانا نہ ڈرانا ان کے نزدیک یکساں اور دھمکانا نہ دھمکانا برابر اور خوف و لا تا نہ ڈرانا بالکل بے سود ہے۔ ان کا جواب یہی اور محض یہی ہے کہ ہماری خواہش فقط لڑائی اور ہار کا حکم سب سے بہتر حکم بس تلوار ہی ہے۔

باہان نے کہا تو پھر یہ خوف کیسا چہرے سے ٹپک رہا ہے، وہ اگر عرب ہیں تو تم بھی عرب ہو۔ کیا تم ان جیسے عربی نہیں ہو۔ میں نے سنا ہے کہ وہ تو کل تیس ہزار ہی ہیں اور تم ساٹھ ہزار ہو کیا تمہارے دواؤں ان کے ایک آدمی کا مقابلہ نہیں کر سکتے؟ جبلہ ذرا ہمت کر اور اپنے نصرائی عربوں کو جو تیرے یہاں بند ہیں سے کر میدان میں نکل میں تمہاری کمک پر ہوں اگر تم نے انہیں فتح کر دی تو ان کا ملک ہمارے تمہارے وہاں مشترک ہوگا۔ نیز بادشاہ کے وہ شیرجواہوں نے فتح کرنے میں ہلکی سی تمہیں دے دیئے جائیں گے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہمارے مقررین میں سب سے زیادہ تمہارا ہی شمار ہونے لگے گا۔

واقف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ باہان اسے اس قسم کی ترفیہ و داد اور انعام و اکرام کا لالچ دے کر جنگ کے لئے براہِ ہمت کر رہا تھا حتیٰ کہ جب اس کے لئے تیار ہو گیا اور اپنی فوج اور بنو غسان، لخم، جذام وغیرہ کو حکم دے دیا کہ وہ جنگ کے کیل کانٹے سے لیس ہو کر تیار ہو جائیں۔ فوج یہ سنتے ہی زرہ خود نیز تمام اسلحہ مسلح ہو کر حکم کی منتظر ہوئی۔ جبلہ نے شہری (سونے کی) زرہ پہنی۔ شاہدین یمن کی تلوار حائل کی۔ جبریلؑ نے جو شہن اس کے واسطے بنایا تھا ہاتھ میں لیا اور اپنی ساٹھ ہزار خالص عربی فوج کو

ساتھ لے کر اس کے آگے آگے مسلمانوں کی طرف چل دیا

حضرت عبداللہ بن صامتؓ حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ سے وہ گفتگو کر رہے تھے جو ان کے اور جبلہ کے مابین ہو چکی تھی کہ اپنی ایک مسلمانوں کو یہ ساتھ ہزار کی جمعیت آتی ہوئی دکھائی دی۔ بعض نے بعض کو پکارنا شروع کیا اور ایک نے دوسرے کو آواز دی کہ معاشرہ احرب! انہیں آج پہنچا۔ نصرانی عرب تم سے لڑنے کو بڑھ آئے۔ اب تمہارا کیا ارادہ ہے؟ مسلمانوں نے کہا ہم لڑیں گے اور ضرور لڑیں گے۔ میں ذات باری تعالیٰ پر پورا پورا بھروسہ ہے کہ وہ ہمیں ان پر نیز ہر ایک کافر پر فتح بخشیں گے۔ یہ کہہ کر مسلمانوں نے ان کی طرف بڑھنا چاہا مگر حضرت خالد بن ولیدؓ نے انہیں آواز دی اور فرمایا باری تعالیٰ مجھ تمہیں جزائے خیر عنایت کریں جدی نہ کرو اور توفیق کے میں ان کے ساتھ ایک ایسا حیلہ اور مکر نہ کر لوں کہ جو نہیں ہاک کر دے اس وقت تک ذرا صبر سے کام لو اور اس کے بعد آپ حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ کی طرف مخاطب ہوئے اور کہا ایسا الامیر! درمیں نے ہمارے مقابلے میں نصرانی عربوں سے مدد طلب کی ہے جو ہم سے دو گئے ہیں۔ اگر ہم نے اپنی تمام جمعیت سے ان کا مقابلہ کیا تو بھی ہمارے لئے یہ ضعف کا باعث ہوگا۔ میں چاہتا ہوں کہ میں ان کے پاس انہی کے قید کے چند آدمی روانہ کروں جو ان سے ان کے لوٹ جانے کے متعلق گفتگو کریں اور وہ واپس چلے گئے تو وہ میں ان کے حق میں ان کا چلا چا نا گویا ایک طرح کی ہزیمت ہوگی اور اس طرح ان کے جمعیت بھی ٹوٹ جاوے گی اور اگر انہوں نے انکار کیا اور وہ نہ گئے تو پھر توار مو جو ہے۔ بہت تھوڑے سے آدمی ان کے پاس جا کے خدا کے فضل و کرم سے انہیں مار مار کر بھگا دیں گے۔

حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ نے آپ کا یہ بدبرانہ کلام سن کے بے حد پسند کیا اور فرمایا ابوسعید! جس طرح تمہاری سمجھ میں آئے اسی طرح کرو۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اسی وقت حضرت قیس بن سعدؓ، عبداللہ بن صامتؓ، خزرجی، حابر بن عبداللہ، کعب بن مالکؓ، انصاری، معاذ بن جبلؓ اور ابوالیوب بن خالد بن یزید رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو بلا کر یہ ہدایت کی کہ اسے دین متین کے مددگارو! یہ نصرانی عرب جو تمہارے مقابلے کے لئے نکلتے ہیں نمان، لخم، در جدام کے وگ ہیں جو حسب و نسب میں تمہارے چچیرے بھائی ہوتے ہیں تم ان کے پاس جاؤ اور انہیں مخاطب کر کے حتیٰ المقدہ و ران کے ٹوٹانے کی کوشش کرو۔ اگر یہ واپس پھر گئے تو فہماور نہ پھر تمہاری کواروں کی دھریں ان کی توضیح کرنے کے لئے موجود ہیں۔ پھر ہم انشاء اللہ اعزیز انہیں کافی ہوں گے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ اور جبلہ بن اسیم کی گفتگو

واندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ کے یہ بچوں انصاری صحابہ جبہ کے شکر کی طرف چلے اور جس وقت اس کے قریب پہنچے گئے تو حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ نے انہیں مخاطب ہو کر آواز دی، غسان اور جدام کے عربی قبیلو! ہم تمہارے چچیرے بھائی تمہارے پاس آنا چاہتے ہیں۔ جبلہ نے یہ آواز سن کر انہیں اپنے پاس آنے کی اجازت دی۔ یہ اس وقت ایک ریشمین خیمہ میں جس کے اندر حریر کا زرو فرش بچھا ہوا تھا نکلیے گئے ہوئے بیٹھا تھا۔ اس کے چاروں طرف اس کی سلطنت نیز آل جفہ کے وایان ریہ ست اور املا حکومت موجود تھے، پرستار ان توحید کے ان افراد نے اسے یہاں پہنچ کر آداب شاہان عرب کے

موافق دعا کیس دیں جن کے جواب میں جبہ نے انہیں قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھ اور نہایت عزت و تکریم سے ان کے ساتھ پیش آیا اور کہا: بنی اعم! (اے عجیبے بھائیو!) چونکہ تم میرے عزیز اور قربت دار ہو اس لئے جس وقت اس شکر نے تمہیں چاروں طرف سے گھیر لیا تو میں تمہارے پاس تمہیں چند نصائح کرنے کے لئے آیا تھا مگر تم نے میرے پاس ایک ایسے شخص کو بھیج دیا جس نے اپنی گفتگو میں شدت و تحریف سے کام لے کر حد سے تجاوز کر لیا۔ اب تم میرے پاس کس غرض سے آئے ہو؟ ورنہ کیا کام ہے؟

حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے فرمایا: ابن اعم ان کے کہنے میں آپ ہمیں نہ پکڑیے ہمارا دین حق و صداقت پڑتی ہے اور چونکہ تم ہمارے ذوالاقرباء کہنے قبیلے اور قربت کے آدمی ہو اس لئے ہم پر فرض ہے کہ ہم تمہیں نصیحت کریں۔ ہم اس لئے تمہارے پاس آئے ہیں کہ تمہیں اسلام کی دعوت دیں اور دینِ مبین کی طرف جانیں اور تم ہماری ملت اور ہمارے مذہب میں شامل ہو جاؤ۔ مسلمان ہونے کے بعد ہم اہلِ رباہر حال یکساں ہو جائے گا۔ جو وہ رہے لے آسائیں جس وہ تمہارے لئے بھیجی ہوں گی اور جو ہم پر فرائضِ عامہ ہوتے ہیں وہ تم پر بھی ہوں گے اور ہم تمہیں اپنے دین کی طرف محض اس لئے جاتے ہیں کہ ہمارا دین دینِ فطرت اور شریف دین ہے اور ہمارے نبی برحق محمدؐ بزرگ اور نجیب نبی ہیں۔

جبہ نے کہا میں نہیں چاہتا کہ اپنا مذہب بدل لوں میں اپنے دین پر پوری طرح قائم ہوں۔ تم اوس و خزرج کے قبیلوں نے اپنے لئے ایک بات پسند کر لی ہے، مجھے ایک دوسری بات پسند ہے، تم اپنے دین سے راضی ہو میں اپنے مذہب سے خوش تمہارے لئے تمہارا دین و میرے واسطے میرا دین۔

آپ نے فرمایا کہ چونکہ تو ایک سمجھ دار آدمی ہے اس لئے ہم نہیں چاہتے ہیں کہ تجھ جیسا آدمی اسلام اس کی تحیم اور اس کے مرتبہ سے جا مل رہ جائے بلکہ تجھے چاہئے کہ تو اسلام قبول کر کے راہِ راست پر آ جائے۔ جبہ نے پھر انکار کیا اور صریحاً یہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے کہنے کا اس پر مطلق اثر نہ ہوا۔ آخر حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے فرمایا اگر تجھے اپنا دین و مذہب چھوڑنا منظور نہیں ہے تو ہمارے مقابلے سے اپنی فوجیں بنالے۔ اور اس کا منتظر رہ کہ غلبہ و نصرت کدھر ہوتا ہے اور کس کی فوجیں میدانِ کارزار میں بڑھ کر فتوحات حاصل کرتی ہیں۔ اگر میدانِ ہمارے ہاتھ رہا اور تو ہمارے دین میں آنا چاہتا تو پھر تو ہمارا بھیجی ہے اور اگر اپنے مذہب پر ہی قائم رہتا پسند کیا تو ہم تجھ سے وعدہ کرتے ہیں کہ تیرا ملک نیز تیرے آباء و اجداد کے ہم لگ محض اوائے جزیرہ کی شرط سے تیرے ہی حوالے کر دئے جائیں گے۔

اس نے کہا مجھے خوف ہے کہ اگر تم نے مقابلے میں ہتھیار ڈال دیئے اور حرب و ضرب میں میدانِ رومیوں کے ہاتھ رہا تو میں اپنے مقبوضات پر پھر کسی طرح قبض نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ رومیوں کی مرضی اور خواہش یہی ہے کہ میں تمہارے مقابلے میں لڑوں اور اسی واسطے انہوں نے مجھے تمام عربوں پر بڑا بنا کر رکھا ہے اور اگر میں تمہارے دین میں داخل ہو گیا تو میں ایک احمق اور نا چیز آدمی ہو جاؤں گا اور پھر کوئی شخص بھی میری اتباع نہیں کر سکے گا۔

آپ نے فرمایا: اگر ہماری کوئی بھی معروضات تیری سمجھ میں نہیں آتیں تو اگر لڑائی کا پاسد ہماری طرف رہا تو ہماری شمشیر خور

اشکاف سے جو ہڈیوں کو توڑ دیتی ہے پکڑے رہتا۔ ہم اسی وقت تیرا نکالوئی کر کے رکھ دیں گے۔ ہماری خوانش یہی تھی کہ ہم چاہتے تھے کہ ہماری تلواروں کی پاڑیں اور بھالوں کی نوکیں تیرے اور تیری فوج کے سوا کسی دوسری طاقت پر خرچ ہوں مگر تجھے یہ خود ہی منظور نہیں۔

کہتے ہیں کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے اس کے ڈرانے اور دھمکانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تا کہ وہ کسی طرح رویوں سے منحرف ہو جائے مگر جلد بار بار انکار کرتا رہا اور کہتا رہا جس کی قسم اگر میرے تمام قربات دار بھی میرے مقابلے میں آجائیں تو میں رویوں کی طرف سے ضرور لڑوں گا۔

آخر حضرت قیس بن سعیدؓ نے فرمایا جلد! تیرے دل میں شیطان گھر کر گیا ہے جو تجھے دوزخ میں پہنچائے بغیر تیرا بچہ کبھی نہیں چھوڑ سکتا اور تو ہلاک ہو کر رہے گا۔ یاد رکھ کہ تیرے پاس محض اس لئے آئے تھے کہ قربات اور صلہ رحمی کا حق ادا کر کے تجھے دین اسلام کی طرف بلائیں مگر تو اس کا انکار کرتا ہے سو تو خود ہی پیچھتے گھبرا کر بہت جلدی اٹھا، اللہ العزیز ہماری طرف سے ایک ایسی حرب و ضرب کی آگ مشتعل ہوتے دیکھے گا جس کے شرارے خرم ہستی کو خاک و سیاہ کرتے ہوئے دیر تک پھیل جائیں گے اور جس کے صدموں سے ایک کمین بچہ بھی بڑھاپے کو پہنچ جائے گا۔ یہ بہرہ کر آپ اچھل کر کھڑے ہوئے اور اپنے ساتھیوں کی طرف مخاطب ہو کے کہنے لگے۔ اللہ جل جلالہ کا نام لے کر کھڑے ہو جاؤ اور اسی کی مدد اور حسن اطاعت پر بھروسہ کر کے چل پڑو۔ یہ ڈیل ہی ہو کر رہے گا۔ جلد نہ کہا کل لڑائی کے لئے مستعد رہنا اور کہہ کر کھڑا ہو گیا۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کا صحابہ کرامؓ سے مشورہ کرنا

کہتے ہیں کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین گھوڑوں پر سوار ہو کر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ کے پاس آئے اور انہیں تمام واقعات سے مطلع کر دی اور کہا کہ جلد لڑائی کے سوا کسی چیز کا خوانش مند نہیں ہے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا کہ پھر اسے دور کرو۔ رسول اللہؐ کی عیش کی قسم! جلد ہم میں ایسے ایسے بہادر اور سپہ سالار ملاحظہ کرے گا کہ جنہیں سوائے باری تعالیٰ جمل مجیدہ کی خوشنودی کے اور کسی بات کی تمنا نہیں ہوگی۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا معاشر المسلمین! یاد رکھو! نصرانی عرب ساتھ ہزار ہیں اور ہم تیس ہزار مگر وہ حزب الشیطان (شیطان کی لشکر) ہیں اور ہم حزب الرحمن ہمارا ارادہ ہے کہ ہم اس اتنی بڑی فوج کا مقابلہ کریں گے۔ اگر ہم نے اپنی تمام جمعیت کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا تو یہ ہماری کمزوری اور سستی پر محمول ہوگا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اپنی جماعت سے میں چند ایسے نفوس منتخب کروں جو ان تمام عربوں کا مقابلہ کر سکیں۔

حضرت ابوسفیانؓ صحابہ بن حربؓ نے کہا ابو سلیمان! خداوند تعالیٰ آپؐ کو یقین دیں آپؐ کی رائے بہت صاحب ہے آپؐ اسی طرح کیجئے اور جن جن کو آپؐ منتخب کرتا چاہتے ہیں انہیں آپؐ چن لیجئے۔ آپؐ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے لشکر میں سے کل تیس آدمی جن میں سے ہر ایک دشمن کے دو ہزار سواروں کو کافی ہوا ہے ساتھ لوں اور دشمن کی تمام جمعیت پر چڑھوں۔ آپؐ کی یہ تجویز سن کر تمام مسلمان تہجیب کرنے لگے اور یہ سمجھے کہ آپؐ ازراہ مذاق (مزاح) فرما رہے ہیں۔ سب سے پہلے حضرت ابوسفیانؓ صحابہ بن حربؓ نے آپؐ سے کہا یا ابن ولید! آپؐ یہ مذاق میں فرما رہے ہیں یا اصل واقعہ بیان کرتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا رسول اللہؐ کی

عیش اور اس ذات پاک کی قسم! جس کی میں شب و روز عبادت کرتا ہوں۔ میں یہ سچ کچھ کہہ رہا ہوں نہ انا کو میرے کلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ابوسفیان صحر بن حربؓ نے کہا آپؐ کی یہ تجویز جناب باری تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہے اور اپنے پاؤں میں خود کھلاڑی مارنے کے مصداق ہوگی۔ میرے رائے میں آپؐ کی یہ تجویز ذرا کمزور ہے اور اس میں میں آپؐ کی ہمنوائی کسی طرح نہیں کر سکتا۔ اگر آپؐ کم از کم یہ بھی فرمائے کہ ہمارا ایک آدمی دوسو آدمیوں کا مقابلہ کرے گا تو آپؐ کے اس قول سے کہ ہمارا ایک سوار ان دو ہزاروں سواروں کا مقابلہ کرے گا۔ کسی قرین قیاس اور باری بھی ہو سکتا تھا۔ اللہ جل جلالہ و علم والہ اپنے بندوں پر بہت زیادہ مہربان ہیں۔ انہوں نے ہم پر محض اتنا فرض کیا ہے کہ ایک آدمی دو سو آدمیوں کا مقابلہ کرے اور ایک ہزار شخص دو ہزار کا مقابلہ کریں اور آپؐ کہتے ہیں کہ ہمارے کئی تیس آدمی ستر ہزار جمعیت کے مقابلہ کے لئے نکلیں گے۔

آپؐ نے فرمایا ابوسفیان! تم زمانہ جاہلیت میں بڑے بہادر اور شجاع شخص تھے اسلام میں اس قدر بزدل مت ہزاروں میں جن لوگوں کو اس کام کے لئے منتخب کروں انہیں دیکھتے ہو کہ وہ کیسے کیسے مسلمان مرد اور شہسوار عرب اور پرستاران تو حید ہیں جس وقت تم انہیں دیکھ لو گے تو تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو باری تعالیٰ کے راستہ میں وقف کر دیا ہے اور سوائے باری تعالیٰ جل مجدہ کی خوشنودی کے ان کا کوئی اور مشا نہیں ہے انہی کی رضا میں لاتے ہیں اور انہی کے راستہ میں مرد میدان ہو کر سینہ سپر ہو جاتے ہیں۔ باری تعالیٰ جل جلالہ و علم والہ جب ان کے دلوں کا حل جانتے ہیں باری تعالیٰ ارحم الراحمین پر ان کا حق ہے۔ اور انہیں ان کے قلوب کا صدق معلوم ہے۔ تو اگرچہ وہ دیکھتے ہوئے انہوں میں بھی کوئی بڑی باری تعالیٰ جل مجدہ پر ان کا یہ حق ہے کہ وہ ان کی مدد فرمائیں۔

حضرت ابوسفیانؓ نے کہا یا ابا سلیمان! واقعی بات تو یہی ہے جو آپؐ نے فرمائی میں تو بنظر شفقت علی المسبین (یعنی مسلمانوں پر شفقت کی نظر سے) یہ کہتا تھا۔ اگر آپؐ کو یہی منظور ہے تو مآخذ ہزار نصرانی عربوں کے لئے کم از کم ستر آدمی روات کر دیجئے۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا ابوسفیان! ابوسفیان کا مشورہ واقعی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ آپؐ نے کہا ایسا امیر! خدا کی قسم میرا ارادہ اس سے محض دشمنوں کے دلوں میں رعب ڈالنا تھا کہ جس وقت وہ شکست کھا کر ہمارے مقابلہ سے بھاگیں تو ان سے درایت کیا جائے گا کہ تمہارے مقابلہ پر کتنے مسلمان تھے وہ جواب دیں گے کہ تیس آدمی تو اسے سن کر ان کے دلوں میں رعب چھا جائے گا اور باہان سمجھ لے گا کہ ہمارے کل تیس ہزار جمعیت ان کے دس لاکھ لشکر کو کافی ہوگی۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا کہ یہ بالکل سچ ہے مگر تیس آدمی اور اپنی مددوائے انت کے لئے لو آپؐ نے کہا اور جس کا دل چاہے وہ بھی ساتھ ہوئے۔ میں تو مسلمانوں میں سے اپنے ساتھ محض ایسے شخصوں کو منتخب کروں گا جن کے صبر، استقلال اور اقدام کو میں خود جانتا ہوں اور انہیں اپنے اس ارادہ سے پہلے مطلع کروں گا۔ اگر انہیں اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی محبت اور ثواب کی رغبت ہوگی تو وہ اسے منظور کر لیں گے ورنہ خالد کے پاس تو فقط اس کی جان ہے اسے ہی اللہ تبارک و تعالیٰ کے راستہ اور ان کی خوشنودی میں پیش کر دوں گا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جس چیز کی میں محبت رکھتا ہوں اس کی مجھے توفیق عطا فرمائیں۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا جنگ کے لئے اپنے ساتھیوں کا انتخاب

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ جب نازان اسلام میں سے سب سے پہلے حضرت خالد بن ولیدؓ نے (۱) حضرت زبیر بن العوامؓ اور ان کے بعد (۲) حضرت فضل بن عباسؓ کو منتخب فرمایا۔ پھر آپؐ نے فردا فردا اس طرح آواز دینی شروع کی۔ (۳) ہاشم بن سعیدؓ کی۔ بنی تمیم کے شہسوار کہاں ہیں؟ (۴) قحطاع بن عمروؓ کی کہاں ہیں؟ (۵) شرییل بن حنہؓ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ (۶) خالد بن سعید بن عاصؓ کہاں ہیں؟ (۷) عمر بن عبداللہؓ کہاں ہیں؟ (۸) یزید بن ابوسفیانؓ فخری کہاں ہیں؟ (۹) صفوان بن امیہؓ کہاں ہیں؟ (۱۰) صفوان بن فضلؓ معطلؓ مکی کہاں ہیں؟ (۱۱) حبیل بن عمروؓ عامری کہاں ہیں؟ (۱۲) ضرار بن ازورؓ کندری کہاں ہیں؟ (۱۳) ربیعہ بن ۴ مرکہبؓ ہیں؟ (۱۴) رافع بن عبیدہؓ التائی کہاں ہیں۔ (۱۵) عدی بن حاتمؓ کہاں ہیں؟ (۱۶) یزید الخلیلؓ الاخیضؓ اگر کہاں کہاں ہیں؟ (۱۷) حذیفہ بن یمانؓ کہاں ہیں؟ (۱۸) قیس بن یمانؓ کہاں ہیں؟ (۱۹) قیس بن سعیدؓ خزرجی کہاں ہیں؟ (۲۰) کعب بن مالکؓ انصاریؓ کہاں ہیں؟ (۲۱) سویہ بن عمروؓ بن ثنویؓ کہاں ہیں؟ (۲۲) عبادہ بن صامتؓ کہاں ہیں؟ (۲۳) جابر بن عبداللہؓ کہاں ہیں؟ (۲۴) ابوالیوبؓ انصاریؓ کہاں ہیں؟ (۲۵) عبدالرحمنؓ بن ابی بکرؓ صدیقؓ کہاں ہیں؟ (۲۶) عبداللہؓ بن عمرؓ بن خطابؓ کہاں ہیں؟ (۲۷) یزید بن خطابؓ کہاں ہیں؟ (۲۸) رافع بن سکینؓ کہاں ہیں؟ (۲۹) یزید بن عامرؓ کہاں ہیں؟ (۳۰) عبیدہ بن اوسؓ کہاں ہیں؟ (۳۱) مالک بن نضرؓ کہاں ہیں؟ (۳۲) نضر بن حارثؓ بن عبدکعبؓ ہیں؟ (۳۳) عبداللہؓ بن ظفرؓ کہاں ہیں؟ (۳۴) ابولبابہؓ بن منذرؓ کہاں ہیں؟ (۳۵) عوفؓ کہاں ہیں؟ (۳۶) عانسؓ بن قیسؓ کہاں ہیں؟ (۳۷) عبادہ بن عبداللہؓ انصاریؓ کہاں ہیں؟ (۳۸) رافع بن عجرہؓ (عجرہ) جن کی والدہ ماجدہ سوسواروں سے لڑا کرتی تھیں کہاں ہیں؟ (۳۹) عبیدہ بن ابوجبہؓ کہاں ہیں؟ (۴۰) معقبؓ بن قیسؓ کہاں ہیں؟ (۴۱) بلالؓ بن صابرؓ کہاں ہیں؟ (۴۲) ابن ابیہبہؓ کہاں ہیں؟ (۴۳) اسیدؓ المساعدیؓ کہاں ہیں؟ (۴۴) کللؓ بن حارثؓ مازنیؓ کہاں ہیں؟ (۴۵) حمزہؓ بن عمرؓ اسلمیؓ کہاں ہیں؟ (۴۶) عبید اللہؓ بن یزیدؓ کہاں ہیں؟ (۴۷) یزید بن عامرؓ کہاں ہیں؟

واقعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے جن اشخاص کو منتخب کیا تھا میں نے انہیں مختصر کر کے بیان کیا ہے اور چونکہ آپؐ نے آواز دینے میں حضرات انصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو مقدم فرمایا تھا اس لئے میں نے بھی بیان کرنے میں انہیں مقدم رکھا ہے۔ جب آپؐ نے زیادہ تر انصاریؓ کو پکارنا شروع کیا اور اکثر انہی کا آپؐ انتخاب کرنے لگے تو حضرات انصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے شکایت کی اور کہا کہ حضرت خالد بن ولیدؓ آج اس جنگ میں ہمیں ہی آگے رکھنا چاہتے ہیں اور مہاجرینؓ کو بغیرہ بن قسؓ کی اولاد کو پیچھے۔ اس سے شہ ہوتا ہے کہ وہ ہمیں یا تو اس انتخاب سے آزاد ناچاہتے ہیں کہ رو میوں کے مقابلے میں ہم را مبرو استقلال ملاحظہ فرمائیں یا بغیرہ بن قسؓ کی اولاد پر شفقت اور مہربانی کی نظر کرتے اور ہمیں ان سے آگے بھیج کر ہلاکت کے گڑھے میں دھکیلنا چاہتے ہیں۔ جس وقت آپؐ نے ان کے یہ کلمات سنے تو آپؐ گھوڑے کو ایڑی لگا کر ان کی طرف چلے اور ان کی جماعت کے بیچ میں کھڑے ہو کر اس طرح فرمانے لگے یا اولاد عامرؓ! خدا کی قسم! میں تمہیں اس کام کی طرف جسے اپنے واسطے پسند کیا ہے محض اس لئے دعوت دی ہے کہ تمہارے دلوں میں ایمان راسخ ہو چکا ہے اور مجھے تم پر نیز تمہارے ایمان پر پورا پورا اعتماد اور یقین ہے۔ انصار نے کہا یا ابی سلیمان! واقعی آپؐ نے سچ فرمایا۔ اس کے بعد اکثر انصار نے تاکہ دل صاف ہو جائیں

اور کوئی کدورت باقی نہ رہے بڑھ کر آپ سے مصافحہ کیا۔

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ سب کے بعد آپ نے حضرت حطیب بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب کے آخر میں اپنا نام من کر بے حد غصہ ہوئے اور ان کا چہرہ ہتھمٹانے لگا انہیں اپنے بھائی سہیل سے اسلام میں بہت زیادہ عداوت تھی اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر کہا کرتے تھے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں اپنے بھائی سہیل کے قتل کرنے پر قدرت پالوں گا تو اسے فوراً قتل کر دوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حسن ایمان پر تعجب فرمایا کرتے تھے۔ واقعہ یرموک کے روز جب حضرت خالد بن ولیدؓ نے ان کے بھائی حضرت سہیلؓ کو پہلے آواز دی اور انہیں بعد میں توبہ جہاد شرم اور غار آئی اور حضرت خالد بن ولیدؓ کے پاس پہنچ کر ان سے کہنے لگے کہ یا ابن ولید! آپ کو ابن عامر کے خاندان سے ہمیشہ عداوت رہی ہے، آپ جسے مقدم ہوتا چاہتے تھے اسے موخر کرتے ہیں اور جسے موخر ہونا چاہتے تھے اسے مقدم۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے دانت ہمیں چھوڑ کر ہمارے غیروں کو ہم پر مقدم کیا ہے۔ حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کی رائے اور تجویز آپ کے متعلق بالکل صاف تھی۔ آپ اپنی دلیری، جوانمردی اور شجاعت پر ناز کرتے ہیں اور چونکہ آپ کے ہاتھ سے باری تعالیٰ جل مجدہ نے فتوحات کرا دی ہیں اس لئے خود کو شجیع اور دوسروں کو اپنے سے حقیر اور کم سمجھتے ہیں۔ اگر مجھے باری تعالیٰ جل مجدہ کا خوف نہ ہوتا حالانکہ مومنین و عتقین اللہ تبارک و تعالیٰ پر پورا بھروسہ رکھتے ہیں تو میں اپنے گھوڑے کی راس آپ کے گھوڑے کی راس کے ساتھ ملا کر کافروں کے مقابلہ میں آپ کے دوش بدوش لڑتا اور اس وقت مسلمان اچھی طرح دیکھ لیتے مشرکین کا مقابلہ میں جہاد فی سبیل اللہ کے اندر ہم دونوں میں سے استیصال کے ساتھ کون لڑتا ہے؟

آپ کو یہ سن کر بے حد غصہ آیا اور آپ انہیں غصہ کر کے کہنے لگے تم اور تم جیسے لوگوں کو یہ ایسی ایسی باتیں کہنے کی ایک عام بات ہو گئی ہے۔ دراصل تمہاری زبانیں بہت بڑھ گئی ہیں ورنہ اس زبان درازی ہی کا نتیجہ ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ کی بارگاہ معلیٰ میں تم لوگوں نے میرے متعلق ملامت و تلامم الفاظ کہہ کر انہیں مجھ سے بدظن کر دیا ہے۔ مجھے اس کے متعلق تو کوئی معلوم نہیں

۱۔ حضرت حطیبؓ کو اسلام میں اپنے بھائی کے ساتھ عداوت ہونے، بی کے سامنے ان کے قتل کے متعلق کہنے اور ضرور عالم کا ان کے حسن ایمان پر تعجب کرنے کے متعلق کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا معذرت ہے؟ اول تو سلام میں بغض رکھنا کسی دوسرے مسلمان کو قتل کرنا، سوئم نبی کا اس قتل کو پسند کرنا شریعت منصفیٰ میں سب مسموم ہیں بلکہ حضرت خالد بن ولیدؓ کا ان کے بھائی سہیلؓ کو پسندے آواز دینے کا نہ نہیں تھا، اس بات پر غصہ ہونا حضرت خالد بن ولیدؓ کو سخت کہن اور بھی تعجب میں سے ہے۔ چونکہ اصل قصہ مجھے معلوم نہیں ہے اور نہ کسی کتاب میں دیکھا ہے اس سے اصل واقعہ خبر تو اللہ جل وک و تعالیٰ کو ہے یا خدا کو ہے، میرے نزدیک اس میں اس طرح تاویل ہو سکتی ہے کہ حضرت حطیبؓ پیسے اسامہؓ سے آئے ہوں اور حضرت سہیلؓ ابھی تک نہ آئے ہوں۔ ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے انہیں ان کے ساتھ عداوت ہو اور یہ حضورؐ سے کہتے ہوں کہ اگرچہ سہیل میرا بھائی ہے مگر میں اگر موقع ملے تو سب سے پہلے اسے ہی قتل کروں گا۔ چونکہ سہیل بھائی تھے اور بھائی کی بے حد محبت ہوتی ہے مگر چونکہ اسلام کے مقابلہ میں بیعت نہیں تھی اس لئے حضورؐ اس کو کامل ایمان نہ فرماتے ہوں اور ان کے حسن ایمان سے توبہ کرتے ہوں۔ جس وقت حضرت سہیلؓ بھی مسلمان ہو گئے تو یہ عداوت چلی رہی ہوئی کیونکہ اسلام میں عداوت مسموم ہے نیز وہ سب قتل یا عداوت یعنی کفر ہی ختم ہو گیا۔ اب حضرت خالد بن ولیدؓ پر ان سے نہیں پیسے نہ پکا۔ نے پر غصہ ہونا اگرچہ اب تک عداوت کو نہ جڑتا ہے کہ انہیں کیوں پیسے آواز دی گئی تھی میں بھی یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ اب عداوت کی وجہ سے غصہ نہ ہوئے ہوں بلکہ سابق ایمان کی وجہ سے غصہ آیا ہو کہ میں چونکہ حضرت سہیلؓ سے سابق ایمان تھا اس لئے جہاد میں ان سے پہلے مجھے

آواز دینی چاہئے تھی کہ میں ان سے پہلے خدا کے راستہ میں سینہ سپر ہو جاؤں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ۱۲ احترم

کہ آپ لوگوں کو میرے متعلق ایسا کہنے میں کوئی گناہ ہے یا نہیں؟ البتہ اتنا میں ضرور جانتا ہوں کہ باری تعالیٰ جل مجدہ کی طرف سے یہ میری ایک آزمائش ہے کہ آپ جیسے حضرات کی زبان سے ایسے کلمات جاری کر اکر وہ میرے صبر و استقلال کو آزمانا چاہتے ہیں۔ میں ان کی پارگاہ ہے نیازی میں و درخواست کرتا ہوں کہ وہ مجھے نیک راستہ، ہدایت اور سہولتی کی تاکہ میرے دل سے شیطان کا تنگ و عار اور زہانہ جاہلیت کا غصہ اور غلغلہ دور ہو جائے تو فیق عنایت فرمائیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا حاطب! خدا کی قسم اب اس گفتگو کے بعد اگر تم میرے رخصتوں پر اپنے پیڑ بھی رکھنا چاہو تو مجھے کبھی بھی اس عاجزی اور فروتنی کے باعث جو مجھے خدا کے قدموں و توان و برتری درگاہ اور حبیب مصطفیٰ محمد کی احاطت میں حاصل ہے کسی قسم کا عذر یا رنج نہ ہوگا۔

تمام مسلمان آپ کا یہ قول سن کر آپ کو استحسان اور باری تعالیٰ کی شکر گزاری کا ایک مجسمہ سمجھنے لگے اور حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ کا دل یہ درد بھری صداقت سن کے بھرا آیا۔ آپ رونے لگے اور فرمایا ابوسلمین! خدا کی قسم! تم باری تعالیٰ جل مجدہ کی شکر گزاری میں ایک یکن اور مستباح فیض ہو۔ اس کے بعد آپ کھڑے ہوئے اور حضرت حطبؓ کا ہاتھ پکڑ کر حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہاتھ میں دے دیا۔ حضرت حاطبؓ رونے لگے اور دونوں حضرات نے آپس میں مصافحہ کر لیا۔ حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ آپ دونوں حضرات اس امت کے مصداق جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمائی ہے: ”یا جمیع گمے“

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلٍّ

”ترجمہ: ہم نے جو ان کے دلوں میں بغض تھا وہ نکال دیا۔“

والہدیٰ رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب حضرت خالد بن ولیدؓ نے مسلمانوں میں سے سارے سوار منتخب کر لئے جن میں کاہر فرد اگر تنہا ایک لشکر کا مقابلہ کرنے کو تمام لشکر کے دانت کٹنے کر کے رکھ دے، تو آپ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا انصار اللہ! یہ لشکر جو تمہارے مقابلہ کو آیا ہے خداوند تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں میرے ساتھ مل کر اس پر حملہ کرنے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ یہ لوگ تم ہی جیسے عرب ہیں تم ان کو اچھی طرح جانتے اور پہچانتے ہو۔ اُتران کے متعجبے میں تم نے صبر اور استقلال سے کام لیا تو یہ درکھو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ تمہارے صبر کو دیکھ کر تمہاری تائید فرمائیں گے اور تم ان عربوں کو شکست دے دو گے اور جب تم نے انہیں ہزیمت دے کر بھگدیا تو اس تمام لشکر پر تمہارا رعب چھا جائے گا اور وہ پشت دے کر نامرادی کو ساتھ لئے ہوئے یہاں سے بھاگ جائیں گے۔ انہوں نے کہہ دیا ابوسلمین! ہم آپ کے ساتھ ہیں آپ چاہے جس طرح لڑیے واللہ ہم اپنے دشمنوں سے اللہ جل جلالہ کی ذات اور ان کی تائید و قوت پر بھروسہ کر کے ان لوگوں کی طرح جو اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کے لئے مڑتے ہیں نہایت جاہل بازی اور قوت کے ساتھ مقابلہ کریں گے اور طبع آخرت میں اپنی جائیں تک اڑا دیں گے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ نے انہیں یہ سن کر جزائے خیر کی دعائیں دیں اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں اپنے ساز و سامان درست کر لو اسلحہ ساتھ لے لو۔ بہتر یہ ہے کہ تمہارے پاس دودھ و گوشت ہوں اور یہ لڑائی شمشیر و راغلاف ہی کے ساتھ رہے۔ نیز وہ اپنے ساتھ کوئی شخص نہ لے جائے۔ کیونکہ نیزہ میڑھا ہوتا ہے اور کبھی کبھی اپنے نشہ سے نہ چوک جاتا ہے۔ اسی طرح تیر کہن کی بھی ضرورت نہیں۔ تیر نشہ پر لگتا بھی ہے اور خطا بھی کر جاتا ہے۔ ہر شخص اپنے تیز رو اور اس گھوڑے پر سوار ہو جس کے اوپر انہیں پورا پورا اعتماد ہے اور آپس میں یہ وعدہ کر لو کہ ہم حضور آقائے دو جہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کوثر کے پاس ملیں گے اور ہمارا ملتہی (وعدہ گاہ) وہی ہوگا۔

کہتے ہیں کہ یہ سن کر یہ تمام حضرات اپنی اپنی فروگاہوں میں اپنا ساز و سامان درست کرنے اور اپنے اہل و عیال سے رخصت ہونے تشریف لے گئے۔ حضرت ضراب بن ازور بھی اپنے خیمے میں اپنا ساز و سامان درست کرنے اور اپنی بہن و سلام کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ نے اپنی بہن خولہ بنت ازور کو پیسے سلام کیا اور اپنی زہر پہننے لگا۔ جس وقت آپ حرب کا سامان زیب بدن فرما چکے تو آپ سے آپ کی بہن خولہ بنت ازور کہنے لگیں کہ بھئی جان! آج آپ مجھ اس طرح رخصت فرما رہے ہیں جس طرح سے کوئی یثقی طور سے ہمیشہ کے لئے کسی کو رخصت کیا کرتا ہے۔ آپ نے جو کچھ ارادہ فرمایا ہے آخر کم از کم مجھے بھی اس کی اطلاع دے دیجئے۔ آپ نے انہیں اپنے ارادہ سے مطلع کیا اور فرمایا کہ میرا ارادہ حضرت خالد بن ولید کی معیت میں ہور دشمنوں سے لڑنے کا ہے۔

آپ یہ سن کر رونیں اور کہا کہ بھئی جان! آپ اللہ تبارک و تعالیٰ پر پورا یقین رکھنے والے ہیں اس کے دشمنوں سے ضرور لڑو۔ دشمن نہ کبھی آپ کی موت کو اگر وہ دور ہے نزدیک کر سکتا ہے اور نہ قریب کو بعید بنا سکتا ہے۔ اگر (خدا نخواستہ) تم پر کوئی حادثہ آسینا دشمنوں نے کسی طرح کا آپ کا بال بیکا کر دیا تو بھائی جان خدا کی قسم! خود کو بڑا بڑا نگاہ صدمہ گزرے گا اور جب تک وہ دشمن سے آپ کا بدلہ لے کر آپ کے پاس نہیں پہنچ جائے گی اس وقت تک اسے زمین پر کبھی آرام میسر نہیں آئے گا۔ آپ یہ سن کر روئے اور اپنا سامان حرب درست کرنے لگ گئے۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ ساتھوں صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اپنے اپنے اہل و عیال سے رخصت ہوئے اور تمام رات درگاہ رب اعزت میں فتح و نصرت کی دعائیں مانگتے رہے اور تفرغ و زاری کرتے رہے حتیٰ کہ ان کی دعاؤں سے عروس مستجاب کی شکل میں سفید صبح کے ساتھ ساتھ رات و اجابت پر دستک دی اور اللہ اکبر کی بلند پالہ آواز نے بڑھ کر اس کا استقبال کیا۔ حضرت ابوجبیدہ بن جراحؓ نے نماز صبح پڑھائی سپہ سالار اکرم اور قائد اعظم جناب حضرت خالد بن ولیدؓ نے بعد از نماز سب سے پہلے لشکر سے نکل کر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو یہ رجز یہ اشعار پڑھ کر نیک کی ترغیب دی۔

(ترجمہ اشعار) اے میرے تمام بھائیو! جلدی چلو۔ دشمن کی طرف تاکہ خیر خیر حاصل کر لیں ہم اس سے نیکی اور نجات کی امید رکھتے ہیں۔ کیونکہ ہم اس کے بدلے میں اپنی جانوں کو فربخ کریں گے اور اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری اصلاح فرمائیں گے۔ صبح و شام ہماری مدد کرتے ہیں۔“

آپ نے اسلحہ زیب بدن کئے اپنے اہل و عیال کو رخصت کیا اور یہ آخر کا شعر پڑھتے ہوئے مسلمانوں کے لشکر کے آگے آکھڑے ہوئے۔ ساتھوں صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی ایک ایک کر کے آپ کے پاس جمع ہو گئے سب سے آخر میں حضرت زبیر بن عوامؓ تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ آپ کی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی فتح و نصرت کی دعائیں مانگتی چلی آ رہی تھیں۔ جس وقت آپ اپنے بھائی جناب عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچیں تو آپ ان سے کہنے لگیں بھئی جان! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زادہ سے میحدہ نہ ہونا حمد کے وقت جو یہ کریں تم بھی کرنا اور جس طرح یہ لڑیں تم بھی اسی طرح لڑنا اللہ تبارک و تعالیٰ کے راستہ میں کسی عداوت کرنے والے کی مدد مت ہرگز نہ سنا۔ یہ کہہ کر آپ رخصت ہو گئیں۔ تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنے اپنے اہل و عیال کو الوداع کہا اور دشمن کی فوجوں کی طرف گھوڑوں کی راسیں اٹھا دیں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ ان شیروں کے وسط میں شیر نر کی طرح چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ نصرانی عربوں کے مقابلہ

میں جا کھڑے ہوئے۔

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ نصرانی عرب اور بنو غسان ان سختی کے چند مسلمانوں کو اپنے مقابلہ میں کھڑے دیکھ کر یہ سمجھے کہ یہ عربوں کے قاصد ہیں جنہیں غالباً انہوں نے صلح کے لئے روانہ کیا ہے۔ جملہ نے نصرانی عربوں اور بنو غسان کو لہذا کر آواز دی اور مسلمانوں کے مقابلے کے لئے بھڑک اٹھے کہ یہ کونسا آل غسان! صلیب کی مدد کے لئے دوڑا دو اور جن شخصوں نے ان کے ساتھ کھنجر کیا ہے انہیں موت کے گھاٹ اتار دو۔ بنو غسان نے یہ سنتے ہی اپنا ساز و سامان درست کیا اسلحہ لگائے، صلیب باندھی اور فوجی قاعدہ سے موافق صفت بندی کر کے کھڑے ہو گئے۔ سورج بھی یہ دیکھ کر بلند ہوتا شروع ہوا اس کی تیز تیز کرنیں نیزوں پر پڑیں اور ان سب کی شعاں زہر، خود اور تلواروں پر چمک کر آگ کے شعلوں کی طرح دھلکے ٹپکے اور اس طرح یہ فوج گویا ایک آتش فشاں لشکر بن گیا۔ مسلمانوں کے مقابلے میں یہ لشکر اس انتظار میں کھڑا ہوا تھا کہ سختی کے یہ چند مسلمان کیا کرتے ہیں۔

حضرت خالد بن ولید اپنے دست کے وسط میں سے آگے بڑھے اور بلند آواز سے فرمائے گئے۔ صلیب کے بندو باندھان کے دشمنو! اور اے قربان کے کھانے والو! احرب و سحان (لڑائی، نیزہ بازی) کے لئے نکلو اور حاملان قرآن کے جو ہر دیکھ لو۔ جملہ آپ کا یہ کلام سننے ہی فوراً سمجھ گیا کہ یہ قاصد نہیں بلکہ حرب و ضارب (لڑنے والے) ہیں بھائی! ہاتھ میں لے کر یہ جزیہ اشعار پڑھتا ہوا قلب لشکر سے نکلا۔

(ترجمہ اشعار) ہم صلیب اور جو چیز صلیب کے ساتھ تھی اس کے بندے ہیں ہمارے افعال پر جو شخص عیب لگا تا ہے ہم اس پر حمد کریں گے۔ ہم صبح اور ان کی والدہ ماجدہ (علیہا السلام) کے سبب بزرگی کو پہنچ گئے اور لڑائی کو تو ہم اپنی میراث سمجھتے ہیں ہم مقابلے کو نکلے ہیں اور صلیب ہمارے آگے ہے تاکہ ہم اپنی تلواروں سے تمہاری جماعت کو ہلاک کر دیں۔“

اس کے بعد اس نے کہا ہمیں کون چیخ چیخ کر بارہا تھا اور کون لڑائی کے لئے طلب کر رہا تھا۔ حضرت خالد بن ولید نے فرمایا میدان میں آ میں بلار ہا تھا جملہ نے کہا ہم لڑائی کا تمام سامان درست کر چکے اور تم ابھی وہی صلح کا خواب دیکھ رہے ہو۔ صبح کی قسم! ہم قیامت تک صلح نہیں کر سکتے۔ تم اپنی قوم کے پاس واپس لوٹ جاؤ اور کہہ دو کہ ہمیں سوائے جنگ کے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ آپ نے اس کا یہ قول سن کر اس سے ایک تجب کے لہجہ میں فرمایا جملہ کیا تو ہمیں قاصد تصور کرتا ہے؟ اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا ایسا خیال تو تو قیامت تک بھی نہ کرنا۔ خدا کی قسم! تم تو جنگ کے لئے آئے ہیں۔ اگر تم یہ کہو کہ تم ایک چھوٹی سی جماعت ہو، تو ہندو جل جلالہ ہمیں تم پر فتح بخشیں گے۔ جملہ نے کہا اے نوجوان شخص! تو نے غرور میں آ کر اپنی اور اپنی قوم کے ساتھ نہایت غلطی کی کہ چند آدمیوں کو لے کر ہمارے مقابلے کے لئے نکل آیا۔ آپ نے فرمایا یہ خیال مت کر کہ ہم بہت کم ہیں۔ خدا کی قسم ہمارا ایک آدمی تیرے ایک ہزار لشکر کے مقابلے کے لئے نکلے ہے اور ہمارا باقی ماندہ تمام لشکر اس پیاسے سے اس جنگ کے لئے زیادہ بے چین ہے جو صحنہ سے پانی کے لئے سخت مضطرب ہو۔ اس نے کہا مخزومی بھائی! میں تمہیں بڑا فکند سمجھتا تھا اور تمہارے مقابلے کے لئے بڑے بڑے دیروں کو بھیجے کا ارادہ کر رہا تھا مگر میں تم سے یہ ایک عجیب بات سن رہا ہوں کہ تم ہمارے مقابلے کے لئے حالانکہ ہم سادات بنی غسان، غم اور جد امجد ہیں کل ساتھ آ دی لے کر نکلے ہو۔ اب اگر میں ان ساتھ ہزار سواروں کے ساتھ تم پر حملہ کروں تو یہ ذرا سی دیر میں تمہاری ٹکا پونی کر کے رکھ دیں اور تمہارے میں سے کوئی شخص بھی نہ بچ سکے۔ لو میں اب حملہ کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے آل

خسان کو حملہ کا حکم دے دیا۔ یہ ساٹھ ہزار سوار اپنے سپہ سالار کا حکم پاتے ہی آپ اور آپ کے ہمراہیوں پر ایک دم نوٹ پڑے اور چاروں طرف سے حملہ کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ نے بھی ثابت قدمی سے اپنا کام کرنا شروع کر دیا اور دونوں طرف سے لڑائی کے شعلے نکل پڑے۔ آدمیوں کے شور و غوغا اور بہادریوں کی دلدوز آوازوں کے سوا کوئی چیز سنائی نہیں دیتی تھی۔ تلواریں اپنی پوری قوتوں کے ساتھ خودوں پر پڑتی تھیں اور چھٹا چھن کی آوازوں کے ساتھ چبچے لوٹ جاتی تھیں مسلمانوں اور کافروں نے یہ یقین کر لیا تھا کہ حضرت خالد بن ولید اور ان کے تمام ساتھی اب کھیت رہے۔ مسلمان عسکریوں کے نعرے بلند کر رہے تھے ان کا اپنے مسلمان بھائیوں کی وجہ سے قلق و اضطراب بڑھتا چلا جا رہا تھا اور بعض آدمی بعض سے سرگوشیاں کر رہے تھے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اپنے نفس کے کہنے میں آ کے مسلمانوں کو ہلاک کر دیا۔ ادھر رومیوں کی زبان پر جاری تھا کہ اگر جہل نے ان شہسواروں کو ہزیمت دے دی اور قتل کر دی تو تمام عربوں کو ہم یقیناً مار کر بھگا دیں گے اور یہی فتح یقینی ہے۔ لڑائی اسی طرح طول کھینچتی رہی اور اس کے شرارے اڑا کر دوڑ تک خرمن ہستی کو خیر یاد کیتے رہے حتیٰ کہ آفتاب اس کا نظارہ کرتا مگر اس تک پہنچ گیا اور خاص ان بہادریوں کے سر پر گھڑا ہوا کے تماشادیکھنے لگا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا ساٹھ آدمیوں سے ساٹھ ہزار فوج کا مقابلہ کرنا

حضرت عبداللہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں اللہ جل جلالہ و علم نوالہ حضرت خالد بن ولیدؓ حضرت زبیر بن عوامؓ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیقؓ حضرت فضل بن عباسؓ حضرت ضرار بن ازورؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بن خطاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو جزائے خیر عایت کریں کہ میں نے ان چھ اشخاص کو دیکھا کہ ان کے بازو بٹے ہوئے تھے مونڈھے سے مونڈھ بگ رہا تھا۔ ایک دوسرے سے الگ ہونا نہیں چاہتا تھا اور اپنے ہمراہی کی حفاظت کے لئے تمام کے تمام سینہ پر ہو کر لڑ رہے تھے۔ بعض آدمی دائیں طرف بغیر معین و مددگار کے بھی رہ گئے تھے اور اسی طرح بائیں جانب بھی بعض کی مکمل مفقود ہوئی تھی لڑائی کے شعلے بھڑک رہے تھے، چنگاریاں اڑا کر آگ لگا رہی تھیں، خون چاروں طرف بہہ رہا تھا سوزین سے کٹ کٹ کر گر رہے تھے۔ نیزے شیروں کے سینے تو توڑ کر دل کے پار ہو رہے تھے، موت لقمے بنا بنا کر کھا رہی تھی، تیروں کی بو چھاڑ ہو رہی تھی، تلوار چمک چمک کر بجلی کی طرح کوئدر رہی تھی بازو دست ہو گئے تھے، ہاتھ من ہو رہے تھے۔ سواروں کے مونڈھوں کی بڑیاں اور ان کا مغز شل ہو گیا تھا مگر ستر اور تھکات کے بجائے کوشش پر کوشش ہو رہی تھی میدان کارزار میں بل من مزید کا نعرہ بلند ہو رہا تھا۔ یہ چھ ہزار نماز ان اسلام نہایت پھرتی اور چالاک سے قتل کر رہے تھے، میں بھی بڑھ بڑھ کر ان کے ساتھ جلتے کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا جو مصیبت ان پر نازل ہوگی وہ مجھ تک بھی پہنچے گی حتیٰ کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے زور سے آواز دی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابیو! یہی میدان کارزار میدان ان حشر ہے خالد کی جتن تھی وہ پوری ہو گئی۔ میدان کارزار جو رہی طرف آتش کہہ نہ رہے۔ لوگ جہنم کر کر ہماری جانب آنے لگے اور ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت مرقل بن ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پایہ بد ہو گئے اور حملے پر حملے کرنے لگے۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں پیادہ اور لوگوں کا ان پر هجوم دیکھ کر ان کی حفاظت کے لئے سینہ سپر ہوئے اور ان کے حملہ آوروں کے حصے روک روک کر یہ آوازیں لگنا شروع کیں۔ کتو دوڑ ہو جاؤ اور ان اصحاب کے سامنے سے ہٹ جاؤ ہم میں شہسواران اسلام، یہ زبیر بن عوام اور میں ہوں رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا بیٹا فضل بن عباس۔

حضرت عبداللہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم! حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہ حملے جو آپ حضرت خالد بن ولیدؓ کے حملاً دروں پر آپ کے بچانے کے لئے کر رہے تھے میں گن رہا تھا آپ نے بیس حصے کئے اور ہر حملہ میں ایک ایک سوار کو گراتے رہے حتیٰ کہ آپ کے حملہ آور بھاگ پڑے اور حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت مرقل بن ہاشمؓ رومیوں کے ایک ایک گھوڑے کو پکڑ کر سوار ہو گئے اور پھر ایک اس زور سے حملہ کیا کہ گویا وہ ابھی تک نہیں لڑے تھے اور اب تازہ دم ہی حمہ کر رہے ہیں۔ تمام دن لڑائی نے یہی رنگ اختیار کیا اور آخر کشتوں کے پستے اور خون کی سرخ سرخ ندیاں دیکھ دیکھ کے سورج بھی زد پڑنے لگا اور قریب تھا کہ یہ مغرب کے انغوائی دریا میں کود پڑے کہ حملہ آور شیروں نے پھر ایک جان توڑ حملہ کیا اور وہاں مزاح نصرانیوں پر پل پڑے۔ ادھر مسلمانوں کو اپنے بھائیوں کی وجہ سے قلق و اضطراب نے گھیرنا شروع کیا۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے مسلمانوں کو زور زور سے آوازیں دیں اور فرمایا: اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! خداوند تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عنایت کریں اپنے مسلمان بھائیوں کی خبر و میری رائے میں حضرت خالد بن ولیدؓ اور ان کے تمام ساتھی شہید ہو چکے ہیں بڑھو بڑھو اور نصرانیوں پر حملہ کر دو۔ تم مسلمانوں نے اس پر لیک کہا اور حمہ کے لئے تیار ہو گئے۔ مگر حضرت ابوسفیانؓ صحابہ بن حربؓ نے کہا ایہا الامیر! اللہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح ہوگی اور غریب آپ انہیں بخیر و عافیت واپس آتا دیکھیں گے ابھی آپ حمہ نہ کریں۔ آپ نے اس پر مطلق توجہ نہ فرمائی اور حمہ کے لئے تیار ہو گئے۔ آپ کو اس وقت سخت صدمہ اور قلق ہو رہا تھا اور اپنے ان مسلمان بھائیوں کی وجہ سے جو جنگ میں شریک تھے آپ رو رہے تھے۔ قریب تھا کہ جناب حمہ کے متعلق احکام نافذ کریں کہ دفعتاً تکبیر، تہلیل کی آوازیں گونجنے لگیں۔ انداکبر کے نعروں سے فضا نے آسمانی گونج اٹھا شہدائے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمداً عبیدہ ورسولہ کی صدائیں آنے لگیں اور انہی کے ساتھ ساتھ نصرانی عرب شکست کھا کر بھاگتے ہوئے اس طرح نظر آنے لگے کہ گویا آسمان سے کسی پینچنے والے نے انہیں چیخ چیخ کر بھگا دیا ہے۔ ان کا شیرازہ منتشر ہوا اور حضرت خالد بن ولیدؓ اور ان کے ساتھی شدت حرب و ضرب سے تھکے ماندے اور پیاسے وسط معرکہ سے باہر نکلے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کی حاش اور شاکر کی ٹوکل میں آدمی دکھائی دینے سخت رنج ہوا اپنے منہ پر طمانچہ کرنے لگے، طمانچہ مارتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے ابن ولید! ہائے تو نے مسلمانوں کو ہلاک کر دیا۔ کل باری تعالیٰ اور رحمن و رحیم اور حضرت عمرؓ بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیا جواب دے گا۔ آپ ششدر و حیران یہ الفاظ فرما رہے تھے کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نیز دوسرے بہادران اسلام آپ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے انہیں اس طرح منہ پر طمانچہ مارتے ہوئے اور کافروں کے وسط میں سے آتا دیکھ کر ان سے فرمایا اباسیمان! مسلمانوں کی فتح اور کفار کی ہزیمت پر خداوند تعالیٰ کا شکر ہے۔ آپ نے کہا ایہا الامیر! یہ سچ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فتح بخشی مگر افسوس کہ خوشی رنج سے بدل گئی۔

انہوں نے فرمایا یہ کس طرح؟ آپ نے کہا سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چالیس صحابہ جن میں حضرت زبیر بن عوامؓ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چھوٹے بھائی کے صاحب زادہ اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل ہیں گم ہو گئے۔ یہ کہہ کر آپ نے ایک ایک کا نام گونا گونا شروع کر دیا اور چالیس حضرات کے نام گونا گویئے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا ان

لندوانا الیہ راجعون والاحول والاقوة اللہ باندہ اعلیٰ المعظم۔ اس کے بعد فرمایا تمہارا عجب وغرور مسلمانوں کو ضرور ہلاک کرے رہے گا۔ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ تمہارا یہ تکبر کچھ نہ کچھ کر کے رہے گا۔

سلاحہ بن اخوس سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ایہا امیر! میدان کارزار میں تشریف سے چلے اور وہاں مقتولین ہیں۔ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعشوں کی محاش فرمائیے۔ اگر ان کی نعشیں وہاں مل گئیں تو وہ حضرات شہید ہو گئے ورنہ پھر دو ہی صورتیں ہیں کہ مشرکین نے یا تو انہیں گرفتار کر لیا ورنہ وہ حضرات ان کے تعاقب میں بڑھے چلے گئے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے یہ سن کر شعلیں لانے کا حکم دیا۔ اندھیرا چونکہ زیادہ ہو رہا تھا، مقتولین کی لاشیں ایک ایک کر کے دیکھی جانے لگیں۔ نصرانی عربوں کے پانچ ہزار مقتول دکھائی دیئے جن میں ان کی فوج کے سردار رفاعة بن معنم غسانی اور شداد بن اوس بھی شامل تھے مسلمان شہداء کی دس لاشیں ملی جن میں دو انصار، حضرت عمارؓ اور حضرت سلمہ خزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اور باقی دوسرے حضرات کی تھیں۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا احتمال تو یہی ہے کہ بقیہ حضرات تعاقب میں ہی بڑھے چلے گئے ہیں۔ اس کے بعد آپؐ نے یہ دعا مانگی۔

اللھم امن علینا بالفوج القریب ولا تفجعنا باین عمة نبیک الزبیر بن العوام ولا باین عمة الفضل بن العباس۔

ترجمہ: "اے اللہ! آپ ہم پر کشود کا فرما کر احسان کیجئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی کے بیٹے زبیر بن عوام اور آپ کے چچیرے بھائی فضل بن عباس کی وجہ سے رنج نہ دیجئے۔"

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا معاشرہ المسلمین! آپ لوگوں میں سے کون کون ان نصرانی عربوں کے تعاقب میں جا کر صحنہ کی خبر مانگے جس کا اجرا اللہ عز و جل عطا فرما کیجئے حضرت خالد بن ولیدؓ نے سب سے پہلے جواب دیا کہ حضرت اس کام کے لئے میں حاضر ہوں میں جاؤں گا۔ آپؐ نے فرمایا خالد! تم بہت تھک رہے ہو تم مت جاؤ۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم! میرے سوا اور کوئی نہیں پاسکتا۔ میں ضرور جاؤں گا۔ یہ کہہ کر انہوں نے حضرت حازم بن جبیر بن عدی کے جو بی بخار کے قبیلے کے شخص تھے گھوڑے سے جس کا نام ہرطل تھا اور جو سواری میں تیزی کے اندر ہوا سے باتیں کیا کرتا تھا اپنا گھوڑا بدل لیا اور اس پر سوار ہو گئے۔ گھوڑے کے مالک حضرت حازم بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو فطب کر کے کہا ابا سلیمان! آپ کو مبارک ہو آج آپ کی ران کے نیچے وہ گھوڑا ہے جس پر میں جنگ احد، جنگ خیبر، ذات السلاسل، تبوک اور یمامہ میں سواری کر چکا ہوں یہ وہی گھوڑا ہے جس پر غزوہ دین کے روز حضرت علیؓ کریم اللہ وجہہ اور وہ لے کے دن جناب حضرت ابوبکر صدیقؓ سوار ہوئے تھے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا تھا کہ میں ان دونوں بیٹوں کے ہمراہ ہو کر ان سے ضرور لڑوں گا۔

آپؐ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور اس کی باتیں قوم کے تعاقب میں کر کے چھوڑ دیں۔ آپ کے ساتھ مسلمانوں کی ایک جماعت بھی ہوئی۔ آپ برابر گھوڑے کو سر پٹ ڈالے چھ جہرے تھے حتیٰ کہ جس وقت آپ دور نکل گئے تو آپ کو تکبیر و تلیل کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ آپ اور آپ کے ساتھیوں نے بھی تکبیروں کے نعرے بلند کئے کچھ توقف کے بعد گم کردہ جاناہان

اسلام آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ آگے آگے جناب حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مرقال بن ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لارہے تھے اور پیچھے پیچھے تمام حضرات رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ انہیں دیکھ کر بے انتہا خوش ہوئے ان کی تعظیم و تکریم کی اور سلام کے بعد حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگے یا ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا بات تھی اور آپ کہاں چلے گئے تھے؟ انہوں نے کہا یا یا سلیمان! اللہ تبارک و تعالیٰ نے جب مشرکین کو ہزیمت دے دی اور وہ بھاگ پڑے تو ہم نے اپنے چند آدمیوں کو غائب دیکھ کر یہ سمجھ لیا کہ وہ قید ہو گئے۔ یہ سوچ کر ہم نے ان کا قاقب کیا کہ اپنے اسیروں کو چھڑالیں مگر ہم نے انہیں ان کے ہاتھ میں جب قید نہ دیکھا تو لوٹ پڑے۔ اب یقیناً وہ شہید ہو گئے ہیں۔ آپ نے کہا وہ ضرور قید ہیں شہید نہیں ہوئے۔

حضرت زبیر بن عوامؓ نے کہا آپ کو یہ کس طرح معلوم ہوا؟ آپ نے کہا کہ سوائے دس آدمیوں کی نقش کے معرکہ کارزار میں گیارہ یوں کی نقش موجود نہیں۔ پچیس آپ حضرات ہیں اور میں ہم، اس طرح کل پچپن ہوئے باقی پانچ آدمی مفقود ہیں جو یقیناً قید ہیں۔ قید ہونے والے حسب ذیل حضرات تھے:-

رافع بن عمیر، عطایا، ربیعہ بن عامر، ہضر بن ازہر، عاصم بن عمرو اور یزید بن ابوسفیان رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین۔ مسلمانوں کو یہ سن کر سخت رنج ہوا اور وہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت اقدس میں لوٹ آئے۔ آپ نے حضرت زبیر بن عوامؓ، حضرت فضل بن عباسؓ، حضرت مرقال بن ہاشمؓ کو بخیرہ و عافیت لوٹنے دیکھ کر زمین ہی کے اوپر سجدہ و شکر ادا کیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا۔ معاشرہ المسلمین! واللہ میں نے خداوند تعالیٰ جل مجدہ کے راستہ میں شہادت کے لئے اپنی جان کو بہت دفعہ پیش کیا۔ مگر افسوس کہ میں جام شہادت کا مزہ نہ چکھ سکا۔ جن مسلمانوں کی موت قریب آگئی تھی وہ چل بسے اور جو قید ہو گئے ہیں ان کی رہائی انشاء اللہ میرے ہی ہاتھ سے ہوگی۔

کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے یہ رات خوشی اور انبساط کی ساتھ گزار لی اور چونکہ حامیان رومیوں کو شکست فاش ہوئی تھی اس لئے وہ تمام رات پریشانی اور اضطراب میں رہے۔ بابان نے جبہ بن ابہم غسانی کو بلا کر جنگ کی تمام کیفیت دریافت کی اور اسی کے ساتھ شکست کی وجوہات بھی دریافت کرنے لگے۔ اس نے کہا یا دشاہ! ہم برابر مسلمانوں پر غالب آتے چلے جاتے تھے حتیٰ کہ رات کی خلعت نے تم زمیں و آسمان کو گھیر لیا مگر رات کے ہوتے ہی ایک شور و غوغا بلند ہوا جس نے ہماری تمام تر جمعیت کو پرانگندہ کر کے رکھ دیا۔ اور ہم برابر کٹ کر گر رہے گئے۔ میری رائے میں مسلمانوں کو مدد و نلیب دینے والا اور ان کی جنگ میں تائید و نصرت کرنے والا کوئی دوسرا ہی ہاتھ ہے جسے زمین و آسمان کے معبود ہی کا ہاتھ کہہ سکتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا اور ان کی پشت پر خدائی بے پناہ لگوار کام نہ کرتی تو ہماری ساتھ ہزار جمعیت کے مقابلہ میں ان کے کل ساٹھ آدمی نہ نکل آتے۔ بابان نے کہا اگر میں تم لوگوں کو اپنی کر کے بھیجتا ہوں تو تمہاری استدعا قبول نہیں ہوتی اور اگر مقابلہ کے لئے روانہ کرتا ہوں تو تم شکست کھا کر بھاگ آتے ہو۔ صلیب کی قسم! کل میں ان پر خود حملہ کروں گا اور انہیں مٹی میں ملا کر چھوڑوں گا۔ تمام رات یہ اسی منصوبہ میں رہا اور حضرت خالد بن ولیدؓ اور تمام مسلمانوں کو رُک دینے کی فکر میں کرتا رہا۔

واقفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے رومیوں کا ارادہ معلوم کر کے کہ وہ کل کے لئے پھر جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں جنگ کا پختہ ارادہ کر لیا اور حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کی خدمت اقدس میں حسب ذیل خط لکھا

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کا حضرت عمر فاروقؓ کے نام مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از طرف ابو عبیدہ عامر بن جراح عامل شام بعالی خدمت امیر المومنین

حضرت عمر بن خطابؓ۔ السلام۔ حکم۔ ا۔ بعد۔

میں اللہ جل جلالہ و علم و مالہ کی جن کے سوا کوئی معبود نہیں حمد و تعریف کرتا ہوں اور ان کے نبی برحق حضرت محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں۔ یا امیر المومنین! جناب کو واضح ہو کہ رومی کہتے ہرقل نے ہر حال صلیب کو ہمارے مقابلے کے لئے روانہ کیا ہے اور اس کے حکم کے بموجب مذی دل کی طرح وہ ہم پر چڑھ آئے ہیں۔ اس وقت ہم یرموک میں جو ارض رماۃ اور خولان کے قریب واقع ہے مقیم ہیں۔ دشمن کی تعداد ساوہ پچھتر تریوں (فوجی خدمت گاروں) وغیرہ کے آٹھ لاکھ ہے ان کے ہراول میں غسان، لخم اور جذام کے نصرانی عرب ہیں جن کی تعداد ساٹھ ہزار ہے۔ سب سے پہلے جہلہ بن اسلم غسانی ہی اپنی ساٹھ ہزار جمعیت کو لے کر ہمارے مقابلہ کے لئے نکلتا تھا، ہماری طرف سے کل ساٹھ آدمی مقابلہ کے لئے گئے تھے اور باری تعالیٰ کی عزائے نے مشرکین کو ہزیمت دے دی، نصر و مدد اللہ عز و حکیم ہی کی طرف سے ہے۔ ہمارے حسب ذیل آدمی شہید ہوئے:

راعلہ، جعفر بن مسیب، نوفل بن وردہ، قیس بن عامر، سلمہ بن سلامہ خزرجی وغیرہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور پانچ آدمی قید ہوئے جن کی تفصیل یہ ہے

رافع بن عسیرہ قاطنی، ربیعہ بن عامر، ضرار بن ازور، عصم بن عمرو اور یزید بن ابیوفیان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

اب پھر جنگی تیاریاں ہو رہی ہیں، ہم بھی تیار ہیں۔ آپ مسلمانوں کی طرف سے غافل نہ ہو جائیے بلکہ ان کی مدد فرمائیے۔ ہم اللہ تبارک و تعالیٰ سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ اسلام کی، ہماری اور ہمارے اہل و عیال کی مدد فرمائیں۔ تمام مسلمانوں کی خدمت میں سلام عرض کر دیجئے۔

والسلام علیک!

یہ خط ایک اخاف میں منوف کر کے حضرت عبداللہ بن قرظ از دئی کے سپرد کیا اور انہیں مدینہ منورہ کی طرف لے جانے کی ہدایت فرمائی۔

حضرت عبداللہ بن قرظ از دئی کہتے ہیں کہ میں بارہویں ذوالحجہ جمعہ کے روز عصر کے بعد شام کے اچار بجے یرموک سے اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ صید کی طرف چلا اور آٹھ جمعہ کے روز صبح گیارہ بجے مدینہ طیبہ میں پہنچا۔ مسجد نبویؐ اس وقت آدمیوں سے کچھ کچھ بھری ہوئی تھی۔ میں نے باب جبریل علیہ السلام پر اپنی اونٹنی کو بٹھل دیا اور خود رونہ اقدس پر حاضر ہو کر آقائے دو جہاں حضور

۱۔ یہ فی الساعۃ احدثہ یعنی سویر گھنٹہ کا ترجمہ ہے۔ عرب میں یہ دسواں گھنٹہ سے شمار کیا جاتا ہے۔ یعنی تھانہ کے بارہ ساعت ہوتی تو دسویں ساعت شمار سے چار بجے ہوتی۔ اسی طرح صبح کے گیارہ بجے فی الساعۃ الخمس کا ترجمہ ہے یعنی پانچواں گھنٹہ کیونکہ چھ گھنٹوں میں جبکہ عین دوپہر ہو جس کا نصف ہوگا اور اس سے ایک گھنٹہ قبل گیارہ بجے نہیں گئے۔ ۱۲۴ھ

اکرم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما اولیٰ پر سلام بجا دیا اور وہیں دو رکعت نماز ادا کر کے اس خط کو لے کر جناب حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں چلا۔ لوگوں نے خط اور مجھے دیکھ کر شور و غوغا شروع کیا۔ میں سیدھا حضرت عمر فاروقؓ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ہاتھ چومے اور سلام کر کے وہ خط پیش کر دیا۔ آپ نے جس وقت خط کھول کر اسے پڑھا تو چہرہ مبارک زرد پڑ گیا۔ بدن تھر تھرا کاٹنے لگا اور فرمایا۔ انا لله وانا الیہ راجعون۔ حضرت عثمان، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عباسؓ، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت طلحہ اور دیگر حضرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا۔ یا امیر المومنین! ہمیں بھی ہمارے مسلمان بھائیوں کے حالات سے مطلع فرما دیجئے۔ آپ کھڑے ہوئے اور منبر پر تشریف فرما ہو کر تمام مسلمانوں کو آپ نے دو خط سنا دیا مسلمان یہ خط سن کر اپنے دوسرے مسلمان بھی یہیں پر ترس کھا کھا کے رونے لگے اور شوق ملاقات اور مشفقانہ حالت سے اتنے بے خود ہوئے کہ چٹیں مارنے لگے۔ سب سے زیادہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ زور رہے تھے۔

آپ نے حضرت امیر المومنینؓ کی خدمت میں عرض کیا۔ یا امیر المومنین! آپ ہمیں ان کے پاس روانہ کر دیجئے۔ اگر ہم شام ان کے پاس پہنچ گئے تو مسلمانوں کو ہمارے پہنچ جانے سے بہت زیادہ تعزیت ہوگی۔ خدا کی قسم! مجھے محض اپنی جان و مال ہی کا اعتبار ہے۔ میں مسلمانوں کی بہبودگی میں ان دونوں کے خرچ کرنے میں کبھی دریغ نہیں کروں گا۔

حضرت امیر المومنینؓ عمر بن خطابؓ ان کا یہ کلام سن کر نیز مسلمانوں کی اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں پر نظر شفقت اور ان کی حق و پکار دیکھ کے اٹھے اور میرے پاس تشریف لا کے فرمانے لگے یا ابن قریظ! دو بیویوں کی فوج کا سپہ سالار کون شخص ہے؟ میں نے کہا حضرت! سچ سردار ہیں ایک تو ہر قل کا بھی نجات دہی ہے دوسرا دیر جان (در بیان) تیسرا قراطر اور قحطا جرجر ہے اور یہ چاروں کے چاروں باہان ارمی کے ماتحت ہیں۔ جو تمام فوج کا کمان آفیسر (کمانڈر انچیف) ہے۔ ان کے مقدمہ تاجش میں جبلہ بن اسلم غسانی ہے جو ساتھ ہزار انصاری عربوں کو اپنے ساتھ لئے ہوئے ہے۔ آپ نے فرمایا انا لله وانا الیہ راجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ اس کے بعد آپ نے حسب ذیل آیت تلاوت کی:

یریدون لیطفوا نور اللہ بافواہم واللہ متم نورہ ولو کواہ الکافرون۔

ترجمہ ”وہ ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نور کو چھوٹیں مار کر بجھا دیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرنے والے ہیں اگرچہ کافروں کو یہ مکر وہ معلوم ہو۔“

اس کے بعد آپ لوگوں کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ آپ حضرات پر رحم فرمائیں۔ آپ مجھے اس معاملہ میں اپنے اپنے مشوروں سے مستفید کریں۔ حضرت علی بن ابوطالبؓ رحمہ اللہ وجہ نے کہا لوگو! اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائیں۔ آپ کو بشارت ہو کیونکہ دراصل یہ واقعہ اللہ عز و جل کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جو انہوں نے اپنے بندوں پر اس غرض سے روانہ کی ہے کہ وہ اپنے مومنین بندوں کے افعال اور ان کے صبر و استقامت کو نظر فرمائیں اور انہیں اس مصیبت میں اچھی طرح آزمائیں۔ اب اس پر جو شخص صبر کرے گا اور خداوند جل و علی سے ثواب کی امید رکھے گا تو وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک صبروں میں شمار ہوگا۔ یاد رکھو یہ وہی جنگ ہے جس کا رسول اللہؐ نے مجھ سے ذکر فرمایا تھا اس جنگ کی یادگار ہمیشہ باقی رہے گی اور یہ فتنہ نہایت مہلک اور جانسان فتنہ ہوگا۔

حضرت عباسؓ نے دریافت کیا یا ابن ابی! اس میں کون سا فریق ہلاک ہوگا اور یہ ہلاک کیس پر پڑے گی؟ حضرت علیؓ کرم اللہ

وجہ سے کہا چچا جان! جس شخص نے اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ کے ساتھ کفر کیا اور اس کے لئے ادا ثابت کر دی۔ لو! تم اللہ عزاسمہ کی مدد و نصرت کا پورا پورا بھروسہ رکھو۔ اس کے بعد آپ جناب حضرت عمر فاروق بن خطابؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: امیر المؤمنین! معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نہایت اضطراب اور بے چینی کی حالت میں ہیں۔ آپ انہیں خط لکھ دیں اور اس میں آپ اس بات کی تصریح کر دیں کہ ہماری مدد و نصرت سے باری تعالیٰ عزاسمہ کی نصر و اعانت کہیں بہتر ہے۔

یہ سن کر حضرت عمر فاروقؓ منبر پر تشریف لے گئے اور ایک تبلیغ خطبہ دیا جس میں جہاد کی فضیلت کا ذکر تھا اور شاہد فرمایا جس کے سننے سے لوگوں کے دل کانپنے لگے اور آنکھوں سے آنسوؤں کے تار بندھ گئے۔ خطبہ کے بعد آپ نے نماز پڑھائی اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے ہم حسب ذیل والا نامہ رقم فرمانے لگے۔

حضرت ابوعبیدہؓ کے نام حضرت عمر فاروقؓ کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از طرف خدا کے بندے امیر المؤمنین عمر بن خطابؓ بہ جانب امن الامتہ

ابوعبیدہ بن جراح اور ان کے ساتھیوں مہاجرین و انصار و صحابہؓ کے!

السلام علیکم! میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی جن کے سوا کوئی معبود نہیں تعریف کرتا ہوں اور ان کے نبی محمدؐ پر درود بھیجتے ہوں۔ اما بعد!

میں نے تمہارا بھیجا ہوا خط پڑھا اور سمجھ میں غریب تمہارے پاس مکہ روانہ کر دوں گا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ صل و علی کے مدد و نصرت ہماری نصر و اعانت سے بہتر ہے۔ یاد رکھو! کہ بڑی بڑی فوجیں چھوٹے چھوٹے دستوں کو شکست نہیں دے سکتیں، شکست و ہزیمت اللہ تعالیٰ کی مدد سے دی جایا کرتی ہے۔ اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتے ہیں: وَلَنْ تَغۡصِبَ عَنْکُمۡ فِتۡنَکُمۡ شَیۡطَآءُ وَّلَوۡ کَثُرَتۡ وَاِنَّ اللہَ مَعَ الصَّٰلِحِیۡنَ۔ یعنی تمہاری جماعت اگرچہ بہت بڑی ہو مگر وہ کسی چیز کی طرف سے تمہیں بے پرواہ نہیں کر سکتی۔ اور اللہ تعالیٰ مومنوں کے ساتھ ہیں۔ بسا اوقات باری تعالیٰ عزاسمہ قلیل دست کو بڑی بڑی فوجوں کے لئے کافی کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیک لوگوں کا زیادہ مرتبہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فَصۡلِیۡنَہُمۡ مِّنۡ قَضٰی نَحۡبِہٖ وَمَنۡہُمۡ مِّنۡ یَّنتَظِرُ۔ یعنی ان میں سے بعض وہ ہیں کہ جو اس کا انتظار کر رہے ہیں۔ شہداء کے لئے اور ان جوانوں کے واسطے جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں، بہت خوشخبری ہے۔ لہذا تم مع اپنی فوج کے ان لوگوں کا اتباع کر کے جنہوں نے رسول اللہؐ کی زندگی میں آپ کے سامنے فوجوں کی فوجوں کو قتل کر کے رکھ دیا تھا، دشمن کا مقابلہ کرو، وہ لوگ اپنے دشمنوں سے کبھی اور کسی جگہ بھی عاجز نہیں ہوئے تھے حتیٰ کہ خداوند تعالیٰ کے راستہ میں اپنی جانیں پیش کر دیں شہید ہو گئے اور انے والی موت سے کبھی نہیں ڈرے۔ اسی طرح تمہارے وہ بھائی جو ان کے بعد میں باقی رہ گئے تھے انہوں نے بھی دین کے کام میں کبھی کبھی سستی و جھجھکی نہیں دی بلکہ حتیٰ المقدور بہادری سے رہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک قوم کی اس کے استقلال اور صبر کی وجہ سے تعریف کی ہے چنانچہ ارشاد ہے:-

و کٰلِمٰن مِّنۡ نِّیۡ قَاتِلۡ مَعہٗ رِبٰوۡنَ کَثِیۡرًا فَمَا وُہُوۡا لِمَا اَصَابَہُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَمَا ضَعُفُوۡا وَمَا اسْتَکٰنُوۡا

وَاللّٰہُ یَحِبُّ الصَّٰبِرِیۡنَ وَمَا کُنۡ قَوْلُہُمۡ اِلَّا اَنْ قَالُوۡا اِنَّا عٰفِرُوۡنَا ذُنُوۡبَنَا وَاَسْرَآءُ فِیۡ اَمْرِنَا وَنُبِتۡ

اِقْدَامُنَا وَاَنصَرٰ عَلٰی الْقَوٰمِ الْکَافِرِیۡنَ-

ترجمہ ”بہت سے نبی تھے کہ اس کیساتھ ہو کر خدا کے بہت لوگ لڑے تھے جو اللہ کے راستے میں انہیں محنت وغیرہ پہنچی اس کی وجہ سے وہ نہ سست ہوئے نہ ضعیف اور وہ لڑتے لڑتے تھے اور اللہ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتے ہیں ان کا قول محض یہی تھا کہ اے ہمارے پروردگار! ہمارے گنہگاروں کو بخش دیجئے اور ہمارے کاموں میں زیادتی کو معاف کر دیجئے اور ہمیں ثابت قدم رکھئے اور قوم کا فریق پر ہماری مدد کیجئے۔“

جس وقت تمہیں میرا یہ خط ملے تو مسلمانوں کو پڑھ کر سنا دینا اور یہ حکم کر دینا کہ اللہ عزوجل کے راستے میں دشمنوں سے دل کھول کر مقابلہ کریں اور یہ آیت سنا دینا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَارْتَبِطُوا وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ

ترجمہ ”اے ایمان والو صبر کرو اور مقابلہ میں مضبوط رہو اور آپس میں ملے رہو اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے ڈرتے رہو شاید کہ تم ہر آدمی کو پہنچو۔“

والسلام علیک ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

پھر اس خط کو ملفوف کر کے آپ نے اسے حضرت عبداللہ بن قرط کے حوالے کر دیا اور فرمایا یا ابن قرط! جس وقت تم مسلمانوں کے پاس پہنچے تو لڑائی کی صفیں مرتب ہو جائیں اور سامان جنگ بالکل لیس ہو پتہ تو موجدین کی صفوں میں پہنچ کر ان سرداروں کے پاس جن کے ہاتھ میں نشانہ تات ہوں کھڑے ہو کر میرا یہ پیغام پہنچا دینا کہ میں تمہارے پاس ان کا قصد کھڑا ہوا ہوں۔ عمر بن خطاب نے تمہیں سلام کیا ہے اور کہا کہ یا اہل ایمان! مقابلہ کے وقت صدق دل سے مقابلہ کرو۔ شیروں کی طرح حملہ کرو اور ان کے سر وں کو تواریں، مار مار کر قہر کر دو ان کی حقیقت چھڑھو۔ میں بھی کم سمجھو وہ خود تمہارے متعبد ہیں کھیلو جیسے بول جائیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ تم منصور و مظفر ہو گے الا ان حزب اللہ ہم الغالون۔ یاد رکھو اللہ جل جلالہ کا لشکر غالب ہوتا ہے۔

عبداللہ بن قرط کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا حضرت! میرے لئے دعا کر دیجئے تاکہ میں خیریت سے اور جلد ہی پہنچی جاؤں۔ آپ نے کہا اللہم احمہ وسلمہ واطولہ البعد انک علی کل شئی قدید۔ بار اٹھا! اس کی مدد کیجئے سلامت رکھئے راستہ کی مسافت کو جلدی قطع کرا دیجئے آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عمر فاروقؓ کے بارہ میں رائے

عبداللہ بن قرط کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو سلام کیا اور مسجد نبویؐ سے نکل کر چلا۔ جس وقت میں باب حبشہ کے قریب پہنچا تو میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ خدا کی قسم! میں نے بہت بڑی شیطانی کدھڑک پر سلام کر کے نہ چلا۔ نہ معلوم کہ پھر میں یہاں لوٹ کر آؤں یا نہ آؤں اور پھر اس کی زیارت کر سکوں یا نہ کر سکوں۔ یہ سوچ کر میں رسول اللہؐ کے حجرہ مبارک کی طرف چلا۔ جس وقت یہاں پہنچا تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے قبر شریف کے پاس بیٹھیں درود شریف پڑھ رہی تھیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عباسؓ نے ہاتھ پیٹھے ہوئے تھے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عباسؓ کی اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی گود میں رونق افروز تھے۔ حضرت عباسؓ سورہ انعام اور حضرت کرم اللہ وجہہ سورہ ہود کی تلاوت فرما رہے تھے۔ میں نے قبر شریف پر درود و سلام بھیجا اور رخصت ہونے لگا۔

حضرت عیسیٰ رحمہ اللہ وجہ نے مجھے آزادی اور ایمان قرطہ ایسا چنے کا ارادہ کیا؟ میں نے عرض کیا یا ابن عم رسول اللہ! چلو رہا ہوں مگر مجھے یہ خیال ہے کہ جس وقت میں مسلمانوں کے پاس پہنچوں گا اس وقت دونوں لشکر صف بستہ ہوں گے۔ آتش حرب مشتعل ہو رہی ہوگی۔ تلواریں کی ضربوں سے سرسٹ مٹ کر رہے ہوں گے۔ ایسی صورت میں جب میں ان کے پاس پہنچوں گا اور میرے ساتھ مسلمان کوئی مددگار ملے گا تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں ان کے دل نہ ٹوٹ جائیں اور پھر پائے ثبات میں کسی طرح کی غرض پیدا نہ ہو جائے۔ میں چاہتا ہوں کہ جنگ چوری ہونے سے قبل میں ان کے پاس پہنچ جاؤں تاکہ انہیں وعظ و نصیحت اور صبر کی تلقین کر سکوں۔ آپ نے فرمایا تجھے حضرت عمرؓ کی خدمت میں دعائے سسے کس نے منع کیا ہے۔ تجھے ان سے درخواست کرنی چاہیے تھی۔ ابن قرطہ! کیا تو یہ نہیں جانتا کہ ان کی دعا بابِ اہیت سے کبھی رد نہیں ہوتی اور نہ اس کے اور درمستجاب کے درمیان کبھی پردہ حائل ہوتا ہے۔ رسول اللہؐ نے ان سے متعلق ارشاد فرمایا ہے: لو کان بعدی سبی لکان عمر۔ کرا میرے جد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتے۔ یا عمر بن خطابؓ وہ شخص نہیں ہیں کہ ان کے خلاف قرآن حکیم کے حکم کی موافقت کی تھی۔ نیز مہطیؓ نے فرمایا ہے: لو نزل من السماء الی الارض عذاب ما نجامہ الا امن الحطاب کرا آسمان سے زمین پر عذاب اترتا تو اس عذاب سے سوائے عمر بن خطابؓ کے کوئی شخص نہ بچتا۔ ابن قرطہ! یہ تجھے یہ خبر نہیں ہے کہ اللہ جس جلال و عظمیٰ والہ نے ان کی شان میں آیات و معجزات نازل فرمائی ہیں اور کیا تجھے اس کا علم نہیں ہے کہ وہ نہایت مہذب و زاهد اور متقی شخص ہیں اور قبیلہ اعدو کے نہایت پرہیز گار اور کیونکہ حضرت نوحؑ نبی علیہ السلام سے مشابہ نہیں ہیں۔ کیا وہ سلفہ صالحین کے متبع نہیں ہیں۔ کیا وہ مرتبہ قبولیت اور رضامندی تک نہیں پہنچے اور کیا تو نے ان کا یہ قصہ بھی نہیں سنا کہ ان کی صاحبزادی حفصہؓ نے ایک مرتبہ ان سے صلہ میں آ کر یہ کہہ دیا تھا کہ اباجن اپنی جان پر بھی ترس کاٹا اور اس پر بھی دم کرو۔ باری تعالیٰ جل مجدہ نے آپ کو کوشش رزق اور مال و منال عطا کیا ہے۔ خد میں ابھیوں کی روٹی کھانے لگو۔ تو آپ نے ان سے فرمایا تھا حفصہ! میں تمہارے سوا کسی اور سے یہ بات سنتا تو سخت غصہ اور ملامت کرتا۔ اس کے بعد آپ نے ان سے رسول اللہؐ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کا مہر، جنگی اور فخر و فائدہ بیان کر کے یہ کہا تھا کہ کیا یہ دونوں حضرات میرے ساتھی نہیں ہیں۔ وہ ایک صاف ارسیدھے راستہ کو نشانہ ایف۔ گئے ہیں میں بھی چاہتا ہوں کہ ان کے اسی طریقہ کی موافقت کروں اور ان کا وہاں بھی رفیق رہوں۔ اس کے بعد حضرت علیؓ رحمہ اللہ وجہ نے فرمایا ابن قرطہ! اگر حضرت عمرؓ نے تیرے واسطے دعا کر دی ہے تو یاد رکھنا اللہ تعالیٰ وہ درجابہ تک ضرور پہنچائی۔

میں نے کہا یا ابن عم رسول اللہؐ آپ نے حضرت عمرؓ کے جو فضائل ذکر فرمائے ہیں ان سے بخوبی واقف ہوں۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ ان کی دعا کے ساتھ ساتھ آپ اور رسول اللہؐ کے چچا حضرت عباسؓ بھی شامل ہو جائیں۔ خصوصاً رسول اللہؐ کی قبر شریف کے پاس جس میں اور بھی زیادہ برکت ہوگی۔

یہ سن کر آپ نے نیز حضرت عباسؓ، حضرت ام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ہاتھ اٹھائے۔ حضرت حفصہؓ اور حضرت ام سلمہؓ بھی یہاں تشریف فرما تھیں اور آپ نے حسب ذیل دعا پڑھنی شروع کی۔

اللہم انا توصل بهذا النبی المصطفیٰ والرسول المجتبیٰ الذی توصل به آدم ما احب دعوته و
عفرت خطیة ان سهلته علی عبد اللہ طریقه و طویت له البعید و ایدیت اصحاب سینک بالصر

۱۔ قبیلہ قریش جس کی طرف مدوی منسوب ہے آپ اسی قبیلہ کے تھے۔ ۱۴۱ھ

انک سمیع الدعاء۔

ترجمہ ”اے میرے اللہ! ہم آپ کی طرف بوسیلہ، ان رسول بھیجی اور نبی مصطفیٰ کے قرب میں حاصل کر کے جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ان کے توسل سے دعا مانگی تھی اور آپ نے ان کی دعا قبول کر کے ان کے گنہوں کو بخش دیا تھا یہ دعا کرتے ہیں کہ عبداللہ پر اس کا راستہ آسان کر دے بعد مسافت و جلدی منقطع کرادو اور اپنے نبی محمد کے صحابہ کی نصرت و اعانت کے ساتھ تائید فرماؤ آپ دعاؤں کے سننے والے ہیں۔“

اس کے بعد آپ میری طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا عبداللہ! اب چلے جاؤ باری تعالیٰ جل جلالہ، عم نواب علی عمر عباس حسن، حسین اور زواج نبی کی دعا کبھی رد نہیں کرتے اور پھر ہم نے جب کہ سب سے زیادہ برگزیدہ اور اکرام الخلق شخص کا وسیلہ دے کر ان سے دعا کی ہے۔

عبداللہ بن قرط کی یرموک کی طرف واپس روانگی

عبداللہ بن قرط کہتے ہیں کہ میں خوش خوش حجرہ مبارک سے باہر نکلا۔ اونٹنی پر سوار ہوا اور بے آب و گیاہ دشت میں اونٹنی کو ڈال دیا۔ میں مدینہ طیبہ سے جس روز آیا تھا عصر کے بعد اسی روز چل پڑا تھا۔ حضرت علی حضرت عباس اور حضرت عمرؓ کی دعاؤں سے میں بہت خوش تھا اور راستہ کو قطع کرتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا حتیٰ کہ شام ہوئی اور رات کی تاریکی نے ہر طرف اپنے ڈیرے جما لئے۔ میں نے اونٹنی کی مہار ڈھیلی چھوڑ دی اور اونٹنی نے اپنی خوشی سے چن شروع کیا۔ میں سمجھ رہا تھا کہ وہ مجھے اڑائے ہوئے لئے چل جا رہی ہے۔ میں تین دن تک اسی طرح برابر چلتا رہا حتیٰ کہ تیسرے روز جس وقت عصر کا وقت ہوا تو میں یرموک کے قریب پہنچا۔ مسلمانوں کی اذان کی آوازیں آنے لگیں۔ میں نے شکر کے قریب جا کے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے خیمے کا رخ کیا۔ اونٹنی ٹھٹھائی پا پا ان (کی وہ) سے اتر اور حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نیز دیگر مسلمانوں کو سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا تعجب ہے کہ تم بہت جلدی آئے۔ راستہ زیادہ دور ہے اور تمہیں گئے ہوئے آج کل دس روز ہوئے ہیں۔ میں نے حضرت عمر فاروقؓ، حضرت علیؓ، حضرت عباسؓ، حضرت حسنؓ، وغیرہ ہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی دعا کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا ابن قرط! تم بالکل سچ کہتے ہو حضرت عبداللہ بن قرطؓ کے نزدیک نہایت کرم ہستیاں ہیں ان کی دعائیں کبھی رد نہیں جاتیں۔ اس کے بعد آپ نے تمام مسلمانوں کو وہ خط سنایا۔ مسلمانوں کے دل نہایت خوش ہوئے اور انہوں نے کہا ایسا امیر! ہم میں سے ہر شخص جام شہادت پینے کے لئے تیار رہے دعا ہے کہ باری تعالیٰ غزائے ہم تمام مسلمانوں کو اسے عنایت فرمائیں۔

جابر بن خول الربیع کی زیر قیادت چھ ہزار سواروں کی جہاد کے لئے حضرت عمرؓ

فاروقؓ سے اجازت طلب کرنا

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ عمرو بن علاء رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ایک شہزادے سے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن قرطؓ جب جمعہ کے روز مدینہ طیبہ سے رخصت ہوئے اور اگلے روز یعنی ہفتہ کے دن ہم نے حضرت عمرؓ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھ لی تو ہم

قرآن شریف کی سخاوت کر رہے تھے کہ اپنی شوروغوغا اور چیخ و پکار کی آوازیں آنے لگیں۔ جس کے سبب سے ہمارے دل کا پٹھنہ لگے۔ ہم اس کی تحقیق کے لئے دوڑے تو معلوم ہوا کہ یمن کے قبیلہ صدہ (صعدا) نیز زہید بن جحیلہ، قبیلہ ذی جہلہ، حجاز، نجد، ارض سبا اور حضرموت کے چھ ہزار آدمی جاہل بن خول الربیع کے زیر قیادت جمع ہو کر جہاد کے لئے حاضر ہوئے۔ ان تمام قبیلوں اور شہریوں کے سردار پاپا دیہوئے اور حضرت عمر بن خطابؓ کو سلام کیا۔ آپ نے انہیں غنیمت کے حکم دیا۔ چنانچہ یہ حضرات ایک جگہ مقیم ہو گئے۔ رات کی تاریکی نے ابھی آنا ہی شروع کیا تھا کہ معظمہ، طائف وادی خلیلہ اور ثقیف کے ایک ہزار آدمی حضرت سعید بن عامرؓ کے زیر سیادت آ گئے۔ انہوں نے بھی حضرت عمرؓ کو سلام کیا اور یہ بھی پہلے لشکر کے پاس نہرا دیئے گئے اتوار کے روز حضرت عمرؓ ان کے پاس تشریف لے گئے اور ایک سرخ نشان بن کے حضرت سعید بن عامرؓ کے سپرد کر دیے۔

حضرت سعید بن عامرؓ کہتے ہیں کہ میں نے نشان سے کرچنے کا ارادہ کیا تھا کہ حضرت عرفہ روقؓ نے فرمایا ابن عامر! ذرا توقف کرو تا کہ میں تمہیں چند نصیحتیں کر دوں۔ اس کے بعد آپ پاپا دیہو لشکر کی طرف چلے۔ آپ کے ساتھ حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت عباسؓ، حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ بھی تھے۔ جس وقت آپ لشکر کے قریب پہنچ گئے تو آپ کھڑے ہو گئے۔ لوگ آپ کے چاروں طرف کھڑے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا یا سعید! میں نے تمہیں اس تمام لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا ہے تم اس لشکر میں کسی آدمی سے افضل نہیں ہو۔ ہاں اگر اللہ تبارک و تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور تقویٰ کو اپنا شعار بناؤ تو تم سب سے زیادہ بڑی و ہستی ہو۔ جس وقت تم یہاں سے کوچ کرو تو حتی المقدور ان کے ساتھ نرمی سے پیش آنا سب و شتم سے باز رہنا۔ چھوٹوں کو حقیر نہ سمجھنا۔ بڑوں کو ان کی قوت کی وجہ سے چھوٹوں پر ترجیح نہ دینا۔ خواہش نفس کی اتباع نہ کرنا، بولن کہ اور پر خطر راستہ اور جنگل میں انہیں لے کر نہ لکھنا بلکہ آسان اور پر امن راستہ سے قطع سفر کرنا کھنن اور پر خارا راستوں سے بچتے رہنا۔ میرے بعد تم پر نیز تمام تمہارے ساتھیوں پر اللہ تبارک و تعالیٰ میرے خلیفہ ہیں۔ میں نے عرض کیا یا امیر المومنین! آپ نے مجھے ایسی ایسی عمد و نسیح فرمائی ہیں کہ میں ان پر عمل کروں گا تو اللہ تعالیٰ نجات پالوں گا۔

اس کے بعد حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا سعید! اپنے امام امیر المومنین کی وصیت دل کے کانوں سے سن لو اور اسے خوب یاد رکھو! یہ وہ شخص ہیں کہ جن کے سبب سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کی تعداد ۱۱ چالیس کر دی تھی، انہی کے سبب امت کا نام مومنین ہوا ہے اور انہی کی شان میں رسول اللہؐ شرافت فرماتے ہیں۔

ان تطیعوه و تہتدوا و توشدوا۔

ترجمہ: "اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو تم ہدایت پا جاؤ گے۔"

اور سیدھے راستے پر چلنے لگو گے۔ سعید! جس وقت تم حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے پاس پہنچو گا اور ایسے لشکر سے تمہارا مقابلہ ہو جائے کہ اس جیسے لشکر سے تمہارا مقابلہ کبھی نہیں ہوا ہوگا اور معاملہ تم پر سخت گزرنے لگے تو حضرت امیر المومنین عرفہ روقؓ کو لکھ

۱۔ یہ ختم اللہ تعالیٰ یا اور ایمان کا ترجمہ ہے اس کا مطلب میری سمجھ میں اس سے سوا کچھ نہیں آیا چونکہ تاریخ میں مذکور ہے کہ آپ ایمان میں چالیسویں شخص ہیں اور اتالیس مسلمانوں کے بعد اسلام آئے ہیں اس لئے یہ ترجمہ کر دیا گیا۔ ۱۲ھ

۲۔ یہ وصیت یہ امت مومنین کا ترجمہ ہے۔ تاریخ میں ہے کہ سب سے پہلے امیر المومنین کا لقب آپ ہی کو ملا ہے حضرت صدیق اکبرؓ کو خلیفہ رسول اللہؐ کہہ کر پکارا جاتا تھا اس لئے امت کا نام مومنین ہو گیا۔ ۱۲ھ

بھیجنے تاکہ وہ مجھے تمہارے پاس روانہ کر دیں۔ میں انشاء اللہ العزیز وہاں آ کر ارض شام کو بہ جرین و انصر کے ساتھ مل کر وہاں کے مشرکین پر الٹ دوں گا۔

حضرت سعید بن عامر کہتے ہیں کہ مجھے چلنے کی اجازت مرحمت فرما دی گئی۔ میں حسب ذیل رجز یہ اشعار پڑھتا ہوا مدینہ طیبہ سے چل کھڑا ہوا:-

(ترجمہ اشعار) ہم لشکر کے ساتھ بزرگ لوگوں سے رخصت ہوتے ہیں ابھی گھوڑوں پر ہم سوار ہیں۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اور صحابہؓ کی طرف جارہے ہیں تاکہ ہم ان کی مدد کریں اور اللہ تعالیٰ جل مجدہ اپنے دین کی مدد کرنے والے ہیں۔ ہر کافر لعین معاند پر تم انہیں دیکھتے ہوئے کہ صبیحوں پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے کفر کرتے ہیں۔

حضرت سعید بن عامر کہتے ہیں کہ میں بلاد شام کے راستوں اور اس کی گھاٹیوں سے خوب واقف تھا ایک سال میں دو ایک مرتبہ وہاں جایا کرتا تھا اور ہمیشہ معروف راستہ سے بیچ کر مدتوں کی راہبندی میں سڑک سے ادھر ادھر کو چلا کرتا۔ جس وقت میں مدینہ طیبہ سے دور پہنچ گیا تو اس ارادہ سے کہ میں مسلمانوں کو لے کر بصرہ میں چانکوں تبوک پر جا پڑا اور برابر چلتا رہا جس وقت میں تبوک میں آیا تو چونکہ یہ مقام مسلمانوں کی صلح میں داخل تھا نیز اسی کی برابر میں جندل بھی تھا جس کو عیاض بن غانمؓ نے فتح کیا تھا اس لئے میں یہاں ٹھہر گیا۔ پھر میں نے یہاں سے جہیہ کے ارادہ سے کوچ کیا اور دشمن کے خوف سے کہ کہیں مسلمانوں کو گزند نہ پہنچ جائے عام شاہراہ چھوڑ کر غیر معروف راستہ میں فوج کو چھپنے کا حکم دیا۔ میں آبادی اور شہروں کو چھوڑتا ہوا چنیل میدانوں اور مشکل مشکل راستوں سے چلا جا رہا تھا اور میرا یہ چلنا محض توفیق الہی اور لطف پروردگار پر مبنی تھا۔ میں جس وقت دور نکل گیا اور عام شاہراہ چھوڑ کر بالکل اس سے علیحدہ ہو گیا تو میں راستہ قطعاً بھول گیا اور اس قدر مشکل پیش آئی کہ بس میں ہی جانتا ہوں۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ میں کبھی اس راستہ کو نہیں آیا ہوں۔ آخر میں متحیر ہو کر ایک جگہ کھڑا ہو گیا۔ مسلمان میرے برابر تک پہنچ گئے مگر انہیں یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ یہ راستہ بھول گیا ہے۔ میں بار بار یہ پڑھ رہا تھا لا حول و لا قوة الا باللہ العلیٰ العظیم۔ آخر میں پھر چلا اور دو دن اور دو رات برابر چلتا رہا۔ میں لوگوں کو چھپنے کی تاکید کرتا جاتا تھا اور وہ مجھ سے سوال کرتے جاتے تھے کہ ہم کہاں جا رہے ہیں؟ میں کہتا جاتا تھا کہ میں ٹھیک راستہ پر چل رہا ہوں۔

مدینہ طیبہ سے چلے ہوئے جب ہمیں دسواں دن ہو گیا تو ہمیں ایک بہت بڑا پہاڑ دکھائی دیا میں نے اسے دیکھ کر پہچانا چاہا کہ یہ کون سا پہاڑ ہے؟ مگر نہ پہچان سکا اور اس کے متعلق کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا سعید تو نے اپنے نیز تمام مسلمانوں کے ساتھ بڑا دھوکہ کیا۔ میں ساتھ ہی دل میں یہ بھی سوچتا جاتا تھا کہ شاید یہ جبل بعلبک ہے اور اب راستہ آسان ہو گیا ہے۔ چونکہ یہ پہاڑ ہمیں دور سے دن کے شروع حصہ میں دکھائی دینے لگا تھا اس لئے اس کے پاس تک جتے چلتے دن چھپ گیا اور جس وقت ہم اس کے قریب پہنچ گئے تو ہمیں ایک جنگل جس میں بڑے بڑے اونچے درخت کھڑے ہوئے دکھائی دیئے۔ میں نے ان درختوں کو غور سے دیکھا اور پہچان لیا اور مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ نہیں مبارک ہو ہم شام کے شہروں اور مسلمانوں کے مفتوحہ علاقوں میں پہنچ گئے ہیں۔ یہ درخت ملک شام کے ہیں اور اب ہم غریب مسلمانوں سے جا ملیں گے۔ ہم برابر بڑھتے رہے حتیٰ کہ اس جنگل کو طے کر کے ایک دوسرے جنگل میں جو نہایت متوحش تھا ہم نے قدم رکھا۔ اس میں نہ کوئی راستہ

تھ نہ عام مشہور مسلمانوں کو اس سے بڑی تکلیف ہوئی اور وہ چپے چپے ہانک چکنا چور ہوئے اور اس قدر تھک گئے کہ چنے کی تاب نہ رہی۔ بعض مسلمان چونکہ پاپا یہ بھی تھے اس لئے دوسرے مسلمانوں نے انہیں اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کے اوپر اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ بعضوں نے بعضوں کو گود میں اٹھایا اور چیتے رہے حتیٰ کہ جس وقت مسلمانوں نے اس جنگل کی دشت اور اس جاگداز راستہ کی مصیبت دیکھی اور جاہدہ طریق اور راہ مستقیم انہیں کہیں دکھائی نہ دیا تو مجھ سے کہنے لگے یا سعید! ہمیں معلوم ہوا کہ آپ راستہ بھول گئے ہیں۔ ہمیں چونکہ مسافت نے ہانک تھکا دیا ہے اس لئے اگر اسی جنگل میں تھوڑی سی دیر آپ ہمیں آرام کر لینے دیں تو بہتر ہے۔ میں نے ان کی استدعا کو قبول کر لیا اور اجازت دیدی۔

حضرت سعید بن عامرؓ کہتے ہیں کہ اس جنگل میں ایک شیریں چشمہ قائم تھا ہم اس کے کنارے پر اترے پانی پیا۔ گھوڑوں اور اونٹوں کو پانی پلایا اور انہیں درختوں کے پتے چرے چھوڑ دیے۔ اکثر آدمی سو گئے۔ بعض حضور اکرمؐ پر درود شریف پڑھنے لگے۔ میں بھی ان پیچھوں اونٹوں کے ساتھ بیٹھا ہوا قرآن شریف کی تلاوت کر رہا تھا اور اپنے مولا کریمؐ جل جلالہ سے مسلمانوں کے لئے بہتری اور سلامتی کی دعا میں۔ غم رہا تھا کہ اچانک مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور میری آنکھ لٹی گئی۔

حضرت سعیدؓ کا خواب

خواب میں میں نے دیکھ کہ میں ایک بڑے ذہان بخش ہوں جس میں درخت اور بے شمار پھل لگے ہوئے ہیں اور میں وہ پھل توڑ توڑ کر کھا رہا ہوں اور اس بارغ کی نہر کا پانی پی رہا ہوں۔ نیز ان پھلوں کو چن چن کے اپنے ساتھیوں کو بھی دیتا جا رہا ہوں اور وہ بھی انہیں خوب کھا رہے ہیں میں بہت خوش ہوں اور اس بارغ میں نہایت تفریح کے ساتھ وقت گزار رہا ہوں کہ دفعتاً ایک بہت بڑا شیر ان درختوں سے نکل کر میرے منہ پر حملہ آور ہوا اور قریب تھا کہ وہ مجھے پھنڈا لے میں نہایت مرعوب اور خوف زدہ سا ہو گیا۔ اسی وقت دو اور بڑے شیر وہیں سے نکلے اور انہوں نے اس حملہ آور شیر کو مارنے اسی جگہ ڈال دیا۔ میں نے اس شیر کے منہ سے ڈکارنے اور چنگلیڑنے کی ایک مہیب آواز سنی جس کی وجہ سے میری آنکھ کھل گئی۔ آنکھ کھلنے کے بعد میرے منہ میں پھلوں کی شیرینی موجود تھی اور شیروں کی شکلیں میری آنکھوں کے سامنے پھر رہی تھیں۔

حضرت سعید بن عامرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس خواب کی تعبیر اپنے ذہن میں یہ لی کہ یہ مال قیمت ہوگا جسے مسلمان حاصل کرنا چاہیں گے اور کوئی عزائم اور مانع بھی پیش آئے گا اور آخر وہ مغلوب ہوگا اور مسلمانوں کو فتوحات حاصل ہوں گی۔ میں پھر قرآن شریف کی تلاوت کرنے لگا۔ میں بیٹھا ہوا اسے پڑھ رہا تھا کہ اچانک میں نے جنگل کے دائیں جانب سے ایک ہاتف نہیں گویہ اشعار پڑھتے ہوئے سنا:-

(ترجمہ اشعار) اے نیکی کی طرف جانے والے گروہ! اس جنگل کی گھائیوں سے مت ڈرو نہ اس میں کوئی جن ہے اور نہ کوئی ڈرانے والا۔ اور اے اللہ کے بندو! تم بہت جلدی جان لو گے، ایسی میربانی اور لطف و جوانی اولاہ کے ساتھ کی جاتی ہے اور اس محبت و جودوں میں ڈالی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں بہت جلدی راستہ دکھا دیں گے اور تم اولاہ کے ساتھ مال قیمت بھی حاصل کرو گے۔“

جس وقت میں نے ہاتف غیب کی زبان سے یہ بشارت آمیز تفسیر قیمت حاصل ہونے کے متعلق اشعار سنے تو میں نے سجدہ

شکر ادا کیا۔ مسلمان اس بات فنی کی آوازیں کریدار ہو گئے۔ میں نے ان سے ایک شعر واپسے حافظ میں محفوظ رکھا اور میں شعر شاخ بن حصن بکلی سے یاد کر لئے جنہوں نے وہ مجھے تین شعر بھی یاد کر اوائے تھے۔ مسلمان بات فنی کی زبان سے یہ اشعار سن کر بے حد خوش ہوئے اور مال غنیمت کی وجہ سے ان کے دل بہت مسرور ہو گئے۔ ہم یہاں صبح ہونے تک مقیم رہے۔ صبح ہوئی تو میں نے نماز پڑھا، نماز فجر کے بعد مسلمان اس جنگل سے نکلے۔ میں نے اس جنگل اور پہاڑی تحقیق کرنی شروع کی۔ معلوم ہوا کہ یہ پہاڑ جبل رقیم ہے جس وقت میں نے اسے خوب پہچان لیا تو زور سے ککیر کی آواز لگائی اور اللہ اکبر کا نعرہ بند کیا۔ مسلمانوں نے میری ککیر کی آوازیں کر ککیر کے قنک بوس نعروں کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور دریافت کرنے لگے کہ یا ابن عامر کیا بات ہے اور آپ نے کیا چیز دیکھ کر ککیر کا نعرہ بند کیا تھا۔ میں نے کہا ہم شام میں پہنچ گئے ہیں اور یہ جبل رقیم ہے۔ چونکہ میرے ساتھی اکثر جاہل تھے کہنے لگے رقیم کیا ہوتا ہے؟ اور کیا تم اسے جانتے ہو؟ میں نے انہیں حدیث ۱ رقیم سنائی اور کہا کہ میں نے اس پہاڑ کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث شریف کو سن کر بے حد تعجب کیا۔ پھر میں انہیں لے کر غار کی طرف چلا اور اس میں ہم سب نے نماز پڑھی۔ اس کے بعد میں نے کوچ کا حکم دیا اور ہم چل پڑے حتیٰ کہ ہم شہر عمان میں پہنچ گئے۔ یہاں سے ہم نے ایک گاؤں کی طرف جسے ۱۱ جنان کہتے تھے رخ کیا۔ میں نے دیکھ کہ یہاں کے دیہاتی مع اہل اولاد کے نکل نکل کر ہمیں جارہے ہیں۔ جس وقت مسلمانوں نے انہیں دیکھا تو میری اپ بڑت اور ختم کے بغیر ان پر حملہ کر دیا اور ان کے بعض آدمی رفقار کر لئے۔ اکثر آدمی جو اس شہر میں ایک مضبوط قلعہ تھا جگہ کے اس میں چھپ گئے اور شہر پناہ کے دروازے کو بند کر لیا۔ میں نے شہر پناہ کے پاس جاکے آواز دی اور کہا تم بختو! کیا بات ہے اور تم اپنا گاؤں چھوڑ کر کہاں جا رہے تھے اور اب کیوں لوٹ گئے۔ ایک آدمی ان میں سے میری طرف آیا اور کہنے لگا یہ معاشرہ عرب! والی عمان نے ہم سے پاس آدمی بھیجی تھا اور حکم دیا کہ ہم عمان میں آ کر اس کی پناہ میں داخل ہو جائیں اس لئے ہم اپنے شہر کو چھوڑ کر عمان کی طرف جا رہے تھے اور چونکہ تم راستہ میں مل گئے اس لئے تم سے ڈر کر پھر ہم شہر میں ہی لوٹ آئے۔ اب ہمارا ارادہ یہ ہے کہ ہم تمہاری حمایت اور پناہ میں آ جائیں۔ کیا آپ حضرات ہماری اس استدعا کو قبول فرما سکتے ہیں؟ میں نے کہا کہ ہمیں منظور ہے۔ چنانچہ میں نے دس ہزار درہم پر صبح کر کے انہیں ایک معاہدہ لکھ کر دے دیا۔

جس وقت ہم یہاں سے آگے بڑھے تو انہوں نے کہا یہ مع شہر عرب! ہم نے آپ حضرات سے صلح ضرور کر لی ہے مگر ہم اپنی قوم سے بے حد خائف ہیں۔ یہ یہ در کھوکھ نظایاں والی عمان کی طرف سے آپ حضرات پر بہت سختی ہوئی اور وہ آپ کو بہت زیادہ تک کرے گا۔ لہذا اگر اس پر فتح پاب ہو گئے تو یہ ہمارے اور آپ کے لئے دونوں کے لئے بہت بہتر ہوگا۔

میں نے کہا ہم اس پر کس طرح فتح پا سکتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ رویوں کے کمائیز اعظمیہاں نے والی عمان کے پاس قصد روانہ کیا تھا کہ تم اپنی جمیعت لے کر ساحل قیسریہ کی طرف کوچ کر جاؤ اور وہاں ہرقل کے بیٹے قسطنطین کے ہمراہ رہو۔ چنانچہ یہ عقرب کوچ کر گیا۔ اگر آپ کو اس پر فتح ہوگی تو ہمیں امید ہے کہ آپ کو بہت بڑی غنیمت حاصل ہوگی۔ میں نے کہا والی عمان کے

۱۔ قصدا صحب بکف رقیم مشہور قصہ ہے۔ قرآن شریف اور حدیث میں اس کا قصہ وارد ہے۔ چنانچہ قرآن عزیز میں ہے ان اصحاب الکھف

والرقیم کالوا من آیتنا عجاۃ ۱۲۷

ح۔ ایک نوح میں انجاء ہے۔ ۱۳۷

پاس کتنا لشکر ہوگا۔ انہوں نے کہا پانچ ہزار سوار اس کے ساتھ ہیں مگر چونکہ آپ لوگوں کی دہشت ان کے دلوں میں پھیلی ہوئی ہے اس لئے وہ جلدی ہی آپ کے سامنے ہتھیار ڈال دیں گے۔

میں یہ سن کر مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: معاشرۃ المسلمین! اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ آیا آپ حضرات کو منظور ہے کہ ہم والی عمان سے جنگ کر کے مال غنیمت حاصل کریں۔ انہوں نے کہا جیسے آپ کی رائے ہو سکتی ہے۔ ہمیں کسی طرح کا عذر نہیں ہے، اگر وہ ہمارے ہاتھوں قتل ہو گیا تو یہ مسلمانوں کے لئے قوت و رحمت اور کافروں کے لئے ضعف و ذلت کا سبب ہوگا۔

حضرت سعید بن عامرؓ کہتے ہیں کہ میں نے مسلمانوں کی رائے دیکھ کر گڑبگڑاؤں والوں سے دریافت کیا کہ وہ واپس کی سڑک سے آویں گے؟ انہوں نے کہا اسی سڑک سے اور ہمیں یہ کہہ کر اے عمرو یہ کی سڑک بتادی۔ ہم ایک بہت بڑے جنگل میں جا کر پوشیدہ ہو گئے اور ایک دن رات برابر چھپے رہے۔ مگر کوئی شخص آتا ہوا دکھائی نہ دیا۔ جس وقت صبح ہوئی تو میں مسلمانوں سے سنبھل گیا۔ معاشرۃ المسلمین! ہمیں حضرت عمرؓ فرمودہ "نے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی کمک کے لئے روانہ کیا ہے اور وہ کام یعنی ملک یہاں کے ٹھہرنے اور پرنے سے بہت زیادہ افضل ہے۔ خداوند تعالیٰ جل مجدہ تمہیں جزائے خیر عنایت کریں یہاں سے نکلو اور چلو جس وقت ہماری سات ہزار کی جمیعت نبیؐ کے صحابہ کے پاس پہنچ جائیگی تو انہیں بے انتہا قوت پہنچے گی اور شرکین کو ہمارے پہنچنے سے نہایت ذلت اور ضعف ہوگا۔ مسلمانوں نے کہا یا ابن عامر! ہمارے دلوں میں مال غنیمت حاصل کرنے کا شوق بھرا ہوا ہے آپ ہمیں اس سے محروم نہ کیجئے۔

ہم ابھی یہ باتیں کر رہی رہے تھے کہ دفعۃً پادریوں و دروہیہ کی ایک جماعت جو بائبل کے بنے ہوئے پڑے پھرنے والی تھی اور جن کے ہاتھوں میں صلیب اور جن کا وسطہ مسوئدہ جابو تھا، ہمارے سامنے سے گزری مسلمان سے دیکھتے ہی اس کی طرف دوڑے اور انہیں پکڑ کر میرے سامنے لا کھڑا کیا۔ میں نے ان سے دریافت کیا تم کون شخص ہو؟ ان میں ایک جہاں دیدہ پادری بھی تھا۔ اس نے ہم کو یہاں کے بیرون اور گرجوں کے پادری ہیں۔ ہمارا ارادہ تھا کہ ہم بادشاہ کے بیٹے قسطنطین کے پاس جا کر اس کے لشکر کے لئے فتح و نصرت کی دعائیں کریں۔ میں نے کہا و ما دعاء الکافرین الا فی صلال کافروں کی تمام دعائیں بھٹکتی ہیں۔ میں نے پھر دریافت کیا کہ جہاں سے تم آ رہے ہو وہاں کیا خبریں ہیں؟ انہوں نے کہا ہمارے پیچھے پیچھے حاکم عمان نے پانچ ہزار صلیب پرستوں اور نزاری سواروں کی جمیعت لئے ہوئے چلا آ رہا ہے۔ میں نے کہا اللہم جعلہم عیمة لئالہا العالمین۔ اب! آپ ہمارے لئے انہیں غنیمت کر دیجئے۔ پھر میں نے اس بوڑھے راہب کو مخاطب کر کے کہا ایسا اشیخ! ہمارے نبی کریمؐ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم کسی راہب کے ساتھ جس نے اپنے آپ کو صومعہ کے لئے وقف کر دیا ہو کسی قسم کا کوئی تعرض نہ کریں۔ اگر تم ہمیں ہمارے دشمن سے نہ ڈراتے دھمکاتے تو ہم تمہیں چھوڑ دیتے۔ اس کے بعد میں نے انہی کی زبانوں سے جو ان کی کمرؤں میں بندھی ہوئی تھیں ان کی مشکیں کسے کا حکم دیا۔ ابھی بہت تھوڑا وقفہ گزرا تھا کہ والی عمان کے لشکر کے وہ آدمی جو راستے کے پتھر وغیرہ عیبہ کرتے ہوئے آگے آگے چلے آ رہے تھے دکھائی دیئے۔ مسلمان اُڑ چلا اس وقت مسیح نہیں تھے مگر انہیں جلیل و کبیر کی آوازیں بلند کر کے اپنی تلواریں کی پیاس بجھانی شروع کر دی اور تمام آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔

والی عمان کو اس کی اطاعت کی گئی اس نے مسلمانوں کی اس خون ریزی کو دیکھ کر حمد کرنے کا حکم دیا۔ رومی حملہ کا حکم سن کر مسلمانوں کی طرف بڑھے۔ کمانوں پر چلہ چڑھا یا قبض با تھ میں لئے تلواریں میان سے کھینچیں اور ایک سخت حملہ کر دیا۔ مسلمان بھی ان کی طرف چلے اور اس طرح ایک گھمسان کارن پڑ گیا۔

مسلمانوں سے لڑائی اور والی عمان کی شکست

حضرت سعید بن عامرؓ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ مسلمان رومیوں کو بکریوں کی طرح ذبح کر رہے تھے اور بکیر و تھیل کے نعرے بلند کرتے جاتے تھے۔ والی عمان مسلمانوں کی یہ بہادری اور اپنے ساتھیوں کو قتل دیکھ کر ہزیمت کھ کے پشت کی طرف بھاگا اور عمان کی طرف اپنے گھوڑے کی منان منعطف کر دی۔ اس کے ساتھی بھی دم دیا ہوا کے اسی کے ساتھ ساتھ بھاگ پڑے۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور کچھ مال غنیمت کے لئے مشغول ہو گئے۔ بعض نے قیدیوں کی نگہداشت رکھی۔ والی عمان کچھ دور بھاگ کے کھڑا ہو گیا تاکہ ہزیمت خوردہ لشکر اس کے پاس آ آ کے جمع ہو جائے۔

یہ ابھی پوری طرح جمع بھی نہیں ہوئے تھے کہ ان کی پشت کی طرف سے سر پٹ گھوڑوں کا ایک دستہ بھالے سنبھالے ہوئے اور نیزے تانے ہوئے آتا دکھائی دیا۔ یہ قریب ایک ہزار جوان تھے جن کے آگے آگے دونو جوان دوشیروں کی طرف بڑھے ہوئے چلے آ رہے تھے۔ میں نے انہیں غور کر کے دیکھ تو انہیں سے ایک جناب حضرت فضل بن عباسؓ اور دوسرے جناب حضرت زبیر بن عوامؓ تھے انہوں نے آتے ہی رومیوں پر ایک بد بول دیا اور انہیں چاروں طرف سے قتل کرنے لگے۔

حضرت زبیر بن عوامؓ تقطاس والی عمان کی طرف بڑھے۔ یہ ایک صیب کے نیچے کھڑا ہوا تھا آپ نے اس کے زور سے ایک نیزہ مارا جس کی وجہ سے یہ قلابازی کھاتا ہوا اپنے گھوڑے سے گرا اور قتل اس کے کہ اس کا جسد منصری خاک میں ملے اس کی روح دوزخ میں جسنے کے لئے پہنچ گئی۔ حضرت فضل بن عباسؓ اس کے شہسواروں کی طرف بڑھے اور بڑے بڑے بہادروں کو تلخ کر کے اسی کے پاس پہنچانے لگے حتیٰ کہ آپ کی خون آشام تلوار رومیوں کے خون سے سرخ رہو ہو کر زمین کو لالہ زار بنانے لگی اور آپ نے بے شمار رومی قتل کر ڈالے۔ حضرت زبیر بن عوامؓ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے بلند آواز سے کہا معاشرۃ المسلمین! خداوند تعالیٰ جل مجدہ تم پر رحم فرمائیں انہیں پکڑ پکڑ کر قید کر لو۔ ہم ان کے سب سے اپنے دشمن کے ساتھ ایک فریب اور چل چلیں گے۔ کہتے ہیں کہ حضرت سعید بن عامرؓ کے ساتھی جس وقت تعاقب کرتے ہوئے یہاں تک پہنچے تو انہیں یہاں معرکہ کا زار گرم نظر آیا۔ وہ سمجھے کہ رومی مغلہ کھ کے آپس میں ہی لڑ پڑے۔ مگر جب وہ ان کے بالکل قریب ہوئے تو انہیں جلیل و بکیر کی آوازیں سنائی دیں اور اس وقت انہوں نے کہا یہ تو مومنین کے لئے دعوت الی الحق ہے۔ حضرت سعید بن عامرؓ بڑھتے بڑھتے معرکہ میں بڑھے چلے گئے اور یہاں تک آگے بڑھے کہ حضرت فضل بن عباسؓ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت فضل بن عباسؓ اس وقت جنگ میں اپنی بڑائی بیان کر رہے تھے اور فرما رہے تھے میں ہوں ابن عمر رسول اللہؐ حضرت سعید بن عامرؓ نے کہا فضل! تمہاری تمام محنت و جان بخشی محض اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے ہے۔ اصحاب رسول اللہؐ میں سے آپ کے ساتھ دوسرا کون شخص ہے؟ آپ نے فرمایا حضرت زبیر بن عوامؓ ہیں۔

حضرت سعید بن عامرؓ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! ان لوگوں میں سے کوئی شخص بچ کر نہیں گیا یا تو قتل ہو گئے ورنہ جو بچ وہ گرفتار کرنے گئے۔ مسلمانوں کے بے انتہا مال و قیمت ہاتھ آیا۔ ایک نے دوسرے کو سہاگہ کیا اور اس طرح مسلمان دوسرے مسلمانوں سے مل گئے۔ حضرت زبیر بن عوامؓ، حضرت سعید بن عامرؓ کے پاس آئے اور فرمایا اہل بن عامر! تمہیں یہ مانع پیش آیا تھا کہ اب تک تم ہمارے پاس نہیں پہنچتے تھے، حالانکہ تمہاری اطلاع ہمارے پاس پہلے ہی پہنچ چکی تھی سالم بن نوفل عدوی آئے تھے اور انہوں نے آ کر تمہارے متعلق کہہ دیا تھا کہ وہ چل پڑے ہیں۔ تمہارے نہ پہنچنے سے ہمیں تمہارے متعلق عجیب عجیب گمان پیدا ہو رہے تھے کہ دیکھئے کیا بات ہوئی؟ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے ہمیں عمان کی سخت و تاراج کے لئے روانہ کیا تھا سو خدا کا شکر ہے کہ مسلمان صحیح و سلامت رہے اور مشرکین زیر و زبر ہو گئے نیز تم سے بھی ملاقات ہو گئی۔ اس کے بعد حضرت زبیر بن عوامؓ نے مشرکین کے سروں کو کاٹ لینے کا حکم دیا جو حق سے جدا کر لئے گئے اور اہل عرب نے انہیں اپنے نیزوں کی ٹوکوں پر رکھ لیا یہ تراشیدہ سر پر ہزار تھے اور قیدی ایک ہزار۔

کہتے ہیں کہ حضرت سعید بن عامرؓ نے ان رہبانوں کو چھوڑ دیا اور مسلمان فائز المرام ہو کے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے لشکر کی طرف چلے اور جس وقت وہ اس کے قریب پہنچے گئے تو تکبیر و تہلیل کے نعروں سے ساتھ فتنے آسمان کو گونج دیا۔ ادھر سے بھی مسلمانوں نے اللہ اکبر کے قہقہے بوس خروں سے ان کا استقبال کیا اور اس طرح وہ تمام میدان خروں کی آوازوں سے گونج اٹھا۔ رومیوں کے دل کا پھٹنے لگے۔ انہوں نے بھرا بھرا رد یکین شروع کیا اور جس وقت انہوں نے مسلمانوں کا آٹھ ہزار لشکر اور ان کے نیزوں کی ٹوکوں پر پھر ہزار سر لٹکے ہوئے دیکھے تو بالکل متحیر ہو گئے۔ حضرت سعید بن عامرؓ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو سلام کیا اور تمام قصہ مال و قیمت اور مسلمانوں کی فتوحات کا آپ سے بیان کیا۔ آپ یہ سن کر جبہ شکر میں گر پڑے اور اس کے بعد ان ایک ہزار قیدیوں کی گردنیں مار دینے کا حکم نافذ فرمایا۔ چنانچہ ان کی گردنیں مار دی گئیں اور رومی انہیں قتل ہوتے ہوئے برابر دیکھتے رہے۔

قطبہ بن سوید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے رومیوں کے کسی لشکر کو نہیں دیکھا کہ ان میں سے ایک بھی جہنم نہوا ہو۔ مگر والی عمان کے لشکر کو کہ اس میں سے ایک شخص بھی نہیں بچا تھا۔ البتہ حضرت زبیر بن عوامؓ نے اپنے لئے ان میں سے ایک غلام رکھ لیا تھا جو آپ کے پاس کل تین دن تک ٹھہر رہا ہان کے لشکر کی طرف فرار ہو گیا تھا اور اس نے عمان کے لشکر کی خبر جا کر کی تھی۔ حضرت زبیر بن عوامؓ کو اس کے چلے جانے کا بڑا ملال ہوا تھا۔ اختتام جنگ کے بعد وہ پھر کسی مسلمان کے ہاتھ آ گیا تھا اور حضرت زبیرؓ نے اسے دیکھ کر پہچان کے اس سے اس کا مطالبہ کیا تھا اور اس شخص نے جب انکار کر دیا تھا تو یہ دونوں جھگڑتے ہوئے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے پاس آئے تھے اور آپ نے حضرت زبیر بن عوامؓ کے حق میں فیصلہ دیا تھا اور حضرت زبیر بن عوامؓ کے پاس پھر وہ مدینہ طیبہ کی مراجعت تک رہا تھا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا اپنے پانچ ساتھیوں کی رہائی کے لئے باہان

کے پاس روانہ ہونا

والدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہؐ کے پانچ بھائی و بیویوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو گئے تو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اس کا بہت ملال ہوا۔ خصوصاً حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو سخت قلق اور اضطراب تھا۔ آپ رنج کی وجہ سے روتے تھے اور باری تعالیٰ جل جہدہ کی درگاہ میں بصدعا جزی ان کی رہائی کے لئے دعا کرتے تھے۔ ادھر وہ حضرات باہن معون و مغضوب کے سامنے پیش کئے گئے اور اس نے انہیں نہایت حقارت کی نظر سے دیکھا اور جبہ بن ہاشم غسانی سے دریافت کرنے لگا کہ یہ کون شخص ہیں؟ اس نے کہا یہ مسلمانوں کی فوج کے آدمی ہیں، ہمارے مقابلہ کے لئے یہ ساتھیوں کو لے کر آئے تھے جن میں سے میں نے اکثر قتل اور ان کے بعض کو گرفتار کر کے آپ کے سامنے حاضر کر دیا ہے۔ اب ان میں سوائے ایک شخص کے اور کوئی ایسا آدمی باقی نہیں رہا کہ جس کی فریب کاری سے ہم کسی طرح کا خوف کر سکیں۔ البتہ ان میں ابھی ایک ایسا شخص موجود ہے جو انہیں جنگ میں ثابت قدم رکھتا اور ان کی ہر طرح مدد کرتا رہتا ہے اسی نے ارک، تدر، حوران، بصری اور دمشق فتح کیا۔ اسی نے عساکر اجنادین کو شکست دی۔ اسی نے تو ماوراء النہر میں کا تعقب کر کے مرج ابن عامر میں موت کے گھاٹ اتارا اور اسی نے ملک بھر کی بیٹی کو گرفتار کیا تھا اور یہ سب کچھ اسی خالد بن ولیدؓ کی کارگزاریں ہیں۔ باہن نے کہا سب سے پہلے میرے لئے یہی ضروری ہے کہ میں اسے کسی بہانے اور کمزور فریب سے اپنے پاس بلا کے گرفتار کر لوں اور پھر اسی کے ساتھ ان پانچوں کو بھی موت کے منہ میں دے دوں اس کے بعد باہان نے ایک فاضل دانہ اور زبان عربی کے فصیح اور ماہر شخص کو جس کا نام جرجہ تھا دیا اور کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں تمہیں ان عربوں کے پاس بھیجوں تم وہاں جا کر ان سے یہ کہو کہ آپ ہمارے پاس اپنا ایک قاصد روانہ کریں اور وہ قاصد وہ شخص ہو جس کا نام خالد بن ولیدؓ ہے کوئی دوسرا شخص نہ ہو۔ جرجہ گھوڑے پر سوار ہو کے مسلمانوں کے لشکر کی طرف چلا۔ راستہ میں حضرت خالد بن ولیدؓ سے مدقات ہوئی۔ آپ نے فرمایا کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا بدشاہ نے مجھے آپ کے پاس روانہ کیا ہے اور کہا ہے کہ آپ ہمارے پاس کسی اچلی کو بھیجیں۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے آپ کے، یٰٰن صلواتیہ علیہم اجمعین۔ آپ نے فرمایا اس کے پاس جانے کے لئے میں خود اپنی موجود ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے اسے بھرنے کا حکم دیا اور آپ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے پاس تشریف لے گئے اور تمام قصہ بیان کر کے کہنے لگے بذات خود اس کے پاس جانے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ آپ نے فرمایا یا سلیمان! باری تعالیٰ میں مجھہ تمہیں صحیح و وسامت رکھیں۔ ہو آؤ ممکن ہے کہ باری تعالیٰ انہیں یا ان کے کسی گروہ کو تہارہی وجہ سے ہدایت بخش دیں وہ صلیح اور ادائے جزی پر راضی ہو جائیں اور اس طرح تمہاری بدوست دنیا خون ریزی سے فک جائے۔ ایک مسلمان کا خون اللہ عزوجل کو تمام مشرکین سے زیادہ محبوب ہے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا میں اللہ عزوجل سے ان کی اعانت اور نصرت طلب کرتا ہوں۔

یہ کہہ کر آپ اپنے خیمہ میں تشریف لائے، مجازی موزے (خضیں) پہنے سیاہ عمامہ باندھا چڑی نکا جس میں چاندی کی کڑیاں تھیں کمر سے کسا مسیمہ کذاب کی یکنی توار حائل کی اور اپنے غلام ہم کو حکم دیا کہ وہ سرخ خیمہ جو کھلی چڑے کا تھا اور جس میں

سونے کے دو شے لگے ہوئے تھے جو چمکتے تھے نیز آرائش و زیبائش کے لئے چاندی کا حاشیہ تھا آپ نے اسے حضرت میسرہ بن مسروق عیسیٰ کی زوجہ محترمہ سے تین سو دینار سے خرید لیا تھا ساتھ لے کر چلے۔ ہم نے اسے ایک ہنجر بنجر پر لا دیا، ہنجر پڑے اور سرخ نمادہ باندھا۔ یعنی کوئی کار ہاتھ میں لی اور چھنے کے لئے تیار ہو گیا حضرت خالد بن ولیدؓ اپنے گھوڑے پر جو نہایت سبک رفتار اور دوڑ میں دوسرے گھوڑوں میں سے بازی لے جانے والا تھا سوار ہوئے اور چلنے کا ارادہ کر لیا۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا ابوسلیمان! اپنے ساتھ کچھ آدمی لے لو تا کہ وہ تمہاری مدد کر سکیں۔ آپ نے کہا یا ابا میر! اگرچہ میں آپ کی اس رائے کو پسند کرتا ہوں مگر دین میں لے جبر کرنا جائز نہیں ہے نیز مسلمانوں پر میری اطاعت فرض نہیں کہ میں انہیں لے جاؤں، باقی آپ کو اختیار ہے آپ جسے چاہیں حکم دے دیں مسلمانوں نے جس وقت آپ کا یہ حکم سنا تو حضرت معاذ بن جبلؓ نے کہا یا ابوسلیمان! آپ بزرگ اور اہل فضل لوگوں میں سے ہیں۔ اللہ جل جلالہ اور ان کے رسول مقبولؐ کے کام جارہے ہیں۔ آپ جس وقت ہمیں حکم دیں گے اسی وقت امتثال امر کے لئے تیار ہیں۔ یہ کوئی جبر کی بات نہیں۔ آپ جس کام کے لئے چاہیں ہمیں حکم دیں ہم اللہ تبارک و تعالیٰ اور جناب رسول مقبولؐ کی اطاعت اور فرماں برداری میں بہت جلدی اس کام کی طرف چلیں گے۔

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے یہ سن کر سوار اپنے ساتھ لینا چاہے جن میں حضرت مرثد بن ہاشم، جبہ بن ابوداقص زہری، شریعل بن حسنہ، سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدوی، میسرہ بن مسروق عیسیٰ، قیس بن میسرہ و مروی، سہل بن عمرو عامری، جریر بن عبد اللہ بن جلی، قعقاع بن عمرو تمیمی، جابر بن عبد اللہ انصاری، یزید بن ابوسفیان، سہیل بن عامر، عبد بن صامت خزرجی، اسود بن سوید مازنی، ذوالکلاع حمیری، مقداد بن اسود کنذی، اور عمرو بن معدیکرب زبیدی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین شامل تھے۔ آپ برابر مہاجرین و انصار میں سے اسی طرح سادات عرب کے شہسوار چلتے رہے حتیٰ کہ آپ نے سو جوان جن میں کاہر ایک تن تنہا ایک پورے لشکر کا مقابلہ کر سکتا تھا منتخب فرمائے انہوں نے جنگی لباس پہنا، چادریں اوڑھیں، عمائے باندھے، خنجر لٹکائے، تلواریں حائل کیں اور عمدہ عمدہ گھوڑوں پر سوار ہو کر حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہمراہ چل پڑے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ حضرت خالد بن ولیدؓ کے دائیں طرف اور حضرت مقداد بن اسود کنذیؓ آپ کے بائیں جانب تھے اور باقی تمام حضرات نے آپ کو اپنے حلقہ میں لے رکھا تھا۔

حضرت معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں کہ ہم نے چلنے کے وقت زور زور سے بکیر و چیل کے نعرے لگائے۔ حضرت نصر بن سالم مازنی کا بیان ہے کہ جس وقت حضرت خالد بن ولیدؓ تشریف لے جانے لگے تو میں نے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی طرف دیکھا۔ آپ کے آنسو آپ کے رخسار مبارک پر بہہ بہہ کر رہے تھے اور آپ قرآن شریف کی ایک آیت پڑھتے جاتے تھے۔ میں نے کہا یا امیر المؤمنین! کیوں رو رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا ابن سالم! واللہ یہ حضرات اس دین کے معین و مددگار ہیں۔ اگر ابو عبیدہ کی امارت میں خدا خواہستان میں سے کسی ایک کو بھی کچھ تکلیف پہنچ گئی تو رب العالمین کے حضور میں اور امیر المؤمنین عمر بن خطابؓ کے دربار میں میرا پھر کیا عقرب ہوگا۔

واقدی کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت خالد بن ولیدؓ اور آپ کے تمام ساتھی رومیوں کے لشکر کے قریب پہنچے تو انہوں نے دشمن کے لشکر کی طرف آنکھ اٹھ کر دیکھا۔ یہ لشکر عرض میں پانچ فرسخ تک پڑا کرتا چلا گیا تھا اور ہر طرف لوہائی لوہا چمک رہا تھا۔ انہوں نے زور سے آوازیں بلند کیں اور کہا لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ وان محمدًا عبدہ ورسولہ۔ جس وقت یہ آگے بڑھتے تو سب سے پہلے دشمن کے طلحہ (براول) میں قدم رکھا چونکہ اس کی کمان جلد بن ابیم کے ہاتھ میں تھی اس نے کہا تم کون ہو؟ اسے جواب دیا گیا کہ یہ حضرت خالد بن ولیدؓ ہیں جو باہان کے پاس بطور ایلچی کے آئے ہیں تاکہ اسے ہدایت کی طرف بلائیں۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا ریموک کے میدان میں بطور ایلچی کے باہان کے پاس جانا
اس نے کہا کہ ابھی آپ یہیں ٹھہریں تاکہ میں ملک باہان سے آپ کے آنے کی اجازت حاصل کر لوں۔ یہ کہہ کر یہ باہان کے پاس گیا اور کہا کہ خالد بن ولیدؓ سردار عرب سوائے آدمیوں کو ساتھ لے کر جن میں کاہر ایک ایک حملہ آور شہر معلوم ہوتا ہے آپ کے پاس آئے ہیں۔ باہان نے کہا میں نے تو فقط خالد بن ولیدؓ کو بلایا تھا کسی دوسرے آدمی کو نہیں بلایا تھا۔ جلد یہ سن کر مسلمانوں کے پاس آیا اور کہنے لگا یا معاشر العرب! باہان نے تو تنہا خالد بن ولیدؓ ہی کو بلایا تھا کہ شاید گفت و شنید کے بعد ان دونوں میں کوئی صلح کی صورت نکل آئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا تو اپنے سردار کے پاس جا کہہ دے کہ خالد بن ولیدؓ تمہارے بغیر اپنے دوستوں کے کبھی نہیں آئے گا۔ کیونکہ وہ بغیر ان کی رائے اور مشورہ کے کسی بات کا بچہ نہیں ہے اور ہر ایک کام میں ان کے مشورہ کا محتاج ہے۔

جلد یہ سن کے پھر باہان کے پاس گیا اور آپ کی گفتگو سے اسے اطلاع دی۔ اس نے کہا کہ تو انہیں آنے کی اجازت دیدے۔ مگر جس وقت وہ میرے خیمے کے پاس آجائیں تو انہیں گھوڑوں سے اترنے اور تلواروں کے رکھ دینے کا حکم دے دینا۔ چنانچہ جلد نے آن کر انہیں اجازت دی اور یہ حضرات گھوڑے بڑھا بڑھا کر اس طرف چلے۔ رومیوں کے سردار اور بہادران ان کے چاروں طرف ان کے ساتھ چل رہے تھے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ سر جھکائے ہوئے خاموش بڑھے چھ جارہے تھے نہ دائیں دیکھتے تھے اور نہ بائیں۔ اسی طرح آپ کے ساتھی نہایت بے فکری کے ساتھ آپ کے ساتھ ساتھ تھے۔ نہ انہیں رومیوں کی تعداد سے کوئی فکر تھا نہ ساز و سامان سے ڈر اور اندیشہ حتیٰ کہ وہ باہان کے خیمے تک اسی شان و شوکت کے ساتھ برابر بڑھتے چلے گئے۔

جس وقت یمن خیمے کے سامنے ہوئے تو جلد نے زور سے ایک آواز دی اور کہا معاشر العرب! چونکہ تم بادشاہ کے خیمے تک پہنچ گئے ہو اس لئے گھوڑوں سے اتر جاؤ اور اپنی اپنی تلواروں کو پیٹیں رکھ دو۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا ہم گھوڑوں سے اتر کر پیدل ہو جائیں گے مگر تلواریں ہماری عزت اور بزرگی کی نشانیاں ہیں ہم اس عزت و کرم کو جس کے واسطے ہمارے رسوں اکرمؓ مبعوث ہوئے ہیں کبھی نہیں چھوڑ سکتے۔ ترجمان نے آپ کے یہ الفاظ باہان سے دہرائے۔ اس نے کہا جس طرح یہ چاہیں اسی طرح انہیں اجازت دے دو۔ یہ سنتے ہی حاجیوں نے انہیں پکارا معشر المسلمین جس طرح چاہو آ جاؤ۔

واقدی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نوفل بن دجیہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اسلام کے شیدائی اور رسول اللہؐ کے یہ فدائی گھوڑوں

سے اترے۔ پابند ہوئے اور اس شان و شوکت اور فخر و عظمت کے ساتھ اُترتے ہوئے چلے کہ سینے ٹٹکے ہوئے تھے، سہاگل شدہ تلواریں کھینچتی اور رُڑتی ہوئی چلی جاتی تھیں۔ رومیوں کی صفیں پھٹتی جاتی تھیں۔ ان کے دلاور جگہ چھوڑتے اور چھپے بیٹے جا رہے تھے اور یہ اللہ کے شیر بے خوف و خطر آگے بڑھتے ہوئے چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ یہ تکیوں، مسندوں اور دیباچے کے فرشوں تک پہنچ گئے۔ بابان جو اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا دکھلائی دیا۔ رسول اللہؐ کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جس وقت یہ تکلفات اور ان کی مٹکی اور دنیاوی زینت و عظمت اور فخر و مہابات کے یہ سامان دیکھے تو اللہ عز و جل کی عظمت و بزرگی بیان کرنے لگے۔ ان کے سامنے بیٹھنے کے لئے کریں پیش کی گئیں مگر انہوں نے انہیں اٹھا اٹھا کے عیحدہ رکھ دیا اور تمام کے تمام زمین پر بیٹھ گئے۔ بابان یہ دیکھ کر جب اور کہنے لگا یا مشرا العرب! اند تو تم نے ہماری بزرگی و عظمت کا اقرار کیا نہ کر سبوں پر بیٹھے نہ ہمارا ادب و احترام کیا اور اس پر طرہ یہ کہ ہمارے فرش کو پریشان اور الٹ کے رکھ دیا۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا تمہارا ادب کرنے سے اللہ عز و جل کے ساتھ ادب کرنا افضل ہے اور تمہارے فرش و فرش سے اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرش زیادہ پاک اور اطہر ہے۔ ہمارے نبیؐ نے فرمایا ہے کہ زمین میرے واسطے مسجد اور پاک کر دی گئی ہے اس کے بعد آپؐ نے حسب ذیل آیت پڑھی

مِنَہَا خَلَقْنَاکُمْ وَ فِیہَا نَعِیدُکُمْ وَ مِّنَہَا نَخْرُجُکُمْ تَارَۃً اٰخِرٰی۔

ترجمہ ”اسی سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اس میں تمہیں لوٹا دیں گے اور اسی سے پھر دوسری مرتبہ تمہیں نکال لیں گے۔“

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ اور بابان کے مابین کوئی ترجمان نہیں تھا بلکہ یہ خود آپس میں باواحد کے باتیں کر رہے تھے۔ بابان نے کہا خالد! میں اپنی طرف سے سلسلہ کا می شروع کرنے کے سوا ادب خیال کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جو کچھ سمجھ میں آئے شروع کیجئے مجھے ناگوار نہیں ہوگا۔ ہر بات کا جواب ہے جیسا کہو گے ویسا سونگو اور اگر کو بسلسلہ کلام میں شروع کروں۔ بابان نے کہا بہت بہتر میں شروع کرتا ہوں۔ تمام تعریفیں اس اللہ پاکؐ کے لئے سزاوار ہیں جنہوں نے ہمارے سید روح (سج) علیہ السلام کو اپنا نگہدار و انبیاء (علیہ السلام) میں افضل و بزرگ ترین بنایا ہے اور ہمارے بادشاہ کو بادشاہوں میں بہتر اور ہماری امت کو خیر الامم پیدا کیا۔

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ کو یہ سخت ناگوار مڑا اور آپؐ نے قطع کلام کرنا شروع کر دیا۔ ترجمان نے بادشاہ کی بات کہنے کی بجائے آپؐ کو مخاطب کر کے کہا کہ میں نے بادشاہ کا کلام قطع نہ کیجئے اور حسن ادب کو ملحوظ رکھیے۔ آپ نے چپ رہنے سے انکار کیا اور فرمایا تمام تعریفیں اللہ جل جلالہ کے لئے ثابت ہیں جنہوں نے ہمیں ہر نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نیز تمہارے نبی (علیہ السلام) اور جمیع انبیاء (علیہ السلام) کی وجہ سے ایمان بخشا اور ہمارے امیر (یعنی خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو جس کے سپرد ہم نے اپنے تمام کام سونپ دیئے ہیں ہم میں ایک ایسے شخص پیدا کیا کہ اگر وہ بھی مان کر لے کہ میں ان کا بادشاہ ہوں تو ہم اس کو ان وقت معزول کر دیں۔ ہم اس میں اپنے سے زیادہ کوئی فضیلت نہیں دیکھتے۔ ہاں اگر وہ ہماری بہ نسبت اللہ تبارک و تعالیٰ سے زیادہ دین اور تقویٰ کو ہم سے زیادہ اپنا شعار بنالیں تو وہ ہم سب سے زیادہ افضل و اعظم ہیں۔ نیز تمام تعریف و توصیف اس ذات واحد کے لئے سزاوار ہے جس نے ہماری امت کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا پابند بنا دیا۔ ہم اپنے گنہگاروں کا اعتراف

واقرا کرتے اور اپنے معبود برحق کی درگاہ میں توبہ واستغفر رکرتے اور اس تنہا معبود واحد کی عبادت کرتے ہیں جس کا کوئی شریک و شریک نہیں ہے۔

کہتے ہیں کہ یہ سن کر بابائے کچرہ زرد ہو گیا اور وہ کچھ تھوڑی سی دیر سکوت کر کے پھر اس طرح کہنے لگا تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جنہوں نے ہمیں آزمائش میں ڈالا اور اقبالہ حسنہ میں مبتلا کیا۔ ہمیں فقر و فاقہ سے میدہہ رکھا۔ تمام امتوں پر ہمیں غلبہ دیا۔ ہر طرح کی عزت دی ظلم سے منع کیا جس کی وجہ سے ہم ظلم نہیں کرتے۔ ہم ان لوگوں میں نہیں ہیں کہ اگر ہمیں اللہ تعالیٰ نے دنیا کی لازوال نعمتیں دی ہیں تو لوگوں پر جو روتعدی کرنے لگیں۔ یا معاشرہ عرب! تمہارے اندر ایک فرقہ ایسا بھی تھا جو ہمارے پاس آ کے اپنی گیری کی درخواست دیا کرتا۔ انعام و اکرام کی خواہش کیا کرتا اور ہماری جود بخشش کی تمنا رکھا کرتا تھا۔ ہم اس سے احسان کیا کرتے۔ تعظیم و تکریم سے پیش آتے، مہمنوں کی عزت کرتے۔ ان کی قدر و منزلت کو سمجھتے اور ایٹھے عہدہ کیا کرتے تھے۔ عرب کے تمام قبائل ہماری ان باتوں کو جانتے اور جو ہم نے اپنی نعمتوں میں سے انہیں بخشا ہے شکر گزار ہیں ہم انہی باتوں سے خور تھے اور اس کے سوا اور کچھ نہیں جانتے تھے کہ آپ حضرات گھوڑوں اور آدمیوں کو لے کر ہمارے پاس آ گئے۔ ہم نے سمجھا کہ آپ وٹ بھی اپنے بھائیوں کی طرح ہم سے وہی طلب کریں گے جو وہ طلب کیا کرتے تھے۔ مگر تم ان کے بالکل برعکس نکلے اور ہمارے شہر میں آ کر واقعہ تم نے مردوں کو قتل عورتوں کو برباد کر دیا، آغا کو ممانا اور ہمیں ہمارے شہروں کو مغلوب کر کے ہمیں ہمارے ملک سے ناکارنا شروع کر دیا۔ تم سے پہلے ہمارے اس ملک کو ہم سے بہت سوں نے چھینا چاہا جن کی تعداد ہم سے زیادہ مال تم سے وافر، ہتھیار تم سے بہت، شامان کے پاس تھے مگر ہم نے انہیں نہایت ذلت کے ساتھ تھکست دی اور ان کے بے شمار آدمیوں کو قتل اور زخمی کر کے انہیں انہی کے ملکوں میں اسے پاؤں و نہ دیا۔ سب سے پہلے ملک فارس کو اس کا شوق چرایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے نہایت کثرت و ذلت کے ساتھ چھینا۔ پھر ترکوں اور جرمانہ وغیرہ کے بادشاہوں کو اس کی اتنی سوجھی اور ہم نے انہیں بھی ان کے کئے کی کافی سزا دی۔ تم تو ہمارے نزدیک بہت ہی پست اور ذلیل قوم کے افراد تھے۔ ہماری نظروں میں نہ تمہارا کوئی مرتبہ تھا اور نہ قدر و منزلت۔ کیونکہ تم ہال اونٹ کی پٹم (اون) اور فقر و فاقہ کے اہل تھے اور بس اتنا جو دان سب باتوں کے ہمارے ملکوں پر دولت رکھتے اور ان پر ظلم و جور کا ہاتھ دراز کرتے ہوئے اندہ ہمارے پاس بندگان لشکر اور ساز و سامان ہے۔ ہماری شوکت و ہد بہ نہایت شدید و مضیم اور ہماری فوجیں اور لشکر بے حد ضخیم ہیں تم نے اپنی نیرز زمینیں اور خشک ملک سے جہاں پارس تک کا قلعہ بے نکل کر ہمارے شہروں کی طرف رخ کیا اور یہاں آ کر فساد کی آگ مشتعل فرمائی اور ہر ایک فساد کے بانی مہانی بن گئے۔ یہ تمہارے تمام کثرت اور ہمارے شہروں پر قبضے کرتے چلے پنا محض اس وجہ سے کہ یہاں آ کر تم ایسی سوار یوں پر سوار ہوئے جو تمہاری سوار یوں سے نہایت مدھ تھیں۔ کپڑے اسلی درجے کے پہنے۔ رمیوں کی خوب صورت لڑکیں پکڑ پکڑ کر اپنی خدمت کے لئے رکھ لیں۔ کھانے لذیذ مذیذ کھائے۔ سونے، چاندی اور متاع فرخ سے اپنے دامن بھر لیے اور یہ سب باتیں تمہارے شہروں میں بالکل مفتوح تھیں۔ اب تمہارا متعبد ہم سے ہوا ہے اور ہم تم تک پہنچ گئے ہیں اور جو وہاں سے تمہارے پاس وہ تمام چیزیں اور مال و منن جو تم نے ہماری قوم اور ہم مذہبوں سے لوٹ کھسوٹا ہے موجود ہے مگر ہم پھر بھی تمہیں ان سب کو معاف کئے دیتے ہیں اور کسی چیز کا مطہ نہیں کرتے اور ساتھ ہی یہ بھی وعدہ کرتے ہیں کہ ہم تم سے کسی چیز کے متعلق

بھڑا کریں گے اور نہ گزرے ہوئے کام پر غصہ جو کچھ اب تک ہوا سو ہوا مگر اب تم ہماری شہروں سے باہر چلے جاؤ اور ان کو خوں کر دو۔ اگر تم نے اس کا انکار کیا تو یہ درکھو تمہیں صفی ہستی سے اس صرح منادیں گے جس طرح گزرے ہوئے کل کو آج کے آفتاب نے میا میٹ کر دیا ہے اور اگر تم نے صبح کی طرف رغبت کی تو ہم تمہارے ہر ایک سپاہی کو ایک ایک پڑا اور سو سو دینار اور تمہارے سردار ابو سعیدہ کے لئے ایک ہزار دینار اور تمہارے خلیفہ عمر بن خطاب کے واسطے ایک ہزار دینار اس شرط پر دینے کے لئے تیار ہیں کہ تم ہم سے اس بات کا اقرار کرو اور قسم کھاؤ کہ ہم پھر کبھی تم سے لڑائی مول نہ لیں گے۔

کہتے ہیں کہ باہان آپ کو کبھی ترغیب دیتا تھا اور کبھی ترسب کبھی مال کی رغبت اور س کا لالچ دلالتا تھا اور کبھی دہکا ڈرا کے اپنا کام نکالنا چاہتا تھا۔ مگر آپ بالکل خاموش تھے اور کوئی حرف زبان پر نہیں لاتے تھے حتیٰ کہ باہان اپنی تمام کہہ چکا اور جس وقت وہ خاموش ہو گیا تو آپ فرمانے لگے بادشاہ نے جو کچھ کہا اچھا کہا ہم نے اسے بخوبی سنا۔ اب ہم کہتے ہیں چاہیے کہ بادشاہ بھی اسے بخور سنے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا تو تم تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جن کے سوا کوئی معبود نہیں۔ باہان نے یہ سن کر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور کہا یہ عربی! تم نے بالکل سچ کہا۔ آپ نے فرمایا میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور جناب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے پسندیدہ بندے اور برگزیدہ نبی و رسول ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ باہان نے کہا خدا کی قسم! مجھے معلوم نہیں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں یا نہیں ممکن ہے تم جو کہتے اور گمان رکھتے ہو وہ صحیح اور سچ ہو۔ آپ نے فرمایا ہر شخص کو اپنا اپنا مذہب پسند ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا سب سے فضیل اور بہتر ساعت وہ ہے جس میں اللہ رب العالمین کی اطاعت کی جائے۔ باہان اپنی قوم کی طرف متوجہ ہوا اور اپنی زبان میں کہنے لگا یہ شخص بڑا عقلمند ہے، حکمت و دانش کی باتیں کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا تم نے اپنی قوم سے کیا کہا۔ اس نے آپ کو بتایا تو فرمانے لگے۔ اگر میرا اندر عقل کا مادہ معایت کیا گیا ہے تو اس پر بھی اللہ عزوجل ہی تعریف و ستائش کے مستحق ہیں۔ ہم نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے:

خلق الله تعالى شيئا احب اليه من العقل لان الله تعالى لما خلق العقل وصوره و قدره قال اقبل فاقبل ثم قال له ادبر فادبر فقال الله تعالى وعرتي و جلالتي ما خلقت شيئا احب الي منك بك تنال طاعتي و تدخل جنتي۔

ترجمہ: ”اللہ تبارک و تعالیٰ نے عقل سے زیادہ محبوب اپنے نزدیک کوئی چیز پیدا نہیں کی کیونکہ اللہ تعالیٰ تبارک و تعالیٰ نے جب عقل کو پیدا کر کے سے مصور کیا و مقدر کیا تو اس سے فرمایا کہ آگے آؤ آگے آئی پھر فرمایا لوٹ جاؤ لوٹ گئی اس کے بعد اسے مخاطب کر کے فرمایا مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم میں نے اپنے نزدیک تجھ سے زیادہ کسی چیز کو محبوب نہیں پیدا کیا۔ تیرے ہی سبب سے میری اعلیٰ عزت کی طرف میں ہوتا ہوں تو تیری ہی وجہ سے جنت میں دخول ہوتا ہے۔“

باہان نے کہا جب تمہاری عقل و فہم کا یہ حال ہے تو تم اپنے ساتھ ان لوگوں کو کیوں لائے؟ آپ نے فرمایا تاکہ میں ان سے مشورہ کر سکوں۔ باہان نے کہا تم باوجود جود و عقل۔ حسن تدبیر۔ عمدہ رائے اور کافی بصیرت رکھنے کے مشورے میں دوسروں کے

محتاج ہو۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں ہر نبی تعالیٰ عزوجل نے ہمارے نبی جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی حکم فرمایا ہے اور اپنی کتاب عزیز میں ارشاد فرمایا ہے و شاورہم فی الامور ہر کام میں مشورہ کیا کرو۔ نیز ہمارے آقا و مولیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔
ما ضاع امرء عرف قدرہ ولا صاع مسلم قل مشورۃ اخیه۔

ترجمہ۔ ”جس شخص نے اپنا مرتبہ پہچان لیا وہ ضائع نہیں ہوا اور جس مسلمان نے اپنے بھائی کا مشورہ قبول کر لیا وہ ضائع نہیں ہوا۔“

اگر میں جیسا کہ تو سمجھتا ہے اور تجھے اطلاع پہنچی ہے صاحب رائے اور ذی عقل شخص ہوں تو میں عقلمندوں اور اپنے دوستوں کے مشورہ سے کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ بابان نے کہا تمہارے لشکر میں تم جیسے عقلمند اور زیرک آدمی کتنے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا ہمارے لشکر میں ایک ہزار آدمیوں سے بھی زیادہ ایسے شخص موجود ہیں جن کے مشوروں سے میں کبھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ اس نے کہا ہمیں یہ خبر نہیں تھی کہ تم میں ایسے ایسے عقلمند بھی موجود ہیں۔ ہمیں تو یہی خبریں پہنچتی رہتی تھیں کہ وہ نہایت حریص، جاہل، بے عقل اور فرویانہ لوگ ہیں۔ آپس میں ہی ایک دوسرے کو مارے پیٹتے اور مال و منال چھینتے رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہمارے اکثر آدمی کی یہی حالت تھی۔ حتیٰ کہ اللہ عزوجل نے ہمارے اندر ہمارے نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور انہوں نے ہمیں رشد و ہدایت کا راستہ دکھا کر ایک جادہ مستقیم پر لگا دیا جس کے سبب سے ہم نے خیر کو شرف سے، مصلحت کو ہدایت سے پہچانا اور اسی راستہ پر گامزن ہو گئے۔ بابان نے کہا خالد! تمہاری عقل و تدبیر نے مجھے تبس جس ڈال ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے ساتھ مواخات (بھائی چارہ) کر لوں اور اس طرح تم میرے بھائی اور دوست بن جاؤ۔ آپ نے فرمایا نہایت خوشی کی بات ہے اگر اللہ تبارک و تعالیٰ تیری بات کو پوری کر دے۔ تیری روح سعادت کو قبول کر لے اور ہم تم ایک ہو جائیں۔ بابان نے کہا یہ کیونکر؟ آپ نے فرمایا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمد عبده و رسولہ الذی بشر بہ عیسیٰ بن مریم۔ ”یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جن کی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے بشارت دی تھی ان کے بندے اور رسول ہیں۔“ اگر کوئی ایسا کہا اور اس کا اقرار کیا تو میں تیرا بھائی ہوں اور تو میرا، میں تیرا دوست ہوں اور تو میرا۔ اور جب تک کوئی نیا امر وقوع پذیر نہیں ہوگا اس وقت تک ہم تم ساتھ ہی رہیں گے اور کبھی جدا نہیں ہوں گے۔

بابان نے کہا تم نے جو مجھے میرے دین کے چھوڑنے کی رغبت اور اپنے دین میں داخل ہونے کی دعوت دی ہے میں اس سے معذور ہوں اسے قبول کرنے کے لئے میں کوئی سبیل نہیں دیکھتا۔ آپ نے فرمایا میں بھی جب تک تو اپنے گمراہ مذہب پر قائم ہے تیرے ساتھ مواخات کرنے اور دوست بننے کے واسطے اپنے لئے کوئی طریقہ اور سبیل نہیں رکھتا۔ اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ کے اور ہمارے مابین کاموں میں اصلاح ہو جائے۔ آپ نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ جو چاہیں گے وہی ہوگا۔ اس نے کہا میرا ارادہ ہے کہ میں خدمت و جاہ ختم و قطع و علیحدہ رکھ کے بھائیوں کی طرح تم سے گفتگو کروں۔ تمہیں بھی چاہئے کہ تم میرے اس کلام کا جس کے لئے میں نے تمہیں بلایا ہے جواب دوتا کہ میں اسے پوری طرح سن سکو کہ تم کیا کہتے ہو آپ نے فرمایا لا اما بعد تو نے جو اپنی قوم

کی عزت، دولت و شہنشاہی پر غلبہ اور شہروں پر اس کے تسلط کے متعلق بیان کیا ہے ہم اسے خوب جانتے ہیں۔ اسی طرح اپنے عربی مسالوں تمہارے انعم و کرام سے ہم بخوبی واقف ہیں لیکن تم نے یہ سب کچھ کیوں کیا اس لئے اور محض اس لئے کہ تمہاری نعمتیں تمہارے پاس باقی رہیں تم اور تمہاری اولادیں محفوظ و مومن ہوں۔ تمہارے ملک ترقی کریں عزت زیادہ ہو اور اس طرح ایک شیخ جمعیت تمہارے ساتھ ہو جائے تاکہ تم جس پر چاہو اپنی شان و شوکت ڈال کے اور جو شخص تمہارا مقتدا بلکہ کرے اسے اپنی سطوت و حشمت دکھلا کر مرعوب کر سکے۔ ہمارا نفوذ و اقتدار اونٹن بکریاں جہاں۔ سوہم میں ایسا کوئی شخص نہیں جس نے اونٹ یا بکریاں نہیں چرائی ہوں۔ ہمارے اکثر آدمی راہی ہیں اور جس شخص نے چرواہے کا کام کیا ہے وہ شخص اس سے زیادہ افضل و بہتر ہے جس نے یہ کام نہیں کیا نفوذ و اقتدار جنگی اور شہادت کا ہم انکار نہیں کرتے۔ ہم واقعی ایسے ہی جاہل تھے ہمیں عربوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایسی ہی سرزمین میں پیدا کیا تھا جس میں نہ عرب ہیں نہ درخت نہ قہل نہ زراعت نہ زینیں ہیں نہ باغات۔ البتہ بہت کم ایسی زمین ہے جس میں زراعت ہو سکتی ہے۔ ہم بہت کچھ جاہل تھے اور ایسے جاہل کے سوا اپنے گھوڑے، گلوں، اونٹ اور بکریوں کے مالک ہونے کے کسی اور چیز کی خبر ہی نہیں تھی۔ ہمارے قوی ضعیفوں کو کھا جاتے اور سوائے چاریمینوں، حرام کے بعض آدمی بعض سے کسی وقت بھی بے خوف نہیں رہتے تھے۔ معبود مالک العالم کو چھوڑ کر ان اونٹان و اسنام کی چونہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان عودت کیا کرتے تھے یہی نہیں بلکہ ان کے سامنے اسلئے پڑتے اور انہیں اٹھائے اٹھائے پھرا کرتے تھے اور اس طرح بکتی ہوئی آگ کے بالکل کنارے پہنچ جاتے تھے۔ مرنے والے مشرک ہو کر اس میں دخل ہو چکے تھے اور باقی ماندہ جو اپنے رب کے منکر اور صلہ رحم کے قاطع تھے قریب تھے کہ اس (دوزخ) تک پہنچ جائیں کہ دریائے رحمت نے امنہ کر ہمارے لئے اس آگ کو گلزار سے بدل دیا۔

نبی عربی، ہادی و مہدی رسول مہدی محمد مصطفیٰ جن کے ہم حسب و نسب سے پوری طرح واقف تھے۔ ہادی تعالیٰ جل جہدہ نے ہمارے اندر مسیحوت فرمائے اور ان سرد رو جہاں اور امام دوسرا نے ہماری رہنمائی کی اسلام کی دعوت دی۔ دین مبین کو طہر کیا۔ دلائل و برہان کے ساتھ مشرکین کی جنتوں کو توڑا۔ قرآن حکیم لے کر ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہمیں صراط مستقیم دکھلائی اور اللہ جل جلالہ و وحد لا شریک نے ان کی ذات گرامی کی وجہ سے انبیاء علیہم السلام کی تشریف آوری کو ختم کر دیا۔ آپ نے ہمیں رب العالمین کی عبادت کا سبق دیا۔ ہم نے اسے یاد کر کے اپنا دستور العمل بنالیا کہ ہم اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے نہ ان کا کسی کو مصاحب سمجھتے ہیں نہ سیم نہ ان کے لئے بیٹا تصور کرتے ہیں نہ بیوی نہ حرم نہ حرم نہ کسی بت کو پوجتے ہیں نہ کسی مالک و حاکم کو نہ آفتاب کو نہ چاند کو نہ کسی کو نہ اپنا بتاب کو۔ نہ نور کو قابل پرستش سمجھتے ہیں نہ نار کو نہ صلیب کو معبود گردانتے ہیں۔ نہ قربان کو ہم محض اللہ جل جلالہ و جن کا نہ کوئی شریک ہے نہ سیم اور جن کا نہ کوئی ضد ہے نہ ندیم سجدہ کرتے ہیں اور اپنے نبی برحق جناب محمد صلی آلہ و صحبہ کی نبوت کا اقرار کرتے ہیں اور بس۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے کلام پاک کو ان پر نازل فرمایا اور ہمارے ان مولاد و آقا نے ہمیں اس کلام مبین کے ذریعہ ہدایت فرمائی اور سیدھے اورچے راستے کی طرف بلایا۔ ہم نے آپ کی آواز پر لبیک کہا۔ آپ کی دعوت کو قبول کیا اور آپ کے حکموں کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ مجملہ ان اوامر کے جو آپ نے ہمیں حکم فرمائے ہیں یہ بھی تھا کہ جو شخص ہمارے دین کو اختیار نہ کرے۔ جو ہم کہتے ہیں وہ نہ کہے اللہ تبارک و تعالیٰ شانہ کے ساتھ کفر کرے

ان کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے حالانکہ ہمارے پروردگار جل جلالہ اس سے وراء الوداء ہیں نہ انہیں کبھی تیندا آتی ہے نہ انکھ تو ہم اس ایسے شخص کے ساتھ جہاد کریں جو شخص ہماری متابعت کرے ہمارے ساتھ شریک ہو جائے تو وہ ہمارا بھائی ہے۔ ہمارا مال و اسباب اس کامل و اسباب ہے اس کے اوپر وہ سب کچھ فرض ہے جو ہم پر مکھ دیا گیا ہے۔ لیکن اگر کوئی اسلام کا انکار کرے تو اس کی بریت کی صورت یہ ہے کہ وہ اپنی طرف سے ہمیں جزیہ دے اور اس طرح اپنی جان و مال اور اہل و عیال کو محفوظ کر لے لیکن اگر اسلام کا انکار کرتے ہوئے کوئی شخص جزیہ بھی انکار کر دے تو پھر ہمارے اور اس کے مابین فیصلہ کرنے والی کھوار ہے اور بس اللہ جل جلالہ جو سب سے بہتر حاکم ہیں جس کے حق میں بھی اس کھوار سے فیصلہ کرادیں۔ ہم تمہیں بھی ان تین ہی باتوں کی طرف دعوت دیتے ہیں سب سے پہلے یہ ہے کہ تم یہ کہہ اشد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و ان محمدا عبیدہ و رسولہ۔ اگر یہ منظور نہیں تو اس کے بعد بالغ مرد کی طرف سے سال بھر میں بطور جزیہ کے ایک دینار دین قبول کر دے۔ کیونکہ بالغ پر جزیہ ہے نہ عورت پر اور نہ اس راہب پر جس نے اپنی زندگی صومعہ کے لئے وقف کر دی۔

بابان کا اسلام لانے سے انکار کر دینا

بابان نے کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لینے کے بعد آیا ہم پر کچھ اور بھی فرائض، عہد ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا یا بابان نمازیں پڑھنا، زکوٰۃ دینا، روزے رکھنا، ہیبت الحرام کا حج کرنا کفار کے ساتھ جہاد کرنا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر کاربند ہونا۔ اللہ والوں سے محض خوشنودی باری تعالیٰ کے سے محبت رکھنا اور اس کے دشمنوں سے عداوت کرنا اور اگر ان کا انکار کر دے تو جب تک اللہ جل جلالہ جسے ان کی مرضی ہو اسے اپنی زمین کا وارث نہ کر دیں اس وقت تک ہمارے اور آپ کے مابین جنگ جاری رہے گی۔

بابان نے کہا آپ کی سمجھ میں جو آئے کچھ ہم اپنے مذہب سے کبھی نہیں بھر سکتے اور نہ جزیہ دے سکتے ہیں۔ باقی رہا آپ کا یہ کہنا کہ اللہ جل جلالہ کے دست قدرت میں ہے اپنے بندوں میں سے جسے چاہیں زمین کا وارث کر دیں میں اس کی تصدیق کرتا ہوں کہ آپ نے یہ بالکل سچ فرمایا ہے نہ وہ ہماری تھی نہ آپ کی بلکہ ایک دوسری ہی قوم کی تھی ہم نے اسے لڑکھ صل کر لی تھی اور اس کے مالک ہو گئے تھے۔ اب ہمارے اور آپ کے مابین جنگ ہے اللہ کا نام لے کر مقدمہ میں آج آپ۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم! تم ہم سے زیادہ جنگ کے خواہش مند نہیں ہو میں گویا اس وقت لڑائی کو جاری دیکھ رہا ہوں فتح و نصرت آ آ کے ہمارے قدم چوم رہی ہے۔ میں نے تجھے شکست دیدی ہے اور تو دوسری میں بندھا ہوا میرے آگے آگے گناہیت ذلت و حقارت کے ساتھ چلا جا رہا ہے۔ حضرت عمر بن خطابؓ کی بارگاہ مطلق میں پیش کیا گیا ہے اور انہوں نے تیری گردن مار دینے کا حکم نہ فرمادیا ہے۔

جب یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا اور اسے سخت غصہ آیا اس کے درباری، پیرے، دار، قیصرہ اور ہر قبیلہ کے بہادروں نے اس کا غصہ دیکھ کر آپ کے شہید کر ڈالنے کا تہیہ کر لیا اور اس کے حکم کے منتظر ہو گئے۔ بابان کسی قدر غصہ دبا کے کہنے لگا خالد! تم میں سے باتیں کر رہا تھا اور میرے دل میں تمہاری محبت پیدا ہو گئی تھی۔ مگر اب اس کی جگہ غضب اور غصہ نے لے لی۔ مسیح کی قسم! میں ابھی تمہارے سامنے ہی تمہارے ان پانچ آدمیوں کو جو ہمارے یہاں قید ہیں بلاؤں گا اور ان کی گردنیں مرداؤں گا۔

آپ نے فرمایا بابان میں جو کچھ کہتا ہوں سن! تو نہایت حقیر بے حد ذلیل اور بہت کم ظرف شخص ہے۔ ان پانچ آدمیوں کی

خوابش اور تمنی ہی ہے کہ ہم چار شہادت نوش کریں اور چونکہ وہ ہم میں سے ہیں اور ہم ان میں سے اس لئے ہماری بھی آرزو یہی ہے مگر یاد رکھنا کہ مستحب الدعوات کی ذات پاک حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت اور حضرت عمر بن خطابؓ کی خلافت قسم آرتوئے انہیں قتل کر دیا تو میں بھی اس تلوار سے ابھی تیرے اسراڑوں کا اور ہمارا ایک آدمی تیرے بہت سے آدمیوں کے پرچے اڑا کے رکھ دے گا۔

یہ کہہ کر آپ اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور اپنی تلوار کو فوراً میان سے کھینچ لیا۔ اصحاب رسول اللہؐ نے بھی آپ کا اتباع کیا اور نکلے تو ریں کر کر کے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قلم شگاف نعرے بلند کرنے شروع کر دیے۔ مست ہاتھی کی طرح چھوٹتے تھے اور حملہ آور درندوں کی طرف گھومتے تھے۔ میدان کا رزار کے گرم ہونے کا انتظار تھا اور اسی جگہ شہادت کا لبریز جام منہ سے لگا لینے کا اضطراب و انتظار تھا۔

مولف کتاب ہذا کا فتوحات کے بارے میں مستند ثبوت

شیخ ابو عبد اللہ محمد واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مولف کتاب کہتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ کی قسم جن کے سوا کوئی معبود نہیں اور جو کھلی اور چھپی ہر چیز کو جاننے والے ہیں میں نے ان فتوحات میں سوائے معتبر ثقات اور الصدوق الروافہ شخصوں کے کسی دوسرے کی بات یا خبر پر اعتماد نہیں کیا بلکہ مجھے جو کچھ صحیح پہنچا اسے بلا کہ وکاست نقل کر دیا ہے تاکہ میں اصحاب رسول اللہؐ اور ان کے جہاد فی سبیل اللہ کو ثابت کر کے اہل فتنہ پر جو سنت و فرض سے خارج ہیں جنت قائم کر دوں کہ اگر مشیت ایزدی ان کے شامل حال نہ ہو تو اور وہ اللہ سبحانہ کی رضا ہو تو اور خوشنودی کے لئے یہ کام نہ کرے اور مشیت اللہ ان کے ساتھ نہ ہو تو یہ ممالک مسلمانوں کی فتوحات میں ہرگز شامل نہ ہوتے اور نہ اس دین کا پرچم اس طرح لہرتا ہوا دکھائی دیتا۔ ان کی قسم تم کو شش محض اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کے لئے تھیں۔ خداوند تعالیٰ جل جلالہ انہیں جزائے خیر عنایت کریں کہ انہوں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے راستہ میں جہاد اور کوشش کر کے جہاد کے حق کو پورا کر دیا۔ اپنے دین کی نصرت کی۔ دشمنوں کے مقابلہ میں ثابت قدم رہے کوششیں صرف کیں حتیٰ کہ کفر کی ٹانگ پکڑ کے اسے اس کے تخت سے اتار کے پھینک دیا اور ایک کاری ضرب لگا کر اسے رجعت جہنمی پر مجبور کر دیا۔ انہیں کے متعلق فرماتے ہیں ملک المقدر ! منهم من قضی نجه ومهم من یستظر۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ مسلم بن عبد الحمید نے اپنے دادارافع بن مازنؓ سے بیان کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ جس وقت بابان کے پاس تشریف لے گئے تو آپ کے اس چھوٹے سے دستہ میں میں بھی آپ کے ہمراہ تھا ہم بابان کے خیمے میں تھے جس وقت ہم نے اپنی چمکتی ہوئی تلواروں کو مین سے باہر کر کے رومیوں کے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا تو ہماری نظروں میں ان کے لشکر کی کچھ حقیقت نہیں تھی ہم نے یقین کر لیا تھا کہ ہمارے لئے حشر کا میدان یہی میدان کا رزار ہو گیا اور ہم اسی جگہ سے اٹھائے جائیں گے۔ بابان نے جس وقت حضرت خالد بن ولیدؓ اور ہمارے ارادوں کو اس طرح بڑھاتا ہوا دیکھا اور اسے ہماری دودم تلواروں کی نوکوں پر اپنی موت اس طرح دکھائی دی تو چلا اٹھا اور کہنے لگا خالد! خضر و جلدی نہ کرو۔ غلبت میں ہلاک ہو جاؤ گے۔ میں

یعنی باری تعالیٰ جل جلالہ انہیں جہاد میں شہید فرماتے ہیں کہ بعض اس میں سے وہیں جواہریت کو پہنچ گئے ہیں بعض اس کا انتظار کر رہے ہیں۔ ۱۳۱

جاتا ہوں تم نے یہ کام اس وجہ سے کیا ہے کہ تم قاصد ہو اور قاصد حملہ کر لیتا ہے مگر قتل نہیں کیا جاتا۔ میں نے تم سے یہ باتیں محض تمہاری آزمائش کے لئے کی تھیں تاکہ میں تمہاری رائے دریافت اور معلوم کر سکوں کہ کیا ہے۔ اب میں تم سے کسی طرح کا تعرض یا مواخذہ نہیں کرتا تم اپنے لشکر کی طرف لوٹ جاؤ اور کل کے لئے جنگ کی تیاریاں کر لو جسے باری تعالیٰ جل مجدہ عنایت کریں گے اسے ہی فتح ہوگی۔ آپ نے یہ سن کر تلواریں میان میں کی اور فرمایا قیدیوں کے متعلق کیا رائے ہے؟ اس نے کہا میں انہیں تمہاری خاطر اور بغیر بخشش چھوڑ دیتا ہوں تاکہ وہ کل جنگ میں تمہاری مدد کریں اور مسلمان لڑائی میں مغلوب نہ ہو سکیں۔ وہ ہمارا اس وقت کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ آپ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور بابان نے انہیں چھوڑ دینے کا حکم دے دیا۔

کہتے ہیں کہ جس وقت اصحاب رسول اللہؐ چھوڑے دے گئے اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے چلنے کا قصد کر لیا تو بابان نے کہا خالد! میں چاہتا ہوں کہ ہمارے تمہارے مابین صلح ہی ہو جائے تو بہت بہتر ہے۔ نیز میں ایک چیز کا تم سے سوال بھی کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا شوق سے جو چیز چاہئے یا تکلف مانگ لیجئے۔ اس نے کہا یہ سرخ خیمہ مجھے پسند آ رہا ہے میں چاہتا ہوں کہ یہ تم مجھے بخش دو اور اس کے عوض میرے لشکر کے اندر سے جو چیز تمہیں خوبصورت اور عمدہ معلوم ہو اسے مجھ سے لے لو۔ آپ نے فرمایا واللہ! تو نے ایک ایسی چیز جو میری ملکیت میں ہے مجھ سے مانگ کر مجھے بے حد خوش کیا ہے۔ میں تجھے نہایت خوشی کے ساتھ اسے دیتا ہوں اور اس کے بدلے میں کوئی چیز لینا نہیں چاہتا اور نہ مجھے کسی چیز کی ضرورت ہے۔

بابان نے کہا تم نے بخشش دانہم کر کے نہایت عمدہ کام کیا ہے میں اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تو نے بھی ہمارے قیدیوں کو رہائی دے کر ہم پر احسان کیا ہے اس کے بعد آپ اپنے گھوڑے کی طرف چلے اور آپ کے تمام ساتھی آپ کے چاروں طرف تھے۔ آپ کے سامنے آپ کا گھوڑا پیش کیا گیا۔ آپ اس پر سوار ہوئے۔ آپ کے ہمراہی بھی اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ بابان نے اپنے چاہوں اور مصاحبوں حکم دیا کہ وہ ان کو اس جگہ تک جو ان کے قبضہ میں ہے پہنچا آئیں۔ چنانچہ یہ ان کو وہاں تک پہنچا کر لوٹ آئے اور حضرت خالد بن ولیدؓ اپنے لشکر کی طرف ان سے رخصت ہو کر چل پڑے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا اپنے ساتھیوں کو رہائی دلانا اور اسلامی لشکر میں واپس آنا
 کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ اور آپ کے تمام ساتھی حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں پہنچے آپ کو سلام کیا۔ مسلمان اپنے بھائیوں کی رہائی سے نہایت خوش ہوئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ سے تمام قصہ بیان کیا اور کہا صاحب منیر اور روضہ رسول اطہرؐ کے مالک کی قسم! بابان نے محض ہماری تلواروں سے ڈر کر ان کو چھوڑا ہے ورنہ وہ ایسا نہیں تھا کہ ان کو چھوڑ دیتا۔ آپ نے تمام قصہ سن کر فرمایا بابان نہایت ہوشیار اور مددگار حکیم معلوم ہوتا ہے۔ مگر شیطان اس کی قتل پر غالب ہو گیا ہے۔ اچھا تم کس طرح اور قراقراداد پر اس سے علیحدہ ہوئے ہو۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا لڑائی پر اور اس پر کہ جس چاہیں باری تعالیٰ عز اسمہ فتح بخشش۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے یہ سن کر سرداران لشکر کو جمع کیا اور بطور خطیب کے کھڑے ہو کر اللہ جل جلالہ کی تعریف کی۔ رسول اللہؐ پر درود شریف بھیجا اور فرمایا کہ دشمن کا رادہ کل صبح لڑائی کا ہے اس لئے تیار ہو جاؤ اور اللہ جل جلالہ پر اعتماد رکھو۔ مسلمانوں نے یہ سن کر ساز و سامان درست کرنا شروع کیا۔ شہسواران اسلام نے ایک دوسرے کو جنگ کی ترغیب و تحریص دی اور ایک دوسرے

کو آمادہ کرنے لگے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ اپنے لشکرِ حنف کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: یہ مسلمانو! یہ سمجھ لو کہ جن کافروں کو تم نے متعدد وجہ سے ہزیمت دی ہے۔ انہوں نے اب اپنے تمام مکمل اور شہروں سے جمعیتیں طلب کی ہیں ان کے لشکر میں میں گیا تھا میں نے انہیں دیکھا کہ اگر وہ بیہوشی دس کی طرح تمام میدان میں پھیلے پڑے ہیں۔ ساز و سامان بھی ان کے پاس بہت ہے مگر تم ان کے دل میں اور نہ ان کا کوئی معین و مددگار ہے کیونکہ باری تعالیٰ جل مجدہ فرماتے ہیں

ذٰلِكَ بَانَ اللّٰهُ مَوْلٰى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَّ اِنَّ الْكَافِرِيْنَ لَمْ يَمْلِكُوْا

”یہ اس واسطے ہے کہ ایمان والوں کے اللہ تبارک و تعالیٰ مالک و مددگار ہیں اور کافروں کا کوئی مالک و مددگار نہیں۔“

کل صبح یزائی قرآن پڑھتا اور ہمارے ان کے، عین یمنی ایک جنگ فیصلہ کن جنگ ہوگی۔ تم چونکہ جو اس مردی اور شدت کے اہل ہو اس لئے تم اپنی اپنی رائے سے مجھے مطلع کرو کہ تمہاری کیا رائے اور مرضی ہے؟ خداوند تعالیٰ جل مجدہ تم پر رحم فرمائیں اور جزائے خیر عنایت کریں۔ انہوں نے کہا ایسا امیر! جنگ تو ہماری خواہش اور عین تنہا ہے۔ اور اللہ جل جلالہ کے راستہ میں قربان ہو جانے اور اپنی جانوں کو پیش کر دینے سے بہتر اور یہ مسرت و شادمانی ہوگی۔ ہم انشاء اللہ العزیز بحرب و ضرب اور نیزہ و تھوار کا مقت بلکہ نہایت بے جگری کے ساتھ کریں گے اور اس وقت تک انہیں لاکھین جو سب سے بہتر حکم ہے کوئی فیصلہ نہ کر دیں اسی طرح برابر جان توڑ کوشش کرتے رہیں گے۔ حضرت ابوبعیدہ بن جراحؓ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا باری تعالیٰ تمہیں توفیق عنایت فرمائیں۔ سامان حرب سے تیار ہو جاؤ۔

کہتے ہیں کہ ابھی یہ رات گزرنے لگی تھی میں نے پتھری کہ مسلمانوں نے خوشی خوشی اور جہاد کے شوق میں تمام ساز و سامان حرب تیار کر لی اور یزائی کے کیل کانٹے سے لیس ہو کر گرفت حاصل کر دی۔ مسلمانوں کے لشکر میں کوئی شخص باقی نہیں رہا تھا جس نے اسلحہ سے مسلح ہو کر صبح کا انتظار نہ کیا ہو۔ آخر صبح ہوئی پوچھنی موذنوں نے لشکر اسلام میں ہر چہا طرف اذانیں دیں۔ اللہ اکبر کے بلند پائے نعرے فضا نے آسمان میں گونج اٹھے۔ قوسیدے بندے رب کعبہ کی عبادت کے لئے دوڑے اور وضو کر کے حضرت ابوبعیدہ بن جراحؓ کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ آپ نے انہیں نماز پڑھائی اور جس وقت یہ اسلام کے فدائی نماز سے فارغ ہو گئے۔ تو لڑائی کے لئے اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر صف بندی کرنے لگے۔ تین صفیں اس طرح پے درپے مرتب کیں کہ پہلی صف دوسری کو نہیں دیکھ سکتی تھی۔

جس وقت صفیں مرتب ہو چکیں تو حضرت خالد بن ولیدؓ حضرت ابوبعیدہ بن جراحؓ کے پاس آئے اور کہا ایسا امیر! لڑائی کے متعلق آپ کی احکام نافذ فرمادے نا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت معاذ بن جبلؓ کو لشکر کے میمنہ پر مقرر کر دو انہوں نے کہا کہ واقعی وہ اسی کے قابل ہیں۔

اس کے بعد آپ نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے فرمایا کہ تم میمنہ پر چلے جاؤ۔ یہ اپنا نشان لے کر لشکر کے میمنہ پر کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد پھر آپ نے حضرت ابوبعیدہ بن جراحؓ سے دریافت کیا کہ میسرہ پر کسے مقرر کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ۱۔ کنانہ بن مبرک کنانہ (کو) ۲۔ یافریہ عمرو بن معدی کرب زبیدی (کو) ۳۔ اللہ اعلم ان دونوں حضرات میں سے کون سے کے متعلق فرمایا (چنانچہ آپ نے انہیں میسرہ کی طرف روانہ کر دیا۔

حضرت یوسف بن معنؓ کہتے ہیں کہ حضرت کنانہ کی شجاعت و براعت کا یہ حال تھا کہ یہ لڑائی کے فنون میں کیسا سمجھتے جاتے تھے۔ اپنی بے انت و شجاعت اور شدت فراست کی وجہ سے یہ اپنے بنی کنانہ کے قیدی کی طرف سے تنہا دشمنوں کے مقابلہ میں لگا کرتے تھے اور ان کے معاندین عرب ل کر ان کا مقابلہ کیا کرتے تھے جس وقت یہ مقابلہ میں پہنچ جایا کرتے تھے تو اپنی بڑائی بیان کر کر کے ان کو ڈانڈا کرتے تھے۔ دشمن تیز گھوڑوں پر سوار ہو کر ان کی طرف بڑھتے رہتے اور یہ برابر مقابلہ کرتے ہوئے انہیں قتل کرتے رہتے تھے۔ اگر یہ ان پر کامیاب ہو گئے تو فہو المراد اور اگر دشمنوں کا خبیہ ہو چا تھا تو یہ گھوڑے سے اتر کر ان کے سامنے تیز دوڑا کرتے تھے اور وہ گھوڑوں کے سوار ان کی گردن تک کو بھی نہیں پہنچ سکتے تھے۔

یرموک میں مسلمانوں کا صف بستہ ہونا اور حضرت ابو عبیدہؓ کا حضرت خالد بن ولیدؓ کو سالار لشکر مقرر کرنا

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے جس وقت انہیں میسرہ پر مقرر فرمایا تو انہوں نے اس کو منظور کر لیا اور یہ میسرہ پر چل گئے۔ اس کے بعد حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ حضرت خالد بن ولیدؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ابو سلیمان! میں تمہیں تمام لشکر پر مس خواہ سوار ہو یا پیدل، سردار مقرر کرتا ہوں۔ تم اپنی حاجتی کے لئے پیدل سوار پر جسے چاہو حاکم مقرر کر دو۔ آپ نے کہا میں ابھی ان پر ایک ایسے شخص کو مقرر کرتا ہوں جس کی نظیر مسلمان پیش نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد آپ نے حضرت ہاشم بن حنبلہؓ کو آواز دی اور فرمایا تمہیں جناب امیر لشکر پیدل فوج کے اوپر مقرر کرتے ہیں۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا ہاشم! اتر اور باری تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں ان کے ساتھ چل جاؤ میں بھی اسی جگہ تمہاری موافقت کرنے والا ہوں۔

کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ تمام قبض مر تب فرما چکے تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے ان سے کہا کہ اب آپ تمام عہبر داروں اور سرداران لشکر کے پاس بھیجئے کہ وہ میرے ماتحت کام کریں اور جس طرح میں انہیں کہوں اس طرح لڑائی کو سرانجام دیں۔ آپ نے یہ سن کر حضرت شہاک بن قیسؓ کو بلا کر ہدایت کی کہ وہ تمام اصحاب رما ت کے پاس جا کر اس امر کا اعلان کر دیں کہ امیر ابو عبیدہؓ کا حکم ہے کہ تم تمام لوگ حضرت خالد بن ولیدؓ کی زیرِ ممان ہو۔ تمہیں چاہئے کہ جو کچھ وہ احکام نافذ فرمائیں تم ان پر کار بند رہو اور سر مو تقاوت نہ کرو۔ حضرت شہاک بن قیسؓ نے یہ سن کر تمام سرداران لشکر اور اصحاب رما ت کے پاس گشت لگانا شروع کیا اور ہر ایک کو اس ہدایت سے آگاہ کیا حتیٰ کہ آپ حضرت معاذ بن جبلؓ کے پاس بھی پہنچے اور انہیں بھی اس حکم سے روشناس کرایا۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے کہا کہ ہم سر و چشم اسے قبول کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپ اپنی فوج کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم اب ایک مبارک صورت اور میمون طاعت شخص کے زیرِ قیادت ہو اور تمہاری قسمت کی باگ دوڑ ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں دے دی گئی ہے جو سوائے امور اصلاح مسلمین اور اجر من رب العالمین کے کسی چیز کا خواہش مند نہیں ہے بس یاد رکھو اور خوب سمجھ لو کہ اس کے کسی حکم کے خلاف سر مو تقاوت نہ کرنا۔

شہاک بن قیسؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت معاذ بن جبلؓ کی زبان سے یہ اظہار سن کر ان سے کہا کہ آپ نے حضرت خالد

بن ولیدؓ کے متعلق نہایت گراں قدر الفاظ فرمائے۔ انہوں نے کہا میں نے یہ الفاظ نہایت چھان بین کر کے کہے ہیں محض سلفِ نظرؓ سے نہیں کہے۔ ان کی تمام باتیں اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کے لئے ہوتی ہیں۔ حضرت ضحاکؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت خالد بن ولیدؓ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر حضرت معاذ بن جبلؓ کے وہ الفاظ جو انہوں نے ان کے متعلق فرمائے تھے وہ میرے تو آپ نے فرما دیے وہ میرے خالص دینی بھائی اور محض لمبی محبت رکھنے والے شخص ہیں۔ بہت سے امور تہ سابقہ میں انہوں نے اور ان کے اصحاب نے مجھ سے سبقت کی ہے۔ کون شخص ہے جو ان کی برابری کر سکے۔ میں یں کر پھر حضرت معاذ بن جبلؓ کے پاس حاضر ہوا اور آپ نے ان کے متعلق جو کچھ فرمایا تھا اس کو ان سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم! میں ان سے محض خوشنودی باری تعالیٰ جل جہدہ کے لئے محبت رکھتا ہوں اور مجھے خداوند تعالیٰ ارحم الراحمین کی ذات اقدس و برامی سے امید ہے کہ وہ انہیں ان کی حسن نیت اور نصیحتِ سلیمانی کی وجہ سے نہایت اعلیٰ مراتب بخشیں اور مرحمت فرمائیں گے۔

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت ضحاکؓ حضرت خالد بن ولیدؓ کے متعلق جو حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ کے حکم اصحابِ رما ت کے پاس پہنچا پکے تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے صفوں کے درمیان میں چکر لگانا شروع کیا اور ہر ایک نشان کے پاس کھڑے ہو کر اس طرح انہیں تحقین دینی شروع کی یا اہل اسلام! صبر و استقلال، شجاعت و بہادری کی دلیل ہے اور بدلی اور نامرادی و ذلت و خسران کی نشانی۔ صبر والے ہمیشہ غالب ہوتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ اس فریق کی جو حق پر ہو اور صبر کو کام میں لائے ہمیشہ نصرت و اعانت فرماتے ہیں۔ یہاں چلتی ہوئی تلواروں کا جو متا بدلہ کرتا ہے اور تیز تیز شمشیروں کی نوکوں کے سامنے جو سینہ سپر ہو جاتا ہے تو یہ درکھو جس وقت وہ ارحم الراحمین کے سامنے حاضر ہوتا ہے تو وہ جو دو کرم اور بخششیں و انعام کی سرتاپا بستی اس کے مرتبہ کو بلند اس کی عزت کو زیادہ اس کے فعل کو کمونس اور اس کی سعی کو مشکور کرتی ہے۔ واللہ سبح الشاکرین۔ آپ یہی تقریر کرتے ہوئے اور دہراتے ہوئے تمام لشکر میں گھوم گئے۔ اور ہر ایک صاحبِ علم سے پاس کھڑے ہو کر انہیں الفاظ سے انہیں تنبیہ کرتے رہے۔ حتیٰ کہ جس وقت آپ نے تمام لشکر کا دورہ کر لیا تو آپ نے اپنے پاس مسلمانوں میں سے بڑے بڑے بہادر اور شہسوار جو نہایت سخت جان باز واقع ہوئے تھے جمع کئے اور لشکر زحف کے حضرات کو بھی ان میں شامل کر کے انہیں چار حصوں پر تقسیم کیا۔ ایک حصہ پر آپ نے حضرت قیس بن مسیرہ مرادیؓ کو مقرر کر کے ان سے فرمایا تم عرب کے مشہور شہسوار ہو۔ اس دست پر متعین رہو اور جو میں کروں تم بھی کرتے رہو۔ دوسرے حصہ پر حضرت میسرہ بن مسروق عسکیؓ کو اور تیسرے پر حضرت عامر بن طفیلؓ کو مقرر کر کے انہیں بھی یہی ہدایت کی کہ جو تھے حصہ کو جو تمام لشکر زحف پر مشتمل تھا خود اپنی کمان میں رکھا اور آفتاب کے طلوع ہونے سے پہلے پہلے اسلام کا یہ پر جوش لشکر سامانِ حرب سے آراستہ ہو کر لڑائی کے لئے بالکل تیار ہو گیا۔

رومیوں کے سردار مظلہ کے مقابلہ میں روماس والی بصرہ کا جانا

ادھر باہن ارمنی نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ وہ جب کے ساز و سامان سے بالکل مزین ہو جائے۔ چنانچہ وہ بھی تیار ہو گئے اور انہوں نے آگے بڑھنا شروع کیا۔ مسلمانوں کا لشکر ان سے پہلے تیار ہو چکا تھا اور وہ لڑائی کے ہر کیل کا نئے سے بالکل لیس ہو چکے تھے۔ رومیوں نے جس وقت آگے بڑھ کر مسلمانوں کی صف بندی اور آراستگی دیکھی کہ گویا ان کی ہر ایک صف ایک سنگین قلعہ ہے جو

ہلائے نہیں مل سکتا۔ پر غم سے اس پر سیاہ کر رہے ہیں۔ صفیں ملخصق ہونے کی وجہ سے سیدھے سیدھے میزوں کا ایک جال ہو کر رہ گیا تو ان کے دل ڈر گئے بدن کا نپ اٹھے اور باری تعالیٰ جل مجدہ نے ان کے قلوب میں ایک رعب بھر دیا۔ آگے بڑھ کے باہان نے اپنے لشکر کو مرتب کیا۔ نصرانی عرب یعنی عثمان، لخم اور جذام کے قبیلوں کے لوگ صفوں سے آگے کھڑے ہوئے اور جہلہ ایک چاندی کی صلیب جس کا وزن پانچ رطل تھا اور جس میں سوئے کی پینچہ کاری ہو رہی تھی اور جس کے چاروں کونے پر چار چمکتے ہوئے ستاروں کی طرح جواہر لگے ہوئے تھے لے کر ان کے آگے ہوا۔ باہان نے ان کے پیچھے تیس صفیں مرتب کیں جس کی ہر ایک صف مسلمانوں کے تمام لشکر جتنی تعداد موجود تھی اور پھر ہر ایک صف میں بہت زیادہ نشانات، اعلام اور صلیبیں، مور کی گئی تھیں۔ باہان نے رہبانوں اور پادریوں کے ساتھ جوائنٹل پڑھتے اور اسے دہونی دیتے جاتے تھے۔ ایک چکر لگایا اور جس وقت اس کی تمام صفیں پوری طرح سے مکمل ہو چکیں تو ان میں سے نہایت ڈیل ڈول کا ایک سردار مظاہرہ جھکتا ہوا نیزہ مرصع بالجواہر صلیب لئے ہوئے سبز گھوڑے پر سوار باہر نکلا اور مسلمانوں کے قریب آ کے رومی زبان میں کچھ بڑبڑانے لگا۔ دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ کوئی بادشاہ کے مقرنین اور امراء و عظماء و مہربانوں میں سے ہے۔ مسلمان اگرچہ اس کی زبان نہیں سمجھے مگر اسے بادل کی طرح گرجتا ہوا دیکھ کے فوراً تڑگئے کہ یہ اپنا مقابل تلاش کرتا ہے۔ انہوں نے یہ معلوم کر کے کسی قدر توقف کیا مگر حضرت خالد بن ولیدؓ ادھر سے توقف دیکھ کر چلا اٹھے اور فرمایا یہ کافر تھیں مگر بلکہ بلاتا ہے اور تم تاخیر کرتے ہو۔ اگر تم نہیں صحتفے تو اس کے مقابلہ میں جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے آگے بڑھنا چاہا۔ آپ ابھی گھوڑے کو ایڑ لگاتا ہی چاہتے تھے کہ مسلمانوں کے لشکر میں سے ایک نہایت عمدہ متبل کے گھوڑے کی طرح کے ہی ایک سبز گھوڑے پر ایک شخص ایک خوبصورت نیزہ ہاتھ میں تھا سے اور زرائی کے ساز و سامان سے پوری طرح لیس ہو کے آگے بڑھا اور اپنے حریف کے مقابلے کے لئے ادھر جانے لگا۔ یہ شخص حضرت خالد بن ولیدؓ کے کسی جانا ز سپاہی کی شناخت میں نہ آیا۔ آپ نے اپنے غلام ہمام سے فرمایا کہ تو اس سوار کے پاس جا کے دیکھ آ کہ یہ کون شخص ہے اور کس گروہ اور کون سے قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے؟ ہمام یہ سن کر اس کی طرف چلے اور قریب تھا کہ وہ سوار اپنے حریف تک پہنچ چکے کہ انہوں نے آواز دی اے مردو خدام کون شخص ہو؟ سوار نے جواب دیا میں روماس والی بصرہ ہوں۔ یہ سن کر ہمام پیچھے لوٹے اور حضرت خالد بن ولیدؓ کو اس سے مطلع کیا۔ آپ نے حسب ذیل دعا کی:

اللهم بارک فيه و زد فی فیئہ۔

ترجمہ: "اے الہی! ان میں برکت دیجئے اور ان کی نیکی نیکی میں زیادتی فرمائیے۔"

حضرت روماس والی بصرہ کی ایک رومی کے ساتھ جنگ اور آپ کا شکست کھانا

حضرت روماس والی بصرہ جس وقت حریف کے مقابلہ میں پہنچ گئے تو آپ نے اس سے رومی زبان میں گفتگو کی۔ اس نے کہا روماس میں سے تمہیں پہچان لیا ہے۔ تم نے اپنا مذہب چھوڑ کر اس قوم کا ساتھ کیا کیوں اختیار کر لیا۔ آپ نے فرمایا یہ دین جس دین میں میں داخل ہوا ہوں نہایت ہی جمیل اور شریف دین ہے۔ جس شخص نے اس کی متابعت کی وہ سعید ہو گیا اور جس نے اس کی مخالفت کی وہ مگر اہ ہو گیا۔

یہ کہہ کر آپ نے اس پر حملہ کیا۔ اس نے بھی جسے کا جواب دیا اور یہی اس طرح ایک گھنٹہ تک برابر لڑتے رہے۔ حتیٰ کہ دونوں لشکر ان دونوں حرلیوں کی بہادری پر عرش عرش کر اٹھے۔

آخر عمری نے انہیں ایک دفعہ غافل دیکھ کر ان کی غفلت سے فائدہ اٹھایا اور ایک نہایت کاری ضرب ماری جس کی وجہ سے آپ کے خون جاری ہو گیا۔ حضرت ردواس رحمۃ اللہ علیہ نے اس ضرب کو محسوس کیا اور جب آپ کو تھلیف معلوم ہوئی تو مسلمانوں کی طرف گھوڑے کی باگ کر کے سر پٹ گھوڑا ڈال دیا۔ حریف نے بھی نہایت تیزی کے ساتھ آپ کا تقب کیا اور قریب ہی تھکی کہ وہ آپ تک پہنچ جائے کہ مسلمانوں نے میسرہ اور مینہ سے لکارنا شروع کیا جس کی وجہ سے حضرت ردواس رحمۃ اللہ تعالیٰ کو ڈھارس بندھی اور حریف کے چھکے چھوٹ گئے اور وہیں رک گیا۔ آپ مسلمانوں کے لشکر میں داخل ہوئے۔ خون آپ کے چہرے پر بہہ رہا تھا۔ مسلمانوں نے آپ کو ہاتھوں ہاتھ لیا، مرہم پٹی کی۔ آپ کے کام کا شکر یہ ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ جمل جلالہ کی بخشش و انعام کا وعدہ دہرایا اور آپ کی سلامتی پر مبارک باد دی۔

کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت ردواس رحمۃ اللہ تعالیٰ کی شکست کھا کر میدان سے چپے آئے تو اس کے دل میں بڑا تکبر پیدا ہوا اور سخت دشت کلام کر کر کے اپنے بغض و عناد کو ظاہر اور اپنے مقابلے کے لئے بل من مبارز کا نعرہ لگائے۔ حضرت میسرہ بن مسروق عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھنا چاہا مگر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں منع کیا اور فرمایا آپ ایک بوڑھے شخص ہیں اور مد مقابل بہادر شیخ اور نہایت ذلیل و لکڑی کا آدمی ہے۔ اس لئے میرے نزدیک آپ کا اپنی جگہ پر ہی قائم رہنا اس کے مقابلے میں نکلنے سے زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔ بوڑھا آدمی جوان اور مضبوط شخص کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور خصوصاً جب کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلمان کا ایک ہل بھی تمام مشرکین سے افضل و بہتر ہے۔ یہ سن کر حضرت میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی جگہ تشریف لے گئے اور حضرت عامر بن طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی جگہ آگے بڑھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا عامر! تم سن ہو مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم اس کا مقابلہ نہ کر سکو انہوں نے کہا سردار! آپ نے اس بد بخت روی کی اتنی بہداری بیان کر دی کہ مسلمانوں کے دلوں میں اس کا رعب پڑ گیا اور یہ سخت بری بات ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میدان کے شہسوار خود درائی میں اپنے برابر کی کوتاہی سے ہیں اور اس کی بہادری و شجاعت اس کے چہرے سے خود نیک رہی ہے تم اس کا مقابلہ کسی طرح نہیں کر سکتے اور پھر جبکہ وہ اپنی فوج میں سب سے سہقت کرنے والا شخص ہے اور میدان میں سب سے پہلے آنے والا اس سے خود معصوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی قوم میں سب سے زیادہ بہادر شخص ہے کیونکہ سب سے پہلی بہادری نکلا کرتے ہیں۔ اس لئے تم اپنی جگہ پر ہی ٹھہرو۔ عامر بن طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر پیچھے ہٹ گئے اور کسی طرح کی مخالفت نہ کی۔

کہتے ہیں کہ گھبروای طرح بل من مبارز کا نعرہ لگا رہا حتیٰ کہ حرث بن عبد اللہ ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی جگہ سے بڑھ کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ میں اس کے مقابلہ میں جانے کی اجازت طلب کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا مجھے اپنی جان کی قسم! تم واقعی صاحب جسارت و ہمت اور قوت و شدت ہو۔ میں تمہیں لڑائی کا ایک پھر تیزا اور چالاک جوان تصور کرتا ہوں۔ ہم اللہ کہہ کر بڑھو۔ اور دشمن کا ناظرہ بند کر دو۔ ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سامان حرب درست کر کے نکلنا چاہا مگر پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ڈر ٹھہرو میں تم سے ایک سوال کر لوں۔ انہوں نے کہا ابوسلمین! پوچھو جو چلو چھٹنا چاہتے ہو۔

آپ نے فرمایا اس سے پہلے کسی لڑائی میں تم نے کسی کا مقابلہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا تم نے اپنی جان کے ساتھ بہت بڑا جھوک کرنا چاہا۔ تم ابھی نا تجربہ کار ہو اور یہ شخص حرب میں نہایت تجربہ کار اور ہوشیار معلوم ہوتا ہے۔ میں اسے بہت غور سے دیکھ رہا ہوں اور اس کے الٹ پھیر نہایت گہری نظر سے مطالعہ کر رہا ہوں تم اب اسے اس کے مقابلہ میں مت دو۔ میں چاہتا ہوں کہ اسی کے مثل اس کے مقابلے میں نکلے۔ آپ یہ کہتے جاتے تھے اور حضرت قیس بن ہبیر ہمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھتے جاتے تھے۔

حضرت قیس بن ہبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا رویہ سخن اور چشم التفات اپنی طرف دیکھ کر کہا ابوسیمان، میں سمجھ رہا ہوں آپ میری طرف اشارہ فرما رہے ہیں اور اس کام کے لئے میرے اوپر نظر انتخاب ڈال رہے ہیں میں حاضر ہوں اور جانے کے لئے تیار آپ نے فرمایا اللہ غالب و بزرگ و برتر کا نام لے کر تین رہو باؤ اور اس کے مقابلے میں پہنچ جاؤ۔ تم اس کے برابر ہو اور اللہ تبارک و تعالیٰ تمہاری مدد فرمائیں گے۔

حضرت قیس بن ہبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر گھوڑا سر ہٹ ڈال دیا اور وایک اسے میدان کے چکر دے کر اس کی چیزی کم کر دی۔ جس وقت گھوڑا زرادموں سے نکل چکا تو آپ حریف کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ کہتے ہوئے کہ بسم اللہ اہل برکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس پہنچے۔ دشمن آپ کا گھوڑا پھران دیکھ کر فوراً سمجھ گیا کہ یہ مسلمانوں کے لشکر میں نہایت شہسوار اور آزمودہ کار معلوم ہوتے ہیں۔ یہ سوچتے ہی یہ بھی بہت جلد آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور فوراً دونوں میں شدت بازی شروع ہو گئی۔ حضرت قیس بن ہبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شمشیر خارا شگاف لے کر اس کی طرف دوڑے اور ایک تلوار کا ہاتھ رسید کر۔ دشمن نے اسے اپنی ڈھال پر دوکا۔ مگر یہ تلوار ڈھال کو پچھڑ کر خود تک پہنچی اور اس میں رہ گئی۔ آپ نے سمجھتے ہی کہ تلوار کا ہاتھ نہ نکلے۔ اور دشمن نے تلوار چلائی اور آپ کی شاہ رگ پر بڑی جس نے آپ کو صدمہ پہنچایا۔ دونوں حریف ایک دوسرے سے بالکل قریب ہو گئے۔ دشمن چونکہ سخت تومند تھا اور آپ نے قتال اہل روہ کے بعد صیام و قیام چونکہ بہت فرمایا تھا اس لئے آپ بہت زیادہ لاغر اور نحیف الجثہ ہو گئے تھے اس لئے دشمن نے آپ کو آگے بڑھ کر قید کر لینا چاہا۔ آپ نے جس وقت یہ دیکھا کہ دشمن مجھ پر غالب ہو گیا ہے تو آپ پیچھے ہٹے اور دو کھڑے ہو کر اسے غصہ کی نظر سے دیکھ کر دل ہی دل میں کچھ خدعہ حرب (لڑائی کا کمر) سوچنے لگے۔ مگر چونکہ تلوار ہاتھ سے نکل چکی تھی اس لئے یہ سوچ کر کہ مسلمانوں کے لشکر میں سے کسی کی تلوار مانگ لیں گھوڑے کی باگ موڑ دی اور اپنی جان سے بالکل مایوس ہو گئے۔ جس وقت آپ نے میدان سے گھوڑا لوٹا تو دشمن نے پیچھنے ہوئے آپ کا عقب کیا۔ آپ یہ دیکھ کر آہستہ آہستہ چلنے لگے اور دل میں یہ سوچا کہ تیری مراد (شہادت) تجھے مل رہی ہے اور تو اس سے بھڑکتا ہے۔

یہ سوچ کر آپ پھر اس کی طرف پلٹے، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دیکھ کر انہیں آواز دی اور فرمایا قیس! میں تمہیں اللہ تبارک و تعالیٰ اور ان کے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم اس کام کو میرے اوپر چھوڑ دو واپس آ جاؤ۔ انہوں نے کہا ایسا الامیر! آپ نے مجھے بہت بڑی قسم دے دی ہے اگر میں آپ کے پاس آ گیا تو کیا آپ پھر مجھے جانے کی اجازت دے دیں گے اور میرے وقت میں توسیع کر دیں گے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ انہوں نے کہا تو میں فرار کو اختیار کر کے صاحب نائنیں ہونا چاہتا۔ میں میدان میں صبر و استقامت دکھلا کے اللہ تبارک و تعالیٰ سے انعام و بخشش کا خواستگار ہوں گا۔ یہ کہہ کر آپ نے اپنی کمر میں سے فخر نکالا اور دشمن کی طرف چل پڑے۔

حضرت خادہ بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح بغیر حصار کے آپ کو میدان کی طرف جاتے دیکھ کر اپنے دوستوں کی طرف خطاب کر کے فرمایا کوئی شخص ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھ کر قیس بن ہبیرہ تک میری یہ تلوار پہنچا دے۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا سلیمان! میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا ابن صدیق! یہ کام تم ہی سے ہوگا۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تلوار ہاتھ میں لی اور حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچ گئے۔ رومیوں نے انہیں دیکھا تو یہ سمجھے کہ یہ قیس بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اعانت کو آئے ہیں اس لئے ان میں سے بھی ایک اور سردار نکلا اور یہاں آ گیا۔

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تلوار دے کر کھڑے ہو گئے اور واپس نہوئے۔ آئے والے سردار نے کچھ باتیں کرنا شروع کیں جسے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطلق نہ سمجھ سکے۔ آپ نے فرمایا بد بخت کیا کہتا ہے ہم کچھ نہیں سمجھتے۔ یہ سن کر رومیوں میں سے ایک ترجمان نکلا اور اس نے ان سے کہا یا معاشر العرب! کیا تم یہ نہیں کہا کرتے تھے کہ ہم نہایت منصف اور عادل ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں! اس نے کہا ہم نے تو تمہارا بدلہ و انصاف کچھ بھی نہ دیکھا۔ تم دو سو ایک آدمی کے مقابلے میں نکل آئے۔ آپ نے فرمایا میں تو اپنے ساتھی کو محض تلوار دینے آیا تھا اور اب جاتا ہوں۔ اگر تمہارے سوا آدمی بھی ہمارے ایک شخص کے مقابلہ پر آجائیں تو ہمیں اس وقت بھی گراں نہیں گزرتا۔ دیکھو تم تین آدمی ہو اور میں تمہارا چھبیس کافی ہوں۔

ترجمان نے یہ اس سردار سے کہا وہ آپ کی یہ بات سن کر تعجب کرنے لگا اور انہیں آنکھ کے ایک کونے سے گھور گھور دیکھنے لگا۔ آپ نے فرمایا یہ قیس! تم تھک گئے ہو ذرا ٹھہرا جاؤ اور خدا کے واسطے کچھ دیر آرام کرو اور جو کچھ میں کرتا ہوں اسے دیکھتے رہو۔ یہ کہہ کر آپ نے اس شخص کے جس سے آپ مخاطب تھے اس زور سے ایک نیزہ مارا کہ اس کی پشت کو توڑتا ہوا باہر جانکا اور وہ چاروں شانے چٹ آ رہا۔ دونوں رومی سردار یہ دیکھ کر آپ کی طرف لپکے آپ پر محمد کر دیا۔ حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ یہ دیکھ کر آپ کی مدد کو دوڑے مگر آپ نے انہیں منع فرمایا اور کہا قیس میں تمہیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم آگ رہو اور ان سے مجھے جی بٹ لینے دو۔ اگر میں مارا گیا تو تم ثواب میں میرے برابر ہو گے۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے میرا سلام کہہ دینا اور کہنا کہ تمہارا بیٹا تمہارے باپ اور شوہر سے جا ملے۔ حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر تعجب کیا اور پیچھے ہٹ گئے۔

حضرت عبدالرحمن کا جنگ یرموک میں رومیوں کا قتل کرنا

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیزہ ہاتھ میں لیے آگے بڑھے اور ان میں سے ایک کے سینے میں دے مارا۔ اس کی نوک زہ میں پھنسن گئی تو آپ نے اسے ہاتھ سے پھینک دیا اور تلوار کو میاں سے سونت کر رکاب میں کھڑے ہو کر اس زور سے ایک بھر پور ہاتھ مارا کہ دشمن دو کلمے ہو کر زمین پر گر پڑا اور اس طرح یہ پہل رومی جوان جو تین تین ہو گیا۔ تیسرا گھرو آپ کی یہ جرات و ہمت دیکھ کر مہبوت سا ہو گیا اور اتھیر ہو کے آپ کی طرف دیکھنے لگا۔ حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی طرف دیکھا تو یہ ششدر و حیران کھڑا ہوا تھا۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا قیس! تم

کیوں یہاں کھڑے ہو؟ یہ کہہ کر آپ نے اس سردار پر بھی حملہ کیا اور اس کے ایک ایک تلوار ماری کہ اس کا سر دور چمک کر اور ہڑ زمین پر گرنا ہوا دکھائی دیا۔ رومیوں نے اس منظر کو دیکھا تو آپس میں کہنے لگے یہ عرب شیطان معلوم ہوتے ہیں۔

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جس وقت باہان کو اس کی اطلاع کی گئی تو وہ اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہنے لگا بادشہ کو اس قوم کے حالات کی بہت زیادہ اطلاع تھی مسیح کی قسم! تمہارے اندر ضرور کوئی ایسی بات ہے جس کی وجہ سے تم مغلوب ہو رہے ہو اور یہ قوم برابر فتح کرتی چلی جاتی ہے۔ اگر تم نے اپنی کثرت سے انہیں نہ ٹیس ڈالا تو تمہاری طرف سے کوئی ان کے مقابلہ میں کھڑا نہیں ہو سکتا۔ یہ ابھی یہ کہہ ہی رہا تھا کہ اس کی قوم کا ایک سردار اس کے پاس آیا اور دیر تک اس کے کان میں کچھ کہتا رہا اور جب وہ کہہ کر فارغ ہو گیا تو باہان کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ لوگوں نے جس وقت اس سے دریافت کیا کہ یہ آپ سے کیا کہہ گیا ہے؟ تو یہ گھوگوں کی طرح خاموش ہو گیا اور کچھ جواب نہیں دیا۔ جلد ہی بن ہسم غسان کا بیٹا ہے کہ جس وقت اسے ان تینوں آدمیوں کے متعلق جن میں وہ پہلا سردار بھی شامل تھا خبر کی گئی تو وہ کہنے لگا کہ وہ تمہارے اوپر فتح پا کر رہیں گے۔ اسی وقت اس کے پاس ایک سردار آیا اور وہ اس کے کان میں کہنے لگا ایہا الملک میں نے رات خواب میں دیکھا ہے کہ کچھ آدمی جو بائق اور سبز گھوڑوں پر سوار اور تمام اسلحہ سے مسلح تھے آسمان سے اترے اور ان عربوں کو گھیر لیں۔ ہم بھی ان کے سامنے کھڑے تھے۔ ہمارے لشکروں میں سے جو کھلتا رہا وہ برابر اس کو قتل کرتے رہے۔ حتیٰ کہ ہمارے اکثر آدمیوں کا ڈھیر کر کے رکھ دیا۔ میں نے جو کچھ خواب میں دیکھا تھا اب وہی بیداری میں دیکھ رہا ہوں کہ ان کے ایک آدمی نے نکل کر ہمارے تین آدمیوں کو قتل کر کے رکھ دیا ہے۔ مہری رائے میں یہ آسمان میں ہی مقدر ہو چکا ہے کہ وہ ہم پر فتیاب ہوں۔

کہتے ہیں کہ یہ سنتے ہی باہن کا دل بیٹھ گیا اور ان کی کمر نوٹ گئی اور اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ قوم باہان کے پاس جمع ہوئی اور اس نے مطالبہ کرنا شروع کیا کہ اس نے آپ کے کان میں کیا کہا ہے اس کو غابر کیا جائے۔ مگر اس نے بالکل سکوت اختیار کیا۔ قوم کا جب زیادہ اصرار ہوا تو بحیثیت ایک خطیب کے کھڑا ہوا اور کہنے لگا دین نصاریٰ کے حاملو! اگر تم نے دس گھول کر ان عربوں کا مقابلہ نہ کیا تو تم نہایت ذلت و خسران میں رہو گے مسیح (علیہ السلام) تم پر عہدہ کریں گے۔ اللہ عز و جل ہمیشہ تمہاری مدد و اعانت فرمانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تمہارے اوپر یہ تجتیں ہیں کہ انہوں نے تمہارے پاس رسول بھیجا اور کتاب نازل کی مگر تم نے دنیا میں ان کے رسول کا اتباع نہ کیا تمہیں ان کے رسول نے حکم دیا تھا کہ تم دنیا کی پیروی اور اتباع نہ کرنا اس کی کتاب میں یہ حکم تھا کہ تم ظلم نہ کرنا کیونکہ ظلم کو وہ دوست نہیں رکھتے مگر تم نے دنیا کی اطاعت کی ظلم پر کمر بندھی اور ان کے احکام کے خلاف کیا تو انہوں نے تمہارے مقابلہ پر تمہارے دشمنوں کو مدد دی۔ اب تمہارے خالق کے سامنے تمہارا کیا عذر ہوگا؟ تم نے اپنے نبی کے حکم کو چھوڑ دیا۔ اپنے رب کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا۔ یہ عرب تمہارے مقابلہ میں آ گئے جو تمہیں قتل کر کے تمہارے اہل و عیال کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں اور تم اب تک برابر اسی طرح معاصی اور ذنوب میں مبتلا ہو اور اس غلام الغیوب کی مخالفت پر کمر بستہ ایسی صورت میں اگر اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمہیں مغلوب کر کے تمہارے دشمنوں کو تم پر عہد دے دیا تو چونکہ تم نہ امر بالمعروف کرتے ہو اور نہ نہی عن المنکر اس لئے یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا عین انصاف اور بالکل عدل ہے۔

واقہ کی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ تقریر کر کے وہاں نے اس خواب کا گویا جواب دے دیا اور اس خواب دیکھنے والے کو تنبیہ کر دی کہ وہ اپنا خواب کسی دوسرے سے بیان نہ کرے۔ ادھر حضرت قیس بن ہبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان تینوں مقتولین کا اپنے گھوڑوں سے اتر کر سامان اور اسلحہ اتارے اور مسلمانوں کے لشکر میں پہنچ کر حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رو برو پیش کر دیئے۔ آپ نے انہیں دیکھ کر فرمایا کہ یہ تم دونوں ہی کا حق ہے۔ جس شخص نے سوار کو قتل کیا اس کا سامان اسی ماز کی داسے ہے اور مجھے امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا ہی حکم فرمایا ہے۔ ان دونوں نے وہ سامان لے لیا اور حضرت قیس بن ہبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو جہاں ان کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقرر فرمایا تھا اسی جگہ جا کھڑے ہوئے مگر حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر میدان کارزار کی طرف پلٹے اور دونوں صفوں کے درمیان میں گھوڑے کو چیر دینے لگے اور چونکہ آپ اس سردار کے گھوڑے پر جس کو آپ نے ابھی قتل کیا تھا سوار ہو گئے گئے تھے اس سے جس وقت آپ نے عرب جیسے گھوڑوں کی پھرتی اور تیزی اس کے اندر نہ دیکھی تو آپ واپس آ گئے اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر پھر ادھر چلے اور رویوں کے میمنہ پر پہنچتے ہی تھکے ہوئے رہے۔

میمنہ کی صفیں ان کے تھکے ہوئے بل گئیں اور انہوں نے ان کے دو سواروں کو موت کا راستہ دکھ دیا۔ اس کے بعد آپ یہاں سے پلٹے اور دشمن کے قلب پر چڑھ گئے۔ یہاں سے اٹھتے تو میسرہ پر آئے اور حمد کرنے لگے۔ یہاں آپ پر تیروں کی بوچھاڑ ہونے لگی تو آپ گھوڑے کو ایک ایڑے کے لشکر کے مقابلہ میں میدان کے اندر آ کھڑے ہوئے۔ اب آپ اپنے نام سے رومیوں کو ذرات اور انہیں مقابلے کے لئے باتے تھے۔ حتیٰ کہ ایک رومی سردار آپ کے مقابلے کے لئے نکلا مگر ابھی تھوڑا سا ہی وقفہ گزرا تھا کہ داعی اجل کو لبیک کہتا ہوا دونوں کی طرف چلا گیا۔ دوسرا نکلا اس کا بھی یہی حشر ہوا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس وقت آپ کی یہ بہادری دیکھی تو دعا کی

اللہم ارحه و احفظه فان عبد الرحمن قد اصطلى اليوم بقتال جيش ابروم وحده۔

ترجمہ: ”اے اللہ! عبدالرحمن کی نگاہ رکھنے اس کی حفاظت فرما۔ یسے کیونکہ اسی نے آج رومیوں کے لشکر میں آگ لگائی ہے۔“

اس سے بعد آپ نے انہیں پکار کر آواز دی عبدالرحمن! تمہیں اپنے باپ کے بڑھاپے اور ان کی بیعت کی قسم! بس اب تم چلے آؤ اور رلاؤ! اپنے مسلمان بھائیوں پر چھوڑ دو۔ آپ یہ سن کے واپس چلے آئے۔

خراہ بن غنم رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص سے جو جنگ یرموک میں تھا دریافت کیا کہ آیا میدان کارزار میں تمہارے دوش بدوش خواتین اسلام بھی رہتی تھیں۔ انہوں نے کہا ہاں رہتی تھیں۔ اسماء بنت ابی بکر زوجہ زبیر بن عوام، خود بنت ازورہ، نسیمہ بنت کعب، ام ابی نزلہ مکرمہ بنت ابی بکر، غزنہ بنت عامر بن عاصم ضمری مع اپنے خوند مسندہ بن عوف ضمری، رملہ بنت طلحہ زبیدی، رملہ، امامہ، زینب، نعم، ہندہ، بھر، بنتی وغیرہن رضی اللہ تعالیٰ عنہن خصوصیت کے ساتھ قبل ذکر ہیں۔ یہ اس طرح بیان توڑ کر لڑی تھیں کہ انہوں نے اپنے پیدا کرنے والے کو خوش اور راضی کر لیا تھا۔

واقہ کی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مجھ سے عبدالملک بن عبد الحمید نے جو یرموک کے میدان میں موجود تھے بیان کیا ہے کہ پہلے

دن یہ جنگ بڑھ کر محض ایک چنگاری تھی جو سگتے سگتے آخر میں ایک ایسی مہیب اور شہد زن آگ بن گئی کہ جس کے شرارے اڑاڑ کر خرمن بستی کو جلا کر خاک سیاہ کرنے لگے۔ اس کا برآئے والا دن گزرنے والے روز سے زیادہ خطرناک اور سخت آتا تھا۔

عمر بن جریر رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ پہلے یہ لڑائی کم تھی مگر بعد میں اس نے نہایت سختی اختیار کر لی تھی جس کا سبب یہ تھا کہ جب حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند ایک رومیوں کو موت کے گھاٹ اتار کر اپنے لشکر میں واپس چلے آئے تو یہاں نے اپنی دس صفوں کو مسلمانوں پر ٹوٹ پڑنے کا حکم دے دیا اور انہوں نے یہ حکم سنتے ہی مسلمانوں پر بل بول دیا۔ مسلمان بھی ان کی طرف بڑھے اور ایک گھمسان کا دن شروع کیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس وقت کھڑے تھے یہ دیکھ کر بھیج گئے کہ معاملہ نزاکت کی حد تک پہنچا چاہتا ہے۔ یہ سوچ کر آپ نے کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمانے لگے:

المدین قال لهم الناس ان الناس قد جمعوا لكم فاخشوهم فزادهم ايمانا و قالوا حسبنا الله و نعم الوكيل۔

ترجمہ ”وہ لوگ کہ کہا ان سے لوگوں نے کہ بے شک انہوں نے تمہارے مقابلہ کے واسطے لوگ جمع ہو گئے پس تم ڈرو ان سے پھر اس وقت ان کا ایمان اور زیادہ ہو گیا اور انہوں نے کہا کہ ہمیں اللہ کافی ہیں اور وہ کا تجھے کا رساز ہیں۔“

کہتے ہیں کہ جس وقت تک آفتاب قیامت پر کھڑا رہا اس لڑائی کا نظارہ دیکھتا رہا۔ اس وقت تک فریقین میں برابر لڑی ہوئی رہی۔ حتیٰ کہ شب کی تاریکی نے آسمان دونوں کو جدا کیا اور یہ اس طرح ایک دوسرے سے جدا ہوئے کہ ایک نے دوسرے کو سوائے علامت اور نشانہ کے کسی طرح نہیں پہچانا۔ عرب کی ہر قوم اپنے اپنے شعار سے آواز دیتی اور ہر گروہ اپنے اپنے نسب یاد دلادلا کر اپنی معینہ نشانیوں کا پتہ دیتا تھا۔ اس طریقہ سے ہر جماعت اپنی اپنی فرو د کاہوں کو لونی۔ مسلمانوں کا استقبال ان کی عورتوں نے کیا۔ ہر ایک خاتون اپنی اپنی مٹلی سے اپنے شوہر کا چہرہ صاف کرتی جاتی اور کہتی تھیں کہ اے اللہ کے دوست تمہیں جنت کی بشارت ہو۔ مسلمانوں نے نہایت خوشی اور خیریت کے ساتھ رات بسر کی نیموں میں آگ جلائی اور اطمینان سے ٹھہرے رہے۔ کیونکہ اس پہلے دن کی لڑائی میں فریقین کا کچھ زیادہ نقصان نہیں ہوا تھا۔ رومی بھی بہت کم کام آئے تھے اور مسلمان بھی کل دس ہی شہید ہوئے تھے جن میں سے دو آدمی حضرت موت کے مازن اور قہرمان تھے اور تین یعنی رافع، جملی اور جازم حسان کے ایک عبداللہ بن احزم انصاری انصار میں سے تین قبیلہ بنجد سے ایک قوم مراد کے جو حضرت قیس بن ہبیر ہمرادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھتیجے تھے۔ حضرت قیس بن ہبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی شہادت سے بے حد قلق ہوا تھا۔ انہوں نے ان کو تلاش کیا تھا مگر جب وہ نہیں ملے تھے تو یقین کر لیا تھا کہ وہ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ یہ سمجھ کر انہوں نے اپنے ساتھ روشنی اور چند آدمیوں کے ہمراہ میدان کارزار میں انہیں تلاش کرنے نکلے۔ مہر کہ میں سب جگہ تلاش کیا مگر ان کی نعش کہیں دکھائی نہ دی۔ جس وقت یہ واپس ہونے لگے تو انہوں نے دفعۃً رومیوں کے لشکر میں سے ایک آگ ادھر آتی ہوئی دیکھی۔ یہ چند رومی تھے جو اپنے ایک سردار کو جو نہایت ذی مرتبہ شخص تھا تلاش کرنے آئے تھے۔ جس وقت یہ حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب ہو گئے تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تم اپنی روشنی گل کر دو۔ خدا کی قسم میں ان رومیوں سے اپنے بھتیجے کا بدلہ لوں گا۔ انہوں نے وہ روشنی بجھا دی اور مقتولین کی نعشوں میں لکر جنگ کے واسطے تیار ہو کے زمین پر پڑ رہے۔

رومیوں کی تعداد سو کے قریب تھی اور وہ تمام اسلحہ و ساز و سامان سے مزین تھے۔ حضرت قیس کے آدمیوں کی تعداد اکل سرت تھی اس لئے انہوں نے حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ رومی سویں اور ہم سات اور پھر تھکے ماندے۔ آپ نے فرمایا تم لوگ لوٹ جاؤ میں یا تو اپنے بھتیجے کا بدلہ لوں گا ورنہ نہیں جان دے دوں گا۔ خدا کی قسم! میں اللہ کے راستہ میں جہاد کا حق ادا کر کے رہوں گا اور پیچھے کبھی نہیں ہٹوں گا۔ یہ سن کر یہ حضرات آپ کے ساتھ رہے اور ان کی بات پر تعجب کرنے لگے۔ رومی آ کے نعشوں کے چاروں طرف پھرنے لگے اور اس سردار کی نعش کے پاس جو سب سے اول لڑائی کے لئے نکلا تھا اور جسے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کیا تھا ٹھہرے اور اسے اٹھ کر پلٹنے لگے۔ جس وقت چنے کا ارادہ کریں تو پیچھے سے حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھی لگا کر کھڑے ہوئے۔ رومی ان کی آوازیں سنتے ہی گھبرا اٹھے۔ سردار کی نعش کو پھینک دیا اور اس قدر ہلکاٹے کہ کہیں کی انہیں کچھ خبر نہ رہی۔ مسلمانوں نے تلواریں سے کام لینا شروع کیا اور ان کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے لگے۔

حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قتل کرتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے یہ میرے بھتیجے کی طرف سے ہے۔ یہ اس کے بدلے میں ہے حتیٰ کہ اسی طرح آپ نے سولہ آدمیوں کو تہ تیغ کر دیا۔ آپ کے ساتھیوں نے بھی اکثر لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارا اور باقی جو بچے وہ بھاگ گئے۔ قتل سے فرار ہو کر حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بھتیجے حضرت سوید بن بہرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پھر تلاش میں ہوئے اور رومیوں کے لشکر کی طرف بڑھ گئے۔ دور سے آپ نے ایک آہ بھری آواز سنی اس کی طرف چلے تو اچانک آپ کے بھتیجے حضرت سوید بن بہرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ دکھائی دیئے۔ آپ انہیں دیکھ کر روئے اور فرمایا ابن ابی انی! کیا بتی تھی اور کیوں روئے تھے؟ انہوں نے کہا پتہ جان! میں تو قب کر تا ہوا رومیوں کی طرف بڑھا چلا گیا تھا جس وقت میں واپس پھرنے لگا تو ایک رومی نے اپنے لشکر میں سے نکل کر میرے ایک ایسے نیزہ دار کا اس کی نوک میری پشت تک چیرتی چلی گئی۔ اب اس کی وجہ سے ایک عجیب بات کا مشاہدہ کر رہا ہوں کہ یہ چند خوبصورت بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں میرے چاروں طرف ہیں اور اس بات کا اعتقاد کر رہی ہیں کہ میری روح نکل جائے۔ آپ یہ سن کر روئے اور فرمایا ابن ابی انی! ہر کام کا وقت کبھ ہوا اور معین ہے کیا تعجب ہے کہ ابھی تمہاری عمر باقی ہو۔ انہوں نے کہا افسوس چچا جان! خدا کی قسم ہم یوں پر اچکا ہے۔ کیا ممکن ہے کہ آپ مجھے اٹھ کر مسلمانوں کے لشکر میں پہنچا دیں اور میرا دم وہیں نکلے۔ آپ نے فرمایا ہاں! یہ کہہ کر آپ نے انہیں اپنی پیٹھ پر اٹھایا اور مسلمانوں کے لشکر میں لاکے اپنی فروگاہ میں انہیں لٹا دیا اور ایک کپڑا اوڑھا دیا۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یہ خبر سن کر تشریف لے آئے اور ان کے بھتیجے کی طرف دیکھ کر کہ یہ نہایت جوانمردی کے ساتھ جان دے رہے ہیں انہیں مسامحہ کر کے ان کے سر اٹھ بیٹھ گئے اور رونے لگے۔ مسلمان بھی یہ دیکھ کر رونے لگے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا ابن ابی انی! کیا حال ہے؟ اور ہم کس حالت میں تمہیں دیکھ رہے ہیں۔ حضرت سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا نیکی بہتری اور بخشش کی حالت میں اللہ جل جلالہ ہی کی طرف سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جزائے خیر عنایت فرمائیں۔ آپ اپنے قول میں بالکل سچے تھے اور آپ نے ہم سے بالکل درست اور صحیح ارشاد فرمایا تھا۔ یہ حور مجھے آواز دے رہی ہے اور بلاتا چاہتی ہے۔ حضرت سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کہہ ہی رہے تھے کہ آپ کی روح اعلیٰ علیین کی طرف پرواز کر گئی۔ اللہ جل جلالہ انہیں اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اس کے بعد انہیں بہرہ و خاک کر کے ہم اپنے اپنے خیموں میں چلے آئے۔

حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوسعیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تمام قصہ بیان کیا اور رمیوں کے قتل کرنے کی خبر دی۔ آپ سن کر بے حد خوش ہوئے اور سمجھ گیا کہ یہ ایک فال نیک ہے جو مدد و نصرت پر محمول ہوتی ہے۔ مسلمانوں نے یہ تمام رات قرآن مجید کی تلاوت میں گزاری اور تمام رات اللہ تبارک و تعالیٰ سے مدد و نصرت طلب کرتے رہے۔

کہتے ہیں کہ باہان جب وٹ کر اپنی فروگاہ میں آیا تو وہی بطریقہ، راہب، عالم اور دانش مند لوگ اس کے پاس جمع ہوئے دسترخوان بچھایا گیا کھانا چاہا گیا مگر اس نے اس خواب کی دہشت کی وجہ سے جو ایک سردار نے اس سے بیان کیا تھا اس میں سے قطعاً کچھ نہ کھایا۔ اس کا دل چاہتا تھا کہ میں جزیہ دے کر صبح کر لوں مگر لوگ ہر قتل نیز امراء سلطنت اور اعیان مملکت کا خوف اسے مانع آ رہا تھا جی ہے و لکن لیقضی اللہ امر کان مفعولاً جو کام مقدر ہو چکا ہے اسے اللہ تبارک و تعالیٰ کو کرنا ہی ہے۔

سردار باہان کی خواب کی وجہ سے پریشانی

راوی کا بیان ہے کہ جب باہان نے کھانے میں ہاتھ نہ ڈالا تو پادری اور راہب اس سے کہنے لگے کہ آج کیا سبب ہے جو جناب کھانا تناول نہیں فرماتے۔ اگر لڑائی کی وجہ سے کچھ رنج و مدل ہے یہ جتے پھرتے سڑے کی طرح یا ڈول کی مانند ہے آج کسی کا پانسہ زبردست ہے تو کل کسی اور کا۔ آپ یہ دیکھئے اگر مسلمان مظفر و منصور ہوتے چلے جاتے ہیں تو اس کا علاج محض یہی ہے کہ ہم سب ان پر ایک مستحق حملہ کر دیں اور اس طرح ان کے لشکر میں ایک تنفس بھی زندہ نہ چھوڑیں۔ باہان نے کہا میرے نزدیک ہمارے مغلوب ہونے کی وجہ صرف یہی ہے کہ ہم نے اپنے دین کے احکام کو متغیر کر دیا اور اپنی حکومت میں رعایا پر ظلم و جور روا رکھا۔

یہ سن کر ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا بادشاہ! آپ تاقیامت زندہ رہیں۔ میں یک گاؤں کا رہنے والا اور تیرے دین کا حامل ہوں۔ میرے پاس سو بڑیاں تھیں جنہیں میرا بیٹا چرایا کرتا تھا۔ تیرے ایک معزز سردار نے ان بکریوں کے گلے کے پاس اپنا ڈیرہ نصب کیا اور اگلے روز بقدر حاجت ان بکریوں سے چند بکریاں پکڑ لیں۔ اس کے دوسرے آدمیوں نے یہ دیکھ کر گھٹے میں جس قدر بکریاں پکی تھیں وہ سب اپنے قبضہ میں کر لیں۔ میری عورت اس سردار کے پاس شکایت لے کر آئی۔ اس نے اسے دیکھ کر اپنے پاس بلا لیا وہ چلی گئی جب اسے اس کے پاس کچھ دیر ہوئی تو میرا لڑکا اس سردار کے پاس پہنچا اور اس نے اسے اچانک اس کے ساتھ مقاربت کرتے ہوئے دیکھ کر شہر کا پتہ سن لیا۔ سردار نے اس کے قتل کرنے کا حکم دے دیا اور قتل کر دیا گیا۔ میں اپنے لڑکے کو چھوڑا نہ آیا تو مجھے بھی موت کے گھاٹ اتار دینے کا حکم نہ کر دیا گیا۔ جس وقت میرے تلوار مار دی تو میں نے سامنے اپنا ہاتھ کر دیا جو کٹ کر دوڑا۔ یہ کہہ کر اس نے اپنا ہاتھ کھول کر دکھایا جو واقعی کٹ ہوا تھا۔

باہان یہ سن کر غصہ میں بھر گیا اور اس وقت اس کے غصہ کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اس سے کہنے لگا تو اس سردار کو پہچانتا ہے اس نے کہاں ہاں یہ ہے اور ہاتھ سے ایک سردار کی طرف اشارہ کر کے بتا دیا۔ باہان نے نہایت غنیمت و غصہ کی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔ وہ سردار یہ دیکھ کر غصہ میں بھر گیا۔ نیز دوسرے سردار بھی اس کے ساتھ ہو کر بھنبھنا اٹھے اور غصہ میں بھر کے ان اسی مستغیث کو تلواریں نکال نکال کر مارنے لگے اور اسے قتل کر کے ڈال دیا۔ باہان ان کی طرف دیکھ رہا تھا اب اس کا غصہ اور تیز ہوا اور یہ کہنے لگا صلیب کی قسم! تم ذلیل ہو کر رہو گے۔ جب تم ایسے کام کرتے ہو تو فلاح و بہبود کی امید اور مدد و نصرت کی تنہائی

ساتھ ہی ساتھ رکھ کر عیث محض ہے۔ کیا تمہیں کل کا ڈر نہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جو تمہیں انہیں نے دے رکھا ہے تم سے چھین کر ضرور دوسروں کے ہاتھ میں جو احکام شریعت کے موافق عمل کرتے ہوئے دے دیں گے۔ اب تم میرے نزدیک مدھوں اور کتوں جیسی حقیقت رکھتے ہو بلکہ ان سے بھی بدتر ہو تم بہت جلد اپنے اس ظلم کا بدلہ دیکھ لو گے۔ یہ کہہ کر اس نے انہیں اپنے پاس سے چھپنے جانے کا حکم دیا۔

بعض کہتے ہیں کہ یہ خود ان کے پاس سے انھیں کھڑا ہوا اور ان کو ان کی حالت پر چھوڑ گیا۔ جب تمام آدمی اس سے متحد ہو گئے تو محض ایک سردار اس کے پاس رہ گیا وہ کہنے لگا: دشوہ! خدا کی قسم! اصل بات یہی ہے جو آپ نے فرمائی۔ ہم اپنے ظلم کی وجہ سے مغلوب ہوتے چلے جاتے ہیں۔ آپ یہ اچھی طرح سمجھ میں کہ ہم نے رات میں خواب دیکھا ہے کہ کچھ سوار سبز چھوڑ پر آسمان سے اترے۔ انہوں نے عربوں کو گھیرا، وہ تمام اسلحہ سے مسلح تھے ہم انہیں برہنہ کر دیکر رہے ہیں۔ ہمارا جو سوار بھی ان کی طرف جاتا ہے وہ اسے فوراً قتل کر دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ اسی طرح انہوں نے ہمارے اکثر آدمی، رذالے، غرض اس نے پہلے سردار کی طرح اپنا یہ تمام خواب من و عن اسی طرح بیان کیا۔

ہاں تمام رات اسی فکر میں رہا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ آخر اس کی رائے نے یہی راہنمائی کی کہ وہ لڑائی کو موقوف رکھے۔ صبح ہوئی تو مسلمانوں نے اپنے آپ کو مسح کیا صفوں کو ترتیب دی اور لڑائی کے منتظر ہو گئے۔ مگر جب رومیوں میں کچھ حرکت اور جنبش نہ دیکھی تو یہ سمجھ لیا کہ ان میں کوئی نئی بات ضرور ہے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا کہ دشمن مغلوب معلوم ہوتا ہے تم ان پر کچھ زیادتی نہ کرو اور ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔

کہتے ہیں کہ تمام بطریقہ نیز چاروں بادشاہ یعنی قسطنطین، جرجیر، وریحان اور قوریہ و تمام سرداران لشکر جنگ کی اجازت طلب کرنے کے لئے ہاں کے پاس جمع ہوئے اور کہا کہ آپ ہمیں لڑائی کی اجازت دیں۔ اس نے کہا میں ایسی قوم کی طرف سے جس کا پیشہ ہی ظلم ہے کیوں نہ رو آؤ؟ تمہاری سلطنت کا بچہ و اور اپنے حرم کی حفاظت کے لئے لڑو۔ انہوں نے کہا بہت اچھا آپ لڑائی ہمارے حوالے کر دیں صبح بن مریم کی قسم! تا وقتیکہ ہم انہیں شام سے نہ نکال دیں گے یا انہیں مار کر انکا وہیں ڈھیر نہ کر دیں گے۔ اس وقت تک کبھی پیچھے نہ ہٹیں گے یا وہ ہمیں قتل کر دیں گے اس وقت کچھ ہو کر رہے گا۔ آپ ہمارے قول پر اعتماد کریں اور ہمارے ساتھ میدان کا زارت تک چلیں۔ جس وقت آپ لڑائی کا قصد کریں تو ہمیں ہمارے لشکر کے ساتھ باری باری اپنا زنت دیتے رہیں کہ ایک دن ہم میں سے ایک سردار اپنی جمعیت کو ساتھ لے کر لڑے اور دوسرے روز دوسرا۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ ہم میں سے کون شخص زیادہ بہادر، شجاع اور سخت ہے اور مسلمانوں کو زیادہ دیر مقابلے میں ٹھہرنے دیتا ہے یا نہیں؟ ہم اپنے تمام لڑکے اور اہل و عیال کو ایک جگہ جمع کر دیں گے۔ اگر ہم نے عربوں پر غلبہ حاصل کر لیا تو ہم انہیں ان کے خصموں کی طرف لوٹا دیں گے اور اگر ہم پر عربوں کا غلبہ ہو گیا تو وہ اپنے اپنے شہروں اور دیہات کو لوٹ جائیں گے۔ لڑائی ہمارے اور ان کے، مابین ہفتہ میں پانچ دن ہوگی اور دو دن آرام کرنے کو مل جائیں گے۔ اس طرح ہمیں امید ہے کہ ایک یا دو دن میں ہمارے ان کے درمیان کوئی فیصلہ شکست یا فتح کا ضرور ہو جائے گا۔ ہاں ماعون نے کہا واقعی یہ رائے ٹھیک ہے۔ میں بادشاہ کو بھی اس سے مطلع کئے دیتا ہوں یہ کہہ کر اس نے ملک ہرقل کو حسب ذیل الفاظ میں خط لکھا۔

ہرقل کے نام بابا ہان ملعون کا خط

”اما بعد۔ ایہا الملک! میں آپ اور آپ کے لشکر کے واسطے اللہ تبارک و تعالیٰ سے نصرت و اعانت اور آپ کی سلطنت کے لئے عزت و حکومت کی دعا مانگتا ہوں۔ آپ نے مجھے بہ شکر کے ساتھ عربوں کے مقابلے میں روانہ کیا میں میدان میں اترانے میں ہر طرح کی طرح دی عمرو اس طرح میں نہ آئے، صلح کی درخواست کی وہ بھی رد کر دی۔ چند حیلوں سے چاہا کہ وہ واپس ہو جائیں مگر میں اس میں بھی کامیاب نہ ہو سکا۔ بادشاہ کا لشکر ان سے مرعوب ہو گیا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں لشکریوں کے دل میں بددلی نہ پیدا ہو جائے۔ یہ تمام باتیں محض اس وجہ سے ہیں کہ ہماری قوم کے رگ و پے میں ظلم کیا گیا ہے۔ میں نے اپنے ساتھیوں میں سے عتقا، اور صلتاء کو جمع کر کے مشورہ کیا تھا ہماری رائیں اس بات پر متفق ہوئی ہیں کہ ہم اپنی تمام جمیعت کے ساتھ ان پر ایک دم بدلہ بول دیں اور تا وقتیکہ باری تعالیٰ جل مجدہ کوئی فیصلہ نہ کریں اس وقت تک برابر لڑتے رہیں۔

اگر اللہ جل جلالہ نے ہمارے دشمنوں کو ہم پر غلبہ دے دیا تو آپ خداوند تعالیٰ کی مرضی کے تابع ہو کر صبر کیجئے۔ آپ یاد رکھیں کہ دنیا آپ سے زائل ہونے والی ہے اس لئے جو چیز آپ کے ہاتھ سے نکل جائے اس پر افسوس نہ کیجئے اور جو آپ کے قبضہ میں ہے اس کے علاوہ کسی دوسری چیز کو مضبوط نہ کیجئے بلکہ اپنے مامن دار السلطنت قسطنطنیہ میں تشریف لے جائیے۔ آپ رعیت کے ساتھ نیکی کریں اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کے ساتھ نیکی سے پیش آئیں گے۔ رعیت پر رحم فرمائیے آپ پر بھی رحم کیا جائے گا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی درگاہ میں عاجزی کیجئے تاکہ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کا مرتبہ بلند کریں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ غرور کرنے والوں کو کبھی دوست نہیں رکھتے۔

میں نے سر ارقوم خالد بن وہبہ کے ساتھ باہر کرنا چاہا مگر نہ کر سکا اور ان پر کسی طرح قدرت نہ پاسکا۔ راجی اور رغبت بھی دی مگر انہوں نے اسے بھی قبول نہ کیا۔ میں نے انہیں حق پر نہایت ثابت قدم دیکھا۔ میں نے ان پر اچانک حملہ کرنے کا ارادہ کیا تھا اور چاہتا تھا کہ ان کے ساتھ کوئی حرکت کر لوں مگر میں نے انجام کار سوچ کر اس سے بھی دست کشی کی۔ میری رائے میں وہ سبب اپنے حق و انصاف اور اتباع اپنے رسول کے غلبہ دئے گئے ہیں اور بس۔ والسلام!

اس نے یہ لکھ کر پلینا اور اپنے ہمراہیوں میں سے ایک سردار کے ہاتھ روانہ کر دیا۔

کہتے ہیں کہ پہلے روز کے معرکہ کے بعد ایک ہفتہ تک بابا ہان لڑائی سے رکا رہا۔ اس عرصے میں مسلمانوں نے بھی پیش قدمی نہ کی اور وہ بھی لڑائی سے رکے رہے۔ حضرت ابوجہید بن جراحؓ نے اپنے ایک جاسوس کو اس طرف روانہ کیا تاکہ معلوم کریں کہ رومیوں نے لڑائی سے کیوں کن رکھی اختیار کر رکھی ہے۔ چنانچہ ایک دن رات یہ غائب رہا اور اس کے بعد اگر اطلاع دی کہ بابا ہان نے ایک خط ہرقل کے پاس روانہ کیا ہے اور اسے اس کے جواب کا انتظار ہے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا ایہا الامیر! خدا کی قسم ہمارے خوف کے علاوہ اور کسی چیز نے لڑائی کو متوی نہیں کیا۔ آپ ہمیں لڑائی کے لئے اس طرف روانہ کیجئے۔ آپ نے فرمایا خالد! جلدی نہ کرو اور جلدی کرنا شیطان کا کام ہے۔

بابان کا لشکر اسلامیہ کی طرف جاسوس روانہ کرنا

واقعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ نہایت نرم طبیعت کے آدمی تھے اور ہمیشہ نرمی کو ملحوظ رکھتے تھے۔ جس وقت آشوب دن ہو گیا تو بابان نے اپنے ساتھیوں کو لڑائی کے استواء پر نہایت افسوس اور مدلل کرتے دیکھا۔ اس نے انصرائی عربوں میں سے ایک شخص کو بلا کر اس سے کہا کہ وہ ان مسلمانوں کے لشکر میں جا کر ان کے حالات کو دریافت کر اور یہ معلوم کر کہ ہمارے متعلق ان کی کیا رائے ہے اور لڑائی کے بارے میں کیا ارادہ رکھتے ہیں؟ نیز ان کے کام، خصوصیات، روایات بھی معلوم کر دو یہ بھی دیکھ کہ ہمارے عرب ان کے دلوں میں جائزین ہو گئے ہیں یا نہیں؟ غرض یہ کہ سرخا پر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لشکر میں آیا اور ایک دن رات تمام لشکر میں تجسّی اور حالات معلوم کرتا ہوا پھر بتا رہا۔ اس نے کہا کہ مسلمان نہایت بے فہم اور اطمینان کی حالت میں ہیں نہ انہیں کسی کا ڈر ہے نہ خوف، نہ انہیں پڑھتے ہیں، قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں، تسبیح کا دور ہے، نہ کوئی حدود اللہ سے تجاوز کرتا ہے نہ کوئی شخص کسی پر ظلم و ستم روا رکھتا ہے۔

یہ شخص چونکہ عربوں کے لباس میں تھا اور اس کے اور ان کے لباس میں کوئی فرق نہیں تھا اس سے یہ تمام لشکر میں برابر پھرتا رہا۔ حتیٰ کہ حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ کے خیمے کے پاس بھی آیا اور آپ کو دیکھنے لگا۔ اس نے دیکھا کہ آپ عربوں میں سب سے زیادہ نحیف اور کمزور ہیں۔ کبھی زمین پر بیٹھتے ہیں اور کبھی اس پر لیٹ کر سو جاتے ہیں۔ جس وقت نماز کا وقت ہوا آپ کھڑے ہوئے وضو کیا، ہودھوں نے اذانیں دیں اور آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ یہ انصرائی مسلمانوں وغیرہ سے دیکھتا رہا کہ جس طرح آپ سرتے ہیں اسی طرح تمام مسلمان کرتے ہیں یہ دیکھ کر کہنے لگا یہ سب طاعت حسنہ، خشک یہ لوگ منصور ہیں۔

اس کے بعد بابان کے پاس آیا اور جو کچھ یہاں دیکھا تھا سب بیان کر دیا اور کہنے لگا بادشاہ! میں ایک ایسی قوم کے پاس سے چلا آ رہا ہوں جس کے تمام افراد قائم لیل اور صائم بالہبہ رہیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ان کا شعار ہے۔ رات کے راہب ہیں اور دن کے شیر۔ اگر کوئی ان میں سے چوری کر لیتے تو خواہ وہ کتنا ہی بڑا اور معزز ہو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتے ہیں اور اگر مرزا مارتا ہے تو سنگسار کر دیتے ہیں۔ ان کی خواہشیں امر حق پر غالب نہیں بلکہ حق ان پر غالب رہتا ہے۔ ان کا امیر اور سردار بمنزل ایک نہایت ہی ان کے ضعیف لوگوں کے ہے۔ ہاں اب ان کے نزدیک وہ بہت زیادہ مطاع ہے اور وہ اس کی یہاں تک احاطت کرتے ہیں کہ اگر وہ کھڑا ہوتا ہے تو سب کھڑے ہو جاتے ہیں اور اگر وہ بیٹھتا ہے تو سب بیٹھ جاتے ہیں۔ ان کی تمنّا اور مراد یہی ہے کہ وہ تم سے لڑ کر شہید ہو جائیں۔ میدان کارزار کو انہوں نے محض اس غرض سے سرور کر رکھا ہے کہ ان کی طرف سے بغوت شروع نہ ہو بلکہ یہ دھبہ بھی وہ تمہاری ہی پیشانیوں پر لگانا چاہتے ہیں کہ بغوت کی ابتدا ابھی تمہاری طرف سے ہو۔

بابان نے کہا سوائے ایک حیلہ کے جو میں ان کے ساتھ کرنے والا ہوں وہ اور کسی طرح مغلوب نہیں ہو سکتے۔ غرضی نے کہا کہ وہ کیا حیلہ ہے؟ اس نے کہا کہ کیا تو نے ابھی یہ نہیں کہا تھا کہ تا وقتیکہ ہم ان سے جنگ کی ابتدا کر کے ہم بغوت نہ بلند کریں گے اس وقت تک وہ کبھی اپنی طرف سے جنگ کی شروعات نہیں کرنے کے تاکہ باغی بھی ہمیں قرار پائیں۔ اس نے کہا ہاں۔ بابان نے کہا تو میں ان سے لڑائی نہیں لڑوں گا بلکہ معاملہ کو ان کے اور اپنے مابین طول دے کر انہیں ایک طرح کی جمل دیتا رہوں گا اور جس وقت وہ بالکل غافل ہوں گے تو ان پر اچانک چاڑھوں گا۔ اس طرح چونکہ وہ بالکل نہتے ہوں گے۔ لڑائی کے سر و سامان اور اسلحہ سے محروم

نہیں ہونے کے اس لئے فتح کا سہرا یقیناً ہمارے سر رہے گا۔

کہتے ہیں کہ یہ کہہ کر ہاں نے اپنے پاس تمام ملک اور سرداران لشکر کو جمع کیا۔ ہم، نشانات اور صلیبیں مرتب کیں اور ایک سو ساٹھ صلیبیں بنا کر ایک ایک صلیب کے بائیں دس ہزار آدمی مقرر کئے۔ سب سے پہلی صلیب قاطر کے جو اس کے ہم مرتبہ ایک پادشاہ تھا سپرد کی اور اسے فوج کے سینہ پر بٹھرنے کے لئے حکم دیا۔ اس کے بعد ایک صلیب جریر کے حوالے کی اور قوم سسکھ اور لان کو اس کے ساتھ کر کے میسرہ پر مقرر کیا۔ ایک صلیب جریر کے ہاتھ میں دی اور قوم ارمن، ارجیہ، نوہ، روسیہ اور حقالیہ کی عنان حکومت اس کے سپرد کی۔ اس کے بعد پادشاہ کے بھانجے کے لئے ایک صلیب بنائی اور قوم فرنگ (افرنج) برقلیہ، قیصرہ، برغل اور دوس پر اس کو حکم مقرر کیا۔ پھر جلد بن ابہم غسانی کو ایک صلیب دی اور نصرانی عربوں آمد، نجم، جذام، غسان اور ضبیہ کی کمان ان کے ہاتھ میں دے کر اسے براول پر مقرر کیا اور کہا کہ تم عرب ہو اور دشمن بھی عرب ہیں اور ہمیشہ لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے۔ اس سے فراغت حاصل کرنے کے بعد اس نے اپنے لشکر کے پہلو میں عمدہ عمدہ جوانوں کی تیس صفیں قائم کیں کہ ہر صف اپنی کچھلی صف کو نہیں دیکھ سکتی تھی۔ یہ تمام رات اسی طرح اپنے لشکر کو ترتیب دیتا رہا حتیٰ کہ فجر ہونے سے قبل پونہ پونے سے پہلے اور صبح ظاہر ہونے سے اول اول یہ اپنے لشکر کی ترتیب اور تنظیم سے فراغت حاصل کر چکا۔

اس کے بعد اس نے ایک خیمہ کے نصب کرنے کا حکم دیا اور وہ اس کے حکم کے مطابق ایک بلند نیلے پر جو ہر ملک کی جانب تھا اور بنے اوپر سے دونوں لشکر بخوبی نظر آتے تھے کھڑا کر دیا گیا تاکہ وہاں کھڑا ہو کر دونوں لشکروں کو براہِ برد بیکھتا رہے۔ اس نے اپنے دائیں سمت بہر دان روم میں سے جو اسلحہ سے پوری طرح مسلح تھے ایک ہزار جوان رکھے وراعی طرح ملک اور صاحب و سبم و تخت میں سے جو ریشم کا سرخ مٹھا لباس پہنے ہوئے تھے اور جن کا سوائے ان کی آنکھوں کے تمام جسم چھپا ہوا تھا ایک ہزار منتخب کئے گئے اور انہیں اپنے پائین طرف مقرر کر کے یہ ہدایت کر دی گئی کہ وہ ہر طرح ہو شیار رہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میں ان عربوں سے ایک نکر اور جلد کروں۔ یہ چونکہ لڑائی کے لئے تیار نہیں ہیں اور تم سب مسلح اور آراستہ ہو اس لئے جس وقت آفتاب طلوع ہو جائے اور مسلمانوں کو تم غیر مسلح دیکھو تو تم ہر طرف سے ان پر حملہ کرو۔ مسلمان ہمارے لشکر کے مقابلہ میں سیاہ شتر کے سفید تل کی نسبت رکھتے ہیں اور پس۔

واقفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابا دین غالب حمیریؒ سے جو ایک معمر آدمی تھے اسی طرح سنا ہے جو ابا دین اسیدؒ کا سکی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے اپنے والد اسد بن عاتقہؒ سے روایت کی ہے کہ بابا نے جس وقت اپنی فوج ترتیب دی تھی تو میں نے اپنے لشکر میں تھا اور ہمیں اس کے متعلق کچھ خبر نہیں تھی۔ جس وقت صبح ہوئی موزوں نے اذانیں دیں تو حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ جو بابا کے مکر سے بالکل ناواقف تھے مسلمانوں کو نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے اور آپ نے پہلی رکعت میں سورۃ الفجر و یال عشر پڑھنا شروع کی۔ جس وقت آپ ربک لبیا لصواد (یعنی البیت تیرے ربؐ کی گھات میں ہیں) پر پہنچے تو ہاتھ ٹہنی نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے حالانکہ وہ نماز میں تھے یہ کہا۔

۱۔ ایک نسخہ میں فقہ ہے۔ ۱۲۷

۲۔ مردود راصم گزگاہ یا شریع عام کو کہتے ہیں چونکہ گزگاہ پر بیٹھنے والا ہرگز نہ رنے والے کو دیکھتا رہتا ہے اس لئے اس سے وہ پوشیدہ نہیں رہتے اور اسی لئے اسے سکیں گاہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ ۱۲۷

طفرتم بالقوم و رب العزة وما يعى كيدهم شيئا وما اجرى الله هذه الاية على لسان اميركم ان
بشارة لكم.

”تم قوم پر فتح یاب ہو گئے۔ رب عزت کی قسم ان کا سر ان کو کسی چیز سے بے نیاز نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے
اس آیت کو تمہارے امیر کی زبان پر محض تمہیں بشارت دینے کے لئے جاری کرایا ہے۔“
مسلمانوں نے جس وقت اس آواز کو نہ تو تعجب کیا۔ دوسری رکعت میں آپ نے واقتضیٰ وضو شروع کی اور جس وقت اس
آیت پڑھتے۔

فدمدم عليهم ربهم بذلهم فسو ها ولا يخاف عقبا.

”ان کے رب نے انہیں ان کے گناہوں کی وجہ سے ہلک کیا اور ان سب چھوٹوں کو برابر کر دیا اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے
ان کی ہلاکت کے انجام سے نہیں ڈرتے۔“

تو پھر اس بات فنی نے آواز دی اور کہا تم ۱۔ الحقل وصح الرجر هذه علامه النصر۔ بات چوری ہوگی رجز صحیح ہو
گئی یہی علامت فتح کی ہے۔

حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ جس وقت نماز سے فارغ ہو چکے تو مسلمانوں سے سنے گئے۔ معاشرہ مسکین! کیا تم نے بات فنی
کی آواز سنی ہے؟ انہوں نے کہا سنی ہے اور اس نے یہ یہ کہا ہے۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم! یہ بات فنی مدد و نصرت کی نشانی اور فز
الرائی کی علامت ہے اللہ عزوجل کی مدد و اعانت کی تمہیں بشارت ہو۔ اللہ باری تعالیٰ جل مجدہ تمہاری نصرت فرمائیں گے اور
قرون اول کے ناقرانوں کی طرح تمہارے دشمنوں پر عذاب مسلط کریں گے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا معاشرہ انقوم! میں نے رات میں ایک ایسا خواب دیکھا ہے جو دشمنوں پر نصرت و مدد و اعانت کی
طرف سے اعانت پر دلالت کرتا ہے۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے دریافت کیا اللہ سبحانہ ہمارے امیر کی شان دو بار کریں
وہ کیا خواب ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے دیکھا کہ میں گویا روئی دشمنوں کے مقابلے میں کھڑا ہوا ہوں کہ اچانک ہمیں چند ایسے
آدمیوں نے جو سفید کپڑے پہن رہے تھے اور ایسے سفید کہ میں نے آج تک کبھی نہیں دیکھے تھے اور جن سے ایسا نور تک رہا تھا کہ
آنکھوں کو چکا چوند کئے دیتا تھا اور جو ہنر سے باندھے تھے زرد علم ہاتھ میں لئے ہنر سے گھوڑوں پر سوار تھے ہمیں گھیر لیا اور جس وقت وہ
میرے چاروں طرف صف بستہ ہو گئے تو کہنے لگے آگے برو دشمن سے پیش دہی کرو اور ان سے مطلق نہ ذرہ غلبہ ہو اور اللہ
تبارک و تعالیٰ تمہارے ناصر و مددگار ہیں۔ اس کے بعد تمہارے اندر سے انہوں نے چند آدمیوں کو بڈیا اور اپنے پیٹوں سے انہیں
شراب پلائی جو ان کے اندر موجود تھی۔ میں گویا اپنے لشکر کی طرف دیکھ رہا تھا کہ وہ رومیوں کے لشکر میں داخل ہو گیا ہے اور جس وقت
اس نے ہماری طرف دیکھا ہے تو وہ ہزیمت کھا کر بھاگ پڑا ہے۔

یہ خواب سن کر مسلمانوں نے کہا یا ایہا الامیر! اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو نیکی بخشیں۔ یہ ایک بشارت ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے
ہماری آنکھوں کو اس سے ٹھنڈک اور نور بخش ہے۔ قوم خولان سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا ایہا امیر! اللہ جل جلالہ آپ کو صلح
بنائیں میں نے بھی رات کو ایک خواب دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ وہ عمدہ اور نیک ہی ہوگا۔ باری تعالیٰ جل مجدہ تم پر

رہنمائی میں وہ کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے دیکھا وہ ہم دشمن کے مقابلہ کے لئے نکلتے ہیں اور جس وقت دشمن نے لڑائی شروع کی ہے تو آسمان سے سفید سفید چٹوڑیں جن کے بازو (پر) ہنر اور خرد (چنگل) گرجیں جیسے تھتھاتے ہیں اور عقابوں کی طرح ان کے سر پونے اور توڑنے لگے ہیں اور جس وقت ان میں سے کوئی شخص ان کا مقابلہ کرتا ہے تو ایک ہی ضرب کے ساتھ اس کے ٹکڑے کر کے رکھ دیتے ہیں۔“

مسلمان اس خواب سے خوش ہوئے اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ تمہیں بشارت ہو اے وہ جلالہ نے تمہاری تائید کر کے تمہیں غلبہ دیا اور وہ حاکمہ مقرر میں سے انشاء اللہ اہل یزید جنگ بدر کی طرح تمہاری نصرت و اعانت فرمائیں گے اور فرشتے تمہاری طرف سے ہو کے رومیوں سے لڑیں گے۔ حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ بھی بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے یہ بہت عمدہ اور سچی خواب ہے۔ اس کی تعبیر مدد نصرت ہے۔ میں باری تعالیٰ کی ذات برامی سے مدد و اعانت کی امید اور متقین کی فتح کی آرزو رکھتا ہوں۔

مسلمانوں میں سے ایک شخص کہنے لگا ایہا الامیر! نہ معلوم ان کبر و کتوں کے مقابلہ سے ہمیں کس چیز نے روک رکھا ہے اور آپ لڑائی میں کس چیز کا انتقاد فرما رہے ہیں حالانکہ دشمن جنگ کے حوالہ دینے سے ہمارے ساتھ بھر کرنا چاہتے ہیں اور اس نے تاخیر شخص اس وجہ سے کر رکھی ہے کہ وہ اچانک کسی رات ہم پر شب خون کے ارادے سے آ پڑے۔ آپ نے فرمایا واقعی یہ بات قرین قیاس سے معلوم ہوتی ہے جو تم سمجھ رہے ہو۔

حضرت سعید بن رفاعہ حمیریؓ کہتے ہیں کہ ہم اسی گفتگو میں تھے کہ اچانک چاروں طرف سے شور و غل کی آوازیں بند ہوئیں۔ ہر طرف سے چیخ و پکار کی صدائیں آنے لگیں۔ ہر شخص لڑائی کے لئے دوسرے کو بلارہا تھا اور تیرہ بونے کے لئے اکٹھے تھے۔ رومی ہماری طرف بڑھے چلے آ رہے تھے۔ حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ کو مان ہوا کہ کہیں مسلمان اب تک نہ زخمی کی اور اپنی جگہ پر ہیں۔ اس لئے آپ انہیں دیکھنے کے لئے اٹھے۔ اس رات مسلمانوں کی تمہابی کے لئے حضرت سعید بن زید اور حضرت عمرو بن نوفلؓ مامور تھے۔ حضرت سعید بن زید النفر النفر (تیار ہو جاؤ تیار ہو جاؤ) کی آوازیں لگاتے ہوئے اچانک دکھلائی دیئے اور بڑھتے بڑھتے حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے۔ آپ کے ساتھ چند نصرانی عرب بھی تھے۔ آپ حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ سے کہنے لگے ایہا الامیر! یہاں نے جنگ بند کر کے ہمارے ساتھ جھوٹ کیا۔ اب وہ صفوں کو مرتب اور لشکر آراستہ کر کے ہم پر اچانک حملہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور ہم اس وقت بالکل بے سر و سامان ہیں۔ یہ چند نصرانی عرب مسلمان ہونے کی غرض سے ہمارے پاس آئے ہیں اور یہاں تک جتنی اور کرو چیلے کی خبر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ہماری طرف اپنے بڑے بڑے دلاوروں کو لے کر چل پڑا ہے اور ان کی رائے ہوئی کہ ان کا ہر ایک بادشاہ ایک ایک روز ہم سے مع اپنی فوج کے لڑا کرے گا اور یہ صورت نہایت خطرناک ہے۔ نیز مسلمانوں نے دیکھ لیا ہے کہ رومیوں کے علم اور صیغیں برابر ہم سے قریب ہوئی چلی جاتی ہیں۔ آپ نے فرمایا

لاحول ولا قوة الا بالله العلیٰ العظیم۔

اس کے بعد آپ نے آواز دی ابولسین خالد بن ولید کہاں ہیں؟ حضرت خالد بن ولیدؓ لبیک کہتے ہوئے آئے اور آپ نے فرمایا ابولسین! تم میرے ہر کام کے اہل اور لائق ہو۔ بہادر اور شجاع مسلمانوں کو ساتھ لے کر حرم کی حفاظت کے لئے جب تک مسلمان اپنے آلات حرب اور صفوف کی ترتیب سے فارغ ہوں دشمن کے مقابلے میں ڈٹ جاؤ اور انہیں اہل و عیال تک نہ آنے

دو۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا: بسر و چشم ایسے بہہ کر آئے ہیں کہ ان اسدِ مَوا و ازیں دینی شرع کیسے کہاں ہیں مرقا بن ہاشم کہاں ہیں زبیر بن عوام، کہاں ہیں عبدالرحمن بن ابوبکر صدیقؓ کہاں ہیں فضل بن عباسؓ کہاں ہیں یزید بن ابوسفیانؓ کہاں ہیں رہبعہ بن عامر، کہاں ہیں میسرہ بن مسروقؓ بھی کہاں ہیں میسرہ بن قیسؓ کہاں ہیں عبداللہ بن انیسؓ چنیؓ کہاں ہیں ضحرب امویؓ، بہہ ہیں عمارہ سدوسیؓ کہاں ہیں عبداللہ بن سلامؓ کہاں ہیں غانم غنویؓ کہاں ہیں مقداد بن اسودندیؓ کہاں ہیں ابوذر غفاریؓ کہاں ہیں عمرو بن معدیکربؓ زبیدیؓ کہاں ہیں قمار بن یاسرؓ بھی کہاں ہیں ضرار بن ازورؓ کہاں ہیں عامر بن طفیلؓ کہاں ہیں ابان بن عثمانؓ بن عفانؓ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین؟

حضرت خالد بن ولیدؓ اسی طرح یکے بعد دیگرے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ازیں دیتے جانتے تھے اور ان حضرات کو جو بڑے بڑے سخت محروموں میں آپ کے ساتھ ہو کر لڑے تھے نام بہ نام پکارتے جاتے تھے حتیٰ کہ پٹھ سواروں کو جن میں کابرا ایک بذات خود ایک لشکر تھا آپ نے پایا اور جس وقت وہ تمام آپ کے پاس جمع ہوئے تو آپ نے روٹیوں کے جہانہ حصے کی روک تھام اور استفادہ کے لئے ان کی طرف بڑھے اور انہیں اپنے نیزوں کی نوؤں سے اسی جگہ رکھنے کی دعوت دی۔ تنواریں جو چند دنوں سے پیاسی تھیں تڑپ تڑپ کر میان سے نکلیں اور اپنی اپنی پیاس بجھانے لگیں۔

یریوک کے میدان میں مسلمانوں پر بابان کا اچانک حملہ کر دینا اور

مسلمانوں کی ترتیب

حضرت ابوسعیدہؓ بن جراحؓ لشکر کی آرائیگی اور صفوں کی ترتیب میں مشغول ہوئے اور فوج کو ہر طرح آراستہ کرنے لگے۔ حضرت ابوسفیانؓ حضرت ابوسعیدہؓ بن جراحؓ کے پاس آئے اور کہا: ایہا الامیر! آپ عورتوں کو حکم دے دیں کہ وہ اس منبر پر چڑھ جائیں۔ آپ نے فرمایا: واقعی تمہاری رائے بہت انسب و بہتر ہے۔ چنانچہ آپ نے انہیں حکم دے دیا اور وہ اپنے لڑکے اور لڑکیوں کو لے کر اس منبر پر چڑھ گئیں اور اپنی نیز لڑکے اور لڑکیوں کی جان اس طرح محفوظ کر لی۔ آپ نے انہیں غی طہ کر کے فرمایا: خواتین اسلام! خیموں کی چوبوں کو ہاتھ میں لے لو۔ پتھروں کو اپنے سامنے رکھ لو اور مسلمانوں کو ٹرنے کی ترتیب بتا دیں۔ اُترتے ہو۔ اُترتے ہو نصرت ہمارے ساتھ رہی تو جس طرح ہو اسی طرح بیٹھی رہو۔ لیکن اگر بزمیت کھا کے کسی مسلمان کو بھاگتے دیکھو تو چوبیس مار مار کر اس کا منہ توڑ دو۔ پھر پتھر سے اس پر پتھراؤ کرو اس کا ڈھیر بنیں لگا دو اپنی اولاد کو اسے دکھا دو کھا کر ہواں اولاد دھریا اور اسلام کی طرف سے لڑے عورتوں نے کہا: ایہا الامیر! آپ اطمینان رکھیں ایسا ہی ہوگا۔

والقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب آپ نے منبر پر عورتوں کو محفوظ کر دیا تو پھر آپ لشکر کی ترتیب میں مصروف ہوئے اور جس وقت آپ نے اپنی فوج کو یمنہ، میسرہ، قلب اور دوازوؤں پر تقسیم کر کے صاحبِ نشانات کو لوگوں کو آگے کر دیا تو ہر ایک لڑائی کی طرف دوڑنے لگا۔ مہاجرین کا نشان زرد تھا۔ بعض سفید، ہمز اور سیاہ نشان بھی موجود تھے۔ اسی طرح ہر ایک قبیلے کے نشانات اور علم مختلف رنگوں کے تھے۔ آپ نے مہاجرین و انصارؓ کو قلب لشکر میں متعین فرمایا۔ مسلمان لڑائی کے سامان اور اسلحہ سے بالکل مہلک ہو گئے۔ آپ نے تمام لشکر کو تین صفوں پر مرتب کیا۔ پہلی صف میں یمن کے تیر انداز نوگ مقرر کئے۔ دوسری ڈھال اور تنواریں

کر بھی سہاوا کیجیں اور قرآن کے اختیار اور بقدر میں یہ قرآن کے ساتھ راوی بھی نہ ہو۔ حضرت معاذ بن جبل تمام صفوں میں سب سے پہلے چلے گئے۔ حتیٰ کہ آپ اپنی قوم میں پہلے چلے گئے۔ ان کے بعد حضرت تیس بن عمروؓ نکلے اور اور حضرت معاذ بن جبل کی نصیحت کے تحت، وہ اپنے اپنے جگہ پر پہنچ گئے۔ آپ کے بعد حضرت ابوسفیان بن حربؓ جو تمام اسلحہ سے مسلح اور گھوڑے پر سوار تھے۔ نیکو اور سادہ دل اور نیزہ و دست کے ہونے اپنی جگہ سے بڑھے اور حسب ذیل الفاظ میں نصیحت فرماتے گئے۔

”معاشرانہ! تم عرب کے سادات و حضام اور اہل عرب کے مشہور ذوق انکرم لوگوں میں ہوتے اہل و عیال اور اپنے وطن و وف سے علیحدہ ہو کر ان دشمنوں کے ملک میں صبح کی ہے۔ خدا کی قسم! آئی تمہیں سوا یہ ہارنی اور توار کے کوئی چیز نہ نہیں دے سکتی۔ اسی کے سبب تم اپنی مراد اور حق کو تو فتح کتے ہو اور اسی کے باعث اپنے رب کی طرف سے نیکو امرا کی کا تمغہ حاصل کر سکتے ہو۔ یاد رکھو دنیا میں صبر و ہمتی سے کہ اسی کے سبب اللہ تبارک و تعالیٰ ہاروں اور غنیمتوں سے نجات دیتے ہیں اور اسی کے باعث رنج و غم سے چھڑکا کر آئیں۔ لڑائی میں صبر و استقامت کو اپنے راہبہ بناؤ اور اسی سے جنگ میں کام ہو۔ مدد و نصرت صبر و استقامت سے ہی نازل ہوتے ہیں۔ اگر تم نے صبر سے کام لیا تمہاری فتح و نصرت کا پرچم ان کے شہر و اوصول کی در و دیوار پر ہارنا ہوا حدی دے گا اور ان کی عورتیں اور بچے تمہارے لوندی اور غلام ہوں گے۔ لیکن اگر تم نے پشت دکھائی اور بھاگ پڑے تو تمہارے سامنے سوائے ان جنگوں کے جنہیں تم بغیر زار اور کثیر اور آب مزین (بیٹھ پائی) کے کبھی منقطع نہیں کر سکتے اور کچھ نہیں ہوگا اور یہ لوگ اپنے اپنے گھروں اور محلوں کو لوٹ جائیں گے لہذا تم انہیں اپنی حواری جو ہر دکھا کر سبیں رک دو اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کا پورا حق ادا کرو اور اسلحہ کی حالت کے سوا کبھی موت و افیتہ نہ کرو۔“

یہ کہہ کر آپ صفوں سے ہار نکلے اور خواتین اسلام کے پاس جن میں مہاجر ت اور انصار وغیرہ کی بیٹیاں مع اپنی اولادوں نے تھیں اس بڑے نیچے پر آئے اور انہیں مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ عورتیں ناقصات! عقل وادین ہوتی ہیں لہذا تم ان عورتوں میں سے ہو جاؤ۔ جنہوں نے اپنے دین کی خدمت کی ہے اور اس بارے میں پہلے تم اپنی نیکی و مقدم کرو۔ اپنے شوہروں کو لڑائی پر رغبت دلاؤ اور جو شخص ان میں جزیست کا کر بھائے تو اس کے چہرے پر پتھر مار کر اسے لہو بہان کرو۔ اس کے گھوڑے کو چنوں سے مار مار کر مرادو اور اپنے لڑکوں کو اسے دکھائی رہو حتیٰ کہ وہ لوٹ آئے۔

کہتے ہیں کہ خواتین اسلام میں سن کر اپنے دو پہنوں سے سر اور کمر کس کر مستعد ہو کر بیٹھیں اور درجہ اشعار پڑھنے لگیں۔ حضرت ابوسفیانؓ اپنی جگہ لوٹ آئے اور کہنے لگے یہ معاشرۃ المسلمین! جس چیز کا انتظار تھا وہ سامنے آئی۔ رسول اللہ اور جنت تمہارے سامنے ہیں۔ شیطان اور دوزخ تمہارے پیچھے۔ یہ کہہ کر آپ اپنی جگہ پر جا کر کھڑے ہو گئے۔

ادھر بابان کے مکر و فریب نے کچھ کام نہ دیا اور جس وقت رمیوں نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو پانچ سو سواروں کی جمیعت کے ساتھ اپنی طرف آنا دیکھا تو وہ خوف کھا کے پیچھے لوٹے اور ایک جگہ صف بستہ ہو کر کھڑے ہو گئے۔ مسلمانوں نے بھی اپنے دست کو آراستہ کیا اور وہ بھی کیل کانٹے سے لیس ہو کر کھڑے ہو گئے۔ بابان نے اپنی فوج کو مخاطب کر کے کہا کہ مسلمانوں پر حملہ کرنے سے تمہیں کس نے منع کر دیا ہے بڑھو اور ان پر حملہ کرو۔ رمی میں سن کر آگے بڑھے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے رمیوں کا یہ جم غفیر اور فوج کثیر دیکھ کر ان پر ایک نظر دوڑائی۔ تلواریں چمک رہی تھیں اور ان کی جمیعت سے تیس ہزار آدمی علیحدہ ہو گئے تھے جو لڑائی کے

لے مستعد تھے۔ فوج کے میدان پر چند قس کھودی گئی تھیں اور ان میں فوجیں بٹھادی گئی تھیں جنہوں نے اپنے پیروں کو زنجیروں سے
 حفاظت کی غرض نیز اس نیت سے کہ کوئی لڑائی سے فرار اختیار نہ کرے باندھ لیا تھا اور ہر ایک زنجیر کے اندر دس دس آدمی مربوط تھے
 ۔ انہوں نے سچ بن مریم (عیسا اسلام) صلیب اعظم قسین۔ رہبان اور چاروں عیسویں کی قسین کھ کر کھٹا اٹھایا تھا کہ جب
 تک ہمارا ایک بھی شخص میدان جنگ میں زندہ ہوگا اس وقت تک ہم بھی جنگی میدان سے قدم پیچھے نہ بنائیں گے۔ آپ نے یہ دیکھ
 کر جو شمر زحف کے لوگوں میں سے آپ کے گرد کھڑے ہوئے تھے۔ فرمایا اس میں شک نہیں کہ آج کا دن نہایت معرکہ کا دن
 ہوگا۔ اس کے بعد آپ نے دعا کی:

اللہم اید المسلمین بالنصر وافرغ علیہم الصبر۔

”یا رہبان! نصر و اعانت کے ساتھ مسلمانوں کی تائید فرمائے اور انہیں صبر عنایت فرمائے۔“

دعا کے بعد آپ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے پاس آئے اور کہا ایسا الامیر! قوم زنجیر میں مسلسل اور مربوط ہو کر شمشیر ہائے
 بران کے ساتھ ہماری طرف چلی ہے۔ آج کا روز بامثل نہایت صبر و استقلال کا روز ہے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ یہ سن کر
 مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ رومیوں کی تعداد اور سامان اسلحہ آج بہت زیادہ ہے۔ آپ لوگوں کو سوائے صبر کے اور
 کوئی چیز نجات نہیں دے سکتی۔ اس کے بعد آپ نے حضرت خالد بن ولیدؓ سے فرمایا ابوسیمان! تمہاری کیا رائے ہے۔

والقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ چونکہ بابان نے اپنے لشکر کے ان ایک لاکھ آدمیوں کو جن کی شجاعت و براعت ان کے
 دیار و اصغر میں زبان زد عوام تھی اور ثبات و استقلال میں جو شہرہ آفاق سمجھے جاتے تھے اپنے لشکر کے آگے کھڑا کیا تھا اور حضرت
 خالد بن ولیدؓ نے ان کی بہادری اور سختی کے چہروں سے معلوم کر لی تھی اس لئے آپ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ سے کہا
 میرے نزدیک آپ اپنی جگہ حضرت سعید بن زیدؓ کو کھڑا کر دیں اور خود دوسو یا تین سو آدمی ساتھ لے کر حضرت سعید بن زیدؓ کی
 پشت پر بائکل میڈیں کھڑے ہو جائیں تاکہ جس وقت مسلمانوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ آپ ان کے پیچھے کھڑے ہوئے ہیں تو وہ
 اللہ تبارک و تعالیٰ سے شرم کریں اور آپ سے نہ بھاگیں۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے آپ کے اس مشورے کو قبول فرمایا اور حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیلؓ کو اپنی جگہ کھڑا
 کر دیا۔ یہ حضرت سعید بن زیدؓ منجملہ انہی دس حضرات کے ہیں جن کے متعلق باری تعالیٰ جل مجدہ نے اپنی رضامندی کا اظہار ان
 الفاظ میں فرمایا ہے۔ لقد رضی اللہ عن المؤمنین۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے انہیں اپنی جگہ کھڑا کر کے یمن کے دوسو آدمی جن
 میں بعض مہاجرین و انصار بھی شامل تھے منتخب فرمائے اور انہیں اپنے ساتھ لے کر تمام لشکر کے پیچھے حضرت سعید بن زیدؓ تعالیٰ کے
 محاذ میں کھڑے ہو گئے۔

حضرت ورقہ بن مہبل توفی جو جنگ یرموک میں حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے علم بردار تھے۔ کہتے ہیں کہ جس شخص نے سب
 سے پہلے باب حرب کی کنڈی کھولنے کا ارادہ کیا وہ قبیلہ ازد کا ایک نوجوان، نوجور اور نہایت عقل مند کا لڑکا تھا۔ یہ اپنی جگہ سے آگے
 بڑھا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں آ کر کہنے لگا۔ ایسا امیر! میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے اور اسلام کے دشمنوں کے
 ساتھ جہاد کر کے اپنے دل کو تسکین اور اپنے قلب مضطرب کو شفا دوں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے راستہ میں اپنی جان پیش کروں۔ بہت
 ممکن ہے کہ باری تعالیٰ جل مجدہ مجھے جام شہادت نوش کرنے کے لئے بخشش دیں۔ کیا آپ مجھے اس کی اجازت دیتے ہیں۔ اگر

رسول اللہؐ سے حضور میں آپ کی کوئی حاجت اور ضرورت نہ تو آپ مجھ سے بیان کر دیں تاکہ میں اسے عرض کر دوں۔ آپ یہ سن کر روئے اور کہا میرے آقا محمد رسول اللہؐ سے میرا اسلام کہہ دینا اور عرض کرنا کہ ہمارے رب ذوالجلال نے ہم سے جو وعدہ فرمایا تھا ہم نے اسے بالکل سچا پایا۔

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ از دی جوان یہ سن کر گھوڑا کودا کے میدان میں آیا اور اپنے لئے حریف کو طلب کرنے لگا۔ رومیوں میں سے اس کے مقابلے کے لئے ایک کا فر نکلا جو سبزے گھوڑے پر سوار تھا از دی نو جوان جس نے اپنی جان کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے راستہ میں وقف کر دیا تھا اسے دیکھتے ہی اس کی طرف بڑھا اور اس کے قریب ہو کے یہ جزیہ اشعار پڑھنے لگا۔ ترجمہ اشعار: ”بیزہ بازی اور شمشیر زنی، نیزے اور شمشیر بران کے ساتھ ضروری ہے۔ قریب ہے کہ میں پہنچ جاؤں گا جنت الفردوس میں اور بہت بڑے مرتبہ کو۔“

یہ اشعار پڑھتے ہوئے دونوں نے ایک دوسرے پر حمد کیا مگر از دی نو جوان نے جلدی کر کے اس کے ایک ایسے نیزہ را کہ یہ پتھر اکہ زمین پر آ رہا۔ از دی نے اس کا گھوڑا اور اسباب اتار کر اپنی قوم میں سے ایک شخص کو سپرد کر دیا اور خود پھر میدان میں پہنچ کر بل من مبرز کا نعرہ لگایا۔ دوسرا آ دی اس کے مقابلے کو نکلا۔ اس نے اسے بھی پہلے کے پاس پہنچا دیا۔ تیسرا آیا اس بھی چلتا گیا اور چوتھے کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا حتیٰ کہ ایک پانچواں رومی اس کے مقابلے میں آیا اور اس نے اس از دی نو جوان کو خداوند تعالیٰ ارحم الراحمین اس پر رحم فرمائیں شہید کر دیا۔ قبیذہ از دیہ کہہ کر قصہ میں بھر گیا اور اس نے اسی غیض و غضب کی حالت میں رومیوں کی طرف بوجھن شروع کر دیا۔ رومی بھی یہ دیکھ کر مذمی دل کی طرح مسلمانوں کی طرف بڑھے اور ان کا ایک کنارہ مسلمانوں کے سینہ سے نکل کر قریب ہو گیا۔ حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ نے فرمایا خدا کے دشمن تم سے بالکل قریب ہو گئے انہیں ڈھیر کر کے رکھ دو اور یاد رکھو کہ اللہ سبحانہ تمہارے ساتھ ہیں صبر، صدق اور اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کے بھروسہ پر ثابت قدم رہو اور اپنے پیروں کو استقلال کے ساتھ ایک جگہ جماؤ۔

اس کے بعد آپ نے اپنی آنکھ کے ایک گوشہ سے آسمان کی طرف دیکھا اور دعا کی بار بار! ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں آپ ہی سے اعانت چاہتے ہیں، آپ ہی کی توحید بیان کرتے ہیں۔ آپ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔ یہ آپ کے دشمن آپ کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ آپ کی آیات کو جھٹلاتے ہیں۔ آپ کے لئے بیٹا تجویز کرتے ہیں الہا العالمین ان کے پیروں کو جنبش دے دیجئے، ان کے قلوب میں رعب ڈال دیجئے۔ ہمیں تسکین و اطمینان بخشے کلتہ التوقیٰ کو ہم پر لازم فرمائیے۔ اے وہ ذات! جو وعدہ خلافی نہیں کرتی ہمیں اپنے دشمنوں سے امن دیجئے۔ الہا العالمین! اور اے وہ مولا کریم جس نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ کو مضبوط پکڑ لو وہی تمہارے مولیٰ ہیں اور کیا ہی اچھے مولا ہیں اچھے مددگار ہیں۔ ہمیں ان کا فروں پر غلبہ دیجئے۔

کہتے ہیں کہ آپ مجیب الدعوات کے حضور میں یہ دعا مانگ ہی رہے تھے کہ رومیوں نے مسلمانوں کے سینہ پر جس میں قوم ازہ و مذبح، حضرت موت اور خولان کے آدمی تھے حملہ کر دیا۔ یہ حملہ اگرچہ نہایت سخت تھا مگر مسلمان نہایت پامردی کے ساتھ ثابت

قدم رہے و خوب جان تو ذکر مہلک جواب دیا۔ رومیوں کا دوسرا دستہ بھی انہی کی طرف متوجہ ہوا اور انہوں نے ان کا بھی نہایت صبر جمیل کے ساتھ مقابلہ کیا اور ثابت قدمی دکھلائی۔ تیسری صف بھی انہی پر آپڑی جس نے مسلمانوں کے پائے ثابت میں لغزش پیدا کر دی اور کچھ آدمی اپنی جگہ اور نشانات سے منحرف ہو کر لشکر کی طرف بٹنے پر مجبور ہوئے۔ بعض نے استقلال سے کام لیا اور وہ اپنے منہ میں ان اور علم کے ماتحت برابر رومیوں سے لڑتے رہے۔ پیچھے بٹنے والوں میں قوم زبید بھی تھی جو اس وقت سینہ میں کھڑی ہوئی تھی۔

حضرت عمر بن معد کربؓ جو اس قوم کے سردار تھے اور جن کی بہادری و شجاعت کی وجہ سے جو انہوں نے زمانہ جاہلیت اور اسلام میں کی تھی۔ ان کی قوم ان کی نہایت عزت و تکریم کرتی تھی اور جن کی عمر جنگ یرموک میں ایک سو دس برس کی ہو گئی تھی مگر ان کی شجاعت و براعت نے انہیں اس پیرائہ سالی میں بھی جنگ پر آمادہ کر رکھا تھا، یہ دیکھ کر میری قوم نے اپنا مورچہ چھوڑ دیا ہے چلا تے ہوئے ان کی طرف بڑھے اور فرمایا اے آل زبید! آل زبید! دشمنوں سے بھاگتے ہو۔ موت کے پیالے پینے سے گھبراتے ہو۔ ذلت و عار کو پسند کر لیا۔ ناموس کو خیر باد کہہ دیا۔ ان کا فرکتوں سے کہاں کی گھبراہٹ ہے؟ یہ کیسی بے قراری اور جلدی ہے کیا تم یہ نہیں جانتے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ مجاہدین و صابریں کی حالت سے واقف ہیں اور جس وقت وہ ان کی طرف دیکھتے ہیں کہ انہوں نے میری مرضیات میں صبر و استقلال سے کام لیا ہے اور میرے احکام میں ثابت قدمی دکھلائی ہے تو وہ اعانت و نصرت سے ان کی مدد کرتے اور فتح و کامرانی سے ان کی تائید فرماتے ہیں۔ بس کہاں بھاگے جاتے ہو۔ کیا تم نے عرکوبالکل ہی پسند کر لیا اور دخول نارا اور غضب جبار کے واقعی مستحق ہو گئے؟

ان کی قوم اپنے سردار حضرت عمر بن معد کرب زبیدی یا حجاج بن عبدالغوثؓ کی علی اختلاف الروایات کا یہ کلام سنتے ہی بے تابانہ اس طرح پیچھے لوٹے جس طرح اونٹنی (یا اور کوئی مادہ) اپنے پیچے کی طرف بھاگتی ہے اور آپ کے گرد جمع ہو گئی۔ ان کی تعداد اس وقت پانچ سو اسی رومیوں کی تھی جن میں سوار اور پیدل دونوں ہی تھے۔ اور جمع ہوتے ہی ایک سخت حمد کر دیا۔ حمیر، حضرت مسوت اور خولان بھی ان کے ساتھ بڑھے اور ایک ایسا مشتق مہلک کیا کہ رومی پیچھے بٹنے پر مجبور ہو گئے اور طوع و کرہ اپنی جگہ چھوڑنی پڑی۔ قوم دوس حضرت ابو ہریرہؓ کے ساتھ چلی اور اس نے بھی رومیوں پر بلہ بول دیا۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے اپنے نشان کو حرکت دی اور اپنی قوم کو حق طلب کر کے فرمانے لگے۔ لوگو! حورالعین! کے معانفہ، رب العالمین کے جوار رحمت اور جنات النعیم کے پیچھے میں جلدی کرو۔ اللہ جل جلالہ کے نزدیک میدان جہاد سے زیادہ کوئی جگہ محبوب نہیں ہے۔ یا درکھو! اللہ تبارک و تعالیٰ نے صابروں کو ان کے غیروں پر محض اسی وجہ سے فضیلت بخشی ہے کہ وہ ایسی جگہوں میں حاضر نہیں ہوئے ہیں۔

قوم دوس آپ کے یہ الفاظ سن کر آپ کے گرد جمع ہوئی اور رومیوں پر ایک جان توڑ حمد کر دیا۔ دونوں فریق ایک دوسرے سے دست و گریباں ہوئے اور جنگ کی طرح حرب و ضرب نے انہیں متداور بنا دیا۔ رومی مسلمانوں کے سینہ پر گڑے اور انہیں زیادہ سے ان کے قلب کی طرف دھکیلتے چلے گئے۔ مسلمانوں نے اگرچہ استقلال اور نہایت استقلال سے کام لیا۔ مگر فوری رومیوں کی

ایک اور جمعیت آگئی اور اس نے بھی مسلمانوں کے مینہ پر حملہ کر دیا۔ مسلمان شکست کھا کر پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوئے۔ ان کے گھوڑے اٹنے پاؤں عقبہ کی طرف لوٹنے پاتے اور میدان حرب کو کھربوں کی طرح جیسے کہ وہ شیر کے سامنے سے بھگتی ہیں خالی کرتے جاتے ہیں کہ عورتوں نے مسلمانوں کے گھوڑے دم کے بل بٹنے دیکھے اور انہوں نے آپس میں چیخ کر پکارنا شروع کیا۔ عرب کی لونڈیو! مردوں کو گھیر لو شکست کھا کر بھی گئے سے روکو اور انہیں لڑائی کی طرف لوٹا دو۔

خواتین اسلام کا مسلمانوں کو لڑائی پر آمادہ کرنا

حضرت سعیدہ بنت عاصم خولانیؓ کہتی ہیں کہ میں بھی اس روز ایسے پر موجد تھی۔ جس وقت مسلمانوں نے اپنے مینہ کو چھوڑ دیا تو ہمیں حضرت عقیقہؓ بنت غفارؓ نے جو ایک چٹا باز عورت تھیں آواز دی اور کہا خواتین عرب! ان بھگنے والے مردوں کو روک لو۔ اپنے بچوں کو اپنے ہاتھوں میں اٹھاؤ اور انہیں لڑائی پر براہِ خیل کرتے ہوئے ان کا استقبال کرو۔ یہ سنتے ہی عورتیں آگے بڑھیں اور گھوڑوں کے منہوں پر پتھر مار مار کر انہیں پیچھے ہٹانے لگیں۔ عاصمؓ بن منبہ کی صا جزا دی چلا کر کہتی جاتی ہیں جو مرد اپنی بیوی کو چھوڑ کر بھی گئے اللہ تبارک واقعی ہی سہارا ہے رو سیاہ کر دیں۔ تمام عورتوں نے چیخنا شروع کیا اگر تم نے ہمیں ان کا فروں سے نہ بچایا تو تم ہمارے خداوند نہیں۔

حضرت حؓ عیاض بن سہیل بن سعید طائیؓ کہتے ہیں کہ حضرت خولہ بنت ازور، خورہ بنت ثعلبہ، انصار یہ کعبہ بنت مالک بن عاصم، سہلی بنت ہاشم، بنت قاض، ہند بنت عتبہ بن ربیعہ اور یعنی بنت جریر میر یہؓ نے کمر کس کے رٹھیں سج لے کر عورتوں کے آگے آگے تھیں اور حضرت خولہؓ یہ اشعار پڑھتی چلی تھیں۔

(ترجمہ اشعار) اے وفا دار عورتوں سے بھاگنے والو! ان عورتوں سے جو خوبصورت ہیں اور صاحب اولاد۔ انہیں دشمنوں کے سپرد رکے دیتے ہو جو ہماری لڑکیوں کے ہمارے مالک ہو جائیں گے۔ یہ کافر بڑی بدکاری سے تجاؤز کرنے والے ہیں ہمیں بہت بڑی پراگندگی حاصل ہوگی۔

یہ اسی طرح لڑائی کی ترغیب دلاتی اور نصیحت آمیز اشعار پڑھتی جاتی تھیں حتیٰ کہ شکست خوردہ مسلمان ان کی یہ تحریص و ترغیب سن کر پھر پیچھے کھڑے۔ حضرت ہند بنت عتبہ ایک ناخبی ۳۰ لے ہوئے نکلیں آپ کے پیچھے مہاجرین کی ٹواریں تھیں اور آپ (یعنی ہندہ بنت عتبہ) اپنے وہ اشعار جو آپ نے جنگ احد کے روز کہے تھے پڑھتی جاتی تھیں۔ (ترجمہ اشعار) ہم عارِ حق کی بیٹیاں ہیں جو نرم نرم فرشوں پر چلتی ہیں جسے ہمک رفتار دوست چتا ہے۔ ہمارے سروں میں مشک کی خوشبو ہے اور ہمارے گلوں میں موتی ہیں۔ اگر تم رخ کرو تو ہم معافہ کریں اور نرم فرش بچھ دیں اور اگر پھر وہ تم ہم جدا ہو جائیں اور یہ جدائی ہمیشہ کی جدائی ہو۔ بہت کم عا شق ہیں جو بیٹی چاہتوں کی حمایت کرتے ہیں۔ بس تم اپنے دشمنوں کو مارو اور پہل کرنے والوں کے ساتھ نیکی کرو۔

۱۔ ایک نسخہ میں عیاض بن سہیل ہے۔ ۱۲۰

۲۔ ایک نسخہ میں عیاض بن سہیل ساعدی ہے۔ ۱۲۰

۳۔ یہ ترجمہ مزابر کا ہے جس کا واحد مزابر ہے۔ ۱۲۰

۴۔ یہ مزابر کا ترجمہ ہے، مزابر وہ لکڑی جو مارنے کے لئے مخصوص ہو۔ ۱۲۰

یرموک میں خواتین اسلام کی بہادری

کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ اشعار پڑھتے ہوئے مسلمانوں کے سینہ کا رخ کیا اور وہاں مسلمانوں کو شکست کھا کے بھاگتا ہوا دیکھ تو ان سے چیخ چیخ کر کہنے لگیں اللہ تبارک و تعالیٰ سے جو تمہاری حالتوں سے واقف ہیں نیز اس کی جنت سے کہیں بھاگتے ہو اور شکست کھا کر مدھر جانا چاہتے ہو۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے خاوند حضرت ابوسفیانؓ کو شکست کھا کر بھی گئے ہوئے دیکھا تو ان کے گھوڑے کے منہ پر ایک چوب مار کر کہنے لگیں ابنِ نضر! کہاں کو؟ لڑائی کی طرف لوٹو اور اپنی جان دے دو تاکہ تم اس حریف سے و ترغیب سے پاک و صاف ہو جاؤ۔ جو تم نے پہلے رسول اللہؐ کے مقابلے میں لوگوں کو دئی تھی۔“

یہ سن کر حضرت ابوسفیانؓ لڑائی کی طرف پٹے۔ آپ کے ساتھ دوسرے بھی گئے والے بھی ہوئے اور عورتیں بھی ہمراہی میں چلیں۔ میں نے دیکھا کہ عورتیں مردوں سے بڑھ بڑھ کر حملہ کر رہی ہیں اور وہ گھوڑے کے پیچ میں ہو گئیں کو مارتی پھرتی ہیں۔ میں نے ان میں سے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ ایک بہت بڑے کافر کی طرف جو گھوڑے پر سوار تھا پیچ اور جب تک اسے مار مار کر گھوڑے سے گرانہ دیا اس وقت تک پیچے نہ بی۔ اس کے بعد اسے یہ کہتے ہوئے قتل کر دیا کہ مسلمانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد کے یہی معنی ہیں۔

حضرت زبیر عوامؓ کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے ایک سخت حملہ کیا اور اس حملہ سے ان کا مقصد دوسرے خوشنودی رب ذوالجلال اور رضائے رسولِ ارمؐ کے اور کچھ نہیں تھا۔ قوم اذہ نے حضرت ابو ہریرہؓ کے ہمراہ ہو کر نہایت شدت کے ساتھ جنگ کی اور چونکہ رومیوں کا سب سے پہلا ریلہ انہی پر ہوا تھا اور انہوں نے ہی سب سے اول ان کے مقابلہ پر اپنی جانیں پیش کی تھیں اس لئے سب سے زیادہ شہادتیں انہی کے حصہ میں آئیں اور ان کی اکثر جماعت اس موقع پر کام آگئی۔

حضرت سعید بن زیدؓ کہتے ہیں کہ لڑائی کا پورا زور مسلمانوں کے سینہ پر ہو رہا تھا۔ مسلمان کبھی ہزیمت کھا کے بھاگتے تھے اور کبھی پھر لڑائی کی طرف لوٹتے تھے کبھی کچھ دیر کو مقابلہ کرتے تھے اور کبھی پھر پیچھے ہٹ جاتے تھے حتیٰ کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے دیکھا کہ سینہ بننا ہوتا قلب تک پہنچ گیا ہے۔ یہ دیکھتے ہی آپؐ نے اپنے سواروں کو آواز دی اور آپؐ ادھر مائل ہوئے۔ آپؐ کے ساتھ ہی چھ ہزار مسلمانوں کی ایک جمیعت انداکبر کے فلک شکاف نعرے بھرتی ہوئی ادھر متوجہ ہوئی اور رومیوں پر حملہ کر دیا اور انہیں اس قدر شکست پر شکست دی کہ قتل پر قتل کیا کہ مسلمانوں کا سینہ اور قلب ان رومیوں سے صاف ہو گیا اور مسلمان پھر اپنی اپنی جگہ (یعنی سینہ اور قلب پر) پہنچ گئے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ اسی جگہ ٹھہرے اور جو رومی مسلمانوں کے قریب ہوتا رہا اسے دور کرتے رہے اور اس طرح رومیوں نے حضرت خالد بن ولیدؓ کے سامنے نہایت بری طرح شکست کا منہ دیکھا۔ آپؐ نے رومیوں کے شہسواروں کو مغرور و پریشان دیکھ کے مسلمانوں کو پکارا یا اہل الاسلام والايمان يا حمله القرآن! یا اصحاب محمدؐ! رومیوں میں کھلبلی پڑ گئی۔ شکست عظیم ظاہر ہونے لگی۔ قوم میں تم نے دیکھی یہ کیا کوئی بہادر اور پیچ نہیں رہا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کی قوت اور تیزی کو توڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عنایت کریں حملہ کرو اور شدت و سختی کے ساتھ ان پر گر پڑو۔ اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں خالد کی جان

ہے مجھے امید ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی تمہیں ان کے ہاڑوؤں پر فتح بخشے۔

مسلمانوں نے یہ سن کر ہر چار طرف آوازیں دیں کہ آپ حمد کریں ہم بھی آپ کے ساتھ حملہ کریں گے۔ آپ نے یہ سننے ہی تلوار کو سونت لیا اور رومیوں میں چڑے۔

حضرت عبدالرحمن بن حید جمیؓ کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھ اس حملہ میں میں بھی شامل تھا۔ ہم نے بھی آپ کے ساتھ حملہ کیا۔ خدا کی قسم! رومیوں نے ہمارے سامنے میدان صاف کر دیا اور ہمیں دیکھ کے اس طرح بھاگنے لگے جس طرح بکریاں شیر کو دیکھ کر بھاگتی ہیں۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور ہمارا یہ حملہ رومیوں کے یمنہ پر ہوا۔ رومی میدان چھوڑ چھوڑ کر بری طرح بھاگنے لگے اور چونکہ وہ زنجیروں میں بند تھے اس لئے پوری طرح جگہ نہ چھوڑ سکے۔ قوم کی حمایت اور جمہانی میں تیر اور نیزے چلاتے تھے اور اپنی جان بچانے کی بھی پڑی ہوئی تھی۔

حضرت خالد بن ولیدؓ ہمارے آگے آئے تھے اور ہم پیچھے پیچھے برابر حملہ کرتے ہوئے بڑے چلے چ رہے تھے۔ ہماری زبانوں پر یہ جاری تھا اور اس وقت کا شعار ہم نے یہ قرار دے رکھا تھا کہ یا محمد! یا منصور! انتک استک ح (امت کی خبر لیجئے! امت کی خبر لیجئے) حتیٰ کہ ہم اسی طرح بڑھتے ہوئے در یحییٰ تک پہنچ گئے جو اس وقت جواہر کی ایک صلیب لئے ہوئے اپنے اس مورچہ پر کھڑا ہوا جہاں بابائے اسے مسط کیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی فوج بھی تھی جو اپنے سردار کے حملے کا انتظار کر رہی تھی کہ یہ حملہ کرے تو ہم بھی اس کے ساتھ حملہ کریں۔

در یحجان کا قتل

جس وقت حضرت خالد بن ولیدؓ کا لشکر دریجان کے بالکل قریب پہنچ گیا تو اس کے سردار اس سے کہنے لگے ایسا املاک! یہ آپ ہمیں حملہ کرنے کا حکم نہیں دیتے کہ ہم حملہ کریں یا پیچھے کولوث جائیں۔ دیکھئے عربوں کا لشکر ہم میں گھس آیا ہے۔ اس نے کہا یہ ایک بہت برا دن ہے میں اسے دیکھنا پسند نہیں کرتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ اس میں حاضر ہو۔ مجھے بادشاہ نے اس جگہ کھڑا کر دیا ہے میں اس کھڑے ہوئے کو بھی برا خیال کرتا ہوں۔ لو اس کپڑے سے میرا سر اور چہرہ باندھ دو تا کہ میں اس جنگ اور حرب و ضرب کو بھی نہ دیکھ سکوں۔ انہوں نے ایک دشمن رومل سے اس کا سر اور چہرہ ڈھانپ دیا۔ رومی برابر قتل ہو رہے تھے حتیٰ کہ وہ مسلمانوں کے سامنے سے شکست کھ کر بھاگے اور مسلمان ویرجان (در یحجان اور دیرجان دونوں طرح مروی ہے) تک پہنچ گئے۔ یہ اس وقت مغوف الراہ (یعنی سر بندھا ہوا) تھا۔ حضرت ضرارؓ اس کی طرف بڑھے اور ایک پار ہونے والا نیزہ اس کے ایساں راکوہ ہمیش کے لئے چل بسا۔

۱۔ ایک نسخہ میں نجی ہے۔ ۱۲

۲۔ ایک نسخہ میں رجب یعنی قبول کیجئے قبول کیجئے ہے۔ ۱۳

جریر اور قاطر کا جھگڑا

والدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کے ساتھ یہ حسن سلوک کیا کہ جریر اور قاطر کا جھگڑا ہو گیا اور ان میں آپس میں اختلاف پڑ گیا۔ جریر قوم ارمن کو لے ہوئے رومیوں کے مینہ پڑھڑا تھا اور قاطر میسرہ پر۔ جریر نے قاطر سے کہا یہ وقت بھڑا ہونے کا نہیں ہے عربوں پر حملہ کر۔ اس نے کہا تو مجھے حمد کا حکم دیتا ہے اور خود مد نہیں کرتا۔ جریر نے کہا میں تجھے حکم کس طرح نہ دوں میں تیرے اوپر حکم بھی ہوں اس نے کہا تو مجھوت بکنا ہے بلکہ میں تیرے اوپر حاکم ہوں اور تو میرا مامور اور محکوم ہے۔ جریر اس کے اس قول سے جل گیا اور اس طرح ان دونوں میں اختلاف کی ایک خلیج وسیع ہوتی چلی گئی۔ آخر جریر نے مسلمانوں کو میسرہ اور قلب کے مابین جہاں قوم کنانہ، قیس، شعم، جذام، قضا، ملہ اور نسل کی کھڑی ہوئی تھی حملہ کیا اور مسلمانوں کے میسرہ کو اس کے ساتھیوں نے اس قدر بلہ دیا کہ سوائے صبرداروں اور چند ان نفوس کے جو ان کے گرد تھے سب کو پیچھے دھکیلتے چلے گئے۔ علم برداروں اور چند نفوس نے نہایت سختی کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا۔ مگر دوسرے مسلمان جب پیچھے ہٹے تو رومیوں نے بڑھ کر ان کا تعاقب کیا اور شکست خوردہ مسلمانوں کے ساتھ اس قدر بڑھے کہ ان کے ساتھ ساتھ ان کے لشکر میں داخل ہو گئے۔ یہاں خواتین اسلام نے دوسری طرف سے ان مسلمانوں کا غیموں کی چوبوں اور پتھروں سے استہمال کیا اور چوبیس اور پتھر گھوڑوں کے منہوں پر مار کر کہنے لگیں یا اہل الہدم! اؤں، بہنوں بیٹوں اور بیٹیوں کو چھوڑ کر کہاں بھاگتے ہو؟ کیا ہمیں ان کافروں کے سپرد کر دینے کا ارادہ کر لیا ہے۔

منہل دوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ والدہ رومیوں سے زیادہ ہم پر ہاری عورتیں سختی کر رہی تھیں آخر مسلمان ہریمت کو خیر باد کہہ کر پھر میدان کی طرف چھپے اور ایک دوسرے کو لٹھیت اور دھت کرنے لگے۔ کایب دوسرے کی حق و حمایت کو اور صبر سے کام لو۔ حضرت قتادہ بن اشیم کننیؓ مسلمانوں کے آگے آگے ہوئے اور رومیوں کے منہوں کو کبھی تلوار سے اور کبھی نیزوں سے مارنے لگے۔ حتیٰ کہ اسی طرح آپ کے تین نیزے ٹوٹ گئے۔ آپ حملہ کرتے جاتے تھے اور حسب ذیل رجز یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے۔

(ترجمہ اشعار) میں بھونکنے والے رومی کتوں پر بہت ہمدرد کروں گا اور میں انہیں تلوار کی ضربوں سے مار رہا کروں گا۔ میں رسول اللہؐ کو جو بہترین امیدگار اور نبی ہدیٰ اور دین کے تاصح ہیں خوش کر لوں گا۔

قتادہ بن اشیم کی ریموک میں بہادری

والدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ آپ نے پھر حملہ کیا حتیٰ کہ آپ کی تین تلواریں ٹوٹ گئیں۔ جب آپ کی تلوار ٹوٹ جاتی تھی یا نیزہ خراب ہو جاتا تھا تو آپ کہتے تھے کہ کوئی شخص ہے جو مجھے اللہ کے راستہ میں اپنا نیزہ یا تلوار عاریتاً دے گا۔ اس کا بدلہ اور اجر اللہ تبارک و تعالیٰ مرحمت فرمائیں گے۔

اس کے بعد آپ نے قیدی قیس کو پکار کر کہا یا معاشر قیس! اجر و صبر سے اپنا حصہ لے لو۔ دنیا میں صبر، بزرگی اور عزت ہے اور آخرت میں رحمت و فضیلت فاصبر و اوصابر و ادبر و ادبر و اتقوا اللہ لعلکم تفلحوا۔ مسلمانو! صبر کرو میدان کارزار

میں استقلال دکھاؤ۔ جنگ کے لئے تیار ہو اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح کو پہنچ جاؤ۔

یہ سنتے ہی ان کی قوم لبیک کہتی ہوئی ان کے ساتھ ہوئی اور خوشی نہایت سرگرمی کے ساتھ ان کے ہمراہ ہو کر لڑنے لگی۔ حضرت قائم بن العثم کنانی رحمتہ اللہ تعالیٰ اے کہتے ہیں کہ میں نے قناتر اور اس کی جمعیت کے حملے کے برابر کسی کا حملہ نہیں دیکھا وہ ہم میں گھسے چلے آتے تھے اور ہم بھی ان میں گھس گئے تھے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ دو ہزار صحابہؓ کی جمعیت کو لے کر ہماری طرف رجوع ہوئے اور آتے ہی رومیوں کو تتوار کے گھاٹ اتارنے لگے اور اس قدر شیر زنی کی کہ رومیوں کے پرے کے پرے کے کاٹ کر رکھ دیئے۔ مگر رومیوں کی کثرت اس قدر تھی کہ معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ یہ لوگ قتل ہو رہے ہیں۔

حضرت خالد بن ولیدؓ جب کوشش بلخ کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے تو لوگ آپ میں کہہ رہے تھے اللہ تبارک و تعالیٰ قائم بن العثم کنانی کو جزائے خیر عنایت کریں کہ انہوں نے ہمارے واسطے اس قدر تکلیف اٹھائی۔ آپ یہ سن کر حضرت قائم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آئے ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور شکریہ کے بعد فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اسلام کی طرف سے جزائے خیر عنایت فرمائیں۔ حضرت ذر یذہ بنت حارثؓ نیبے سے اتر کر آپ کے پاس یہ کہتی ہوئی آئیں۔ خالد نے کیا کیا اور آپ کے پاس کھڑے ہو کر کہنے لگیں یا ابن ولید! کیا تم ہی نے لوگوں کو لڑائی سے بھگنا سکھایا ہے۔ سپاہی اپنے سردار کے تابع ہوتے ہیں۔ اگر سردار ثابت قدمی دکھاتا ہے تو وہ بھی ثابت قدم رہتے ہیں اور اگر سردار بھاگ جاتا ہے تو سپاہی بھی فرار ہو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم! میں شکست اٹھانے والوں میں نہیں تھا جو شخص گردوغبار میں ان دشمنوں سے لڑ رہا تھا وہ میں ہی تھا۔ یہ سن کر حضرت ذر یذہؓ کہنے لگیں جو شخص اپنے سردار کو ثابت قدم دیکھ کر بھاگ نکلے اللہ تبارک و تعالیٰ اس کا برا کریں۔

حضرت عبدالرحمن بن معاذ بن جبل کی جنگ

واقعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ باہان ملعون نے اپنے سینہ کی طرف دیکھا تو وہ بالکل پسپا کر دیا گیا تھا اس نے وہاں ایک آدمی بھیج کر اپنے لشکر کو ترغیب اور تحریص دی۔ اسی وقت سینہ سے ایک رومی شہسوار جو تمام اسلحہ سے مسلح اور ذیل ذول میں پہاڑ کا ایک ٹکڑا معلوم ہوتا تھا۔ ایک عمدہ گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا اور دونوں صفوں کے درمیان آ کے گھوڑے کے گرد ایک چکر دے کر اپنے حریف کو بلانے لگا۔ قوم ازد سے ایک نوجوان اس کے مقابلہ میں گیا مگر اس کافرن نے اسے ایک ہی وار میں شہید کر ڈالا اور دوسرے حریف کا انتظار کرنے لگا۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے اس کے مقابلے میں نکلنے کا ارادہ کیا۔ مگر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے انہیں منع فرمایا اور کہا معاذ! میں تجھیں رسول اللہؐ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ تم اپنے نشان کو لئے ہوئے یہیں کھڑے رہو۔ میرے نزدیک تمہارا نشان لئے کھڑا رہنا تمہارے لڑائی کے واسطے نکلے سے زیادہ مناسب ہے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے یہ سن کر نشان لئے ہوئے کھڑے رہے اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگے معاشرا المسلمین! جو شخص یہ چاہے کہ میں گھوڑے پر سوار ہو کر اللہ تعالیٰ کے راستہ میں لڑوں اس کے لئے میرا گھوڑا اور ہتھیار موجود ہیں۔ آپ کے صاحب زادے حضرت عبدالرحمنؓ نے یہ سن کر آپ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا حضرت! میں چاہتا ہوں یہ ابھی بہت کم سن تھے حتیٰ کہ سن جو اب بھی نہیں پہنچے تھے، اول یہ مسلح ہوئے اور پھر اپنے والد کے گھوڑے پر سوار ہو کر کہنے لگے ابا جان! میں اس کا فر کے مقابلہ میں جا رہا ہوں اگر میں نے اس کے مقابلہ میں صبر و استقلال کو

ہاتھ سے نہ دیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ کا مجھ پر لاکھ لاکھ احسان ہے لیکن اگر اس نے مجھے شہید کر دیا تو میرا سلام قبول فرمائیے اور حضور اکرمؐ سے اگر کوئی کام ہو تو مجھ سے کہہ دیجئے۔ آپ نے فرمایا میں! میرا سلام کہہ دینا اور عرض کرنا اللہ تبارک و تعالیٰ امت مرحومہ کی طرف سے آپ کو جزائے خیر عنایت فرمائیں۔ اس کے بعد فرمایا بیٹا! جو اللہ جل جلالہ تمہیں اور ہمیں اس چیز کی توفیق عطا فرمائیں جو ان کے نزدیک محبوب اور پسند ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن معاذ جبلؓ شعلہ جوالہ کی طرح اس کی طرف بڑھے اور اس کے قریب پہنچ کر تلوار کا ایک ہاتھ رسید کیا مگر تلوار جھیل کے بے نیل و مرام واپس آئی اور گدا اٹھا کے رہ گئی۔ رومی بھی آپ کی طرف چلا اور آپ کے سر پر تلوار کا ایک ایسا ہاتھ مارا کہ تلوار غمگاہ کو کافئی ہوئی سر کو زخمی کر گئی اور اس سے خون بہنے لگا۔ رومی شہسوار خون بہتا ہوا دیکھ کر یہ سمجھا کہ عربی نو جوان قتل ہو گیا اور یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ اپنے گھوڑے سے کس طرح گرتا ہے پیچھے ہٹا۔ آپ نے یہ دیکھ کر رومی پیچھے ہٹ رہا ہے گھوڑے کی باگ پھیری اور مسلمانوں کے لشکر میں آگئے۔ حضرت معاذؓ نے فرمایا بیٹا کیا ہوا؟ انہوں نے کہہ رومی نے مجھے مار ڈالا۔ آپ نے فرمایا دنیا سے کیا چاہتا ہو؟ یہ کہہ کر آپ نے ان کا زخم لے پانڈھ دیا۔

کہتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمنؓ کے چلے آنے کے بعد رومی سردار نے ازارہ نکیر مسلمانوں پر تین حملے کئے۔ مگر قوم اُزد نے اسے بھگا دیا۔ حضرت ابو سعید بن جراحؓ نے فرمایا اس رومی کے مقابلہ کے لئے کون شخص جانا چاہتا ہے؟ یہ سن کر حضرت عمر بن طفیل دوسیؓ جو جنگ یمامہ میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہمراہ اور اس وقت صاحبِ ریات میں سے تھے نکلے اور جانے کے لئے تیار ہو گئے۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے جنگ یمامہ کے روز میلہ کذاب کی لڑائی میں خواب دیکھا تھا کہ وہ ایک عورت سے ملائی ہوئے ہیں۔ اس عورت نے اپنی فرخ کھول دی ہے اور آپ اس میں داخل ہو گئے ہیں۔ آپ کے بیٹے نے یہ دیکھ کر اس میں داخل ہونا چاہا مگر آپ کی آنکھ کھل گئی۔ مسلمانوں سے آپ نے اپنا یہ خواب بیان کیا مگر کوئی شخص اس کی تعبیر نہ بتا سکا۔ آپ نے کہا میں خود اس کی تعبیر جانتا ہوں۔ مسلمانوں نے کہا کیا ہے؟ انہوں نے کہا میں شہید ہوں گا اور وہ عورت زمین ہے میں اس میں دفن ہو جاؤں گا۔ میرے لڑکے کو زخم پہنچے گا اور وہ شہید نہیں ہوگا یا ممکن ہے کہ وہ بھی مجھ سے آئے۔

کہتے ہیں کہ جنگ یمامہ کے روز آپ خوب دل کھول کر لڑے اور اتارے حسد میں جتنا ہوئے مگر آپ کو کوئی ایذا نہیں پہنچی اور صحیح و سلامت رہے۔

حضرت عامر بن طفیلؓ کی بہادری اور شہادت

بہر حال جنگ یمامہ کے دن وہ ایک شعلہ جوالہ اور کوندنی ہوئی بجلی کی طرح رومی سردار کی طرف چلا اور اس کے ایک نیزہ مارا۔ آپ کے پاس یہ نیزہ بہت سی لڑائیوں اور خصوصاً ردہ اور یمامہ کی جنگ میں ساتھ رہا تھا مگر اس وقت ٹگتے ہی ٹوٹ گیا۔ آپ نے فوراً ہی اسے ہاتھ سے پھینک کر تلوارِ میمان سے کھینچی اور اس کو جنبش دیتے ہوئے اس کی طرف بڑھ کے شانے پہ ایک ایسا ہاتھ مارا کہ جوانمردوں تک پہنچتا چلا گیا اور رومی سردار زمین پر آ رہا۔ آپ اس کی طرف دوڑے اور اس کا گھوڑا پکڑ کے مسلمانوں کے لشکر

میں لے آئے اور اپنے بیٹے کے سپرد کر کے پھر میدان کی طرف چلے اور پہنچتے ہی رومیوں کے میمنہ پر حملہ آور ہو گئے۔ وہاں سے گھوڑے کو ایڑ لگا کر پیڑے آئے اور یہاں قوت آزمائی کر کے قلب پر آ پہنچے۔

اس کے بعد گھوڑے کو بھیڑ کر غنائی عربوں کی طرف بڑھے اور ان کے چند سواروں کو اس کے گھات اتار کے بل من مبارک زکاء لگانے لگے۔ جیلہ بن اسہم غسانی جو دشمنین حلالی کام کی ایک زرہ جس کے نیچے بتا بعد کی زرہوں سے ایک زرہ تھی پہن رہا تھا اور جس کے سر پر قاتب جیسا چمکے والا ایک خود بخود قوم غادی نسل کے گھوڑے پر سوار ہو کر آپ کے مقابلہ کے لئے نکلا اور کہنے لگا تم اس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو۔ آپ نے فرمایا۔ دوس سے اس نے کہا تم اہل قرابت میں سے ہو اپنی جان پر رحم کرو اور اس طرح کوچھوڑ کر اپنی قوم کی طرف ہی لوٹ جاؤ۔ آپ نے فرمایا میں نے تجھے بتلایا کہ میں فلاں شخص اور فلاں قبیلہ سے ہوں۔ اب تو بھی بتا کہ تو کن عربوں میں ہے اس نے کہا میں غسان سے ہوں اور ان تمام کام سردار ہوں میرا نام جیلہ بن اسہم غسانی ہے تم نے جب اس سردار کو شجاعت میں جرجیر اور بابان کی نظیر تھا قتل کر دیا تو میں نے سمجھ لیا کہ تم میرے برابر ہو۔ یہ سمجھ کر اوڑھتے دیکھ کر میں تمہاری طرف نکلا کہ تمہیں قتل کر کے پان اور ہرقل کے دربار میں سرخ روئی اور بہرہ مندی حاصل کروں۔ آپ نے فرمایا تیرا اپنی قوم ان کی شدت اور ذلیل و ذل بیان کرنا سوائے جلد نہ جوئی نظر ہیں ان سے بھی زیادہ اشد اور ظالموں کے ظلم کا مزہ چکھانے والے ہیں۔ رہ تیرا یہ کہنا کہ میں اپنی جیسی مخلوق کو تیرے قتل سے خوش کروں گا۔ سو میں بھی چاہتا ہوں اور میرا بھی ارادہ ہے کہ میں تجھے قتل کر کے اپنے جہاد کی تکمیل اللہ سے رب العالمین کو خوش کر کے اجر و ثواب کا متمنی ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے حملہ کر دیا۔

ادھر جیلہ بن اسہم غسانی نے بھی وار کیا مگر آپ کا ہاتھ اوچھ پڑا اور جیلہ کا وار اپنے کام کر گیا اور اس کی تلوار آپ کے پیسوئے معبر سے موٹے سے تھک کا قتی جی جی جس کی وجہ سے آپ شہید ہو کر زمین پر گر پڑے۔ جیلہ گھوڑا کوداتا اور ادھر ادھر پھرنے لگا اور اپنی بہادری پر ناز اور تعجب کرتا ہوا پھر ایک جگہ کھڑے ہوئے کہ اپنے مقابل کو طعنے لگے۔

حضرت ماحر بن طفیل کے صاحب زادے حضرت جندب بن عامرؓ جو اپنے والد ماجد کا نشان لئے ہوئے کھڑے تھے۔ حضرت ابو سعید بن جراحؓ کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے ایسا امیر! میرے والد شہید ہو گئے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ ان کا بدلہ لوں یا انہی کے پاس جاؤں۔ آپ مجھ سے یہ نشان لئے کہ قبیلہ دوس کے جس آدمی کو چاہیں دے دیں۔ آپ نے وہ نشان لے کر دوس کے ایک اور آدمی کے سپرد کر دیا اور حضرت جندبؓ حسب ذیل اشعار پڑھتے ہوئے جیلہ بن اسہم غسانی کی طرف چلے۔

(ترجمہ اشعار) میں اپنی جان کو ہمیشہ فخر کرتا رہوں گا کیونکہ میں اپنے رب کریم سے بخشش کی تمنا رکھتا ہوں۔ میں دشمنوں کو اپنی تلوار سے مارنے کی کوشش کروں گا اور ہر ظالم اور مردود کو قتل کر کے رکھ دوں گا۔ جنت اور باغ ہائے بہشت حق تعالیٰ سے ہر ایک شیخ اور صابر کے لئے صاب ہو جاتی ہیں۔

حضرت جندب بن عامرؓ کی بہادری اور شہادت

کہتے ہیں کہ جس وقت آپ یہ اشعار پڑھتے ہوئے اس کے قریب پہنچے تو آپ نے چلا کر آواز دی کہ اسے میرے والد کے قتل کھڑا رہ میں تجھے ان سے عوض قتل کروں گا۔ جیلہ نے کہا تم اس مقتول کے کیا لگتے ہو؟ آپ نے کہا میں ان کا بیٹا ہوں اس نے کہا تمہیں اپنی اور اپنی اولاد کی جان ضائع کرنے پر کس نے ابھار دیا ہے جو اس طرح قتل ہونے پر تے ہوئے ہو حالانکہ قتل نفوس حرام

ہے۔ آپ نے کہا اللہ تعالیٰ کے رستہ میں جان کو کھو دینا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک نہایت محبوب ہے جس کی وجہ سے نفس انسانی بڑے بڑے مدارج عاید تک پہنچ جاتا ہے۔ جہلہ نے کہا تم نہایت کسن اور بچے ہو میں تمہیں قتل کرنا نہیں چاہتا۔ آپ نے فرمایا جب کہ میں اپنے باپ کے غم میں مبتلا ہوں تو پھر کس طرح سوٹ سکتا ہوں۔ واللہ! میں کبھی نہیں سوٹ سکتا۔ میں اپنے باپ کا بدلہ لوں گا۔ ان ہی کے پاس پہنچ چکے ہوں گا۔

یہ کہہ کر آپ نے حملہ کر دیا۔ جہلہ نے بھی حملہ کر دیا اور اس طرح دونوں حریف ایک دوسرے کے ساتھ نبرد آزما ہونے لگے۔ یہاں دونوں میں تھوڑی سی چل رہی تھی اور دونوں شکروں کی آنکھیں ان پر لگی ہوئی تھیں۔ جہلہ نے جب اس بچے کی شجاعت و براعت کا یہ حال دیکھا تو کچھ گھبرا گیا کہ یہ بچہ تو کتنی شجاعت و شہادت میں جوانوں سے بدرجہا بڑھا ہوا ہے۔ یہ سوچ کر اب احتیاط سے لڑنے لگا۔ قوم غسان ہوا اپنے سردار کو دور سے کھڑی ہوئی دیکھ رہی تھی۔ بچے کے یہ جوانوں والے ہاتھ دیکھ کر فوراً تازگی کہ ہمارا سردار اس لڑکے کے سامنے اب تھیں رڈ لے لے والا ہے اور کوئی دم میں مغلوب ہوا چاہتا ہے۔ اس لئے آپس میں کہنے لگی کہ ہمارا سردار اس لڑکے دست و ریمان ہے نہایت شہسوار اور بہادر معلوم ہوتا ہے۔ اپنے سردار کی طرف بڑھتے رہو اور جب دشمن اس پر غالب ہو جائے تو فوراً اس کی کمک اور مدد کے لئے اس کے پاس پہنچ جاؤ اور اسے زندہ نہ چھوڑو۔

یہ کہہ کر قوم غسان مدد کے لئے آدھ ہو گئی تاکہ اگر ضرورت پڑے تو ہم اپنے سردار کو بچا لیں۔ اور ہر مسلمانوں نے حضرت جنبدؓ کی بہادری اور شجاعت و کھٹی کو بہت خوش ہوئے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ ان کی یہ بہادری دیکھ کر رونے اور فرمایا جو لوگ اللہ تبارک و تعالیٰ کے راستہ میں اپنی جان خرچ کرتے ہیں وہ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں ایسا حاملین! اس کے س فضل کو قبول فرمائیے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ کہتے ہیں کہ میں بھی جنگ یرموک میں حاضر تھا۔ میں نے جنبد بن عامرؓ سے زیادہ بہادر اور شریف جبکہ وہ جہلہ بن اسیم غسانی کے ساتھ لڑ رہے تھے کسی لڑکے کو نہیں دیکھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ جب موت آ جاتی ہے تو پھر نہ بہادری کام دیتی ہے نہ کثرتِ اسلحہ۔ جب انہیں لڑتے لڑتے زیادہ وقفہ ہو گیا تو انہوں نے جہلہ بن اسیم غسانی کے تلووار کا ایک ہاتھ مارا جس نے اسے ست کر دیا مگر جہلہ نے پلٹ کر تلووار ماری تو آپ کی روح اعلیٰ علیین کی طرف پرواز کر گئی اور اس طرح حضرت عامر بن ظہیلؓ کے خواب کی تعبیر پوری اور محقق ہو گئی۔ جہلہ آپ کی لاش کے چاروں طرف گھومنے لگا اور تیسرے آدمی کے انتظار میں ہوا۔ اس کی قوم نے اسے چیخ کر بلایا اور کہا آپ سوٹ آئیں۔ آپ اپنا فرض انجام دے چکے۔ یہ آکر آنا اور غور کرتا ہوا پن اور اپنی صلیب کے نیچے چکڑا ہوا۔ باہان نے اس کے پاس ایک آدمی بھیج کر اس کا شکر یہ ادا کیا اور اس کا بہت ممنون ہوا۔

مسلمانوں کو حضرت عامر بن ظہیلؓ اور ان کے صاحبزادے کی وجہ سے نہایت صدمہ ہوا۔ قبیلہ دوس نے آپس میں چیخ چیخ کر کہنا شروع کیا الجنة الحنة خلدو ابقا سید کم عامر و بولدہ من اعداء اللہ۔ لوگو! جنت سامنے ہے جنت سامنے ہے اپنے سردار عمر اور ان کے بیٹے کا بدلہ خدا کے دشمن سے لے لو۔ قبیلہ ازد جو اس قبیلے کا حلیف تھا اس کے ساتھ ہوا اور انہوں نے غسان، لخم اور جذام پر ایک متفقہ حملہ کر دیا اور اشعر پڑھ پڑھ کر اپنے حریفوں کو تہ تیغ کرنے لگا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا لوگو! اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف چنے میں جلدی کرو اور جنت نعیم میں جہاں حوریں تمہاری ملاقات کے لئے منتظر ہیں جلدی نہ کیجو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس وطن سے زیادہ محبوب وطن اور کوئی نہیں ہے۔ یہ و

رکھو! اللہ تبارک و تعالیٰ نے صابریں کوان کے غیر پر اسی وجہ سے فضیلت بخشی ہے کہ وہ ان کی طرح معرکوں میں شامل نہیں ہوتے۔
قوم اذ نے یہ سن کر قبیلہ دوس کے ہمراہ ہو کے اور تیزی کے ساتھ حملہ کیا اور ان کا شعار اور قبیلے کی نشانی اور علامت یہی الفاظ تھے
الجنة الجنة۔

جنگ یرموک میں مسلمانوں کا شعار

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے موسیٰ بن محمد نے عطاء بن مراد سے روایت کی ہے کہ میں نے چند آدمیوں سے دریافت کیا کہ جنگ یرموک میں سے مسلمانوں کے لشکر کا شعار ۱ اور ان کی خاص پہچان کیا تھی؟ انہوں نے کہا کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کا شعار لفظ امت امت اور قبیلہ عس کا یا آل عس ۲۔ آل عس اور اہل یمن کا جس میں ہر فرقے کے لوگ شامل تھے یا انصار اللہ یا انصار اللہ! اور حضرت خالد بن ولیدؓ اور آپ کے لشکر کا یا حزب اللہ یا حزب اللہ اور دوس ۳ کا یا آل اللہ یا آل اللہ اور حمیر کا الفتح الفتح دارم اور سکا سکا کا الصبر الصبر اور بنی مراد کا یا نصر اللہ انزل یا نصر اللہ انزل اور یہ تمام کے تمام جنگ یرموک میں مسلمانوں کے شعار ہی تھے۔

کہتے ہیں کہ جب قبیلہ دوس نے حملہ کیا تو اس کی متابعت اذ نے بھی کی اور یہ نصرانی عربوں کی طرف بڑھے اور حملہ آور ہو گئے۔ چاہا کہ ان سے صلیب کو چھین لیں۔ یہ سوچ کر ان کو چیرتے پھاڑتے صلیب تک پہنچ گئے اور وہاں پہنچ کر ایک مسلمان نے اس نصرانی کو جو صلیب لئے ہوا تھا ایب نیزہ، راکوہ، گراور، صلیب الٹ کر زمین پر آ رہی ہے۔ نصرانی عرب صلیب کوڑتے دیکھ کر مسلمانوں کی طرف تیزی سے بڑھے اور چپا کہ پھر اسے واپس لے میں گرد دسیوں اور اذ دیوں نے مار مار کر ان کا ناس کر کے رکھ دیا۔ دوس اور اذ دی چونکہ سیاہو شتر کے سفید تل کی نسبت رکھتے تھے ان کے بھی چندا دی شہید ہوئے اور وہ ان کے بچے سے نکل کر الگ ہو گئے۔ غسانوں نے صلیب کے حاصل کرنے کے ارادہ سے پھر حملہ کیا اور اب اس قدر گھسان کا رن پڑا کہ ایک ضقت کثیر قتل ہوئی۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں مجھ سے ہاشم بن عمار اور ان سے حویرث اور ان سے نافع بن جبیر اور ان سے عبداللہ بن عدیؓ نے بیان کیا ہے کہ میں جنگ یرموک میں شامل تھا۔ مسلمانوں کے لشکر کی تعداد وہاں پچیس ہزار تھی۔ ابن حویرث اس تعداد کو سن کر غصہ ہوئے اور کہا جس نے یہ روایت تم سے بیان کی اس نے غلط بیان کیا بلکہ مسلمانوں کی تعداد یرموک میں اکتالیس ہزار تھی اور یہ میں نے معتبر راویوں سے سنا ہے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ یہی قول زیادہ معتبر ہے کیونکہ جنگ اجنادین میں مسلمانوں کی تعداد تیس ہزار تھی اور اس کے بعد پھر بھی ملک آئی تھی۔

عبد الحمید سہیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جب دوسویں اور اذ دیوں نے مشرکین پر حملہ کیا تو ان کی صفیں کی صفیں ہلا کر رکھ دیں اور نہایت ذلت کی موت مارنے لگے۔ مشرکوں نے بھی ایک زبردست حملہ کیا۔ جس سے مسلمانوں کے بھی

۱ شعار اس نشانی اور علامت کو کہتے ہیں کہ جس کے سبب ایک دوسرے کی پہچان اور تیز کر لے۔

۲ پیچھے ہے کہ دوس کا الجنتہ الجنتہ تھا۔ ممکن ہے کہ وہ شخص اذ کا ہو۔ ۱۲۴ھ

جیرا کھڑ گئے اور اپنے مورچے کو چھوڑ کر ادھر ادھر پھرنے لگے۔ حضرت غیاض بن غنم اشعریؓ کے ہاتھ میں مسلمانوں کا نشان تھا یہ نشان لئے ہوئے بھاگ پڑے۔ مسلمانوں نے انہیں آواز دی اور کہا کہ فوج کا ثبات اور اس کا ثبات قدم رہنا اس کے نشان پر موقوف ہے۔ حضرت عمرو بن عاصؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ نشان لینے کے لئے ان کی طرف دوڑے اور ان دونوں نے اس کے حاصل کرنے کی مسابقت کی۔ حضرت عمرو بن عاصؓ پہلے پہنچے اور انہوں نے علم لے کر لڑنا شروع کر دیا۔ اور اس وقت تک برابر لڑتے رہے۔ جب تک اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کے ہاتھ سے رومیوں کو شکست نہ دی۔ جنگ یرموک کا تیسرا دن مسلمانوں پر نہایت سخت آیا اور اس میں مسلمان تین دفعہ شکست کھا کے بھاگے مگر ہر مرتبہ خواتین اسلام نے چوٹیں اور پتھر مار مار کر اور لڑکوں کو دکھلا دکھلا کے انہیں لڑائی کی طرف لوٹا دیا۔ میدان کا رزار برابر اس طرح لڑائی کے شعلے اٹھتا رہا۔ حتیٰ کہ آفتاب نے شہیدوں کا رنگ اقتدار کر لیا۔ آسمان نے خون شہداء پر تاروں کی چادر ڈال دی اور محن دنیا پر ایک نیا منظر پیش ہو گیا۔ شریکین جن کی اکثر جمعیت قتل ہو چکی تھی رات ہونے پر اپنے ڈیروں کی طرف وئے اور بٹھیا رہندی میں رات گزارنے لگے۔

مسلمان جن کا کم نقصان ہوا تھا مگر جو تیروں سے الہتہ زیادہ زخمی ہوئے تھے یہ بھی اپنے خیموں کی طرف پلٹے اور رومیوں کی طرح اسلحہ بندی رہے۔ انہیں سب سے پہلے نماز کا فکر ہوا چنانچہ انہوں نے سب سے اول بارگاہ خداوندی میں حاضری دی۔ پھر زخمیوں کی مرہم پٹی کی۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے انہیں دو نمازیں ایک ہی ساتھ پڑھائیں اور فرمایا لوگو! اللہ تبارک و تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں اور جزائے خیر عطایت فرمائیں جس وقت تم پر کوئی مصیبت نازل ہو تو رحمت کا انتظار کیا کرو وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے مصیبت کے بعد ضرور نازل ہوتی ہے اب آگ روشن کر لو، اپنی حفاظت رکھو اور تکبیر و تہلیل کے نعرے لگاتے رہو۔

یہ کہہ کر آپ کھڑے ہوئے حضرت خد بن ولیدؓ کا ہاتھ ہاتھ میں پکڑا اور زخمیوں کو تلاش کر کے ان کی مرہم پٹی خود اپنے ہاتھ سے کرنے لگے۔ یہ دونوں حضرات لوگوں کو تسلی دیتے اور فرماتے جاتے تھے لوگو! تمہارے دشمن بھی تمہاری طرح رنج و غم اور درد و الم میں مبتلا ہے اور تم اللہ تبارک و تعالیٰ سے اس چیز کی امید رکھتے ہو جس کی انہیں کوئی امید نہیں ہے۔ اسی طرح یہ دونوں حضرات تمام رات لوگوں کے خیموں اور فردوگاہوں میں مرہم پٹی کرتے اور دلاسا دیتے پھرتے رہے حتیٰ کہ صبح نے آ کر ان دونوں کے گشت کو کم کیا۔

کہتے ہیں کہ جس وقت رومی میدان سے ہٹ کر یرموک میں پہنچے تو باہان نے تمام سرداران لشکر اور افسران فوج کو جمع کیا اور انہیں زبردستی توجہ کر کے کہنے لگا میں جانتا ہوں کہ تمہارا یہ یہی حال ہو جاتا ہے اور تمہاری بزدلی خوف اور بے صبری ان منہی بھرمیوں کے مقابلہ میں اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ انہوں نے اس سے معذرت کی کہا کل ہم ان سے دل کھول کر لڑیں گے۔ ابھی تو ہمارے بہت سے شہسواران کے مقابلے کے لئے نکلے تک بھی نہیں کل ہم ان کے چھکے چھڑ دیں گے اور کل میدان آپ دیکھیں گے کہ ہمارے ہاتھ ہی رہے گا۔ باہان کا یہ سن کر غصہ بخشتا ہوا اور اس نے انہیں حکم دے دیا کہ وہ کل کے لئے بالکل تیار ہیں۔

دونوں فریقوں نے رات بھر اپنی اپنی حفاظت کی۔ رومی چونکہ کثرت سے قتل ہوئے تھے اس لئے ان کے دل میں مسلمانوں کا رعب بٹھ گیا اور وہ رات بھر فکر میں رہے۔ مسلمان اپنے دین قیم اور دین واثق کی بنا پر قوی دل رہے اور ان میں کسی طرح کا خضف محسوس نہیں ہوا۔

مسلمانوں کا لڑائی کے لئے تیار ہونا

کہتے ہیں کہ جس وقت صبح ہوئی تو حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے نماز پڑھائی۔ ابھی پوری طرح مسلمانوں نے نماز سے فرصت بھی نہیں حاصل نہیں کی تھی کہ صلے میں اور رویوں کے نشانات جو جہڑے کانوں اور بین کے درختوں کی تعداد میں تھے نظر آئے اور اس شہنشاہ و شوکت کے ساتھ آگے بڑھے کہ وہ ابھی تازہ دم ہیں اور کسی دشمن سے اب تک ان کا مقابلہ یا اکل نہیں ہوا۔ آگے میدان میں صفیں مرتب ہونے لگیں اور شکر قرعے سے کھڑے ہونے لگے۔ ہاں کا تحت اسی ٹیپے پر جہاں کل تھا آج بھی نصب کیا گیا۔ تاکہ وہ لڑائی کے منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا رہے۔ اس نے حکم دیا کہ لشکر یا اکل تیار ہو جائے اور تاقبلیہ مسلمان پیش دستی نہ کریں اس وقت تک ان پر حملہ نہ کیا جائے۔ چنانچہ یہ صف بندی کر کے اپنی اپنی جگہ کھڑے ہو گئے۔

افواجِ اسلام کے سرداروں نے جب رویوں کو میدان کی طرف س طرح پیش قدمی کرتے دیکھا تو ہر سردار نے اپنی یا تحت فوج کو آواز دی اور قبائل کی ترغیب دے کر جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔ مسلمان سیدھے نماز سے فارغ ہوئے کھڑوں کی طرف دوڑے۔ ہتھیار لگائے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر اپنے اپنے سردار کے جھنڈے تلے اکھڑے ہوئے۔ ہر سردار نے اپنا اپنا مورچہ قبضہ میں کیا۔ اور اپنی فوج کو نصیحت کرنے کے بعد خداوند تعالیٰ کی مدد و نصرت کے نازل ہونے کا یقین دلایا۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے صفوں کے بیچ میں ایک پیکر لگایا اور جب وہی فضیلت ان سے ذہن نشین راستہ ان چیزوں کی طرف جو بری تھی بل جملہ نے مجاہدین صابریں کے لیے تیر کی ہیں توجہ دلائی اور عمر بن سعید بن عبداللہ حصاریؓ کو مالِ غنیمت، عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لئے مامور کیا۔ پیدل پر سعید بن عمرو بن نفیل کو مقرر کیا۔ قوم مزینہ اور انصار کے پانچ سو تیر اندازوں کو میدان اور پانچ سو کوسمیرہ اور پانچ سو کوسقب پر متعین کر کے ان تمام کے پاس گھوڑے اور فرمایا آپ لوگ اپنی اپنی جگہ کھڑے رہیں۔ اگر دشمن ہماری طرف بڑھے تو تیروں سے آپ ان کا چھتر اڑ کر کے رکھ دیں۔ اللہ بزرگ و برتر کو تیر چاہتے وقت یاد کر لیں اور اس بات کا دھین رکھیں کہ تیر متفرق ہو کر نہ نکلیں بلکہ تمام تیر ایک ہی کمان سے نکلتے ہوئے دشمن کی طرف گرتے نظر آئیں۔ اگر رومی خود تم پر حملہ آور ہو جائے تو تاقبلیہ میں کوئی حکم نہ دوں اس وقت تک برابر اپنی اپنی جگہ آپ حضرات کھڑے رہیں اور رانچ بھرا دھرا دھر نہ سرکیں۔ یہ حضرات حسب حکم کھڑے ہو گئے۔ حضرت ابو سفیانؓ اپنے صاحبزادے حضرت یزیدؓ کے پاس جن کے ہاتھ میں اس وقت علم تھا اور جو اپنے ساتھیوں کے ہمراہ میدان کا رزار کے لئے تیار ہو رہے تھے آئے اور فرمایا بیٹا! اگر تم نے نیک کام کیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ تمہارے ساتھ نکلی کریں گے تم تھوڑی اور صبر کرو اپنے اوپر لڑو اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے جتنا ہو سکے ڈرتے رہو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے دین بین اور حضور سرور عالمؐ کے شرع متین کی مدد و اعانت کرو۔ بے صبری اور خوف سے پیچھے رہو۔ رب قدر نے جو کچھ مقدر کر دیا ہے وہ ضرور ہو کر رہے گا۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اہوا احزم لوگوں کا ساما صبر کرو۔ اس وادی پر موک میں ہر شخص صبر کی چ دروازہ کھٹے والا ہے۔ یہ یاد رکھو کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ تمہیں شکست کھا کے بھی نہ ہوانہ دیکھیں اس سے بالکل بچتے رہو اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے غضب کی طرف نگاہ رکھو۔ حضرت یزیدؓ نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ میں حتی الامکان جہاں تک میری طاقت و ہمت میں ہوگا صبری کروں گا۔ میں اللہ بزرگ و برتر سے استعا کرتا ہوں کہ وہ میرے معین و مددگار رہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے اپنے نشان کو حرکت دی۔ اور ساتھیوں کو بلایا اور جو رومی ان کے متصل تھے ان پر جا کرے۔

رومیوں نے بھی ادھر سے جواب دیا اور اس طرح ایک عظیم معرکہ برپا ہو گیا۔

حضرت یزید بن ابوسفیانؓ برابر لڑ رہے تھے حتیٰ کہ انہوں نے دشمن کے چھچھوڑا دیئے ان کی فوج بھی ابتلائے حسنہ میں مبتلا ہو گئی۔ ان کی جنگ فوج کے قلب کی جانب سے تھی یہ اسی طرح جو اس مردی اور دیری دکھا رہے تھے کہ ایک رومی سردار جو نہایت سخت ذلیل و ذول کا تھا ایک نیزہ ہاتھ میں لئے ہوئے جس میں سونے کی ایک صلیب جڑی ہوئی تھی دس ہزار رومیوں کو لے کر نکلا اور مسلمانوں کے سینہ کی طرف جہاں حضرت عمرو بن عاصؓ اور آپؐ کی فوج مقرر تھی چلا اور حمد کر دیا۔ مسلمان حملے کی تاب نہ لا کر پیچھے مڑے اور اتنے بڑے دشمن کے اوائل لشکر جو سینہ کے قریب تھا گھس چلا گیا۔ حضرت عمرو بن عاصؓ اور آپؐ کے ساتھی لوٹ لوٹ کر حمد کرتے تھے۔ کبھی آگے بڑھ جاتے اور کبھی پھر واپس آنے پر مجبور ہوتے تھے حتیٰ کہ رومی ان پر غالب آ گئے اور ان کے میدان کو صاف کرتے کرتے اس ٹیپے تک جس پر خواتین اسامہؓ بیٹھی ہوئی تھیں۔ مسلمانوں کے پیچھے ہناتے ہناتے پھلے گئے اور اس ٹیپے کو گھیر لیا۔ ایک انصاری عورت نے یہ دیکھ کر چیخ شروع کیا کہ کہاں اسدم کی حمایت کرنے والے اور کہاں ہیں دین کی اعانت کرنے والے؟

کہتے ہیں کہ حضرت زبیر بن عوامؓ چونکہ آشوب چشم میں مبتلا تھے اس لئے علاج کی غرض سے اپنی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ جس وقت آپؐ نے اس انصاریہ کا چیخنا سنا تو حضرت اسماءؓ سے فرمایا یہ عورت کیوں چیخ رہی ہے؟ اور کہاں ہیں دین کے مددگار اور کہاں ہیں مسلمانوں کے طرفدار کیوں کہہ رہی ہے؟

حضرت عفرہ بنت عثمانؓ نے کہا یا ابن عمیرؓ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمانوں کا سینہ مضروب ہو گیا۔ اور رومیوں نے یہاں تک پہنچ کر ہمیں گھیر لیا۔ یہ انصاریہ اسی واسطے چیخ رہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا خدا کی قسم! دین کا مددگار میں ہوں۔ مجھے ایسے وقت میں اللہ تبارک و تعالیٰ بیٹھے ہوئے نہیں دیکھیں گے۔ یہ کہہ کر آپؐ نے اس کپڑے کو جو آپؐ کی آنکھ پر بڑا ہوا تھا اتار کے پھینک دیا۔ گھوڑے پر سوار ہوئے چھوٹا نیزہ ہاتھ میں لیا اور یہ الفاظ کہتے ہوئے کہ میں ہوں زبیر بن عوامؓ میں ہوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چھوٹی کابینا رومیوں پر حمد کر دیا۔ آپؐ یہ کہتے جاتے تھے اور رومیوں پر نیزے کے بھر پور ہاتھ مارتے جاتے تھے۔ حتیٰ کہ آپؐ نے انہیں مارتے مارتے پاؤں لوٹنے پر مجبور کیا اور ان کے گھوڑے اپنی دموں کے بل پیچھے بیٹھے لگے۔ حضرت لیث بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جزائے خیر عایت کریں آپؐ نے تن تھا بغیر کسی کی مدد کے تمام رومیوں کو پسا کر رکھ دیا۔ حتیٰ کہ رومی اپنے لشکر تک بیٹھے چلے گئے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپؐ کے ساتھی پھر ادھر پھرے اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے جاتے تھے لوگو! لوگو! جنت سامنے ہے جنت سامنے ہے جزم و احتیاط سے کام لو اور اسے اہل اسلام صبر کرو۔ یہ کہتے ہوئے آپؐ کے ساتھیوں اور آپؐ نے پھر حملہ کیا اور شکست اٹھانے کے بعد رومیوں کو ہٹا کے رکھ دیا۔

واقعی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جریر ارمی نے ارمین کی تین ہزار جمعیت کے ساتھ حضرت شریصل بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حملہ کیا۔ آپؐ کے ساتھی حملہ کی تاب نہ لا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور آپؐ کے پاس سوائے آپؐ کی قوم کے پانچ سو آدمیوں کے اور کوئی نہ رہا۔ آپؐ ارمیوں پر حملہ کرتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے یا اہل اسلام! کیا

موت سے بھاگتے ہو؟ صبر کرو صبر کرو۔

یہ سن کر آپ کے ساتھی لوٹے اور ارمنوں پر حملہ کر دیا اور ان پر مار مار کے وہ مصیبت نازل کی جو آج تک کبھی ان پر نہیں آئی تھی حتیٰ کہ ارضی اپنے لشکر کی طرف لوٹے۔ حضرت شرمیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مورچے پر تشریف لائے۔ آپ کے ساتھی آپ کے گرد جمع ہوئے۔ آپ نے انہیں غصہ میں آ کر کہنا شروع کیا تم پر کیا مصیبت نازل ہوئی تھی کہ ان کافروں بغیر تھکے ہوئے عجیبوں کے آگے آگے ہوئے اور شکست کھا کر بھاگ پڑے حالانکہ تم دین کے حامل اور رحمان کے بندے تھے کیا تم اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا:

﴿وَمَنْ يُولِهِمْ يَوْمَئِذٍ وَدَّعَهُ الْاِمْتِحَانُ لِلْفِتَالِ اَوْ مَحْزِئًا اِلَىٰ فِتْنَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَا وَاٰهُ

جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ﴾

”جو کوئی سوائے دشمن کے چمکے دینے یا کسی دوسری جماعت میں پناہ لینے کے لیے لڑائی کے روز پیٹھ دے کر بھاگ پڑے پس تحقیق وہ اللہ کے غضب میں آ گیا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔“
کیا تم نے باری تعالیٰ کا یہ ارشاد قرآن شریف میں نہیں پڑھا کہ:

﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنْ لَّهُمْ جَنَّةٌ

”اللہ تبارک و تعالیٰ نے مؤمنین کی جانوں اور ان کے مالوں کو جنت کے عوض میں خرید لیا ہے۔“

تم لوگ موت سے بھاگتے ہو جنت سے گریز کرتے ہو۔ انہوں نے کہا یا صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ غزوہ احد اور جنتن کے طرح کی ایک شیطانی لغزش تھی۔ اب آپ حملہ کریں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ حضرت شرمیل حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر انہیں دعویٰ اور اپنی اس جمعیت کو لے کر اپنے مورچوں پر جو حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب تھا کھڑے ہو گئے اور اپنے مورچے کی حفاظت اور حیانت کی غرض سے اسی جگہ کھڑے رہے۔ حضرت قیس بن مبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دیکھا کہ حضرت شرمیل بن حسنہ نے لوٹ کر اپنے مورچے پر قبضہ کر لیا ہے تو آپ اپنے ساتھیوں کو لے کر آگے بڑھے اور اپنے شعار کے کلمات کو دہراتے ہوئے اپنے دشمن پر چڑے۔ آپ کا شعار اس وقت وہی تھا جو مسلمانوں نے غزوہ بدر اور غزوہ احد میں اختیار کیا تھا کہ:

يَا نَصْرُ اللّٰهِ اَنْزِلْ يَا مَنصُورُ اَمْتَهُ اَمْتَهُ.

”اے اللہ تیری مدد نازل ہو یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امت کی خبر لیجئے۔“

حضرت خالد بن ولیدؓ نے جس وقت ان کی یہ آواز سنی تو آپ بھی اپنی فوج کو لے کر چلے اور آپ نے رومیوں کے میمنہ پر اور حضرت قیس بن مبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے میسرہ پر حملہ کر دیا اور اس طرح ایک گھسان کارن پڑنے لگا اور رومیوں پر حملے کر کے انہیں پیچھے لوٹا دیا۔ یا حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مرقل بن ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ جزائے خیر عنایت فرمائیں کہ انہوں نے دشمن کو مار مار کر اس زور سے ایک حملہ کیا کہ انہیں پیچھے ہٹاتے ہٹاتے بابان کے خیمے تک بڑھتے چلے گئے۔ بابان ان بہادران اسلام کو دیکھ کر قنٹ سے کود کر بھاگا اور رومیوں کو چیخ چیخ کر آوازیں دے دے کہ ان پر غصہ ہونے لگا۔ رومی پھر پیچھے کولوتے اور جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔

حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آواز دی۔ انہوں نے آواز سننے ہی اپنی جمیعت کے ساتھ حملہ کر دیا اور اس طرح آوازیں لگانے لگا۔ لا الہ الا اللہ یا منصور امت یا نصر اللہ انزل۔ آپ یہ کہتے جاتے تھے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ رومیوں کو تیغ کرتے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد و نصرت مسلمانوں کے لئے وقف کر رکھی تھی اور مسلمان بڑھ بڑھ کے رومیوں کو مار رہے تھے کہ دفعۃً انہوں نے کہنے والے کی آواز سنی کہ جو کہہ رہا تھا یہ نصر اللہ انزل یا نصر اللہ اقرب ایہا الناس الثبات الثبات اللہ تبارک و تعالیٰ کی مدد نزل ہوا اللہ جل جلالہ کی اعانت قریب ہو۔ لوگو! ثابت قدم رہو! ثابت قدم رہو۔ حضرت عامر بن سلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس آواز دینے والے کی طرف غور کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو اپنے بیٹے یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نشان کے نیچے ہیں۔ تمام سرداران انواج اسلامیہ نے رومیوں پر خنجر کے ساتھ حملہ کیا اور نہایت بے جگری کے ساتھ لڑے۔ رومیوں میں زنجیر والے لوگوں سے زیادہ کوئی ثابت قدم نہیں تھا۔ جس وقت مسلمان ان کے پاس پہنچتے تھے تو وہ اپنے مورچے پر نہایت استقلال کے ساتھ ڈٹے رہتے تھے اور حملہ آوروں کو پیچھے لوٹا دیتے تھے۔ رومی تیر اندازوں کی تعداد ایک لاکھ تھی جو قوم ارمن کے قلب میں بیٹھے ہوئے تھے اور جس وقت یہ بل کر تیر اندازی کرتے تھے تو سورج ان کے تیروں میں چھپ جاتا تھا۔ اگر خداوند تعالیٰ کی مدد و نصرت مسلمانوں کے شامل حال نہ ہوتی تو مسلمان یقیناً ہلاک ہو جاتے۔ مگر مسلمان نہایت خوشی اور سرور کی حالت میں واپس ہوئے اور رومیوں کا اٹلاف جان ان سے کہیں زیادہ ہوا۔

حضرت ذوالکلاع حمیریؓ کی ایک گھبرو کے ساتھ جنگ

کہتے ہیں کہ رومی گھبروؤں میں سے سال کے پورے کی طرح کا ایک گھبرو سنہری زرہ پہنے اور طلائی خود جس میں سونے کے جزاؤ کی ایک صلیب لگی ہوئی تھی لگائے ہوئے نکلا۔ یہ ایک عمدہ گھوڑے پر جس کے اوپر لوہے کی ایک زرہ بڑی ہوئی تھی سوار تھا ہاتھ میں نیزہ اس نے نکتے ہی گھوڑے کو ایک چکر دیا اور خود کو میدان میں ظاہر کر کے اپنے سے حریف کو طلب کرنے لگا۔ مسلمان اس کے ذیل ڈول اور جسامت کو دیکھنے لگے۔ حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ نے فرمایا مسلمانو! اس کے قد و قامت سے نہ ڈرو بہت سے لمبے ترنگوں کا دل چڑیا کے دل سے بھی چھوٹا ہوتا ہے۔ تم میں سے کون شخص اللہ تبارک و تعالیٰ کی استعانت کے بھروسہ پر اس کے مقابلہ میں نکلے گا؟

یہ سن کر اہل عرب کے غلاموں میں سے ایک سیاہ پیدل غلام ہاتھ میں تلوار اور ڈھال لئے ہوئے اس کی طرف بڑھا اور جب اس نے اس گھبرو کے قریب ہونے کا ارادہ کر لیا تو اس کے آقا (مالک) یعنی حضرت ذوالکلاع حمیریؓ نے اسے آواز دی اور جس وقت وہ لوٹ کے آپ کے پاس آ گیا تو آپ خود اس گھبرو کی طرف بڑھے۔ آپ ایک نہایت شجیع اور بہادر شخص تھے۔ آپ نے گھوڑے کو چکر دے کر اس کے گرد گھومنا شروع کیا۔ گھبرو بھی گھومنے لگا۔ یہ دونوں چونکہ نہایت عمدہ نیزہ باز تھے۔ اس لئے نیزہ بازی کرنے لگے اور اس قدر نیزہ بازی کی کہ نیزوں سے شرارے اٹھنے لگے۔ آخر بازو دست پڑ گئے اور یہ دونوں حریف ایک دوسرے سے کچھ دیر کے لئے جدا ہو کے پھر بڑھے اور تلواریں نکال نکال کر ایک دوسرے پر پیل پڑے۔

حضرت ذوالکلاع حمیریؓ نے اس کے ایک تلوار مارنی جو اوجھی پڑی۔ ادھر حریف نے آپ کے ایک ہاتھ مارا۔ دشمن کا بازو

چونکہ قوی تھا اس نے تلوار زور سے پڑی اور ڈھل، سپہ اور کپڑوں کو کاٹی ہوئی آپ کے ہاتھیں بازو کو زخمی کرتی چلی گئی، زخم کاری کا اور ہاتھ بے کار ہو گیا۔ آپ نے جس وقت اپنے زخم کو زیادہ دیکھا تو گھوڑے کو مسلمانوں کے لشکر کی طرف سر پٹ ڈال دیا۔ گھروہ آپ کو اس طرح بھاگتا دیکھ کر اپنے گھوڑے کو ڈانٹ پٹائی اور تعاقب کرتا ہوا آپ کے پیچھے چلا۔ آپ کا گھوڑا چونکہ نہایت تیز تھا اس نے آپ کو مسلمانوں کے لشکر میں آ شامل ہوئے۔ خون زخم سے فوارے کی طرح چھوٹ رہا تھا قوم حمیر کے شہسوار آپ کے پاس جمع ہوئے اور کہا سردار! کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا بہادران حمیر! کسی لڑائی میں ہتھیاروں اور ان کی مضبوطی پر مجھروسہ مت کرو۔ ہمیشہ اللہ عزوجل کی ذات پاک پر جھٹک میں توکل کیا کرو۔ انہوں نے کہا سردار کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے اپنے اس غلام کے پاس زہر نہ دیکھ کر ازاروئے شفقت کے اسے واپس بلایا تھا اور میں نے اپنے دل میں خیال کیا تھا کہ میں گھوڑے پر سوار بھی ہوں اور زہرہ اور سہدہ اسلحہ بھی میرے پاس موجود ہیں اس نے اس کے بجائے اس کے مقابلہ میں میں نکلوں۔ مگر میرے ساتھ جو کچھ مع ملہ پیش آیا وہ تم خود دیکھ ہی رہے ہو۔ اس سے پہلے کبھی بھی مجھے ایسا زخم نہیں لگا تھا۔ اس کے بعد قوم حمیر نے آپ کا زخم باندھ دیا اور آپ اپنے نشان کے نیچے جسے آپ ہی کی قوم کا ایک شخص اٹھائے ہوئے تھا کھڑے ہو گئے۔

اس کے بعد آپ نے اپنے قبیلے کے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا معاشرہ! اگر تمہارا سردار زخمی ہو کر واپس آ گیا تو کیا تم میں کوئی ایسا شخص موجود نہیں ہے جو اس کا بدلہ لے لے۔ یہ سن کر ان میں سے ایک شہسوار جو کبھی نیزے اور چمکتی ہوئی تلوار سے مسخ تھا آگے بڑھا اور دلیرانہ گھوڑے کو واز لگا تا ہوا اس گھروہ کے پاس پہنچا اور ایک چکروے کے نیزے کا ایک ایسا ہاتھ مارا کہ دشمن کے سینے میں پار ہوتا چلا گیا حریف گرا اور اس کی روح دوزخ کے کسی کوئے میں پہنچ گئی۔ حمیری سردار نے گھوڑے سے اتر کر اس کا سامان اتارنا چاہا مگر رامیوں کے ایک چھوٹے سے دستے نے اس پر حملہ کر دیا۔ جس کی وجہ سے حمیر کے شہسوار گھوڑے سے نترے بلکہ گھوڑا بڑھاکے ان کے مقابلہ میں آیا اور انہیں مار مار کر پیچھے لوٹا دیا۔

اس کے بعد یہ حمیری شہسوار اس مقتول گھروہ کے پاس آیا اور اس کا سامان اتار کے حضرت ابو عبیدہ بن جراح کی خدمت میں پیش کر دیا آپ نے وہ اسی کو دے دیا۔ اس نے اپنی قوم کو اسے سپرد کیا اور خود پچھرا گھوڑا بڑھاکے میدان کی طرف چلا۔ ایک دوسرا آدمی اس کے مقابلے میں آیا مگر اس نے فوراً اس کو قتل کر دیا۔ تیسرا حریف بھی آیا وہ بھی تہ تیغ کر دیا گیا چونکہ دشمن نکلا۔ جس نے اس حمیری شہسوار کو شہید کر دیا اور چاہا کہ گھوڑے سے اتر کر حمیری کا اسباب اتار لے مگر انصار کے تیر اندازوں میں سے ایک شخص نے اس کی پشت باندھ کے ایسے تیر مارا کہ اس کے سینے میں گھٹ چلا گیا اور اس طرح یہ رومی بھی فی النار وستر ہو گیا۔

کہتے ہیں کہ رومی یہ دیکھ کر سخت پریشان ہوئے اور مسلمانوں کی جماعت سے ڈرنے لگے۔ بعض سرداروں نے بعض کو "وازد بئی شروع" کی یہ سردار جو اس تیر سے مارا گیا تھا رومیوں کے نزدیک بہت مرتبہ کا آدمی تھا۔ بلکہ کہتے ہیں کہ یہ والی ناملس تھا۔ سرداروں اور بھارتی کی یہ گھبراہٹ دیکھ کر یہاں نے انہیں تسکین دی۔ ملک لان جس کا نام رومیوں تھا شہانہ زہرہ اور حریر کے کپڑے پہنے کمر میں جواہرات کا صرصر چکا باندھے آگے بڑھا اور دونوں صفوں کے درمیان میں گھوڑے کو چکروے کر خود کو ظاہر کرنے لگا اور کہنے لگا کہ میں والی لان ہوں میرے مقابلے کے لئے کوئی سردار ہی نکلو۔ حضرت شرمیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جب وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ میں اسلامی پرچم لئے زہرہ پہنچے اور اس کے اوپر چڑھے کا کمر بند (چٹکا) باندھے ہمز گھوڑے پر سوار ہو کے اس کے مقابلہ میں نکلو۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے دریافت فرمایا۔ یہ کون شخص مقابلے کے لئے نکلا

ہے۔ کہا گیا حضرت شریحیل بن حسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں۔ آپ نے یہ سن کر ان کے پاس کہا ابھیجا کہ نشان کسی آدمی کے جسے تم چاہو پھر میدان کی طرف بڑھو۔ حضرت شریحیل بن حسد نے یہ سن کر اپنی قوم کے ایک شخص کو وہ نشان دے دیا اور فرمایا تم اسے لئے ہوئے میری جگہ کھڑے رہو۔ اگر یہ کافر میرے اوپر حاوی ہو گیا تو اسے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے سپرد کر دینا کہ وہ جسے چاہیں اسے عنایت کر دیں اور اگر میں لوٹ آیا تو میں آ کر تم سے ملے ہی لوں گا۔ یہ کہہ کر آپ حسب ذیل اشعار پڑھتے ہوئے اس کی طرف چلے۔

(ترجمہ اشعار) میں دشمنوں کے تالاکئی اولاد پر عنقریب حمد کروں گا بیندہ دینے والے تیز نیزے کے ساتھ اے سختی حدن کرتو قیصر دم کے واسطے آئے گی اور تمام رومی اپنے اپنے شہروں میں بھی گئے ہوں گے۔“

حضرت شریحیل بن حسدؓ کی لڑائی اور حضرت ضرارؓ کی نصرت

کہتے ہیں کہ حضرت شریحیل بن حسدؓ کے یہ اشعار ان کے حریف نے بھی سنے مگر چونکہ عربی کم جانتا تھا اس لئے انہیں سمجھ نہ سکا اور پوچھنے لگا یا عربی! تم نے یہ کیا پڑھا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے وہ کلام پڑھا ہے جو اہل عرب لڑائی کے وقت پڑھا کرتے ہیں تاکہ ان کے دلوں میں شجاعت و بطالت کا جذبہ موجزن ہو اور جو کچھ ہم سے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اس کا امتداد دلوں میں رائج ہو جائے۔ اس نے کہا تمہارے نبی کریم کی زبان سے کیا وعدہ کیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہم سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ہمارے لئے زمین کے محول اور عرض میں فتح دیں گے اور ہم شام، عراق اور خراسان کے مالک ہو جائیں گے۔ ترک خزر اور ایران سے ہم لڑیں گے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی نصرت و اعانت سے ان پر فتح مند اور غالب ہو جائیں گے۔ اس نے کہا اللہ تبارک و تعالیٰ ظم کی کبھی مدد نہیں فرماتے اور تم ہم پر ظلم کرتے ہو اور جس چیز کا تمہیں کچھ حق نہیں ہے اس کو ہم سے مانگتے ہو۔“

آپ نے فرمایا ہمیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسی کا حکم دیا ہے۔ زمین کے حقیقی مالک اللہ تبارک و تعالیٰ ہی ہیں وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہیں اس کا وارث بنادیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ تو کچھ عربی زبان جانتا ہے۔ اگر تو عہدت صلیب سے توبہ کر کے دین اسلام میں داخل ہو جائے تو اہل جنت میں شامل ہو جائے اور تیری روح سعادت کو قبول کرے۔ اس نے کہا میں دین مسیح کو کبھی نہیں چھوڑ سکتا کیونکہ یہی دین حق ہے۔ آپ نے فرمایا یہ نہ کہہ کر مسیح علیہ السلام معبود ہیں اور نہ اس بات کا عقیدہ رکھ کہ وہ مصوب یا مقتول ہیں بلکہ اللہ ہی نہ و تعالیٰ نے جب تک چاہا زمین پر زندہ رکھا اور پھر ان کو آسمان کی طرف اٹھایا اس نے کہا میں اپنے قول میں کسی طرح نہیں پھر سکتا۔ یہ کہہ کر اس نے اپنی گردن سے صلیب کو نکالا اٹھا کر آنکھوں پر رکھا بوسہ دیا اور استعانت طلب کرنے لگا۔ آپ کو یہ دیکھ کر بہت فضا آیا اور فرمانے لگے۔ کجبت! تجھ پر تیرے ساتھیوں پر اور ان لوگوں پر جو تیرے اس قوم میں ہم نوا ہیں اہانت! یہ کہہ کر آپ نے اس پر حملہ کر دیا۔ اس نے بھی آپ کے جسنے کا جواب دیا اور دونوں محارب اس طرح لڑنے لگے۔ دونوں نے گھوڑوں کو چمک دئے۔ دونوں فریقوں کی آنکھیں ان کا تماشا دیکھنے لگیں۔ مسلمانوں نے حضرت شریحیل بن حسدؓ کے لئے دعا کرنی شروع کی۔ آپ نے جب حریف کی شدت اور سختی دیکھی تو شکست خوردہ لوگوں کی طرح میدان سے بھی گئے۔ دشمن نے آپ کا تعاقب کیا۔ آپ نے کچھ دور جا کر گھوڑے کو آہستہ آہستہ کیا کہ اب دشمن بالکل قریب آ گیا ہے تو ایک دم گھوڑے کی

ہاگ پھیر کر نیزہ ہاتھ میں لے کر پھرتی کے ساتھ اس کے سینہ پر نیزہ مارا۔ مگر دشمن نے وار خالی دیا اور بالکل صحیح و سالم رہا اور کہنے لگا: معاشرۃ العرب تم اس عمرو غریب کو نہیں چھوڑتے۔ آپ نے فرمایا بے وقوف! کیا تو نہیں جانتا کہ کرو حلیے کا نام حرب ہے اور غریب ہی اس کی اصل ہے۔ اس نے کہا پھر تمہیں اس تمہارے کمرے کیا فائدہ دیا۔

کہتے ہیں کہ یہ کہہ کر پھر دونوں حریف جنگ کے فنون آشکارا کرنے لگے اور یہاں تک لڑے کہ دونوں کی تلواریں بے کار ہو گئیں اور ان کے نوٹ جانے کے بعد یہ دونوں بہت بری طرح آپس میں لپٹ گئے۔ مشرک چونکہ نہایت عظیم اہلے تھا اور آپ کثرت سیام و قیام کی وجہ سے نحیف الجسم اس لئے اس نے اس زور سے آپ کو دیا کہ آپ کا بند بندست پڑ گیا اور اس نے ارادہ کر لیا کہ آپ کو زین سے اٹھا کر قتل کر دوں۔ دونوں فریق انہیں دیکھ رہے تھے۔ ضرار بن ازور کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! یہ دیکھ کر غصہ سے میرے بدن میں آگ لگ گئی اور میں نے اپنے دل میں کہا ضرار! تھ ہے تجھ پر کہ یہ کافر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کا تب کو شہید کر دے اور تو بیشاد دیکھتا رہے۔ آخر تجھے اس کی مدد سے کس نے روک رکھا ہے۔

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک چوکڑی بھرنے والے ہرن کی طرح پیدل ہی ان کی طرف چلے اور بھگ کر ان کے قرب ہو گئے۔ ان دونوں کو ان کی مطلق خبر نہ ہوئی۔ ان کے ہاتھ میں جو خنجر تھا انہوں نے اس کو پیچھے سے اس رومی کی کمر میں اس زور سے بھونکا کہ دل تک چیرتا چلا گیا۔ یہ کشتہ ہو کے نیچے گر ا اور حضرت شرمیل بن حنہؓ اس کی گرفت سے بچھوٹ گئے۔ حضرت ضار نے اس کا گھوڑا پکڑا اور اس پر سوار ہو گئے۔ حضرت شرمیل بن حنہؓ نے اس کے پاس جا کے اس کا اسباب اتارا، اور یہ دونوں حضرات اسلامی لشکر میں چلے آئے۔ مسلمانوں نے حضرت شرمیل بن حنہؓ کو مبارک باد دی اور حضرت ضرار بن ازورؓ کا شکر یہ ادا کیا۔ کہتے ہیں کہ چونکہ والی لان کا سامان حضرت شرمیل بن حنہؓ نے لے لیا تھا۔ حضرت ضار نے ان سے لینا چاہا اور کہا کہ یہ میرا حق ہے کیونکہ میں نے اسے قتل کیا ہے۔ حضرت شرمیل بن حنہؓ نے کہا چونکہ یہ میرا حریف تھا اس لئے مجھے حق پہنچتا ہے کہ دونوں حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت اقدس میں آئے اور فیصلہ چاہا۔ آپ نے یہ سوچ کر کہ ممکن ہے یہ میرے فیصلے پر راضی نہ ہوں حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ کی بارگاہ عالی میں لکھ دیا کہ:

”یا امیر المومنین! ایک شخص میدان قتال میں ایک کافر کے مقابلے کے لئے نکلا، دشمن سے لڑا اور اپنی انتہائی کوشش کر

چکا۔ دوسرا مسلمان اس کی اعانت کے لئے نکلا اور اس نے اس رومی کافر کو قتل کر دیا تو اس کا سامان ان دونوں مسلمانوں

میں سے کس کا ہے۔“

کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے اس خط میں ان دونوں حضرات میں سے کسی کا نام نہیں لکھا تھا۔ دربار خلافت سے جواب آیا کہ مقتول کا سامان قاتل کے واسطے ہے۔ چنانچہ جواب موصول ہونے پر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حضرت شرمیل بن حنہؓ سے وہ سامان لے کر حضرت ضرار بن ازورؓ کو دے دیا۔ حضرت شرمیل بن حنہؓ سے کسی مسلمان نے دریافت کیا کہ حضرت ضار نے وہ سامان کس طرح لے لیا۔ آپ نے فرمایا ذلک فضل اللہ یوقیہ من یشاء۔ یہ اللہ جل جلالہ کا فضل ہے جسے چاہیں وہ عنایت کرویں۔

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب حضرت ضار نے والی لان کو تیغ کر دیا تو تمام رومیوں میں اس سے غصہ کی ایک لہر دوڑ گئی اور ان میں سے ایک بہادر سوار نکل کے بل من مبارز کا نعرہ لگانے لگا۔ حضرت زبیر بن عوامؓ اس کے مقابلے میں تشریف لے

گئے اور اسے قتل کر کے اس کا سامان اتار لیا۔ دوسرا آیا اسے بھی آپ نے مار دیا۔ تیسرا آیا اسے بھی تیغ کیا۔ چوتھا آیا اسے بھی موت کے گھٹ اتار دیا اور ان تمام کا سامان اپنے قبضہ میں کر لیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ سے کہا کہ آج حضرت زبیر بن عواظؓ نے رومیوں کے مقابلہ میں بہت کوشش کی ہے اور خداوند تعالیٰ اور ان کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی جان کو خوب خرچ کیا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں نصیب اعدا وہ تھک نہ جائیں۔

یہ سن کر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے انہیں آواز دی اور قسم دے کر انہیں لوٹنے کے لئے فرمایا آپ اپنی جگہ آ کر کھڑے ہو گئے۔ رومیوں میں سے ایک اور بطریق (سردار) نکلا جو والی لان کا داماد اور اس کا بادشاہ تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ اس کے مقابلے کے لئے نکلے اور جاتے ہی قتل کر ڈالا۔ اس کے سامان تاج، پٹکے، صلیب، زرہ اور سر بند کا تحنیہ کیا گیا تو پندرہ ہزار کی ملکیت کا یہ سامان ہوا۔

یوم التویر اور اس کی وجہ تسمیہ

کہتے ہیں کہ جب اس کی خبر باہان کو دی گئی تو وہ غصہ میں بھر گیا اور کہنے لگا کہ ایک دن میں دو بادشاہ ہم میں سے قتل کر دیئے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مسیح (علیہ السلام) ہماری مدد نہیں کریں گے۔ اس کے بعد اس نے تیر اندازوں کو حکم دیا کہ وہ ایک ساتھ متفق ہو کر تیر چلائیں۔ انہوں نے متفقہ طور سے مسلمانوں کی طرف تیر چلانے شروع کر دیئے اور ایک ہی دفعہ میں ایک لاکھ تیر پھینک دیئے۔ مسلمانوں کے لشکر میں اولوں کی طرح تیروں کا مینہ برس رہا تھا۔ لوگ کثرت سے زخمی ہو رہے تھے۔ حتیٰ کہ سات سو مسلمان ایک چشم ہو گئے اور اسی واسطے اس دن کا نام یوم التویر (یک چشم ہونے کا دن) رکھا گیا۔ مجملہ ان لوگوں کے جو یک چشم ہوئے تھے حضرات ذیل بھی ہیں۔ مغیرہ بن شعبہ، سعید بن زید بن عمر بن نفل تمیمی، ابوسفیان صخر بن حرب، راشد بن سعید رضوان اندلقی علیہم الجمعین اس سرحد اور واقعہ کے بعد جب کوئی شخص کسی سے ملاقات کرتا تھا تو یہ فہم کرتا تھا کہ تمہاری آنکھ کو کیا صدمہ پہنچا تھا؟ تو وہ جواب دیتا تھا کہ صدمہ مدت کہو بلکہ امتحان اور آزمائش کہو۔

راوی کا بیان ہے کہ ان تیروں کی بارش سے مسلمانوں کے لشکر میں ایک کھرام مچ گیا چاروں طرف سے بمبئی آوازیں آنے لگیں واعینا وابصرہ واحد قنہ افسوس ہماری آنکھیں جاتی رہیں۔ افسوس ہماری بینائی جاتی رہی اور اس قدر اضطراب واقع ہوا کہ گھوڑوں کی باگیں پشتوں کی طرف پھیر دیں۔ باہان ملعون نے جب مسلمانوں کا اضطراب اور گھبراہٹ دیکھی تو تیر اندازوں اور رومیوں کو اور زیادہ ترغیب دینے لگا۔ اپنے آدمیوں کو آواز دی۔ سلسلہ (زنجیر والے لوگ) مسلمانوں کی طرف چے۔ جبر جبر قاطر اور تو ریر نے حملہ کر دیا۔ مگر باہان نے انہیں منع کیا اور کہا کہ حملے سے رکے رہو اور ان عربوں کو محض تیروں کا کٹ نہ دینی بنائے رکھو ان کے مغلوب کرنے کی تدبیر اس سے بہتر نہیں ہے۔ یہ سن کر تیر اندازوں نے تیروں کی بارش میں اور زیادتی کرنی شروع کر دی۔ زنجیر والے لوگ اپنے اسلحے سے مسلمانوں کی طرف بڑھے۔ تمواریں ہاتھوں میں آتش کے شعلوں کی طرح دھکنے لگیں۔ لڑائی نے میدان پر قبضہ جمایا۔ مسلمانوں نے اپنی جانوں پر رحم کر کے جو انہیں چشم زخم پہنچے تھے بھاگن شروع کیا۔

عبادہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں نے مسلمانوں کو اپنی طرف آتا سواروں و پیچھے مڑتا اور گھوڑوں کو پلٹنے دیکھا تو میں نے کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اللہم انزل علینا نصرک الذی نصرتنا فی

المصوطس کلہا۔ بارہا! جو دُعا آپ ہم پر ہر جگہ نازل فرماتے رہے ہیں وہی یہاں ہم پر نازل فرمائیے۔ اس کے بعد میں نے حمیر کے لوگوں کو بھی طلب کر کے کہا یا معشر الخمیر! جنت سے دوزخ کی طرف بھاگتے ہو۔ حامد بن قرآن! آخر کیا بچھاؤ گے؟ کیا تم ننگ و عار سے ڈرتے نہیں ہو۔ کیا تم اللہ واحد قہر و جبار کے سامنے نہیں ہو۔ کیا وہ حالات پوشیدہ سے واقف کار نہیں ہیں افسوس تم کفار سے بھاگتے ہو۔

میری اس بات کا جواب کسی نے نہ دیا ورنہ ایسے بہرے ہو گئے کہ گویا بالکل ہی نہیں سنتے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ تیرا قبیلہ تو جواب سے گونگا ہو گیا۔ اب میں نے قبائل عرب کے ہر قبیلے کو آواز دی شروع کی۔ مگر ہر ایک اپنی اپنی جان بچانے کی فکر میں تھا۔ میں نے زیادہ تر لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم کا ورد کیا اور برابر اسے ہی پڑھتا رہا۔ آخر نصرت خداوندی نے ہمارا ہاتھ پکڑا اور ابھی بہت ہی کم وقفہ نہ تھا کہ آسمان سے ہماری مدد آ گئی۔ اس کا وعدہ یہ ہوا کہ مسلمان لوگ لوٹے لوٹے اس نیسے تک جہاں عورتیں پناہ دین تھیں پہنچ گئے اور سوائے صاحبِ رایت حضرات کے اور کوئی مقابلہ میں نہ رہا۔

حضرت عبداللہ بن قریظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں بھی اس معرکہ میں موجود تھا۔ میں نے ہمارے معرکہ کے زیادہ سخت اور کوئی معرکہ نہیں دیکھا۔ گھوڑے اپنی مٹوں کے بل پیچھے ہٹتے چلے گئے تھے۔ تمام مسلمان بھاگ پڑے تھے محض سردارانِ لشکر اپنے ہاتھوں میں نشانات لئے ہوئے لڑ رہے تھے حتیٰ کہ حضرت ابو حنیہ بن جراح، یزید بن ابوسفیان عمر و بن عاص، مسیب بن خنیہ انصاری، عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق، فضل بن عباس، شریح بن حبش، ضرار بن اذر اور مرقل بن ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو میں نے دیکھ کر یہ حضرات نہایت بے لگاری کے ساتھ جان بچھڑی پر رکھے ہوئے اس بے پائی کے ساتھ لڑ رہے تھے کہ انہیں اپنی جانوں کی مصیقت پرواہ نہیں تھی۔ میں نے انہیں دیکھ کر اپنے دل میں کہا کہ یہ چند نفوس آخر کب تک اس طرح لڑیں گے۔ مگر یہ برابر لڑتے رہے۔ حتیٰ کہ باری تعالیٰ جل مجدہ نے ان خواتین کے جملے سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوؤں میں شامل ہوا کرتی تھیں ہماری مساعادت فرمائی۔

یرموک میں خواتین اسلام کی جنگ

راشد زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جو عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ لڑی میں لیا کرتی تھیں وہ زنیوں کی مرہم پٹی کیا کرتی پٹی پٹائی اور میدان کارزار میں لڑا کرتی تھیں۔ میں نے خواتین قریش سے کسی عورت کو نہیں دیکھا کہ وہ غزوؤں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اور جنگ یرموک میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہو کر اس قدر بڑی جوشی کہ یہاں جنگ یرموک میں یہ بے گھری کے ساتھ تھیں اور خلافت فاروقی میں انہوں نے کارہائے نمایاں کئے۔ جس وقت مسلمانوں پر عرصہ حیات یا نکل جنگ ہو گیا۔ عرب قتل ہونے لگے رومی ان میں آ کر مل گئے اور انہیں ہر جگہ تیغ کرنا شروع کر دیا تو خواتین قریش نے مردانہ وارانہ کران کا مقابلہ کیا۔ مہاجرین کی عورتیں لخم اور جذام کے قبیلوں کی عورتوں سے مل گئیں۔ جنگ برابر قائم تھی شیعہ مجز کہ رہے تھے کہ انہوں نے اپنی قومیت ہاؤں کے نام اور اپنے لقبوں کو زور و زور سے یاد کر لیا شروع کیا اور ازل و ازل کو گود میں اٹھا اٹھا کر گھوڑوں کے منہوں پر چڑھیں مار مارا نہیں جنگ کی طرف لوٹا دیا۔

بعضوں نے مشرکین کا مقابلہ کیا اور بعضوں نے مسلمانوں کو ہار مار کے جنگ کی طرف لوٹنے پر مجبور کیا اور جب تک وہ لڑائی اور

میدان کارزار کی طرف نہ پھر گئے اس وقت تک انہیں چین نہ لینے دیا۔ یہ برابر لڑ رہی تھیں۔ مردوں کی حمایت کرتی جاتی تھیں کہ رومیوں نے ان پر ہجوم کیا۔ رومیوں کے حملے سے لطم، جذام اور خولان کی عورتیں پسا ہو کر پیچھے نہیں مگر حضرت خولہ بنت اذور، ام حکیم بنت حارث، سلمیٰ بنت لوی اور لبنی بنت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہن ان عورتوں کی طرف بڑھیں اور ان کے چہروں اور سروں پر چوٹیں مار مار کر کہنے لگیں کہ تم ہمارے بیچ میں سے نکل جاؤ تم نے ہماری جماعت کو بھیست کر دیا۔

یہ سن کر خواتین پھر لڑائی کی طرف مڑیں اور بے خوف و خطر لڑنے لگیں۔ حضرت ام حکیم بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا تلوار لئے ہوئے ان کے آگے آگے تھیں اور کفار کو پیچھے ہٹا دیتی تھیں۔ اس روز سوائے نصیحت کے عورتوں کی زبان پر اور کوئی الفاظ نہیں تھے۔ حضرت ام حکیم بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا مارتی جاتی تھیں اور کہتی جاتی تھیں کہ معاشر العرب! ان بغیر خندہ کئے ہوئے کفار کو مارو۔ یہی حضرت ہند بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی جاتی تھیں اور ان کے ہاتھ میں جو ہندی تلوار تھی اس سے مشرکین کو تہ تیغ کرتی جاتی تھیں۔ اس وقت حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز کے سوا کسی مرد کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ آپ بلند آواز سے نصیحت کر رہے تھے کہ معاشر المسلمین! یہ بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کے دنوں میں سے ایک دن ہے کہ اس میں اللہ جلالت نے تمہیں آزمائش میں ڈالا ہے۔ تمہیں چاہئے کہ تم اس امتحان میں پورے اترو ورائند تبارک و تعالیٰ کے کام آؤ۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہایت شجاعت کے ساتھ اپنے شوہر زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوش بدوش اپنے گھوڑے کی باگیں ان کے گھوڑے کی راسوں سے ملاتے ہوئے لڑ رہی تھیں اور جب وہ رومیوں پر کوئی حملہ کرتے تھے تو آپ بھی برابر اسی طرح رومیوں پر حملہ کرتی تھیں۔

مسلمان مردوں نے جب خواتین اسلام کی یہ بہادری اور ان کا اس طرح جان ہمتی پر رکھ کر لڑنا دیکھ تو ایک دوسرے سے جو اس کے قریب تھا کہنے لگا کہ اگر ہم ان عورتوں کی طرح بھی نہ لڑے تو ہمارا ان عورتوں کے بجائے چوڑیاں پہن کر پردے میں بیٹھ جانا بہتر ہے۔ یہ کہہ کر وہ میدان جنگ کی طرف پھر سے اور لڑنے لگے۔ خداوند جل وعلیٰ نے واقعی جنگ یرموک کے روز خواتین قریش کو ہی جرات و ہمت دی تھی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں جزائے خیر عنایت فرمائیں۔

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مجھ سے عبدالرحمن بن فضل نے اور ان سے یزید بن ابوسفیان نے ان سے کھول (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے روایت کی ہے کہ جنگ یرموک جب ۵ھ میں واقع ہوئی ہے۔

حضرت خولہ بنت اذورؓ کا یرموک میں زخمی ہونا

حضرت ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رومیوں میں سے ایک کافر نے ہم پر حملہ کیا تو حضرت خولہ بنت اذور رضی اللہ تعالیٰ عنہا آگے بڑھیں اور تلوار سے اس پر مسابقت کرنے لگیں۔ آپ کی تلوار آپ کے ہاتھ سے ٹری اور اس کافر کی تلوار آپ کے سر پر پڑی جس سے خون جاری ہو گیا اور آپ زمین پر گر پڑیں۔ حضرت عقیقہ و بنت عصفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہیں زمین پر گرنا دیکھ کر چلائیں اور کہا کہ خدا کی قسم! ضرار اپنی بہن کی وجہ سے ٹھکمن ہو گئے۔ یہ کہتے ہی آپ نے اس رومی پر حملہ کیا اور اس کے تلوار کا ایک ایسا پچا تالا ہاتھ مارا کہ اس کا سر دور چکر گر پڑا۔ اس کے بعد آپ حضرت خولہ بنت اذور رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئیں۔ ان کا سراپے زانو پر اٹھا کر رکھا اور کہنے لگیں کہ کیا حال ہے؟ ان کے سر سے خون بہہ رہا تھا جس نے ان کے سر کے بالوں کو لالے کے

پھول کی طرح سرخ رنگ کر دیا تھا۔ یہ کہنے لگی اچھی بول خدا کا شکر ہے۔ مگر میرا امان یہ ہے کہ میں چند ساعت کی مہمان ہوں۔ اُس تہیں میرے بھائی ضرار کا کچھ پیہ ہو تو بتاؤ؟ انہوں نے کہا یا ابت ازور! مجھے ان کے متعلق کچھ معلوم نہیں۔

یہ سن کر حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دعا کی اللھم اجعلنی فداء لآخری لا تفعج بہ الاسلام۔ ابھی! مجھے میرے بھائی کا فدیہ (عوض) کر دیجئے اور ان کی وجہ سے اسلام کو کوئی درد نہ پہنچے۔

حضرت عقیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے ان کے اٹھانے کی بہت کوشش کی مگر وہ شانہ نکلیں۔ ہم چند عورتوں نے مل کر انہیں اٹھایا اور ان کے خیمے میں لا کر لٹا دیا۔ جب رات ہو گئی تو میں نے انہیں دیکھا وہ تندرستوں کی طرح لوگوں کو پانی پلا رہی ہیں اور زخم کا ان پر کوئی اثر نہیں۔ ان کے بھائی نے بھی انہیں دیکھا چونکہ سر میں زخم تھا کہنے لگے یہ کیا ہوا؟ انہوں نے کہا کہ یہ ایک کافر نے مار دیا تھا جسے حضرت عقیقہ نے قتل کر دیا۔ انہوں نے کہا: بہن! تمہیں خوش ہونا چاہئے کہ میں نے تمہارے ایک زخم کے بدلے میں ان کے بہت سے زخم کھول دیئے اور ان کے بے شمار لوگوں کو تہ تیغ کر دیا۔

لڑائی کا الاؤ اسی طرح گرم تھا اور آغا زدن سے سورج کے غروب ہونے کے قریب تک اسی طرح اپنے شعلے بھڑکا رہا تھا کہ رات جوں جوں قریب آتی جاتی تھی اس کی گرمی اور شدت اور تیز ہوتی جاتی تھی۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نیز دوسرے سرداران لشکر اپنے اپنے نشانات لئے ہوئے برابر لڑ رہے تھے حتیٰ کہ رات کی ظلمت نے ان دونوں حریفوں کے لشکروں کے مابین پردہ ڈال دیا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ حضرت مرثاد بن ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز قبیلہ بنی مہیر، نجم اور جذا ام کو ساتھ لے کر مسلمانوں کی طرف لوٹے۔ اس یوم القریہ کے دن چالیس ہزار تک اس سے بھی زیادہ رومی کام آئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں اس روز تلواریں نوٹھیں۔ بعض حضرات جو جنگ یرموک میں حاضر تھے۔ روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس روز لڑنا سوار اور شہج جو انوں کے لڑنے کے برابر تھا۔

حازم بن معین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میدان کارزار میں مشرکین کے اندر سے سہرا ابلق گھوڑوں پر جو بڑے ذیل ڈول گھوڑے تھے سوار ہو کر ریشمی کپڑے پہنے ہوئے بہت سے آدمی نکلے قلب لشکر میں گھے چلے آئے اور سب نے ایک دفعہ ہی حملہ کر دیا۔ جو ہم کی ایک صلیب اپنے درمیان میں بلند کی۔ ان کا سینہ ہمارے میسرہ کی طرف اور میسرہ ہمارے سینہ کی طرف متوجہ ہوا اور ہم نے جس طرح جنگل میں جانور بھیگتے ہیں اس طرح ان کے سامنے سے بھی گن شروع کر دیا۔ ہم بھیگ کے غورتوں کی طرف چلے اور ان عورتوں نے ہمارے منہوں پر مار مار کر ہمیں اس طرف لوٹنے پر مجبور کیا۔ وہ راتی جاتی تھیں اور چیخ چیخ کر کہتی جاتی تھیں اللہ اللہ لا تعموا لاسلام بھڑ متکم وبقوا اللہ ربکم۔ اللہ بہت بڑے ہیں لوگو! اپنی ہزیمت سے اسلام میں رخنہ نہ ڈالو اور اپنے رب سے ڈرو۔

نجم بن مفرح کا یرموک میں خطاب

کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے پاس قبیلہ بنی محارب کے ایک شخص نجم بن مفرح رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ یہ شخص عرب میں نہایت فصیح، بلیغ، خوش بیان، ہند آواز اور نہایت اعلیٰ درجہ کے مقرر مجھے جانتے تھے۔ حتیٰ کہ نصحاء عرب ان کی نظم اور شعر سننے کے لئے ان کے پاس دور دور سے آیا کرتے تھے۔

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ خیر نے عبد الملک بن محمد اور انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے حسان بن کعب اور انہوں نے عبد الواحد اور انہوں نے عوف اور انہوں نے موی بن عمران یضری سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت نصر بن مازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جامع نیل میں جنگ یرموک کا قصہ بیان کرتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے اس طرح فرمایا کہ مسلمان ہزیمت کھانے کے بعد جب بھی گزرتے تو اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم کے بعد انہیں بنی محارب کے ایک شخص بنجم بن مفرج کی تقریر کے سوا اور کسی کا کلام یا وعظ نصرت الاسلام کی طرف نہ لواتا تھا۔ ان کی ہر ایک تقریر جمع اور قافیہ سے مزین ہوتی تھی اور یہ اپنے ہر ایک کلام کو نہایت حسن ترتیب سے مجتمع کیا کرتے تھے۔ ہم نے ان کی اس تقریر کو جو انہوں نے یرموک کے دن کی تھی یاد کر لیا تھا۔ فصحاء متاخرین مثلاً اہمعی ابو عبیدہ وغوی انہی کے طرز کی پیروی اور اپنے کلام میں انہی کی متابعت کیا کرتے تھے۔ جنگ یرموک میں انہوں نے جو تقریر کی تھی وہ حسب ذیل ہے۔

لوگو! اس دن کے بعد ایک اور دن آنے والا ہے جس کا تم میں سے ہر شخص معائنہ کرنے والا ہے۔ جنت میں تم جب تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک سختیوں میں صبر نہ کرو اور خواہ کتنی ہی مصیبت نازل ہو جائے مگر جہاد سے ہڈ نہ کرو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے عرض سموات میں اگرچہ جنت بنائی ہے مگر اس کی کتنی جھیلنے والوں کے لئے رحمت فرمائی ہے۔ شہادت کا درجہ چونکہ تمام چیزوں سے افضل اور اعلیٰ ہے اور حصول رضا سے رب کا ایک آلہ ہے۔ تمہیں چاہئے کہ اس شہادت پٹی کراپنے رب کو رضی کر لو اور جنت کے مستقبل کو اپنے لئے ماضی کر لو۔ یہ تشرب مشتعل ہے جس کا اشتعال دیر پا اور مستقل ہے بلاکت اور بربادی آگئی ہے۔ خالق و شتاق کی گٹائی ہے۔ کیا تم اس زمانہ کے نبی کے اصحاب نہیں ہو۔ اور کیا بواب رحمت کے بواب نہیں ہو۔ کیا تم باری تعالیٰ جل مجدہ کی نصرت و اعانت سے ناامید ہو گئے۔ کیا تمہارے اوج کے مد و خورشید سو گئے۔ اپنے صبر و استقلال سے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو مسرور کرو اور اپنی حسن نیت کا ثبوت دینے کے لئے شہرین کو مار کر دور کر دو۔ ہزیمت کھا کر بھی گئے سے احتراز کرو اور جہاد و جہاد رسول اللہ کے مذہب سے جو بھی گئے والوں کے لئے ہے اعراض کرو۔ میں قسم کھا کہ تم بوں اس اللہ جہاد و جہاد کی کہ جس کے ہاتھ میں باگ و زور ہے اس قبۃ دوار کی اور جن کے قبضہ میں جان ہے ہر جاندار کی اور جن کی ذات عالم ہے ہر شے کے مقداریں کو خور بن و سفا کر کے تمہارے اختیار میں ہیں اور وہ معین اور آب و کثر کے پیالے لئے ہوئے تمہارے ہانے کے اصرار میں ہیں۔ پس جس شخص کی تمنا دار بقہ ہے اس کے لئے یہ آج کی مصیبت راہ ہدی ہے اگر صحیح اور درست کرو گے تم اپنی طلب توپ لو گے تم اپنا ہارب اگر محقق کرو گے تم اپنا حملہ تو یاد رکھو فتح پائے گا تمہارا علم، ایسا نیزہ مارو کہ دشمن کا سینہ چور ہو جائے تاکہ تمہیں وصال حور ہو جائے۔ رومیوں پر تلواریں چلاؤ اور سیدھے بہشت میں داخل ہو جاؤ۔ صبر و صبر تا کہ کامل ہو جاؤ۔ مومنین کو اپنے حسن عمل سے شاد و سرور اور راہ ضلالت کی راہروں کی چھوڑ کر صراط مستقیم کو یاد کر لو۔ کفار کی جہالت کی موافقت نہ کرو اور نہ ان کے کسی قول کی مطابقت کرو۔ بلکہ اپنے اسلاف کے اعمال صحت کے نقش قدم پر چلو اور ان کے سب سے جو کچھ قرآن میں نازل ہوا ہے ان اس پر دہرو۔

اللہ قرآن شریف میں فرماتے ہیں اور اس طرح آیت نازل فرماتے ہیں:

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

میں نے بھی حتی المقدور مسیح اور مسیح تر جہ کر دیا ہے اگرچہ چار دہیں اب مزوک ہے۔ ۱۲۴

وَلِيَمْنَحْنَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْضَوْا لَهُمْ وَلِيُبَدِّلَ لَهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْلَمُونَ أَنَّهُ لَا يُشْرِكُونَ بِهِ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝ [النور: ۵۵] بڑھو بڑھ گئے مقابلین کو شکر کر رہے ہیں۔ مجاہدین۔ ایسا المیونون و انتقوا حق ثقافتہ ولا تموتن الا و تم مسلمون۔

کہتے ہیں کہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرخ سر بند ہاتھ محمد کر رہے تھے وراپنا نام لے لے کے کہ میں ہوں خالد بن ولید رومیوں کو ڈراتے جاتے تھے کہ آپ کی طرف ایک سردار جس کا نام مسطور تھا ریشمی کپڑے پہنے ہوئے نکلا اور آپ کو اپنے مقابلہ میں بلانے لگا۔ آپ چونکہ لڑائی میں مشغول تھے۔ اس لئے آپ نے نہ زیادہ اس کی طرف توجہ فرمائی اور نہ یہ سمجھے کہ وہ کیا کہتا ہے۔ مگر جب اس کو کسی زبان میں کچھ بڑا بتا ہوا دیکھا تو آپ فوراً سمجھ گئے اور اس کی طرف چلے دوہوں میں سخت معرکہ شروع ہوا۔ عین معرکہ میں آپ نے گھوڑے کو آگے بڑھانا چاہا مگر اس نے ٹھوکر کھائی اور اس کا منہ زمین پر جا کر لگا گھوڑے کی وجہ سے آپ بھی گھوڑے کے سر کی طرف مسلمانوں نے آپ کو جھکتا ہوا دیکھا تو راجول و راقوہ اباہند اعلیٰ العظیم کہا۔ آپ نے گھوڑے کی باگ تھام کے اسے شاہش دی۔ مسطور نے آپ کو جھکا ہوا دیکھ کے آپ کی پیٹھ پر تلوار، ری جس سے آپ کی پشت پر گئی۔ گھوڑا سمجھل اور کھڑا ہو گیا۔ جھٹکا لگنے کی وجہ سے آپ کا کلاہ (ٹوپی) زمین پر گرا۔ آپ نے آواز دے دے لوگوں کو اس کے اٹھانے کے لئے فرمایا۔ بنی خزوم کا ایک شخص آگے بڑھا اور اس نے اٹھا کر اسے پیش کر دیا۔ آپ نے اسے لے کر فوراً سر پر رکھ لیا۔ دریافت کیا گیا کہ یا یاسین آپ اس کی شہید لڑائی میں مشغول ہیں اور کلاہ اٹھانے کو فرماتے ہیں۔

آپ نے فرمایا حضور آقے دو جہان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حجتہ الوداع میں اپنے سر مبارک کو سنڈھ دیا تھا تو میں نے آپ کے بالوں میں سے کچھ بال اٹھائے تھے۔ آپ نے فرمایا تھا خاند! انہیں کیو کرے؟ میں نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں انہیں بطور تبرک کے اپنے پاس رکھوں گا اور لڑائی میں دشمنوں پر ان کے ویلے سے استونہ کیا کروں گا؟ آپ نے فرمایا تھا کہ جب تک تمہارے پاس یہ بال موجود ہیں گے۔ اس وقت تک تم انشاء اللہ اعزہ مظفر منصور ہو گے۔ میں نے وہ بال اپنے کلاہ کے اگلے حصہ میں رکھ لئے تھے اور اس وقت سے اب تک جب کبھی بھی میں اس کلاہ کو اپنے سر پر رکھ کر دشمنوں سے لڑا ہوں ہمیشہ ان پر فتح ہی پائی ہے۔

یرموک میں رومیوں کی ہزیمت

کہتے ہیں کہ آپ نے وہ کلاہ لے کر سر پر رکھا سرخ سر بند مضبوط پاندھا اور مسطور پر حملہ کر دیا اور تلوار کا اس زور سے ایک ہاتھ راکہ اس شانے سے اس شانے تک توار نگلی چلی گئی۔ چاہا کہ ایک دوسرا ہاتھ بھی رسید کر دیا جائے مگر اس کے ساتھیوں نے ہلہ کر دیا اور اسے پکڑ کر کھینچنے چلے گئے اس کا دم ان کے ہاتھوں میں ہی نکل گیا جس کی وجہ سے ان کی کمر ٹوٹی گئی ہمتیں پست ہو گئیں اور وہ لڑائی کو ایک خدا کی صاعقہ سمجھ کر چکا چونہ ہو گئے۔ آپ لڑائی کے لئے جاتے تھے مگر یہ لڑائی سے گریز کرتے بھاگتے اور اپنے لئے موت کا پیغام سمجھتے تھے۔ آخر آپ کے مقابلہ میں کوئی شخص نہ نکلا۔ آپ نے رومیوں میں گھس کر اس قدر رشخیر زنی کی کہ آپ کے بازو شل ہو گئے۔ حضرت حرث بن ہشام خزومیؓ کو آپ پر رحم آیا اور یہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا ایسا امیر! حضرت خالد بن ولیدؓ نے اپنا فرض ادا کر دیا اور ان کی تلوار پر جتن حق تھا وہ پورا کر چکی۔ اب اگر آپ انہیں

استراحت کا حکم فرمائیں تو بہت بہتر ہے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ ان کی طرف چلے۔ اور انہیں قسم دے دے کر یہ فرمانے لگے۔ خالد اگے مت بڑھو اور تھوڑی سی دیر آرام کرو۔ آپ نے کہا یا امیر المومنین! خدا کی قسم میں چاہتا ہوں کہ کسی طرح جام شہادت لیوں تک پہنچ جائے اور میں پی لوں۔ اگر مجھ سے کوئی خطا سرزد ہو جائے تو اللہ تبارک و تعالیٰ میری نیت سے اچھی طرح واقف ہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے پھر حملہ کر دیا اور جب تک اپنے حصے کے نتیجے کو ظاہر نہ کر دیے اس وقت تک واپس نہ ہوئے۔ مسلمانوں نے اس حملہ میں آپ کا ہاتھ بنایا اور ہزیمت کھانے کے بعد آپ کی تقویت کے لئے پھر رومیوں کی طرف پئے۔ خواتین اسلام آگے آگے ہوئیں اور حملہ کر دیا۔

دونوں فریقوں میں لڑائی ہونے لگی۔ آخر رومی ہزیمت کھا کر بھاگے اور ہزاروں کی تعداد میں وہیں ڈھیر ہو کر رہ گئے۔ اسی طرح رومی مسلسل اکثر مارے گئے اور بہت سے گھوڑوں کے سموں میں روند دیئے گئے۔ آخر آفتاب اپنی کرنوں کے تیزے تانے مغرب کی طرف مائل ہوا۔ دونوں فریق عیدہ علیحدہ ہوئے خون بہہ رہا تھا۔ زمین مقتولوں کی نعشوں سے پٹی پڑی تھی۔ دونوں لشکروں میں ذبحی ہی ذبحی نظر آ رہے تھے البتہ رومیوں میں زیادہ تھے اور مسلمانوں میں کم۔ ہر ایک قوم اپنی اپنی اصلاح اور اپنے اپنے ریشوں کی مرہم پٹی میں مشغول ہوئی۔ عورتوں نے کھانا تیار کرنا زخموں کو دھونا ان پر مرہم پٹی لگانا اور جن چیزوں کی مردوں کو ضرورت ہوئی ان کے فراہم کرنے کی کوشش شروع کی۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے مسلمانوں کے لڑائی میں تھک جانے کی وجہ سے فوج کے چاروں طرف گشت کرنے کے لئے کسی صاحب نشان کو حکم نہیں دیا بلکہ مہاجرین کی ایک جماعت ساتھ لے کر اس کام کو خود اپنے ذمے رکھا اور گشت کرنے لگے۔ اثنائے گشت میں آپ نے دفعہ دو سو اوروں کو بھی گشت کرتے دیکھا کہ وہ بھی آپ کی طرح گشت میں مشغول ہیں اور جس وقت آپ لا الہ الا اللہ کہتے ہیں تو وہ دونوں محمد رسول اللہ کے ساتھ جواب دیتے ہیں۔ آپ انہیں معلوم کرنے کے لئے ان کی طرف بڑھے اور جس وقت ان کے قریب ہو گئے تو معلوم ہوا کہ یہ دونوں حضرات حضرت زبیر بن عوامؓ اور آپ کی زوجہ محترمہ اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ آپ نے انہیں سلام کیا و رکھا یا ابن عمرؓ رسول اللہؐ! آپ دونوں حضرات یہاں کیسے تشریف لائے؟ حضرت زبیر بن عوامؓ نے کہا مسلمانوں کی حفاظت کے لئے۔ جس کی وجہ یہ ہوئی کہ انہوں نے (یعنی حضرت اسماء بنت حضرت ابوبکر صدیقؓ نے) مجھ سے کہا کہ مسلمان چونکہ بہت زیادہ تھک رہے ہیں۔ اس لئے آج شاید تمام رات یہ آرام کرنے میں مشغول رہیں اور گشت کا کام نہ کر سکیں۔ کیا تم ان کی حفاظت و صیانت میں میرا ہاتھ بٹا سکتے ہو؟ میں نے ان کی س بات کو منظور کر لیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے یہ سن کے ان کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ آپ حضرت ابی آرام کریں حفاظت کے لئے ہم کافی ہیں مگر انہوں نے اس سے انکار کیا اور صبح تک برابر گشت لگاتے رہے۔

واقعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ اہل حص کے رؤساء میں سے ایک رئیس ابوالجعد نامی تھے جس نے حص کی سکونت ترک کر کے مضافات حص کے ایک گاؤں میں جس کا نام زرع تھا وہاں کی آب و ہوا کی عمدگی کی وجہ سے رہائش اختیار کر لی تھی جس وقت رومی یرموک کے میدان میں مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے جمع ہوئے تو وہ (رسد وغیرہ کے لئے) کچھ گاؤں میں ابوالجعد کے پاس بھی آئے۔ ابوالجعد نے ان دنوں میں ایک نئی شادی کی تھی اور اس روز عروسی (ویلہ) کھانے کا انتظام کر رہا تھا۔ پہلی بیوی اس کھانے کی منتظر تھی۔ ابوالجعد نے رومیوں کو ایک پرکلف دعوت دی، عمدہ عمدہ کھانے کھائے، شراب پلائی اور بہت تعظیم و تکریم

سے ان کے ساتھ چیخ آیا۔ رومیوں نے کھانے سے فراغت حاصل کرنے کے بعد اس سے اس کی بیوی کی خواہش کی۔ اس نے انکار کیا اور بہت سخت و سخت کہا مگر یہ برابر اس کی ہم بستری کا اصرار کرتے رہے۔ آخر جب اس نے انہیں بہت برا بھلا کہا تو انہوں نے اس کی اس بیوی کو زبردستی اٹھالیا اور تمام رات اس سے منہ کالا کرتے رہے۔

ابو الجعید غم اور غصے کی وجہ سے رونے لگا اور ان کے حق میں بہت بدعائیں کیں۔ رومیوں کو اس پر بہت غصہ آیا اور انہوں نے اس کے لڑکے کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ اس کی ماں (جلی بیوی) نے لڑکے کا سراپا گود میں رکھا اسے لے کر رومیوں کے سردار کے پاس آئی۔ سر کو اس کے سامنے رکھ کے شکایت کرنے لگی اور کہا کہ دیکھ تیرے غمگینوں نے میرے لڑکے سے ساتھ کیا سوک کیا ہے؟ میں چاہتی ہوں کہ تو ان سے اس کا بدلہ لے۔ اس سردار نے اس کے کلام اور عرضداشت پر سمجھ تو چھوڑ دی۔ اس عورت نے جب سردار کی بالکل توجہ نہ دیکھی تو کہا خدا کی قسم تم عربوں پر کبھی فتح نہیں پاسکتے اور بدعا کرتی ہوئی چلی آئی۔ ابھی بہت تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ یہ مسلمانوں کے ہاتھ سے اپنے کیف کر دار کا پتہ پتہ ہو گیا۔

اہل حمص کے رئیس ابو الجعید کا مسلمانوں سے عہد لینا

کہتے ہیں کہ جب منطور قتل ہو گیا تو ابو الجعید مسلمانوں کے لشکر میں آیا اور حضرت خالد بن ولید کی خدمت میں عرض کرنے لگا۔ یہ لشکر جو آپ کے متعلق جلد میں پڑا ہوا ہے۔ اُسے اپنے آپ کو آپ حضرات کے سپرد بھی کر دے۔ تو چونکہ اس کی ایک بہت بڑی تعداد ہے اس لئے پھر بھی آپ کو ان کے قتل کرنے میں ایک مدت مدید چاہئے۔ اگر میں ان کے ساتھ ایک رات کے اندر ایسا کر کروں کہ آپ ان پر فتح پا جائیں تو آپ مجھے کیا عنایت کریں گے اور میرے ساتھ کیا سوک روا رکھیں گے۔ مسلمانوں نے کہا کہ ہم یہ دیں گے اور ساتھ ہی یہ اعانت کریں گے کہ تجھ سے تیری اولاد سے تیرے اہل بیت سے جزیہ نہیں لیں گے اور اس کا تجھے ایک اقرار نامہ لکھ دیں گے۔

واقعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب ابو الجعید مسلمانوں سے اقرار نامہ لکھوا دیا اور معاہدہ پر توثیق کے لئے دستخط ثبت ہو چکے تو یہ رومیوں کے لشکر میں گیا۔ رومی یا تو صد نامی ندی سے جو وہاں ایک بہت بڑی ندی تھی واقف تھے یہ رومیوں کو سکھا بہکا کے جہاں جنگل میں بہت زیادہ پانی بھرا ہوا تھا لایا اور اس ندی کے داہنے کنارے پر انہیں ٹھہرا کے کہنے لگا۔ یہ عربوں کے آنے کی جگہ ہے یہاں وہ لوگ آیا کرتے ہیں۔ میں ان سے بہت جلدی ایسا کر کرنے والا ہوں کہ اس کی وجہ سے وہ معتریب ہی ہلاک ہو جائیں گے۔ تم اسی جگہ بیٹھ کر رہنا یہاں سے نہ ہلنا۔ اس طرح یہ تا قوصہ ندی کو عربوں اور رومیوں کے درمیان حائل کر گیا کہ ایک طرف رومی ہو گئے اور دوسری طرف عربی تھے۔ رومیوں کو اس کی گہرائی کے متعلق بھی علم تھا کہ یہ کتنی گہری ہے انہیں یہاں بھلا کے یوم التعمیر کے دن جب اس نے پوری طرح سمجھ لیا کہ اب عربی ہی مظفر منصور ہیں تو یہ حضرت ابوسعیدہ بن جراح کی طرف چلا۔ آپ اس رات بہ نفس نفیس فوج کے چاروں طرف گشت لگا رہے تھے اور چند مسلمان مہاجرین کے ہمراہ رات کو پہرہ دے رہے تھے۔ یہ آ کے آپ سے کہنے لگا آپ بالکل بے فکر ہیں کسی طرح کا آپ نے بندوبست نہیں کیا۔

آپ نے فرمایا ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ اس نے کہا جب کل کی رات ہو تو لشکر میں کثرت سے آگ جلاو دینا۔ یہ کہہ کر یہ رومیوں کو کچمہ دینے اور کوئی حیلہ و کھرو فریب ان سے کرنے کے لئے پھر پلٹ گیا۔ دوسری رات ہوئی تو مسلمانوں نے دس ہزار گھبوں سے

بھی زیادہ آگ روشن کرادی۔ جب تمام جگہ آگ روشن ہوگئی تو ابوالجعدی بھر مسلمانوں کے لشکر میں آیا۔ مسلمانوں نے اس سے کہا۔ تیرے کہنے کے بموجب ہم نے ہر جگہ آگ جلا دی ہے اب اس کے بعد ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے پانچ سو بہادر تیار ہو کہ میرے ساتھ رہیں تاکہ میں انہیں جو کچھ کہوں وہ اس کو پورا کرتے رہیں۔

رومیوں کا ناقصہ ندی میں ڈوبنا

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے مسلمانوں میں سے پانچ سو آدمی منتخب فرمائے جن میں منجملہ دیگر حضرات کے حسب ذیل اشخاص بھی شامل تھے:-

ضرار بن زور، عیاض بن غنم بن حارق بلاتی رافع بن عیسرۃ العالی، عبداللہ بن قرقط، عبداللہ بن یاسر، عبداللہ بن اوس، عبداللہ بن عمر بن خطاب۔ عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق اور خاتم بن عبداللہ اسیٹھ وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ جس وقت یہ حضرات بالکل تیار ہو گئے تو ابوالجعدی انہیں غیر معروف راستہ سے لے کر رومیوں کے شہر کی طرف چلا اور جس وقت ان کے بالکل قریب ہو گیا تو مسلمانوں کے چند آدمی لے کر ندی کے گھاٹ کی طرف آیا۔ اس گھاٹ کو سوائے اس ابوالجعدی اور باشندگان یرموک کے اور کوئی نہیں جانتا تھا اس لئے اس نے ان مسلمانوں کو بتا کر ان سے یہ کہا کہ تم اب رومیوں پر حملہ کر دو اور پھر شکست کھا کے اس گھاٹ کی طرف بھاگ آؤ اور مجھے اور ان رومیوں کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔

مسلمانوں نے یہ سن کر ایک آواز لگائی اور رومیوں پر حملہ کر دیا۔ پھر شکست کھا کے گھاٹ کی طرف بھاگ پڑے۔ ان کے بھاگتے ہی ابوالجعدی نے زور زور سے چلانا شروع کیا۔ یا معاشر الروم! ان شکست خوردہ مسلمانوں کو آگے رکھو اور انہیں پکڑ لو جانے نہ پائیں انہوں نے تمہارے فریب دینے کو دیکھ لیا تو آگ روشن کر رکھی ہے، سامان جنگ سے بالکل آراستہ ہیں اور اب میدان جنگ سے بھاگ پڑے ہیں۔ رومی یہ سمجھ کر کہ کہنے والا بالکل سچ کہہ رہا ہے جلدی میں ان کے پیچھے بھاگ پڑے۔ نجات میں کوئی گھڑی کی تنگی پیٹھ پر سوار ہو گیا اور کوئی پیدل ہی چل نکلا۔ ابوالجعدی ان کے آگے آگے اڑا چلا جا رہا تھا حتیٰ کہ ان تمام کو ندی پر نہا کھڑا کیا اور کہنے لگا یہی گھاٹ ہے۔ اس سے اتر کر ان کا تعاقب کرو۔ رومی گھبراہٹ میں بغیر سوچے سمجھے بڑھنا شروع ہوئے اور ندی میں ایک دوسرے کے اوپر لگا تار مارنے لگے۔ حتیٰ کہ ندی دل کی طرح ہزار ہا آدمی اس کے اندر گر گئے اور رومیوں کا اس میں ڈوب ڈوب کر اس قدر اختلاف جان ہوا کہ جس کا احاطہ اور ادراک زبان اور دل سے کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ چونکہ رومی اس میں ڈوب ڈوب کر بہت کم ہو گئے تھے اس لئے عربوں نے اس ندی کا نام ناقصہ رکھ دیا۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ یہ رومیوں کی سرگزشت ہے۔ ان کے اگلے آدمی کو پھسلنے کی خبر تک نہ ہوئی کہ اس پر کیا گزری حتیٰ کہ سپید و صبح نے رات کی تاریکی کو چیر کر انہیں اصل حالات سے مطلع کیا اور انہوں نے آفتاب کی روشنی کی مدد سے یہ معلوم کیا کہ مسلمان اپنے اپنے خیموں میں بحفاظت تمام موجود ہیں اور انہیں کسی طرح کی کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ البتہ انہوں نے ہم پر رات ایک ایسی مصیبت کا پہاڑ اٹھا کے ڈال دیا تھا کہ جس کی وجہ سے ہماری ہزار ہا کی تعداد گھٹ گئی ہے۔ بعض نے بعض سے دریافت کیا کہ رات ہمارے لشکر میں وہ چیخنے والا کون تھا۔ دوسرے نے کہا وہ وہی تھا جس کی عورت کے ساتھ تم نے زنا کیا تھا اور جس کے لڑکے کو تم نے قتل کر دیا تھا اس نے اب تم سے اس طرح اپنا بدلہ لے لیا۔

بابان کا قوریر سے مشورہ کر کے مسلمانوں سے صلح کی درخواست کرنا

راوی کا بیان ہے کہ صبح ہوئی تو بابان کو بھی اس واقعہ کی اطلاع کی گئی۔ یہ اس اپنی معیت مقلیٰ اور اپنے لشکر کے واقعہ بانسہ کو سن کر بھیگ گیا کہ میری موت اب قریب ہی آگئی ہے اور عرب ضرور مظفر و منصور ہوں گے۔ یہ سوچ کر اس نے قوریر کے پاس آدمی بھیجا اور اس سے یہ مشورہ طلب کیا کہ عرب ہم پر غالب ہو گئے ہیں۔ اگر اب انہوں نے ہم پر متفقہ حملہ کیا تو ہم میں سے کوئی شخص زندہ نہیں رہ سکتا۔ آیا تیرے نزدیک یہ مناسبت ہے کہ ہم ان سے لڑائی کی تاخیر کے متعلق کچھ گفت و شنید کریں تاکہ اتنا سا جنگ کے ایام میں اپنی جان بچانے کے متعلق کچھ سوچ سکیں۔ قوریر نے کہا بہت بہتر ہے۔ ایسا ضرور کرنا چاہئے۔

بابان نے قوم ختم کے ایک آدمی کو بلا کر یہ ہدایت کی کہ تو مسلمانوں کے لشکر میں جا کے یہ پیغام پہنچا دے کہ جنگ ایک ڈھلتے ہوئے سائے کی طرح ہے کبھی ادھر کبھی ادھر۔ اسی طرح دنیا بھی ایک گھومنے والی چیز ہے۔ تم نے ہمارے ساتھ مکر کیا ہے اب ظلم اور بغاوت نہ کرو و غلام ہمیشہ اگر کرتا ہے۔ آج جنگ کو موتی رکھ کر چھوڑ دے۔ آپ کے مابین فیصلہ ہونا ہوگا جو جائے گا۔ بخئی یہ سن کر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ پیام پہنچا دیا۔ آپ نے چاہا کہ اس کی اس درخواست کو قبول کر لیا جائے مگر حضرت خاندن بن ولیدؓ نے آپ کو منع کیا اور کہا ایسا امیر! ایسا نہ کیجئے ورنہ قوم کے لئے بہتری کی کوئی صورت نظر نہیں آئے گی۔ یہ سن کر آپ نے بخئی سے کہہ دیا کہ تو بابان کے پاس جا کر کہہ دے کہ ہمیں چونکہ جلدی ہے اس لئے لڑائی میں تاخیر نہیں کر سکتے۔ اچلی بخئی یہ سن کر بابان کے پاس آیا اور جواب سے مظفرؓ فرمایا۔ اسے یہ بڑا شوق گزرا اور یہ سراسیمہ اور حیران سا ہو گیا۔ کہنے لگا مجھے عربوں سے یہ امید نہیں تھی کہ وہ میری صبح کی درخواست کو اس طرح ٹھکرا دیں گے بلکہ مجھے قوی امید اور پورا بھروسہ تھا کہ وہ میری اس عرضداشت کو قبول کر لیں گے۔ صلیب کی قسم! امیر۔ سو اب ان کے مقابلہ پر کوئی نہیں نکل سکتا۔ یہ کہہ کر اس نے رومیوں، ارکان سلطنت والیاں ملک اور ان لوگوں کو جن پر انہیں سختی اور شدت کے وقت پر پورا پورا بھروسہ تھا آواز دی اور تیاری جنگ کے لئے انہیں حکم دے دیا۔

کہتے ہیں کہ بابان کے حکم کے ساتھ ہی اس کا لشکر تیار ہو گیا۔ اس نے صلیب آگے کی اور یہ لشکر کا پیشرو ہو کے مسلمانوں کی طرف چل پڑا۔ مسلمانوں نے بھی فوراً بڑھ کے اپنا مورچہ اپنے قبضہ میں کی اور لڑائی کے لئے مستعد ہو کر کھڑے ہو گئے۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ جس وقت حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ مسلمانوں کو فجر کی نماز پڑھا پتہ تو آپ نے انہیں بہت جلدی تیار ہو جانے کا حکم دیا اور یہ تیار ہو کر اپنے اپنی مقررہ جگہوں پر آ آئے کھڑے ہو گئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے اصحاب راہب کی صف بندی کی اور اس لشکر میں جو لشکر حنف کے نام سے مشہور تھا کھڑے ہو گئے۔ مسلمانوں نے اس بات کا یقین کر لیا کہ اب ہم انشاء اللہ العزیز مظفر و منصور ہیں۔

آقا اب عاصم اب جب اپنی تیز کرکٹوں کے ساتھ دنیا کی طرف بڑھا تو جرجہ جو رومیوں کے والیاں ملک میں سے تھا میدان کی طرف نکلا اور کہنے لگا کہ میرے مقابلہ میں عربوں کے سردار کے سوا اور کوئی شخص نہ نکلے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے یہ سنا تو

اصل کتاب میں تو یہ ہے کہ جنگ ایک ڈول ہے گمراہوں میں اس کا محاورہ نہیں جگہ سائے کا محاورہ ہے۔

فوراً تیار ہو گئے اور ان نشانہاں حضرت خالد بن ولیدؓ کے سپرد کر کے فرمانے لگے ابوسہیل! اس کے مستحق تم ہی ہو۔ اُس میں اس سردار کی لڑائی سے واپس آ گیا تو اسے میں واپس لے لوں گا۔ اگر اس نے مجھے شہید کر دیا تو جب تک حضرت عمرؓ اپنی رائے مبارک سے کسی کو تجویز فرمائیں اس وقت تک تم اسے اپنے پاس رکھنا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا آپ توقف فرمائیں۔ اس کے مقابلہ میں میں جانا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں وہ مجھے ہی جلاتا ہے اور میں ہی اس کے مقابلے میں جاؤں گا جروثا اب میں البتہ تم میرے شریک ہو۔

یہ کہہ کر آپ میدان کارزاری کی طرف چل دیئے۔ تمام مسلمانوں کو آپ کا جانا ناگوار گزرا اور ہر ایک نے بڑھ بڑھ کے آپ کو روکنا چاہا۔ مگر آپ نے جب زیادہ اصرار کیا تو مسلمانوں نے آپ کو چھوڑ دیا۔ آپ جریر کے قریب پہنچ گئے۔ جریر نے جب آپ کو دیکھا تو کہا کیا آپ ہی اس لشکر کے سردار ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں میں ہی ہوں۔ میں نے میدان کارزار میں تیرے بانی کو منظور کر لیا ہے اب تو ہے اور عرصہ میدان تہماری ہزیمت میں اب کچھ کسرباتی نہیں رہی مگر یہ کہ پہلے میں تجھے قتل کروں اور تیرے بعد باہان کو۔ اس نے کہا صلیب کی امت تم پر غالب آ جائے گی۔ اور یہ کہہ کر حمد کر دیا۔ آپ نے بھی حمد کا جواب دیا۔ دونوں حریفوں میں جنگ ہونے لگی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نیز تمام مسلمان آپ کی طرف دیکھ رہے تھے اور باری تعالیٰ مل مجیدہ سے آپ کے لئے فتح و نصرت کی دعائیں مانگ رہے تھے۔ کہتے ہیں کہ جریر اپنے حریف سے پشت دے کر لشکر کی طرف بھاگا اور مشرکوں کے لشکر کے سینہ کی طرف رخ کیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے اس کا تعاقب کیا۔ جریر بجلی کی طرح پھر پیچھے لوٹا اور دونوں حریفوں کی تلواریں ایک ساتھ پڑیں۔ حضرت ابوجہدہ بن جراحؓ کی ضرب نے سہت کی اور آپ کی حواری اس شانے پر پڑ کر دوسرے شانے کو چرتی ہوئی نکلی گئی۔ آپ نے زور سے نکسیر کاغیرہ بلند کیا۔ مسلمانوں نے نکسیروں کی آوازیں بلند کیں۔ آپ اسی جگہ ٹھہر گئے اور اس کی لاش کو دیکھ کر اس کے ذیل ڈول پر تعجب کرنے لگے۔ اس کے اسباب میں سے آپ نے کسی چیز کو ہاتھ نہ لگایا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے آپ کو آواز دی اور کہا ایہا الامیر! اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عنایت فرمائیں۔ آپ اپنا کام جو آپ پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے واجب فرمایا تھا پورا کر چکے۔ اب آپ تشریف لے آئیں۔ آپ وہیں ٹھہرے رہے اور تشریف نہ لائے۔ مسلمانوں نے آپ کو قسمیں دے دے کے مراجعت پر مجبور کیا تو آپ لوٹ آئے اور حضرت خالد بن ولیدؓ سے نشان لے کر کھڑے ہو گئے۔

باہان نے جب جریر کو اس طرح قتل ہوتا ہوا دیکھا تو چونکہ جریر ارکان سلطنت کا ایک رکن سمجھا جاتا تھا اس لئے اس کا قتل اس پر بہت شاق گزرا اور اس نے یہ چاہا کہ بھاگ پڑے مگر پھر اس نے اپنے دل میں یہ سوچا کہ ہر قتل کے پاس جا کر کیا مذر بیان کروں گا۔ بہتر یہی ہے کہ میں خود جنگ کے لئے نکلوں۔ اگر میں مار دیا گیا تو اس ننگ و مار سے چھٹکارا ملے گا اور اگر صبح و سالم رہا تو پیٹھ پھیر کر بھاگنے سے بادشاہ کے حضور میں اس طرح زیادہ سرخروئی حاصل ہوگی۔ یہ سوچ کر اس نے لوگوں کو مطلع کیا کہ میں بذات خود لڑائی کے لئے نکلتا چاہتا ہوں۔ یہ سامان جنگ سے مزین ہوا۔ پر تکلف لباس پہنا سونے کے ایک مجسمہ کی طرح چمکتا ہوا باہر نکلا اور سرداروں و رہبانوں اور پادریوں کو جمع کر کے کہنے لگا۔ ہر قتل بادشاہ اس معاملے میں تم سے زیادہ جانتا ہے اسی واسطے اس نے ان مسلمانوں سے صلح کا ارادہ کیا تھا مگر تم نے اس کی مخالفت کی۔ یاد رکھو! اب میں خود ان کے مقابلہ میں جاتا ہوں۔

یہ سن کر سلطنت کے سرداروں میں سے ایک سردار جو اپنے دین و مذہب کا نہایت متبع احکام انجیل کا فرماں بردار اور رہبان و

کنائس کی تقسیم و تکریم کا بندہ تھا اور ساتھ ہی جرجہ کا نسب و حسب میں قرابت دار آگے بڑھا۔ جرجہ کے قتل سے اسے چونکہ سخت صدمہ ہوا تھا اس لئے یہ باباں سے کہنے لگا۔ صلیب کی قسم مسیحوں سے لڑنے کے لئے میں لنگوں گا اور میں جرجہ کا ان سے بدلہ لوں گا۔ یا خود قتل ہو پڑا یا اس کے قاتل کو تلوار کے گھاٹ اتار دوں گا۔ مجھ پر جہاد فرض ہو گیا ہے۔ میں مسیح (علیہ السلام) کے اس فرض کو جو مجھ پر عائد ہو گیا ہے ضرور پورا کروں گا اور اب مجھے سوائے مہارزت کے اور کوئی کام نہیں ہے۔ باباں نے اسے اس کی رائے پر چھوڑا اور یہ جنگ کے لئے بالکل تیار ہو گیا اور اس کا نام جرجیس لگایا تھا اس نے زرہ پہنی۔ زرہ پر لوہے کا لباس چڑھایا۔ تھوار حائل کی پچھوہ ہاتھ میں لیا۔ راہبوں نے اس کی فتح کی دعائیں مانگیں کینوں میں جو نجور مستعمل ہوتے ہیں ان کی اسے دھونی دی۔ عمور یہ کا راہب اس کے پاس آیا اور اس کی گردن میں جو صلیب تک رہی تھی اسے دے کر کہنے لگا یہ صلیب (مسیح علیہ السلام) کے زمانہ کی ہے جو رہبانوں کی وراثت میں یکے بعد دیگرے چل آتی ہے اور وہ اس سے ہمیشہ مس کرتے اور اسے چومتے رہتے ہیں یہ لے یہ جنگ میں تیری مدد کرے گی۔ جرجیس اسے لے کے میدان کی طرف چلا اور نہایت نصیحت عربی میں اپنے مقابل کو بلائے لگا حتیٰ کہ لوگوں کو اس کی فصاحت سے یہ گمان ہو گیا کہ یہ نصرانی عرب ہے۔

حضرت ضرار بن ازور شعلہ تاریک طرح اس کی طرف چلے اور جس وقت اس کے قریب ہو گئے تو اس کا ذیل ڈول قد و قامت اور سامان جنگ دیکھ کر اپنے نکلنے پر نام ہوئے۔ پھر دل میں کہنے لگا اگر اس کی موت آگئی ہے تو یہ لوے وغیرہ کا سامان اسے اس کی موت سے کبھی نہیں روک سکتا۔ اس کے بعد آپ پیچھے لوٹے مسلمانوں نے گمان کیا کہ یہ ذر کے بھاگ آئے۔ حتیٰ کہ ایک کہنے والے نے یہ کہہ دیا کہ ضرار! اس رومی سے شکست کھا کر بھاگ آئے ہیں حالانکہ ہم نے اس سے پہلے کبھی ان کو اس طرح بھٹا نہیں دیکھا۔ حضرت ضرار نے کسی آدمی سے کلام نہیں کیا اور سیدھے آپ اپنے خیمہ میں پہنچے پڑے اور محض شوار (ازار) بدن پر رکھی کمان سنبھالی۔ تلوار حائل کی ڈھال ہاتھ میں لی اور پھر ہرن کی طرح پائیں بھرتے ہوئے میدان کی طرف چلے یہاں پہنچے تو حضرت مالک نخعی کو دیکھا آپ نے اس سردار کی طرف سبقت فرمائی ہے۔ حضرت مالک نخعی بہت زیادہ دراز قامت شخص تھے حتیٰ کہ جس وقت آپ گھوڑے پر سوار ہوا کرتے تھے تو آپ کے دونوں پیر زمین پر لگے رہتے تھے اور گھسیٹتے ہوئے چلا کرتے تھے۔

حضرت ضرار بن ازور نے انہیں دیکھا کہ آپ جرجیس کو ان الفاظ میں مخاطب فرماتے ہوئے اس کی طرف بڑھے چلے جا رہے ہیں تقدیم یا عدو اللہ یا عباد الصلیب الی الرجل النجیب ناصر محمد بن الحبيب خدا کے دشمن! صلیب کے بندے مجھ کے دے دکر نے والے نیک انسان کی طرف بڑھا اور آگے آئے۔

حضرت مالک نخعی اور حضرت ضرار بن ازور کی یرموک میں بہادری

رومی کے دل میں آپ کا خوف چھا گیا تھا اس لئے اس نے کچھ جواب نہ دیا آپ اس کے گرد گھومنے لگے۔ چاہا کہ نیزہ ماریں مگر چونکہ اس کے بدن پر لوہا ہی ہوا تھا اس لئے ضرب کے واسطے کوئی جگہ سمجھ میں نہ آئی۔ آخر آپ نے غور کر کے اس کے گھوڑے کے چوڑ پر اس زور سے نیزہ مارا کہ اس کی نوک دوسری طرف نکل آئی۔ گھوڑا نیزے کی حرارت کی وجہ سے تڑپا اور ہاتھ پیر

پہنچتے لگا۔ حضرت مالک بن نخیؓ نے چاہا کہ میں کھینچنے سے نہ ہٹاؤں مگر وہ اس کی پسیلوں میں بائبل بیوست ہو چکا تھا اس لئے نہ نکل سکا اور وہیں ٹوٹ گیا۔ گھوڑا زمین پر گرا۔ جبرجس اس کی پشت پر تھا اور چونکہ وہ زمین کے ساتھ زنجیروں میں مربوط ہو رہا تھا اس لئے گھوڑے کی پیٹھ سے حرکت بھی نہ سکا۔ مسلمانوں نے حضرت ضرار بن ازورؓ کی طرف دیکھا کہ آپ ایک خوبصورت ہرن کی طرح چوڑی بھرتے ہوئے وہاں پہنچے۔ تلوار کی ایک ضرب سے جبرجس کے سر کے دو ٹکڑے کر دیئے اور اس کا تمام اسباب اتار کے اپنے قبضہ میں کر لیا۔

حضرت مالک بن نخیؓ ان کے پاس آئے اور کہا ضرار! یہ کیا کیا تم میرے شکار میں شریک ہو گئے۔ آپ نے کہا میں شریک نہیں بلکہ اس کا مالک ہوں۔ انہوں نے کہا تم کبھی مالک نہیں ہو سکتے اس کے گھوڑے کو میں نے مارا ہے۔ آپ نے کہا اب سارے قحط آگیا ہے اب یہاں پر اوقات دوزخ والے عیشہ رہ جاتے ہیں اور کامل پیٹ بھر کے کھالیتے ہیں۔ حضرت مالک بن نخیؓ یہ سن کر بیٹھے اور کہا بہت اچھا اپنے شکار کو اٹھو۔ خداوند تعالیٰ تمہیں مبارک کریں آپ نے کہا میں تو یہ مذاق (مزاح) میں کہہ رہا تھا آپ ہی لے لیں۔ واللہ! میں اس میں سے کچھ نہیں لوں گا تو آپ ہی کا حق ہے اور آپ ہی اس کے زیادہ حق دار ہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے اس اسباب کو اپنے کاندھے پر اٹھایا اور لے کر چل دئے۔ یہ اسباب اتنا زیادہ اور بھاری تھا کہ آپ پسینے میں شرابور ہو گئے۔

زبیر بن عوامؓ کہتے ہیں کہ میں نے ان حضرات کو دیکھا کہ حضرت ضرار بن ازورؓ اس تمام اسباب کو لے کر حضرت مالک بن نخیؓ کے خیمہ میں آئے ورنہ اسباب رکھ دیا۔ حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ نے یہ دیکھ کر فرمایا واللہ! یہی قوم ہے جس کے افراد نے اپنی جانوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے راستہ میں بہا اور وقف کر دیا ہے اور جنہیں دنیا کی مطلق پروا نہیں۔

کہتے ہیں کہ جبرجس مارا گیا تو یابان کے بازو بالکل ٹوٹ گئے اس نے اپنی قوم کو آواز دی اور انہیں جمع کر کے کہنے لگا بادشاہ کے مقربو! سنو اور میرا پیغام بادشاہ تک پہنچا دو کہ میں نے اس دین کی مدد و نصرت اور بادشاہ کی حمایت میں اپنی طرف سے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی اور اس کی نعمتوں کے عوض میں لڑنے کے اندر کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا مگر میں آسمان کے رب اور اس کے مالک کے اوپر کسی طرح غائب نہیں آ سکتا۔ کیونکہ دراصل عربوں کو ہمارے اوپر اسی نے حاوی کر رکھا ہے۔ اسی نے ہمارے مقابلہ میں ان کی مدد کی۔ ہمارے شہروں کو ان کے قبضہ میں دے دیا اور اس طرح ہم بالکل مغلوب ہو گئے۔ اب میں بادشاہ کے پاس کیا منت لے کر جاؤں گا اور اسے کس طرح اپنی صورت دکھاؤں گا۔ بہتر یہ ہے کہ اب میں خود میدان کی طرف نکلوں۔ نیزہ بازی اور شیر زنی کی جگہ اب میں خود دیکھوں۔ میں چاہتا ہوں کہ میں تم میں سے صلیب کسی کے سپرد کر کے پھر مسلمانوں کی طرف جاؤں۔ اگر میں قتل ہو گیا تو یہ کھٹک کھٹک خود بخود دھوٹ جائے گا اور بادشاہ کی زبردستی سے میں خود بیچ جاؤں گا اور اگر نصرت نے میرا ساتھ دیا۔ مسلمانوں سے بدلہ لے لیا اور جنگ سے صحیح و سالم واپس بھرا آیا تو بادشاہ پر یہ روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گا کہ میں نے اپنی طرف سے بادشاہ کی مدد میں کوئی کسر نہیں کی۔ اعیان سلطنت اور ارکان دولت اس تقریر کو سن کر کہنے لگے۔ بادشاہ! جب تک ہم موجود ہیں آپ لڑائی کے لئے کسی طرح کی تکلیف نہ کریں۔ البتہ ہمارے بعد آپ کو اختیار ہے جس وقت ہم ایک ایک کر کے میدان کارزار میں کام آجائیں گے تو پھر آپ خود بے نفس نفس تشریف لے جائیں۔ یابان نے چاروں کنیوں کی قسم کھائی اور کہا کہ میرے سے پہلے تم میں سے کوئی شخص لڑائی کے لئے نہ نکلا۔ یابان کی قسم سن کر سب خاموش ہو گئے اس نے اپنے لڑکے کو جو وہاں

موجود تھا بایا اور اپنی صلیب اس کے سپرد کر کے کہہ دیا کہ میری جگہ کھڑا ہے۔ اس کے بعد اس کے سامنے سامانِ حرب پیش کیا گیا اور اس نے اسے زینب بدن کیا۔

والدی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جس سامانِ جنگ کو یہ بہن کر میدانِ کارزار کی طرف نکلا ہے اس کی قیمت کا اندازہ ساٹھ ہزار دینار تھا۔ کیونکہ وہ تمام کام موصیٰ یا قوت اور جواہر سے مرصع تھا۔ جس وقت یہ تیار ہو کے میدانِ حرب کی طرف جانے لگا تو عمور یہ کا ایک راہب اس کے پاس آیا اور کہنے لگا (ایہا الملک! میں میدانِ جنگ میں تیرے واسطے تیری فتح مندی کی کوئی سبیل نہیں دیکھتا اور نہ یہ جانتا ہوں کہ خود میدانِ جنگ میں جائے اس نے کہا کیوں راہب نے کہا اس لیے کہ میں نے رات ایک خواب دیکھا ہے بہتر یہی ہے کہ تو خود ہی اس ارادہ سے باز آ جائے اور اپنی جگہ کسی دوسرے کو بھیج دے اس نے کہا میں ایسا کبھی نہیں کر سکتا تک و عار سے بہتر مجھے یہی معلوم ہوتا ہے کہ میں قتل ہو جاؤں۔ راہبوں نے اسے دھوئی دی فتح کی دعائیں مانگیں اور یہ ایک سونے کے پہاڑ کی طرح چمکتا ہو میدان کی طرف نکلا۔

بابان ارمنی کا میدانِ جنگ میں آنا

بابان دونوں صفوں کے درمیان میں آیا اپنے مد مقابل کو طلب کرنے لگا اور اپنا نام لے لے کے اس سے لوگوں کو ڈرانے لگا۔ سب سے پہلے اسے حضرت خالد بن ولیدؓ نے پہچانا اور فرمایا یہ بابان مردِ اقوام ہے خدا کی قسم یہ لڑائی کے لئے جو نکلا ہے تو کوئی اہم بات ہے اور اس کے لشکر میں بزمیت کے آثار ضرور نمایاں ہوں گے ورنہ یہ خود کبھی نہ نکلتا۔

کہتے ہیں کہ بابان اپنا نام لے لے کے مسلمانوں کو خوف دلایا تھا حتیٰ کہ اس کے مقابلہ میں قبیلہ دوس کا ایک لڑکا یہ کہتا ہوں نکلا واللہ میں جنت کا بہت مشتاق ہوں۔ بابان کے ہاتھ میں سونے کا ایک عمود تھا اس نے اس زور سے اس کو جو ان کے وہ عمود را کہ اس کا طائر روحِ قفسِ عنصری سے جنت الفردوس کی طرف پرواز کر گیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جس وقت دوس جو ان گرنے لگا تو میں نے اسے دیکھا کہ وہ اپنی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کرتا ہے اور اپنے مرنے اور اذیت اٹھانے کا بالکل فکر نہیں کرتا میں نے اس کی یہ حالت دیکھ کر فوراً سمجھ لیا کہ اس کا یہ اشارہ اور عدمِ رنج و فکر جو ان بہشت کے معینہ کرنے کی وجہ سے ہے جو اسے اس وقت نصیب ہوا ہے۔ بابان اس کی نفس کے چاروں طرف پھرنے لگا۔ اس کا دل دوس کو جو ان کو مار ڈالنے سے قوی ہو گیا اور یہ بل من مبارک کا نعرہ لگانے لگا۔

مسلمان یہ دیکھ کر بے تاب ہو گئے اور اس کی طرف یہ دعائیں کلمات کہتے ہوئے دوڑے اللھم اجر قتله علی یدی! الہی! اس کے قتل کو میرے ہاتھ سے پورا کر ایسے۔ ہر ایک کی زبان پر یہی جاری تھا اور ہر ایک چاہتا تھا کہ پہلے میں پہنچ کر اس کا کام تمام کر دوں۔ سب سے پہلے حضرت مالک بن نضیؓ اس کے پاس پہنچے۔ میدانِ کارزار میں اس کی برابری کرنے لگے و فرمایا گھبرا! اس شخص کے رڈالنے پر گھمنڈ اور غرور نہ کر۔ یہ ہمارا ساتھی اپنے پروردگار کی ملاقات کا نہایت مشتاق تھا جبکہ ہم میں سے ہر شخص جنت کے شقیق میں ہے اور چاہتا ہے کہ جد سے جلد میں پہنچ جائے اگر تو بھی وہاں ہمارا ہمسایہ بننا چاہتا ہے اور یہ خواہش ہے کہ میں بھی ان کے پڑوس میں رہوں اور حیاتِ نعیم کی نعمتوں میں شامل ہو جاؤں تو کلمہ شہادت کا اقرار کر لے اور اگر نہیں تو کم از کم اداے جزیہ کا وعدہ کر لے ورنہ یاد رکھ یہ سکوار ہوگی اور تیرا سر۔ اس نے کہا کیا آپ میرے ساتھی خالد بن ولیدؓ ہیں؟ آپ نے فرمایا

نہیں بلکہ میں مالک بن نضی رسول اللہؐ کا ساتھی (صحابی) ہوں۔ باہان نے کہا تو میں تم سے ضرور لڑوں گا یہ کہہ کر آپؐ پر حملہ کر دیا۔ یہ ملعون چونکہ نہایت شجاع اور بہادر تھا اس لئے دونوں میں غیر آذمائی ہوئے تھے۔ اس نے اپنا عمود سیدھا کر کے آپؐ کے خود پر اس زور سے مارا کہ خود آپؐ کی پیشانی میں گھستا چلا گیا اور اس کے صدمہ کی وجہ سے آنکھ کے اوپر کی ہڈی پھر کے ترچھی ہو گئی اسی روز سے آپؐ کا لقب اشترؑ پڑ گیا۔

باہان اور حضرت مالک نضیؑ کی یرموک میں جنگ

کہتے ہیں کہ جب حضرت مالک بن اشتر نضیؑ نے باہان کی اس ضرب کا جو آپؐ کو پہنچی تھی صدمہ محسوس کیا تو چاہا کہ لشکر میں واپس لوٹ جاؤں مگر پھر غور کیا اور دل میں یہ سوچا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ناصرو مددگار ہیں۔ خون چونکہ آپؐ کے چہرہ مبارک سے بہہ رہا تھا اس لئے خدا کا دشمن یہ سمجھ کہ آپؐ کا کام تمام ہو گیا۔ یہ سوچ کر اس بات کا خفت ہوا کہ آپؐ کب گھوڑے سے گرتے ہیں۔ مگر آپؐ نے اچانک ایک حکم کیا۔ اسی وقت مسلمانوں کی آواز آپؐ کے کانوں میں آئیں۔ مالک! اللہ تبارک و تعالیٰ سے استعانت چاہو وہ تمہارے مقابل پر ضرور تمہارا مدد فرمائیں گے۔ حضرت مالک بن اشتر نضیؑ کہتے ہیں کہ یہ سنتے ہی میں نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے مدد مانگی۔ رسول اللہؐ پر درود بھیجا اور نہایت زور کے ساتھ تلوار کا ایک ہاتھ مارا۔ مگر واراد چھاپڑا اور ایک معمولی سا زخم اس کے آیا۔ میں نے دل میں یقین کر لیا کہ موت وقت سے پہلے کبھی نہیں آتی اور ایک محفوظ قلعر کی طرح امن و حفاظت میں رہتی ہے۔ باہان نے جب زخم کے اثر کو محسوس کیا تو دم دبا کے لشکر کی طرف بھاگ پڑا اور اپنی فوج میں گھس گیا۔

والہدیٰ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب باہان حضرت مالک بن نضیؑ کے مقابلہ میں سے بھاگ پڑا تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے زور سے چلا کر مسلمانوں سے فرمایا دین کے مدد کرنے والو! اور اے کفار پر سختی کرنے والو! جب تک مشرکین کے دلوں میں خوف ہے اس وقت تک ان پر حملہ کرتے رہو۔ یہ کہتے ہی آپؐ نے حملہ کر دیا۔ آپؐ کے ساتھ ہی آپؐ کا لشکر بھی بڑھا۔ ہر مسلمان سردار کے ساتھ اس کی فوج چلی اور تھلیل و تکبیر کے نعرے بلند کر کے کافروں پر پل پڑی۔ تھوڑی سی دیر تک تو رومی حملہ کا جواب دیتے رہے مگر جب آفتاب انہیں اندھیرے میں اکیلا چھوڑ کر مغرب کی طرف چلا گیا اور آسمان کا مغرب والا کنارہ بھی ظلمت کدہ بن گیا تو ان کے پیر اکھڑ گئے۔ شکست کھ کر بھاگے اور اس بری طرح بھاگے کہ پھر نہ سنبھل سکے۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور انہیں قید اور قتل کرتے ہوئے آگے بڑھتے تھے کہ ان میں سے ایک لاکھ رومی تیغ بھونگے۔ چالیس ۲ ہزار گرفتار ہوئے۔ ناقوس ہندی میں اس قدر ڈوب کر مرے جن کی تعداد کا اندازہ کرنا بہت زیادہ مشکل ہے۔ اکثر پہاڑوں سے ٹکرا کے بنہم رسید ہوئے۔ بہت سے جنگل اور پہاڑوں میں متفرق ہو کے ادھر ادھر مارے پھرنے لگے۔ مسلمانوں کے سوار ان کے پیچھے ہوئے اور انہیں قتل و گرفتار کر کے پہاڑ اور جنگلوں سے لانے لگے۔ مسلمان اسی طرح قتل و گرفتار کرتے رہے حتیٰ کہ ان سیاہ بختوں کو رات کی سیاہ چادر نے اپنے اندر دامن دی اور جس وقت کچھ رات چلی گئی تو حضرت ابومعبدہ بن جراحؓ نے ہر طرف احکام صادر فرمائے کہ صبح ہونے تک انہیں ان کی حالت پر چھوڑ دو۔ مسلمان یہ سنتے ہی لشکر کی طرف پھرے۔ ان کے ہاتھ مال قیمت، سراپردوں، سونے چاندی کے برتنوں،

۱۔ اشتر اشتر نضیؑ آنکھ کے پونے کی ہڈی کا ترچھا ہو جانا ۱۲۱ھ

۲۔ ایک سو بیس گرفتار بھی ایک لاکھ ہیں ۱۲۱ھ

فرشوں، قالینوں اور قالچوں سے مرتے اور یہ لشکر کی طرف چلے آ رہے تھے۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے کچھ آدمیوں کو مال غنیمت کی فراہمی اور اس کو جمع کرنے کے لئے مقرر فرمایا۔ مسلمانوں نے یہ رات اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت شامل ہونے کی وجہ سے نہایت فرحت و انبساط کے ساتھ بڑاری حتیٰ کہ جب صبح ہوئی تو رومیوں کے متعلق کچھ معلوم نہ ہو۔ کاکوہ کیا ہوئے اور کہاں چلے گئے۔ کیونکہ رومی اکثر رات کی تاریکی میں نا تو صہندی کے اندر ڈوب گئے تھے اور بہت سے یرموک کے غاروں اور گڑھوں میں جا پڑے تھے۔

عامر بن یسر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے یہ سلسلہ روایت بیان کیا ہے کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے یہ ارادہ کیا کہ شریکین کے مقتولین کی تعداد کا شمار کیا جائے مگر آپ ان کی کثرت کی وجہ سے اس پر قادر نہ ہو سکے۔ آپ نے حکم دیا کہ جنگل سے کمڑیاں کاٹ کاٹ کر لائی جائیں اور ان میں سے ایک ایک کمڑی ہر مقتول کے اوپر رکھ کر پھر ان کمڑیوں کا شمار کر لیا جائے۔ چنانچہ ایسا کیا گیا تو معلوم ہوا کہ مقتولین کی تعداد ایک لاکھ پانچ ہزار ہے اور قیدی چالیس ہزار اور جو نا تو صہندی میں ڈوب کر مر گئے وہ علیحدہ رہے۔ جاناہان از اسلام کا شمار کیا گیا تو چار ہزار شہداء کی لاشیں دستیاب ہوئیں۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے یرموک کے میدان میں کچھ مقتول سراپے بھی پائے جو مشتبہ تھے کہ آیا یہ نصرانی عرب کے ہیں یا مسلمان شہداء کے۔ آخر آپ نے ان کے غسل کا حکم دیا۔ نماز جنازہ بھی پڑھی اور دوسرے شہداء کے ساتھ سپرد خاک کر دیئے گئے۔ اس کے بعد مسلمان پہاڑ اور جنگل میں رومیوں کی تلاش کے لئے نکلے۔ ایک چرواہے کو انہوں نے دیکھا کہ اس سے دریافت کیا کہ کیا کوئی رومی ادھر سے گزر رہا ہے اس نے کہا ہاں ایک سردار جس کے ساتھ چالیس ہزار کے قریب جماعت تھی میرے پاس سے ہو کے گیا ہے۔

بابان کا قتل

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ یہ سردار بابان مغلون تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس کا تعاقب کیا اس کے اور اس کی فوج کے قدموں کے نشانات پر آپ چلے جا رہے تھے۔ لشکر زحف آپ کے ہمراہ تھا حتیٰ کہ دمشق میں آپ نے اس کو دیکھا۔ جس وقت مسلمان اس کی فوج کے باطل قریب ہوئے تو انہوں نے تکبیر کے فکد شگاف نعرے بلند کئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نیز آپ کے لشکر کے حمد کیا تو رومیوں کی پیس بجھائی اور مقل عظیم پر پناہ سردیا۔ بابان جان بچانے کیلئے گھوڑے سے اتر کر پایادہ ہو گیا مگر ایک مسلمان موت کا فرشتہ بن کر اس کے سامنے آیا۔ اور اس نے اُتر چا پنی جان بچانے کے واسطے بہت ہاتھ پیر مارے مگر اس نے اسے تھوڑی ایک ضرب سے ہمیشہ کے لئے دنیا سے رخصت کر دیا۔ رومیوں میں یہ اختلاف ہے کہ کس مسلمان نے اسے قتل کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کے قتل حضرت نعمان بن جہلہ از دئی ہیں اور بعض کا قول ہے کہ حضرت عاصم بن خواں ہیں۔ واللہ اعلم۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ بابان کے قتل کے بعد اہل دمشق حضرت خالد بن ولیدؓ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کیا ہمارے اور آپ کے مابین وہی سابق معاہدہ برقرار رہے گا۔ آپ نے فرمایا ہاں وہی رہے گا۔ اس کے بعد آپ رومیوں کی تلاش میں نکلے اور جوں نہیں دیکھتے رہتے قتل کرتے رہتے حتیٰ کہ آپ ینیہ العتبہ تک پہنچ گئے۔ ایک روز آپ نے یہاں قیام فرمایا۔ اگلے روز محض کی طرف چلے یہاں اقامت کی۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو آپ کے اس قیام کی خبر پہنچی تو

آپ بھی یہیں تشریف لے آئے۔ امراء اسلام اور سرداران افواج اسلامیہ رومیوں کے تعاقب میں شام کے ہر ایک حصہ میں چونکہ متفرق ہو گئے تھے وہ سب ایک جگہ جمع ہوئے تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ اپنی تمام جمیعت لے کر دمشق پہنچے اور یہ لشکر یہیں مقیم ہو گیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے مال غنیمت جمع کیا اور اس میں سے خنس (پانچواں حصہ) نکال کر بارگاہ خلافت میں حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کو حسب ذیل اغلاظ مسخ کی خوشخبری لکھی۔

حضرت ابوعبیدہؓ کا بارگاہ خلافت میں یرموک کی فتح کی اطلاع دینا

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)

وصلوات اللہ علی نبیہ المعطفی ورسولہ الجلی صلی اللہ علیہ وسلم۔ از جانب ابوعبیدہ عامر بن جراح اماءہ میں اس ذات واحد کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور ان نعمتوں کے عوض میں جو خداوند تعالیٰ جل مجدہ نے میرے اوپر نازل فرمائی ہیں میں ان کا بہت بڑا شکر ادا کرتا ہوں اور خصوصاً اس بات پر کہ انہوں نے مجھے اپنے فضل و کرم اور بہ برکت نبی الرحمتہ وشفیع الامت حضرت محمد رسول اللہؐ نے ہمیں ان نعمتوں کے لئے مخصوص فرمایا۔

یا امیر المومنین! جناب کو واضح ہو کہ جس وقت میں نے یرموک کے میدان میں کچھ بڑاؤ کیا تو کچھ دن کے بعد باہان بھی اپنے لشکر کو لے کر ہم سے قریب ہی آ پڑا۔ مسلمانوں نے اس سے قبل کبھی اتنی جمیعت اور لاؤ لشکر نہیں دیکھا تھا۔ مگر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم اور احسان سے ہماری مدد کی اور دشمن کی جمیعت کو توڑ کے رکھ دیا۔ ہم نے دشمن کے ایک لاکھ پانچ ہزار آدمیوں کو قتل ورجائیس ہزار کو گرفتار کر لیا۔ مسلمان بھی چار ہزار شہید ہو گئے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کی شہادت پر ہمہر تقدیر فرمادی۔ میں نے مہرکہ کارزار میں چند مقتوعہ سراپے بھی دیکھے جو شناخت میں نہیں آ سکے انہیں بھی میں نے ان پر نماز جنازہ پڑھنے کے بعد سپرد خاک کر دیا۔ عاصم بن خوالؓ نے دمشق میں باہان کو قتل کر دیا ہے۔ قبل از وقتہ انہی کے آدمیوں میں سے ایک شخص نے جسے ابوالجعد کے نام سے پکارتے ہیں اور جو اہل محض میں سے ہے ان پر ایک حیلہ کے ذریعہ سے ایک نئی مصیبت کا پہاڑ ڈال دیا تھا یعنی ان کو ایک ندی میں جسے تاقوہ کہتے ہیں ڈبو دیا تھا اور اس میں ان کے اس قدر آدمی غرق ہو گئے تھے کہ ان کی تعداد کو سوائے اللہ تعالیٰ عالم الغیب کے اور کوئی حیطہ شمار میں نہیں آ سکتا اس کے علاوہ جنگل اور پہاڑوں میں جو شرکین قتل ہوئے ان کی تعداد جب میں نے معلوم کی تو ستر ۱ ہزار ہوئی۔ بہر حال ہمیں اللہ جل جلالہ نے ان کے اموال بقعوں، شہروں اور جانوں کا مالک کر دیا ہے۔ میں یہ خط جناب کو فتح کے بعد دمشق سے لکھ رہا ہوں۔ میں نے مال غنیمت جمع کر لیا ہے اور اس میں سے خمس عینہ نکال لیا ہے اب جناب کے حکم کا منتظر ہوں کہ اس مال غنیمت اور خمس میں جناب کا ارشاد کیا ہے۔ تمام مسلمانوں کی خدمت میں سلام عرض ہے۔ والسلام علیک ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

اس خط کو آپؐ نے لکھ کر ملفوف کیا اور اس پر مہر لگا کے حضرت حذیفہ بن یمانؓ کے سپرد کر کے دس مسلمان مہاجرین اور انصار ان کے ساتھ کئے اور فرمایا کہ حضرت امیر المومنینؓ کی خدمت اقدس میں اس مسرت نامہ کو لے کر چلے جاؤ اور آپ کو فتح کی بشارت دے دو۔ اس کا اجر تمہیں اللہ تبارک و تعالیٰ عنایت فرمائیں گے۔ حضرت حذیفہ بن یمانؓ اور مہاجرین و انصار کے دس

جانبازان اسلام آپ کے ساتھ ہوئے اور راستہ قطع کرنا شروع کیا۔ دن رات بلکہ ہر گھڑی اور ہر آن چپنے میں برابر کوشش کرتے رہے حتیٰ کہ مدینہ رسول اللہؐ کے قریب پہنچ گئے۔

والہدی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عوف مالکیؓ کا اپنے والد ماجد مرحوم و مغفور کی روایت سے بیان ہے کہ یرموک کے میدان میں جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے رومیوں کا شیرازہ پراگندہ کر دیا انہیں ہزیمت دے دی اور جو کچھ ازل میں مقدور ہو چکا تھا وہ ہو ہو پورا ہو گیا تو خلیفۃ المسلمین امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ نے شب ہزیمت روم میں یہ خواب دیکھا کہ گویا حضرت آقائے دو جہاں جناب محمد رسول اللہؐ اپنے روضہ اقدس میں تشریف فرما ہیں۔ آپ کے عاشق صادق اور یار غار حضرت صدیق اکبرؓ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت امیر المومنین عمرؓ روقؓ نے ان دونوں حضرات کو سلام کیا اور اپنے آقا و مولا محمد رسول اللہؐ سے مخاطب ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہؐ! میری تمام تر توجہ مسلمانوں کی طرف منعطف ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کے ساتھ ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں کیا کیا۔ میں نے سنا ہے کہ رومیوں کی تعداد آٹھ لاکھ ساٹھ ہزار ہے۔ رسول اللہؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا: عمر! خوش رہو تمہیں بشارت ہو کہ اللہ عز و جل نے مسلمانوں کو فتح بخشی اور ان کے دشمنوں کو ہزیمت دی ان میں سے اتنے اتنے مارے گئے۔ اس کے بعد حضور سرور کون و مکان نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

﴿تِلْكَ الدَّارُ الْأَخْرَىٰ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ غُلُوفًا ۖ فِي الْأَرْضِ وَلَا فُسَادًا ۚ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝﴾

”ہم نے ان لوگوں کے واسطے جو زمین نہ برائی جانتے ہیں اور نہ فتنہ و فساد اس دوسرے گھر کو مقرر کیا ہے اور عاقبت متقیوں کے لئے ہے۔“

کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو تمام مسلمان سجدہ ریز ہونے کے لئے مسجد میں آئے۔ حضرت عمرؓ روقؓ نے انہیں نماز پڑھائی اور انہیں اپنے خواب سے مطلع فرمایا۔ مسلمانوں نے اس سے بشارت حاصل کی اور بہت خوش ہوئے اور سمجھ گیا کہ شیطان نبیؐ کی شکل سے مشکل اور مشکل نہیں ہو سکتا جو کسی قسم کا شہیدہ سکے۔

راوی کا بیان ہے کہ جب حضرت خذیفہ بن یمانؓ نیز دس مہاجرین و انصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فتح شام کی خوش خبری لے کر مدینہ طیبہ میں آئے تو اس کا مضمون رسول اللہؐ کے ارشاد کے بالکل مطابق تھا۔ حضرت امیر المومنین عمرؓ روقؓ نے اسے پڑھ کر سجدہ شکر ادا کیا۔ مسلمانوں کو شہادتوں کی زبانوں سے جلیل و کبیر اور درد و شریف نیز شکرانہ و دی تعالیٰ کی آوازیں بلند ہوئیں۔ حضرت عمرؓ نے حضرت خذیفہ بن یمانؓ سے دریافت کیا کہ کیا حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ غنائم کو تقسیم کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں امیر المومنین آپ کے جواب کا انتہار ہے ابھی تک تقسیم نہیں کیا البتہ اس میں سے خمس علیحدہ کر لیا ہے۔ یمن کرا آپ نے قلم و دوات مہکا کر حسب ذیل حکم نامہ لکھنا شروع کیا۔

۱۔ یہ مسئلہ متفق ہے کہ شیطان حضورؐ کو ہر قسم کی غلطی اختیار نہیں کر سکتا۔ خداوند تعالیٰ جل و اعلیٰ کی شکل میں مشکل ہو کر خواب میں آ سکتا ہے مگر حضورؐ کی شکل میں نہیں آ سکتا۔ اسی طرح نبیؐ کی شکل سے مشکل نہیں ہو سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبیؐ کا کام ہدایت و رشد ہے۔ اگر شیطان کو نبیؐ کی شکل میں مشکل ہوتی تو قدرت و تدبیر ہی کے واسطے تو یہ مسدود اس کا نظام باطل و غلط ہو جائے۔ نبیؐ اور شیطان کی شکل اور شدت میں کوئی فرق امتیاز باقی نہ رہتا۔ خداوند تعالیٰ نے نبیؐ کو اپنا چہرہ ہر اس طرح جو خرابی ہے وہ خود واضح ہے، بخلاف باری تعالیٰ کی جہل و غیبت کی شکل کے آپ معبود حیات ہادی و راہروہ وصل الی الخیر۔ واللہ و محمد و آلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کے بندے عربین خطاب کی طرف سے عامل شام کی طرف۔ السلام علیک

۱۱۔ بعد میں اللہ جل جلالہ و عظمیٰ کی تعریف کرتا ہوں جن کے سوا کوئی معبود نہیں اور ان کے نبی ہر حق محمد رسول اللہ پر درود شریف بھیجتے ہوں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کو جو فتح اور ان کے دشمنوں کو شکست دی میں اس سے بہت خوش ہوا۔ میری یہ تحریر جس وقت تمہارے پاس پہنچی جائے تم مسلمانوں میں وہ مال غنیمت تقسیم کر دو۔ اہل شمشیر لوگوں کو زیادہ دہر حق دار کو حصہ رسد جتن اس کا حق ہو تقسیم کر دو۔ مسلمانوں کی حفاظت اور نگہبانی کرو۔ ان کے صبر اور کام کا شکریہ ادا کرو۔ جب تک میری کوئی دوسرا حکم نہ پہنچے اسی جگہ پر رہو۔ تمام مسلمانوں کو میرا سلام کہہ دو۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ۔

یہ لکھ کے آپ نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ کو دیا۔ یہ اسے لے کر مدینہ طیبہ سے رخصت ہوئے۔ دمشق میں پہنچے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو سلام کر کے حضرت امیر المؤمنینؓ کا حکم نامہ دیا۔ آپ نے اسے چاک کر کے مسلمانوں کو سنایا اور مال غنیمت کو تقسیم فرمانے لگے۔ ہر سوار کے حصہ میں چودہ چودہ ہزار مشقال اور پیدل کے حصہ میں آٹھ آٹھ ہزار مشقال سونا اور اتنی ہی چاندی آئی دو غنہ! گھوڑے کے ہاتھ میں آپ نے ایک حصہ لگایا اور اسل ۲ و عمدہ نسل کے گھوڑے میں دو حصہ۔ ہر زون ۳ گھوڑوں کو آپ نے عربی گھوڑوں کے ساتھ ملا دیا۔ جب آپ اس طرح تقسیم فرما چکے تو دو غنہ گھوڑوں کے مالکوں نے اپنے گھوڑوں کو عربی گھوڑوں کے برابر ملا دینے کا مطالبہ کیا۔ آپ نے فرمایا میں نے اسی طرح سے تمہارے اندر مال غنیمت تقسیم کیا ہے جس طرح حضورؐ نے اپنے صحابہ کے ہاتھ تقسیم فرمائی۔ انہوں نے اس پر صراحت کی اور آپ کے قول کو مسترد کر دیا۔ آپ نے دو غنہ عربوں و مسیحیوں گھوڑوں نیز و غنوں سے اس اختلاف کو دور بخلافت میں لکھ کر بھیج دیا۔ وہاں سے حضرت عمرؓ روقؓ کی طرف سے حسب ذیل حکم صادر ہوا۔

۱۲۔ اللہ! تم نے رسول اللہؐ کی سنت شریفہ کے عین مطابق کیا ہے اور اس سے سرموچی و نہیں کیا۔ عربی گھوڑوں کو دو اور و غنوں کو ایک حصہ دو اور یا در کھو کر رسول اللہؐ نے اسل گھوڑے کو اسل اور دو غنہ کو دو غنہ ہی رکھا ہے اور دو غنہ کے لئے ایک حصہ اور اسل کے لئے دو حصے مقرر فرمائے ہیں۔

بارگاہ خلافت سے جب یہ فرمان صادر ہوا تو آپ نے مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا اور فرمایا خدا کی قسم! ابو عبیدہ نے سوائے اجتماع سنت رسول اللہؐ کے تم میں سے کسی آدمی کو حقیر یا ناچیز سمجھ کر ایسا نہیں کیا تھا۔

واقفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ جب مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے آپ سے کہا کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص آپ کی خدمت میں مجھ سے یہ سفارش کرانا چاہتا ہے کہ آپ اس کے دو غنہ گھوڑے کو عربی نسل گھوڑوں میں شریک کر لیں اور اسے دو حصے مرحمت فرمادیں۔ آپ نے انکار کیا اور فرمایا واللہ ایسا کرنے میرے نزدیک مٹی چھنا بہتر ہے۔

۱۔ یہ یحییٰ کا ترجمہ ہے۔ ۱۲۴ھ

۲۔ یحییٰ کا ترجمہ ہے۔ ۱۲۳ھ

۳۔ ہر زون تا تاجوئی نسل کا گھوڑا۔ ایک نسل میں ہر زون کے چارے قادیان سے جتنی تیر گھوڑے۔ ۱۲۴ھ

غشم بن زبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میرے دادا حضرت زبیر بن عوامؓ کے پاس یرموک میں دو گھوڑے تھے جن پر آپ باری باری سے سوار ہوا کرتے تھے۔ یعنی ایک دن ایک پر سواری فرماتے تھے اور دوسرے دن دوسرے پر۔ جب تقسیم غنائم کے وقت آیا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے آپ کو تین سہم یعنی ایک آپ کا اور دو آپ کے گھوڑوں کے عنایت فرمائے۔ حضرت زبیر بن عوامؓ نے کہا کیا آپ مجھے اس طرح حصہ مرحمت نہیں کریں گے جس طرح رسول اللہؐ نے خبیر کے روز مجھے عنایت فرمائے تھے۔ اس روز میرے پاس دو گھوڑے تھے۔ رسول اللہؐ نے چار میرے گھوڑوں کے اور ایک میرا اس طرح مجھے پانچ حصہ مرحمت فرمائے تھے۔ حضرت مقداد بن عمروؓ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو مخاطب کر کے کہا بدر کے روز میں اور آپ دونوں موجود تھے میرے ساتھ محض دو گھوڑے تھے اور کسی کے پاس کوئی گھوڑا نہیں تھا۔ رسول اللہؐ نے میرے دونوں گھوڑوں کو ایک ایک حصہ دیا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا مقداد! تم سچے ہو میں رسول اللہؐ کی بی اتباع کروں گا۔ چنانچہ آپ نے حضرت زبیرؓ کو تین حصے ہی دے دیئے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ حاضر ہوئے اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے سامنے شہادت پیش کر دی کہ واقعی رسول اللہؐ نے خبیر کے روز حضرت زبیر بن عوامؓ کو پانچ سہام عطا فرمائے تھے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے یہ شہادت سن کر حضرت زبیر بن عوامؓ کو پانچ سہام عطا فرمائے۔ یہ دیکھ کے عرب کے وہ لوگ جن کے پاس چار چار اور پانچ پانچ گھوڑے تھے آپ کے پاس آئے اور حضرت زبیر بن عوامؓ کی مثال دے رہے تھے بھی یہی مطالبہ کرنے لگے۔ آپ نے حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ سے استعذاب کیا اور اجازت چاہی۔ آپ نے حسب ذیل پیغام ارسال فرمایا:

”زبیرؓ سچے ہیں رسول اللہؐ نے واقعی ان کو خبیر کے روز پانچ سہم عطا فرمائے تھے ان کے سوا کسی اور کو اتنے سہم نہ دیئے جائیں۔“

عروہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ابوالثریرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت زبیر بن عوامؓ کے حصہ میں مال غنیمت عمان میں سے ایک غلام آیا تھا اور وہ کسی طرح آپ کے بیابان سے بھاگ گیا تھا۔ آپ نے اسے یرموک کی غنیمت میں دیکھا اور تقسیم غنائم سے پہلے اسے پہچان کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ مخط غنیمت نے آپ سے کہا کہ میں اسے نہیں چھوڑ سکتا۔ دونوں میں ابھی گفتگو ہو رہی تھی کہ اتفاقاً حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ ادھر آئے۔ آپ نے فرمایا کیا بات ہے؟ حضرت زبیر بن عوامؓ نے کہا یہاں امیر ایہ میرا غلام ہے جو مجھے عمان کی غنیمت میں سے ملا تھا اور میرے پاس سے بھاگ گیا تھا۔ اب چونکہ میں نے پھر اسے دیکھ لیا ہے اس لئے میں اسے لینا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ابن عمرؓ رسول اللہؐ تم سچ کہتے ہو یہ تمہارا ہی غلام ہے۔ میں نے ہی تمہیں عمان کی غنیمت میں سے اسے دے دیا تھا۔ یہ کہہ کر آپ نے وہ ان کے سپرد کر دیا۔

زید المرادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس سے ایک باندی بھاگ کر دشمنوں میں جا ملی۔ یرموک کے دن ہم نے پھر اسے گرفتار کر لیا اور غنائم میں وہ بھی داخل کر دی گئی۔ ہم نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ سے اس کی واپسی کے متعلق نقشہ کی تو آپ نے حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت بابرکت میں لکھ۔ وہاں سے آپ کے پاس جواب آیا کہ

”اگر باندی حریہ! ہے تو اس میں سہام ہے ورنہ نہیں اور جب اس میں سہام جاری نہیں ہوتا تو اسے مال غنیمت کی طرف لوٹا دینا چاہئے۔“

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے ایسا ہی کیا مگر قوم آپ کے اس فیصلہ سے راضی نہ ہوئی۔ آپ نے فرمایا ان اللہ پاک کی قسم! جن کے سوا کوئی معبود نہیں حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کا یہ خطبہ اس میں آپ نے مجھے تمہارے متعلق یہی ہدایت فرمائی ہے۔ قوم نے یہ سن کر سر تسلیم خم کر دیا اور وہ باندی غنیمت کی طرف واپس کر دی گئی۔

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ راویوں کا بیان ہے کہ جب اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے اصحاب رسول اللہؐ کے ہاتھ سے یرموک فتح کر دیا تو برقل کو بھی خبر پہنچی کہ میرے لشکر نے شکست کھائی اور باہان اور جریر قتل کر دیئے گئے۔ اس نے کہا میں پہلے ہی جانتا تھا کہ ایسا ہی ہوگا۔ اس کے بعد یہ اس بات کا منتظر ہوا کہ اب مسلمان کیا کرتے ہیں؟

واقعات فتح بیت المقدس

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا ہے کہ مسلمانوں نے دمشق میں ایک مہینہ قیام کیا۔ اس کے بعد حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے سرداران افواج کو جمع کر کے ان سے مشورہ کیا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے؟ اور کس طرف جانا چاہئے؟ تمام کی رائے اس بات پر متفق ہوئی کہ ان وقت مومنین یعنی قیساریہ اور بیت المقدس میں سے کسی ایک کی طرف فوج کشی کرنی چاہئے۔ آپ نے فرمایا ان دونوں میں سے آپ حضرات کسے ترجیح دیتے ہیں؟ انہوں نے کہا آپ مرد امین ہیں۔ آپ جس طرف چلنے کے لئے ارشاد فرمائیں گے۔ تعمیل ارشاد کے لئے ہم موجود ہیں۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے کہا آپ حضرت امیر المومنین کی خدمت اقدس میں لکھ کر استعصواب کر لیں کہ میرا ارادہ قیساریہ یا بیت المقدس کا ہے۔ آپ جس طرح کا حکم دیں لشکر کشی کر دی جائے۔ آپ نے فرمایا ہاں تعالیٰ جل مجدہ تمہیں توفیق عنایت فرمائیں۔ تمہاری رائے بہت زیادہ انسب اور صائب ہے میں ایسا ہی کروں گا یہ کہہ کر آپ نے حسب ذیل خط لکھا:

”میرا ارادہ قیساریہ یا بیت المقدس کی طرف جانے کا ہے جناب کے حکم کا منتظر ہوں۔“ والسلام

یہ خط آپ نے حضرت عرفجہ بن ناحصؓ کو دیا اور حکم دیا کہ ابھی روانہ ہو جائیں۔ یہ چل کر مدینہ طیبہ میں پہنچے اور حضرت امیر المومنین کی بارگاہ معنی میں وہ عرضداشت پیش کی۔ آپ نے مسلمانوں کو وہ پڑھ کر سنائی اور اس بارے میں ان سے مشورہ لیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا یا امیر المومنین سب سے بہتر اور مہربان رک رائے یہ ہے کہ آپ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو پہلے بیت المقدس پر فوج کشی کرنے کا حکم دیں کہ وہ وہاں پہنچ کر اول اس کا محاصرہ کریں پھر وہاں کے لوگوں سے لڑیں۔ بیت المقدس کی فتح کے بعد قیساریہ کی طرف رخ کریں۔ وہ فتح بیت المقدس کے بعد خود ہی انشاء اللہ العزیز فتح ہو جائے گا۔ مجھے میرے اقا جناب محمد رسول اللہؐ نے اسی طرح خبر دی تھی۔ حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ نے فرمایا محمد مصطفیٰؐ نے سچ فرمایا تھا اور اسے ابو الحسن! تم نے بھی سچ کہا۔ اس کے بعد آپ نے دوات قلم مٹکوا کر حسب ذیل ہدایت نامہ لکھن شروع کیا۔

۱۔ شاید یہ مطلب ہے کہ اگر دلائل ہوئی پکڑی گئی ہے تو اس پکڑنے والے کو بے دینی چاہئے اور اگر وہ ایسے ہی ہاتھ آئی ہے جیسا کہ دوسرا مال غنیمت تو مال غنیمت میں رکھنی چاہئے۔ واللہ اعلم ۱۲۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کے بندے امیر المومنین عمر کی طرف سے ابوعبیدہ عامل شام کی جانب میں ان اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتا ہوں جن کے سوا کوئی معبود نہیں اور ان کے برگزیدہ نبیؐ پر درود و نعت بھیجتے ہوں۔ تمہارا خط پہنچا تم نے جو یہ مشورہ طلب کیا ہے کہ میں کس طرف رخ کروں؟ اس کے متعلق ابن عمرؓ رسول اللہؐ نے بیت المقدس پر فوج کشی کا مشورہ دیا ہے۔ بتد تبارک و تعالیٰ تمہارے ہاتھ پر اسے ضرور فتح کرا دیں گے۔ تمام مسلمانوں سے سلام کہہ دینا۔ والسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ و حسن اللہ و نعم الوکیل۔

اسے لکھ کر آپؐ نے خلفوں کے کے عرفہ بن مالکؓ کو دیا اور حکم دیا کہ بہت جلد پہنچ جائیں۔ یہ اسے لے کر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ اس وقت جاہلیہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے مسلمانوں کو یہ پڑھ کر سنایا۔ مسلمان بیت المقدس کا اردوہ کن کہے حد خوش ہوئے۔ اس کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کو بلا کر ان کی تحویل میں پانچ ہزار لشکر دیا۔ ایک سرخ نشان بنا کے ان کے حوالے فرمایا اور کہا یا ابن ابی سفیان! میں تمہیں دین کا حیر خواہ سمجھتا ہوں۔ جس وقت تم شہر اہلیاکہ کے قریب پہنچ جاؤ تو اہلیل و تکبیر کے نعرے بلند کرنا۔ میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے یہاں سید المرسلین محمد رسول اللہؐ نیز ان انبیاء و پیغم السلام اور صالحین عظیمہ کے واسطے سے جو بیت المقدس میں مدفون اور ساکن ہیں دعا کرتا ہوں کہ وہ بیت المقدس کی فتح مسلمانوں پر آسان فرمائیں۔ حضرت یزید بن ابوسفیانؓ نشان لے کر بیت المقدس کی طرف روانہ ہو گئے۔

دوسرا یہ ہم آپؐ نے حضرت شریح بن حسنہ کا تب رسول اللہؐ کے سپرد کر کے ان کی ماقبلی میں اہل بیت حضرت مہموت، کہلان، عیسیٰ، خولان اور منس اذد کے پانچ ہزار سوار لے کر انہیں بھی بیت المقدس کی طرف روانہ کیا اور فرمایا کہ تم اپنی فوج کو حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کی فوج سے پیچھے رکھو۔ تیسرا سفید جھنڈا آپؐ نے حضرت مرقل بن ہاشم بن ابی وقصم کے لئے مرتب کیا اور عرب، غیر عرب قوم کے پانچ ہزار سوار ان کی سرکردگی میں دے کر انہیں بھی ادھر روانہ فرمایا اور ہدایت کی کہ تم اپنے دونوں پیشواؤں سے پیچھے اور دور بیت المقدس کی شہر پناہ کے متصل قیام کرنا۔ چوتھا پرچم حضرت مسیب بن نجبتہ القرآزی کے لئے ترتیب دیا اور قوم غصہ، غطفان اور افرادہ کے پانچ ہزار جوان ان کی قیادت میں دے کر انہیں بھی رخصت کیا۔ پانچواں پھر برہہ حضرت قیس بن ہبیرۃ المرادی کے سپرد کر کے ان کی قوم کے پانچ ہزار آدمی ان کی قیادت میں دینے اور انہیں بھی چلنے کو فرمایا۔ چھٹا یہ آپؐ نے حضرت عروہ بن مہبیل بن زید اہلیل کو تفویض کیا اور پانچ ہزار سپاہی ان کے زیر نشان کر کے انہیں چلنے کے لئے فرمایا۔

بیت المقدس پر فوج کشی اور اس کا محاصرہ

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے بیت المقدس کی طرف جو لشکر روانہ کیا تھا اس کی کل تعداد تیس ہزار تھی، روزانہ ایک سردار اپنا ماتحت لشکر لے کر روانہ ہو جاتا تھا تا کہ خدا کے دشمنوں کے دل میں روزانہ ایک لشکر پہنچ جانے سے رعب بیٹھ جائے۔ اسی طرح چھ روز تک برابر سرداران لشکر روانہ ہوتے رہے۔ سب سے پہلے حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کا پرچم ہراتا ہوا بیت المقدس پہنچا۔ آپؐ نے زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ آپ کی فوج نے بھی فلک شگاف نعرے اور اہلیل و تکبیر کی

آوازیں بلند کیں۔ اہل بیت المقدس نے جب ان کی آوازوں کا شور سنا تو کانپ گئے دل بٹنے لگے اور شہر پناہ پر چڑھ کر مسلمانوں کو دیکھنے لگے مگر جس وقت مسلمانوں کی قلت تعداد پر نظر پڑی تو انہیں حقارت کی نظر سے دیکھ کے چپ ہو رہے اور یہ سمجھے کہ بس کل تعداد یہی ہے۔ حضرت یزید بن ابیوسفؓ نے باب ارحال کے قریب خیمے نصب کئے اور فوج کو لے کر فروکش ہو گئے۔ دوسرے دن حضرت شریح بن حسنؓ، تیسرے روز حضرت مرقل بن ہاشمؓ، علیؓ اتواتر تشریف لائے اور باب عربی پر تشریف فرما ہو گئے۔ چوتھے دن حضرت مسیب بن نجیدہ الفراءزیؓ بیت المقدس کی طرف اور پانچویں روز حضرت قیس بن ہبیرؓ قمارادیؓ ان کے سامنے خیمہ زن ہوئے۔ چھٹے روز حضرت عروہ بن مہملہ یزیدؓ اہل راہ رملہ کے قریب مواب داؤدؓ عید السلام کے سامنے اترے اور وہیں انہوں نے ڈیرے لگائے۔

ایک روایت میں ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو بیت المقدس کی طرف روانہ فرمایا اور ان کے بعد حضرت یزید بن ابیوسفؓ کو اور سب سے پہلے حضرت خالد بن ولیدؓ ہی بیت المقدس میں پہنچے۔

حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ غطفانیؓ کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے جو شخص بیت المقدس میں آتا رہا ہی نے سب سے پہلے بیت المقدس کے سامنے نماز پڑھی۔ بحیرہ کی آوازیں بلند کیں اور خداوند تعالیٰ جل وئی سے فتح و نصرت کی دعائیں مانگیں۔

جب لشکر بیت المقدس کی طرف روانہ ہو گیا تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ، بقیہ لشکر، خواہن اسلام، ذریات، مال غنیمت اور جن مویشی اور مال پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کو قبضہ دیا تھا ساتھ لئے ہوئے وہیں ٹھہرے رہے اور اپنی جگہ کو نہیں چھوڑا۔

کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا لشکر بیت المقدس میں تین دن تک پڑا رہا۔ ان ایام میں انہوں نے قاصد کے انتظار میں لڑائی نہیں چھیڑی مگر وہاں کے کسی باشندے نے ان کے ساتھ ٹھٹھو کی۔ البتہ شہر پناہ کو بھنچتوں، کاتبوں، تلواروں، ڈھالوں، جوشنوں اور بڑے بھاری بھاری تکلفات سے مضبوط کر لیا۔

حضرت مسیب بن نجیدہ الفراءزیؓ کہتے ہیں کہ ہم شام کے جتنے شہروں میں گئے۔ ہم نے اس شہر کو سب سے زیادہ پر تکلف اور سب سے زیادہ ہاسانان دیکھا۔ ہم جس شہر میں جاتے تھے وہاں کے باشندوں میں خوف و ہراس پیدا ہو جاتا تھا۔ بہت دلوں میں بیٹھ جاتی تھی اور وہ ہمارے مقابلہ میں نہایت عاجزی سے پیش آتے تھے مگر ان اہلیا کے باشندوں کے مقابلہ میں ہم تین دن پڑے رہے۔ ان کے کسی آدمی نے ہمارے ساتھ بات تک نہ کی۔ ان کا کام محض اپنے شہر پناہ کو مستحکم کرنا تھا اور بس۔ آخر جب چوتھا روز ہو گیا تو ایک بدوی حضرت شریح بن حسنؓ سے کہنے لگا ایسا الامیر! یہ قوم بہری ہے جو سختی نہیں، اندھی ہے جو دیکھتی نہیں، گونگی ہے جو بولتی نہیں۔ آپ ہمیں لے کر ان کی طرف بڑھئے اور اپنی تک ان پر حملہ کر دیجئے۔

پانچواں روز ہوا تو مسلمانوں نے صبح کی نماز پڑھی اور مرء مسلمین میں سے گھوڑے پر سوار ہو کر باشندگان بیت المقدس سے

۱۔ ایک نسخہ میں ادبیحا ہے۔ ۱۲ھ

۲۔ یہ طواریق کا ترجمہ ہے، طواریق وہ حادثات ہیں جو آسمان سے شب کے وقت نازل ہوں، نیز فال دینے والے بھی مراد ہیں بھی ترجمہ کر دیا گیا۔

واللہ اعلم۔ ۱۲ھ

سب سے اول بات حیت کرنے کے لئے جو شخص بڑھادہ حضرت یزید بن ابوسفیانؓ تھے۔ آپ نے اسے زبنتن کی ترجمان ساتھ لیا اور دیوار پناہ کے پاس اس حیثیت سے چاکر کھڑے ہو گئے کہ وہ وہاں سے آپ کا کلام سن سکیں۔ چونکہ باشندگان بیت المقدس بالکل چپ تھے اس لئے آپ نے ترجمان سے فرمایا کہ تم ان سے یہ کہو کہ امیر عرب تم سے یہ کہتے ہیں کہ تم دعوت الی اسلام اور کلمہ اخلاص یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہؐ کی اہمیت کے متعلق کیا کہتے ہو تاکہ ہمارے پروردگار اللہ جل جلالہ اس کی بدولت تمہارے تمام سائل گناہوں کو بخش دیں اور تم اس طرح اپنے خونوں کو محفوظ کرلو۔ اگر تمہیں اس کا انکار ہے اور ہماری اس دعوت کو قبول نہیں کرتے تو جیسا کہ تمہارے دوسرے شہروں کے باشندوں نے جو تم سے قوت و طاقت نیز حرب و ضرب میں کہیں زیادہ بڑھے ہوئے تھے ہم سے صلح کر کے اپنا جان و مال مومن و مصنون کر لیا ہے اسی طرح تم بھی ہم سے صلح کر کے اس شہر کو محفوظ کرو اور اگر ان دونوں باتوں کا انکار ہے تو یاد رکھو تم خود اپنے لئے ہلاکت و بربادی کا گڑھا کھود رہے ہو اور قعر جہنم بھی تمہارے انتظار میں ہے۔

مترجم یمن کے آگے بڑھا اور انہیں منطرب کر کے کہنے لگا تم میں سے کون شخص مجھ سے بات کرے گا۔ یہ سن کے ایک پادری جو باول کا بنا ہوا لباس پہن رہا تھا آگے ہوا اور کہنے لگا ان کی طرف سے میں منطرب ہوں کیا کہنا چاہتے ہو؟ ترجمان نے کہا یہ امیر ہیں ایسا ایسا فرماتے ہیں اور تمہیں تین باتوں کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اسام جزیرہ اور کوار۔ پادری نے ترجمان کی گفتگو بیت المقدس و اہل بیت تک پہنچائی تو انہوں نے کلمات کفریک بک کے آسان سر پر اٹھالیا اور کہنے لگے کہ ہم اگر چہ قتل ہو جائیں مگر یہ آسان ہے اس سے کہ ہم اپنے مذہب میں تبدیلی روا رکھیں۔

ترجمان نے حضرت یزید بن ابوسفیانؓ سے یہ گفتگو دہرائی تو آپ دوسرے سرداروں کے پاس آئے اور رومیوں کے اس قول سے آگاہ کیا اور کہا کہ اب تمہیں ان کے متعلق کس بات کا انتہار ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے محض یہاں آنے کا حکم فرمایا تھا لڑائی کے متعلق کوئی فرمان نہیں دیا تھا۔ اب ہم حضرت امین الامتؓ کی خدمت بابرکت میں لکھتے ہیں۔ اگر لڑائی کے متعلق وہ حکم نافذ فرمائیں گے تو ہم لڑنے کے لئے موجود ہیں۔

حضرت یزید بن ابوسفیانؓ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں رومیوں کا جواب تحریر کر کے آئندہ کے لئے ماتھ عمل کے متعلق استفسار لکھا اور آپ کی رائے طلب کی۔ آپ نے خط پڑھ کر حضرت میسرہ بن ناحؓ کے ہاتھ میں جواب روانہ کیا جس میں لکھا تھا کہ لڑائی شروع کر دینی چاہئے۔ خط کے پیچھے پیچھے میں بھی آ رہا ہوں۔ مسلمان آپ کا یہ خط پڑھ کر بے حد خوش ہوئے اور صبح کی انتظار میں یہ رات آنکھوں ہی آنکھوں میں کاٹ دی۔

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ مسلمان باشندگان بیت المقدس سے لڑائی کے لئے اتنے شائق تھے کہ یہ رات انہوں نے اس قدر انتظار کے ساتھ کافی جیسا کہ کوئی شخص آنے والے کے انتظار میں بیٹھا کرتا ہے۔ ہر سردار بھی چاہتا تھا اور ہر ایک کی یہی تمنہ تھی کہ اس کی فتح کا سہرا میرے ہی سر رہے اور میں ہی سب سے پہلے بیت المقدس میں داخل ہو کر نماز پڑھوں اور آثار انبیاء علیہم السلام کی زیارت سے بہرہ اندوز ہوں۔ آخر خدا خدا کر کے سفید صبح نے جوہر یزیدی کی۔ مومنوں نے خدا سے برتر و توانا کے لئے نغمے گائے۔ مسلمان جوق در جوق اپنے پروردگار اور معبود حقیقی و یکتا کی بارگاہ میں سرسجود ہونے کے لئے بڑھے۔ ہر سردار نے اپنی اپنی فوج کو انداز و عمل کے سامنے لاکھڑا کیا اور صف بندی کے بعد خدائی مرکز کے چاروں طرف جماعت

میں امام کی زبانوں سے قرآن شریف تلاوت ہونے لگا۔ حضرت یزید بن ابوسفیانؓ نے اپنی جماعت میں یہ آیت پڑھی:

﴿يَا قَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كُتِبَ لِلَّهِ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ﴾

”اے قوم ارض مقدس میں جو تمہارے لئے اللہ پاک نے لکھ دی ہے داخل ہو جاؤ اور پیٹھ دے کے الٹے نہ پھرو ورنہ خسران میں پڑ جاؤ گے۔“

اہل بیت المقدس کے تیر اندازوں کا حملہ

کہتے ہیں کہ ہر سردار نے اپنی جماعت کی امامت میں یہی آیت تلاوت کی اور اس طرح گویا وہ ایک ہی وقت پر مجتمع ہو گئے۔ جس وقت یہ خدا کے مقررین نماز سے فارغ ہو گئے تو آپس میں پکارنے لگے اللہ کے لئے لڑنے والو! تیار ہو جاؤ۔ سب سے پہلے بنو حمیر اور یمن کے بہادر حمزہؓ اور شیروں کی طرح لڑائی کے لئے نکلے۔ اہل بیت المقدس نے انہیں دیکھ لڑائی کے لئے تیار ہوئے۔ کم نوں کو چلوں پر چڑھایا اور منتشر مذہبوں کی طرح مسلمانوں پر تیروں کی بارش کرنے لگے۔ مسلمانوں نے انہیں اپنی ڈھالوں پر لین شروع کیا اور اس طرح اپنے آپ کو بچانے لگے۔ صبح سے آفتاب کے غروب تک نہایت جاننا بازی کے ساتھ نبرد آزما کی جوتی رہی۔ اگرچہ وہاں ایک مقابلہ عظیم برپا ہوا تھا مگر اہل بیت المقدس کے دلوں میں مسلمانوں کی طرف سے نہ رعب تھا اور نہ خوف اور نہ مسلمانوں کو انہوں نے اتنی مہلت دی کہ وہ ان کے شہر پر کسی طرح قبضہ کر سکیں۔

آخر جب سورج بائبل ہی غروب ہو گیا تو مسلمان اپنے خیموں کی طرف پلٹے نہ زبردستی کھانا پکایا اور طعم شہینہ کا انتظام کیا۔ ان کاموں سے فارغ ہوتے تو لڑکیاں چونکہ کثرت سے موجود تھیں۔ ہر طرف آگ ہی آگ روشن کردی اور اس کی روشنی میں بعض نمازیں پڑھنے لگے۔ بعض نے تلاوت قرآن شریف کی۔ بعض نے جناب باری میں گریہ و زاری سے دعائیں مانگیں اور بعض جو شدت حرب کی وجہ سے تھک گئے تھے پڑ کر سو گئے۔ صبح ہوئی تو مسلمان پھر لڑائی کی طرف لپکے۔ اللہ عزوجل کی حمد و ثناء اور رسول اللہؐ پر درود و شریف کی کثرت کی۔ تیر انداز حضرات آگے آگے ہوئے اور اللہ پاک کی تسبیح و تحمید کے ساتھ ساتھ تیروں کو چلانا شروع کیا۔ واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ مسلمان اسی طرح دس دن تک لڑتے رہے۔ بیت المقدس والے ان ایام میں بجائے رنج و غم کے خوشی اور سرور کا اظہار کرتے تھے۔ ان کے قلوب میں نہ کسی قسم کا رعب تھا اور نہ کوئی چہروں پر گھبراہٹ گیار ہوا روز ہوا تو حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ کا اسلامی پرچم جسے ان کے غلام سالم اٹھائے ہوئے تھے لہراتا ہوا نظر پڑا۔ عم کے پیچھے پیچھے شہسواران مسلمین اور بہادران موحدین تھے جنہوں نے جناب امیر لشکر حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ کو اپنے حلقہ میں لے رکھا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ، حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ کے دائیں جانب تھے اور حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیقؓ بائیں طرف۔ خواتین اسلام اور مال غنیمت ان حضرات کے ساتھ ساتھ تھیں۔ ان حضرات نے یہاں پہنچ کر یہاں ٹنبل و کجبر کے فلک شکاف نعرے بلند کئے جن کی آوازیں آسمان تک گونجتی چلی گئیں۔ ادھر سے بھی تمام قبائل نے انہیں نفروں کے ساتھ استقبال کیا اور اس طرح تمام بیابان بگیرہوں کی آوازوں سے بھر گیا۔

بیت المقدس والوں کے دلوں میں رعب طاری ہوا۔ سرداروں، رئیسوں اور بہادروں نے سب سے بڑے کینرہ کی طرف جس

کا نام قنامل تھا راہ لی۔ وہاں پہنچ کر پوپ ۱۷ کی خدمت میں حاضر ہوئے عظیم و بکریم کے بعد اسے تطہیس عہد کیا۔ اور اس کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اس نے کہا یہ کیسا شور ہو رہا ہے؟ انہوں نے کہا یہی حاجزی اور طاقت کے ساتھ جواب دیا مقدس باپ مسلمانوں کا سردار بقیہ فوج کے رہبر ہیں آپ بچا ہے یہ اسی کا شور ہے۔ پوپ کا یہ سنتے ہی رنگ فق ہو گیا چہرے پر مردنی چھائی اور کہنے لگا افسوس! افسوس! انہوں نے کہا اے ہمارے سب سے بڑے مقدس باپ! کیا یہ؟

اس نے کہا انجیل مقدس کی قسم! اگر فی الواقع آنے والا ان کا امیر اور سردار بنی تو تمہاری ہلاکت اور پردیاری قریب ہی پہنچ گئی ہے۔ انہوں نے کہا یہ کس طرح۔ اس نے کہا جو علم ہم کو متقدمین سے وراثت میں ملتا ہوا چلا آ رہا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طول و عرض زمین فتح کرنے والا ایک گندم گوں ۱۷ رنگ اور خوب سیاہ ۱۷ سیاہ آنکھوں والا اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا منجلی عمر نامی شخص ہوگا۔ یہ درکھو! روئی آگیا ہے تو پھر تم کو اس کے ساتھ مقابلی کی طاقت ہے اور نہ لڑائی کی۔ میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے ساتھ چل کر اس کی صورت و ہیئت دیکھوں۔ اُردو بنی ہوا تو میں اس کے ساتھ ضرور مصالحت کروں گا اور جو وہ چاہے گا اس کے مطابق کوفروان لوں گا۔ لیکن اُردو نہ ہوا تو میں کبھی اس شہر کو اس کے سپرد نہیں کروں گا۔ کیونکہ اس شخص کے سوا جس کا میں نے تم سے ذکر کیا ہے ہمارے اس شہر کو اور کوئی شخص فتح نہیں کر سکتا۔

یہ کہہ کر پوپ انجیل کے کھڑا ہوا۔ راہب، یسٹ اور پادری اس کے گرد ہوئے جنہوں نے اس کے سر پر صلیب بلند کی اور انجیل اس کے سامنے کھولی۔ سرداران روم نے اسے اپنے حلقہ میں لیا اور یہ شہر پناہ کی طرف چلا۔ دیوار کے قریب اس راستہ کی طرف جس سے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ شریف فرما ہوئے تھے آیا تو اس نے مسلمانوں کو جھانک کر دیکھیں۔ مسلمان اس وقت حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو آ کے سلام کرتے، عظیم و بکریم بجاتے اور پھر حمد اور شہرہ کی طرح لڑائی میں مشغول ہوتے جاتے تھے اور ان کا اسی طرح تانتا بندھا ہوا تھا۔ پوپ کے آگے آگے جو شخص چلا کرتا تھا اس نے اس کے حکم کے بموجب مسلمانوں کو آواز دی کہ کیا معاشرۃ المسلمین! لڑائی سے روکنا کہ ہم تم سے کچھ بات کر سکیں اور جو کچھ تم سے پوچھنا ہے پوچھ لیں۔ مسلمانوں نے یہ سنتے ہی لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا۔ رومیوں میں سے ایک شخص نے عرب کی نہایت فصیح زبان میں بولن شروع کیا کہ ہمارے پاس اس شخص کی تمام ملامت اور صفت محفوظ ہیں جو ہمارے اس شہر تیز روئے زمین کو فتح کرے گا۔ اُردو تمہارا سردار وہی شخص ہے تو ہم بغیر لڑے بھڑے اور بغیر مقابلی کے تمہارے سپرد اپنا یہ شہر کر دیں۔ لیکن اُردو نہ ہوا تو یاد رکھو کہ ہم قیامت تک کبھی تمہارے حوالے نہ کریں گے۔

والقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے یہ سن کر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو اس کی اطلاع کی۔ آپ شریف بجاتے اور ان کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ پوپ نے ان کی طرف دیکھ کر اپنے آدمیوں سے کہا تمہیں بشارت ہو یہ وہ شخص نہیں ہے تمہیں

۱ ایک شخص میں عمامہ ہے ۱۲ ام

۲ چھٹیک کا ترجمہ، چھٹیک سب سے بڑے پادری درنیش نصرانی کو کہتے ہیں اور سب سے بڑا چونکہ پوپ ہی ہوتا ہے اس کے اس کا یہ ترجمہ کر دیا

گیا و ہند ۱۴ ام

۳ یہ اسکر کا ترجمہ ہے۔ ۱۴ ام

۴ یہ احوار کا ترجمہ ہے۔ ۱۴ ام

چاہئے کہ اپنے شہر، دین و مذہب اور حرم کے لئے خوب دل کھول کر ان سے لڑو۔ یہ سن کر انہوں نے آوازیں بلند کیں۔ کلہ کفر کا اظہار کیا اور آگے بڑھ کر سخت معرکہ کی لڑائی کرنے لگے۔ پوپ لوٹ کر قمرہ میں چلا گیا اور حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ سے ایک لفظ تک نہ کہا بلکہ الٹا لڑنے کا حکم دے گیا۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ لوٹ کر آئے تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے دریافت کیا ایہا امیر! کیا رہا؟ آپ نے فرمایا مجھے اس کے سوا کچھ خبر نہیں کہ میں ان کے سامنے گئی جیسا کہ تمہیں معلوم ہے اور ان شیاطینوں میں سے جو انہیں گمراہ کرتے ہیں ایک شیطان نے مجھے جھانک کر دیکھا اور کچھ تال کیا۔ ایک نظر دیکھتا تھا کہ ایک شور و غل برپا ہو گیا اور بغیر مجھ سے کسی بات کے کئے ہوئے پھر وہ فوراً ہی پیچھے لوٹ گیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا بہت ممکن ہے کہ اس میں کوئی راز اور رائے مخفی ہو جس پر ہم بعد کو مطلع ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس کے بعد دونوں حضرات نے مسلمانوں کو لڑائی کے متعلق احکام جاری کئے اور سختی کے ساتھ لڑنے کی تاکید کی۔ چنانچہ مسلمانوں نے سختی کے ساتھ حملے شروع کر دیئے۔

واقعی رمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب مسلمانوں نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا تھا اس وقت چونکہ سردی اور جاڑ کا موسم تھا اس لئے رومیوں نے اپنے دماغ میں سودائے خام پختہ کر لیا تھا کہ ایسے بڑے وقت میں یہاں نہیں ٹھہر سکتے اور نہ سردیوں کے زمانہ میں یہ ہم پر قادر ہو سکتے ہیں۔

بیت المقدس میں یمن کے تیر اندازوں کی بہادری

کہتے ہیں کہ مسلمان ان کی طرف چلے اور حملہ کیا۔ اہل یمن کے تیر انداز جن کی نمائندگی پہاڑی درختوں کی تھیں جن کا تیر بہت زیادہ چل کرتا ہے آگے بڑھے اور لیٹ لیٹ کے کمانوں کو سینوں تک تان کے بے حد شارومیوں پر تیر چلانے لگے۔ رومی اپنی بے پرواہی کی وجہ سے چونکہ بہت کم احتیاط کر رہے تھے۔ اس لئے مسلمانوں نے دیکھا کہ تیر لگ لگ کے رومیوں کو سر کے بل اوندھا کر دیتے اور ان کی پشتوں سے باہر نکل جاتے ہیں۔

عون ۱۔ بن مہائل رمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یمنی عربوں کی بہادری محض خوشنودی یا ربی تعالیٰ ہی کے لئے تھی۔ میں نے دیکھا کہ وہ تیر چار رہے تھے اور رومی بارش کے قطروں کی طرح پہرے پہر شہر پہنچ کر دیوار کے اوپر سے ٹپک رہے تھے۔ رومیوں نے تیروں کو جب اس طرح سینوں سے پار ہوتا دیکھا تو احتیاط کو کام میں لائے اور شہر پہنچ کر ڈھالوں، چمڑوں اور ان چیزوں سے جو تیروں سے محفوظ رکھتی ہیں ڈھانپ دیا۔ میں نے حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھا کہ آپ بڑے دروازے کی طرف جس پر ایک عظیم اللہ دربار جس کے سر پر ایک سونے کی صلیب اور گردن پر بڑے بڑے نیچے کرتے پہنے ہوئے غلام تھے بڑھے چلے جا رہے ہیں۔ ان غلاموں کے ہاتھ میں چوہے پر چڑھی ہوئی کمانیں اور عمود تھے۔ اور سردار انہیں لڑائی کی ترغیب دے رہا تھا۔

حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میں نے دیکھا کہ آپ اپنی ڈھال میں چھپے ہوئے برابر اس کی طرف بڑھے چلے جا

رہے تھے حتیٰ کہ آپ اس برج کے پاس جس کے اوپر یہ سردار تھا پہنچ گئے اور اپنی کمان و سپہ ہا کر کے شت باندھنے لگے اور پھر تیر چھوڑ دیا۔ چونکہ برج بہت اونچا تھا۔ نیز یہ سردار زرہ اور سامان جنگ بھی بہت زیادہ پہن رہا تھا اس لئے میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ تیرا دل قوتی اونچی دیوار پر پہنچنا مشکل ہے پھر آ کر پہنچ بھی تو کمزور ہونے کے بعد اس کی اس زرہ اور سامان جنگ پر کیا اثر کرے گا جو اس سردار کو یہ دیکھی کر سکے۔ مگر بخدا! لم یزل میں نے دیکھا کہ تیر کمان سے نکلا اور باوجود دیوار کی اس بلندی کے اس زرہ سے اس کے جا کر لگا کہ وہ سردار الٹا ہو کر پی طرف نیچے گرا۔ اس کے گرتے ہی رومیوں میں ایک شور و ہنگامہ برپا ہو گیا اور رونے پینے کی آوازیں آنے لگیں جس سے میں نے سمجھ لیا کہ وہ سردار مر گیا ہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت المقدس کا چار مہینے کا محاصرہ رکھا۔ روزانہ بلاتنا سخت معرکہ ہوتا تھا۔ مسلمان سردی برف اور بارش پر نہایت صبر دی کے ساتھ صبر کرتے تھے۔ ابا یانان بیت المقدس نے جب مسلمانوں کا سختی صرہ دیکھا اور ان باذل کو جو ان پر مسلمانوں کی طرف سے پہنچ رہی تھیں اندازہ کیا تو یہ پھر قدامت کی طرف گئے اور پوپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اولہ تعطیسی کیا پھر اس کی قدر و منزلت بجا آ کے کہنے لگے۔ مقدس پاپ! ان عربوں کا محاصرہ ہم پر داعی ہو گیا ہے ہمیں امید تھی کہ بادشاہ کی طرف سے ہمارے لئے کوئی مدد یا کمک آئے گی۔ مگر وہ بھی اپنے لشکر کی ہزیمت کی وجہ سے خود اپنی ہی جان بچانے کی فکر میں پڑ گیا۔ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جس میں طرفین کا نقصان جان نہ ہوتا ہو۔ مگر یہ عرب سبے باشندے ہم سے بھی زیادہ لڑائی کے خواہش مند معصوم ہوتے ہیں جس روز سے انہوں نے ہمارا محاصرہ کیا ہے ہم نے محض تھارت کی وجہ سے ان سے اب تک کوئی کلام نہیں کیا۔ مگر اب پانی سرے گزرتا ہو نظر آتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ان کے پاس چل کے مطالبہ نشیں اور عندیہ معلوم کریں کہ آخر وہ کیا چاہتے ہیں؟ اگر ان کا مطالبہ معمولی اور ماننے کے قابل ہے تو ان کے حسب خواہش اس کو ہم پورا کر دیں گے اور اگر زیادہ کھن اور دشوار ہو یا عزت کے منافی تو پھر دروازہ کھول کر ایک فیصلہ کن جنگ کر لیں یا انہیں مار دیں یا خود کٹ کر مر جائیں۔ پوپ نے ان کی اس بات کو منظور کر لیا اور اپنا مقدمہ اندلیاس پہن کے شہر پناہ کی طرف چلا۔ صلیب اس کے آگے آگے کی۔ راہبوں اور پادریوں نے بخود رات کی انگلیٹھیاں اور کھلی ہوئی انجیلیں لے لے کر اسے اپنے حلقہ میں لیا اور یہ شہر پناہ کی اس دیوار پر جس کے نیچے حضرت ابو عبیدہ بن جراح "تحریف فرماتے آئے۔ ایک شخص نے عربی زبان میں نہایت فصاحت کے ساتھ آواز دی اور کہا یا معشر العرب! دین نصاریٰ کا سب سے بڑا علم شریعت مقدسہ عیسوی کا اسقف اعظم اور صاحب شریعت تمہارے پاس آیا ہے کہ تم سے کچھ گفتگو کرے۔ لہذا امن سب ہے کہ تمہارا سردار ہمارے پاس آئے۔

پوپ کا حضرت ابو عبیدہؓ سے گفتگو کرنا

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو اس کی اطلاع کی گئی اور بعینہ آپ کے سامنے وہ الفاظ دہرائے گئے۔ آپ نے فرمایا واللہ! میں بھی اسے اسی طرح سے جواب دوں گا جس طریق اور حیثیت سے اس نے مجھے بلایا ہے۔ یہ کہہ کر آپ کھڑے ہوئے۔ امراء اسلام کی ایک جماعت آپ کے ساتھ ہوئی۔ ترجمان کو ہمراہ لیا اور اسقف (اعظم پوپ) کے سامنے جا کھڑے ہوئے۔ ترجمان نے کہا یہ عرب کے سردار ہیں جو کچھ کہنا چاہتے ہو کہو۔ پوپ نے ترجمان کی وساطت سے کہا آپ حضرات ہم ارض مقدس کے

بشندوں سے کیا چاہتے ہیں؟ یاد رکھو یہ شہر نہایت مقدس ہے جو بری نیت سے اس کی طرف آنکھ اٹھائے اور اس کے فتح کرنے کا قصد کرے تو سمجھو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا بہت جلد اس پر غضب نازل ہونے والا ہے اور وہ عترتِ نبی ہلاک ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا ہاں یہ شہر واقعی بزرگ اور مقدس شہر ہے۔ ہم اس کی شرافت اور بزرگی سے خوب واقف ہیں۔ اسی شہر سے ہمارے آقا مولا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے پروردگار کے پاس آسمانوں میں تشریف لے گئے تھے اور اپنے رب العزت سے دو گواہوں کی برابر بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب ہو گئے تھے۔ یہی شہر انبیاء علیہم السلام کا معدن اور وصال حق کے بعد ان کا مسکن (قبر) رہا ہے۔ ہمیں اس کا استحقاق تم سے زیادہ پہنچتا ہے۔ ہم اس پر اس وقت تک برابر میسرہ رکھیں گے جب تک اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں دوسرے شہروں کی طرح اس کا مالک نہ کر دیں۔

پوپ نے کہا آخر تم چاہتے کیا ہو؟ آپ نے فرمایا تین باتوں میں سے کسی ایک بات کو قبول کر دینا۔ جن میں سے سب سے پہلی بات یہ ہے کہ تم اس کلمہ کو حید کے قائل ہو جاؤ اور کہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اگر تم نے اسے قبول کر لیا تو تمہارا حال بالکل ہمارے حال کے یکساں اور مطابق ہو جائے گا اور جو کچھ ہم پر فرض ہے وہی فرض تم پر عائد ہو جائے گا۔ اس نے کہا یہ کلمہ نہایت عظیم کلمہ ہے ہم اس کے پہلے ہی سے قائل ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ہم تمہارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول نہیں کہتے۔ آپ نے فرمایا خدا کے دشمن تو نے جھوٹ بولا حالانکہ تو وحدانیت کا شہدہ برابر بھی قائل نہیں۔ ہمیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ خبر دی ہے کہ تم یہ کہتے ہو کہ اسحٰب ابن اللہ صلی اللہ علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں لا الہ الا اللہ بھانہ و تعالیٰ عما یقول الظالمون طوا کبرا نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ پاک ہے وہ اور وراء الوراء ہے اس چیز سے جو اس کی طرف ظالم منسوب کرتے ہیں۔ پوپ نے کہا دوسری بات کیا ہے؟

آپ نے فرمایا یہ کہ تم اپنے شہر کے اوپر ہماری سیادت تسلیم کر لو اور مصالحت کے بعد ہمارے ماتحت ہو کر ہمیں دوسرے شام کے شہروں کی طرح جزیہ ادا کرتے رہو۔ اس نے کہا یہ چھٹی بات سے بھی زیادہ دشوار بات ہے۔ ہم کبھی قیامت تک بھی ذلت و حقارت اور غنیمت کی زندگی بسر نہیں کر سکتے۔ آپ نے فرمایا تو پھر تیسری بات تمہارے ہم اس وقت تک اسے کبھی میان میں نہیں کر سکتے جب تک اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں تمہارے اوپر مظفر و منصور نہ کر دیں۔ یاد رکھو فتح و فخر کے بعد ہم تمہاری اولاد کو غلام اور غورقوں کو بنادیاں بنائیں گے۔ اور جو شخص کلمہ کو حید کی مخالفت کرے کہ کلمہ کفر پر قائم رہے گا اسے تیغ کر دیں گے۔

اس نے کہا جب تک ہمارے اندر ایک تنفس بھی زندہ رہے گا اس وقت تک ہم کبھی اس شہر کو تمہارے سپرد نہیں کر سکتے اور کس طرح سے کر دیں جبکہ ہمارے پاس جنگ کا تمام ذخیرہ آلات حرب۔ سامان حصار بہترین اسلحہ اور سخت معرکہ کی فوج موجود ہے۔ جن لوگوں سے آج تک تمہاری مٹ بھیر ہوئی ہے اور انہوں نے تمہاری اطاعت میں داخل ہو کر جزیہ کا وعدہ کر لیا ہے ہم ان جیسے نہیں ہیں ان پر تو مسیح (علیہ السلام) کا غضب نازل ہوا ہے اور ہم ایک ایسے شہر میں آباد ہیں کہ جس وقت مسیح علیہ السلام سے کوئی دعا کرتے ہیں تو وہ فوراً راجہ بت تک پہنچتی ہے اور مسیح (علیہ السلام) اس کو دعا قبول کر لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا خدا کے دشمن واللہ! تو نے جھوٹ کہا ماہا المسیح بن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل و امہ صدیقہ کانایا کلان الطعام۔ مسیح بن مریم محض اللہ کے رسول ہیں ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں ان کی والدہ (صدیقہ۔ سچی۔ یولی) تھیں۔ یہ دونوں ماں

بیٹے کھانا کھایا کرتے تھے۔ ۱

﴿خلقہ اللہ من تراب لم قال له کن فیکون﴾

”انہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے مٹی سے پیدا کیا تھا پھر اس مٹی کو کہا تھا کہ ہو جا اور وہ ہوئی۔“

اس نے کہا میں سچ (علیہ السلام) کی قسم کھا کر کہتے ہوں کہ اگر تم میں برس بھی ہو، راحی صرہ کئے پڑے رہے تو کبھی بھی ہمارے اس شہر کو فتح نہیں کر سکتے۔ اسے محض ایک ہی شخص جس کی تمام علامات اور صفات ہماری کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں فتح کر سکتا ہے اور وہ علامات اور صفات میں تمہارے اندر نہیں دیکھتا۔ آپ نے فرمایا وہ کیا صفات ہیں؟ جو اس شہر کے فتح کے اندر ہوں گی۔ اس نے کہا وہ صفات تو میں تم سے بین نہیں کر سکتا۔ البتہ اتنا بین کئے دیتا ہوں کہ ہم نے اپنی کتابوں میں جو کچھ دیکھ اور پڑھا ہے اس کا سب باب یہ ہے کہ اس شہر کا فتح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک صحابی ہے جس کا نام عمر اور لقب فروع ہے۔ وہ مرد خدا نہایت سخت اور اندر کے کاموں کی علامت کرنے والے کی ملامت سے بالکل نڈر اور بے باک ہو گا اور اس شخص کی صفات میں تمہارے اندر ملاحظہ نہیں کرتا۔

کہتے ہیں کہ آپ یہ سن کر ہنسے اور فرمایا رب کعبہ کی قسم! ہم نے اس شہر کو فتح کر لیا۔ اس کے بعد آپ اس پوپ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کیا تو اس شخص کو دیکھ کر بچوں نے لگا؟ اس نے کہا کیوں نہیں جبکہ اس کی تمام صفات حتیٰ کہ اس کا حسب و نسب بلکہ اسکی عمر کے سال اور دن تک ہماری کتابوں میں لکھے ہوئے موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا واللہ وہی شخص ہمارا خلیفہ اور ہمارے نبی کا صحابی ہے۔ اس نے کہا اگر ایسا ہے تو پھر تمہیں ہمارے قول کی صداقت معلوم ہوئی ہے اس خون ریزی کو موقوف کرو اور اپنے خلیفہ کے پاس خبر بھیج دو کہ وہ یہاں ہر نفس نفیس تشریف لے آئیں۔ جس وقت ہم انہیں دیکھ میں گئے ان کی تمام صفات اور علامات پہچان لیں گے اور ان کے حلیہ سے یہ بات پایہ تصدیق کو پہنچ جائے گی تو ہم خود بخود شہر کے دروازے کھول دیں گے اور بلاچوں چہ اجزیہ دینے لگیں گے۔

آپ نے فرمایا بہت بہتر میں ان کی خدمت میں عرضداشت بھیج کر انہیں یہی بلا لوں گا مگر اتنے وہ یہاں تشریف لائیں تم لڑائی چاہتے ہو یا اس کا التواء؟ اس نے کہا یا معاشرۃ العرب! تم اپنے ظلم سے کسی طرح باز نہیں آتے۔ ہم نے تم سے خون ریزی کے موقوف کرنے کی غرض سے صاف اور سچی بات کہہ دی مگر تم پھر بھی لڑائی کے سوا کوئی اور بات نہیں کہتے۔ آپ نے فرمایا ہمیں اس دنیا کی زندگی سے لڑائی ہی زیادہ مرغوب اور محبوب ہے۔ یہ اسی کی بدولت ہمیں خداوند تعالیٰ جل مجدہ کی ذات سے بخشش و عفو کی امید ہے۔ اس کے بعد آپ نے مسلمانوں کو لڑائی کے التواء کا حکم دے دیا اور واپس چلے آئے۔ پوپ بھی اپنے مامن کی طرف پٹ گیا۔

واقفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے سرداران لشکر افواج اسلام اور مسلمانوں کو جمع کر کے پوپ کی تمام باتوں سے مطلع کیا۔ مسلمانوں نے بحیرہ تبلیل کے قلعہ بوس نعرے بلند کئے اور کہا ایہا الامیر! آپ حضرت امیر المومنین کی بارگاہ مطلقہ میں ضرور یہ حال لکھ دیں۔ ممکن ہے کہ حضور جلالہ مات ب حضرت امیر المومنین یہاں تشریف لے آئیں اور باری تعالیٰ جل مجدہ اس شہر کو ہمارے لئے فتح کر دیں۔ حضرت شرییل بن حسنہؓ نے کہا ابھی جناب صبر کریں اور ذرا توقف فرمائیں۔ میں

۱۔ یعنی اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا ہو تے تو کھانا نہ کھایا کرتے حالانکہ وہ کھانا کھایا کرتے تھے جو خدا ہونے کے معنائی ہے۔ یہ قرآن شریف کی

رومیوں سے یہ کہہ لوں کہ حضرت خلیفۃ المسلمین تشریف لے آئے ہیں اور پھر حضرت خالد بن ولیدؓ کو ان کے روبرو پیش کروں۔ ممکن ہے کہ وہ انہیں دیکھ کر دروازہ کھول دیں اور ہم اس تکلیف سے بچ جائیں۔ اس بات پر اسے متفق ہوئی۔

سیف الاسلام قائد اعظم حضرت خالد بن ولیدؓ نے حضرت جلالت الملک امیر المومنین عمر فاروقؓ سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔ صبح ہوئی تو چونکہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ سے کہہ دیا اس لئے آپ کے ساتھ چند حضرات گھوڑوں پر سوار ہوئے اور دیوار کے قریب پہنچ گئے۔ ترجمان نے پوپ کو اس کی اطلاع کی کہ خلیفۃ المومنین تشریف لے آئیں ہیں۔ مسلمانوں نے کہا جن صاحب کو تم طلب کرتے اور پلاتے تھے وہ آگئے ہیں۔ پوپ نے یہ کہہ کر پناہ پر کھڑا ہوا اور ترجمان سے کہنے لگا کہ تو ان سے یہ کہہ دے کہ وہ ذرا آگے اور سامنے آ کر کھڑے ہوں تاکہ میں انہیں اچھی طرح دیکھ سکوں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ آگے بڑھے اور بالکل اس کے سامنے ہو کے کھڑے ہو گئے۔ وہ آپ کو دیکھ کر کہنے لگا صبح کی قسم! یہ ان کے مشابہ ضرور ہیں مگر وہ نہیں ہیں کیونکہ بعض علامات ان کے اندر نہیں پائی جاتیں۔ اس کے بعد آپ کو خطاب کر کے کہنے لگا۔ تمہیں اپنے دین کی قسم! تم کون ہو؟ آپ نے فرمایا میں ان کے بعض ساتھیوں (اصحاب) میں سے ہوں۔ اس نے کہا نو جوان عرب! آخر تم میں یہ کبر و غریب کب تک رہے گا۔ صبح (علیہ السلام) کی قسم جب تک ہم اس شخص موصوف کو نہیں دیکھ لیں گے اس وقت تک کبھی تمہارے واسطے اس شہر کے دروازے نہیں کھولیں گے اور نہ اب ہم میں سے کوئی شخص تمہارے ساتھ بات کرے گا۔ خواہ تم یہاں ہمارا محاصرہ کئے ہوئے تیس برس تک پڑے رہو۔ اس کے بعد وہ واپس چلا گیا اور کوئی بات نہیں کی۔

اب مسلمانوں نے پھر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ سے عرض کیا کہ آپ حضرت امیر المومنین کی خدمت میں عریضہ لکھ کر ان کو تمام کیفیت سے مطلع کر دیں۔ ممکن ہے کہ حضور پر نور اپنے قدمِ مبہمت لزوم سے اس قلعہ زمین کو بقدر فور بنادیں اور یہ جگہ آپ کے قدموں سے متشرف ہو جائے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حسب ذیل عریضہ لکھنا شروع کیا۔

حضرت ابوعبیدہؓ کا مکتوب خلیفۃ المسلمین کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بحالی خدمت حضرت عبداللہ امیر المومنین عمر بن خطابؓ

از طرف ابوعبیدہ عامر بن جراح عامل شام۔ اما بعد سلام علیک فانی الحمد للہ الذی لا الہ الا وہا ولی علی نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا امیر المومنین! جناب کو واضح ہو کہ ہم نے شہر ایللیا کو اپنے محاصرہ میں لے رکھا ہے۔ اہل بیان شہر سے لڑتے ہوئے ہمیں چار ماہ ہو گئے ہیں روزانہ ان سے مقابلہ ہوتا ہے وہ بھی برابر ہمارا مقابلہ کرتے رہتے ہیں مسلمانوں کو برف، سردی اور بارش سے ایک مصیبت عظمیٰ کا آ کر چہرہ سامنا ہے مگر وہ اللہ غائب و بزرگ و برتر کی مہربانیوں پر امید کرتے ہوئے اس کی کچھ پروا نہیں کرتے اور برابر اس پر صبر کر رہے ہیں۔ آج جس روز کہ میں آں جناب کی خدمت میں یہ عریضہ لکھ رہا ہوں ایک استغفارِ عظیم جس کی یہ لوگ نہایت عزت و تکریم کرتے ہیں شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ کر کہنے لگا کہ ہمیں اپنی کتابوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس شہر کو سوائے نبیؐ کے ایک صحابی کے جس کا نام عمر ہوگا اور کوئی فتح نہیں کر سکتا۔ وہ یہی کہتے ہیں کہ ہماری کتابوں میں ان کا علیہ صفات اور علامات بھی مسطور ہیں۔ انہوں نے ہم سے خون ریزی کے بند

کر دینے اور آپ کے یہاں تشریف لانے کی خواہش اور درخواست کی ہے۔ اگر جناب یہ نفس نقیص قدم رنج فرمائیں تو اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کی ذات گرامی سے امید واثق ہے کہ وہ آپ کے دست مبارک پر اس شہر کو فتح کرا دیں۔ والسلام علیک ورحمتہ اللہ وبرکاتہ وعلیٰ جمیع المسلمین۔

اسے لکھ کر آپ نے ملغوف کیا اور مہر لگا کے مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا یا معاشر المسلمین! میرے اس خط کو لے کر حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت اقدس میں کون شخص جائے گا۔ اس کا اجر اللہ جل جلالہ پر ہے۔ حضرت مسیرہ بن مسروق عیسیٰؑ فوراً بولے لایہا الامیر! اس بات کا قاصد میں ہوں۔ انشاء اللہ العزیز حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کو ساتھ لے کر حاضر ہوں گا آپ نے فرمایا خداوند تعالیٰ جل مجدہ تمہارے ارادوں میں برکت عنایت فرمائیں یہ لوط اور چلے جاؤ۔ حضرت مسیرہ بن مسروق عیسیٰؑ اپنی کوما لہ اونچی پر سوار ہوئے اور انتہائی کوشش کے ساتھ چلتے رہے حتیٰ کہ وہ مدینہ الرسولؐ میں ایک روز رات کے وقت داخل ہو گئے۔

حضرت مسیرہ بن مسروق عیسیٰؑ فرماتے ہیں کہ میں رات کو ایسے وقت پہنچا کہ کسی شخص سے ملاقات نہ کر سکا۔ مسجد کے دروازہ پر اونٹنی ٹھہرائی اسے باندھ کر مسجد میں داخل ہوا۔ رسول اللہؐ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی قبر پر سلام کیا اور مسجد کے ایک کونے پر پڑ کر سو رہا۔ چند راتوں کا چونک پڑا گا ہوا تھا پڑتے ہی آنکھ لگ گئی اور سوائے حضرت عمر فاروقؓ کی اذان کی آواز کے مجھے کوئی دوسری چیز نہیں جگا سکی۔ خلیفہ المسلمین حضرت عمرؓ نے اندھیرے سے اذن دے دی۔ جس وقت آپ اذان دے چکے تو مسجد میں یہ کبت ہوئے داخل ہوئے الصلوٰۃ وحمکم اللہ۔ میں اٹھ کھڑا ہوا وضو کیا۔ حضرت عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی اور جس وقت آپ محراب میں سے اٹھ کر تشریف لے جانے لگے تو میں نے کھڑے ہو کر آپ کو سلام کیا۔ آپ مجھے دیکھ کر خوش ہوئے مصافحہ کیا اور فرمایا اب کعبہ کی قسم میرے ہیں۔

اس کے بعد آپ نے دریافت کیا یا ابن مسروق! شام کو کیا حال ہے؟ میں نے کہا یا امیر المومنین! خیریت ہے اور آپ کو وہ خط پیش کر دیا۔ آپ نے مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا۔ مسلمان بہت خوش ہوئے۔ آپ نے فرمایا اللہ جل جلالہ آپ حضرات پر رحم فرمائیں۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے جو کچھ لکھا ہے اس کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟

سب سے پہلے حضرت عثمان بن عفانؓ نے کہا یا امیر المومنین! اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے رومیوں کو ذلیل کر دیا ہے شام سے انہیں نکال دیا ہے۔ مسلمانوں کو ان پر مدد اور مدد دیا ہے۔ مسلمانوں نے ان کے شہر امیل کا محاصرہ کر رکھا ہے اور وہ سخت ضیق میں مبتلا ہیں روزانہ ذلت ضعف اور بدبختی ان کے دلوں میں بڑھتی جاتی ہے۔ ایسی صورت میں اگر آپ یہیں مقیم رہیں اور ان کے پاس تشریف نہ لے جائیں تو اور زیادہ مناسب ہوگا اور وہ یہ سمجھیں گے کہ بارگاہ خلافت ہمراہ مطالبہ نہایت حقیر اور ہر اقل ایک معمولی چیز تصور گئی ہے جسے اس طرح حکمران کیا گیا۔ یہ سوچ کر ان کے دلوں میں اور زیادہ رعب پڑے گا اور وہ ذلت و حقارت کو اختیار کر کے بہت کم میدان میں ٹھہریں گے اور انشاء اللہ العزیز جز یہ ادا کرنے لگیں گے۔ آپ نے حضرت عثمانؓ کی یہ رائے سن کر ارشاد فرمایا۔ حواک اللہ فی الدار میں خیراً۔ پھر فرمایا آیا آپ حضرات میں سے کسی صاحب کی رائے اس کے سوا کچھ اور بھی

کوہ داخل اس اونٹنی کو کہتے ہیں جس کو باہن باندھو۔ اس صورت میں یہ خط اونٹنی کی صفت ہے اور اگر یہ اس کا نام تھا تو ترجمہ سے وہ بھی عیاں ہے اور اسی لئے اس طرح ترجمہ کر دیا گیا کہ دونوں مطلب مستطب ہیں۔ ۱۴۳ھ

ہے؟ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے کہا میری رائے اس کے خلاف ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ پر رحم فرمائیں میں اس کو بیان کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ابو الحسن! وہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا وہ میوں نے آپ کی خدمت میں درخواست کی ہے اور ان کا درخواست کرنا ہی مسلمانوں کی فتح ہے۔ یہ آپ کو معصوم ہے کہ مسلمانوں کو سردی، جنگ اور وطن سے دور ہونے کی وجہ سے سخت مصائب کا سامنہ ہو رہا ہے اس لیے میری رائے میں اگر آں جناب تشریف لے جائیں تو مجھے امید ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کے ہاتھ اس شہر کو ضرور فتح کر دیں گے اور آپ کو اللہ جل جلالہ راستہ کی تکالیف، بھوک پیاس، قطع مسافرت، جنگل کے کانٹوں اور پہاڑ کی چڑھائی کے عوض میں اجر عظیم مرحمت فرمائیں گے اور جب تک آپ وہاں پہنچیں گے برابر ثواب دیتے رہیں گے۔ آپ کے پہنچنے سے مسلمانوں کو ڈھارس بندھ گئی۔ آرام، اطمینان اور بہتر انی نصیب ہوگی اور فتح میسر آئے گی۔ لیکن اگر آپ تشریف نہ لے گئے تو مجھے یقین نہیں کہ آپ کے نہ پہنچنے سے وہ یوں ہو کر صلح کر لیں گے۔ بلکہ میری رائے میں چونکہ بیت المقدس ان کے نزدیک ایک نہایت متبرک اور معظم جگہ ہے اس کا وہ حج کرتے ہیں اس لئے اسے چھوڑ گئے نہیں بلکہ وہ اپنے شہروں، ملکوں اور سلطنت سے مدد طلب کریں گے اور ان کے سردار، امراء و ساء ان کی کمک کو آئیں گے اور اس طرح مسلمانوں پر ایک سخت مصیبت نازل ہو جائے گی۔ لہذا بہتر یہی ہے کہ آپ ان کے پاس تشریف ہی لے جائیں۔

آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ مشورہ سن کر بے حد خوش ہوئے اور فرمایا حضرت عثمان ذوالنورینؓ نے دشمن کے مکر پر نظر کی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مسلمانوں کے حال پر اپنے اپنے نقطہ نظر سے دونوں مشورے عمدہ ہیں جزا اللہ خیراً۔ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہی مشورے پر عمل کروں گا۔ میں انہیں محمود انشورہ اور مبارک صورت میں دیکھ رہا ہوں۔

اس کے بعد آپ نے خدایانہ خلافت کو سامان سفر تیار کرنے کے لئے حکم دیا۔ مسلمانوں نے جلدی جلدی سامان درست کرنا شروع کیا۔ حضرت عمرؓ مسجد نبویؐ میں تشریف دئے۔ چار رکعت نماز پڑھی۔ رسول اللہؐ کی قبر شریف پر تشریف لائے۔ چار رکعت نماز پڑھی۔ رسول اللہؐ کی قبر شریف پر ضرر ہوئے۔ قبر رسول اللہؐ اور قبر حضرت ابوبکر صدیقؓ پر سدم کیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو امور خلافت سپرد فرمائے اور انہیں مدینہ طیبہ میں اپنا قائم مقام کر کے شام کی طرف رخصت ہونے لگے۔ دوست احباب و اہل و عیال نے آپ کو الوداع کہا اور سلام کر کے رخصت کر دیا۔

حضرت خلیفۃ المسلمین عمرؓ کا بیت المقدس کی طرف روانہ ہونا

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ آپ کی سواری میں ایک سرخ اونٹ تھا جس پر ایک خورجی ۲ تھی جس کے ایک تھیلے میں زاد راہ کے لئے ستوا اور دوسرے میں چھو ہارے بھرے ہوئے تھے سامنے پانی کی ایک مشک نیک رسی تھی اور پشت پر کھانے کے لئے ایک بڑا پیالہ حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی ایک جماعت جو جنگ یرموک کے بعد مدینہ طیبہ میں واپس آ گئی تھی جس میں

۱۔ اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں دونوں جہان میں جزاء غیر عینت فرمائیں۔ ۱۲۰ھ

۲۔ یرماتان شینہ کا ترجمہ ہے غرارہ بمعنی جولاں چیز کو کہتے ہیں جس میں تلہ وغیرہ بھر کے خیر یا گدھے وغیرہ پر لادتے ہیں سواری کے اونٹ پر لادنے کے ساتھ کہ ترجمہ خورجی ہی من سب معصوم ہوتا ہے اور چونکہ خورجی میں دوشی تھیلے ہوتے ہیں جن میں سے ایک کو دھڑ اور دوسرے کو ادھر لٹکا دیتے ہیں اس لئے شینہ کا ترجمہ کرنے کی دو خورجیاں تھیں کچھ ضرورت میں۔ ۱۲۰ھ

سے مجھہ دیگر حضرات کے زیر بن عوام اور حضرت مہدہ بن سامت بھی تھے آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ قطع مسافرت کرتے ہوئے چلے جا رہے تھے جب کسی منزل میں جناب فروکش ہوئے تو صبح تک وہیں رہتے تھے۔ نمر لجنے سے فرار ہونے کے بعد آپ مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کے اول یہ دعاء پڑھا کرتے تھے:-

الحمد لله الذي اعزنا بالاسلام و خصنا بنبيه عليه السلام و اكرمنا بالايمن و هداانا من الاسلام و جمعنا من بعد الشتات على كلمة التقوى و الف بين قلوبنا و بصرنا على عدونا و مكن لنا في بلادہ و جعلنا احوالنا متحابين فاحمدو الله عبادہ الله على هذا العمة السابعة و المنن الظاهره و اسالوہ المريد منها و الشكر عليها على ما اصبحتہ تتغلون فيه من العمة السابعة و المنن الظاهره فان الله يزيد المستريدين الراغبين فيما لديه و يتم نعمة على الشاكرين.

”تم تم تعریفیں اللہ جل و جالہ کے لئے ہیں جنہوں نے ہمیں اسلام کے سبب عزت بخشی۔ ہمیں اپنے نبی کے لئے مخصوص فرمایا۔ ایمان سے مفتخر کیا۔ اسلام کی ہدایت دی۔ تفرق و شتت کے بعد کلمہ تقویٰ پر مجتمع کیا۔ دلوں میں الفت دی، دشمن کے مقابلہ میں نصرت عطا کی۔ دشمنوں کے شہروں میں آ پاؤ کیا اور ہمیں ایک دوسرے کا بھائی بنا کر محبت کو ہم میں مربوط کر دیا۔ خدا کے بند و خدائے عز و جل کی ان نعمتوں اور ان کے ان احسانوں پر ان کی تعریف کرو۔ اس سے اور زیادہ مانگو اور ان نعمتوں نیز اس پر کہ جب تم صبح کو اٹھتے ہو تو پھر یہ تمام نعمتیں موجود ہوتی ہیں شکر بھیجو کیونکہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے وہ چاہنے والوں اور جو کچھ ان کے پاس ہے اس کی رغبت کرنے والوں کو درزیہ عنایت کرتے ہیں اور اپنی نعمتوں کو شکر کرنے والوں پر دہری کر دیتے ہیں۔“

دعا کے بعد آپ پہلے میں ستون پھر تہ کھجوریں اس کے پاس رکھتے اور سب ہمراہیوں کو فرماتے کہ کھو دو اور خوب پیٹ بھر کر کھاؤ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں اور آپ بھی ان کے ساتھ تناول فرمانے لگتے۔ اس کے بعد منزل سے کوئی فرما دیتے۔ آپ اسی طرح منزل در منزل کوئی کرتے چلے جاتے تھے۔

حضرت عمرو بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضرت خلیفۃ المسیحین عرف روق نے ملک شام کا سفر اختیار فرمایا تھا اس وقت میں بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ اثنا راہ میں آپ پانی کا ایک پیسہ پر گزرے جو کہ قوم جذام کی ملکیت میں تھا اور اس وقت اس قوم کا ایک قافلہ یہاں فروکش ہو رہا تھا۔ پانی کا یہ چشمہ ذات المنار کے نام سے مشہور تھا۔ مسلمان بھی اسی کے کنارے پر پھر گئے۔ حضرت امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ اصحاب رسول اللہ آپ کے چاروں طرف بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک اس قافلہ کے چند آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا میرا مومنین! ہمارے ساتھ ایک ایسا شخص ہے جس نے دو حقیقی بہنوئوں سے نکاح کر رکھا ہے۔ آپ یہ سن کر غصہ میں پھر گئے اور فرمایا کہ اسے حاضر کیا جائے وہ شخص حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا یہ دونوں عورتیں کون ہیں؟ اس نے کہا میری بیویاں ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا ان دونوں میں کوئی قرابت بھی ہے۔ اس نے کہا ہاں یہ دونوں حقیقی بہنیں ہی۔ آپ نے فرمایا تو کس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں؟ اسے مسلمان نہیں۔ اس نے کہا کیوں نہیں میں تو مسلمانوں ہوں آپ نے فرمایا تو یہ نہیں جانتا کہ یہ دونوں تجھ پر حرام ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں

﴿وان تجمعوا بين الاختين الاما قدسلف﴾
(یہ بھی حرام ہے کہ تم دو بہنیں جمع کرو کر جو پہلے گزر چکا۔)

اس نے کہا میں نہیں جانتا اور نہ مجھے یہ خبر ہے کہ یہ دونوں مجھ پر حرام ہیں۔ یہ سن کر آپ کو غصہ آیا اور فرمانے لگے تو جھوٹ کہتا ہے۔ خدا کی قسم تجھ پر وہ دونوں حرام ہیں۔ تجھے چاہئے کہ ایک کو ان میں سے چھوڑ دے ورنہ یاد رکھ میں تیری گردن اڑا دوں گا۔ اس نے کہا کیا آپ میرے اوپر حکومت کرتے ہیں اور میری عورتوں کے بارے میں مجھے دھمکاتے ہیں۔ یہ دین ایسا دین ہے کہ اس میں داخل ہو کر مجھے تو کوئی بہتری اور فلاح نہیں پہنچی اور نہ میں اس میں داخل ہونا چاہتا تھا۔

آپ نے فرمایا اچھا میرے قریب ہو جا۔ وہ آپ کے پاس ہوا تو آپ نے اس کے سر پر چند درے مارے اور فرمایا خدا کے نیز اپنی جان کے دشمن اسلام کو برا کہتا ہے حالانکہ یہ وہ دین ہے جسے اللہ تبارک و تعالیٰ ان کے فرشتوں، پیغمبروں اور برگزیدہ لوگوں نے پسند کیا ہے۔ ان دونوں عورتوں میں سے یا تو ایک کو چھوڑ دے ورنہ یاد رکھ مغتری کی حد قائم کر کے اس حد کو جاری کر دوں گا۔ اس نے کہا میں انہیں کس طرح چھوڑ دوں میں تو ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں۔ البتہ آپ دونوں کے مابین قرعہ ڈال دیجئے جس کے نام وہ نکل آئے گا میں اسے ہی رکھوں گا اور دوسری کو چھوڑ دوں گا۔ اگرچہ مجھے دونوں سے محبت ہے۔ حضرت عمرؓ نے قرعہ ڈالا اور تین دفعہ وہ ایک ہی کے نام پر نکل آیا۔ اس شخص نے اسے رکھ لیا اور دوسری کو چھوڑ دیا۔

اس کے بعد حضرت امیر المومنین عمرؓ فرمود: ”پھر اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میں تو تجھ سے کہنا چاہتا ہوں اسے گوش ہوش سے سن اور خوب یاد رکھ جو شخص ہمارے دین میں داخل ہو کر مرتد ہو جا تا ہے ہم اسے قتل کر دیتے ہیں۔ اسلام کے چھوڑ دینے سے بچتے رہنا۔ نیز اس بات سے بھی محتراز رہنا کہ پھر میرے پاس یہ خبر پہنچے کہ تو اپنی بیوی کی بہن (سالی) کے پاس گیا ہے ورنہ تجھے میں سنگسار کر دوں گا۔

وادی رمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہاں سے روانہ ہو کر آپ ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں قبیلہ بنی مرہ کے کچھ آدمی آباد تھے ان میں سے آپ نے بعض آدمیوں کو دیکھا کہ انہیں سزا دینے کے لئے دھوپ میں کھڑا کر رکھا ہے۔ انہیں دیکھ کر آپ نے دریافت فرمایا انہیں کیوں سزا دی جا رہی ہے کہا گیا ان کے ذمہ خراج ہے جسے وہ ادا نہیں کرتے اس لیے انہیں سزا دی جا رہی ہے۔ آپ نے فرمایا یہ اس کے دینے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ کہا گیا کہ ان کا مذہب یہ ہے کہ ہمارے پاس اتنا نہیں ہے جو ہم اسے ادا کر سکیں۔ آپ نے فرمایا انہیں چھوڑ دو اور ایسی تکلیف جسے یہ برداشت نہیں کر سکتے (تکلیف مالا بطاق) مت دو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے

﴿لا تعذبوا الناس فی الدنيا یعذبکم اللہ یوم القیمة﴾

”لوگوں پر دنیا میں عذاب مت کرو ورنہ اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں قیامت کے روز عذاب دیں گے۔“

چنانچہ انہیں چھوڑ دیا گیا۔

یہاں سے رخصت ہو کر آپ وادی القریٰ میں تشریف لائے۔ لوگوں نے آپ کو احداغ دی کہ یہاں پانی کے چشمہ پر ایک

بوڑھا شخص، جتنا ہے اس کی ایک بیوی ہے اور ایک دوست۔ اس دوست نے ایک روز اس بوڑھے سے یہ کہا کہ آیا یہ ممکن ہے کہ تو اپنی عورت میں میرا حصہ (سہما) بھی کرے۔ میں تیرے اونٹوں کو چراؤں کا انیس پانی پلاؤں گا۔ ان کی حفاظت کروں گا۔ ایک دن تیری بیوی تیرے پاس رہے گی اور ایک روز میرے پاس۔ اس بوڑھے نے کہا بہت بہتر اور خوشی سے منظور کر لیا۔ آپ نے یہ سن کر ان کی حاضر کا حکم یاد وہ حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کم بختو! تمہارا کیا مذہب ہے؟ ان دونوں نے کہا اسلام۔ آپ نے فرمایا جس واقعہ کی مجھے اطلاع دی گئی ہے اس کی اصلیت کہاں تک ہے؟ انہوں نے کہا وہ کیا واقعہ ہے آپ نے جو کچھ سنا تھا وہ بیان فرما دیا۔ بوڑھے نے کہا یا امیر المؤمنین یہ بالکل صحیح ہے۔ آپ نے فرمایا کی تم دونوں یہ نہیں جانتے کہ یہ دین اسلام میں حرام فعل ہے۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم ہمیں خبر نہیں کہ یہ کام حرام ہے۔ آپ نے اس بوڑھے سے فرمایا تجھے ایسی کی ضرورت پڑی تھی کہ اس فعل شنیع کا مرتکب ہوا۔ اس نے کہا میں بالکل بوڑھا ہوں، ہاتھ پیروں نے جواب دے دیا اولاد نہیں جس پر اعتماد کروں۔ میں نے سمجھا کہ یہی اونٹوں کے چرانے پانی پلانے اور ان کی دیکھ بھال کرنے کے کام آ جا کرے گا اسے بھی اپنی بیوی میں شریک کر لوں۔ یہ سوچ کر میں نے اسے شریک کر لیا۔ اب جب کہ مجھے یہ معلوم ہو گیا ہے کہ یہ حرام ہے تو اب ایہ نہیں کروں گا آپ نے فرمایا اپنی عورت کا ہاتھ پکڑ لے تیرے سوا اس پر کسی کا حق نہیں اس کے بعد آپ اس جوان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا خبردار! اب سے اس عورت کے پاس جانے سے سخت زربہنا۔ اگر مجھے معلوم ہو گیا تو پھر اس کے پاس گیا ہے تو گردن ازادوں گا۔ اس کے بعد آپ پھر بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے اور چلتے رہے حتیٰ کہ آپ شام کی حدود میں داخل ہو گئے۔

حضرت اسلم بن برقان نے جو آپ کے غلام تھے بیان کیا ہے کہ جب ہم حدود شام میں داخل ہو گئے تو دفعہ ہم نے چند سواردوں کا ایک دستہ دیکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تم جدی جا کر اس دستہ کی خبر لاؤ۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس گئے تو معلوم ہوا کہ یہ یمن کے مسلمانوں کا ایک دستہ ہے جسے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروقؓ کی خبر لانے کے لئے روانہ کیا ہے۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے مجھے دیکھ کر سلام کیا اور کہا صاحبزادے کہاں سے آرہے ہو؟ میں نے کہا کہ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے کہا وہاں خیریت ہے اور وہاں کے باشندے اچھی طرح ہیں۔ میں نے کہا خیریت ہے انہوں نے کہا امیر المؤمنین کا کیا ارادہ رہا آیا وہ ادھر تشریف لا رہے ہیں یا نہیں میں نے کہا تم کون ہو۔ انہوں نے کہا ہم یمنی عرب ہیں ہمیں حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے اس غرض سے ادھر روانہ کیا ہے کہ ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف آوری کے متعلق خبر معلوم کر سکیں۔ میں یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لوٹا اور آپ کو اس کی اطلاع کی۔ آپ نے فرمایا ابو عبد اللہ خاموش رہو۔ اتنے میں وہ لوگ بھی ہم تک پہنچ گئے۔ پہلے انہوں نے سلام کیا پھر حضرت عمر فاروقؓ کے متعلق دریافت کرنے لگے۔ لوگوں نے کہا حضرت خلیفۃ المسلمین یہ ہیں کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا یا امیر المؤمنین جناب کے انتظار میں آئیں پھر انگلیں اور گردنیں بلند ہوتی ہوتی تھک گئیں۔ ممکن ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جناب کے دست مبارک پر بیت المقدس فتح فرما دیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جابیہ میں تشریف آوری اور

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ سے ملاقات

واقعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اس کے بعد دس مسلمانوں کے لشکر کی طرف پلٹا وہاں پہنچ کر بلند آواز سے مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا مسلمانو! حضرت خلیفۃ المسلمین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف آوری تمہیں مبارک ہو۔ یہ سنتے ہی مسلمانوں میں ایک جنبش پیدا ہو گئی اور سب نے چاہا کہ سوار ہو ہو کے استقبال کے لئے دوڑ جائیں مگر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے انہیں قسم دے کر فرمایا میری طرف سے ہر مسلمان کو قسم ہے کہ وہ اپنی جگہ سے نہ ہے۔ ازاں بعد حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ مہاجرین و انصار کے ہمراہ استقبال کے لئے نکلے۔ جس وقت آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب پہنچے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی طرف دیکھا کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلحہ سے مسلح کمان موڑ رہے پر انکے ایک اونٹنی پر جس کے اوپر سوت کی ایک جھول پڑی ہوئی ہے اور جس کی مہار کاٹوں کی ہے سوار ہوئے آ رہے ہیں۔ ادھر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے بھی آپ کو دیکھا اپنی اونٹنی کو بٹھلایا اور اتر گئے۔

حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ادھر اونٹ کو روکا اور بٹھلا کے پایادہ ہو گئے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصافحہ فرمایا اور معاف کیا۔ مسلمانوں نے آپس میں ایک نے دوسرے کو سلام کیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے آ کر سلام کرنے لگے۔ پھر دونوں حضرات سوار ہو کے باتیں کرتے ہوئے لوگوں کے آگے آگے تشریف لے چلے حتیٰ کہ بیت المقدس میں پہنچ گئے۔ قیام کے بعد حضرت امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے مسلمانوں کو نماز فجر پڑھائی اور اس کے بعد ایک نہایت عمدہ تقریر کو جو حسب ذیل ہے:

خلیفۃ المسلمین کا لشکر اسلامیہ سے خطاب کرنا

الحمد لله الحمد القوی المجید الفعال المایوید۔ تمام تعریفیں ان اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے ہیں جو ستودہ صفات، صاحب قوت بزرگ اور ہر اس چیز کے بنانے والے ہیں جس کا وہ ارادہ فرمائیے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ اللہ پاک نے ہمیں اسلام سے مکرم فرمایا۔ حضور اکرم محمد علیہ افضل الصلوٰۃ و السلام کی وساطت سے ہمیں ہدایت بخشی ہمیں ضلالت اور گمراہی سے علیحدہ کر دیا۔ دشمنی کے بعد ہمارے دلوں میں محبت بھردی۔ نبض وعداوت کی جگہ ہمارے قلوب الفت و مودت سے آشنا کر دیئے۔ لہذا تم ان نعمتوں پر ان کی تعریف کرو تا کہ تم ان کے اور زیادہ کے مستحق ہو جاؤ کیونکہ اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں

۱۔ یہاں جہاں تک میرا خیال ہے مصنف سے سنا جاوے بیت المقدس میں تو آپ تقریر وغیرہ کرنے کے بعد تشریف لے گئے ہیں جیسا کہ آگے سے معلوم ہو گا۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ نے راستہ میں سے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو حکم بھیجا تھا کہ مقام جابیہ میں مجھ سے آ کر ملو اور حضرت ابو عبیدہؓ یہاں آ کر مقیم ہو گئے تھے یہیں سے آپ نے دیکھنے کے لئے آ دی بھیجے تھے جنہوں نے آ کر خبر کی تھی اور آپ استقبال کے لئے گئے تھے اب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جابیہ میں ہی آئے ہیں اور یہی تقریر کی ہے۔ واللہ اعلم۔ شبیر احمد انصاری مترجم ۱۲۸ھ۔

لسن شکرت لا زیدنکم ولن کفرتم ان عداسی لشدید۔ اگر تم میرا شکر ادا کرو گے تو میں تمہارے لیے اور زیادہ کردوں گا اور اگر تم کفرانِ نعمت کرو گے تو میرا عذاب بہت سخت ہے دوسری جگہ اللہ فرماتے ہیں من ینہد اللہ فہو المہتد ومن یضلل فلن تجدلہ ولایا مہتدا جیسے اللہ تبارک و تعالیٰ ہدایت بخشنے میں وہی ہدایت پر ہے اور جسے وہ گمراہ کرتے ہیں اس کے لیے تو کوئی راہ دہانے والا نہیں پائے گا۔

کہتے ہیں کہ جس وقت آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی تو ایک پادری جو یہاں بیٹھ ہوا تھا کھڑا ہوا اور کہنے لگا اللہ کسی کو گمراہ نہیں کرتا۔ اس نے پھر کر کہا تو آپ نے مسلمانوں سے فرمایا اس کی طرف دیکھتے رہو اگر اس نے پھر یہی کہا تو اس کی گردن اڑا دو۔ پادری! آپ کے اس قول کو سمجھ گیا اور خاموش ہو رہا۔ آپ نے پھر تقریر شروع کر دی۔

ابا عبد! تمہیں اللہ عز و جل سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں ان اللہ تبارک و تعالیٰ سے جن کے سوا میری چیز فی ہونے والی ہے اور ایک وہی ہمیشہ باقی رہنے والے ہیں جن کی اعانت ان کے دوستوں (اولیاء) کو نفع دینے والی اور جن کی محصیت ان کے دشمنوں کو قعرِ مذلت اور بدبختی میں رانے والی ہے۔ لوگو! زکوٰۃ ادا کرو تا کہ تمہارے قلوب پاک ہو جائیں۔ مگر تمہارا نفس اس کے بدلے میں مخلوق سے کچھ طلب نہ کرے اور نہ اپنے اس دینے کا شکر یہ چاہے جو کچھ سننے ہو۔ اس کو سمجھو۔ عقلمند وہ شخص ہے جو اپنے دین کی حفاظت رکھے اور وسیع وہ شخص ہے جو دوسروں سے سبق حاصل کرے۔ یاد رکھو اور اس بات سے خبردار ہو کہ سب سے زیادہ ہر اکام دین میں خبی بات کا اثر اے (بدعات) تم اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو مضبوط پکڑو۔ اور اسی کو اپنے لئے لازم کرلو کیونکہ سنت میں میانہ روی اختیار کرنا (اعتدال) بدعت میں اجتہاد کرنے سے کہیں بہتر ہے۔ قرآن شریف کی تلاوت اپنے لئے لازم کرلو۔ کیونکہ اس میں شفاء و تسکین قلب، آرام و فزکیر اور ثواب ہے۔ لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز اسی طرح تقریر کرتے کھڑے ہوئے تھے جس طرح میں آج تمہارے سامنے کھڑا ہوں۔ آپ نے دورانِ تقریر میں فرمایا تھا الزموا سنت

اصحابی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم حتی یشہد من لم یشہد ویحلف من لم یحلف۔ کہ میرے صحابہ کی سنت کو لازم پکڑو۔ پھر ان لوگوں کی جو ان سے متصل ہیں (تابعین) پھر جو ان سے متصل ہیں (تابعین) ان کے بعد جمہوت ظاہر ہو جائے گا۔ حتیٰ کہ جس شخص سے گواہی اور شہادت نہیں لیں گے وہ شہادت دے گا اور جس سے قسم نہیں کھلاؤ گے وہ قسم کھائے گا۔ پس جو شخص وسطِ جنت میں داخل ہونا چاہئے وہ جماعت کو لازم پکڑے کیونکہ تنہائی اور علیحدگی (یا فرقہ بندی) شیطان کا کام ہے۔ تم میں سے کوئی شخص کسی غیر عورت کے پاس خلوت نہ اختیار کرے۔ کیونکہ وہ راصلِ شیطان کی رسیوں میں سے ایک رسی ہے جس شخص کو اپنی خوبیاں ابھی معلوم ہوں اور ساتھ ہی اپنی برائیاں پر بھی نظر رکھتا ہو اور انہیں برا سمجھتا ہو وہ وہ من ہے نماز کو سب سے زیادہ مقدم سمجھو اور نماز پڑھاؤ۔“

یہ تقریر کر کے آپ بیٹھ گئے حضرت ابو سعید بن جراحؓ نے آپ سے رومیوں کی تمام لڑائی کا حال کہنا شروع کیا۔ آپ اس وقت متحیر اور خاموش تھے کبھی روتے تھے اور کبھی سکوت میں آ جاتے تھے۔ حتیٰ کہ ظہر کا وقت آ گیا وگوں نے عرض کیا یا امیر المومنین!

۱۔ غائبیوں کی شہادت جانے کا مسئلہ جو اب دینے کے قتل کی دھمکی دی گئی اور یہ کہ جب تک تحقیق کے خلاف ہے۔ اول تو یہ سوال نہیں تھا بلکہ سبقِ سابق سے معلوم ہوتا ہے اعتراض تھا دوسرے میں تقریر میں اعتراض یہ سوال کرنا کیا معنی خست گستاخی ہے۔ تیسرے میں مباحثہ یا منظرہ نہیں تھا بلکہ مسلمانوں کے سامنے تقریر تھی اور وہ بھی امیر المومنین کی سب سے آداب سے استقامت کا بھی تھا نہ تھا جو آپ نے حکم فرمایا۔ شہید احمد انصاری مترجم ص ۱۸۷۔

آپ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمائیں کہ آج وہ اذان دیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کے شہروں میں مقیم تھے اور جس وقت آپ نے سنا تھا کہ اسلامی لشکر نے بیت المقدس پر چڑھائی کی ہے تو آپ بھی فوج میں آ کر شامل ہو گئے تھے۔ نیز جس وقت آپ کو یہ معلوم ہوا تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لارہے ہیں تو آپ بھی حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے ساتھ استقبال کے لئے گئے تھے اور آپ کی بے حد قد و منزلت کی تھی۔

اب جب کہ ظہر کا وقت ہوا تو مسلمانوں نے حضرت امیر المومنین کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمائیں کہ اس وقت کی وہ اذان پڑھیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا بلال! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) چاہتے ہیں کہ اس وقت کی اذان تم پڑھو اور ان ہجرت خوردہ (بجور) اور پھنجرے ہوؤں کو ان کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اوقات یاد دلاؤ۔ انہوں نے کہا بہت بہتر چنانچہ انہوں نے اذان دینی شروع کی۔ جس وقت انہوں نے اللہ اکبر کہا تو مسلمانوں کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ بدن کا غنچہ لگے اور جسم پر کھچکی آ گئی۔ جب انہوں نے اشدھان لا الہ الا اشدھان محمد رسول اللہ کہا تو مسلمان بے تحاشا رونے لگے اور اس قدر رونے کے قریب تھا کہ ذکر اللہ اور ذکر رسول سے ان کے دل پھٹ جائیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کا یہ درد اور رونادیکھ کر چاہا کہ اذان موقوف کر دیں۔ مگر آپ نے پھر پوری ہی کر دی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھائی۔

جب نماز سے فارغ ہو چکے تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا امیر المومنین! سرداران لشکر نیز شام کی تمام فوج کھانے میں عمدہ عمدہ غذا لائیں، پرندوں کا گوشت اور صاف روٹی نیز وہ چیزیں جو غریب اور ضعیف مسلمانوں کو میسر نہیں آتیں اور نہ ان تک پہنچتی ہیں کھاتے ہیں حالانکہ تمام مسلمان برابر ہیں۔ ہر ایک کو فنا ہو نامی میں مناد ادا ہی میں رہتا ہے۔ حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا چونکہ ہمارے ان شہروں کا خرگ اڑاں ہے اس لئے ہمیں اسی قیمت میں جس میں کہ ہم ایک مدت تک حجاز میں اپنا پیٹ پالتے رہے۔ یہ چیزیں جنہیں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے مل جاتی ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر یہ بات ہے تو حسب فناء خوب کھاؤ پھر کچھ خرچ نہیں۔ میں اس وقت تک یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک تم ان تمام مسلمان فقراء کی جو شہروں اور گاؤں میں رہتے ہیں۔ ایک فہرست مرتب کر کے نئے دوتا کہ میں ان میں سے گھر کے ہر ایک آدمی کے لئے گھوں، جو، شہد، زیت (زیتون) اور جن جن چیزوں کی انہیں احتیاج اور ضرورت ہے۔ ایک معین مقدار مقرر کر دوں۔ تقرر کے بعد آپ نے مسلمان ضعیفاء کو مخاطب کر کے فرمایا۔ یہ چیزیں تمہیں تمہارے سرداروں کے پاس سے ملا کر لیں گی اور یہ ان چیزوں کے سوا ہوں گی جو بیت المال سے تمہارے پاس روانہ کیا کروں گا۔ اگر تمہارے سردار تمہیں یہ چیزیں نہ دیں اور روک لیں تو مجھے خبر کر دینا تاکہ میں انہیں تمہارے اوپر سے معزول کر دوں۔ اس کے بعد آپ نے چلنے کا حکم فرمایا۔

۱۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ جابہ میں آپ اول مقیم ہوئے اور وہیں تحریر کی تھی اب جابہ سے بیت المقدس کی طرف تشریف لے جانے کا حکم فرمایا۔ مصنف نے نہ معلوم کیوں اس کی تحریر نہیں کی حالانکہ جابہ میں رہنا اس قدر مشہور ہے کہ بعض اہل تاریخ کا قول ہے کہ جابہ میں ہی بیت المقدس والوں کے سفیر پہنچے اور وہیں عہد نامہ ہوا۔ شہید احمد نصاریٰ ۱۲

حضرت عمر فاروقؓ کا لباس جو آپ بیت المقدس میں پہن کر گئے تھے

کہتے ہیں کہ جس وقت آپ نے اونٹ پر سوار ہونے کا ارادہ فرمایا تو اس وقت آپ کے بدن مبارک پر بالوں کا ایک بنا ہوا خرقہ (گدڑی۔ دلق) تھا جس میں چودہ پیوند جن میں سے بعض چمڑے کے لگے ہوئے تھے۔ مسلمانوں نے عرض کیا یا امیر المومنین! اگر جناب اونٹ کے بجائے گھوڑوں پر سوار ہو جائیں اور ان کپڑوں کو اتار کر دوسرا سفید جوڑا زیب تن فرمائیں تو اس سے دشمنوں کے دلوں میں ایک ہیبت بیٹھ جائے گی۔ مسلمانوں نے یہ نہایت لجاجت اور انکساری کے ساتھ عرض کیا آپ نے انہیں منظور فرمایا اور ان کپڑوں کو نکال کے سفید کپڑے پہن لئے۔

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جہاں تک میرا خیال ہے وہ کپڑے مصر کے تیار کئے ہوئے تھے اور ان کی قیمت پندرہ درہم تھی۔ آپ نے ایک دستار لے جو نہ نئی تھی اور نہ بالکل پرانی اور جسے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا اپنے موٹھے پر ڈالی۔ رمیوس کے تاری نسل کے گھوڑوں میں سے ایک بھڑکھڑا آپ کے سامنے سواری کے لئے پیش کیا گیا۔ آپ اس پر سوار ہوئے۔ گھوڑے نے نہایت سبک رفتاری کے ساتھ ایل کر کے چلن شروع کیا۔ آپ اس کی اس خوش خرمی کو دیکھ کر فوراً اس کے اوپر سے کود پڑے اور فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت میں تمہاری لغزشوں کو معاف فرمائیں۔ میری اس لغزش سے درگزر کرو۔ قریب تھا کہ تمہارا امیر اس عجب و تکبر کی وجہ سے جو اس کے دل میں آ گیا تھا ہلاک ہو جائے۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے:

لا يدخل الجنة من قلبه مثقال ذرة من الكبر۔ ۱

جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

مجھے تمہارے ان سفید کپڑوں اور گھوڑے کی اس خوش رفتاری نے ہلاکت کے قریب پہنچا دیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے وہ کپڑے نکال ڈالے اور اپنے پیسہ ہی کپڑے جن میں بیوند در بیوند لگے ہوئے تھے زیب تن فرمائے۔

واللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ہم ایک روز حضرت امام المجاہدین حضرت ابوسفیر رحمۃ اللہ تعالیٰ فیہ قبر شریف کے پاس بیٹھے ہوئے فتوح الشام اور فتح بیت المقدس کا ذکر کر رہے تھے۔ حضرت عبادہ بن عوف دیوری رحمۃ اللہ تعالیٰ جو ایک اہل فضل حضرات میں سے تھے نیز جو اپنی گفتگو میں صحیح عبارت بولا کرتے تھے وہ ہمیں فتوحات سنارہے تھے جس وقت وہ یہاں تک پہنچے اور حضرت عمر فاروقؓ کے دوبارہ بیوند در بیوند لباس کو زیب تن فرمانے کے متعلق فرما چکے تو کہنے لگے کہ میں اس سے آگے جو کہنے والا

۱۔ یہ مندرجہ بالا حدیث اگرچہ مندرجہ روایت کو بھی کہتے ہیں مگر ساتھ ہی دستار اور دستار چڑھائی کہتے ہیں۔ یہاں دستار چڑھائی مراد ہے۔ یعنی دستار جو کمر سے باندھتے ہیں، ہندی پنکا۔ ۱۲۔

۲۔ ایک نسخہ میں اس طرح ہے لا يدخل الجنة من كان في قلبه وزن مثقال حبة من خردل من كبر ولا يدخل النار من كان في قلبه مثقال حبة من خردل من ايمان۔ یعنی جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر تکبر ہو گا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا اور جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو گا وہ دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔ ۱۳۔

ہوں اس میں مجھے تسامح ۱۔ معلوم ہوتا ہے۔ میں نے کہا حضرت آپ بیان فرمائیے اور کچھ شہ نہ کیجئے شہر کا دوزخ کی طرف لے جاتا ہے کیونکہ صدق ایک امانت ہے اور کاذب خیانت۔ کہنے لگے جب حضرت عمر فاروقؓ نے اپنا وہی پہلا لباس پہن لیا اور فقیرانہ شان اختیار کر لی اور کائنات آپ کے زہد و صبر کی وجہ سے تعجب کر کے آتش بدندان ہو گئی تو دنیا اپنے لباس فخر سے حزن ہو کے اپنی خواہشوں کے حدوث کے ذریعہ اور واسطہ سے اپنی امیدوں کی عمدہ چادروں (برد بائے یمنی) میں لپیٹ کے خود کو دکھلانے لگی اور اپنی شہوتوں اور خواہشوں کے کالہ کو اپنے قدر عطا کے آئینے میں رکھ کر اپنی منزل مقصود کی طرف آپ کے مجاہدہ کے زوال کی طلب میں منہ کھولے ہوئے بغیر نقاب ڈالے خراشاں خراشاں چلی اور اپنے جمالی لباس کے معاوضہ کے لئے بناؤ سنگار کے آئینہ میں آپ کے عارض زہد کے جلوہ کی برابری کے لئے بڑھی اور استدراجی قدم بڑھاتی ہوئی آپ کی ترک خدمت کے لئے اپنی دوستی کو آپ کے وصل کا ذریعہ بنا کر آپ کے پاس پہنچی۔ آپ نے اپنے طاعت کے تقدس کو اپنے عصمت کے ہاتھ میں چکر رکھا تھا کہ اس نے وہاں پہنچ کر جب اپنے فریب کے تمام جال بچھا دیئے تو کہنے لگی یا عمر! تو نے مجھ سے منہ موڑ لیا حالانکہ سلطنت میں میری اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ ولایت اور مملکت اس وقت تک قائم نہیں رہ سکتی جب تک حسب فشاء نہ پہنچے اور عمدہ غذا نہیں لکھائے اور رعیت پر پوری طرح ظلم نہ کرے۔

آپ نے فرمایا بے وقوف! بھاگ جا میں تیرے چاہنے والوں میں سے نہیں ہوں اور نہ تیرے جال میں پھنسنے والا کیا تجھے یہ خبر نہیں کہ میں محض تیرے ہی ساتھ معاندت کرنے کے لیے مخصوص ہوں اور خود کو اسی کام کے لیے خاص کر دیا ہے۔ مجھے تیرے دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ یاد رکھ میں نے دعوت سید الام (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اقامت کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا ہے تاکہ میں روم و عجم کے بلاد فتح کر کے اس تبلیغ کے فرض کو پورا کر دوں۔ اس کے بعد آپ نے اپنے اجتہاد کی تیغ و دودھ سے اس کے چہرہ کی تواسیح کی اور وجہ دوائی اللہ حق جہادہ کی آیت کے معنی کی تصدیق فرمادی۔ میں نے یہ کام حضرت عبادہ بن عوف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سن کر اسے بعد پسند کیا اور میرے دل میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے معنی خوب راسخ ہو گئے کہ ان من البیان لسحرا۔ بعض تقریریں جادو کا اثر رکھتی ہیں۔

خلیفۃ المسلمین کا ریشمی کپڑوں کو جلانے کا حکم دینا

کہتے ہیں کہ آپ بیت المقدس کی طرف تشریف لے چلے۔ راستہ میں ایک پہاڑ آئی آپ راستہ قطع کرنے کی غرض سے اس پر چڑھے۔ مسلمانوں کی ایک جماعت ریشم کے کپڑے جو انہیں جنگ یرموک میں ہاتھ آئے تھے پہنے ہوئی ملی۔ آپ نے ان کے متعلق حکم دیا کہ ان کے چہروں پر مٹی ڈال دی جائے اور کپڑے پھاڑ دیئے جائیں۔ ۲۔ آپ برابر پہاڑ کی گھاٹی پر چلتے رہے حتیٰ کہ

۱۔ تسامح آسانی بلکائن ۱۲۔

۲۔ یہ واقعہ بھی اسلام کی سادگی کی ایک عمدہ تصویر ہے اس لئے ہم بالانفصیل درج کرتے ہیں تاکہ سلام کی عظمت اور صداقت معلوم ہو۔ جناب امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امراء و سرداران لشکر کو حکم بھیجا تھا کہ مقام جابیہ میں آکر مجھ سے ملیں۔ چنانچہ حضرت بزرگوار ابن ابونسیان، حضرت خالد بن ولید اور حضرت ابوجحیدہ بن جراحؓ نیز دوسرے سردار و امراء نے جابیہ میں آپ کا استقبال کیا۔ شام میں رہ کر ان افسروں میں عرب کی سادگی نہیں رہی تھی اس لئے یہ حضرات آپ کے سامنے اس ہیئت سے آئے کہ بدن پر حریر اور دریا کے طے پر تکلف قبائیں ذرق برقی

بیت المقدس کے قریب پہنچ گئے۔ جس وقت آپ نے بیت المقدس کو دیکھا تو فرمایا اللہ اکبر اللہم افتح لنا فتحا یسیرا وجعل لنا من اللذک و سلطانا نصیرا۔ بارالہا! ہمارے لئے آسان فتح کیجئے اور اپنی طرف سے ہمارے لئے مدد دینے والا! غلبہ عنایت کیجئے۔“

اس کے بعد آپ آگے چلے۔ مسلمانوں کے قبائل اور ملبردار حضرات نے آپ کا استقبال کیا۔ آپ آگے بڑھے اور حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی فرودگاہ کے قریب تشریف فرما ہوئے۔ بالوں کا بنا ہوا ایک خیمہ آپ کے لئے نصب کیا گیا اور اس میں آپ مٹی کے اوپر بیٹھ گئے۔ پھر اٹھ کر چار رکعت نماز ادا فرمائی۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے لشکر میں تکبیر و تہلیل کا ایک شور بلند ہو گیا اور اللہ اکبر کے فکب بوس نعروں کی آواز گونجنے لگی۔ رکان بیت المقدس اس شور کو سن کر فسیل پر چڑھے۔ پوپ نے کہا کہ کم بختو! عربوں کو کیا ہوا کہ خواہ مخواہ بغیر لڑائی کے اس طرح شور کرنے لگے! آخردیکھو تو ایک شخص جو عربی زبان جانتا تھا مسلمانوں کے لشکر کی طرف جھکا اور کہنے لگا یا معاشر العرب! ہمیں بھی اپنے اس قصہ سے مطلع کرو کیا ہوا؟ انہوں نے کہا چونکہ مدینہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے ہیں اس لئے ان کے آنے کی خوشی میں مسلمان تکبروں کے خمرے بلند کر رہے ہیں۔ نصرانی یمن کے پوپ کے پاس آیا اور اسے اس کی اطلاع دی۔ یہ یمن کے چپکا ہو رہا اور نیچی گردن کر کے زمین کو دیکھنے لگا اور کچھ جواب نہیں دیا۔

صبح ہوئی تو امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کو فجر کی نماز پڑھائی اور حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ سے فرمایا عمر! تم رومیوں کے پاس جاؤ اور میرے آنے کی اطلاع کرو۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ شہر پناہ کی فسیل کے پاس تشریف لائے اور زور سے آواز دے کر فرمانے لگے بیت المقدس کے باشندو! ہمارے سردار حضرت امیر المومنین تشریف لے آئے ہیں تم نے جو کہا تھا اس کے متعلق اب کیا کرنا چاہئے؟ لوگوں نے پوپ کو اس کی اطلاع دی۔ یہ اپنے کینسہ سے بالوں کا بنا ہوا لباس پہن کے نکلا۔ سرداران لشکر، پادری، رہبان اور بپشپ اس کے ساتھ ہوئے۔ وہ صلیب جسے یہ اپنی عید کے سوا کبھی نہیں نکالتے تھے سامنے اٹھائی گئی۔ والی بیت المقدس ان کے ہمراہ ہوا اور پوپ سے کہنے لگا مقدس باپ! اگر آپ ان کی صفات حقیقیہ سے بخوبی واقف ہیں اور ان کی علامات اہلیہ کو اچھی طرح پہچانتے ہیں تو خیر ورنہ ہم ان کے لئے کبھی دروازہ نہیں کھول سکتے۔ آپ ہمیں اور ان عربوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دیجئے یا تو ہمیں ہی وہ منادیں گے ورنہ ہم انہیں نیست و نابود کر دیں گے۔ اس نے کہا میں ایسا ہی کروں گا۔

یہ کہہ کر وہ فسیل پر چڑھا سرداران لشکر اس کے گرد کھڑے ہوئے صلیب آگے کی اور حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ سے کہنے لگا

(گزشتہ سے پوسٹ) پوشاک سچی اور خارجی شان و شوکت اس قدر آگئی تھی کہ مجھی معلوم ہوتے تھے، آپ دیکھتے ہی پیش میں آگئے اور سخت فحشہ کی حالت میں گھڑ سے اتار پڑے اور سگریز سے، ٹھکران کی طرف پھینکے اور فرمایا کہ اس قدر جلد تم نے عجیب اختیار کر لی اور عربی سادگی چھوڑ دی۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے یہ ریشی لباس اس غرض سے پہنا ہے کہ ہمارے بدن پر ہر وقت ہتھیار رہے ہیں فرمایا تو کچھ حرج نہیں۔ شہر احمد انصاری مترجم ۱۲م سفر المظفر ۳۳۵ھ بمطابق ۱۳/ اگست ۱۹۲۷ء۔

۱۔ یہ حضرت ابو عبیدہ کا نام ہے۔ ابو عبیدہ کنیت ہے۔ ۱۲م

معزز شیخ! کیا چاہتے ہو؟ آپ نے فرمایا امیر المومنین حضرت عمر فاروق بن خطابؓ جن کے اوپر اور کوئی سردار نہیں ہے یہاں تشریف لے آئے ہیں ان کے پاس آ کے امن، ذمہ اور ادائے جزیہ کا عہد نامہ مرتب کرو۔ پوپ نے کہا معزز خطاب! اگر تمہارے امیر جن کے اوپر اور کوئی سردار نہیں ہے آگئے ہیں تو انہیں بد کر ہمارے سامنے کھڑا کر دو تاکہ ہم ان کی صفات اور ترغیضیں پہن سکیں۔ مگر اس طرح کھڑا کیجئے کہ وہ آپ کے تمام آدمیوں سے عہدہ ہارے بالکل سامنے ہوں تاکہ ہم انہیں اچھی طرح دیکھ سکیں۔ اگر وہ ہمارے وہی ساتھی (صاحب) ہوئے جن کی تعریف انجیل مقدس میں ہے تو ہم ان کے پاس آ کے امن مانگ لیں گے اور ادائے جزیہ کا اقرار کر لیں گے لیکن اگر وہ نہ ہوئے جن کا ذکر انجیل مقدس میں ہے تو پھر ہمارے مابین تلوار ہے اور بس۔

کہتے ہیں یہ سن کے آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے اور آپ کو پوپ کی باتوں سے مطلع کیا اور امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ چلنے کے لئے تیار ہو گئے۔ صحابہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے عرض کیا امیر المومنین آپ تنہا تشریف لے جا رہے ہیں حالانکہ آپ کے پاس سوائے اس پیوند در پیوند کلی کے لڑائی کا کوئی ہتھیار موجود نہیں۔ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں دشمن جناب کے ساتھ بے وفائی اور غداری نہ پیش آ جائے اور آپ کو کسی قسم کی تکلیف پہنچ جائے۔ آپ نے فرمایا قبل لن یصنعا الا ما کتب اللہ لنا هو مولانا وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون۔ (آپ کہہ دیجئے کہ ہمیں ہرگز نہیں پہنچے گا مگر وہی جو ہمارے لئے اللہ نے لکھ دیا ہے، ہمارے لئے صاحب وہی ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ ہی پر مسلمانوں کو بھروسہ کرنا چاہئے۔ قرآن شریف)

اس کے بعد آپ نے اپنا اونٹ طلب کیا وہ پیش کیا گیا تو آپ اس پر سوار ہوئے۔ آپ کا لباس وہی پرانی کسمی تھی اور سر پر ایک قپوانی عظیم کا ٹکڑا بندھا ہوا تھا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ آپ کے ہمراہ تھے جو آپ کے آگے آگے چل رہے تھے اور ان کے سوا اور کوئی شخص آپ کے ساتھ نہیں تھا۔ جس وقت آپ شہر یناہ کے قریب پہنچ گئے تو اس کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ پوپ اور تمام سردار ان روم فیصل پر کھڑے ہوئے تھے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے کہا لوگو! یہ ہیں امیر المومنین جو میرے ساتھ تشریف لائے ہیں۔ پوپ نے حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایک نظر ڈالی اور غرر نظر دیکھ کے چیخ چیخ کر کہنے لگا۔ خدا کی قسم! یہ شخص وہی ہے جس کی صفت و نعمت اور علامات ہماری کتابوں میں ہیں اور یہی ہے وہ شخص جس کے ہاتھ سے ہمارا شہر فتح ہو گا اور یہ یقینی امر ہے۔ اس کے بعد اہل بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کم بختو! دوڑ دوڑا اور اس شخص کے پاس جاؤ! امن اور ذمہ کا عہد لے لو واللہ محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا صحابی یہی شخص ہے۔“

یہ سنتے ہی رومی جن کی جان محاصرہ کی وجہ سے پہلے ہی ضیق میں تھی آپ کی طرف دوڑے۔ دروازہ کھولا اور آپ کے پاس آ کے عہد و میثاق اور ذمہ کی درخواست کرے جزیہ کا اقرار کرنے لگے۔ امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی یہ حالت دیکھ کر درگاہ خداوندی میں عجز و اکساہ کر کے فرض عبدیت بجالائے اور اونٹ کی پالان پر ہی عہدہ شکر میں گر پڑے۔ سر اٹھا یا تو ان سے مخاطب ہو کے فرمانے لگے جیسا کہ تم نے درخواست کی ہے اگر تم اسی پر مجھے رہے اور ادائے جزیہ کا اقرار کیا تو تمہارے لئے ذمہ اور امن ہو گا جاؤ اب اپنے شہر کی طرف لوٹ جاؤ۔ رومی اپنے اپنے گھروں کی طرف لوٹ گئے اور دروازہ کھلا چھوڑ دیا۔

حضرت عمر فاروقؓ بھی اپنے لشکر کی طرف مراجعت فرما ہو گئے۔ رات بھر خیمہ میں رہے صبح ہوئی تو آپ کھڑے ہوئے اور

بیت المقدس میں داخل ہو گئے۔ جس روز آپ اس میں تشریف لے گئے ہیں اس روز دوشنبہ کا دن تھا۔ جمعہ تک آپ نے اس میں اقامت فرمائی اور شرق کی طرف ایک خط کھینچ کے محراب کا نشان بنا دیا۔ اسی جگہ وہ مسجد ہے جو آپ کے نام کی طرف منسوب ہے (مسجد عمر) پھر اپنے ہمراہیوں کو نماز جمعہ پڑھائی۔ رومیوں نے غدار کی کارادہ کیا۔ ابوالجعد جس نے جنگ یرموک میں رومیوں کو ایک مصیبت میں مبتلا کر دیا تھا مع اپنے بال بچوں اور مال و اسباب کے بیت المقدس میں مقیم تھا اس سے یہ روئی کہنے لگے ہمارا ارادہ کہ مسلمان جس وقت نماز میں مشغول ہوں اور سجدہ میں چلے جائیں تو ان کے ساتھ غدر کر دیں اس وقت نہ ان کے پاس اسلحہ ہوں گے نہ اور کوئی ایسی چیز جو انہیں ہمارے حصوں سے محفوظ رکھ سکے۔ تیری اس معاملہ کے متعلق کیا رائے ہے اس نے کہا ایسا نہ کرو اور نہ غدر کرو۔ اگر تم نے ایسا کیا تو میں انہیں اس کی خبر کر دوں گا اور تم مغلوب ہو جاؤ گے۔

انہوں نے کہا پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ اس نے کہا تم زمین اور متاع دنیا کو ان کے سامنے ظاہر کرو۔ متاع دنیا اور مال و اسباب ایسی چیزیں ہیں کہ انہیں دیکھ کر دنیا والوں سے ان پر کبھی صبر نہیں ہو سکتا۔ لہذا اگر وہ مال و اسباب اور متاع دنیا کی طرف متوجہ ہوئے ان کے حصول کی کوشش کی اور خواہاں ہوئے تو میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ جو تم کرنا چاہتے ہو وہ کرو۔ رومیوں نے یہ سن کر مقدور کوشش کر کے جتنا وہ مال جمع کر سکتے تھے کیا اور مسلمانوں کے راستہ میں ڈال دیا۔ مسلمان آتے جاتے اسے دیکھتے تھے اور تعجب کرتے تھے۔ کسی نے اسے طبع کی نظر سے نہیں دیکھا اور نہ ہاتھ لگایا بلکہ یہ کہتے ہوئے گزر جاتے تھے۔

الحمد لله الذي اورثا ديار قوم لهم مثل هذا من الدنيا ولو سويت الدنيا عند الله جناح بعوضة
ماسقى الكافر منها شربة ماء.

”تمام تعریفیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے ہیں جنہوں نے ہمیں ایسی قوم کے ملکوں کا مالک کر دیا جن کے پاس دنیا کی اتنی چیزیں ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا پتھر کے پر کے برابر ہوتی تو کوئی کا فرد دنیا سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ پیتا۔“
حضرت عوف بن سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! کسی مسلمان نے اس مال و اسباب اور متاع دنیا کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا اور نہ اسے چھوا۔ ابوالجعد یہ دیکھ کر رومیوں سے کہنے لگا یہی ہے وہ قوم جن کی تعریف اللہ عز و جل نے توریت اور انجیل

۱۔ یہاں بھی آپ کے تہہ بردار اداری اور حسن سلوک کے متعلق جو آپ نے اپنی رعایا اور مفتوح قوم کے ساتھ روا رکھی ایک بات تحریر کرتا ہوں۔ بیت المقدس میں داخل ہو کر آپ کینیہ قسطنطینہ کا محاصرہ فرما رہے تھے کہ نماز کا وقت آ گیا۔ پوپ نے کہا کہ آپ نماز میں بیٹھ جائیں مگر آپ نے باہر نکل کر زمین تہ نماز ادا کی اور پھر پوپ سے فرمایا مگر آج جس تمہارے کینیہ میں نماز پڑھنا تو کل مسلمان اس پر یہ کہہ کر قبضہ کر لینے کہ یہاں ہمارے غلطیہ نماز پڑھی ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے زمین کے متعلق بھی تحریر لکھ دی کہ یہاں نہ اذان دی جائے نہ جماعت کی جائے۔ اللہ اللہ یہ ہے مسلمانوں کا طرز عمل اور اس پر کئی دشمن مذکور آتے ہیں۔ ۱۲۔ مشیر احمد انصاری مترجم۔

۲۔ جس وقت آپ بیت المقدس میں داخل ہوئے تھے تو سب سے پہلے آپ نے مسجد محراب داؤد علیہ السلام کے پاس پہنچ کر سجدہ داؤد کی آیت پڑھی اور سجدہ کیا۔ پھر یہاں آئے اور ادھر بھرے رہے اور نماز کا وقت آ گیا جس کا ذکر پہلے حاشیہ میں آچکا ہے۔ پوپ نیز دوسرے اہل الرائے لوگوں کے مشورہ سے صحرہ کے مقام کو جہاں حضرت یعقوب علیہ السلام سے باری تعالیٰ جل جلالہ نے کلام کیا تھا مسجد کے لیے منتخب فرمایا۔ یہاں خاک اور حوصل بہت پڑی ہوئی تھی۔ آپ نے خود اپنے ہاتھ سے اپنے دامن میں بھر بھر کر گھانا شروع کی۔ یہ دیکھ کر تمام آدمی اس میں لگ گئے اور تھوڑی دیر میں جگہ صاف ہو گئی۔ پھر یہاں مسجد کی تعمیر کی گئی جو اب تک مسجد عمر کے نام سے موسوم اور موسومہ ہے۔ ۱۲۔ مشیر احمد انصاری مترجم۔

میں بیان کی ہے۔ یہ ہمیشہ حق پر رہیں گے اور جب تک یہ حق پر رہیں گے ان سے کوئی قوم آنکھ تک نہیں ملا سکتی اور نہ کوئی ان کے مقابلہ میں ٹھہر سکتی ہے۔

واقعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت المقدس میں دس دن تک قیام فرمایا۔

شہر بن حوشب رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطابؓ صلی اللہ علیہ وسلم اور معاہدہ کے بعد جب بیت المقدس میں داخل ہوئے تو آپ نے دس روز وہاں اقامت فرمائی۔ میں ان ایام میں مضافات فلسطین کے ایک گاؤں میں مقیم تھا۔ میں اس غرض سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ آپ کے دست مبارک پر اسلام لاؤں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ میرے والد موسیٰ بن عمران علیہ السلام کی کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر نازل فرمائی تھی بہت بڑے عالم تھے۔ مجھ سے چونکہ انہیں بے حد انس اور محبت و شفقت تھی اس لئے مجھے انہوں نے ہر ایک چیز کی تعلیم دی تھی اور کوئی چیز چھپا نہیں رکھی تھی ان کی موت کا جب وقت آیا تو مجھے بلا کے کہنے لگے بننا! تمہیں خود معلوم ہے کہ میرے پاس جو کچھ تھا وہ سب میں نے تمہیں سکھادیا ہے اور کوئی چیز تم سے نہیں چھپائی۔ مگر مجھے ڈر ہے کہ کہیں بعض جھوٹے لوگ تمہارے پاس آ کر تمہیں فریب دیں اور تم ان کی متابعت اختیار نہ کرو۔ میں اس دیوار کے سوراخ میں جیسے تم دیکھ رہے ہو ان دو دروازوں کو رکھتا ہوں۔ انہیں نہ چھیڑنا اور نہ انہیں اس وقت تک کھول کے دیکھنا جب تک تم یہ سن لو کہ نبی آخر الزمان جن کا نام محمدؐ ہے مسحوت ہو گئے ہیں۔ اگر اللہ تبارک و تعالیٰ تمہارے ساتھ بھلائی اور بہتری چاہیں گے تو تم ان دونوں پر عمل کر دو گے۔ اس وصیت کے بعد ان کا انتقال ہو گیا اور میں نے انہیں دفن کر دیا۔

چونکہ بیت المقدس ایک مرکزی مقام ہے ہر اہل کتاب اس کی تعظیم کرتا ہے۔ باری تعالیٰ جل مجدہ نے اسے ارض مقدس کا خطاب دیا ہے۔ تمام انبیاء علیہ السلام کا مسکن رہا ہے۔ اسلام سے قبل نیز کچھ دن اسلام کے ظہور کے بعد یہ عبادت کا قبلہ رہا ہے۔ نیز اس کا فاتح دنیا کا سب سے بڑا وہ ہے جسے دنیا کی تدبیر کے ساتھ ساتھ جنتی کی تدبیر کے عقدہ لائیل کے انحلال کا خیر بھی حاصل ہے اس کا فاتح وہ شخص ہے جس کا جادہ وجلال رعب و ادب اور جس کی سلطنت و جلالت اور جلال و ہیبت باوجود فقیرانہ لباس میں پیچھے رہنے کے دن کے ہر ایک بڑے چھوٹے انسان کے دل میں موجود ہے اور جس کا نام ہی دنیا کے بڑے بڑے اولیاء العظمیٰ بادشاہوں اور قیصر و کسریٰ کے بدلوں میں لرزہ ڈالنے کو کافی ہو جاتا ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اس کی رواداری، بے لوثی، مذہب میں غیر تعصبی، رعایا پروری، عدل و احسان مساوات اور وفا کے عہد کا وہ نظارہ جو اس نے عہد نامہ کی صورت میں ایسے مقام پر دکھلایا آپ پر ظاہر کر دینا تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ یورپ باوجود ادوائے تہذیب آج تک اس قسم کا کوئی ایک بھی نمونہ پیش نہیں کر سکا۔ جو آج سے سترہ سو سال قبل اسلام کا وہ فاروق اعظمؓ دکھایا چکا ہے۔ ہم نے فقیر بیت المقدس میں جا ہی دانت اسی واسطے چاہیے دینے ہیں تاکہ اسلام کے اس فرزند اعظم جس کی ہیبت اور اسلامی جلالت دنیا کے ہر ایک باشندے کے دل میں مسئول اور جائز ہوئی تھی فقیر دانشان و غلو و کرم، سادگی پسندی، خشیتِ الہی، معرفتِ الہی، معاملہ فہمی، شانِ عبودیت، تواضعِ شایاں، دوراندیشی اور حق معلوم ہو سکے۔

فاروق اعظمؓ کا سفر اور وہ بھی وہ سفر جس سے دشمنوں کی دل میں اسلام کا رعب و انا مقصود تھا اس حیثیت میں کہ نذرانہ و ثوبت نہ خود و چشم نہ لاؤ لشکر بلکہ نہ معمولی ذریعہ خیر نہ کچھ بھی ساتھ نہیں۔ نہ سر پر تاج نہ بدن پر حریر و دیبا نہ کچھ بھی کھوار ماسک نہ ساتھ میں نیزہ اللہ اللہ! بلکہ اس کی سکونی صفات انسان کے ساتھ جس کی مدینہ طیبہ سے شام کی روگائی کی خبر زمین کو بل دیتی تھی۔ سواری کا ایک گھوڑا یا (اونٹ) اور چند مہاجرین و انصار بدن پر پیوند در پیوند کی ایک چادر اور اگر گھر و اہل کرنے والا گھوڑے دے دیا جاتا ہے، سفید لباس زیب تن کرنے کو کہا جاتا ہے تو فوراً اتر پڑتا ہے، پکڑے نکال ڈالتا

حضرت کعب بن احبار کا وصیت نامہ کو پڑھنا

حضرت کعب بن احبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ مجھے اس سے زیادہ کسی چیز کا شوق نہیں تھا کہ تعزیت کے ایام گزریں تو

(گزشتہ سے ہوتا ہے) ہے اور وہی پرانے کپڑے پہن لیتا ہے اور کہتے ہیں خداوند تعالیٰ تمہاری خطا میں معاف کریں تمہارا رب و تکریم و تکریم جتنا ہو گیا تھا اور قریب تھا کہ ہلاک ہو جائے، اسلام کی جو عزت ہو اس لئے خداوند تعالیٰ نے بخشی ہے ہمیں وہی کافی ہے۔ قیمتی لباس اور گھوڑے کی ضرورت نہیں۔ کیا اس سے زیادہ فقیر اندر شان، سادگی پسندی اور شان مہذبیت ہو سکتی ہے؟ راستہ میں اگر زمینوں پر خراج نہ دینے کی وجہ سے حق دیکھتے ہیں تو وہ بد دوری فرماتے ہیں اور جب معلوم ہو جاتا ہے کہ ان کا یہ عذر ہے کہ ہمارے پاس تنانیں جو ہم خراج میں دے سکیں تو فوراً آپ ان کے چھوٹنے سے احکام نافذ فرما دیتے ہیں۔ یا اس سے بڑھ کر کوئی شخص مفقود کرم اور عیاں پروری کی مثال دے سکتا ہے؟ شہر کے قریب پہنچ کر اونچے نیچے پر گڑے ہو کر غوطہ کا مغریب بڑھو زارا، دمشق کے بلند اور شاندار مکانات دیکھ کر عبرت انگیز لہجہ میں آیت کم تنو کواھن حیات و عیون الخ پڑھنا کیا معرفت الہی خشیت ازین اور تو حیدش ہی کی ایک زندہ تصویر نہیں ہے۔ امراء اور سرداران لشکر و جہاد اور دین کے کپڑے پہنے دیکھ کر فرما تا کہ اتنی جلدی تم سے عجیت اختیار کر لی، ہر کی سادگی چھوڑ دی اور شکر بڑے اٹھ کر مارا کیا سادگی پسندی، اور درود اور دینی کی عمدہ مثال نہیں ہے۔

پوپ کے کہنے کے باوجود کنیسہ میں نماز نہ پڑھنا نہ کر آج میں تمہارے کنیسہ میں نماز نہ پڑھ لیتا تو کل مسلمان اس پر قہر کر لیتے اور پھر زینہ کے متعلق بھی تحریر دے دیتا کیا اس بات کی ضمانت نہیں کہ جناب کے دل میں دوراندیشی، رعایا پروری اور حق پروری کہاں تک تھی۔ حضرت دجال کا فوجیوں کی شکایت کرنا کہ وہ ہمہ خدا نہیں کھاتے ہیں اور مسلمان غراب کو مستحب نہیں ہوتیں۔ حضرت یزید بن ابی سفیان کا جواب سن کر خدا کا نہیں کھانے کی اجازت دے دینا اور سپاہیوں نے یزید کے لئے کھانا متعین کر دینا کیا معاملہ منی کی ایک زندہ مثال نہیں۔ حضرت دجال کا اذان دینا۔ اللہ اکبر کا نعرہ سننا۔ یہ سب اچھلی کا بندھ جانا اور دیر تک اس کا اثر رہنا کیا خشیت ازین اور تو حیدش کی اور حیت رسول کا مجسم ہونا نہیں۔ صحر کے مقام کو خود صاف کرنا اور اپنے دامن میں منی بھر بھر کر ڈالنا کیا عظمت خداوندی اور شان فقیرانہ کی تصویر نہیں ہے۔ متوجہ قوم کو اس قدر قمارات دینا ان کے مجبوروں کو برقرار رکھنا رعایا کی خیر خواہی کرنا (جیسا کہ عہد نامہ سے معلوم ہو گیا) کیا رعیت پروری اور عدالت گستری کی کوئی اس سے زیادہ مثال دے سکتا ہے؟ غرض ایسے جامع کلمات شخص کا ایسے مقدس شہر کے متعلق عہد نامہ دیکھنے کے قبل ہے اور اسی لئے ہم اس کو یہاں بدیہ تاظرین کرتے ہیں۔

ہم پہلے جاہلیہ میں بتلا چکے ہیں کہ آپ نے جب یہ منی قیام فرمایا تھا۔ بعض مورخین جیسے طبری وغیرہ لکھتے ہیں کہ بیت المقدس کا معاہدہ جاہلیہ میں ہی مرتب ہوا۔ وہ کہتے ہیں کہ ریسان شہر بیت المقدس ان سے ملنے کے لئے چونکہ انہیں آپ کی آمد کی اطلاع مل چکی تھی اس طرف روانہ ہوئے تھے۔ آپ فوج کے حلقہ میں شرف فرماتے کہ دفعۃً کچھ سوار جن کی کروں میں تلواریں چمک رہی تھیں گھوڑے اڑاتے نظر آئے۔ مسلمانوں نے فوراً اسلحہ سنہیل لئے۔ آپ نے پوچھا خیر ہے؟ لوگوں نے سواروں کی طرف اشارہ کیا۔ آپ نے اپنی خدا واد فرماست سے سمجھایا کہ بیت المقدس کے مہمان ہیں۔ فرمایا گھبراؤ نہیں یہ تو امان طلب کرنے آئے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے آکر عہدہ نامہ مرتب کر لیا۔ بلاذری اور ازودی نے لکھا ہے کہ معاہدہ صلح بیت المقدس میں بھی ہوا بہر حال معاہدہ حسب ذیل ہے۔

”یہ وہاں ہے جو خدا کے غلام امیر المومنین عمر نے اہلیا کے باشندوں کو دیا۔ یہ وہاں ان کی جان و مال گر جا و صلح تندرست، بچاؤ اور ان کے تمام مذہب والوں کے لئے ہے نہ ان کے گرجاؤں میں سکونت کی جائیگی نہ وہ گرجائے جائیں گے نہ ان کے کسی حصہ یا احاطہ نقصان پہنچایا جائے گا نہ ان کے مسلمانوں اور مال میں کچھ کمی کی جائے گی۔ مذہب کے متعلق ان پر کوئی جبر نہیں ہوگا نہ ان میں سے کسی کو کچھ مضرت پہنچائی جائے گی۔ باشندگان اہلیا کے پاس یہودی رہنے نہ پائیں گے۔ اہلیا والوں پر یہ فرض ہوگا کہ وہ اور شہروں کی طرح جزیہ دیتے رہیں۔ یہودیوں کو اپنے یہاں سے نکال دیں۔ یہودیوں میں سے جو یہاں سے نکلے گا جب تک وہ اپنے مامن تک نہ پہنچ جائے اس کی جان و مال کو امان ہے۔ نیز اگر ان میں سے کوئی شخص یہیں رہنا چاہے اس کو بھی امن ہے اس کو اہل اہلیا کی طرح جزیہ دینا ہوگا۔ اہلیا والوں

میں انہیں کھول کر دیکھوں۔ تعزیت کے دن گزر جانے کے بعد میں نے ان دونوں ورقوں کو کھل کر پڑھنا شروع کیا۔ ان میں لکھا ہوا تھا۔

”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین الانبیاء بعدہ الخ یعنی اللہ جل جلالہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد رسول اللہ ان کے بھیجے ہوئے رسول ہیں جنویں کو پورا (ختم) کرنے والے ہیں۔ ان کے بعد اور کوئی نبی نہیں، ان کے پیدا ہونے کی جگہ مکہ معظمہ ہے اور دار جبرت مدینہ طیبہ، نہ وہ بدخواہ ہوں گے نہ درشت مزاج اور نہ یا وہ گو۔ ان کی امت شکر اور حمد کرنے والی ہوگی جس کے افراد ہر حالت میں ہر تعلیق کی شکر یہ اور تعریف کرنے والے ہوں گے۔ ان کی زبانیں تمہیل و تکبیر کی آوازوں سے تر رہیں گی وہ ہر ایک دشمن پر جوان کے ساتھ معاندت سے پیش آئے گا۔ فاتح اور منصور ہیں گے، وہ اپنی شرمگاہوں کو دھوئیں گے پردہ کی چیزوں کو چھپائیں گے۔ ان کے سینوں میں قرآن ہوں گے۔ آپس میں ایسے مہربان ہوں گے جیسے انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں پر قیامت میں وہ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے وہ ایمان میں سبقت کرنے والے مقربین، شفاعت کرنے والے ہیں جن کی شفاعت قبول کی گئی ہے۔“

یہ پڑھ کر میں نے اپنے دل میں کہا کیا اس سے بہتر اور اعظم کوئی دوسری چیز مجھے میرے والد نے سکھائی ہے (یعنی نہیں) اپنے والد کے انتقال کے بعد جب تک اللہ تبارک و تعالیٰ نے چاہا میں نے حضور اہل بیت اور توقف کرتا رہا حتیٰ کہ میں نے سنا کہ مکہ معظمہ میں نبیؐ مبعوث ہوئے ہیں اور وہ مکرر سے کرنا پڑتا توں کو ظاہر کرتے ہیں۔ میں نے کہا خدا کی قسم ضرور وہی ہوں گے۔ میں برابر ان کے حال (گزرشتہ سے پوچھتا)

میں سے اگر کوئی شخص رومیوں کے ساتھ چاہتا چاہے تو جب تک وہ اپنی جائے امن تک نہ پہنچ جائے تو ان کو ان کے گرجاؤں کو اور صلیبوں کو بھی امن ہے۔ جب تک یہ لوگ مقررہ جزیہ ادا کرتے رہیں اس وقت تک جو کچھ اس تحریر میں ہے اس پر اللہ سبحانہ، رسول خداؐ خضواء (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) اور مسلمانوں کا ذمہ ہے۔ ۵۷ھ میں یہ عہد نامہ لکھا گیا ہے اور خالد بن ولید، عمرو بن عاص، عبدالرحمن بن عوف اور معاویہ بن ابوسلیمان (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) اس پر گواہ ہیں۔

غالباً کوئی فاتح اپنی ملتہ قوم کو اس سے زیادہ کیا یعنی اس قدر بھی مراعات نہیں دے سکتا۔ ان مراعات کی قدر و منزلت آپ کو اس وقت معلوم ہو سکتی ہے جب آپ اس تصویر کا دور رخ بھی ملاحظہ فرمائیں اور اس خطی کو دیکھیں جو یورپ سے صلیبی فداہنیوں نے اس شہر پر قبضہ کرتے وقت یہاں سے ہاشموں کے ساتھ روانہ کی تھی اور جس کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں۔ یہ عہدہ نامہ صاف ہے اور سخت کھتا نہیں۔ یہ یسویوں کی جان و مال، مذہب، گرجا اور عیسائیں محفوظ رہیں گی۔ عمارات کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ احاطوں میں دست در لہذا کی نہیں کی جائے گی، غرض بالکل صاف ہے البتہ غالباً آپ کو یہ الفاظ چلتے ہوئے گئے کہ ہاشموں کا طریقہ کی یہودی رہے نہیں پائیں گے۔ سواصل، بات یہ ہے کہ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یسائیوں کے خیال میں یہودیوں نے صلیب دے کر قتل کر دیا تھا اور یہ واقعہ خاص بیت المقدس میں ہوا تھا اس لئے ان کی خاطر یہ شرط منظور کی تھی کہ یہودی بیت المقدس میں نہیں رہنے پائیں گے۔ رومی چونکہ مسلمانوں سے لڑتے تھے اور وہی درحقیقت مسلمانوں کے دشمن تھے مگر ان کے ساتھ بھی رعایتیں ملحوظ نہ کی گئیں کہ بیت المقدس میں رہنا چاہیں تو رہ سکتے ہیں اور اگر چاہتا چاہتے ہیں تو رہ سکتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں انہیں امن ہوگا اور ان سے گرجا اور عیسائیں محفوظ رہیں گے۔ اللہ اللہ! یہ ہے مساوات، عدل و احسان و رعایا پروری اور مذہب میں غیر تفریق۔ اسلام شہیر احمد اصری مترجم بھوکہ بڑی ضلع مظفر گڑھ راجپوت پوری۔

۱۳۳۶ھ

۱۔ ایک نسخہ میں چروں کے ہے۔ ۱۲۔ امن

اور کاموں کے متعلق دریا فت کرتا رہا۔ حتیٰ کہ مجھے خبر ملی کہ وہ مکہ معظمہ چھوڑ کر یثرب کی طرف ہجرت فرما گئے ہیں۔ میں ان کے امور کی برابر نگاہ رکھتا رہا۔ یہاں تک کہ آپ نے غزوے کئے جہاد فرمایا اور دشمنوں پر غالب ہوئے۔ میں نے چاہا کہ دربار رسالت میں حاضر ہوں۔ مگر مجھے معلوم ہوا کہ اس عالم سے انتقال فرما گئے ہیں اور وحی منقطع ہو گئی ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ معلوم کر کے مجھے خیال ہوا کہ جن کامیں انتظار کر رہا تھا شاید وہ نہیں تھے۔ میں اسی خیال میں رہا حتیٰ کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمانوں کے دروازے کھل رہے ہیں فرشتے گروہ درگروہ اتر رہے ہیں اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے رسول اللہ انتقال فرما گئے اور زمین والوں سے وحی منقطع ہو گئی۔

اس خواب کے بعد مجھے خبر ملی کہ ان کے بعد ایک خلیفہ مقرر ہوئے ہیں جن کا نام ابوبکر صدیقؓ ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوں۔ ابھی بہت کم ہی مدت ہوئی تھی کہ ان کی فوجیں ہمارے پاس شام کی طرف آئیں اور پھر اس کے بعد ان کی وفات کی خبر بھی پہنچ گئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کے بعد ایک اور شخص گندری ریف کے خلیفہ ہوئے ہیں جن کا نام عمرؓ ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا تا وقتیکہ میں اس دین کے متعلق خوب اچھی طرح تحقیق نہ کر لوں اور اس کی حقیقت سے کما حقہ واقف نہ ہو جاؤں۔ اس وقت تک اس میں داخل نہیں ہوں گا۔ میں برابر اس کی تحقیقات کرتا رہا حتیٰ کہ حضرت عمر بن خطابؓ بیت المقدس میں تشریف لائے اور اہلایان بیت المقدس سے صلح کی۔

میں نے ان کے وفائے عہد پر نظر دوڑائی اور جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے دشمنوں کے ساتھ کیا تھا اس پر نگاہ ڈالی تو مجھ پر مشکف اور محقق ہو گیا کہ نبی امی محمدؐ کی امت یہی حضرات ہیں۔ اب میں نے اپنے دل میں اس دین کے اندر داخل ہونے کا مکالمہ کیا اور میں پس و پیش ہی کرتا رہا کہ آپ داخل ہوں یا نہیں؟ حتیٰ کہ ایک رات میں اپنے کوٹھے پر کھڑا ہوا تھا کہ ایک مرد مسلمان نے اس وقت یہ آیت پڑھنی شروع کی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّوُوا الْكِتَابَ آمَنُوا بَمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَطْمِسَ وَجُوهًا فَرَدْحَهَا عَلَىٰ
أَدْبَارِهَا نَلْعَمَهُمْ كَمَا لَعْنَا أَسْوَاحَ السَّبْتِ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا .

”اے وہ لوگو! جو کتاب دے گئے ہو (اہل کتاب) ایمان لاؤ اس چیز کے ساتھ جو ہم نے نازل کی ہے (قرآن شریف) درآئیں لے لے لے وہ اس کی تصدیق کرنے والی ہے جو تمہارے پاس ہے (توریت انجیل وغیرہ) پہلے اس بات سے کہ مٹاؤ الیس ہم مونہوں کو پس بھیر دیں ہم ان کو ان کی پٹٹیوں پر یا لعنت کریں ہم ان پر جیسا کہ لعنت کی ہم نے ہفتہ والوں (یہودیوں) پر اور ہے اللہ تعالیٰ کا حکم کیا گیا۔“

میں یہ آیت سنتے ہی ذرا اور خدا کی قسم مجھے خوف ہوا کہ کہیں صبح ہونے سے قبل ہی میرا منہ نہ پھیرا جائے۔ مجھے صبح ہونے سے زیادہ اور کسی بات کا اشتیاق نہیں تھا حتیٰ کہ صبح ہوئی اور میں اپنے گھر سے نکل کھڑا ہوا۔ لوگوں سے حضرت عمر بن خطابؓ کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آپ بیت المقدس میں تشریف فرما ہیں۔ میں بیت المقدس کی طرف چلا۔ جس وقت میں آپ کی خدمت میں پہنچا تو اس وقت جناب صحفہ کے قریب مسلمانوں کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ نماز کے بعد میں آپ کے سامنے حاضر ہوا اور آپ کو سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب مرحمت فرمایا اور دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ میں نے کہا کعب بن احبار ہوں اور اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ اسلام میں داخل ہو جاؤں۔ کیونکہ میں نے کتب سناو یہ میں جناب محمد رسول اللہؐ کی صفات دیکھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ

عز وجل نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی تھی۔

”یا موسیٰ! میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ اپنے نزدیک کسی کو بزرگ تر اور اکرم نہیں پیدا کیا۔ اگر وہ نہ ہوتے تو میں نہ جنت پیدا کرتا اور نہ دوزخ اور نہ شمس و قمر اور نہ زمین و آسمان۔ ان کی امت تمام امتوں سے بہتر ہے اور ان کا دین تمام ادیان سے بہتر ہے، میں انہیں آخر زمانہ میں مبعوث کروں گا ان کی امت مرحومہ ہوگی اور وہ خود نبی الرحمتہ ہوں گے۔ (ان کی شان اور صفت یہ ہوگی کہ) وہ نبی امی، تہامی، قرشی، موسیوں کے ساتھ رحیم اور کافروں پر شدید ہوں گے۔ ان کا باطن ان کے ظاہر کے مثل ہوگا۔ ان کا قول ان کے عمل کے خلاف نہیں ہوگا۔ ان کے نزدیک قریب اور بعید سب برابر ہوں گے۔ ان کے صحابہ آپس میں رحم اور میل جول رکھنے والے ہوں گے۔“

آپ نے فرمایا کعب! تم جو کہتے ہو آیا یہ سچ ہے؟ میں نے کہا جو میرے کہنے کو مستند اردلوں کا مجید جانتا ہے اس کی قسم بالکل سچ ہے۔ آپ نے فرمایا:

الحمد لله الذي اعزنا و اكرمنا و شرفنا و رحمننا برحمته التي وسعت كل شئ و هداانا بمحمد صلى الله عليه وسلم.

”شکر اور تحریف ہے اللہ پاک کی جنہوں نے ہمیں عزت دی بزرگی عنایت فرمائی شرف کیا اپنی اس رحمت سے نوازا جو تمام چیزوں کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور محمدؐ کے ذریعے سے ہمیں ہدایت بخشی۔“

کعب کیا تم ہمارے دین میں داخل ہو سکتے ہو؟ میں نے کہا یا امیر المؤمنین! آپ کی اس کتاب میں جو آپ کے دین و مذہب کے اوامر بتلانے کے لئے آپ کی طرف نازل کی گئی ہے کیا کہیں (سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھی ذکر ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی:

ووصی بها ابراهيم بنيه و يعقوب يابنى ان الله اصطفى لكم الدين فلا تموتن الا وانتم مسلمون ام كنتم شهداء اذا حضر يعقوب الموت اذ قال لبيه ما تعبدون من بعدى قالوا نعبد الهنك واله ابانك ابراهيم واسماعيل واسحق الها واحدا ونحن له مسلمون.

”اور یہی وصیت کی تھی ابراہیم نے اپنے بیٹوں اور یعقوب نے اے بیٹو! اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمہارے واسطے دین کو پسند کر لیا ہے پس نہ مروت مگر دراصل ایک تم مسلمان ہو۔ کیا تم اس وقت حاضر تھے جب یعقوب کی موت کا وقت آیا (اور) جب اس نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میرے بعد کس کی عبادت کیا کرو گے؟ انہوں نے کہا ہم تیرے معبود اور تیرے باؤ اجداد ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق کے معبود کی عبادت کریں گے جو ایک ہی معبود ہے اور اسی کے حکم برادر ہیں۔“

اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت کی:

ما كان ابراهيم يهوديه ولا نصرانيه ولكن كان حنيفا مسلما.

”نہ ابراہیم یہودی تھے اور نہ نصرانی البتہ ایک سیدھے راستہ پر چلنے والے مسلمان تھے۔“

اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت کی:

المغير دين الله يغيثون وله اسلم. الخ

”کیا اللہ کے دین کے سوا کسی دوسرے کو پسند کرتے ہو؟“

ازال بعد یہ پڑھی:

ومن یتبع غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منه۔

”جو شخص دین اسلام کے سوا کسی دوسرے مذہب کا اتباع کرے گا پس ہرگز اس سے قبول نہیں کیا جائے گا۔“

بعد ازیں پڑھا

قل اننی ہدانی ربی الی صراط مستقیم۔

کہہ تو کہ مجھے میرے رب نے صراطِ مستقیم کی طرف راہ دکھائی۔“

پھر یہ آیت پڑھی

وما جعل علیکم فی الدین من حرج ملنہ ابیکم ابراہیم وهو سماکم المسلمین من قبل۔

”تم پر تمہارے دین میں کوئی سختی مقرر نہیں کی دین تمہارے باپ ابراہیم کا (یعنی اس کی پیروی کرو) اسی کے پہلے

سے (یعنی قبل از قرآن) تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔“

حضرت کعب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جس وقت میں نے یہ آیات سنیں تو فرامیں نے کہا یا امیر المومنین! الشہدان لا الہ

الا اللہ والشہدان محمد عبده ورسوله۔ آپ میرے سلام لانے سے بے حد خوش ہوئے اور کچھ تو قف کے بعد فرمایا کعب!

کیا یہ ہو سکتا ہے کہ تم میرے ساتھ مدینہ طیبہ پہنچو یہی ”کی قبر شریف کی زیارت کرو اور زیارت سے متشبع ہو۔ میں نے عرض کیا یا امیر المومنین! میں ایسا ہی کروں گا۔

بیت المقدس کی فتح کے بعد امیر المومنین کی مدینہ طیبہ واپسی

کہتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ نے اہل بیت المقدس سے عہد نامہ ہو جانے اور ان کے اداۓ جزیہ کے اقرار کے

بعد بیت المقدس سے کوئی فرمادیا۔! تمام لشکر چاہے تک آپ کے ساتھ آیا۔ یہاں آپ نے پڑاؤ کیا اور قیام فرما کے اول دفرع

ترتیب دیا۔

یہاں مجھے بیت المقدس سے متعلق کچھ حدیث معروضات بھی تھیں ضروری معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ بیت المقدس مرکزی مقام ہے۔

”پ کو جس کا اصل کتاب سے معلوم ہو چکا ہے، بیت المقدس حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کی خلافت راشدہ میں ۱۷ھ کو مطبق (۶۳۸ء کو) ہوا اور ۲۹ھ

تک مسلمانوں کے قبضے میں رہا۔ ۳۹ھ مسلمانوں کے ہاتھ لپکا اور رکاسا تھا۔ مسلمانوں کی آپس میں خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ جنہوں نے انہیں

بہت آزار دیا۔ مسلمانوں نے یہ غزوی دیکھی جیسا یوں کہ میں نے پائی پھرتا آیا اور وہ بیت المقدس کی طرف لپٹی ہوئی لشکر سے دیکھنے لگے۔ مگر پھر بھی

اسلام کو سنا ہوا، شیر تصور کرتے تھے منسوبی کرتے رہے۔

ادھر دولت فاطمیہ جو مصر میں تھی اور جو اسلام کے لئے اکابر موقوفوں پر مضبوط ثابت ہوئی تھی، اس نے حکومت مملوکوں کی مخالفت میں عیسائیوں کو

دے دی کہ آپ شام پر حملہ کریں اور دولت مملوکوں کو فتح کریں۔ ہمیں کسی قسم کا رنج نہیں ہوگا۔ بلکہ ہم حتیٰ امکان آپ کی مدد کریں گے۔ بلکہ فاطمی خلیفہ

ابوالقاسم احمد المستنصر بالله نے ان سے کچھ معاہدہ بھی کیا۔ آخر حیدر بن احمد نے آگے بڑھے۔ شام کے شہروں پر قبضہ کیا اور اپنی اس جنگی آرزو کا یعنی

فتح بیت المقدس کو بھی ۳۹۲ھ میں انہوں نے اپنی غرض میں لے لیا اس وقت بغداد میں ابو العباس المستنصر بالله سرور خلافت پر متمکن تھا۔ اس نے

اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں پر جو نعمتیں مہذول فرمائی تھیں ان میں سے خُش نکال اور پھر شرم کو دو حصوں پر تقسیم فرمایا ایک حصہ پر حوران سے جب اور اس کے مصافات میں تھا۔ حضرت ابو سعید بن جراحؓ کو حاکم بنایا اور یہ ہدایت کی کہ صلیب پر فوج کشی کریں اور تا وقتیکہ ہارنی تعالیٰ جل مجدہ است تمہارے ہاتھ سے فتح نہ کراویں برابر لڑتے رہیں۔

دوسرا حصہ جوارض فلسطین، ارضِ قدس اور سائل پر مشتمل ہیں حضرت یزید بن ابی سنیانؓ کی قیادت میں دیا اور حضرت ابو سعید بن جراحؓ کے انیس زیر اثر رکھا اور فرمایا کہ وہ اہل قیساریہ کی طرف بڑھیں اور تا وقتیکہ اہلِ جل مجدہ اسے تمہارے ہاتھ سے فتح نہ کراویں۔ اس وقت تک برابر مقاتلہ جاری رکھیں۔ زیادہ تر فوج آپؐ نے حضرت ابو سعید بن جراحؓ کو جن کے ساتھ حضرت خالد بن ولیدؓ بھی تھے مرحمت فرمائی۔

(گزشتہ سے پیوست)

اگرچہ دوری دور ہا تھا مگر ہمارے مگر ہا نکل ہے سود۔

جسائیوں نے چونکہ بیت المقدس میں مسلمانوں پر بے حد ظلم توڑے تھے۔ پھر کاتل، حاملہ عورتوں کے پینہ چاک کرنا، علماء و فقہاء پٹنی کا تیل چھڑک کر جادونا، مفسرین و محدثین کو بھینچوں میں جھونک دینا، خراب دادوں میں چھپے ہوئے مسلمانوں کو بے دریغ قتل کرنا۔ چند حضوں میں سات ہزار مسلمانوں کا شہید کرنا، مسجد حرام میں آٹھ روز تک برابر فوجی معرکہ کرنا۔ تو ایک انی افعال تھے۔ مسلمان مقتولین کی جمعی تعداد ستر ہزار سے بھی زائد تھی۔ وٹ کسٹ کے دل میں جس وقت چھڑکے معری جڑے تھے اس لئے ان کو خونی منظر کا سامنا کرنا عذراقت فیہ کا دل پہنچ گیا اور اس نے یہ قہقہہ دے دینے پسائیوں کو اذیت دینی۔ مگر یہ یوں نے قہقہہ دے چھپے چھپے مگر بھی فوج کشی کرنا، مصریوں کو ہزینت دیدی۔ بطونقی ہے چورے پہنچتی تھوہ ساچکے تھے۔ آخر بیت المقدس پر جسائیوں کا بھی پریم لہرانے لگا اور پورے کیا تو۔ (۹۱) اس تک لہرا۔

اس کے بعد جب اہلِ الجرب ۲۳ھ کو سلطنت صلیب کے دین خدایہ ایوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بیت المقدس کی طرف چاکروں خیمہ زن ہوئے۔ اس وقت بیت المقدس میں ایک۔ کھستہ زخمی سیکی تھی جس میں سے ساٹھ ہزار پائل ملے تھے۔ پانچ روزی ٹرائی کے بعد سلطان صلیب لہرین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اسے فتح کر لیا اور پھر اسدی پرچم اس پر لہرا۔ کھستہ زخمی سیکی علیہ نے ان کے ساتھ ہر امت راہ تھیں ان پر تارن شاہد ہے اس نے مسکوں کی طرح عداوی کا ثبوت نہیں دیا بلکہ اسلامی وسیع انظری کو کام میں لایا۔

بعد ازاں اس وقت تختِ خلافت پر تاج لہرا۔ اہلِ اسلام ابو الوہاب مسکن تھا۔ سلطان کے پرایت سے بڑی قیامت سے ستانِ خلافت بعد ازاں کو فتح کی خوش خبری کبھی صفر مظفر ۵۵ھ میں خلافتِ بغداد علیہ فیہ کے وزیر سلطان کا شکر یہ دایا۔ اکتوبر ۹۴ھ میں یورپ کو یہ اطلاع ہوئی کہ بیت المقدس کو سلطنت صلیب نے فتح کر لیا ہے۔ اس خبر سے یورپ میں ایک ہر امیج لگ گیا۔ یورپ کا ٹاٹ ڈالنے سے ہی دم نکل گیا اور دوزخ میں چڑھ گیا۔ ولیم آف پینچ نے اپنی تقریروں سے تمام یورپ میں مسلمانوں کے خلاف آگ بھڑکادی اور سب وارنے کے لئے آدھ کر دیا۔

فرانس اور انگلستان جو مدت سے بیت المقدس کے ساتھ دست و پیر ہوتے تھے مذہب ہوئے اور یورپ سے بڑے بڑے ملکی و سیاسی رہنما نواب اور مدین نے انجیلوں کو ہاتھ میں اٹھا کر بیت المقدس کے بھین لینے کی قسمیں کھیں۔ اور جیل ڈالے ہوئے۔ شہرِ فرانس اور شہرِ انگلستان رچھڑا۔ عرب میں مسلمانوں میں چڑھنے لگے۔ مگر خدا کے فضل و کرم سے سلطان کاہل تک بچا نہ کرسکا اور ۱۹۱۳ء تک مسلمان بیت المقدس پر قابض رہے۔

۱۹۱۴ء میں ایک جنگ عظیم ہوئی اور اس میں بیت المقدس مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گیا اور اب تک یعنی ۱۹۳۳ء تک یہ نکل گیا اور غیر دول کے ہاتھ میں جس سے مسلمانوں کو مہرت حاصل کرنی چاہئے۔ (شیر احمد انصاری مترجم) اور آج ۲۰۰۲ء ہے مگر مسلم حکمرانِ خلافت کی گہری نیند سے بولے ہیں۔ ویسا ہی بودی بغیر کو قضاہ الی تصور کرتے ہوئے ہاشی برضاہ ہیں محمد احمد

۲۔ جن جن میں لشکر یوں اور اہلِ علیہ کے نام درج تھے۔

مصر کی طرف حضرت عمرو بن عاصؓ کو روانہ کیا۔ حمص کے عہدہ قضا پر حضرت عمرو بن سعید انصاریؓ کو مقرر فرمایا اور اس کے بعد آپ نے حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ساتھ لے کر مدینہ الرسولؐ کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت عمرؓ کی مدینہ تشریف آوری

اہالیان مدینہ الرسولؐ یہ خیال کرتے تھے کہ حضرت عمرؓ شام میں عہدہ عہدہ میوے، فراوانی اور زخوں کی ارزانی دیکھ کر نیز چونکہ شام بل والا نبیاء ارض مقدس اور محشر کی جگہ ہے حشر کا میدان یہیں ہوگا یہ سوچ کر شاید وہیں نہ قیام فرمائیں۔ یہ روزانہ مدینہ منورہ سے نکل نکل کر آپ کا انتظار کیا کرتے اور خبریں معلوم کیا کرتے تھے حتیٰ کہ ایک روز آپ تشریف لائے۔ آپ کے قدم میعت لڑوم سے تمام مدینہ جنبش میں آ گیا۔ رسول اللہؐ کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپ کے آنے اور آپ کو دیکھنے سے بے حد خوش ہوئے۔ آپ کو سلام کیا مگر کہا اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ سے جوج بختی تھی اس کی مبارک باد دی۔ آپ سب سے پہلے مسجد میں تشریف لائے۔ رسول اللہؐ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی قبروں پر سلام کیا۔ دو رکعت نماز پڑھی اور حضرت کعب احبار کی طرف متوجہ ہوئے فرمانے لگے تم نے جوان دو ورتوں کے اندر رکھا ہوا دیکھا تھا مسلمانوں سے بیان کرو۔ انہوں نے بیان کیا اور لوگوں نے اس سے اپنے اپنے ایمانوں کو تقویت بخشی۔ رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

بسم الله الرحمن الرحيم

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن حسین بن عباس نے جو ابوسفیان کے لقب سے مشہور ہیں اور ان سے ابو جعفر بن احمد بن عبد النافع نے اور ان سے عبد اللہ بن اسم زہری اور ان سے عبد اللہ بن یحییٰ رزقی اور ان سے ان لوگوں نے جن کا ذکر اور نام لال کتاب میں بیان ہو چکا ہے اور تمام حضرات کی روایات قریب ہی قریب ہیں۔ اللہ پاک جل مجدہ زیادتی اور نقصان سے بچائیں۔ کیونکہ صدق دراصل ایک امانت ہے اور کذب خیانت۔ اس ذات وحدہ لا شریک لہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جو حاضر و غائب کے جاننے والے ہیں کہ میں نے اپنی اس کتاب میں سوائے صدق کے اور کسی خبر پر اعتماد نہیں کیا اور قاعدہ حق کے سوا کسی حدیث اور بات کو اس کے اندر بیان نہیں کیا تا کہ میں رسول اللہ کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی فضیلتیں، بزرگیاں اور ان کا جہاد ثابت کر کے اہل رضی کی جو اہل سنت سے خارج ہیں اس کے ذریعے آبرو خاک میں ملادوں کیونکہ اگر مشیت ایزدی ان کے شامل حال نہ ہوتی تو نہ شام کے شہر مسلمانوں کے قبضہ میں آتے اور نہ اس دین کا پھر براؤن کے قلعوں کی چوبیوں پر لہراتا ہوا دکھائی دیتا۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تمام ترکوششیں محض اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کے لئے تھیں۔ یقیناً انہوں نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کا حق ادا کر دیا اور انہی کے متعلق فرماتے ہیں۔ ملک المقنن فمہم من قضی نحبہ ومنہم من منظر۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ خلیفہ المسلمین حضرت عمر بن خطابؓ نے جب سرداران شام کو شام کے مختلف علاقوں میں مقرر فرمایا تو حضرت ابو سعیدہ بن جراحؓ کو امیر شام بنا کر حلب، اندلس، مفرق اور جوان کے متصل قلعے تھے ان کی طرف روانہ کیا اور حضرت عمرو بن عاصؓ کو مصر، بجا اور حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کو ساحل شام پر لشکر کشی کرنے کا حکم دیا۔ حضرت یزید بن ابوسفیانؓ چل کر قہساریہ میں خیمہ زن ہوئے۔

یہ شہر بہت زیادہ آباد تھا جس میں آدمیوں کا جہوم اور فوج کی کثرت تھی۔ قسطنطین ملک ہرقل کا بیٹا یہاں کا فرماں روا تھا جس کے پاس نصرانی عربوں، رومیوں اور دوسروں کی اسی ہزار فوج تھی۔ اس نے جب حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کو یہاں محاصرہ کرتے دیکھا تو اپنے باپ ملک ہرقل سے ملک کا خواہاں ہوا۔ ہرقل نے والی مرعش لادن بن نبغال کے ساتھ دوسری بہادریوں کی جیس ہزار جمعیت اور غلے اور چارے کی کشتیاں بھر کر اس کے پاس روانہ کر دیں۔ حضرت یزید بن ابوسفیانؓ نے یہ دیکھ کر اور خیال کر کے کہ میں ان کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتا در خلافت میں اس کی اطلاع دی اور نکلا۔

حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کا دربار خلافت میں عرضداشت بھیجنا

بسم الله الرحمن الرحيم

یزید بن ابوسفیان شام کے ایک صوبہ کے عامل کی طرف سے حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کی خدمت میں۔ سلام

حکیم۔ فی احمد اللہ الذی مالک الایمان الکی اقیوم، واصلی علی نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم!

امام احمد۔ یا امیر المؤمنین! میں قیسا ریہ میں پہنچا یہ شہداء دیوں اور فوج سے پر ہے۔ فتح کرنے کی، دلی امید نہیں۔ قسطنطین نے اپنے باپ سے ملک طلب کی ہے اور اس نے والی مرعش لادون بن مہال کے ساتھ دوسویں کی بیس ہزار فوج یہاں روانہ کی ہے۔ روزانہ رسد کی کشتیں جن میں چارہ اور خلع ہوا ہوتا ہے آتی رہتی ہے ملک چاہتا ہوں۔ والسلام۔

یہ خط آپ نے حضرت عمرو بن سالم بن حمیر غنمی کے ہاتھ روانہ کیا۔ جس وقت یہ مدینہ طیبہ میں پہنچے تو حضرت امیر المؤمنین عمر فاروقؓ کو سلام کیا اور خط پیش کیا۔ آپ نے دریافت فرمایا یہ خط کہاں سے لائے ہو؟ انہوں نے کہا یزید بن ابوسفیان کے پاس سے۔ آپ نے اسے کھول کر پڑھا جس وقت آپ اس کی آخر کی سطریں پڑھ چکے تو حضرت یزید بن ابوسفیان کے کام اور ان کی درخواست کے متعلق غور و فکر کرنے لگے اور سوچتے رہے کہ اس میں کیا کرنا چاہئے۔ حتیٰ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ کے پاس آئے۔ حضرت امیر المؤمنین انہیں دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ ایک نے دوسرے کو سلام کیا۔ اور معافدہ کے بعد دونوں حضرات بیٹھ گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا یا امیر المؤمنین کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا میں خدا کے فضل و کرم سے اچھا ہوں اور باری تعالیٰ جل مجدہ نے جو کام میرے پروردگار کا ہے اس میں ان کی اعانت اور مدد چاہتا ہوں۔ خدا کی قسم اگر دریاے فرات کے کنارے کسی بکری کی جان بھی ضائع ہوگئی تو اس کے سبب سے عمر ضرور ماز خود ہوگا۔ اس کے بعد آپ نے حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کا خط دکھا کر فرمایا کہ وہ قیسا ریہ شام میں ہیں اور مدد طلب کرتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا یا امیر المؤمنین! آپ مسلمانوں کی طرف سے رنج و غم نہ سمجھئے اور نہ اتنی بے صبری فرمائیے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مشرکوں کو ذلیل کر کے آپ کو ضرور فتح عنایت فرمائیں گے۔ آپ یزید کی کمک کیجئے اور ان کے پاس خط لکھئے۔ یہ سن کر حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطابؓ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو خط لکھا کہ وہ حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کی کمک کریں اور اس کو خط روانہ کر دیا۔

واقعی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے ساتھ بیس ہزار فوج تھی اور حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کے پاس دس ہزار۔ جس وقت حضرت امیر المؤمنین عمر فاروقؓ کا حکم نہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے پاس پہنچا تو انہوں نے حضرت حرب بن عدیؓ کی زیریادت تین ہزار فوج کر کے انہیں حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کی کمک اور مدد کے لئے روانہ کر دیا۔ اور اب ان کے پاس ستر ہزار جمعیت رہ گئی جو اکثر بیٹوں پر مشتمل تھی۔ یہاں حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے اہل قنسرین اور عوام سے پانچ پانچ ہزار مشقتل سونے اور چاندی، ایک ہزار برہمنی کپڑوں اور پانچ سو بارشتر آٹھ اور دس تینوں کے اوپر صلح کر لی تھی۔ صلح کے مکمل ہونے کے بعد جب اہل قنسرین اور عوام نے تاوان صلح داکر دیا اور صلح کی دفعات منظور کر لیں تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے انہیں صلح نامہ لکھ کر دے دیے اور آپ حضرت خاند بن ویدؓ نیز چند سادات مسلمین اور سردارانِ مومنین کے ساتھ شہر میں داخل ہو گئے اور ایک مسجد کا حصار کھینچ دیا۔ اہل حلب نے جب صلح قنسرین کے متعلق یزیدؓ کی طرف آنا سنا تو گھبرا اٹھے اور ایک اضطراب شدید ان میں پھیل گیا۔ حلب پر اس وقت دو حقیقی بھائی حکمران تھے اور ایک قلعہ میں جو شہر سے علیحدہ بنا ہوا تھا رہا کرتے تھے۔ ایک کا

یہ واقعہ کا ترجمہ ہے، دقیقاً، بارشتر نیز ساٹھ صاع کا بھی ایک دقیق ہوتا ہے جو قریب قریب بارشتر کے ہی ہوتا ہے۔ ۱۴۰

نام ان میں سے یوتا تھا اور دوسرے کا نام یوحنا ان کا باپ شہر حلب اس کے پرچوں ۱۔ مزدور زمینوں ۲۔ اور متعلقہ دیہاتوں ۳۔ کا ایک طرف تو پہاڑیوں اور دوسری جانب فرات کی حدود تک مالک ہو گیا تھا اور برستوں تک حلب کا یہ صوبہ اسی کے قبضہ و اقتدار میں رہا تھا کسی شخص نے اس سے اس کے متعلق جھگڑایا جنگ نہیں کی تھی۔ ہرقل بادشاہ روم نے اس کے مکرو فریب اور برائی سے ڈر کر حلب کو اسے بطور جاگیر کے بخش دیا تھا۔ روم کے والیان ملک اس سے ڈرتے۔ اس کی تعظیم و تکریم کرتے اور اپنی اپنی حکومتوں اور جمعیتوں کی حفاظت کے خیال سے اس سے دست و گریبان نہیں ہوتے تھے کہ ایسا نہ ہو ہمارے مقبوضات بھی یہ فتح کر لے۔ کیونکہ یہ ایک کم سن جوان شخص تھا اور اپنے قصد اور ارادہ سے تمام اقصائے بلاد کو ہلا کر رکھ دیا کرتا تھا۔ والیان ملک کو اس کی طرف سے خیال تھا کہ ایسا نہ ہو کہ اگر اس کے ساتھ جنگ کی جائے تو یہ اپنی قوت سیاسی تدبیروں، کثرت شر اور اپنے بی عم کی شدت کی وجہ سے ہماری سلطنتوں پر بھی قبضہ نہ کر لے۔

جنگ حلب

بہر حال جب یہ صحیح عوام میں آیا تھا تو اس نے اپنی رہائش کے سئے حلب کے قلعہ کو منتخب کر کے اسے نہایت مستحکم اور استوار کر لیا تھا اور اپنی حفاظت اور صیانت کی غرض سے اس کی تعمیر کرا کے اس کے چاروں طرف شہر پناہ بنوادی تھی اور شہروں کو آباد کر کے اسے خوب مضبوط اور محصور کر رہا تھا اور جس وقت اس کا جہاں سے کوچ ہو گیا تھا تو اس کے بعد اس کا جانشین اور بادشاہت کا مالک اس کا بڑا بیٹا یوتا ہوا تھا جو نہایت شجاع، بہادر، جنگ جو، لڑائی کی طرف اقدام کرنے والا، جنگ کے شعلوں سے نڈر اور اس کی بلاؤں سے بے خوف، مال کا نہایت حریص اور پکا دنیا دار تھا۔ بخلاف دوسرے بیٹے کو جو نرم طبیعت، تارک دنیا، راہب اور اپنے زمانہ کے تمام آدمیوں سے زیادہ عالم تھا اور جس نے ریاست اور بادشاہت سے قطعاً اپنا ہاتھ کھینچ لیا تھا۔ نیز اس نے جب یہ سنا تھا کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے اس طرف کا رخ کیا ہے تو اس نے اپنے بھائی یوتا سے کہا تھا کہ آپ نے اس کے متعلق کیا تدابیر اختیار کی ہے اور کیا ارادہ ہے؟

اس نے جواب دیا تھا کہ عربوں سے لڑنے کا قصد ہے۔ میں انہیں قبل اس کے کہ وہ میری ریاست کے حدود کے اندر قدم رکھیں مزہ چکھا دوں گا تاکہ انہیں معصوم ہو جائے کہ اب تک جو انہوں نے والیان شام وغیرہ سے مقابلہ کیا ہے میں ان جیسا نہیں ہوں یہ یوحنا انجیل اور مزامیر (یعنی مزامیر داؤد جو زبور سے مشتق اور دعاؤں کی قسم سے ہیں) پڑھا ہوا تھا۔ اس کا کام اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ یہ کیسیوں اور گرجاؤں کی تعمیر کرنا، معصوموں کو آباد کرنا، پش، راہبوں اور پادریوں کے کپڑے بنانا اور ان کے تمام کاموں کا سنبھال ہونا تھا اور بس۔

۱۔ یہ اعمال کا ترجمہ ہے اعمال بمعنی پرگمہا۔ ۱۲۰ء

۲۔ یہ ضلع کا ترجمہ ہے نجدہ مزدور زمین۔ ۱۲۰ء

۳۔ یہ اساتذہ کا ترجمہ ہے اساتذہ بمعنی دیہات۔ ۱۲۰ء

۴۔ عوام اصطلاح کے دیہات۔ ۱۲۰ء

یوقتا اور یوحنا کا باہم مشورہ

جب ان دونوں بھائیوں کو عوام کی فتح کی خبر پہنچی کہ وہ جنگ کے جد فوج ہو چکا ہے اور قسطنطین داؤں نے دب کے صلح کر لی ہے۔ نیز عرب وہاں داخل ہو گئے ہیں اور ان کا لشکر معمرات، عوام اور بقاع سے حدود فرات تک چھاپے مارتا رہتا ہے تو یوحنا اپنے بڑے بھائی یوفا سے کہنے لگا۔ بھائی جان! میں چاہتا ہوں کہ آپ کسی روز رات کو مجھ سے خلوت میں ملیں تاکہ میں آپ سے کچھ مشورہ کر سکوں۔ اپنی رائے سے جناب کو مطلع کروں اور آپ کی رائے سے میں مستفید ہوں۔ یوفا نے کہا، بہت بہتر۔ رات نے جب اپنی تاریکی کی چادر فضاء عالم پر ڈال دی تو یہ قلعہ میں اپنے پاپ کے مکان پر جمع ہوئے اور ایک جگہ بیٹھ کے مشورہ کرنے لگے۔ یوفا نے کہا بھائی! ان شیکہ بھوکے عربوں کے ہاتھوں بادشاہ ہوں پر جو افتاد نازل ہوئی ہیں وہ خود تمہیں معصوم ہیں۔ نیز اہل شام پر جو مصائب انہوں نے توڑے ہیں قتل، غارت گری، بلوٹ وہ بھی تمہیں بخوبی معلوم ہیں۔ یہ شام کے جس شہر پر جتے ہیں اسے ہی فتح کر کے اس کے ملک ہو جتے ہیں۔ اب تم مجھے اس کے متعلق مشورہ دو کہ گویا میں ان کے سامنے ہوں وہ ہم تک پہنچ گئے ہیں ایسی صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

یوحنا نے کہا بھائی جان! آپ نے اپنے کام میں جب مجھ سے مشورہ لیا ہے تو میرا فرض ہے کہ میں آپ کو کامل مشورہ دوں اور اگر آپ قبول کریں تو بے غل و غش و نصیحت کروں۔ یہ صحیح ہے کہ میں آپ سے عمر میں چھوٹا اور فنون جنگ سے کم واقف ہوں مگر باعتبار بصیرت آپ سے زیادہ عالم ہوں۔ مسیح اور قربان کی قسم! اگر آپ نے میرے مشورے پر عمل کیا تو آپ کی بات بھی بڑی ہی رہے گی اور مال و جان بھی محفوظ رہے گا۔ اس نے کہا میں تمہیں واقعی اپنا خیر خواہ سمجھتا ہوں تم اپنی رائے بیان کرو۔

یوحنا نے کہا کہ میرے نزدیک بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ عربوں کے پاس ایک اچھی سمجھیں اور اگر جناب کو منظور ہو تو میں خود اپنی ہو کر آپ کی طرف سے ان کے پاس جاؤں۔ نیز جتنا وہ چاہیں انہیں مال و اسباب دیں اور صلح کی درخواست کریں اور جب تک انہیں آپ غائب نہ دیکھیں ایک معینہ رقم سلا نہ انہیں ادا کرتے رہیں۔ یوفا یہ سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا اور یوحنا کو مخاطب کر کے کہنے لگا مسیح تیرا برا کریں کتنی بزدلانہ رائے ہے۔ تیری ماں نے تجھے راہب اور پادری ہی جنا ہے۔ بادشاہ محارب اور مقاتل نہیں پیدا کیا۔ راہب بڑے بزدل ہوتے ہیں ان کے دل بالکل نہیں ہوتا کیونکہ مسور کی دال، زیتون اور ساگ پات کے سوا گوشت کبھی کھاتے نہیں جو طاقت پیدا ہو۔ نہ کسی دوسری نعمتوں کو ہی چھیڑتے ہیں۔ لڑائی کے فنون سے آگاہ نہیں ہوتے اور جو امر دونوں سے ملاقات رکھتے ہیں جو کچھ ہمت ہی پیدا ہو۔ میں ایک بادشاہ اور بادشاہ زادہ ہوں۔ میرے ان کے مابین تلوار ہی فیصلہ کر سکتی ہے۔ بادشاہ کبھی عاجز اور مغلوب نہیں ہوا کرتے۔ کم بخت! بھلا یہ تو بتلا کہ ہم عربوں کے ہاتھ میں اپنا ملک دے کر اپنی قسمت کی باگ ڈور انہیں کس طرح سپرد کر دیں اور وہ بھی بغیر لڑنے بھڑے۔

یوحنا اپنے بھائی کی یہ بات سن کے ہنسا اور اس کی باتوں پر بے انتہا تعجب کر کے کہنے لگا یا خانی! مسیح کی قسم! معلوم ہوتا ہے کہ تیری موت قریب ہی آگئی کیونکہ تو ظالم ہے خوریزی اور قتل و غارت کو پسند کرتا ہے۔ تیری فوج فراہر قتل کے اس لشکر سے جس نے یرموک کے میدان میں عربوں کے ہاتھ سے ہزیمت کھائی۔ نیز جو لشکر اجنادین کے میدانوں میں ان سے شکست کھا کے بھاگ چکا ہے زیادہ نہیں ہے۔ اس قوم کو مانند تارک و تلی ہی نے ہم پر غلبہ دیا ہے۔ اللہ سے ڈرا اور اپنے قتل پر خردان کی اعانت نہ کر۔

یوحنا کی ان باتوں نے یوقنا کے غصہ کی آگ پر تیل کا کام کیا وہ اور زیادہ غصہ میں بھر گیا اور لال پیلا ہو کے کہنے لگا تو نے عربوں کی تعریف کے پلے باندھ دیئے اور ان کی مدح و سرائی کرتے کرتے خواہ مخواہ زبان کو گڑ کے پھینک دیا۔ جن فوجوں اور لشکروں کا تو نے ذکر کیا ہے میں ان جیسے نہیں ہوں مجھے ان پر نہ قیاس کرنا چاہئے۔ علاوہ انہیں جن جن شہروں کا تو نے ذکر کیا ہے مجھے تو ان میں سے کسی ایک کے متعلق بھی معلوم نہیں کہ اس نے بغیر لڑے بھڑے اور بغیر کوشش کئے اپنے شہر کو ان کے سپرد کر دیا ہو۔ خواہ وہ سپردگی جنگ کے بعد غلبہ سے ہوئی ہو یا صلح سے میں نے پہلے ہی سے مال اسی واسطے جمع کر رکھا ہے کہ اڑے وقت میں اپنی جان بچا سکوں اور لڑائی کے وقت وہ میرے کام آئے۔ میں نے منہم ارادہ کر لیا ہے کہ میں عربوں سے ضرور لڑوں گا۔ اگر صلیب نے میری مدد کی اور مسیح (علیہ السلام) نے ان کے مقابلہ میں میری اعانت فرمائی تو میں ان عربوں کو مار مار کر پیچھے ہٹاتا ہٹاتا حجاز میں داخل کر دوں گا۔ تمام بادشاہوں پر کلنگ کا سیاہ نیکہ لگا دوں گا اور شام کی طرف اس کا بادشاہ ہو کر واپس پھروں گا۔ اس وقت ہر قل کو بھی اتنی بھل نہیں ہوگی کہ میرے ساتھ منازعت کی آنکھ ملا سکے اور اگر عربوں نے مجھے شکست دے دی تو میں اپنے اس قلعہ میں آ کر قلعہ بند ہو جاؤں گا۔ میں نے اس میں اس قدر رسد اور کھانے پینے کا سامان جمع کر رکھا ہے کہ وہ مجھے ایک طویل مدت تک کافی ہوگا اور میں اس میں نہایت عزت کی زندگی بسر کر کے اپنی بقیہ عمر کاٹ دوں گا۔ عربوں کے معاملے میں مجھ سے زیادہ گفتگو نہ کر۔ میں صلح کا ہاتھ ان کی طرف کبھی نہیں بڑھا سکتا اور نہ اپنا مال بغیر طلب کے اس طرح بے دریغ خرچ کر سکتا ہوں۔ صلح کے متعلق مجھے اب رائے نہ دینا ورنہ ان سے پہلے مجھے تیرے سے نہ پڑے گا اور اس بری طرح سے تیرے ساتھ پیش آؤں گا کہ پھر بنائے نہیں بنے گی۔

یوقنا کا لشکر جمع کرنا

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یوقنا کے سر پر جنگ کا بھوت سوار تھا جس نے اسے سبز باغ دکھا دکھا کے لڑائی پر آمادہ کر رکھا تھا۔ یوحنا اس کی بات سن کے نہایت برا فروخت ہوا اور یہ کہہ کے اس کے پاس سے کھڑا ہو گیا کہ تجھے مجھ سے بات کرنا اس وقت تک قطعاً حرام ہے۔ جب تک میری رائے اور مشورے پر کاربند نہ ہو گا روز ہوا تو یوقنا نے جو کچھ اس کے پاس ارمینوں اور نصریانوں کی فوج تھی جمع کی اور اپنے سامنے بلا کے اسے کھڑا کیا اس میں سے جس شخص نے ہتھیار مانگے اس کو ہتھیار دینے مال تقسیم کیا اور عربوں کو اس کے سامنے کڑو اور درست ظاہر کر کے کہنے لگا کہ وہ بہت تھوڑے آدمی ہیں اور ہماری جمیعت کافی ہے۔ عرب متفرق ہو گئے ہیں۔ ان کی ایک جماعت قیساریہ کی طرف چلی گئی ہے اور ایک جمیعت مصر کی جانب۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یوقنا نے قبل اس کے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو طلب تک پہنچیں آپ سے لڑنے کا ارادہ کر لیا اور اپنے سرداروں میں سے ایک سردار کراکس نامی کو ایک ہزار ہتھیار بند سپرد کر کے اسے اپنی در السلطنت کا محافظ مقرر کیا کہ وہ اسے سخت و تاراج سے بچائے اور خود اپنی جمیعت لے کر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے مقابلے کے لئے روانہ ہو گیا۔ مسلمانوں کی جمیعت اس وقت علاوہ ان حضرات کے جو غیر مسلح تھے بارہ ہزار تھی یوقنا نے نشانات اور صلیبیں آگے آگے کیں ان صلیبوں میں ایک صلیب سوئے اور جو اہر بنی بنی ہوئی تھی جس کی یہ حد تنظیم کیا کرتا تھا اور اس کے گرد ایک ہزار غلام جو ریشمی کپڑے جن پر سونے کا حاشیہ لکھا ہوا تھا پہنے ہوئے موجود تھے۔

حضرت ابن شعبہ کنڈی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے قصر بن کصلؓ سے فتح کر کے وہیں قیام فرمایا تھا اور آپ ابھی یہیں اقامت گزیریں تھے کہ دربار خلافت سے آپ کے ہام حکم موصول ہوا تھا کہ وہ کسی قدر لشکر سے حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کمک کریں۔ چنانچہ آپ نے تین ہزار لشکر ادھر روانہ کر کے خود حسب پر لشکر کشی کا ارادہ فرمایا تھا اور بنی ضمرہ سے ایک شخص حب بن ضمرہ الضمری کو منتخب کر کے ان کے ساتھ ایک ہزار لشکر کر دیا تھا۔ کعب بن ضمرہ الضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت دیر خنچ چاہا اور بڑے بہادر شخص تھے۔ جب ڈٹ کر کھڑے ہو جاتے تھے تو خواہ مخواہ لشکر ہو یا زیادہ کبھی نہیں گھبراتے تھے۔ آپ نے انہیں ایک ہزار فوج کے ساتھ حب کی طرف روانہ کیا تھا اور فرمایا تھا کعب! اگر تمہارا مت بدلے ایسے لشکر سے ہو جائے جس سے مقابلہ کرنے کی تم طاقت نہ رکھو تو ہرگز نہ لڑنا۔ والی حب کے حالات اور اس کا ارادہ معلوم کر لینا اور اس سے احتیاط رکھنا میں بھی تمہارے پیچھے پیچھے آ رہا ہوں یہ مقدمہ انکسش ہو کر روانہ ہو گئے تھے۔

یوقنا نے خبر رسائی کے لئے جوسو مقرر کر رکھے تھے انہوں نے اسے خبر دی کہ مسلمانوں کا لشکر حب کے ارادہ سے چل پڑا ہے۔ اس نے ان سے دریافت کیا کہ عربوں کی جمعیت کس قدر ہوگی؟ انہوں نے کہا وہ ایک ہزار ہیں اور حب سے چھ میل کے فاصلے پر خیمہ زن ہو گئے ہیں۔ یوقنا نے اپنے نصف لشکر کو کمین گاہ میں چھپایا اور نصف کو جس میں سرداران لشکر بھی شامل تھے ساتھ لے کر مسلمانوں کی طرف بڑھا۔ جس وقت یہ مسلمانوں کے قریب پہنچا تو مسلمان نہر پر ٹھہرے ہوئے گھوڑوں کو پانی پلانے اور وضو کرنے میں مشغول تھے۔ اچانک مسلمانوں نے یوقنا اور اس کے سرداروں کو آتے دیکھا کہ صلیب آگے آگے چلی آ رہی ہے تو ایک نے دوسرے کو پکارنا شروع کیا۔ گھوڑوں پر سوار ہونے لگے۔ کعب بن ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہو کے لشکر کے آگے آگے ہوئے اور یوقنا کے لشکر کی طرف دیکھ کے اس کا اندازہ لگانے لگے۔ چونکہ یوقنا نے نصف لشکر کو چھپا دیا تھا اس لئے آپ نے پانچ ہزار کا تخمینہ لگا لیا پھر یوقنا اور اس کے لشکر کو دیکھ کے اپنے ساتھیوں کی طرف پلے اور فرمایا اللہ کے دین کے مددگار! میں نے دشمن کا لشکر دیکھ لیا ہے اور اس کا تخمینہ بھی لگا لیا ہے وہ پانچ ہزار ہے تمہارے لئے بجائے مالِ نبوت کے ہوگا۔ یہ تمہارا ایک آدمی ان کے پانچ آدمیوں کو بھی مقابلہ نہیں کر سکتا؟ مسلمانوں نے کہا خدا کی قسم کیوں نہیں۔

لشکر اسلامیہ اور یوقنا کی افواج میں لڑائی ہونا

اس کے بعد مسلمانز آپس میں ایک دوسرے کو شجاعت اور بہادری دلانے لگے اور بڑھتے بڑھتے ایک جماعت دوسری جماعت سے بالکل مل گئی۔ یوقنا اپنے ساتھیوں، آدمیوں، غلاموں، جوانوں اور سرداروں کو مخاطب کر کے چلائے اور مسلمانوں پر حملہ کا حکم دے دیا۔ انہوں نے حکم سنتے ہی یکبارگی ایک متفقہ اور سخت حملہ کر دیا۔ مسلمانوں نے بھی ہتھیار سنبھالے اور پل پڑے۔ دونوں لشکر کے ایک ہونے لڑائی بڑھ بڑھ کے اپنا کام کرنے لگی۔ دونوں جمعیتیں موت سے نڈر ہو کر اس قدر لڑیں کہ کشتوں کے پشے لگ گئے۔ مسلمانوں کا پلہ بھی بھرا ہوا اور انہوں نے ابھی یہ یقین ہی کیا تھا کہ فتح و ظفر ہمارے ساتھ اور مالِ غنیمت ہمارے ہاتھ ہے کہ دشمن کا چھپا ہوا لشکر اپنی کمین گاہ سے نکل کے مسلمانوں کے عقب سے آتا ہوا دکھائی دیا اور ان کے قریب ہو کے حملہ آور ہو گیا۔

۱! فتح و طرح ہوتی تھی لاکر یا تو شہر فتح کر لیتے تھے یا وہاں کے باشندے صلح کر لیتے تھے اور شہر فتح ہو جاتا تھا۔ ۱۲۰

حضرت مسعود بن عوان بھی کہتے ہیں کہ جس لشکر کو حضرت ابوسعید بن جراحؓ نے بطور ہر اول کے حلب کی طرف روانہ کیا تھا اس میں میں بھی شامل تھا ہم لڑائی میں مشغول تھے اور یہ مطلق گمان نہیں تھا کہ دشمن نے کچھ فوج کین گا وہیں محفوظ کر رکھی ہے جو پیچھے سے آپڑے گی۔ اچانک گھوڑوں کے سموں کی آواز ہمارے کانوں میں آئی اور ہم اس وقت اس کی آمد سے مطلع ہوئے۔ جب یہ محفوظ فوج آ کے ہم پر حملہ آور ہو گئی ہم نے حصول غنیمت کے یقین کے بعد اپنی ہلاکت اور ہزیمت کا یقین کر لیا اور چونکہ دشمن عقب سے آیا تھا اس لئے ہم ان کے وسط لشکر میں ہو گئے۔ اب سوائے لڑائی اور قتل کے کچھ چارہ کاری نہیں تھا۔ مسلمان تین دستوں میں منقسم ہو گئے تھے جن میں سے ایک دست نے تو ہزیمت کھائی۔ دوسرا اس آنے والی فوج کے مقابلہ میں ہوا اور تیسرا حضرت کعب بن ضمرہؓ کے ہمراہ ہو کے یوقنا اور اس کی صلیب پرست فوج کا مقابلہ کرتا رہا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ قوم کندہ کو جزائے خیر عنایت کریں جن کی اس وقت تمام کوشش اور جہد و محنت خوشنودی باری تعالیٰ جل مجدہ کے لئے تھی کہ اس نے نہایت جان توڑ مقابلہ کیا اور اس کے تمام افراد ایک ابتلا و حسرت میں مبتلا ہو گئے۔ اپنی جانوں کو اللہ کے راستہ میں وقف کر دیا اور اس بہادری سے مقابلہ کیا کہ ان کے اس روز ایک ہی جگہ میں سوا دہائی کام آگئے۔ کافروں کی اس آنے والی فوج نے ایک سخت معرکہ قتل پیا کر رکھا تھا۔ حضرت کعب بن ضمرہؓ کو مسلمانوں کی حالت پر نہایت رنج و قلق ہو رہا تھا۔ آپ مشرکین سے نہایت بہادری کے ساتھ لڑ رہے تھے۔ اسلامی پرچم کو ہلاتے جاتے تھے اور زور زور سے کہتے جاتے تھے۔

یا محمد یا محمد نصر الله انزل یا معاشر المسلمین اثبتوا انما هی ساعة و یاتی النصر و انهم الاعلون.

”یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بدفرمائیے اور اے اللہ کی نصرت نازل ہو مسلمانو! ثابت قدم رہو یہ بھی ایک ساعت ہے جس کے بعد مدد آئے گی اور تم ہی غالب ہو گے۔“

مسلمان آ آ کے آپ کے پاس جمع ہوئے۔ حضرت کعب بن ضمرہؓ نے ان کی طرف دیکھا مسلمانوں کے جسم زخموں سے چور چور ہو رہے تھے اور ان میں سے ایک سو ستر آدمی کام آچکے تھے جن میں سے سرداران لشکر حسب ذیل حضرات تھے۔ عباد بن عامر نخعی، زمر بن عامر بیاخی، حازم بن شہاب مقری، سہیل بن استیم، رفاعہ بن محسن، غانم بن برد، فاعلہ بن محسن ظفری، عامر بن دراضمری، قیس بن طالب ضمری، نجید بن دارم ضمری، عیان بن سیف ضمری، لجام بن ضمرہ ضمری، جکوم بن ماجد یثربی، سنان بن عروہ اور سعید بن بفلح جو یوم السلاسل اور جنگ تبوک میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اور جنگ یمامہ میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھ ہو کے لڑے تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حضرت مسعود بن عوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ واللہ! ہم نے سعید بن بفلح کی شہادت پر بہت افسوس کیا تھا۔ ہم نے آپ کے بدن پر چالیس زخم دیکھے تھے اور کل آپ کے (خداوند تعالیٰ جل مجدہ آپ کی مغفرت کریں) سینہ پر پینے پینے پر ایک بھی نہیں آیا تھا۔ یہ چالیس سردار تھے جو حام شہادت لبوں سے لگا کے ہمیشہ کے لئے یثربی نیند سو گئے تھے۔ ان میں سے کوئی شخص ایسا نہیں تھا جس نے مشرکین کے بہت سے آدمیوں کو تلوار کے گھاٹ اتار کے سفر آخرت نہ اختیار کیا ہو۔

دشمن نے جب باوجود قلت تعداد کے مسلمانوں کی یہ ثابت قدمی اور ان کا استقلال دیکھا اور مشرکین کو انہوں نے جو قتل کیا تھا اس کی کیفیت ملاحظہ کی تو پیرا کھڑ گئے چاہا کہ بھاگ پڑیں مگر یوقنا نے انہیں روکا۔ ثابت قدمی کی تعین کی اور کہا بد بختو! عربوں کی

حقیقت ہی کیا ہے پھر اور کھیں جیسے ہیں اگر اڑا دیئے گئے اڑ گئے تھوڑے دیئے گئے تو اور لیر ہو گئے۔ حضرت کعب بن ضمہؓ نے جب ان لوگوں کو دیکھا جو آپ کے علم کے نیچے شہید ہو گئے تھے۔ تو بہت افسوس کیا اور اسی غم کی حالت میں آپ اپنے ہطل نامی گھوڑے سے جس پر سوار ہو کر آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہو کر اکثر غزوؤں میں جہاد فرمایا تھا نیچے اتر آئے زہرہ پر زہرہ پہنچی۔ کمر کو پکے سے مضبوط یا ندھا گھوڑے کے چہرے اور نھنوں پر ہاتھ پھیرا پیشانی پر بوسہ دیا اور اسے مخاطب کر کے فرمایا۔ ہطل! آج کا دن تیرے واسطے نہایت محمود ہے اسے غنیمت سمجھو اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے راستہ میں جہاد و قتل کے لئے ثابت قدم رہو، یہ کہہ کر آپ اس پر سوار ہو گئے اور جب اس کی زین پر پوری طرح جم گئے تو مسلمانوں کے آگے کھڑے ہو کر مقتول مسلمانوں کی نعشیں دیکھنے لگے۔ آپ اپنے کام میں نہایت متفکر تھے۔ علمِ ہاتھ میں تھا اور اس بات کا انتظار کر رہے تھے کہ شاید حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی طرف سے کوئی فوج یا طبع (مقدمہ کنجش) پہنچ جائے مگر کسی کا نشان تک نہ دیکھا۔

اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اگرچہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کا ادھر تشریف لانے کا قصد تھا مگر انہیں اہل حلب کے وہاں پہنچ جانے نے روک دیا۔ کیونکہ جب یوق فوج نے کے مسلمانوں سے لڑنے کے لئے چل دی تو اہل حلب اور درویشوں کے مشائخ جمع ہوئے اور آپس میں کہنے لگے یا قوم! تم خوب جانتے ہو کہ حاملن دین نصاریٰ نے عربوں کی اطاعت کر لی ہے۔ بعض نے ان کا دین اختیار کر لیا ہے اور بعض ان کی ذمہ داری میں داخل ہو گئے ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں جو ان سے جنگ کے ساتھ پیش آئے ہیں مگر جنگ سے پیش آئے اور جنہوں نے ان کا مقابلہ بلکہ وہابی آخر مغلوب ہوئے اور خسران میں بھی رہے ہیں۔ ایسی حالت کو دیکھتے ہوئے کیا آپ لوگ امیر المؤمنین کی خدمت میں جا کر صلح کی درخواست کر کے جو کچھ وہ طلب کریں دے کے اپنے شہر کو، مومن و محفوظ نہیں کر سکتے۔ یاد رکھو! اگر تم نے ایسا کیا اور امیر المؤمنین سے صلح کر کے حلب کو مامون کیا تو وہ مسلمان ہمارے سردار یوقا پر اگر غالب و منصور ہو گئے تو اس آئے والی مصیبت سے ہم بے خوف اور مطمئن رہیں گے اور صلح کی وجہ سے ہمیں کوئی گزند نہیں پہنچے گی اور اگر یوقا نے ان سے صلح کر لی تو ہم صلح میں اس سے پہلے پیش قدمی کرنے والے شمار ہوں گے اور اگر سردار یوقا ان پر غالب رہا اور وہ صحیح و سالم واپس آ گیا تو ہم اپنی صلح کے متعلق اس سے کوئی ذکر اذکار نہیں کریں گے۔ اس کے اوپر تمام کی رائے متفق ہو گئی اور روسے قوم میں سے تیس آدمی منتخب ہوئے دوسرے راستہ سے صلح کے لئے چل دیئے۔

جس وقت یہ مسلمانوں کے لشکر کے قریب جو حلب کا ارادہ رکھتا تھا پہنچے تو زور زور سے نفون نفون پکارنا شروع کیا۔ عربوں کو اس لفظ کے معنی پہلے ہی معلوم ہو چکے تھے کہ یونانی زبان میں نفون امان کو کہتے ہیں۔ نیز امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملک شام کے تمام ممالک (گورنروں) کے نام یہ حکم بھیج دیا تھا کہ نفون کے معنی چونکہ لغت میں امان کے ہیں اس لئے جب کبھی کسی شخص کو یہ لفظ کہتے سنو تو اس کے قتل کرنے میں جلدی مت کرو تا کہ باری تعالیٰ جل مجدہ قیامت میں تم سے ان کے متعلق مطالبہ نہ فرمائیں اور عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس سے بری ہو گا اس فرمان کے سبب عرب اور بھی زیادہ اس لفظ پر توجہ کرتے تھے۔

اہل حلب کا قنسرین میں حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس آنا اور گفتگو مصالحت کرنا

جب انہوں نے اہل حلب کی زبان سے یہ الفاظ سنے تو غلٹ سے ان کے پاس گئے اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت اقدس میں انہیں لاکھڑا کیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اہل حلب ہیں جو اپنے لئے صلح

اور امان طلب کرنے آئے ہیں۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا خداوند تعالیٰ جل مجدہ کی ذات سے مجھے بھی یہی امید ہے کہ یہ صلح ہی کے لئے آئے ہیں۔ اگر انہوں نے مجھ سے مصالحت چاہی تو ان سے ضرور صلح کروں گا۔ آپ کو اس واقعہ باندہ اور جنگ کی خبر بالکل نہیں تھی اور یہ لوگ یوقا اور اس کے ساتھیوں کے حالات سے بخوبی واقف تھے۔ جس وقت یہاں آئے تھے رات کا وقت تھا لشکر میں چاروں طرف آگ روشن تھی۔ مسلمان بارگاہِ خداوندی میں ہاتھ باندھنے کا کلام پاک پڑھ رہے تھے۔ نمازوں کی نیتیں بندھ رہی تھیں اور قرآن شریف کی تلاوت ہو رہی تھی۔

باشدگانِ حلب یہ دیکھ کر آپؐ میں کہنے لگے انہی کا مومن نہیں ہم پر غالب کر رکھا ہے۔ ترجمان نے ان کی یہ باہمی سرگوشی سنی اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ سے بیان کر دی۔ آپؐ نے فرمایا ہم وہ قوم ہیں کہ ہمارے خلیق نے ہم پر عنایت کرنے میں سبقت فرمائی ہے اور ہم وہ لوگ ہیں کہ اللہ اور ان کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے احکام اور دین میں تحریف نہیں کرتے اور نہ اپنے کا مومن کا بدلہ چاہتے ہیں۔ (یعنی کسی لالچ سے جیسے جنت وغیرہ کوئی کام نہیں کرتے محض خوشنودی باری تعالیٰ جل مجدہ اور رضائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مطلوب ہے اور بس) اور دشمنوں کے مار ڈالنے میں ڈرا نہیں جھکتے۔ ترجمان نے انہیں اس کا ترجمہ سنایا اور اس کے بعد دریافت کیا تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا ہم حلب کے باشندے، تاجر اور رئیس ہیں اور آپؐ حضرات سے صلح کرنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا ہم نے سنا ہے کہ تمہارے سردار نے ہم سے لڑنے کا قصد کر رکھا ہے۔ قلعہ کو آلاتِ حرب سے مسلح اور مستحکم کیا ہے۔ برسوں کا کھانا اور سالہا سال کے لئے اس میں ذخیرہ جمع کیا ہے فوج بھرتی کی ہے اور بہت سا لشکر رات کر رکھا ہے پھر تم کیسے صلح کرتے ہو؟ ہم تم سے صلح نہیں کر سکتے۔ انہوں نے کہا ایسا الالامیر! ہمارا سردار فوج لے کر لڑائی کے ارادہ سے چل پڑا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کب؟ انہوں نے کہا صبح! اور ہم تو اس کے بعد دوسرے راستے سے آپؐ کے پاس آئے ہیں۔ ہمیں یہ یقین ہے کہ وہ ضرور ہلاک ہوگا کیونکہ وہ باغی ہے اس نے بغاوت کی طرف اقدام کیا ہے۔ صلح پر راضی نہیں ہوا بلکہ خوشات نفس کی اطاعت کی ہے اور جو ایسا کیا کرتا ہے وہ ہمیشہ ہلاک ہوا کرتا ہے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو یوقا کے چل پڑنے کی خبر سن کر اپنے براہول (طلیحہ) کی طرف سے فکر ہوا۔ آپؐ نے فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ خدا کی قسم! کعب اور ان کے ساتھی ہلاک ہو گئے اننا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ کہہ کر آپؐ نے سر جھکا لیا اور بالکل خاموش ہو گئے۔ اہلِ حرب نے ترجمان سے کہا کہ امیر المومنین سے صلح کے متعلق گفتگو کر۔ اس نے آپؐ سے اس کے بارے میں عرض کیا۔ آپؐ نے جھجکر کر فرمایا ہم صلح نہیں کر سکتے۔

کہتے ہیں کہ یہ سن کر دوسرے صلح کو اپنی جانوں کا فکر ہوا اور انہوں نے کہا ہمارے پاس اطراف و جوابہ کے گھاؤں اور دیہات کے آدمی بہت زیادہ جمع ہو رہے ہیں۔ اگر آپؐ نے ہم سے صلح کر لی تو ہم آپؐ کی زیر قیادت آجائیں گے۔ نیز دوسرے علاقے فتح کرانے میں موعود معاون ہوں گے اور آپؐ کے عدل و انصاف کے سایہ میں اپنی عمریں کاٹ دیں گے۔ لیکن اگر آپؐ نے صلح سے انکار کر دیا تو لوگ آپؐ کی طرف سے ختم ہو کر بھاگ جائیں گے۔ اپنے اپنے شہروں اور گھاؤں میں پناہ ڈھونڈیں گے اور ہر چار طرف یہ خبر مشہور ہو جائے گی کہ آپؐ حضرات صلح نہیں کرتے۔ اس کا اثر یہ ہوگا کہ آپؐ کے پاس رعایا کا ایک آدمی باقی نہیں رہے گا۔

ترجمان نے جب آپ کو اس کا ترجمہ کر کے بتلایا تو آپ ان کی طرف دیکھنے لگے۔ ان میں سے ایک پہنچہ قد آدمی جس کا چہرہ سرخ تھا اور جو عقلاء روم میں شہرہ ہوتا تھا اور عربی زبان کا فصیح تھا آگے آیا اور زور زور سے چیخ چیخ کے کہنے لگا ایہا الامیر! باری تعالیٰ جل مجدہ نے انبیاء علیہم السلام پر جو صفحہ نازل فرمائے ہیں ان کے علوم میں سے میں چند باتیں جناب کے سامنے بیان کرتا ہوں انہیں ذرا توجہ سے سنئے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ حق ہوں تو ہم ان پر عمل کریں گے اور اگر غیر حق ہوں تو نہ ہم انہیں سننا چاہتے ہیں اور نہ ان پر عمل کرتا۔ اس شخص کا نام وحداح تھا یہ کہنے لگا اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام پر نازل فرمایا ہے۔

”میں تو اب اور رحیم ہوں۔ میں نے رحمت کو پیدا کر کے مومنین کے قلوب میں اس کو جگہ دی۔ جو شخص رحم نہیں کرتا میں بھی اس پر رحم نہیں فرماؤں تا جو شخص دوسروں کے ساتھ نیکی اور حسن سے پیش آتا ہے میں بھی اس کے ساتھ احسان سے ہی پیش آتا ہوں۔ جو شخص خط و کس سے درگزر کرتا ہے میں اس کی لغزشوں سے درگزر کرتا ہوں اور جو گناہوں کو معاف کر دیتا ہے میں اس کی خطائیں معاف کر دیتا ہوں جو شخص میری طلب کرتا ہے مجھے پالیتا ہے۔ جو رنج و فکر کی حالت میں مجھ سے فریاد کرے گا میں قیامت کے دن اسے مطمئن کروں گا اور اس کے رزق میں کشت نش اور فراخی دوں گا۔ عمر میں برکت، اہل و عیال کی کثرت اور اس کے دشمنوں پر اس کی نصرت کروں گا جو شخص اپنے محسن کا شکریہ ادا کرے گا وہ دراصل میرا ہی شکر بجا دیا کرے گا۔“

ہم بھی آپ کے پاس رنج و غم اور اندوہ و اہم کی حالت میں آئے ہیں۔ آپ ہماری لغزشوں کو معاف کریں۔ ہمیں امان دیں اور ہمارے ساتھ احسان سے پیش آئیں۔

کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ یہ آیت پڑھی ان اللہ یحب المحسنین۔ اللہ تبارک و تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتے ہیں۔ اس کے بعد فرمایا:

اللہم صلی علی محمد و علی جمیع الانبیاء فیہذا واللہ ارسل نبیہ ارسلہ اللہ الی جمیع الخلق و الحمد للہ علی ہدایتہ لنا اللہ جل جلالہ۔

”جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور جمیع انبیاء علیہم السلام پر رحمت نازل ہو خدا کی قسم ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام خلقت کی طرف اسی واسطے بھیجے گئے ہیں کہ بس اللہ تبارک و تعالیٰ کی ہدایت پر جو انہوں نے ہمیں فرمائی ہے ہم پر لاکھ لاکھ شکر اور تعریف واجب ہے۔“

حضرت ابو عبیدہؓ کا حلب والوں سے شرائط صلح طے کرنا

یہ کہہ کر آپؐ رو سائے مہاجرین و انصار تیز دوسرے مسلمانوں کی طرف جو آپؐ کے گرد بیٹھے ہوئے تھے متوجہ ہوئے اور فرمایا یہ تاجر اور بازاری مصیبت زدہ لوگ ہیں جو دادخواہ ہو کر پناہ مانگتے آئے ہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ ہم ان کے ساتھ مصالحت اور احسان کر کے ان کے دلوں کو خوش کر دیں کیونکہ جب شہر ہمارے قبضہ اور اقتدار میں ہوگا تو یہ بازاری لوگ ہمارے ساتھ ہوں گے ان سے ہر طرح کا معاملہ پڑے گا۔ یہ سرد و غیرہ میں ہماری معاونت کریں گے۔ دشمن کی نقل و حرکت اور ان کے ارادوں سے مطلع

کرتے رہیں گے اور یاسوی کا کام انجام دیں گے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص کہنے لگا۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ امیر کی اصلاح فرمائیں۔ اس قوم کا شہر قلعہ سے بالکل قریب ہے ہمیں اس قوم سے یہ امید نہیں کہ یہ دشمن کے ارادوں اور پوشیدہ کاموں سے ہمیں خبر دیتی رہے گی اور ان کے عزم اور حرکت سے مطلع کرتی رہے گی۔ یہ قوم محض مکر و فریب کی نیت سے ہمارے پاس آئی ہے۔ کیا آپ نے ان کے سردار کے متعلق نہیں سنا کہ وہ ہمارے مقابلہ میں حرب و ضرب کی غرض سے نکلا ہے۔ پھر یہ ہم سے صلح کرنے کی طرح آگئے۔ بے شک انہوں نے حضرت کعب بن صخرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے دست کے ساتھ مکر کیا ہے اور ان سے یہ بری طرح چسپا آئے ہیں۔

آپ نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ سے تمہیں نیکی اور بہتری کی امید نیز کامل اعتماد رکھنا چاہئے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری مدد بھی فرمائیں گے اور دشمنوں کو کبھی ہم پر مصدقہ نہ کریں گے۔ اللہ پاک اس شخص پر رحم فرمائیں جو بہتر مشورہ دے نیک بات کہے یا چپکا اور خاموش رہے۔ میں ان سے صلح میں ایسی شرائط لے کر لوں گا جو مسلمانوں کے مفاد اور ان کی خیر خواہی پر مشتمل ہوں گی۔ یہ کہہ کر آپ اہل حلب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تمہیں صبح کے لئے قحسین والوں کے برابر مل دینا ہوگا۔ انہوں نے کہا ایہا الامیر! قحسین ہمارے شہر کی نسبت سے بڑا ہوا ہے۔ آبادی بھی اس کی زیادہ ہے۔ دراصل ہمارا شہر ہمارے سردار کے ظلم و جور کی وجہ سے بالکل خالی ہے کیونکہ وہ ہمارا مال اور نوجوان لڑکے لے کر قلعہ کی طرف چلا گیا اور وہیں رہنے لگا ہے۔ شہر میں ہمارے پاس ضعیف لوگوں کے سوا اور کوئی نہیں اور نہ مال ہی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ جناب ہمارے ساتھ عدل و احسان فرمائیں اور نرمی کو کام میں لاکر تاوان کے مال کو کچھ کم کر دیں۔

آپ نے فرمایا اچھا تم کس قدر دینا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا قحسین والوں سے نصف۔ آپ نے فرمایا بہت بہتر ہمیں منظور ہے مگر اس شرط سے کہ جس وقت تم تمہارا سر زمین میں قدم رکھیں اور تمہارے سردار سے ہمارا مقابلہ ہو تو ہم رسد سے ہماری مدد کرو۔ ہمارے لشکر میں خرید و فروخت رکھو۔ ہمارے دشمنوں کے متعلق جو تمہیں خبریں پہنچیں وہ ہم سے نہ چھپاؤ ہم پر جاسوس نہ مقرر کرو اور جس وقت تمہارا سردار ہمارے مقابلہ سے شکست کھا کر بھاگے تو اس وقت اسے قلعہ میں نہ گھسنے دو۔ انہوں نے کہا ایہا الامیر! یہ آخری شرط کہ تم اپنے سردار کو قلعہ میں نہ گھسنے دینا ہم پوری نہیں کر سکتے۔ ہم اتنی طاقت نہیں رکھتے کہ اپنے سردار یا اس کے لشکر اور جمعیت کا مقابلہ کر سکیں۔ آپ نے فرمایا اگر یہ شرط تمہارے امکان سے باہر ہے تو بہت بہتر انہیں قلعہ میں آنے سے نہ روکنا مگر تم پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا عہد اور یثاق ہے اور ایمان کی قسم! کہ یہ بات سچے دل سے کہنا اور ہماری ہر ایک شرط کو جنہیں تم نے منظور کر لیا ہے پوری کرنا۔ اس کے بعد انہیں وہ تمام قسمیں دلائیں جو ان کے اعتقاد میں درست اور ٹھیک تھیں۔ انہوں نے قسمیں کھائیں اور اپنے مردوں، لڑکوں، عورتوں، غلاموں، چوپائوں اور سب گھروالوں کی طرف سے صلح کر لی۔

صبح کی دعوت ملنے ہو جانے کے بعد آپ نے ان سے فرمایا تم نے قسمیں کھ لیں اور ہم نے تمہارے قولوں اور قسموں کو قبول کر لیا۔ یاد رکھو! اگر کوئی شخص تم میں سے ہمارے خلاف کرے گا یا اپنے سردار کے کسی امر اور اس کی کسی بات کو جانتے ہوئے ہم سے چھپائے گا تو اس کا قتل کرنا مال کا ضبط کر لینا اور لاوا کا چھین لینا ہمارے لئے حلال ہو جائے گا اور اللہ تبارک و تعالیٰ اس کی ذمہ داری کا ہم سے کوئی مطالبہ نہ فرمائیں گے نیز اگر تم نے کسی وقت نفقہ عہد کرو یا اور جتنی شرائط ملے گی میں ان میں سے کسی ایک کو فراموش کر دیا تو پھر ہمارے ساتھ نہ کوئی عہد ہے اور نہ ہم پر کوئی ذمہ اور ہم اب آئندہ سال سے تم سے جزیہ لیا کریں گے۔

اہل حلب کی معاہدہ کرنے کے بعد واپسی

حضرت سعید بن عامر توفی کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی پیش کردہ شرائط پر اہل حلب راضی ہو گئے اور آپ نے ان سے عہد لے کر ان کے نام لکھ لئے۔ جس وقت وہ اپنے شہر کی طرف لوٹنے لگے تو آپ نے ان سے فرمایا ابھی تمہارا ہوا کہ میں تمہارے ساتھ ایک ایسے شخص کو کروں جو تمہیں تمہارے مامن تک پہنچا آئے۔ کیونکہ اب ہم پر تمہاری حفاظت و توفیق کے متعلق صحیح و سام اپنے شہر تک نہ پہنچ جاؤ واجب ہو گئی ہے۔ انہوں نے کہا ایسا الامیر! ہمیں کسی شخص کی جو ہمارے ساتھ چلے ضرورت نہیں۔ ہم اسی راستہ سے جس سے کہ آئے تھے واپس چلے جائیں گے۔ آپ نے انہیں اجازت دے دی اور بقیرات حضرت کعب بن صخرہؓ اور آپ کے ہمراہیوں کے رنج و قلق میں کاٹ دی۔

والہدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ اسی رات واپس ہو گئے اور چونکہ معاہدہ طے کرنے میں دیر ہوئی تھی اس لئے قبل اس کے کہ یہ اپنے مسکن تک پہنچیں صبح ہوئی۔ جس وقت یہ شہر کے قریب پہنچے تو انہیں یوقا کے ایک سردار نے شہر کی طرف آتے دیکھا، کہنے لگا تم کہاں سے آئے ہو اور کیا کام کیا ہے؟ انہوں نے سمجھا کہ یہ حب کا باشندہ ہے اس لئے اس سے صلح کی کیفیت بیان کر دی۔ یہ سن کر چپکا ہو رہا اور چلا گیا۔ اہل حب نے ان آنے والوں کا استقبال کیا اور کیفیت دریافت کی۔ انہوں نے صلح کے متعلق خبر دی اور یہ استن کر بے حد خوش ہوئے۔ وہ سردار یوقا کے لشکر کی طرف چلا۔ یوقا صاحب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں مشغول تھا انہیں چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا اور یہ ممان کر رکھا تھا کہ کوئی دم میں اب فتح کیا جاتا ہوں۔ دل میں یہ خیالی پلاؤ دم بخت ہو رہا تھا کہ اچانک وہ سردار اس کے پاس پہنچا اور اسے مئی طرب کر کے کہنے لگا سردار! جو بلا آپ کے سر پر منزل لا رہی ہے آپ اس سے غافل ہیں۔ اس نے کہا کم بخت! کیا ہو اور کیا بلانا زل ہوئی اس نے کہا آپ سے شہریوں نے عربوں سے صلح کر لی ہے اور وہ غریب قلعہ، عورتوں اور مال و اولاد کے مالک ہوا چاہتے ہیں۔

یوقا کو اس خبر کے سنتے ہی اپنے قلعہ کا فکر پڑا کہ کہیں عرب میری نیت میں اس پر نہ قابض ہو جائیں۔ نیز حضرت کعب بن صخرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے دست کے متعلق فتح کی جو امید بندھی ہوئی تھی وہ بھی منقطع ہو گئی۔ مسلمان اب تک دوسو سے کچھ زیادہ کام میں آچکے تھے۔ حضرت کعب بن صخرہؓ نے دل میں لڑائی کی ٹھن لی تھی اور یہ یقین کر لیا تھا کہ ہم بلا شک ہمیں شہید ہو جائیں گے۔

حضرت کعب بن صخرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس روز بذات خود لڑ رہا تھا۔ مسلمانوں کو جنگ میں ثابت قدم رکھتا تھا۔ مشرکین کو مسلمانوں سے باز رکھتا تھا اور اپنی جان سے زیادہ ان کی حفاظت کرتا تھا۔ جب جنگ نے مجھے بالکل مجبور کر دیا اور لڑائی کی طرف سے میں مایوس ہوا تو اپنے ساتھیوں کی طرف پناہ لی مگر یہ جو داس بات کے مجھے اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات اقدس کی طرف سے کامل بخیر و برکت دے رہا ہے وہ دفرمائیں گے اور یہ باادور ہو جائے گی۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے علم کا انتظار کر رہا تھا کہ اب وہ نمودار ہو مگر اس کا کہیں پتہ نہ تھا۔ ایک دن اور ایک رات کامل جنگ کو ہو گیا تھا اور دوسرے دن کی صبح کے ہماری جنگ کا نظارہ دیکھنے کے لئے آفتاب کو افق مشرق سے ہمارے پاس پہنچ دیا تھا۔ خدا کی قسم ہمارے کسی آدمی نے اس اثنا میں نہ نماز پڑھی تھی اور نہ کھانا پی تناول کیا تھا پانی کی صورت تک نہیں دیکھی تھی میں یاس و امید میں کھڑا قمرین کے راستہ کی طرف دیکھ رہا تھا کہ کہیں

اسلام کا پرچم لہراتا ہوا آتا دکھائی دے مگر اس کے کہیں نشان تک نہ تھے۔ دفعتاً دشمن کے لشکر میں صبح کے وقت ایک حرکت پیدا ہوئی اور ہر طرف سے اس میں شور و غل کی آوازیں آنے لگیں۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یا بادشاہ کی طرف سے ان کے پاس کمک چنچل گئی ہے مسلمان جس کلمہ سے رنج و خنگی میں مدد لیتا ہے یعنی لا حول ولا قوۃ الا باللہ تعالیٰ اعظم میں نے اس کو پڑھنا شروع کیا۔ رسول اللہؐ کی زندگی اور آپؐ کی عیش کی قسم! میں ابھی اس کلمہ کو پورا بھی کرنے نہیں پایا تھا کہ میں نے دشمن کے لشکر کو اپنا مورچہ چھوڑتے ہوئے پیچھے کی طرف لوٹتے ہوئے دیکھا۔ میں نے خدا کا شکر ادا کیا اور الحمد للہ جدہ اللہ کرین پڑھا اور گمان کیا کہ کسی چنچنے والے نے آسمان سے چیخ کر انہیں بھگا دیا ہے یا جنگ بدر کی طرح طلائعہ نے آکر ہماری مدد کی ہے جب میں نے اپنے مقابلے میں دشمن کو نہ دیکھا تو چاہا کہ ان کا تعاقب کروں مگر مسلمانوں نے چیخ کر مجھے آواز دی اور کہا کعب! کہاں جاتے ہو واپس پھر واور کسی جگہ خیمہ زن ہو کے ہمیں آرام دوتا کہ ہم اپنے فرائض ادا کریں۔ گھوڑوں کو سستے کا موقع دیں۔ جس محنت و مشقت میں ہم اب تک جتنا رہے ہیں کیا آپ کے نزدیک یہ کافی نہیں ہے۔ اللہ پاک نے اس قوم کو اپنے ارادے قوت اور مشیت ہی سے ہمارے پاس سے دفع کیا ہے۔ میں یہ سنتے ہی ایک جگہ خیمہ زن ہو گیا۔ مسلمانوں نے پانی پیا وضو کیا اور جو نمازیں فوت ہو گئی تھیں ادا کیں کھانا کھایا اور آرام کرنے کی غرض سے لیٹ گئے۔

والدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ کو جب حضرت کعب بن ضمہؓ کی کوئی خبر نہ ملی صبح ہوئی تو آپ نے نماز پڑھ کے مسلمانوں کی طرف دیکھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کو ان کے اندر سے خطاب کیا اور فرمایا یا سلیمان! اگرچہ باری تعالیٰ صلح مجیدہ کا ہم پر شکر واجب ہے کہ اہل حلب پر ہم کو فتح دی مگر تمہارا بھائی ابوسعیدہ رنج و غم کی وجہ سے تمام رات نہیں سویا۔ میرا دل یہ گواہی دے رہا ہے کہ حضرت کعب بن ضمہؓ کے ساتھی کام آگئے۔ کیونکہ جو ہند ہم سے صلح کے متعلق گفت و شنید کرنے آیا تھا اس کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ ان کا سردار جنگ کے ارادے سے ہماری طرف چل پڑا ہے اور وہ اب تک یہاں نہیں پہنچا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی مدد بھیڑ کعب سے ہو گئی اور ان کا دستہ شہید ہو گیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا خدا کی قسم آپ کی طرح میں بھی مسلمانوں کے رنج و غم کی وجہ سے نہیں سویا۔ اب آپ کا کیا ارادہ ہے؟ آپ نے فرمایا کوچ کرنے کا۔

حضرت ابوسعیدہؓ کا حلب کی طرف کوچ کرنا

اس کے بعد آپؓ نے لشکر کو درستی سامان کا حکم دیا اور سامان درست ہونے کے بعد لشکر نے حلب کی طرف کوچ کر دیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ لشکر کے مقدمہ میں تھے اور حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ ساق میں تھوڑے عرصہ کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ جہاں حضرت کعب کا دستہ مقیم تھا پہنچے۔ تمام مسلمان پڑے سو رہے تھے اور انہوں نے اپنی حفاظت و صیانت کے لئے ایک دید بان لے مقرر کر رکھا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کے دست مبارک میں اسلامی پرچم تھا جو آپ کے سر پر لہلہا رہتا تھا اور آپ بڑھے چلے آ رہے تھے۔ پہرہ کے سپاہی نے دور سے نشان آتا دیکھ کر چیخنا شروع کیا انصر یا انصر! دین کے مددگار ہو شیار ہو جاؤ! اور دشمن کی طرف بڑھو۔ یہ سونے ہوئے شیر ڈارتے ہوئے اٹھے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور طبردار کی طرف چلے۔ جس وقت آپ کے قریب ہوئے تو آپ کو پہچان کر آپس میں زور زور سے ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ خدا کی قسم یہ تو سلام اور مسلمانوں کا ظم ہے

جسے حضرت خالد بن ولیدؓ اٹھائے ہوئے ہیں۔

حضرت خالد بن ولیدؓ اسی جگہ فروکش ہو گئے۔ مسلمانوں نے آپ کو سلام کیا۔ حاتمہ شکر جو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے ساتھ تھا وہ بھی آگے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حضرت کعب بن ضمہؓ کو مع الخیریت دیکھ کر اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور میں شکر بھیجا اور حمد و ثناء کی لڑائی کی جگہ کو لحاظ فرمایا۔ مقتولین کی نعشوں کو دیکھا۔ چونکہ مسلمانوں نے شہداء کی نعشوں کو سپرد خاک نہیں کیا تھا اس لئے انہیں دیکھ کر آپ کی خوشی رخ سے بدل گئی اور فوراً آپ کی زبان سے یہ کلمات جاری ہو گئے لاول و لا قوۃ الا باللہ العلیٰ اعظم۔ اتانہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت کعب بن ضمہؓ سے دریافت کیا کہ آپ کے یہ ہمراہی کس طرح شہید ہو گئے اور کس نے انہیں شہید کیا۔ حضرت کعب بن ضمہؓ نے یقیناً کی لڑائی کی کیفیت بیان کی اور کہا کہ ہم اس کا مقابلہ کر رہے تھے میرے تمام ساتھی ہلاکت کے قریب پہنچ گئے تھے اور اتنے لڑے تھے کہ ان میں حرکت کرنے کی طاقت باقی نہیں رہی تھی۔ بڑے لڑتے جب آج صبح ہو گئی تو یکایک وہ چیخ اور چلا کر بغیر لڑے بھڑے واپس پھر گئے۔

آپ نے فرمایا پاک ہے وہ ذات جو سبب اسباب ہے۔ کاش ان شہداء کے سامنے ابوعبیدہ قتل ہو جاتا اور یہ ابوعبیدہ کے نشان کے نیچے شہید نہ ہوتے۔ س کے بعد آپ نے ان کے دفن کے لئے گڑھے کھودنے کا حکم دیا اور ان سب کو ایک جگہ جمع کر کے سب پر ایک ہی نماز پڑھی اور مع ان کے خون آلود کپڑوں کے انہیں سپرد خاک کر دیا اور فرمایا میں نے رسول اللہؐ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے:

یبحشر اللہ تعالیٰ الشہداء الذین قتلوا فی سبیل اللہ یوم القیمۃ و دعاء ہم علی اجسادہم لـ

اللون لون الدم والریح ریح المسک والنور یتلا لا علیہم و یدخلون الجنة۔

”اللہ پاک تبارک و تعالیٰ ان شہداء کو جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل ہوئے ہیں قیامت کے دن اس طرح اٹھائیں گے کہ ان کا خون ان کے جسموں پر ہوگا جس کا رنگ خون کا ہوگا اور خوشبو مشک نوران پر چمکتا ہوگا اور جنت میں بغیر حساب داخل ہو جائیں گے۔“

دفن کے بعد آپ نے حضرت خالد بن ولیدؓ سے فرمایا خدا کا دشمن یقیناً اپنی قوم کی طرف واپس گیا ہے۔ جس وقت اسے یہ معلوم ہوگا کہ میری قوم نے مسلمانوں سے صلح کر لی ہے تو انہیں نہایت بری طرح سے سزا دے گا اور چونکہ وہ ہماری ذمہ داری میں ہیں اس لئے ہم پر واجب ہے کہ ہم ان کی حفاظت کریں اور ان کے دشمنوں کو ان سے دفع کریں ہذا مجھے ان کی حفاظت کے لئے ان کے پاس پہنچ جانا چاہئے۔ یہ کہہ کر آپ نے حلب کی طرف کوچ کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

جس وقت آپ حلب میں پہنچے تو یقیناً اور اس کی فوج کو دیکھا کہ انہوں نے شہر کا محاصرہ کر رکھا ہے اور باشندگان شہر کے قتل کے درپے ہے۔ یقیناً یہیں پہنچ کر اہل حب سے کہا کہ کم بہتو! تم نے اپنی جان پی کے لئے عربوں سے معاہدہ کر لیا ہے اور ہمارے مقابلے میں تم ان کے مددگار اور معاون بن گئے ہو۔ انہوں نے کہا واقعی ہم نے ایسا کیا ہے کیونکہ وہ ایک منصوبہ قوم ہے۔ اس نے کہا بد بہتو! (سبح علیہ السلام) تمہارے کام سے خوش نہ ہوں گے۔ سبح کی قسم! میں تمہارے پیچھے نہ کوئل کر دوں گا ورنہ تم

اس معاہدہ کو تو ذکر میرے ساتھ ان سے لڑنے کے لئے جنگ میں چلو اور جس شخص نے تمہیں صلح کی رائے دی اور سب سے پہلے اس کی طرف اقدام کیا ہے اسے میرے سامنے لاؤ تا کہ سب سے پہلے میں اسے ہی قتل کر دوں۔ انہوں نے جب اس کی نہی اور نہ اس کے حکم کی تعمیل کے لئے قدم بڑھایا تو اس نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ فلاں فلاں آدمیوں کو پکڑ لو تا کہ میں انہیں قتل کر دوں۔ کیونکہ فلاں سردار نے مجھے خبر دی ہے کہ فلاں فلاں شخص مصالحت کے لئے گئے تھے جو مجھے راستہ میں آتے ہوئے ملے اور میں نے انہیں پہچان لیا۔ غلام یہ سنتے ہی حب والوں کے گھر وں پر چڑھ گئے اور انہیں ان کے فروشوں اور گھروں کے دروازوں پر قتل کرنے لگے۔

یوقا کے بھائی یوحنا نے جو اس وقت قلعہ میں موجود تھا جب اہل شہر کا چین اور چلانا سنا تو وہ اپنے بھائی کے پاس آیا اور اسے لوگوں کو قتل کرتے ہوئے دیکھ۔ اس وقت تک تین سو آدمی قتل کر دئے گئے تھے اس نے زور سے یوقا کو مخاطب کیا اور کہا کہ اے میرے گھر کے آدمی یہ کام نہ کر سکتے (علیہ السلام) تجھ پر غصہ ہوں گے۔ کیونکہ جب مسیح علیہ السلام نے دشمن کے مارے سے مسامتہ فرمائی ہے تو خود ان لوگوں کو قتل کرنا جو دین نصاریٰ کے حامل ہیں کس طرح جائز ہوگا؟ یوقا نے کہا ان لوگوں نے عربوں سے معاہدہ کر لیا ہے اور ہمارے متعلق جلد میں یہ ان کے مددگار ہو گئے ہیں۔ اس نے کہا اس میں ان کی کوئی خطا نہیں۔ اپنی جان بچانے کے لئے انہوں نے ایسا کیا ہے وہ لشکری آدمی نہیں ہیں۔ مسیح کی قسم! عرب ہمیشہ تجھ پر قہر میں رہیں گے۔ کیونکہ ان کے ساتھ ایک ایسا شخص ہے جو ان کی پشت پناہی کر رہا ہے جو تجھ سے قصاص لینا چاہتا ہے۔ یوحنا نے کہا مسیح (علیہ السلام) تجھے قتل کریں گے جیسا کہ تو ان سے بے گناہوں کو قتل کر رہا ہے۔

یوقا نے کہا صیب کی قسم! میں ان میں سے ایک آدمی کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا اور معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ہی ان کو صلح کی رائے دی تھی اس لئے سب سے پہلے میرا کام بھی تمام کر دینا چاہئے۔ یہ کہہ کر یہ اپنے بھائی کی طرف جھپٹا اسے پکڑ کر اپنے قبضہ میں کیا اور تلوار سونٹ کے چپا کہ اس کی گردن اڑا دوں۔ یوحنا نے جب اپنے آپ کو بھائی کے چپے میں گرفتار پایا۔ تلوار میان سے باہر دیکھی اور سمجھ گیا کہ اب کام تمام ہوا چاہتا ہے تو اپنے سر کو آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا اللھم اشھد علی انی مسلم وانی مخلص لدین ہولاء القوم وان اشھدان لا الھ الا اللھ واشھدان محمد رسول اللھ وان المسیح نبی اللھ۔ اھما العالمین! آپ اس بات پر گواہ رہیے کہ میں مسلمان ہوں اور اس قوم کے دین کا مخالف اور میں گواہی دیتا ہوں کہ لا الھ الا اللھ محمد رسول اللھ اور یہ کہ مسیح علیہ السلام اللہ تبارک و تعالیٰ کے نبی ہیں۔ اس کے بعد اپنے بھائی سے کہا اب جو کچھ کرنا چاہتا ہے کر گزر۔ اگر تو نے مجھے قتل کر دیا تو میں سیدہ جنت النعیم میں پہنچوں گا۔ یوقا پر اس کا اسرارے رانہ خست گراں گزر۔ نیز اہل شہر کی مصالحت اور مسلمانوں کے خوف نے اسے اور چون کر دیا اور اس نے طیش میں آ کے اپنے بھائی کے اس زور سے تلوار مار دی کہ اس کے جسم سے اس کا سر دور جا کر گرا۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ یوحنا کی روح پر رحمت فرمائیں۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کا حلب میں پہنچ کر یوقا سے ان کی جان بچانا

یوحنا کی شہادت کے بعد یوقا پھر اہل شہر کی طرف متوجہ ہوا۔ باشندگان حلب فریاد کرتے تھے اور یہ نہیں سنتا تھا۔ سوال کرتے تھے اور یہ جواب نہیں دیتا تھا اور نہ ان کے قتل سے ہی ہاتھ روکتا تھا۔ آخر شور و غوغائی آوازیں بلند ہوئیں اور چیخ و پکار سے تمام شہر کی فضا

گوخ انجی - یوقا کے لشکر نے ہر چہا طرف سے شہر کو گھیر رکھا تھا اور اہل حب اپنی زندگی سے باہل ہو چکے تھے کہ دفعۃً رست ان پر نازل ہوئی اور ان کی ملک کو اسلام کا لشکر پہنچ گیا۔ دور سے اسلامی پرچم لہراتے ہوئے دکھائی دے اور بہادران اسلام اور دلیران عظام توحید کے نعرے لگاتے ہوئے نشان کے چاروں طرف نظر آئے۔ مجاہد اعظم حضرت خاند بن ولیدؓ (لشکر کے آگے آگے تھے اور قنداکرم حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ ایک جہت میں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اہل حب کے شور و غل اور رونے پینے کو دیکھ کر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ سے کہا ایہ الامیر خدا کی قسم آپ کی ذمہ داری اور صبح کے لوگ جیسے کہ آپ نے ذکر فرمایا تھا ہلاک ہو گئے۔

یہ کہہ کر آپ نے گھوڑے کو ڈانٹ پانی ہمیں یہ نشان ہاتھ میں لے کر آئے ہوئے اور حملہ کر دیا۔ مشرکین کے لشکر میں پہنچ کر شیر کی طرح گونجے اور لاکر فرمایا مشرکوں! ہمارے معابدین کے پاس سے بھاگ جاؤ۔ پھر نیزہ ہاتھ میں لیا اور نہایت پھرتی سے اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ اسلام کے دوسرے بہادروں نے بھی آپ کے ساتھ تلواریں میان سے نکالیں اور اللہ اکبر کے نعروں کے ساتھ مشرکین پر پل پڑے۔ یوقا یہ حال دیکھ کر قلعہ کی طرف بھاگا اور اس کے سردار بھی اس کے ساتھ ہی فرار ہو گئے۔

حضرت محمد بن سترہؓ کہتے ہیں کہ جنگ حلب کے روز جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے مشرکین کے قتل سے اہل حب کو پناہ دی تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کا رنج و قلق دور ہوا۔ رومی اہل حلب کے پاس سے بھاگ کر دو گروہوں میں منقسم ہو گئے۔

ایک گروہ نے قلعہ میں بھاگ کر پناہ لی اور دوسرے نے جنگل میں پہنچ کر گھر جو قلعہ میں پہنچ گئے تھے وہی گئے اور جنگل میں پناہ گزین ہوئے تھے وہ مجاہدین کی تلواروں کی پیس بجھانے کے کام آئے۔ ہمارے مقتول معابدین کی تعداد تین سو تھی اور ہمارے یوقا کے تین ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا۔ یہ ایک شیبہ واقعہ تھا جس سے مسلمان بہت خوش ہوئے۔ جب قتل ہونے والے قتل ہو چکے اور شہر میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے امن و امان قائم کر دیا تو اہل حب نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ سے یوقا کا پنے بھائی کو مار ڈالنے کا واقعہ نیز اپنا تمام قصہ بیان کر دیا۔

واقعی رحمتہ اللہ تعالیٰ یہ کہتے ہیں کہ جب یوقا مسلمانوں کی آپ دار تلواروں کے سامنے سے بھاگ کر قلعہ میں چلا گیا تو اس نے قلعہ پر ٹھٹھکیں اور ڈھولیں گونوائیں۔ تھیں رو اور آلات حصار سے اسے مستحکم و مضبوط کیا اور چاروں طرف اسلحہ چڑھائے اور لڑائی کے لئے ہاتھ باندھ لیا۔ اہل حلب چالیس سردار گرفتار کر کے مسلمانوں کے لشکر میں لائے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے دریافت فرمایا کہ انہیں تم نے کیوں قید کیا ہے؟ انہوں نے کہا یوقا کے آدمی ہیں جو بھاگ کر ہمارے پاس آچھے ہیں۔ ہم نے مناسب نہ سمجھا کہ جناب سے انہیں چھپے رکھیں کیونکہ یہ ہماری صبح میں داخل نہیں ہیں۔ آپ نے ان پر اسلام پیش کیا۔ سات آدمیوں نے اسے قبول کیا اور باقیوں نے انکار کر دیا جن کی گردنیں آپ کے حکم کے موافق ہر دی گئیں۔

آپ نے اہل حلب سے فرمایا تم نے اپنی صلح میں ہمارے ساتھ خیر خواہی کا برتاؤ کیا ہے تم بھی انشاء اللہ اعزیز بہت جلدی ہمارا رویہ اور طریقہ ایسا دیکھو گے کہ تم اس سے خوش ہو جاؤ گے۔ اب تمہارا اور ہمارا حال یکساں ہے۔ جو ہمارے لئے ہے وہ تمہارے لئے اور جو ہمارے واسطے ہے وہ تمہارے واسطے۔ تمہارے اس سردار نے چونکہ بھاگ کر قلعہ میں پناہ لی ہے اس لئے اگر تم کو اپنی پوشیدہ راستہ یا چور دروازے جانتے ہو کہ ہم اس کے ذریعہ سے قلعہ میں پہنچ کر اس سے لڑیں تو بتا دو۔ اگر اللہ پاک تبارک

وہی نے ہمیں اس پر فتح دی تو اس مالِ غنیمت میں سے جو ہم تمہاری اس قوم سے لوٹیں گے تمہارے اس عہدہ اور جیل کام کے عوض میں تمہیں بھی حصہ دیں گے۔

انہوں نے کہا: ایہ الامیر! واللہ ہم ایسی کوئی راستہ نہیں جانتے۔ کیونکہ یوقہ نے قلعہ کے راستوں کو بند اس کی سڑکوں کو منقطع اور اس کے چور دروازوں کو چھ دروازے کر دیا ہے جن کی ہمیں خبر نہیں ہے۔ ہاں اگر اس کا بھی کوئی پوچھنا زندہ ہوتا تو آپ کے لئے اس کا فتح کرنا بہت آسان کام تھا۔ آپ نے فرمایا اس پر کیا نثری؟ انہوں نے جو کچھ اس پر نثری تھی بیان کی اور کہا کہ وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھانے سے بعد مسلمان ہو گیا تھا اور ہم اس کے ان کلموں کے سوا جو اس کی زبان سے نکلے تھے نہیں سمجھے۔ محض آخر میں اس نے یہ کہا تھا کہ بارالہ! میں غاصی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ عیسیٰ (علیہ السلام) آپ کے بندے اور رسول ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ کے بندے اور رسول ہیں جن پر آپ نے انبیاء (علیہم السلام) کا سلسلہ ختم فرما دیا ہے اور آپ نے ان کو سید المرسلین بنایا ہے اور ان کا دین تمام ادیان سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ اس کے بعد اپنے بھائی کو خطاب کر کے کہا تھا اب جو کچھ تجھے کرنا ہے کر گزر اور جب وہ مسلمان ہو گیا تھا تو یوقہ نے اسے قتل کر دیا تھا۔

کہتے ہیں کہ آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ اسے کس جگہ قتل کیا تھا ان کے بتلانے کے بعد آپ فوراً اٹھے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ اور مسلمانوں کی ایک جماعت کو اپنے ساتھ لیا اور اس کے قتل کی جگہ پہنچے۔ مقتول چت پڑا ہوا تھا۔ چونکہ قتل کے وقت اشارہ کرتے ہوئے اٹلی کھڑی کی تھی جو کھڑی کی کھڑی رہ گئی تھی وہ آسمان کی طرف تھی اور تمام جسم جو دوپٹوں سے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے اسے اٹھایا، ٹخن پہنایا نماز جنازہ پڑھی اور مقام ابراہیمؑ میں دفن کر دیا۔

جس وقت آپ وہاں سے تشریف لائے تو مسلمانوں میں سے ایک شخص حڑا ہوا اور کہنے لگا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ سردار کو نیک ہدایت فرمائیں آپ اس قوم کی طرف نکلیں۔ اگر یہ فی الواقع ہمارے لشکر اور گروہ میں داخل ہو گئی ہے تو ہمیں اپنی قوم کے پوشیدہ راستوں سے مطلع کر دیں گی۔ باشندگان حلب نے اس شخص سے کہا خدا کی قسم! ہم آپ ہی کے گروہ میں داخل ہیں اور واللہ ہم اس کے پوشیدہ اور چھ دروازے راستوں سے واقف نہیں۔ ہم کبھی آپ کے ساتھ نہ دروازے و فانی نہ کریں گے آپ مطمئن رہیں۔ اسی وقت حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ حضرت خالد بن ولیدؓ دوسرے مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا باری تعالیٰ جل مجدہ آپ حضرات پر رحم فرمائیں مجھے اس کام میں آپ مشورہ دیں کہ میں کیا کروں۔ یہ سن کر ایک شخص مسکی ہوئے اور عمر و غسان بن جوشم کے شہزادوں، پہاڑوں اور اس کے پیچیدہ اور آسان راستوں سے بخوبی واقف اور شام کی سرزمین میں سفر کئے ہوئے تھا کہنے لگا۔ اللہ پاک عزوجل سردار کے کام کی اصلاح فرمائیں۔ میں شام کے شہروں کے حالات سے چونکہ واقف ہوں اس لئے اگر جناب میری رائے کی طرف توجہ فرمائیں تو زیادہ اہمیت ہوگا۔

آپ نے فرمایا ابن عمرو! امیر سے نزدیک تم مسلمانوں کے سچے بی خوادہو جو کچھ کہنا چاہتے ہو کہو۔ اس نے کہا ایہ الامیر! آپ اس بات کو سمجھیں کہ اللہ پاک و تبارک و تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ سے شام کے شہروں کو فتح کر دیا گمراہ کافروں اور ان کے

۱۔ پہلے آچکا ہے کہ جب داؤد نے یوقہ کی تمام استان اور اپنے بھائی کے مارڈالنے کا واقعہ بیان کیا اور یہاں پھر دریافت فرما رہے ہیں۔ واللہ

الحکم ۱۲۔

۲۔ مقام ابراہیم سے مراد مکہ کا مقام ابراہیم نہیں۔ ۱۲۔

حامیوں کو قتل کر دیا۔ اب جو شام کی باقی ماندہ فوج ہے وہ پھاڑوں کی گھاٹیوں کے پیچھے ہے جن میں جانے آنے کے لئے درمیان میں درے، جنگ و تاریک راین، دشوار گزار راستے اور ویرن جنگل پڑتے ہیں نیز چونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے رومیوں کو متعدد وجہ شکست دے دی اس لئے ان کے دل خوفناک اور دہشت زدہ ہیں جنہیں مسلمانوں سے لڑنے کی سکت باقی نہیں رہی۔ لہذا آپ اس قلعہ کا محاصرہ کر لیں اور دسے اس کے اطراف و جوانب میں روانہ کریں کہ وہ دوسرے شہروں کو تاخت و تاراج کرتے رہیں۔ قلعہ والوں کے پاس اتنی رسد اور سامان خورد و نوش نہیں ہے کہ وہ کچھ دن اس میں رہ کر گزار سکیں انشاء اللہ کھولنے پر مجبور ہوں گے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ یہ سن کر بے اور فرمایا خدا کی قسم رائے تو یہی ہے مگر میں آپ کو ایک اور مشورہ دیتا ہوں۔ وہ یہ کہ آپ ہمیں لے کر قلعہ کی طرف چلیں اور حملہ کر دیجئے۔ ممکن ہے کہ پاری تعالیٰ جس عہدہ اسے ابھی فتح کرا دیں۔ کیونکہ اگر محاصرہ نے طویل پکڑا تو مجھے اس بات کا خوف ہے کہ رومیوں کا شکرا اگر دوسری طرف سے آئے ہم پر حملہ آور ہوگی تو اس طرح وہ ہمارے اور قلعہ کے مابین حائل ہو جائے گا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا ابوسلمان! تم نے واقعی مشورہ ٹھیک اور عمدہ دیا اور جنگی بات کہی۔ اس کے بعد آپ نے قلعہ پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ سوار گھوڑوں سے کود کود کر اور لوگ کپڑے اتار اتار اور ہلکے ہو ہو کر قلعہ کی طرف بھاگے۔ غلام اور آقا باہم مل گئے۔ قبیلہ اپنی اپنی بزائی بیان کرنے لگے ہر جماعت اور گروہ اپنے اپنے فخر میں مست ہو گئی۔ ہر ایک اپنا اپنا نسب ظاہر کرنے لگا اور ایک نے دوسرے کو اشعار سے جواب دینے شروع کیا۔

حلب کا محاصرہ

حضرت مسروق بن مالکؓ کہتے ہیں کہ واللہ میں نے شام کے قلعوں کی لڑائی میں کبھی آج تک اتنی بڑی اور سخت جنگ نہیں دیکھی جتنی حلب کے قلعہ کا محاصرہ کے دن ہوئی تھی۔ ہم اسی وجہ سے اس لڑائی کو پہلی کی گردش سے تشبیہ کیا کرتے تھے کہ پہلی بھی اس چیز کو چیں کر رکھ دیتی ہے جو اس کے دوپٹوں کے بیچ میں آجاتی ہے اور اس لڑائی کا بھی یہی حال تھا کہ اس نے اکثر لوگوں کو چیں کر رکھ دیا تھا۔ ہم نے اس کی سب سے پہلی جنگ میں خود اپنی طرف سے مسابقت کی تھی اور ابتدائے جنگ میں ہم ان کی طرف بڑھے جیسے گئے تھے۔ بہادران بہن اور سادات ربیعہ و مضریک دوسرے کو آواز دیتے اور جاتے جدی جدی قلعے کی طرف لپکے اور چلا رہے تھے۔ اگرچہ قلعہ میں جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا مگر پھر بھی اس میں بغیر راستہ ہی کے گھس پڑنا چاہتے تھے جس وقت وہ اس سے بالکل قریب ہو گئے تو ڈھوا سیوں اور مٹھنیوں نے چلنا شروع کیا اور پتھروں کی ہر طرف سے بارش اور بوچھاڑ ہوئے لگی۔ میں اور میرے ساتھی قلعہ کی زمین سے بہت ہی قریب تھے کہ ہم گھبرا کر جدی جدی پیچھے ہٹے۔ ایک نے دوسرے کو دیکھنا شروع کیا اور یہ سمجھ لیا کہ ہم میں سے شاید کوئی بچ سکے۔ مسلمانوں کو شکست ہوئی اور پتھروں نے ان کی ایک کثیر جماعت کو پھیل کے پھینک دیا۔ بعض شہید ہوئے اور بعضوں کے سر پھٹ گئے۔ منجملہ دیگر حضرات کے جو جنگ قلعہ حلب میں کام آئے یہ حضرات بھی تھے۔

عمر بن الصلغ ربیع، مالک بن خزعل ربیع، حسان بن حذلفہ، مروان بن عبداللہ، سمیع بن فارغ عمری، عطا بن سلم کلابی، اسحاق بن مسلم بن عرفہ عدوی، عاصم بن فادح عدوی، سفیان عدوی، زید بن سفیان عدوی، ہواد بن مالک عدوی رضوان اللہ

تعلیٰ علیہم اجمعین۔ جتنے آدمی اس جنگ میں شہید ہوئے ان میں چار آدمی بنی ربیعہ کے۔ ایک اولاد عامر سے ایک بنی کلاب سے اور سات آدمی بنی عدی سے تھے اور باقی دوسرے حضرات تھے۔

حضرت مسروق بن مالکؓ کہتے ہیں کہ اللہ اس سانحہ کے بعد برسوں ہم ایک خفت کثیر کو نکلوا اور لٹو دیکھتے رہے۔ کوئی شخص پیر سے نکلنا مانتا تھا اور کوئی ہاتھ سے لولا یا لٹو اور ان سب کو ہم نے حلب کی جنگ میں دیکھا تھا۔ آخر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے شہر سے باہر اپنا نشان کھڑا کیا اور مسلمانوں سے پکار کر کہا کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں تم سب ایک جگہ میرے پاس جمع ہو جاؤ۔

یہ سنتے ہی مسلمان آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ آپ نے فرمایا ایہا الناس! آج آپ نا تجربہ کاری کے ساتھ لڑے اب تم شہداء کو دفن کرو اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرو۔ مسلمان نعشوں کو سپرد خاک کرنے اور زخمیوں کے زخم باندھنے دوڑے رومی مسلمانوں کی شکست سے بہت خوش ہوئے۔ یوقنا اپنی فوج کو خطاب کر کے کہنے لگا۔ مسلمان اب اس قلعہ کی طرف کبھی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتے اور نہ اس کے پاس اب کبھی آ سکتے ہیں۔ مسیح کی قسم! اگر انہوں نے اب اس کا محاصرہ رکھا تو میں ان کے ساتھ ٹکر کروں گا اور قلعہ سے ان کے لشکر کی طرف جاؤں گا۔

یوقنا کے وزیر کا حلب میں مسلمانوں پر شیخون مارنا

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن سلیمان دنیوری نے جو فوجات شام کے مسلمانوں میں ایک شہد راوی ہیں بیان کیا ہے کہ مجھ سے عمرو بن کعبہ کے یوقنا نے اپنی فوج کے دو ہزار سردار اور بہادر اشخاص منتخب کر کے ایک رات انہیں یہ حکم دیا کہ دو قلعہ سے بہت جلدی پیچھے اتریں۔ مسلمانوں کی فوج کی طرف جائیں اور جب ان کے لشکر کی آگ بجھ جائے تو شہد خون کر کے انہیں لوٹ لیں اور آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہیں اپنے وزیر کو ان پر سردار مقرر کیا۔ یہ انہیں لے کر قلعہ سے باہر آیا۔ مسلمانوں کے لشکر میں چاروں طرف آگ روشن تھی اس لئے یہ فوج کے چاروں طرف پھرتا رہا۔ یہ براہ راست کر رہا تھا کہ ایک جگہ آگ کی روشنی بجھی اور یہ وہاں پہنچ گیا۔ اس طرف یمن کے بدو جیسے مراد بنی کلاب۔ ملک اور ان کے تمام وغیرہ تھے۔

حضرت عبداللہ بن صفوان عقی بیان کرتے ہیں کہ ہم اس روز غیر مسلح اور اپنے دشمنوں کی طرف سے اپنی کثرت کے باعث بالکل مطمئن تھے اور یہ نہ فکر تھے۔ ہمارے شہنشاہ اور پیرے کے سپاہی بھی بالکل غافل تھے۔ انہیں بھی کچھ خبر نہ تھی کہ رومیوں کے شور وغل سے بیدار ہوئے۔ انہوں نے ہم پر ہجوم کیا اور اپنی زبان میں آوازیں دینے لگے۔ گردوغبار اپنے نچ میں اٹھا رکھا تھا اور ہم بالکل نہیں سمجھتے تھے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ ہم میں انہوں نے تلوار رکھ رکھی تھی جو بڑھ بڑھ کے اپنا کام کر رہی تھی۔ ہم میں سب سے زیادہ شریف اور بہادر وہی شخص تھا جو اپنی جان بچانے کی غرض سے گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ گیا اور اسے بالکل خبر نہ تھی کہ یہ مجھ پر کیا بلا ہے کہاں سے آئی ہے اور کس طرح ملے گی؟ حملہ مسلمانوں کے لشکر میں ہو رہا تھا۔ مسلمان پکار رہے تھے رب کعبہ کی قسم! ہم مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ دوڑ دوڑو یہ کہتے جاتے تھے اور حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے خیمہ کی طرف دوڑے جا رہے تھے۔ وہاں پہنچ کر دور سے آواز دیتے تھے۔ ایہا الامیر! یوقنا ہم پر مع اپنے لشکر کے آ پڑا ہے اسی وقت مع چند آدمیوں کے امیر لشکر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ گھوڑے پر سوار ہوئے اور لشکر کے گرد گھومنے لگے۔ رومیوں کے سردار نے جب عربوں کی طرف دیکھا کہ وہ تیار ہو کر

ان کے پاس آگے ہیں تو اس نے اپنے آدمیوں کو آواز دی اور کہا عرب ہم تک پہنچ گئے ہیں جس کے کوئی چہرہ اٹھتی ہو وہ اسے پھینک کر اپنی جان بچانے کی کوشش کرے۔

حضرت عبداللہ بن صفوانؓ کہتے ہیں کہ عاۓہ ان لوگوں کے جوانہوں نے ہمارے شہید کر ڈالے رومیوں نے پچاس (یا ساٹھ) آدمی گرفتار کر لئے جو اکثر قوم حمر، ربیعہ اور مضر کے تھے اور آپس میں ایک دوسرے کی مدد و حمایت کرتے ہوئے قلعہ کی طرف واپس ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے جب یہ حال دیکھا تو اپنے ساتھیوں کو لے کر رملہ کر دیا اور ان میں سے ایک ۳۰ آدمیوں کے، مین حائل ہوئے انہیں روک کر قتل کرنا شروع کر دیا اور ایک ایک کو قتل کر ڈالا۔ یوقنا یہ آدمی جب قلعہ سے پاس پہنچے تو اس نے قلعہ کھول دیا اور وہ قلعہ میں داخل ہو گئے۔ صبح ہوئی آفتاب عالمتاب رات کا سماں دیکھنے کے لئے باہر نکلا تو یوقنا نے ان پچاس اسیر مسلمانوں کو جن کی مشکلیں بندھی ہوئی تھیں اپنے سامنے بلایا اور انہیں چمک پر کھڑا کیا کہ قلعہ کی دیوار کے نیچے یہ حضرات مسلمانوں کو کھلائی دے رہے تھے۔ ان کی زبانوں پر لا اے اللہ محمد رسول اللہ چری تھا اور ان کے غم سے مسلمان کن رہے تھے۔ یوقنا نے انہیں اپنے سامنے بلو کر سب کو شہید کر ڈالا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے جب یہ دیکھا تو تمام لشکر میں منادی کرادی کہ خدا اور رسول اور امیر ابو عبیدہ کی طرف سے ہر ایک لشکر پر قسم ہے کہ وہ اپنی جان کی حفاظت خود کرے اور کسی دوسرے پر مطلق بھروسہ نہ کرے اور نہ آپس میں بات چیت ہی کرے۔ مسلمانوں نے خوب احتیاط کی اور سامان جنگ تیار کیا اور مستعد ہو شیار لڑائی کے انتظار میں بیٹھ گئے۔

یوقنا کی مکر کرنے کی کوشش کرنا

یوقنا دوسرے مکر کی فکر میں ہوا اور سوچنے لگا کہ اب مسلمانوں کے ساتھ کیا مکر کرنا چاہئے۔ کیونکہ محاصرہ بدستور تھا۔ دوسرے اس کے جاسوس رات دن اس کے پاس خبریں پہنچاتے رہتے تھے اور سب سے بڑے خفیہ نویس اور جاسوس نصرانی عرب تھے جو یونانی زبان میں ترجمہ کر کے اسے بتلاتے تھے۔ ایک روز یہ اپنے قلعہ میں بیٹھا ہوا تھا فوجی افسر اس کے گردھے سے ہوئے تھے اور اسے قلعہ کے محاصرہ نے عجیب ضیق میں مبتلا کر رکھا تھا۔ خصوصاً یہ سن کر اس کی تشویش اور بھی زیادہ بڑھتی جاتی تھی کہ باشندگان شہر اس کے جب کسی آدمی کو کہیں دیکھ لیتے ہیں تو اسے پہچان کر مسلمانوں کے حوالے کر دیتے ہیں۔ اس وقت اچانک اس کے پاس اس کا ایک جاسوس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سردار! اگر آپ کو عربوں کے ساتھ مکر کرنا منظور ہے تو اس وقت اس کا اچھا موقع ہے۔ اس نے کہا یہ کیوں کر اور تجھے اس کی کیا خبر اس نے کہا بنی والوں نے عربوں سے صلح کر لی ہے اور وہ عربوں کی رسم دانہ اور چارے کے کھیل ہو گئے ہیں اور اب عرب رسم لینے کے لئے وادی بطنان میں گئے ہیں۔ میں نے خود ان کے بار برداروں، خچروں اور آدمیوں کو دیکھا ہے۔ پرانے پرانے پستین پہن رہے ہیں۔ ہاتھوں میں بڑے بڑے نیزے ہیں اور بہت تھوڑے آدمی ہیں۔ گاؤں میں جا کر رسد حاصل کرنے کا ارادہ ہے۔

یوقنا نے یہ سنتے ہی رؤے سائے قوم میں سے ایک ہزار آدمی منتخب کئے اور کہا تیار ہو جاؤ۔ صبح کی قسم! عربوں کا راستہ بند اور ان کے سامان رسد اور بار برداری کو منقطع کر دوں گا۔ رات کی تاریکی نے جب اپنی سیاہ چادریں ڈال دیں تو یوقنا نے قلعہ کا دروازہ کھولا اور ان ایک ہزار آدمیوں کو ادھر روانہ کر دیا۔ جاسوس آگے آگے تھا اور یہ برابر رات کی تاریکی میں بڑھے پتے چارے تھے حتیٰ کہ یہ ایک

جگہ پہنچے اور انہیں وہاں ایک گھد بان جو گائے بیلوں کا ایک گھد نہایت سرعت کے ساتھ کسی گاؤں کی طرف ہانکے لئے چلا جا رہا تھا۔ یہ اسے دیکھ کر اس کی طرف لپکے اور اس کے قریب ہو کے کہنے لگے کیا تجھے عربوں کا کچھ حال معلوم ہے۔ ادھر تیرے پاس ہو کے گئے ہوں۔ اس نے کہا بائیں غروب کے وقت جبکہ سورج زرد پڑ گیا تھا سو آدمی تیز رو گھوڑوں پر اس جنگل سے رسد حاصل کرنے کے لئے جا رہے تھے اور ان کے ساتھ خچر نیز دوسرے جانور بھی تھے۔ انہوں نے کہا تو ان جانوروں سمیت ان کے ہاتھ سے کس طرح بچ گیا؟ اس نے کہا چونکہ یہ جنگل ان کی مصالحت میں داخل ہے اس وجہ سے ہم ان سے بالکل نہیں ڈرتے۔ یہ سن کر اس دستہ کا افسر کہنے لگا اس جنگل کی صلح سے ہم بے خبر تھے تب معلوم ہو گیا کہ یہ بھی صلح میں داخل ہے۔ صبح علیہ السلام تمہاری اس رسد رسانی اور عربوں کی قوت و مدد دہی کے متعلق ضرور کچھ حکم فرمائیں گے۔ اب تو ہمیں یہ بتلا کہ وہ کس راستہ سے گئے ہیں۔ یہ مشرق کی طرف اشارہ کرے کہنے لگا اس طرف کو گئے ہیں۔ یہ سردار اپنی اس فوج کو لے کر ادھر چلا اور گھد بان سے معروض نہ ہوا۔

رومی سردار اور مسلمانوں کے مابین لڑائی

یہ برابر بڑھا چلا جا رہا تھا حتیٰ کہ طلوع فجر کے وقت یہ مسلمانوں کے قریب پہنچ گئے۔ اسلامی دستہ پر مناوش نامی ایک سردار مقرر تھے۔ مناوش بن ضحاک کی طائفی نے جب رومیوں کو اپنی طرف آتے دیکھ تو یہ مسلمانوں کی طرف مخی طرب ہوئے اور فرمانے لگے یا بنی العرب! یہ رومیوں کا ایک سردار ہماری طرف آیا ہے اسے آگے دہرلو۔ جب وہ کی کوشش کر دیا تو سختی پر صبر کر دیا اور جنت کے مالک ہو جاؤ۔ یہ کہہ کر آپ نے حمہہ کر دیا آپ کے ساتھی بھی حملہ آور ہو گئے۔ رومی سپہ سالار بھی اپنی فوج کو لے کر آئے بڑھا اور مسلمانوں پر حملے کرنے لگا۔ مسلمان نہایت ثابت قدمی کے ساتھ ٹرے گھسٹان کارن پڑا اور ایک سخت محرکہ برپا ہو گیا۔ حسب ذیل مسلمان جام شہادت نوش کر کے ہمیشہ کے لئے متحیٰ نیند سو گئے۔

مناوش بن ضحاک، غائی، غیلان بن ماسوران، عطف ریف بن ثابت، منیع بن ثابت، منیع بن عاصم کلان بن مرہ، مطرب بن حمید۔ یاسر بن عوف، بشیر بن سراقہ، شیبہ بن اشلع، منہال بن یثکر، نجام بن عقیل، مسیب بن نافع، حنظلہ بن ماجہ، مناوش بن حلیط۔ ربیعہ بن قازع، مرہ بن مابر، نوفل بن عدی، عطیہ بن یاسر، عطف بن جابر، سالم بن خفاف، فضل بن ثابت، اقرع بن قارغ اور معیط بن عامر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

یہ تمام حضرات قبیلہ طے سے تعلق رکھتے تھے۔ منجملہ سو آدمیوں کے تیس اشخاص کام آئے اور باقی شکست کھا کر اپنے لشکر کی طرف بھاگے اور رومی سامان رسد خچر اور اونٹوں کے مالک ہو گئے۔ رومی سپہ سالار اپنے لشکر سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ ان اونٹوں کے بوجھ کر اونٹوں کے پیر کا ڈالوا اور جن جانوروں پر سامان رسد لدا ہے انہیں اپنے ساتھ لے لو اور چل کر پہاڑ پر عربوں کی آنکھ سے چھپ کے پناہ گزین ہو جاؤ ورنہ کوئی دم میں ہوا کی طرح از کرتہ ہار اقلع وقع کر کے رکھ دیں گے۔ جب رات ہو جائے گی تو ہم پہاڑ سے نکل کر قلعہ کی طرف چلیں گے اور ان سے نڈر ہو جائیں گے۔ رومیوں نے یہ سنتے ہی اونٹوں کے کچادے گرا دیئے۔ سینوں پر نیزے مارے اور ان جانوروں کو جن پر رسد تھی اپنے ساتھ لے کے پہاڑ کے اوپر ایک گاؤں میں چھپ گئے۔ پھر سے دارمقرر کئے اور بقیہ دن، رات کی انتظار میں یہاں کاٹنے لگے۔

حضرت یعقوب بن صباح طائی لے کہتے ہیں کہ میں بھی اس روز اس دست میں تھا جس میں میرے چچا مناش رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تھے۔ ہمارے جمعیت بہت تھوڑی تھی کہ رو میوں نے ہمیں آدیا۔ ہم نے جب باوجود اپنی قلت تعداد کے رو میوں کی کثرت اور ان کی شدت کو دیکھا تو ہم اپنی جان چا کر بھاگ پڑے اور مسلمانوں کے شکر میں آئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ جدی سے ہمارے پاس آئے اور فرمایا کیا ہوا؟ اور یہ تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے کہا حضرت ہمارے ساتھ جنت ہوئی۔ حضرت مناش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز ان کے ساتھ اکثر شہسواران اسلام شہید ہو گئے۔ غدار اور جانور جو کچھ ہمارے ساتھ تھے لوٹ لئے گئے۔ آپ نے فرمایا روی محاصرہ میں ہیں۔ کسی شخص میں اتنی جرات نہیں جو قلعہ سے باہر نکل سکے۔ پھر کسی شخص نے تمہارے ساتھ ایسا کیا۔ ہم نے کہا ہمیں اس کے سوا کچھ خبر نہیں کہ ہم نے ایک بہت بڑے سردار کو جس کے ساتھ کافی جمعیت تھی آتے دیکھا اس کے ساتھ بڑائی کا نہایت عمدہ سامان کثیر لشکر جو حرب میں نہایت مستعد تھا موجود تھا۔ یہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس کی کس قدر تعداد ہوگی اور وہ کہاں سے آیا البتہ اس نے آتے ہی ہم پر حملہ کر دیا۔ ہمارے سردار نیز اکثر احباب کام آئے اور انہوں نے جو کچھ ہمارے پاس تھا چھین لیا۔

آپ نے یہ سن کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کے فرمایا۔ ابوسلمان ان کاموں کے اہل تم ہی ہو اور ایسے کام ہمیشہ تم ہی انجام دیتے ہو۔ مجھے اللہ پاک پر کافی بھروسہ ہے اور ان کے بعد تم پر۔ نیز میں ہمیشہ سب کاموں میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے استخارہ کرتا رہتا ہوں۔ تم اپنے ساتھ جس قدر مسلمان کو چاہو۔ لو اور اللہ پر بھروسہ کر کے ادھر روانہ ہو جاؤ۔ جس وقت اس جگہ پہنچو تو ان لوگوں کے قدموں کے نشانات تلاش کرو اور جہاں نہیں وہ ہوں ان کا تعاقب کرتے ہوئے بڑے چست ہو۔ ممکن ہے کہ ہمارے تعالیٰ جل مجدہ تمہیں ان تک پہنچا دیں اور تم ان سے مسلمانوں کا بدلہ لو۔ مگر یہ یاد رکھو کہ جنگ والے ہماری صف میں ہیں اور ہم اپنی طرف سے کبھی نقص عمد نہیں کرتے اور نہ قول دے کر واپس لیتے ہیں۔ ہاں اگر انہوں نے ہمارے ساتھ ٹھہر کر یہ تو پھر ہمارے لئے بھی جائز ہے کہ ہم ان کو قتل کر دیں۔ بہر حال اللہ تبارک و تعالیٰ سے ان دیہاتیوں کے معاملہ میں ڈرتے رہن خداوند مصلیٰ تم پر رحم فرمائیں اب روانہ ہو جاؤ۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا یوقنا کے سردار کا تعاقب کرنا

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ یہ سنتے ہی اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے۔ اسلحہ زیب تن فرمائے۔ گھوڑے پر سوار ہوئے اور تنہا جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا ابوسلمین! کہاں جاتے ہو؟ آپ نے کہا تمہیں ارشاد کے لئے جدی کرتا ہوں۔ اور جو کچھ جناب نے حکم دیا ہے اس کو بجالانے کے لئے بہت جلد پہنچتا ہوں۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا جس قدر مسلمانوں کی جمعیت چاہو ساتھ لے جاؤ۔ آپ نے کہا میں تنہا جانا چاہتا ہوں اور کسی کو ساتھ لینا نہیں چاہتا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے کہا تمہا کس طرح جاسکتے ہو؟ دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ آپ نے کہا اگر وہ ایک ہزار یا زیادہ سے زیادہ دو ہزار ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی فضل و اعانت سے میں انہیں کافی ہوں گا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا یہ سب کچھ صحیح ہے واقعی تم ایسے ہی ہو مگر پھر بھی تم اپنے ساتھ قبیلہ طے کے کچھ آدمی لے لو جن میں ضرار بن ازدر اور ربیعہ بن عامر وغیرہ ہوں۔ چنانچہ آپ نے

حضرت ضرار بن ازرو وغیرہ جیسے کچھ آدمی اپنے ساتھ لئے اور روانہ ہو گئے۔

جس وقت آپ اس معرکہ کی جگہ پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ لاشیں پڑی ہوئی ہیں اور ان کے گرد جنگل کے لوگ اپنی جان کے خوف نیز اس خیال سے کہ عرب ہم پر ان کے متعلق کہیں معالحدہ کریں رو رہے ہیں۔ جس وقت آپ شعد بن ابی طرب اپنے ساتھیوں کو لئے ہوئے ان دیہاتیوں کے پاس پہنچے تو یہ شور و فریاد کر کے آپ کے قدموں میں گر گئے۔ آپ نے ترجمان سے جو آپ کے ساتھ تھا دریافت کیا کہ یہ کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا یہ کہتے ہیں کہ ہم آپ کے آدمیوں کے خون سے بری لہذا اور اب تک آپ کی صلہ میں داخل ہیں۔ آپ نے ان سے اس بات کی قسم لی کہ ہمیں معفو نہیں کہ انہیں کس نے قتل کیا ہے؟ انہوں نے قسم کھائی۔ آپ نے فرمایا پھر وہ کون شخص تھا جو ہمارے آدمیوں پر آ پڑا۔ انہوں نے کہا یہ قاتل اپنے ایک سردار کی ماتحتی میں ایک ہزار جانناز فوج دے کر قلعہ سے ادھر روانہ کیا تھا۔ آپ کے لشکر میں اس کی طرف سے چند سو سوس رہتے ہیں جو اسے آپ کی دہم دہم کی خبریں پہنچاتے رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ سردار کس راستہ سے گیا ہے۔ انہوں نے کہا اس راستہ سے۔ آپ نے فرمایا ابھی تم نے قسم کھائی تھی کہ ہمیں ان کے متعلق کچھ ظلم نہیں۔ انہوں نے کہا یہ جو آپ کو خبر دے رہے ہیں یہ سب کے باشندے ہیں جو یہاں سامان خورد و نوش خریدنے آئے ہیں۔ اگر آپ ابھی کچھ دیر اور نہ تشریف لاتے تو ہمیں بھی پتہ نہ چلتا کہ انہیں کس نے شہید کیا ہے آپ نے فرمایا اسی اونچے راستہ سے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں ہم نے انہیں اس پہر پر چڑھتے دیکھا ہے آپ اپنے ساتھیوں کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا انہوں نے سمجھا ہو گا کہ مسلمانوں کا لشکر یقیناً ہمارا قاتل ہے مگر وہ پناہ لینے کی قسم پر چھپ گئے ہیں تاکہ رات ہونے پر وہ اپنے قصد کی طرف چھپ جائیں۔ آپ حضرات کو چاہئے کہ آپ ان کے تعاقب اور طلب میں گھوڑوں کی باتیں چھوڑ دیں۔ یہ کہتے ہی آپ نے اپنے گھوڑے کی عنان منعطف کر کے چھوڑ دی۔ آپ آگے آگے تھے اور آپ کا دست آپ کے پیچھے گھوڑے کے اڑانے چلا جا رہا تھا۔ معاہدین میں سے بھی آپ نے اپنے ہمراہ ایک شخص کو لے لیا تھا تاکہ وہ اس قوم نیز راستہ کو تلا تا چلا جائے۔

جس وقت آپ دور پہنچ کر اس پہاڑی کے راستہ پر لگ گئے تو آپ نے گھوڑا روک لیا اور اس معاہدے سے فرمانے لگے کہ اس راستہ کے سوا آیا کوئی دوسرا راستہ بھی اس قلعہ کی طرف جاتا ہے۔ اس نے کہا آپ اسی جگہ ٹھہریں انشاء اللہ العزیز آپ فتح یاب ہوں گے۔ آپ نے اپنے دست کو اسی جگہ ٹھہرنے کا حکم دیا اور اس راستہ کو روک کر اسی جنگل میں قیام فرمایا۔ ابھی بہت ہی تھوڑی رات گزری تھی کہ گھوڑوں کی سموں کی آوازیں آنا شروع ہوئیں اور اس اندھیرے میں گھوڑوں کے ہونپوں نے مسلمانوں کو اپنی آمد سے مطلع کر دیا۔ سپہ سالار لشکر فوج کے آگے آگے اپنی اس جمیعت کو چلنے کی تاکید کرتا بڑھا چلا آ رہا تھا۔ جس وقت وہ آپ کے دست کے بالکل قریب پہنچ گیا تو آپ نے شیر بر کی طرح گونج کر ڈکارتے ہوئے اس کی طرف ایک جست بھری اور اس پر چاڑھے۔ آپ کے ساتھی اس فوج کی طرف لپکے۔ آپ نے یہ سمجھ کر کہ یہی یوقا ہے محض اسی کا قصد کیا اور اس کے پاس پہنچ کر تلوار کا ایک ایسا بھرپور ہاتھ مارا کہ وہ سپہ سالار دو ٹکڑے ہو کر دو درجہ گرا۔ مسلمانوں نے میانوں سے تلواریں باہر کیں اور ان کے جوہر دکھانے لگے۔ رومی سامنے سے بھاگے مگر مسلمانوں نے انہیں آگے دھرایا۔ فرشتہ اجل بڑھ بڑھ کے اپنا کام کرنے لگا اور اس شخص کے سوا جس کی اجل دور کھڑی نہیں رہی تھی اور سب کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔

جب رومی موت کے پنجہ میں گرفتار ہو گئے تو مسلمانوں نے ان کے چانور اور تمام اسباب وغیرہ اپنے ساتھ لئے اور حضرت ابو

عبیدہ بن جراحؓ کے لشکر کی طرف چل پڑے۔ رومی سپہ سالار کا سر نیزہ کی نوک پر تھکا اور یہ اسلامی دستہ فتح و نصرت کا پرچم اڑاتا ہوا چلا آ رہا تھا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اپنے لشکر سے نکل کر رن و افسوس کی حالت میں ان کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ حضرت خد بن ولیدؓ جب ان کے قریب پہنچے تو آپؓ اور آپ کے دستہ نے تہلیل و تکبیر کی آوازیں بند کیں۔ مسلمانوں کے لشکر نے ان کی تہلیل و تکبیر کا جواب اللہ اکبر کے فلک و آسمانوں سے دیا اور استقبال فرمایا۔

حضرت ابو عبیدہؓ کا قلعہ کے محاصرہ کو سخت کرنا

کہتے ہیں کہ حضرت خد بن ولیدؓ کے ہمراہ علاوہ سامان اور چاروں نوروں کے سات سو مفتولین کے سر اور تین سو قیدی تھے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے قیدیوں پر اسدم پیش کیا۔ انہوں نے مسلمان ہونے سے انکار کیا، اور کہا کہ ہم فد یہ ادا کر دیں گے۔ حضرت خد بن ولیدؓ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ سے کہا کہ آپ قلعہ کے سامنے ان کی گردنیں مار دینے کا حکم دے دیجئے۔ اس طرح خداوند تعالیٰ اور مسلمانوں کے دشمنوں میں ضعف اور سستی پیدا ہو جائے گی۔ چنانچہ اہل قلعہ کے سامنے ان کو کھڑا کر کے ان کی گردنیں رومی گئیں جن کو یوق اور اس کے ہمراہی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ اس کے بعد حضرت خد بن ولیدؓ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ سے کہا ہم اب تک یہ سمجھتے رہے کہ یہ قلعہ والے ہمارے محاصرہ میں محصور ہیں۔ مگر اب معلوم ہوا کہ یہ ہماری غفلت اور موقع کے منتظر رہتے ہیں اور ہماری تاجر یہ کاری اور غفلت سے فائدہ اٹھا کر ہمارے اوتوں اور چاروں نوروں کو لے بھاگتے ہیں اس لئے یہ بہتر اور قرین مصلحت و صواب ہے کہ آپ پاسیانوں، پیہرے کے پاسیانوں نیز ہر شخص کو ہوشیار رہنے کی تاکید فرمائیں اور قلعہ کے ہر ایک راستہ پر فوج مقرر کر دیں تاکہ وہ کسی طرح اپنے قلعہ سے باہر نہ نکل سکیں اور اس طرح حتی المقدور ہم انہیں محاصرہ کی مصیبتوں میں مبتلا کر سکیں۔ آپ نے فرمایا جہاز اک اللہ یا ابا سلیمان واقعی تمہارا مشورہ نہایت عمدہ ہے۔

صبح ہوئی تو حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے مسلمانوں کو نماز پڑھائی اور اس کے بعد حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیقؓ، ہزار بن ازور، سعید بن عمرو بن طفیل عدوی، قیس بن حمیرہ اور میسرہ بن مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین کو بلا کر انہیں قلعہ کے چاروں طرف مقرر کیا اور حکم دیا کہ وہ قلعہ کے راستوں کی پوری پوری نگہداشت کریں۔ اپنے ساتھ جس قدر چاہیں فوج رکھیں اور اس کے ہر ایک راستہ اور سڑک کو آمد و رفت سے روک دیں حتیٰ کہ اگر کوئی چڑیا بھی ادھر اڑ کر جائے تو اس کا بھی شکار کر لیں۔ ان حضرات نے یوقا پر محاصرہ کو بلا نکل نکل کر دیا اور ایک مدت تک اسی طرح قلعہ کو گھیرے پڑے رہے۔ جب محاصرہ نے طول کھینچی تو حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اس طویل قیام کی وجہ سے گھبرا اٹھے اور یہ ارادہ کر کے کہ اگر قلعہ سے ہٹ کر کسی فاصلہ کے مقام پر ہم نے قیام کیا تو ممکن ہے کہ قلعہ والے کوئی غفلت کریں اور ہم اس موقع کو غنیمت سمجھ کر قلعہ کو آدھائیں اور فتح کر لیں۔ آپ نے فوج کو کوچ کرنے کا حکم دے دیا اور قلعہ سے چند میل کے فاصلہ پر تیرب نامی گاؤں کے قریب آ کر خیمہ زن ہو گئے۔

آپ جانتے تھے کہ کسی حید سے یوقا تک پہنچ جائیں اور یہی ارادہ کر کے آپ قلعہ سے ہٹ کر اس جگہ مقیم ہوئے تھے مگر یوقا نہ قلعہ سے باہر آتا تھا اور نہ اس کے دروازے ہی کو کھولتے تھا۔ آپ کو یہ دیکھ کر سخت فکر دامن گیر ہوا اور اسی فکر میں آپ حضرت خد بن ولیدؓ کے پاس تشریف لائے اور حضرت خد بن ولیدؓ سے فرمایا ابو سلیمان! میری رائے میں خدا کے دشمن چاروں سوں ہماری تمام خبریں یوقا تک پہنچتے اور اسے ڈراتے رہتے ہیں۔ ابو سلیمان! میں تمہیں خدا کی قسم دے کر کہتے ہوں کہ تم لشکر میں گھومو اور پھر لگاؤ

اور لوگوں کی آزمائش کرو ممکن ہے کہ تم کسی جاسوس کو پکڑ لو۔

حضرت خالد بن ولیدؓ گھوڑے پر سوار ہوئے لوگوں کو لشکر میں گشت کرنے کا حکم دیا۔ بذاتِ خود ان کے ساتھ ہوئے اور یہ تاکید کی کہ جس کسی غیر شخص کو دیکھو یا کسی پر شبہ سمجھو اسے فوراً گرفتار کرو۔ آپؐ برابر گشت کرتے پھر رہے تھے کہ دفعۃً آپؐ نے نصرانی عربوں میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنی عیال و اہل پلٹ کر رہا ہے۔ آپؐ کو اس پر شبہ ہوا اور آپؐ اسے غور کر کے دیکھنے لگے۔ آپؐ دیکھتے جاتے تھے اور دل ہی دل میں اس کی صورت شناسائی سے انکار کرتے جاتے تھے۔ اس نے جب آپؐ کو اس طرح اپنی طرف غور کرتے ہوئے دیکھا تو وہ ایک طرف کوکت کر چلنے لگا۔ آپؐ نے اسے آواز دی اور سلام کیا اور فرمایا براہِ عربی! کن لوگوں میں سے ہو؟ اس نے کہا یہی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ اس نے اگرچہ ارادہ کیا تھا کہ کسی اور غیر قبیلہ کا نام لے دوں مگر اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے اس کی زبان پر حق جاری کر دیا اور اس نے کہا غسان سے۔ آپؐ نے یہ سنتے ہی فوراً اسے گرفتار کر لیا اور فرمایا خدا کے دشمن تو تو ہمارے دشمنوں کا جاسوس اور نصرانی عرب ہے۔ اس نے کہا میں نصرانی نہیں بلکہ مسلمان ہوں۔

آپؐ اسے لے کر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا ایہا الامیر! مجھے اس شخص کے نام نے عجیب تعجب میں ڈال رکھا ہے کیونکہ میں نے اسے آج تک کبھی نہیں دیکھا اور یہ کہتے ہیں کہ میں قبیلہ غسان سے ہوں۔ حالانکہ اس میں شک نہیں کہ یہ صلیب کے بندوں میں سے ہے۔ آپؐ نے فرمایا ابوسلمیان! اس کا امتحان کر لو۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا کس طرح؟ آپؐ نے فرمایا قرآن و نماز سے۔ اگر وہ ان کو صحیح پڑھے تو مسلمان ہے ورنہ کافر۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس سے فرمایا براہِ عربی! اللہ کر دو رکعت نماز پڑھو اور اس میں جہر کے ساتھ قرات کرو۔

وہ آپؐ کے اس کلام کے معنی ہی نہ سمجھا کہ آپؐ کیا کہتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا خدا کی قسم تو جاسوس ہے جو ہم پر مسلط ہو کر آیا ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے پھر اس سے اس کا حال دریافت کیا اور اس نے اقرار کر لیا کہ واقعی میں جاسوس ہوں۔ آپؐ نے فرمایا تو اکبیا! یہ ہے یہ تیرے ساتھ کوئی اور بھی ہے۔ اس نے کہا نہیں ہم تین آدمی تھے۔ دو قلعہ کی طرف گئے ہیں تاکہ یقیناً تو آپؐ کے حالات سے مطلع کر دیں۔ اور میں یہاں رہ گیا تھا کہ آپؐ کی حرکات و سکنات اور ان کے بعد کے حالات دیکھتا رہوں کہ آپؐ کیا کرتے ہیں؟ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا ان باتوں میں سے جو تجھے مرغوب ہو قبول کر لے قتل یا اسلام؟ ہمارے یہاں تیسری بات نہیں اس نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ۔

اس کے بعد آپؐ حلب میں مراجعت فرما ہو گئے اور برابر چار یا پانچ ماہ تک قلعہ کا محاصرہ کئے پڑے رہے۔ قلعہ کا محاصرہ نہایت سنگین تھا اور برابر بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اس اثناء میں آپؐ نے دربارِ خلافت میں کوئی اطلاع نہ دی۔ امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ کو جب حالات معلوم ہوئے میں دیر ہو گئی تو آپؐ نے حسبِ ذیل ہدایت نامہ لکھ کر بارگاہِ خلافت سے آپؐ کے نام روانہ کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کے غلام عمر کی طرف سے عاملِ شام ابوعبیدہ کی جانب!

سلام علیک فانی احمد اللہ الذی لا الہ الا ہو واصلی علی نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ابوعبیدہ! کاش تمہیں میری اس حالت کی خبر

ہوتی جو تہارے خط نہ پہنچنے اور سسہ خط و کتابت کے منقطع ہونے سے ہو رہی ہے کہ میرا جہم اپنے مسلمان بھائیوں کی خیریت معلوم کرنے کے لئے دم بدم ہلایا جاتا ہے اور میرا قلق و اضطراب لحظہ بہ لحظہ ان کی حالت معلوم کرنے کے واسطے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ کوئی دن اور کوئی رات ایسی نہیں گزرتی جس میں میرا قلب تمہارے پاس نہیں ہوتا اور تمہارے حالات معلوم کرنے کے لئے نہیں ترپتا۔ جب تمہاری خبر معلوم نہیں ہوتی یا تمہارا قصہ نہیں پہنچتا تو میرا طائر عقل پرواز کر جاتا ہے۔ عقل پر آگندہ ہو جاتی ہے اور فکر حیران اور سرگشتہ ادھر ادھر بہکا پھرتا ہے اور معلوم ہوتا رہتا ہے کہ گویا تم مجھے فتح و غنیمت کی خوش خبری ہی لکھ رہے ہو۔

اے ابو عبیدہ! یہ تم ہمیشہ یاد رکھو کہ میں اگرچہ تم سے دور اور تمہاری نظروں سے غائب ہوں مگر میرا دل تم سب کے پاس رہتا ہے اور میں برابر تمہارے لئے دعا کرتا رہتا ہوں۔ میں تم سب مسلمان بھائیوں کے لئے اتنا بے چین اور بے آرام ہوں جتنی مشفقہ والدہ اپنی اولاد کے لئے جس وقت تم میرا یہ خط پڑھو فوراً اسلام اور مسلمانوں کے لئے (جواب) بھیج کر قوت بازو کام دو (یعنی جواب لکھو) مسلمانوں سے سلام کہہ دینا۔ والسلام میک ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

یہ ملاحظت نامہ جب حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو ملے تو آپ نے مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا اور انہیں مخاطب کر کے فرمائے ”معاشر المسلمین! جب امیر المؤمنینؓ تمہارے لئے دعا گو اور تم سے تمہارے کاموں کے جواب میں خوش ہیں تو اللہ پاک تبارک و تعالیٰ ضرور تمہارے دشمنوں کے مقابلے میں تمہاری مدد فرمائیں گے۔ اس کے بعد آپ نے حسب ذیل الفاظ میں جواب لکھنا شروع کیا۔

حلب سے حضرت ابو عبیدہؓ کا حضرت عمرؓ کے خط کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعنی خدمت عبداللہ حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطابؓ ان کے عامل شامل (گورنر) ابو عبیدہ کی طرف سے۔ سلام علیک۔ فانی احمد اللہ الذی لا الہ الا اللہ ہو صلی علی نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما کثیرا۔ ابا عبد۔ یا امیر المؤمنین جناب کو واضح ہو کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کا شکر ہے کہ انہوں نے ہمارے ہاتھ سے قصر بن فتح کرا دیا ہے اور ہم نے عوام کو تاخت و تاراج کر لیا۔ حلب صلح کے ذریعہ فتح ہو گیا ہے۔ مگر اہل قلعہ نے سرکشی اختیار کی اور ایک خفقت کیشیم اپنے سردار یوقا کے قلعہ بند ہو گئی۔ ہمارے ساتھ یوقا نے چند مرتبہ ٹکرائیا۔ ہمارے بہت سے آدمی شہید کر دیے جنہیں اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے اس کے ہاتھ سے جہنم دہشت پوادیا۔ (اس کے بعد آپ نے ان شہداء کے نام لکھے جو کام آئے تھے نیز یوحنا کا حال لکھا اور جو کچھ اس کے بھائی نے اس کے ساتھ سلوک کیا تھا وہ تحریر کیا ازاں بعد لکھا کہ) اللہ پاک جل جلالہ بھی یوقا کی تاک میں ہیں اور ہم نے بھی اس کے ساتھ حیلہ اور مکر کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر وہ اس پر چل نہ سکا۔ اس وقت میرا ارادہ اور قصد محاصرہ چھوڑ کر حلب اور انطاکیہ کے مابین جو شہر آباد ہیں ان میں چلنے کا ہے۔ آپ کے جواب کا منتظر ہوں تمام مسلمانوں کی خدمت میں سلام۔ والسلام علیک۔

اسے لکھ کر آپ نے سر بمبر کیا اور حضرت عبداللہ بن قرط یمانی اور جعد بن جبرانؓ بٹھری کو دے کر روانہ ہونے کا حکم فرمایا۔ یہ

دونوں حضرات اسے لے کر مدینہ طیبہ کی طرف چلے۔ دن رات چلنے کی کوشش کی۔ حقیقہ کے راستہ پر پہنچنے وہاں سے چل کر ارض جفا (حٹان) کو قطع کرتے ہوئے صفا صفا جوتا کے قریب عرب کا ایک قلعہ ہے وارد ہوئے یہاں انہیں ایک سوار جو ایک پوری زورہ اپنے چمکتا ہوا خود لگائے اور رکاب میں نیزہ رکھے ہوئے تھا اس طرح آتا ہوا دکھائی دیا کہ گویا وہ اپنے دشمن کے مقابلہ میں نکلا ہے یا کسی لڑائی اور مہم پر جا رہا ہے۔ جب اس نے ان دونوں حضرات کو دیکھا تو ان کی طرف چلا۔ حضرت عبداللہ بن قریظؓ نے حضرت جعدہ بن جبرانؓ سے کہا خدا خیر کریں اس سوار نے ایسی جگہ اور ایسی حالت میں ہمارا سامنا کیا ہے۔ حضرت جعدہؓ نے کہا ہمیں عرب کے سوار یا پیادوں سے خوف نہیں کرنا چاہئے۔ یہاں کوئی ایسا شخص نہیں جو صاحب خیمہ ہو کہ ہمارے ساتھ محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے ماتحت نہ ہو گیا ہو۔ جب وہ سوار ان دونوں حضرات کے بالکل قریب آ گیا تو انہیں سلام کیا اور کہنے لگا۔ آپ حضرات کہاں سے تشریف لارہے اور کہاں جانے کا قصد ہے۔ انہوں نے کہ ہم حضرت امیر ابو عبیدہ بن جراحؓ کے قاصد اور حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کی خدمت میں جا رہے ہیں اور آپ کون صاحب ہیں؟ اس نے کہا میں بدل بن بدر طائی ہوں۔ انہوں نے کہا اور اس کا کیا سبب ہے کہ ہم آپ کے پاس سہانہ حرب دیکھ رہے ہیں۔

اس نے کہا حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کے حکم نامہ کے بموجب جو آپ نے ہمیں جہاد کے لئے شام جانے کے واسطے روانہ فرمایا ہے۔ میں اپنے قبیلہ قوم اور ساتھیوں کی ایک جماعت لے کر شام کی طرف جا رہا ہوں۔ میں نے جب تمہیں اس جنگل میں جاتے ہوئے دیکھا تو تمہارے پاس اس غرض سے چلا آیا کہ تم سے دریافت کروں کہ تم کون ہو اور کہاں جا رہے ہو؟ میرے تمام ساتھی میرے پیچھے پیچھے آ رہے ہیں۔ اس کے بعد اس نے ان دونوں حضرات کو سلام کیا اور چدر سے آیا تھا اسی طرف کھولت گیا۔ ان حضرات نے بھی اپنی اپنی اونٹنیاں بڑھائیں اور چل پڑے۔ اسی وقت دفعتہً گھوڑے اور اونٹ آتے دکھائی دیئے۔ ہلال بن بدر بھی ان کی طرف چل کر اپنے ساتھیوں میں جا پڑا اور اپنی قوم کو رسول اللہؐ کے دونوں صحابہؓ کے حال سے مطلع کیا۔ وہ قوم یہ بن کر بہت خوش ہوئی اور شام کی طرف چل دی۔

حضرت عبداللہ بن قریظؓ اور جعدہ بن جبیرؓ مدینہ طیبہ پہنچے۔ مسجد نبویؐ میں داخل ہوئے حضرت عمر بن خطابؓ نیز تمام مسلمانوں کو سلام کیا اور حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کو وہ خط دیا۔ آپ اسے پڑھ کر بے حد خوش ہوئے۔ جناب باری عزاسمہ کی جناب میں ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا اللھم کف المسلمین شوکر کل ذی شو الیھا! آپ ہر شکر کرنے والے کے شر سے مسلمانوں کی کفایت کیجئے (یعنی انہیں بچائے) اس کے بعد آپ نے منادی کو حکم دیا کہ وہ مسلمانوں میں یہ الفاظ پکاردے کہ الصلوٰۃ جامعہ۔ جماعت تیار ہے۔ جب لوگ آپ کے پاس مجتمع ہو گئے تو آپ نے ان کے سامنے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کا خط پڑھا ابھی خط پوری طرح ختم بھی نہیں ہونے پایا تھا کہ آپ کے پاس حضرموت اور اقصائے یمن یعنی ہمدان، سہار مارب کے کچھ سوار آئے اور شام کی طرف جانے کی اجازت طلب کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ تمہارے اندر برکت عنایت فرمائیں تم کتنے آدمی ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم چار سو سواروں سے کچھ زیادہ ہیں۔ تین سو ہمارے ساتھ اونٹنیاں ہیں جن پر ہم

دودھ مار ہو سکتے ہیں۔ نیز ہمارے ساتھ کچھ ایسے آدمی بھی ہیں جو پیدل ہیں اور سواری نہیں رکھتے اگر جناب حضرت امیر المومنین ان سے لئے سوار یوں کا انتظام کر دیں تو ہم دشمن کے قریب پہنچ جائیں۔ آپ نے فرمایا ایسے لوگ کتنے ہیں؟ انہوں نے کہا ایک سو چالیس اشخاص ہیں۔ آپ نے فرمایا عرب ہیں یا عجم؟ انہوں نے کہا عرب بھی ہیں اور عجم بھی جنہیں ان کے مالکوں نے جہاد اور دشمن کی طرف جانے کی اجازت دے دی۔

آپ نے اسی وقت اپنے صاحبزادہ حضرت عبداللہؓ کو بلا کر یہ ہدایت کی کہ مہل صداقت میں سے ستر سواریاں لاؤ تاکہ یہ ایک ایک پادودھ پیئہ کیس۔ نیز اپنا خود و نوش کا سامان اور اپنی ضروریات کی چیزیں بھی ان پر بار کر سکیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فوراً ستر اونٹ لائے اور ان کے سپرد کر دیے اور فرمایا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ تم پر رحمت نازل فرمائیں جلدی کر کے اپنے مسلمان بھائیوں کے پاس پہنچ جاؤ اور اپنے دشمنوں سے لڑنے میں سرعت سے کام لو۔

اس کے بعد حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ نے حضرت ہشیدہ بن جراحؓ کے ہم حسب ذیل والا ندا ملکہ:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد۔ تمہارا خط مع قصصوں کے پہنچا۔ دشمنوں پر فتح و نصرت کی خبر نیز مسلمان شہداء کے حالات سن کر خوشی ہوئی۔ تم نے جو حلب اور اطالیہ کے مہین جو شہر ہیں ان میں جانے کے متعلق اور مہرہ امائدین کی بابت تحریر کیا ہے۔ یہ تمہاری رائے غیر انصاف ہے اور میری رائے کے خلاف ہے۔ کیونکہ جس شخص کے تم قریب پہنچ گئے اس کے شہر اور دیار کے مالک ہو گئے اسے چھوڑ کر دوسری طرف سفر کرنے سے تمام طرف و جوانب میں یہ خبر مشہور ہو جائے گی کہ تم اس پر قادر ہوئے اور نہ اس کا کچھ بگاڑ سکے۔ اس سے تمہاری ہوا خیزی ہو کر لوگوں کے دلوں میں تمہاری کمزوری اور اس کی حقارت پیئہ جائے گی جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ جس شخص نے آج تک تمہارا مقابلہ نہیں کیا وہ مقابلہ کے لئے تیار ہو جائے گا۔ رومی اشکر اور شام کے ہر چھوٹے بڑے و تم پر ہزات پیدا ہوگی۔ یادش ہوں میں تمہارے متعلق معابدات ہوئے تھیں گے اور ان کے لشکر ہر طرف سے رجوع کر کے تمہارے مقابلہ میں آجائیں گے۔ لہذا اس وقت تک کہ ہاری تعالیٰ جس مجاہد سے تمہارے ہاتھوں سے قتل نہ کرادیں وہ خود اے اللہ تبارک و تعالیٰ چاہیں قلعہ تمہارے سپرد نہ کر دے۔ یا جل جلالہ و عمن نوار اور کوئی حکم نہ فرمادیں کہ وہ سب سے بہتر حکم فرمانے والے ہیں، تم وہاں سے جبراً مقدم نہ بنو (بلکہ جس صرہ سخت کرنے کے لئے) ہر جگہ دشت و جبل، گھائیوں، جنگ راستوں، کشادہ سرزمینوں، پیچیدہ راہوں اور چھوٹے چھوٹے ناکوں تک میں فوجیں متعین کر دو اور غنیمت و غارت کا سلسلہ مغرب کے حدود سے لے کر فرات تک پہنچا دو جو شخص تم سے صلح کرے اس سے صلح کر لو اور جو سلاست روی اختیار کرے اس سے تم بھی اسی طرح پیش آؤ۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ تم پر نیز تمام مسلمانوں پر میرے قائم مقام اور خلیفہ ہیں۔ میں اپنے خط کے ساتھ ساتھ تمہارے پاس حضور موت وغیرہ اور اہل مشائخ یمن کی ایک جماعت جس نے اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی خوشنودی اور جہاد فی سبیل اللہ میں اپنی جان کو پیش اور وقف کر دیا ہے بھیج رہا ہوں۔ اس میں عرب عجم سوار اور پیادے سبھی طرح کے آدمی ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح متواتر تمہارے پاس ملک پہنچتی رہے گی۔ والسلام

آپ نے اسے مغفوف کر کے سربمہر کیا اور حضرت عبداللہ بن قرط اور حضرت جعدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سپرد کر کے روانگی کا حکم دے دیا۔ یہ اس آنے والی جمیعت کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ مسلمانوں کی یہ جماعت نہایت کوشش کے ساتھ چلی جا رہی تھی اور راستہ میں حضرت عبداللہ بن قرط نیز ان کے ساتھی سے بلا دشمن اور ان کی فتوحات کے متعلق پوچھتی اور حالات معلوم کرتی نہایت تیزی سے بڑھ رہی تھی حتیٰ کہ افواجِ اسلامیہ کے مستقر کا ذرا آگیا کہ اس وقت مسلمانوں کی فوج کہاں اور کس جگہ مصروف ہے؟ حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سپہ سالار لشکرِ اسلام نے اپنی جمیعت سے قلعہ حلب کا محاصرہ کر رکھا ہے اور قلعہ میں رومیوں کا ایک بہت بڑا سردار اپنی فوج اور بہادروں کو لئے ہوئے محصور ہے۔ انہوں نے کہا یا ابنِ قرط! اس کی کیا وجہ ہے کہ وہ لوگ اپنی دوسری قوم کی طرح مسلمانوں سے مصالحت نہیں کر لیتے۔ حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا معاشرِ العرب! ہم نے جنگِ یرموک کے بعد کسی شخص کو آج تک اتنا بہادر اور جری نہیں دیکھا جتنا وہ شخص ہے اس نے بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور بڑے بڑے بہادروں کو بچھڑا دیا۔ غنمت کے وقت کم بخت مسلمانوں کے لشکر کے کسی سمت آ پڑتا ہے۔ آدمیوں کو قتل اور مال کو لوٹ کے پھر قلعہ ہی میں گھس جاتا ہے۔ کبھی رات کے اندھیرے میں چھپ کر سردار لانے والوں کی تاک میں بیٹھ جاتا ہے اور جب وہ قریب آتے ہیں تو ان پر لوٹ مار کر کے انہیں گرفتار اور ان کے چوپائوں، سردار و سہاب کو بکڑ لے جاتا ہے اور حالانکہ ہمارے محاصرہ میں ہے مگر ہمیں خبر بھی نہیں ہوتی اور اسی وجہ سے اس سے ہم خوفزدہ اور پکے رہتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ منجملہ ان دیگر حضرات کے جو حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام من اور سمجھ رہے تھے ملکِ کندہ ۱ میں سے بنی ظریف کے خاندانوں میں کا ایک خاندان تھا جس کا نام وائس اور کنیت ابوالہول ۲ تھی یہ اپنے نام اور کنیت دونوں سے مشہور تھا نہایت سیافندہ تھی کہ اس کی سیاسی مہمیں چمک پائی ہے دراز قسنت اور سال کے پورے کی طرح ذیل و ذوال میں بہت طویل جس وقت بڑے گھوڑے پر سوار ہوتا تو اس کے پیر زمین سے لگتے اور اس پر خط کھینچتے ہوئے چمے جاتے تھے اور جب اونچی ساندلی پر بیٹھتا تو اس کی دونوں رکابیں ساندلی کے دونوں پیروں سے مل جاتیں اور انہیں رگڑتی ہوئی چلتیں تھیں نہایت بہادر، شجاع و در نیاز سوار تھا حتیٰ کہ بلادِ کندہ، وادیِ حضرموت، جبلِ مہرہ اور ارضِ شجر میں اس کی بہادری زبانِ زدِ عوام تھی اور اس کی بہادری کے کام نہایت گراں قدر لگائے ہوئے دیکھے اور سراہے جاتے تھے اور اسی وجہ سے اس کی بہت بڑی قدر تھی۔ اہلِ بادیا (جنگل کے رہنے والے یعنی بدو) اس کے نام سے گھبراہٹے تھے اور اہلِ شہر کو یہ جنگی بھانے میں لوٹ لیتا تھا اور وہ دم نہ مارتے تھے۔ اہلِ اور عمدہ گھوڑوں کے سوار اگر یہ جگہ پڑتا تھا تو اس کی گرد کو بھی نہیں چھینچتے تھے اور اگر اہلِ عرب کو یہ جنگل میں مل جاتا یا انکی مجلسوں میں اس کا ذرا آ جاتا تھا تو یہ اس کی اہمیت، شجاعت اور وجہ سے ڈر کر آنکشت بہ دندان رہ جاتے تھے۔ اس نے بھی یقیناً اور اس کے ان کاموں کا جو اس نے مسلمانوں کے ساتھ کئے تھے تذکرہ نہ۔ قریب تھا کہ یہ اپنے غصہ کی آگ میں خودی جل کر خاکستر ہو جائے اور اسے ضبط کرنے کی وجہ سے گھٹ کر اس کا جسم پارہ پارہ بن جائے کہ اس نے حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا عربی بھائی! خوش ہو جاؤ۔ خدا کی قسم! میں کوشش کروں گا کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ میرے ہاتھوں سے اس کی مٹی پلید کر ا دیں گے۔ آپ یہ سن کر اسے آنکھ کے

۱۔ کندہ یا کسر قبیہ یمن کے ایک مورث علی کا نام ہے اس قبیلہ میں سے بنی خریف کا جو پر ایک اور قبیلہ ہے اس کے خاندانوں میں سے ایک خاندان

تھا۔ ۱۲۴ھ

۲۔ ایک شخص میں ابوالہول ہے۔ ۱۲۵ھ

ایک گوشہ سے گھور کر دیکھنے لگے اور فرمایا سیاہ فام عورت کے قول: "تیرے نفس نے اتنی بڑی خواہش کی ہے کہ وہ اسے نہیں مل سکتی اور اتنی بڑی چیز کا طلب گار ہوا ہے کہ وہ اپنی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔ بڑے سخت انفس کی بات ہے کہ تو نے اتنا نہیں سمجھا کہ شہسوارانِ مسلمین اور بہادرانِ موحدین اپنی تمام قوت کے ساتھ اس کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں اور اس کی فوج سے رات دن برسرِ جنگ رہتے ہیں مگر باوجود اس کے اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے اور اس نے موک روم کو جھاندرے دیا اور زمین کے زبردستوں پر غالب ہو گیا۔ دافس ابوالہول یہ سن کے غصہ میں بھر گیا اور کہنے لگا: "عبداللہ! خدا کی قسم! اخوتِ اسلام سے مجبور ہوں اگرچہ مجھ پر لڑنا نہ ہو تو جنگ کی ابتدا تم ہی سے کر دیتا۔ ہر شخص کو حقیر سمجھنے سے احتیاط کرو اور اگر میری بہدردی اور شجاعت کے متعلق کچھ معلوم کرنے کا شوق ہے تو جو میرے لواحق یہاں موجود ہیں ان سے دریافت کرو اور جو میری بطاعت و براعت کے کارنامے معلوم کرنا چاہو تو میرے سحر والوں سے پوچھو کہ ان کے ذکر کرنے سے عتسلیں دھک رہ جاتی ہیں اور سینے جگ جگ ہو جاتے ہیں بہت سے لشکروں کو میں نے قتل کر کے رکھ دیا۔ اکثر جمعیوں کو پرانہ بہت سی محضوں کو پرہیزگار اور بہت سے شہر والوں کو تاخت و تاراج کر پیچھا کادشاگر اور اور بہت ناک راستوں سے میں نزارا۔ چائیس جنگلوں اور خوف ناک پہاڑوں میں میں گیا۔ بڑے بڑے بہادروں کو موت کے گھاٹ میں لے آتا رہا۔ اچھے اچھے سواروں کا مال میں نے چھینا مگر آج تک کسی نے مجھ سے بدلہ نہیں لیا۔ کسی کو میرا حق قب کرنے کی جرأت نہیں۔ کوئی کسی ہم یہ نے مجھ پر کبھی اقدام نہیں کیا اور نہ مجھے کبھی کوئی ان سے تنگ و عار آیا۔ خدا کے فضل و کرم سے میں ایک بہادر شہسوار اور میدان میں جگر کرنے والا سپاہی ہوں پشت دے کر بھاگنے والا بزدل نہیں ہوں۔ یہ کہہ کر یہ غصہ میں ہی بھرا ہوا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑ کر آگے بڑھا اور لوگوں کے آگے چلے لگا۔ عرب کی بعض قوم نے حضرت عبداللہ بن قریظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا براہِ رعلی! آپ غصہ کو تھوک دیں۔ خدا کی قسم! آپ ایسے شخص سے مخاطب تھے کہ اس کے نزدیک دورِ قریب ہے اور سخت آسان۔ یہ شجاعت و براعت میں اپنے زمانے کا یکتا اور اپنی مثال آپ ہے۔ کسی شخص کو مجال نہیں کہ اسے دوڑا سکے اور کسی جبری و اتنی طاقت نہیں کہ میدان میں اسے جھڑکے۔ اگر لڑائی کے لئے نکلتا ہے تو اس کی ابتدا خود ہی کرتا ہے اور اگر کسی کام کے چھپنے پڑتا ہے تو اسے کر کے بناتا ہے۔ جس چیز کی طلب میں ہوتا ہے اسے پالیتا ہے اور جو اس کے مقابلہ میں پشت دے کر بھاگ پڑتا ہے اسے پکڑ لیتا حضرت عبداللہ بن قریظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ لوگوں نے اس کی بے حد تعریف کر دی اور اس کی بہادری کے پل باندھ کے رکھ دیئے۔ مجھے باری تعالیٰ جل مجدہ کی ذاتِ پاک سے امید ہے کہ وہ تمہارے اس مہذب میں مسلمانوں کی بہتری اور رشور کا مدد فرمائیں گے۔

کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی یہ جمیعت برابر پوش کرتی ہوئی چلی جا رہی تھی حتیٰ کہ حلب میں حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی خدمت اقدس میں پہنچ گئی۔ آپ قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے پڑے تھے اور مسلمانوں نے اسے چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔ جس وقت یہ آنے والی جمیعت مسلمانوں کے پاس پہنچی تو فوجی لباس سے آراستہ ہوئی تو ان کو میںوں سے کہنے لگا: "ہتھیاروں کو زبیر تن اور نشوں کو بلند کیا۔ تکبیروں کے نعرے لگائے اور حضور آقےؐ دو جہن محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ اسلامی لشکر نے تکبیر کے فلک شکاف غروں سے ان کا جواب دیا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے ان کا استقبال فرمایا اور سلام کیا۔ انہوں نے آپ کو سلام کا جواب دیا اور ہر ایک فرقہ اور جماعت اپنے اپنے ایک لوگوں اور قبیلوں اور خویش و اقارب کے پاس متحکم اور فروکش ہو گئے۔

یوں باوجود محاصرہ کے روزانہ رات کو آنکھ بچا کر مسلمانوں کی طرف اپنے کچھ آدمی بھیج دیتا تھا جو قتل و غارت کر کے پھر قلعہ ہی

میں گھس جاتے تھے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ وہ مقابلہ میں ہو کر بہت کم لڑتا تھا اور دن میں آج تک کبھی قلعہ سے باہر نہیں نکلا تھا بلکہ مسلمانوں کی غفلت کا منتظر رہتا تھا کہ کب یہ محاصرہ میں کمی کریں اور کب میں ان پر چھپہ ماروں جس وقت آنے والے مسلمانوں نے اپنے اپنے قبیلوں، طئی، سنس، لہ، بنیان، کندہ اور حضرموت کورات کے وقت سخت پہرہ دیتے ہوئے دیکھا تو داس ابوالہول اپنے قبیہ ظریف سے کہنے لگا خدا کی قسم! تم بڑا سخت اور کڑا پہرہ دے رہے ہو۔ انہوں نے کہا دشمن مقابلہ پر ہے۔ پہرہ کس طرح نہ دیں۔ اس نے کہا دشمن قلعہ میں ہے۔ تم کھلی اور فراخ زمین میں ہو۔ پھر دشمن تمہارے مقابلہ میں نہیں ہے جو تمہیں ڈرائے پھر خوف کس بات کا۔ انہوں نے کہا ابوالہول! اس قلعہ کا مالک ایسا بڑا مخوس سردار ہے جو ہمیشہ ہماری غفلت کا منتظر ہوتا ہے۔ اگر ڈرا ہمیں غفل دیکھتے ہو تو فوراً ہمارے لشکر کے کسی سمت آ پڑتا ہے اور مار دھاڑ کرتا ہوا ما من تک پہنچ جاتا ہے۔ داس ابھی جواب دینا ہی چاہتے تھے کہ لشکر کے اندر ایک طرف سے شور و غوغا بلند ہوا اور شوہر عظیم کی آوازیں آنے لگیں۔ داس اپنی تلوار کو کھینچتے اور ڈھال کو مونڈھے پر ڈالتے ہوئے کھڑے ہوئے اور جدھر سے شور و شر کی آوازیں آرہی تھیں، اُدھر چل دیئے۔ یقوت مسلمانوں کو غافل پاکر اپنے پانچ سو بہادر اور سو ماؤں کو لے کر مسلمانوں پر آ چڑھا تھا۔ داس ابوالہول نے وہ بے پناہ بیچنے ہی دشمن کے وسط میں پہنچ کر تلوار سنبھالی اور حسب ذیل رجز یہ اشعار پڑھ پڑھ کر اسے اس سے کام لینا شروع کیا۔

(ترجمہ اشعار) میں ابوالہول ہوں اور میرا نام داس ہے میں نیزہ مار مار کر تمہاری جماعت پر حملہ کرتا ہوں شیر ہوں شیر اور سخت لڑنے والا بہادر ہوں اور دشمنوں کی صفیں بچر کر رکھ دیتا ہوں۔

داس کا حال

کہتے ہیں کہ داس اشعار پڑھتے جاتے اور اپنی تلوار سے ان کے چہروں کو رنگتے جاتے تھے۔ آپ کے ساتھ بنی ظریف کے بہادروں اور سواروں کا ایک دست بھی تھا۔ یوقتا نے جب اس ناگہانی ہجرت کو اپنے اوپر اترتے دیکھا تو فوراً رجعت بھڑکی کر کے بھاگا۔ دو سو آدمی اس کے کھیت رو گئے۔ داس نے قلعہ تک حملہ کرتے ہوئے اس کا تعاقب کیا قبیلہ کندہ کی ایک جماعت بھی اگلے ساتھ تھی حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے ان لوگوں کو آواز دی اور فرمایا تمہیں میری طرف سے قسم ہے اس رات کے ایسے اندھیرے میں تم ان کا تعاقب نہ کرو۔ یہ سنتے ہی لوگوں نے داس سے کہا ابوالہول! سردار تمہیں نیزہ مونگوں کو لوٹنے کی قسم دے رہے ہیں۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عنایت فرمائیں لوٹ چلو۔ دس نیزان کی قوم اپنے خیمہ کی طرف لوٹ آئی۔ قوم کندہ بدلاء حسنہ میں مبتلا ہو گئی تھی۔ بڑی تعاقب چل چمدہ نے رحم فرمایا اور لوگوں کو رو میوں کے قتل اور ان کی بلکت سے بہت خوش ہوئے۔

جب صبح ہوئی تو مسلمان اپنے معبود بحق کی خدمت میں سجدہ ریزی کے لئے حاضر ہوئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے انہیں ان کے معبود کے سامنے بکھڑا کیے اور یہی اس کی تحمید و تجلیل میں مشغول ہو گئے۔ نماز فجر سے فارغ ہونے کے بعد چاہدین اپنے اپنے خیموں اور فودگاہوں کی طرف لوٹ گئے اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ سالار لشکر اسلامیہ کی خدمت میں چند سرداران لشکر اور دوسرے مسلمان کے اور کوئی نہ رہا رات کے سناخ کا ذکر آگیا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے۔ اللہ پاک تبارک و

تعالیٰ ہمارے سردار کی امداد فرمائیں۔ میں نے رات قوم کندہ کو دیکھا کہ وہ ابتلا، حشر میں مبتلا ہو گئی تھی مگر اس نے نہایت ثابت قدمی اور پامردی سے اس کا مقابلہ کیا اور اس کے بہادریوں اور دلیروں کو ہم سے بہت جلدی دفع کر دیا۔ آپ نے فرمایا ابوسلمہ! خدا کی قسم تم بالکل سچ کہتے ہو۔ قوم کندہ نے اپنی ثابت قدمی اور جرأت سے لوگوں کو بہت زیادہ مدد پہنچائی۔ واللہ میں رات لوگوں سے سن رہا تھا کہ ابوالہول نے بہت اور عمدہ کوشش کی ہے مگر میں نے اس کو نہیں دیکھا تھا جس کی طرف وہ اشارہ کرتے جاتے تھے۔

یہ سنتے ہی ہمارے کندہ میں سے ایک شخص جس کا نام سراق بن مرداس بن کرببہ کنذی تھا کھڑا ہوا اور کہنے لگا اللہ پاک تبارک وتعالیٰ امیر کو شیک عنایت فرمائیں۔ داس ابوالہول نہایت جری آدمی ہے جو مد مقابل لوگوں کو عاجز دلیروں کو خوفزدہ بہادریوں کو ذلیل اور حریفوں کو نیست و نابود کر دیتا ہے۔ بڑی جماعت سے نہیں گھبراتا اور اچھے اچھوں پر تاخت و تاراج کر دیتا ہے۔ حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب کر کے فرمانے لگے تم نے سراق کی گفتگو جو انہوں نے اپنے خلام داس کے متعلق کی ہے سنی ہے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا وہ واقعی ان کا قول صداقت پر مبنی ہے میں نے بھی اس کی شجاعت و براعت کے متعلق اس کی بہت تعریف سنی ہے۔ ایک شخص نعمان بن عثیرہ مہری مجھ سے کہتے تھے کہ ایک مرتبہ اس نے تن تنہا ہم پر بھی تاخت کی تھی ہم دریا کے ایک ساحل پر پڑے ہوئے اور قریب ستر آدمیوں کے تھے۔ اس نے کہا ایسا دواؤ اور کر کیا تھا کہ تمام قتلہ بلا کر کھ دیا تھا اور جو کچھ ہمارے پاس تھا وہ سب لوٹ لیا تھا۔

قصہ یہ تھا کہ قوم مہرہ سے یہ پناہ نہ لینا چاہتے تھے جو کبھی کسی وقت کا اس کے مذمت تھے قوم مہرہ کے اگرچہ ستر آدمی تھے مگر وہ اس کی بہادری، شجاعت، سختی اور شدت سے خوف کھاتے اور مل، چوپاؤں اور اداؤ کو ساتھ لئے ہوئے اس کے در کے مارے پہاڑوں اور دریا کے ساحلوں پر پناہ ڈھونڈتے پھرتے تھے۔ یہ ان کی تنگ و دو میں تھا اور ان کی دم دم کی خبریں معلوم کرتا رہتا ہے۔ جب اسے یہ بالکل پکی اور صحیح خبر مل گئی کہ وہ دریا کے کنارے پر پڑے ہوئے ہیں تو یہ اپنی قوم کے پاس آیا اور اس سے مدد چاہنے لگا۔ اس نے لاپرواہی اختیار کی اور کوئی آدمی اس کے ساتھ جانے کے لئے تیار نہ ہوا۔ یہ تمام شہروں سے خواہ وہ سیدھی سڑک پر ہوں یا پیچ در پیچ راستوں پر خشکی پر ہوں یا دریا کے کنارے ہر ایک سے واقف تھا۔ جب اپنی قوم کی طرف سے بالکل مایوس ہو گیا تو اپنے خیمہ میں آیا اسباب کا پشتووارہ اپنے کندہوں پر رکھا اور تن تنہا چل کھڑا ہوا۔ اس کے پاس اس کی قوم کے چند آدمی آئے اور اس سے کہنے لگے کہاں کا ارادہ ہے اور یہ تمہارے ساتھ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا یا قوم! اپنی عار اتارنے اور اپنا بدلہ لینے کے لئے میرا ارادہ بنی شہر پر تاخت و تاراج کرنے کا ہے۔

قوم کے بڑے بوڑھے اس سے کہنے لگے تیرے بھی کام عجیب عجیب ہیں۔ انکو تو جانتا ہے کہ بنی شہر کے ستر آدمی ہیں اور پھر اکیلا ان پر عارت کا ارادہ رکھتا ہے۔ بجلا جو شخص ستر کے مقابلہ میں جایا کرتا ہے وہ کہیں کپڑوں کی پونی ہی اٹھا کر چل دیا کرتا ہے۔ ہمیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو جو فراء کے پاس رہا ہے۔ جو فراء حضارہ کے قبیلہ بنی حیاں کی ایک باندی تھی جو مضافات حضر موت کے ایک گاؤں میں جس کا نام اشل (مظل) تھا رہا کرتی تھی۔ داس کو اس سے بڑی محبت تھی اور جو کچھ یہ مال و متاع، گھوڑے اور اونٹ لوٹ میں لایا کرتا تھا وہ سب اسے ہی دے دیا کرتا تھا نہ مال و اسباب کی زیادتی اور کثرت کی پرواہ کیا کرتا تھا اور

نہ زیادہ دے کر بس کیا کرتا تھا بلکہ یہی چاہتا تھا کہ اسے دیئے جاؤں۔ تھوڑا بہت تو وہ دینے پر راضی بھی نہیں ہوتا تھا اس لئے لوگوں نے یہ سمجھا کہ یہ اسی کے پس پا رہا ہے۔ داس یہ کہنے لگا خدا کی قسم! تمہارا گمان بالکل باطل ہے میں جو کچھ کرنے والا ہوں اس کو تم بہت جلدی معصوم کر لو گے اور میں محض حق کا ہی ارادہ رکھتا ہوں۔ یہ سن کر اس کی قوم لوٹ آئی اور اسے اکبر چھوڑ دیا۔

کہتے ہیں کہ یہ وہاں سے روانہ ہو کر اپنی قوم اور قبیلہ کے چراگاہ میں آیا اور ان کے اونٹوں میں سے سواری کے لئے ایک اونٹنی چکڑی اس پر سو رہا تو اور ڈھال اپنے سامنے رکھیں پشتوارہ کو اپنے خیمے کا وہ کہ اوپر رکھا اور اپنے حریف قبیلہ کی طرف چل دیا۔ ایک دن اور ایک رات برابر چلتا رہا حتیٰ کہ آدراشب میں اس نے اپنی اونٹنی کو ایک جنگل کی طرف پھیرا اور اس میں پہنچ کر یہ اس سے اترا پڑا اسباب اتارا اور اس کے زانوں کو اس کی باگ سے باندھ کر اسے چرنے کے لئے چھوڑ دیا وہ پیر بندھی ہوئی چرنے لگی۔ خود اس غرض سے کہ چونکہ وہ قوم مجھ سے قریب ہے ایسا نہ ہو کہ کہیں مجھے دکھ لے دو پتھروں کے درمیان میں چھپ گیا۔ جب اسے وہ تمام دن وہیں پڑے پڑے گزر گیا اور رات ہو گئی تو پھر یہ اونٹنی کے پاس آیا اسے بھٹلا کے اس پر اسباب لا دیا اور اس کے کچھ پر بیٹھ کر قوم کی طرف چل دیا۔ چلتے چلتے جب رات کچھ گزر گئی تو اس نے اس قوم اور قبیلہ کی آگ جتنی ہوئی دیکھی۔ اس نے اپنی اونٹنی کو ایک دوسری طرف پھیر دیا۔ وہ ایک اونچی جگہ پر جو قوم سے بندھتی نیز جس پر بڑے بڑے درخت کھڑے ہوئے تھے چڑھ گئی۔ اس نے وہاں اسے بھٹلا دیا اور اس غرض سے کہ یہ یہاں چرنے نہ لگے اسے ان درختوں سے باندھ دیا تاکہ اس کے چرنے اور جگانے کی آواز وہ قوم نہ سن سکے۔

اس کے بعد وہ اپنے پشتوارہ کے پاس آیا اسے کھوایا اور اس میں سے مختلف کپڑے نکال نکال کر ایک جگہ رکھنے لگا پھر ان درختوں کے پاس گیا اور قدامت کمزوری کاٹ کر انہیں ترتیب اور صف بندی کے ساتھ پتھروں سے نصب کر کے قوم کے گھروں، دروازوں اور خیموں کی طرف ان کا رخ پھیر کر ان پر ازاریں اور شواریں ڈال دیں۔ اسی طرح چالیس کنوئیں بشکل آدم نصب کر کے خود سرخ اور ار جوانی جوڑا اپنا۔ اس خیمے سے نیچے اترا قوم کے پس آ کے اس کے خیموں کی گرداس چکر میں پھرتا رہا کہ ان پر کس طرح اور کس داؤ سے حملہ کروں۔ رات چونکہ بہت گزر گئی تھی اس لئے توقف کیا اور فجر کے طلوع تک اپنے داؤ بیچ کرنے کا انتہار کرتا رہا۔ صبح ہوئی تو محل کے قریب پہنچا۔ سکوار برہنہ کی ڈھال ہاتھ میں لی ان کی طرف چلا اور جب ان کے قریب پہنچ گیا تو انہیں آواز دی اور کہا میں ابوالبول ہوں تمہاری موت تمہارے پاس پہنچ گئی ہے۔ یہ آج کی صبح تھی اور مصیبت کے ساتھ تپڑ آئی ہے اور دریا اور خشکی دونوں طرف سے ادا پار کی گھاٹی چھٹی ہے۔ یہ کہہ کر خود ہی زور زور سے پکارنے لگا اے آل ظریف! اے آل کندہ! اپنی طرف کا بدلہ لے لو اپنی طرف کا بدلہ لے لو۔

یہ سنتے ہی قوم میں بھگی پڑ گئی مرد اپنے آپ کو بھول گئے۔ عورتیں چائے لگیں اور آدمی گھروں سے نکل نکل کر پہڑوں کی طرف بھاگ پڑے۔ داس ان کے پیچھے پیچھے بھاگتا رہا جب انہوں نے اس کو اکیدا دیکھ تو ایک دوسرے کو ترغیب اور شجاعت دلانے لگا۔ لوگ لڑنے کے لئے اس کی طرف پلٹے اور اسے اکیدا دیکھا کہ اس کے مقابلہ میں ڈٹ گئے اور چاہا کہ قتل کر دیں اس نے ان پر حملہ کرنا شروع کر دیا۔ یہ حملہ کرتا تھا اور پیچھے کو لوٹ جاتا تھا پھر بڑھتا تھا اور ایک آدھ کوئل کر کے پھر پیچھے کودا پس ہو جاتا تھا۔ لوگوں نے جب اس کے حملہ کی شدت جو انہر دی اور صولت دیکھی تو چاہا کہ سبقت کر کے اس بلند نیلہ پر پہنچ جائیں اور پھر اس کے عقب سے اس

پر حملہ کر دیں۔ مگر جب اس نے ان کا یہ ارادہ معلوم کیا تو اسے اس بات کا خوف ہوا کہ یہ اگر نیلہ پر پہنچ گئے تو انہیں میرا تمام سر کا بل جو میں نے لکڑی اور کپڑوں سے بن رکھا ہے معلوم ہو جائے گا۔

یہ سوچ کر یہ نہایت کوشش کے ساتھ آگے بڑھا اور سبقت کر کے ان سے آگے ہو کر یہ کہتے ہوئے کہ گویا کسی جماعت سے کہہ رہا ہے ان سے پہلے نیلہ پر چڑھ گیا اسے آل ظرفیہ آل کندہ! ہوشیار ہوشیار قوم نے تمہارا قصد کیا ہے ایسا نہ ہو تم پر حملہ کر دے۔ میں تمہاری طرف سے انہیں کافی ہوں۔ ہاں اگر میرے اور کچھ آٹے دیکھو گے تو تم بھی حملہ کر دینا۔ بنی شعر نے جب نیلہ کی طرف آنکھ اٹھائی تو صبح کی کچھ کچھ سفیدی میں انہیں وہ کپڑے والی کڑیاں آدی دکھائی دیں اور انہیں بالکل یقین ہو گیا کہ یہ آدمی کھڑے ہیں۔ ان کے ذر کی وجہ سے یہ دریا کی طرف چلے۔ داس نے پکار پکار کے کہنا شروع کیا۔ یا قوم میں ہر شخص کو قسم دیتا ہوں کہ وہ اپنی جگہ سے مطمئن نہ ہوں اور اس نیلہ سے بچے اترے اس تمام قوم کو میں اکایا کافی ہوں گا۔

داس کے مقابلہ سے قوم مہرہ کا بھاگنا

قوم مہرہ نے اپنی پشت کی جانب بھاگنا شروع کیا کسی نے جلدی میں اپنی بیوی کو اپنی سواری میں اپنے پیچھے بٹھلا کر کسی نے بیٹے کو ساتھ لیا کسی نے جس قدر داس سے ہو سکا اپنا مال اپنی سواری پر لا دیا اور بھاگ پڑا۔ داس ابوالہول ان خیموں کی طرف آیا۔ وہاں غلام لڑکے، بوڑھے اور بوڑھیاں باقی رہ گئیں انہیں داس نے غلاموں کو ختم دیا کہ وہ اونٹوں کو کچڑ کر لائیں۔ چنانچہ انہوں نے زچیل عکمی اور اس کے کہنے کے بموجب وہ تمام اسباب ان اونٹوں پر لا دیا۔ اس نے غلاموں کی مشینیں باندھیں اسباب ساتھ لیا اور اپنی قوم کی طرف چل پڑا۔ جب اس نیلہ کے پاس آیا اونٹوں کو کھڑا کر کے نہایت تیزی کے ساتھ اس پر گئے۔ لکڑیوں کے اوپر سے کپڑے اتارے اور پھران میں آٹا ملا۔ جب انہیں لے کر اپنی قوم کے پاس آیا تو اس کی قوم نے اس کے فضل پر بہت تعجب کیا۔

حضرت ابو سعید بن جراحؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ سے اس قصہ کو سن کر فرمایا کہ تم اپنے اس غلام کو لے کر میرے پاس آؤ تاکہ میں بھی اسے دیکھوں اور اس کی گفتگو سنوں۔ حضرت سراقہؓ اسے لے کر حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا تمہارا نام داس ہے۔ اس نے کہا اللہ پاک سبحانہ امیر کی شان دو بالا کریں ہاں میرا نام داس ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے تمہارے متعلق عجیب و غریب واقعات سنے ہیں۔ خدا کی قسم تم واقعی ان کے اہل ہو کیونکہ بڑے سخت آدمی ہو۔ یاد رکھو تم اور تمہاری قوم آج تک ایسی جگہ لڑتی رہی ہے جہاں نہ پہڑ تھے اور نہ کوئی قلعہ بلکہ پہڑوں اور قلعوں کو پیچھنے تک نہیں تھے۔ تم نے واقعی رات دشمن کا مقابلہ نہایت سختی اور چابازی کے ساتھ کیا مگر اب ذرا اپنے اوپر رحم کرنا اور یوقن سردار سے بچتے اور احتیاط کرتے رہنا۔

اس نے کہا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ سردار کو نیکی عطا فرمائیں میں نے کئی مرتبہ قوم مہرہ پر تاخت و تاراج کیا ہے اور چند مرتبہ ان کا مال و اسباب لوٹا ہے ان کے پہاڑ بڑے اونچے اونچے بلند اور نہایت پیچیدہ و پیچیدہ دروں اور بہت بڑے بڑے پتھروں کی سطحوں والے ہیں۔ یہ پہاڑ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ جب وہ میرے کام میں نکل نہیں ہوئے تو یہ کسی طرح مانع ہو سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں نہایت ہوشیار سمجھتا ہوں۔ کیا اس قلعہ کے متعلق تمہاری سمجھ میں کوئی بات آئی ہے؟ اس نے کہا جب میں اپنے گھر سے اس گروہ کے ساتھ آپ کی خدمت میں آ رہا تھا تو میں نے اثناء راہ میں ایک خواب دیکھا تھا جس کی تعبیر (تادل) میرا خیال ہے کہ اگر اللہ تبارک و تعالیٰ نے چاہا تو بہت عرصہ اور نتیجہ خیز معلوم ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کیا خواب ہے؟

اس نے کہا میں نے دیکھا کہ گویا میری قوم اور میں ایک دوسری قوم پر تاخت کے ارادے سے چلے ہیں۔ میں کسی وجہ سے پیچھے رہ گیا ہوں اور جلدی جلدی کو شش کر رہا ہوں کہ کسی طرح اپنی قوم میں جاؤں۔ میں تیزی کے ساتھ چلا جا رہا ہوں حتیٰ کہ جب میں اپنی قوم کے پاس پہنچا ہوں تو میں نے اپنی قوم کو دیکھا کہ وہ ایک جگہ ٹھہری ہوئی اور تھکے ہوئے آگے بڑھتی ہے اور نہ پیچھے ہی ہوتی ہے۔ میں نے اس سے کہا یا قوم! تیرا کیا حال ہے اور کس چیز نے تجھے آگے بڑھنے سے روک دیا ہے! لوگوں نے مجھے جواب دیا کہ کیہ تم اس پہاڑ کو نہیں دیکھ رہے ہو جو ہماری راہ میں سدِ سندر کا کام دے رہا ہے اس میں کوئی جگہ یا کوئی دریا نہیں جس میں سے ہم آگے گزر سکیں۔ میں نے کہا ہاں! آ نکھیں کھول کر دیکھو کیا اس میں یہ سائنے شکاف نظر نہیں آتا۔ انہوں نے کہا ہے افسوس اس شکاف میں بھی کوئی جگہ ایسی نظر نہیں آتی جس میں سے ہم گزر سکیں۔ میں نے کہا کیوں؟ انہوں نے کہا اس سے کہ اس میں ایک بہت بڑا اژدہا بیٹھا ہوا ہے جو شخص اس کے پاس سے گزرے گا اس کو یہ ہلاک کر دے گا۔ میں نے کہا یا قوم کیا تمام اکٹھے ہو کر بھی تم اس پر حملہ نہیں کر سکتے؟ انہوں نے کہا ہرگز نہیں اس کے منہ سے تو آگ کے شرارے نکل رہے ہیں اور کوئی طریقہ ایسا سمجھ میں نہیں آتا جو اسے مار سکیں۔ میں نے کہا تم اس کے پیچھے جا کر حملہ کرنے کوئی تدبیر کرو۔ انہوں نے کہا چونکہ یہ نہایت عظیم الجثہ ہے تمام شکاف میں پھنسا ہوا ہے اس لئے اس کے پیچھے بھی نہیں جاسکتے۔

یہ سن کر میں نے انہیں چھوڑا اور خود اس کے پیچھے پہنچنے کے لئے راستہ تلاش کرنے لگا۔ تلاش اور جستجو کے بعد ایک بہت تنگ راستہ دکھائی دیا۔ میں ہزار دقت کے بعد بڑی مشکل سے اس میں گھس اور اس اژدہ کے پیچھے پہنچ کر اسے قتل کر ڈالا۔ میری قوم بھی میرے پاس آنے لگی مگر نہایت کوشش اور سخت مشقت کے بعد مجھ تک پہنچ سکی۔ میرے پاس آ کے اس نے دیکھ کر اژدہ ہمارا پڑا ہے۔ یہ دیکھ کر وہ سب دشمن سے بے خوف ہو کر پہاڑ پر چڑھے۔ میری آنکھ کھلی تو میں نہایت خوش تھا۔ آپ نے فرمایا تہا برا خواب نہایت عمدہ اور بہترین خواب ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ داس! تمہارا یہ خواب مسلمانوں کے لئے بشارت اور ہمارے دشمنوں کے واسطے سببِ خسارت ہے۔

اس کے بعد آپ نے انہیں حکم دیا کہ تم اسی جگہ بیٹھ جاؤ اور منادی کو فرمایا کہ مسلمانوں کو منادی کے ذریعہ مطلع کر دو کہ وہ یہاں آئیں۔ چنانچہ روسائے مسلمین اور امرا مومنین جمع ہوئے آپ نے فرمایا اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے فتح بخشی مدو فرمائی ہمیں مظفر و منصور فرمایا اور جس شخص نے کفر کیا اسے خسران میں رکھا۔ اس کے بعد فرمایا حاشا لاسلمین! اپنے بھائی داس کا خواب منو جو شخص اعتبار کرے اس میں اس کے لئے عبرت ہے اور جو شخص نصیحت قبول کرے اس کے لئے موعظت و نصیحت۔ جو شخص دور ہے وہ قریب آجے تاکہ اسے خوب سنے اور جو نزدیک ہے وہ گوش ہوش سے سنے۔ حاضر مجلس آپ کی طرف متوجہ ہوئے تاکہ آپ کی تقریر سنیں۔ آپ اس وقت کھڑے ہو گئے اور فرمایا الحمد للہ و صلی اللہ علی رسولہ وسلم۔ یا معاشر الناس! اللہ پاک عز و جل نے جن کے لئے تمام تعریفیں ثابت ہیں اپنی کتاب مبین میں اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ہمارے دشمنوں پر تلخ اور ہماری ہی حسبِ مراد ہم سے ہماری ہی فتح و کامیابی کا وعدہ بھی فرمایا ہے اور اللہ پاک عز و جل اپنے وعدہ کے کبھی خلاف نہیں کیا کرتے۔ میں نے یہ نذر کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر میرے ہاتھ سے اس قلعہ کو فتح کرادیں گے تو میں حتی المقدور اپنی استطاعت کے موافق لوگوں کے ساتھ احسان کروں گا۔ اب میرے دل میں یہ بات پوری طرح گہمی ہے کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس قلعہ نیز اہل قلعہ پر ضرور ظفر مند ہوں گے و لا حول و لا قوة الا باللہ العلیٰ العظیم۔ کیونکہ اس غلامِ کام خواب مجھے یہی بتلا رہا ہے۔

اس کے بعد آپ نے اس ابوالبول کا گٹ پکڑ کر رکھ رکھا کیا اور فرمایا باری تعالیٰ جل مجدہ تجھ پر رحم فرمائیں جو کچھ تو نے خواب میں دیکھا ہے ان سب بھی نبیوں کے سامنے بیان کر دے۔ داس کھڑا ہوا اور اپنے خوب کوسن و عن بیان کرنے لگا۔ جس وقت یہ اپنا تمام خواب بیان کر چکا تو مسلمان حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی طرف مخاطب ہو کے کہنے لگے ایسا الامیر! اس خواب کی کیا تعبیر ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ عز و جل تم پر رحم فرمائیں۔ یاد رکھو وہ پہاڑ جو اس نے اپنے خواب میں نہایت بلند اور دشوار گزار قلعوں اور گھٹیوں کے مابین دیکھا ہے وہ بلا شک ہر رادین اسلام اور ہمارے آقائے دو جہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت راشدہ ہے اور وہ اثر و با جس نے لوگوں کو متبع کیا ہے اور داس اپنی تلوار لے کر اس کے مقابلہ میں ہوئے اور مار دیا وہ کوئی امر حسن ہے کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ مسلمانوں کی طرف سے ان کے ہاتھوں سے اسے انجام دلاتا چاہتے ہیں۔

مسلمان آپ کی یہ تعبیر سن کر نہایت خوش ہوئے اور عرض کیا ایسا الامیر! ہمیں آپ اس کے متعلق کس چیز کا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اول سر اوجہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ سے ڈرنے اور تقویٰ کرنے کا۔ دوسرے اس کے بعد بطور رغبت و صبر دشمنوں پر سختی و شدت کرنے کا۔ اللہ پاک عز و جل تمہاری حفاظت فرمائیں۔ تم اپنے اپنے خیموں میں لوٹ جاؤ۔ سامان اور آلات حرب و جس کے ہم زیہ و محتاج نہیں ہیں درست کر دو میں کل صبح تمہیں تمہارے دشمنوں کی طرف روانہ کر دوں گا۔ ہاں اگر میری اس رائے کے خلاف کوئی اور تجویز یا گئی تو دوسری بات ہے۔ کیونکہ میں ان لوگوں سے جن پر مجھے اعتماد ہے ہمیشہ مشورہ کرتا رہتا ہوں اور اجتہادی الرائے کو ہاتھ سے نہیں چھوڑتا۔

مسلمانوں یہ سن کر متفقہ آواز سے کہنے لگے ایسا الامیر! اللہ سبحانہ آپ کی رائے کو توفیق اور آپ کو آپ سے دشمن پر مظفر و منصور فرمائیں۔ اللہ پاک دعاؤں کے سننے والے بننے والے اور اپنے ارادہ کو پورا کرنے والے ہیں۔ یہ کہہ کر لوگ اپنے اپنے خیموں میں چلا آئے اور اپنے اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ کسی نے تلوار کو تیز کرنا شروع کیا۔ کوئی تیر و کمان کو درست کرنے لگا۔ کسی نے زره و نمیک کر کے رکھ رکھا اور کوئی گھوڑے کی ملائی دانی میں لگ گیا اور اس طرح یہ تمام دن جی کاموں میں صرف ہو گیا۔

داس کا قلعہ فتح کرنے کے لئے ترکیب سوچنا

صبح ہوئی تو حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے داس کو بلا کر فرمایا خدا کے بندے اس قلعہ کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ اور کیا داؤا جیتہ تمہاری سمجھ میں آتا ہے؟ جو کارآمد ہو سکے۔ اس نے کہا ایسا الامیر! یہ قلعہ ایک نہایت بلند اور مضبوط قلعہ ہے جو فوجوں کی فوجوں کو عاجز اور اپنے حملہ آوروں کو بے دست و پا کر دیتا ہے۔ اس کے محصورین کو اس کے محاصرہ کرنے والے کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتے اور نہ وہ محصورین لڑائی کے وقت ان سے ضیق میں آ سکتے ہیں۔ البتہ میری سمجھ میں ایک ایسی ترکیب اور ایک ایسا عمدہ حیلہ آیا ہے کہ اس کے سوا یہ کسی اور طرف سے مغلوب نہیں ہو سکتے۔ میں انشاء اللہ العزیز اس حیلہ اور نکر کو ان کے ساتھ چلوں گا اور اس اپنی ترکیب کو جامہ عمل پہناؤں گا۔ مجھے ذات باری تعالیٰ جل مجدہ سے کامل امید ہے کہ ہم اس کے ذریعہ سے انشاء اللہ تعالیٰ ان کے اطالع کے مالک اور ان کے مقبوضات پر قابض ہو جائیں گے اور انہیں صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دیں گے۔

آپ نے فرمایا داس! وہ کیا ترکیب اور حیلہ ہے اس نے کہا اللہ پاک عز و جل سردار کو نیک و توفیق عنایت فرمائیں۔ آپ خود راز کے افشا کرنے اور پوشیدہ بات کے ظاہر اور اینگٹا کرنے کی مذمت و ثنارت اور اسے چھپانے اور عالم آشکارا نہ کرنے کی خوبیوں

سے واقف ہیں اور جانتے ہیں کہ مجید چھپا ہوا ہی بہتر اور اچھا ہوتا ہے (کہتے!) میں کہ سب سے اول داس نے ہی یہ کلمہ کہا اور اس نے مشہور اور زبان زد عوام ہو کر مشکل کی صورت اختیار کر لی) آپ نے فرمایا اچھا اس حیلہ اور مکر میں کن کن چیزوں کی ضرورت ہوگی تاکہ انہیں مہیا کر لیا جائے اور ہمیں اس میں کیا کرنا چاہئے؟ اس نے کہا کہ آپ اپنے تمام لشکر کو لے کر قلعہ پر چڑھ جائیں اور اس کے مقابلہ میں فروکش ہو جائیں تاکہ ان کے دلوں میں آپ کی ہیبت بیٹھ جائے اور یہ معلوم ہو جائے کہ یہ لڑائی کے لئے موجود اور تیار ہیں۔ میں اپنا وہ داؤ اور حیلہ کروں گا۔ مجھے اللہ پاک کی ذات سے کامل یقین ہے کہ انشاء اللہ توفی میرا داؤ ٹھیک بیٹھے گا اور ہم فائز المرام ہوں گے۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے لشکر کروائی کا حکم دیا۔ لشکر کوچ کر کے قلعہ کے پاس اور قلعہ کے نیچے فروکش ہو گیا۔ تھلیل و بکیر کے نعرے بلند کئے۔ اسلحہ میانون سے نکالے اور دشمن خدا کو ڈرانا شروع کیا۔ رومیوں کی ایک جماعت قلعہ کی فصیل پر آکھڑی ہوئی اور لشکر اسلام کو کھینچ لگی۔ مسلمانوں کی جستجو و چالاکی دیکھ کر گھبرا گئی۔ اس پر ہیبت طاری ہوئی اور اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے ان کے قلوب میں رعب ڈال دیا حتیٰ کہ وہ اپنے قلعہ میں مضطرب و بے چین ہو گئے۔ ایک دوسرے کے پاس آئے اور مشورہ کرنے لگے۔ کسی نے کہا ہم لڑیں گے اور کسی نے کہا ہم قلعہ میں ہی بیٹھے رہیں گے کیونکہ یہ ہم پر کسی طرح کا دھمیں ہو سکتے۔ آخر ان کی رائے بیک قرار پائی کہ قلعہ کے اوپر سے ہمیں لڑنا ہی چاہئے۔ چنانچہ یہ قلعہ کے برجوں اور دیواروں پر چڑھ کر مسلمانوں پر پتھر اور تیروں کی بارش برسانے لگے۔ ایک دن اور ایک رات برابر اسی طرح جنگ ہوتی رہی۔ دوسرے روز لڑائی موقوف ہو گئی مگر مسلمان قلعہ کو گھیرے وہیں پڑے رہے اور برابر سترائیس دن تک پڑے رہے۔ ان ایام میں داس لگا تا حیلہ اور داؤ کرتے رہے مگر انہیں کوئی اذیت نہ پہنچا سکے۔

کہتے ہیں کہ جب سترائیس یوم پورے گزر گئے تو داس حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے پاس آ کر کہنے لگے ایہا الامیر! میں عاجز آ گیا ان ایام میں بڑی بڑی تدبیریں سوچیں اور کیں مگر ایک کارگر نہ ہو سکی۔ اب ایک اور تدبیر سمجھ میں آئی ہے اور اللہ پاک عز و جل سے امید ہے کہ اس کی وجہ سے ضرورت فتح و نصرت ہمارے قدم چومے گی اور ہم خدا کے دشمنوں پر فائز المرام ہوں گے۔ آپ نے فرمایا وہ کیا تدبیر ہے؟ اس نے کہا آپ اپنے روسائے لشکر میں سے میرے ساتھ تیس آدمی کے انہیں میری ماتحتی کا حکم دے دیں اور یہ ہدایت کر دیں کہ میں جس طرح کہوں وہ اسی طرح بلا چوں و چرا میرے کہنے کو مانتے رہیں اور جو کچھ میں انہیں حکم دوں اس کو وہ بلا کسی پل و پیش کے بجالاتے رہیں۔

آپ نے فرمایا میں انشاء اللہ اعز بہت جدا ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ آپ نے بہادران اسلام اور شجاعان ایمان سے تیس آدمی منتخب کر کے اس کے ساتھ کر کے انہیں یہ حکم دیا کہ یا معشر المسلمین! میں تم پر داس کو سردار مقرر کرتا ہوں انہیں حکم دیتا ہوں کہ تم ان کی اطاعت سے سرتابی اور ان کے حکم سے سرمو تجاوز نہ کرنا۔ اللہ پاک و تبارک و تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں۔ یہ یاد رکھو میں اس وجہ سے انہیں تم پر سردار مقرر نہیں کر رہا ہوں کہ وہ تم میں حسب و نسب کے لحاظ سے بہتر ہیں یا شہسواری میں کامل جری اور تم سے بہت زیادہ دلیر اور بہادر ہیں تم میں سے کوئی شخص اپنے دل میں یہ خیال کرے کہ میں تمہیں حقیر سمجھ کر تم پر ایک غلام کو سردار مقرر کر رہا ہوں بخدا

۱۔ وہ کلمہ یہ ہے امت تعلم ما فی اراعة الاسرار من اشرو ولا صرار ومن کم صرہ کانت الحجرة فیما لیدیہ۔ یہ ترجمہ ویسے ہے کہ مجید کا چھپانا ہی بہتر ہے۔ ۱۴۰

میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اس لشکر کے نظم و نسق کی باگ ڈور میرے ہاتھ میں نہ ہوتی تو میں سب سے پہلے ان کی ٹھکری میں اپنے آپ کو دے کر آپ حضرات کی جماعت میں شامل ہو جاتا۔ میں اللہ پاک تبارک و تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ تمہارے ہاتھ سے ہمیں ضرور فتح مرحمت فرمائیں گے۔

یہ سن کر وہ تمام افسران فوج جنہیں آپ نے ٹھکری کا حکم دیا تھا آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے خداوند تعالیٰ ہمارے سردار کو کتنی عطا فرمائیں، ہمارے دلوں میں جناب کی نسبت کو کتنی شک و شبہ نہیں کہ آپ خدا خواست ہماری قدر و منزلت نہیں کرتے یا ہماری مسابقت نہیں فرماتے اور تعظیم و تکریم نہیں کرتے۔ آپ کی پہلی ہی تقریر ہم پر اپنا کافی اثر کر چکی تھی اور اب تو ہم آپ سے بالکل مطیع فرماں بردار اور آپ کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں۔ اگر آپ ہم پر کسی بے دین کا کفر و کجی سرور مقرر کر دیں گے تو ہمیں یہ مجال نہیں ہوگی کہ آپ کے حکم کو رد کر دیں کیونکہ ہم نے کما حقہ اس امر کو جان لیا ہے کہ آپ ہمیشہ دین کی خیر خواہی اور مسلمانوں کی عیببانی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں۔ سب سے پہلے ہم پر اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی احاطت فرض ہے پھر آپ کی اور اس کے بعد اس شخص کی جسے آپ اپنی طرف سے ہم پر دنیا کے اندر سے مقرر کر دیں۔

آپ یہ سن کر بہت خوش ہوئے ان کے کلام پر اعتماد فرمایا جزائے خیر کی دعا دی شکر یہ ادا کیا اور کہا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ آپ حضرات پر رحم فرمائیں یہ خوب سمجھ لو کہ میرا دل یہ گواہی دے رہا ہے کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ اس قلعہ کو اس شخص کے ہاتھ سے ضرور فتح کرائیں گے کیونکہ یہ نہایت مصبر بار یک ہیں اور حسن بصیرت شخص معلوم ہوتا ہے۔ اللہ عزوجل پر بھروسہ کرو اور ان پر اعتماد کر کے اس شخص کے ساتھ روانہ ہو جاؤ۔ تمہیں یہ ضرور یاد ہو گا اور تم یہ بات خوب جانتے ہو کہ حضور آقائے دو جہان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روسے عرب اور سادات مسلمین پر ان کے قیلولے کے غلاموں کو سرور مقرر فرمایا ہے۔ اس کے بعد آپ و اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا داس ابوالبول! اب کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا آپ اسی وقت پہنچے لشکر کو لے کر یہاں سے کوچ کر جائیں اور ایک فرسخ کے فاصلہ پر جا کر ڈیرے ڈال دیں اور اپنے ہر سپاہی کو ہدایت کر دیں کہ بہت کم ادھر اُدھر پہنچیں جگہ جہاں تک ہو سکے حتی المقدور چھپے رہنے کی کوشش کریں۔ دواپس آئیے آدمیوں کو جن پر جناب کو کامل اعتماد ہو نیز جن کی خصوصیات نیک اور جو مسلمانوں کے بچے خیر خواہ ہوں آپ ہمارے اوپر نگران مقرر کر دیں کہ وہ ہمارے حالات خبر لیں اور ہماری تمام باتوں کی خبر رکھیں مگر وہ ہر شخص سے چھپے رہیں اور ان کے متعلق کسی کو کچھ فہم نہ ہو۔ تمہیں اور اسلحہ وہ اپنے ساتھ سوائے ایک ایک خنجر کے اور کچھ نہ رکھیں اور شخص ہمارے حالات کے معلوم کرنے میں شہمک کریں۔ جس وقت وہ دشمن کے مقابلے میں ہوں غائب اور فتح مند دیکھیں تو چپکے سے آکر آپ کو اطلاع کر دیں تاکہ آپ اپنی جمیعت کو لے کر ہم میں آلیں۔ مگر اس بات کی جناب انہیں ضرور تاکید فرمادیں کہ وہ ایک جگہ نہ ٹھہرے رہیں بلکہ ادھر ادھر اور علیحدہ علیحدہ پھرتے ہی رہیں ان کے لئے یہی زیادہ مناسب اور بہتر ہو گا اور اسی میں ان کی سلاحتی بھی مضمر ہے۔ واللہ المستعان۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ یہ سن کر فوراً سمجھ گئے کہ یہ شخص نہایت صاحب بصیرت معادہ فہم اور ذی رائے شخص ہے۔ داس اپنے آدمیوں کی طرف مخاطب ہوئے اور کہا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں جب تک یہ لشکر کوچ کرے اس وقت تک ہمیں اس جنگل کے کسی حصہ میں چھپ جانا چاہئے کیونکہ لشکر کے کوچ کرتے وقت رومی قلعہ پر چڑھ کر ضرور لشکر کو جاتے ہوئے دیکھیں گے اور وہ اس وقت بلند مقامات پر کھڑے ہوئے ہوں گے اس لئے ہمیں چھپنے اور پوشیدہ جگہ تلاش کرنے میں

بہت بڑی وقت ہوئی۔ ہر شخص کے پاس محض تلو اور ڈوڑھال ہوتی چاہئے۔ ان کے سوا اور کسی ہتھیار کی ضرورت نہیں۔ لوگوں نے ان کے حکم کی تعمیل کی اور جب یہ تیار ہوئے داس کے پاس آ گئے تو داس کھڑے ہوئے زورہ یعنی اور خیر کپڑوں کے نیچے چھپایا تو شہ دان کو ساتھ لے لیا اور انہیں سے کر چل کھڑے ہوئے جب لشکر سے کسی قدر فاصلہ پر پہنچ گئے تو یہ جیسے چھپاتے پہاڑ کے ایک غار پر پہنچے۔ اپنی جماعت کو اس میں داخل ہونے کا حکم دیا اور جب وہ اس میں داخل ہو گئے تو خود اس کے دروازے پر بیٹھ گئے۔

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے داس کی ہدایت کے بموجب تمام کام درست کر کے لشکر کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ کوچ کے وقت مسلمانوں میں ایک بہت بڑا شور مچا پیدا ہوا۔ اہل قلعہ فاصلہ پر چڑھ کر دیکھنے لگے اور مسلمانوں کو کوچ کرتے دیکھ کر کہہ دیتے خوش ہوئے۔ آپس میں چچ چچ کر مسلمانوں پر آوازیں کسنے لگے۔ مسلمانوں میں ہر طرف سے اللہ اکبر کی آوازیں بلند ہوئیں اور تکبیر و تہلیل کے نعروں کے ساتھ مسلمانوں کا لشکر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی زیر قیادت روانہ ہو گیا۔

رومی بے انتہا خوش ہوئے اپنے سردار کے پاس آئے اور کہنے لگے سردار! دروازہ کھولنے کا حکم دے دیجئے تاکہ ہم عربوں کا تعاقب کر کے اگر ممکن ہو سکے تو ان میں سے کسی کو قتل یا گرفتار کر لیں۔ اس نے انہیں منع کیا اور یہ تمام دن اسی قلعہ میں رکے رہے حتیٰ کہ عشاء کا وقت آیا۔ حضرت داس رحمت اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دست کی طرف مئی طلب ہوئے اور فرمایا قلعہ کی طرف تم میں سے کون شخص جانے کے لئے تیار ہے ممکن ہے کہ وہاں پہنچ کر کوئی خبر معلوم ہو جائے یا کسی شخص کو گرفتار کرنے کا موقع آجائے اور ہم اس سے کچھ دریافت کر سکیں۔ یہ سن کر کسی نے آپ کو کچھ جواب نہ دیا آپ نے دوبارہ پھر کہا مگر پھر بھی کسی نے کچھ جواب نہ دیا آپ نے دوبارہ پھر کہا مگر پھر بھی کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ آپ نے کہا میں جانتا ہوں کہ ہمارا اس جماعت میں تمام آدمی ٹکس کے پھل موت سے ڈرنے والے اور جان بچانے کے خواہاں ہیں۔ مگر میں تم سب کی طرف سے فدیہ ہوں۔ تم دیکھتے رہو کہ کس طرح چھپ کر کام کیا کرتے ہیں؟ یہ کہہ کر آپ اٹھے انہیں وہیں چھوڑا اور تھوڑی سی دیر کے لئے غائب ہو گئے۔ کچھ دیر گزرنے کے بعد ایک کافر کو پکڑ لائے اور اپنی جماعت کو مخاطب کر کے کہنے لگے جوانان عرب! اس شخص کو پکڑو اور اس سے قلعہ کی خبریں دریافت کرو۔ مسلمانوں نے اس سے پوچھنا شروع کیا مگر اس کی زبان کوئی مسلمان نہ سمجھ سکا۔

داس رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے مسلمانوں سے کہا اچھا تم یہیں بیٹھے رہو میں آتا ہوں آپ پھر غائب ہو گئے اور کچھ دیر کے بعد ایک اور کافر کو پکڑ لائے مگر اس نے بھی اسی زبان میں گفتگو کرنا شروع کی جسے مسلمان مطلق نہ سمجھ سکے۔ انہوں نے پھر کہا اچھا اور ٹھہرو اور پھر چلے گئے اور چار گھبراہ اور پکڑ لائے ان کی زبان بھی نہ سمجھ سکے۔ یہ پھر گئے اور تین مشرکوں کو پھر گرفتار کر کے لائے اور ان سے بات چیت کرنا چاہی تو لغت عرب کا ماہران میں سے بھی کسی کو نہ پایا۔ آپ نے فرمایا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ ان پر لعنت فرمائیں کیا وحشی اور بے ہودہ زبان ہے۔ یہ کہہ کر آپ پھر اٹھے اور ان سب کو چھوڑ کر پھر روانہ ہو گئے اور آدھی رات تک غائب رہے۔ ان کے ساتھیوں کو دیر ہو جانے کی وجہ سے سخت قلق ہوا اور رنج کرنے لگے۔ بعض نے بعض سے کہا ایسا معصوم ہوتا ہے کہ دشمن ان کی حالت سے باخبر ہو گیا یا تو وہ شہید کر دے گئے یا گرفتار ہو گئے۔ کچھ دیر یہ حضرات ذکر کرتے رہے۔ پھر قصد ہوا کہ لشکر کی طرف چلیں۔ ابھی یہ راہ ہی ہوا تھا کہ آپ ایک رومی شخص کو کھینچتے ہوئے آتے دکھائی دئے۔ مسلمان آپ کو دیکھ کر کھڑے ہو کے بے تحاشا آپ کی طرف بھاگے۔ پیشانی کو بوسہ دیا دیر ہونے کی وجہ دریافت کی اور کہا ایہ الدامس! ہمارے دلوں میں آپ کی

طرف سے عجیب عجیب شبہات زور رہے تھے اور ہمیں دیر ہو جانے کی وجہ سے آپ کی جدائی بہت شق معلوم ہو رہی تھی۔ آپ نے کہا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ آپ حضرات پر رحم فرمائیں میں جب تمہیں چھوڑ کر یہاں سے گیا تو میں قلعہ کی دیوار کے قریب ایک جگہ چھپ کے کھڑا ہو گیا۔ لوگ اپنی اپنی زبانوں میں گفتگو اور بات چیت کرتے ہوئے میرے برابر سے گزرتے جاتے تھے مگر میں ان سے کچھ تعرض نہیں کرتا تھا بلکہ میرا مشاء یہ تھا کہ میں ایسے شخص کو گرفتار کروں جو عربی زبان میں بات کرتا ہو اگر میرے مگر ایسا کوئی شخص نظر نہ پڑا اور میں نے یوں ہو کے ٹوٹ آنے کا قصد کر لیا۔ سوئے وقت ایک زور کا دھماکا ہوا کہ جیسے کوئی شخص دیوار کے اوپر سے گرا ہو۔ میں فوراً جھڑ سے آواز اڑائی تھی اور پھر بھاگا تو دیکھا کہ اس شخص نے اپنے آپ کو قلعہ کے اوپر سے گرا دیا ہے۔ میں نے فوراً اسے گرفتار کر لیا اور آپ کے پاس پکڑ لایا۔ اب تم دیکھو کہ یہ کون شخص ہے؟ مسلمان اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے کلام کیا۔ اس نے بھی رومی زبان میں ہی بڑبڑاتا شروع کیا اس شخص کا پیرا ترک تھا اور پیشانی درم کر آئی تھی۔

دائیں رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے دیکھ کر مسلمانوں سے فرمایا اس شخص کے گرنے میں کوئی راز ضرور ہے اور اس کی زبان ہم میں سے کوئی شخص نہیں سمجھتا جو کچھ معلوم ہو سکے۔ تم کچھ دیر اور صبر کرو میں انشاء اللہ تمہارے پاس ایسے شخص کو گرفتار کر کے لاؤں گا جو عربی زبان جانتا ہو۔ یہ کہہ کر آپ پھر جدی کر کے روانہ ہو گئے اور تھوڑی سی دیر میں پھر ایک شخص کو جس کی گردن میں آپ نے اپنا عمود ڈال رکھا تھا گھسیٹنے ہوئے لئے چلے آئے۔ مسلمانوں نے اس سے دریافت کیا تو شہر کا رہنے والا یہی قلعہ کا؟ اس نے کہا میں ابالین قلعہ سے ہوں۔ حضرت دایم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کیا تو رومی ہے؟ اس نے کہا نہیں میں نصرانی عرب ہوں۔ انہوں نے فرمایا کیا ممکن ہے کہ تو ہمیں قلعہ کا کوئی پوشیدہ راز یا چور دروازہ بتا دے اور ہم تجھے اس کے عوض رہ کر دیں نیز تیرے ساتھ ہم میں سے کوئی شخص پھر کسی طرح کا تعرض نہ کرے۔ اس نے کہا اول تو میں یہاں راستہ چننا نہیں جو آپ کو تھلا دوں دوسرے اگر جانتا بھی تو میرا دین مجھے یہ کس طرح اجازت دیتا۔ مجھے اپنے پیشوا مسیح کی قسم! میں ایسا کبھی نہیں کر سکتا۔ آپ یہ سن کر سخت خشمگین ہوئے اور فرمایا اچھ تو ان قیدیوں سے دریافت کر کہ آیا ان میں سے کوئی شہر کا باشندہ تو نہیں؟ کیونکہ ہمارے اور ابالین شہر کے مابین معاہدہ اور صلح ہے۔

کہتے ہیں کہ اس نصرانی عرب نے ان سے سوال کیا اور پھر ان سے اس طرح کہنے لگا کہ ان میں شہر کا کوئی شخص نہیں تمام قلعہ کے لوگ ہیں اور میں بھی ان کو پہچانتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھا اس شخص سے ہماری طرف سے دریافت کر کہ تو نے شہر بندہ کے اوپر سے خود کو کیوں گرا دیا تھا اور اس کا باعث کیا ہوا تھا۔ یہ دریافت کر کے آپ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا یہ کہتا ہے کہ آپ حضرات سے صلح کرنے کے بعد یوں قوت شہر والوں پر بہت غصہ ہوا تھا اور انہیں بہت زیادہ ڈرایا اور دھمکا ہوا تھا۔ جب عرب قلعہ چھوڑ کر واپس ہو گئے تو یوں قلعہ سے نکل کر شہر میں آیا رہا سو اسے شہر کو جمع کر کے انہیں قلعہ میں لایا اور زندہ از قدرت ان سے مال طلب کرنے لگا۔ میں بھی چونکہ ان میں تھا کہ یہ اتفاقاً اور بلا نازل ہوتی ہوئی دیکھی تو رہائی پانے کے لئے مقبوت سے ڈر کر بھاگ کے قلعہ کی دیوار سے کود پڑا اور مجھے گر کر اس وقت ہوش آیا جس وقت کہ میں آپ کے پیچھے میں گرفتار ہو چکا تھا۔ میں اہل شہر سے ہوں۔ اگر تم عرب ہو تو میں تمہاری صف میں ہوں تمہیں مجھ سے بے وفائی نہیں کرنی چاہئے اور اگر کوئی اور ہو تو میں تمہاری حسب خواہش قیدی دے کر تم سے اپنی جان چھڑانے کا خواہش مند ہوں مانگو جو مانگنا چاہتے ہو۔

آپ نے اس نصرانی عرب سے کہا کہ تو اس سے کہہ دے کہ ہم اہل عرب ہیں تجھے بے خوف رہنا چاہئے۔ ہماری طرف سے

تجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ اس کے بعد آپ نے یہ ارادہ کیا کہ اس شہری کو اپنے دشمنوں کے ساتھ جو ہمیں کرتا ہے اس کا قتلنا دیکھنا چاہئے۔ چنانچہ آپ نے رومی اور نصرانی عربوں کو کھڑا کر کے ان کی گردنیں اڑا دیں اور اس شہری کے سوا سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کے بعد آپ اپنے توشہ دان کی طرف متوجہ ہوئے اور اس میں سے بکری کی ایک کھال نکال کے اول اپنی کمر پر ڈالی۔ زنا بعد ایک خشک روئی نکال کر اپنے ساتھیوں سے فرمانے لگے۔ بسم اللہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے استعانت چاہوان پر بھروسہ کرو خود کو پوشیدہ رکھو اور اپنے امور میں حزم و احتیاط کو کام میں لاؤ۔ اب میں انشاء اللہ تعالیٰ اسی رات اس قلعہ کے فتح کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ انہوں نے کہا آپ کی نیت میں اللہ تعالیٰ برکت عنایت فرمائیں چلئے۔

یہ کہہ کر وہ حضرات فوراً کھڑے ہو گئے۔ حضرت داس رحمۃ اللہ تعالیٰ ان کے آگے آگے ہوئے اور یہ حضرات چل پڑے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں میں سے دو شخصوں کو حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں روانہ کیا کہ وہ ان کو اطلاع دے دیں کہ آج صبح طلوع آفتاب کے وقت قلعہ کی طرف لشکر بھیج دیں اور اب ہم ادھر جا رہے ہیں۔

حضرت داسؓ کا بھیس بدل کر قلعہ کی طرف جانا

کہتے ہیں کہ یہ حضرات حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے لشکر کی طرف چلے اور داس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ساتھیوں کو لے کر قلعہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ رات کے اندھیرے میں پشت پر بکری کی کھال ڈالے چاروں ہاتھ پیروں سے اپنے ساتھیوں کو لئے ہوئے چھپتے چھپاتے چلے جا رہے تھے جب آہٹ یا کوئی کسی قسم کی چپ محسوس ہوتی تو فوراً جس طرح کتا بڑی کو چپاتا ہے اسی طرح آپ اس سوگی روئی کو ڈرنے لگتے تھے۔ مسلمان آپ کے پیچھے پیچھے تھے کبھی چھپتے تھے اور کبھی چلے لگتے تھے۔ کبھی پتھروں کی آڑ میں ہو جاتے تھے اور کبھی پر چل پڑتے تھے۔ اسی طرح یہ حضرات بڑھتے بڑھتے قلعہ کی دیوار تک پہنچ گئے۔ قلعہ کے اوپر سے انہیں سپرہ والوں کی آوازیں اور لوگوں کی بات چیت کی بھینبناہٹ سنائی دینے لگی۔ سپرہ سخت بور ہاتھا۔ حضرت داس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قلعہ کے چاروں طرف گھومنا شروع کیا اور براہ گھومتے رہے حتیٰ کہ ایک ایسے برج کے پاس پہنچے جہاں کے چوکیدار پڑ کے سو گئے تھے اور اوپر سے کوئی آواز نہیں آ رہی تھی اس سے زیادہ اور برج بھی کوئی چھوٹا نہیں تھا۔ حضرت داسؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا قلعہ کی بلندی اور مضبوطی تم خود دیکھ رہے ہو۔ پھر سنگین سپرہ اور ردیموں کی بیداری کی حیلہ اور فریب کو نہیں چلنے دیتی۔ ایسی صورت میں آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟ اور ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ انہوں نے کہا یا داس! ہمارے سردار نے آپ کو ہم پر افسر مقرر کیا ہے۔ آپ نہایت جری اور دل کے مضبوط شخص ہیں اور ہم آپ کے تابع فرمان آپ جس کام میں مسلمانوں کی بھتری دیکھیں ہمیں حکم دیں ہم اس سے نہیں ہٹ سکتے۔ خدا کی قسم! اگر ہمارے جسم کٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں اور درجیں عالم بالا کو چلی جائیں تو ہم پر یہ زیادہ آسان اور اس سے سہل ہے کہ ہم بلا فائدہ اور کوئی کام کئے بغیر واپس پھر جائیں۔ آپ کا حکم دینا اور ہمارا کام کرنا اور اس کو بجا مانا۔ ہم آپ سے کام میں کیچھے نہیں رہ سکتے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ احزیز متواروں کے سائے اللہ پاک کی اطاعت دین اسلام کی نصرت اور اپنے مسلمان بھائیوں کی رضامندی ہی میں جان دینے والے ہیں۔ حضرت داسؓ نے کہا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ تمہارے کاموں کو مقبول فرمائیں اور تمہارے دشمنوں پر تہرہ رکھی نصرت کریں۔ اگر تمہارا یہی ارادہ اور ایسی ہی نیت ہے تو اس قلعہ کی دیواروں پر چڑھ جاؤ۔

کہتے ہیں کہ حضرت دامن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دو آدمیوں کو چونکہ حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں بھیج دیا تھا کہ وہ ہماری اطلاع دے دیں اور کہہ دیں کہ فجر کے وقت لشکر کو ادھر بھیج دیا جائے اس لئے انھیں اُسی آدمی ان کے پاس رہ گئے تھے۔ ان سے انہوں نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی شخص اس قلعہ پر چڑھ جائے کی طاقت رکھتا ہے۔ انہوں نے کہا یا ابوالہول! یہ ہم کس طرح کر سکتے ہیں اور بغیر بیڑی (مزدبان) کے قلعہ پر کیونکر چڑھ سکتے ہیں؟ انہوں نے کہا اچھا ذرا ٹھہرو پھر سات ایسے آدمیوں کو کہ اگر ان کے مونڈھوں پر اس تمام برج کا بوجھ بھی ڈال دیا جائے تو ان پر کسی طرح گراں نہ گزرے اور جو جست بھرنے والے شیروں کی مانند تھے منتخب کئے پھر خود اکڑو بیٹھے اور ان سات شخصوں میں سے ایک کو حکم دیا کہ وہ میرے شانوں پر جس طرح میں بیٹھا ہوں اسی طرح بیٹھ کر قلعہ کی دیوار کو ہاتھ سے تھام لے اور مجھ پر کافی زور دے دے۔ جس وقت وہ آپ کے مونڈھ سے پر دیوار تھام کے اوڑھ بیٹھ گیا تو آپ نے دوسرے شخص کو حکم دیا کہ وہ دیوار کا سہارا لے کر اس پہلے شخص کے مونڈھ سے پر اسی طرح بیٹھ جائے اور دیوار پر وزن تولے رکھے۔ پھر تیسرے کو دوسرے پر اور چوتھے کو تیسرے پر اسی طرح بیٹھنے کا حکم دیا حتیٰ کہ ساتوں آدمیوں کو لگا تا اسی طرح علی الترتیب اپنے اوپر بٹھالیا۔ جب آپ نے سمجھ لیا کہ اب ساتوں آدمی ایک دوسرے کے شانوں پر بیٹھ چکے ہیں تو اس ساتویں شخص کو جو سب کے اوپر بیٹھا تھا اس کے سامنے کے شانے پر کھڑا ہونے کا حکم دیا وہ شخص قلعہ کی دیوار کو پکڑ کر کھڑا ہو گیا تو چھٹے کو حکم دے دیا۔ اسی طرح پھر پانچواں پھر چوتھا پھر تیسرا پھر دوسرا اور پھر پہلا کھڑا ہو گیا اور ہر شخص نے دیوار پر ہاتھ سے سہارا رکھا۔ سب کے آخر میں آپ خود کھڑے ہو گئے۔ آپ کے کھڑے ہوتے ہی سب سے اوپر والا شخص دیوار کے ٹکڑوں تک پہنچ گیا اور اس نے ان ٹکڑوں کو پکڑ کر ایک ایسی جست کی کہ قلعہ کے برج میں جا پہنچا۔ اس برج کے چوکیدار کو اس نے دیکھ کر وہ شراب کے نشہ میں مدہوش پڑا ہے اس نے اس کے ہاتھ اور پیر پکڑ کے قلعہ کی دیوار کے نیچے گرا دیا اور مسلمانوں نے اس کے گرتے ہی اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔ آگے بڑھا تو وہاں دو اور چوکیدار شراب کے نشہ میں پڑے ہوئے پائے۔ اس نے انہیں بھی اپنے خنجر سے ذبح کر کے مسلمانوں کی طرف پھینک دیا۔

اس کام سے فارغ ہو کے اس نے اپنا عمامہ اپنے ساتھی کی طرف کہ جس کے شانے پر یہ سوار ہو کے قلعہ پر آیا تھا لٹکایا اور جس وقت اس نے اسے پکڑ لیا تو اس نے اسے اپنے پاس کھینچ لیا۔ نیز ایک روایت یہ بھی ہے کہ دامن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس شخص کو ایک دس اسی کام کے واسطے دیدی تھی جس نے اپنے ساتھی کو اس کے ذریعہ کھینچ لیا تھا۔ بہر حال ان دونوں نے پھر تیسرے اور پھر ان تینوں نے جو تھے کو کھینچنا اور اسی طرح یہ ساتوں قلعہ کے اوپر چڑھ گئے پھر ان ساتوں نے ان بقیہ لوگوں کو جو وہاں کھڑے تھے کھینچنا شروع کیا اور ایک ایک کر کے تمام آدمیوں کو کھینچ لیا۔ سب کے بعد حضرت دامن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی طریقہ سے اوپر پہنچ گئے اور ان کے پاس پہنچ کر ان سے فرمانے لگے تم اسی جگہ کھڑے رہو حتیٰ کہ میں تمہارے پاس اس قوم کی خبر لے کر آؤں کہ وہ کیا کر رہی ہے؟ اپنی جگہ سے بالکل حرکت نہ کرنا۔

یہ کہہ کر آپ وسط قلعہ کی طرف جہاں یوقا کا مکان تھا چلے اور اس کے قریب جا کر کھڑے ہو گئے۔ ردی لشکر کے سردار اور افسر نیز اکابر قوم یوقا کے گرو تھے اور یوقا کے درمیان میں دیوبند کے سنہرے فرش پر آباد رومی پینے اور جوہرات کا جڑاؤ پکا باندھے بیٹھا ہوا تھا۔ منکھ اور عود عذیر کی سونے چاندی کی انگلیکھیوں میں تخییر ہو رہی تھی اور قوم کھانے پینے میں مشغول تھی۔ یہ دیکھ کر دامن

رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے آدمیوں کے پاس واپس آئے اور فرمایا بہادران قوم! یہ یاد رکھو! ان میں چونکہ لڑنے والی جماعت بہت زیادہ ہے اس لئے اب اگر ہم ان پر حملہ آور ہو گئے تو ان کی کثرت اور زیادتی کی وجہ سے ان سے کسی طرح عہدہ برا نہیں ہو سکتے۔ اس وقت ہم انہیں کھانے پینے پر چھوڑتے ہیں اور کسی قسم کا تعرض نہیں کرتے۔ ہاں اب یہ جس وقت صبح ہو جائے گی تو پھر ہم ان پر حملہ کر کے اپنی تلواروں کی پیاس بجھالیں گے۔ اس وقت اگر ہم ان پر فتح یاب ہوئے تو امداد پاک تبارک و تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں سے انہیں ذیل کرا دی تو یہ عین ہماری خوشی اور خواہش کے موافق ہوگا۔ لیکن اگر اس کے خلاف ہوا تو چونکہ صبح نزدیک ہوگی اور حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ کو ہمارے ان دو آدمیوں نے اطلاع دے دی ہوگی اس لئے ہماری اہل بیت کے واسطے اسلامی لشکر پہنچ جائے گا۔

مسلمانوں نے کہا ہم آپ کے تابع فرمان ہیں آپ کے خلاف نہیں کر سکتے۔ نیز اب ہم دشمن کے قلعہ میں پہنچ گئے ہیں۔ یہاں ہمیں سوائے صدق جہاد، ہزم و احتیاط اور ہری قوت بازو کے اور کوئی چیز چناؤ نہیں دے سکتی۔

حضرت دامن رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: اچھا ذرا ٹھہرو میں دروازے کی طرف جاتا ہوں شاید دروازے کے نگہبانوں کو موت کے گھاٹ اتار کے تمہارے لئے دروازہ کھول سکوں۔

حضرت دامن ابوالہول کا حلب کے قلعہ کو فتح کرنا

کہتے ہیں کہ قلعہ کے دو دروازے تھے جن کے بائیں ایک دہلیز تھی بواب (پاسبان) ان دونوں کو اندر سے بند رکھتے تھے۔ کچھ آدمی یہاں ہتھیار بند رکھتے تھے اور ان کے علاوہ باری پاری سے تین آدمی نگہبانی کا کام کیا کرتے تھے۔ جب دامن رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ یہاں آئے تو انہوں نے دروازہ کو اندر کی طرف سے بند پایا۔ یہ دیکھ کر آپ بہت شیشائے اور انہیں یہ نہایت ناگوار معلوم ہوا اور دروازہ کے ستون کی طرف متوجہ ہوئے اور اس میں ایک پتھر کو رکھے ہوئے دیکھا آپ نے وہ پتھر ہٹایا اور اس سوراخ میں سے جو پتھر ہٹانے کے بعد نظر ہوا تھا آپ دروازے کے اندر یعنی اس دہلیز میں جو دونوں دروازوں کے بائیں تھی داخل ہو گئے۔ دہلیز میں تمام پہرے والے شراب کے نشہ میں محو تھے۔ آپ نے اپنے خنجر سے اول تمام کا کام تمام کر دیا۔ ازاں بعد دونوں دروازوں کو جو دہلیز سے ایک قلعہ کے اندر کی طرف تھا اور دوسرا باہر کی جانب کھول کے اسی طرح ان کے کواڑوں کو بند رکھا اور اپنے ساتھیوں کے پاس واپس چلے آئے۔ اس اثناء میں صبح بھی قریب ہو گئی تھی۔ آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا جو ان عرب! میں تمہارے لئے دروازہ کھول آیا ہوں اور ان لوگوں کو جو وہاں موجود تھے قتل کر آیا ہوں۔ بہتر یہ ہے کہ آپ حضرات دروازوں کے پاس چلیں اور حزم و احتیاط کو کام میں لاتے رہیں۔ انشاء اللہ العزیز یہ بقیہ قوم بھی تمہارے خنجروں کا لقمہ اور مسلمانوں کی تلواروں کی پیاس بجھانے والی ثابت ہوگی۔

مسلمان یہ سنتے ہی کھڑے ہو گئے خنجروں کو سنبھالا ڈھالوں کو لٹکایا اور چھپ چھپ کے دروازوں تک پہنچ گئے۔ یہاں آ کے آپ نے ایک آدمی کو اسلامی لشکر میں روانہ کیا تاکہ ہمارے قلعہ میں پہنچ جانے کی خبر دے دے۔ پانچ آدمیوں کو دروازوں پر متعین کیا اور خود بقیہ آدمیوں کو لے کر یونٹا کے گھر کی طرف چلے۔ جس وقت اس کے پاس پہنچ گئے تو تکبیروں کی آواز بلند کی۔ آواز سننے

ہی قلعہ میں کبراہم جمع ہو گئے۔ آپ اپنے ساتھیوں کو لے کر دروازے کی طرف لوٹے اور ہر شخص جنگ کے لئے تیار ہو ہو کے ایک ایک جگہ کھڑا ہو گیا۔ افسرانِ رومی اس جھوٹے دست کی طرف چلے اور آپس میں چیخ چیخ کر کہنے لگے کہ بھئی! یہ مصیبت کس طرح نازل ہو گئی اور عربوں کا یہ حیلہ اور مکر ہم پر کیوں کر چل گیا۔

یوتانے اپنی فوج کو لاکڑ کر ختم دیا کہ انہیں چاروں طرف سے گھیر لو۔ مسلمانوں نے بھی تکبیر کی آوازیں بلند کیں اور ایک صفِ آواز سے اللہ اکبر کا نعرہ فضا سے آسمانی میں گونجنے لگا جس سے رومیوں کے خیال میں یہ بات بیٹھ گئی کہ مسلمانوں سے یہ قلعہ ڈھانا اور بھرا پڑا ہے۔ دونوں فریقوں میں جنگ شروع ہوئی۔ ہر بہادر اور بری لڑائی کے کرشمے اور جنگ کے کتب دکھانے لگا۔ شور و غل بلند ہوا نیزے پیکار ہو گئے۔ تلواریں بڑھ بڑھ کر کام کرنے لگیں۔ خون کی ندیاں بننے لگیں اور ہاتھ اور شانے کٹ کٹ کر گر گئے۔ رومیوں پر بالائیں اتریں اور مسلمانوں کی تکبیریں قعدہ کی چار دیواری سے ٹکرانے لگیں پتھروں سے دلوں کو پاش پاش کرنے لگیں۔

ابن اوس رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں بھی اس جنگ میں شریک تھا اور رومیوں پر عرصہ حیات تنگ کرنے میں بھی مسلمانوں کا ساتھ دے رہا تھا۔ رومی نہایت سختی اور بے مہربانی کے ساتھ حملہ کر رہے تھے اور مسلمان حمد و شہادت کی طرح رومیوں کو بکریوں کی طرح موت کے گھاٹ اتار دیتے جاتے تھے۔ میں نے حضرت دامت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے زیادہ شدید اور سخت لڑنے والا اس دن کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ لڑائی ختم ہونے کے بعد میں نے ان کے بدن پر تہتر ذمہ شمار کئے تھے جو تمام کے تمام جسم کے اگلے حصہ پر تھے۔ لڑائی زور و شور سے پوری تھی اور ہمارا ایک آدمی ایک دوسرے کی حمایت کر رہا تھا اور اپنے ساتھی کو پاتا جاتا تھا۔ ہم تیس آدمی روئے تھے اور چار بزرگ جام شہادت نوش کر کے ہمیشہ کے لئے اوداع کہہ گئے تھے وہ حضرات حسب ذیل تھے۔

اوس بن مہرز بنی حزم، اسے ابو حذہ بن سراقہ حمیری، فارغ بن مسیب تمیمی، اور فزارة بن مراد غسانی، رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا دامن کی مدد کو پہنچ جانا

واقعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے نوفل بن سالم نے اپنے دادا عوالم بن جازم سے روایت کی ہے کہ میں (یعنی عوالم) بھی قلعہ حلب میں حضرت دامت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست میں کھڑا ہو کر لڑ رہا تھا ہم میں سے جو شہید ہو چکے تھے وہ ہو چکے تھے مگر یہ حضرات بھی شہید ہو گئے۔ مدعب بن مقدم بن عمرو، حفص بن جوہر، وہابیہ اور جنگِ تبوک میں رسول اللہؐ کے ہمراہ ہو کر لڑے تھے۔ مراد بن ربیعہ عامری، بلال بن امیہ کعب کے بھتیجے وہ کعب بن جوہر، وہ تبوک میں رسول اللہؐ کے فانی ہوئے تھے۔ اب ہم جس آدمی روئے تھے اور قلعہ میں جو بالائیں نازل ہو رہی تھیں انہیں ہم ہی خود جان رہے تھے۔ پانچ ہزار رومی آہنی دیوار بن کر ہمارے سامنے نہ کھڑے تھے ہم پر جو دم کر رکھا تھا اور ہم اپنی زندگی سے بالکل مایوس ہو گئے تھے کہ اچانک ہمیشہ زحمت کے ایک ہزار بہادر لے کر حضرت خالد بن ولیدؓ ہماری کمک کے لئے پہنچ گئے۔

اس کی وجہ یہ ہوئی کہ سردار حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ ہماری وجہ سے نہایت متشکر اور اندوہ گیس تھے اور ہماری خبر پینے کے لئے متواتر کوشش فرما رہے تھے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ قریب ہی آ کر خیمہ زن ہو گئے تھے۔ حضرت دامت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جن دو آدمیوں کو خبر دینے کے لئے روانہ کیا تھا وہ پہلے حضرت خالد بن ولیدؓ ہی سے ملے تھے اس لئے جدی کر کے آپ ہی ہماری کمک

کودو پڑے تھے اور مہمیں نہایت سختی اور ابتلاء میں مبتلا پڑا تھا۔ آپ کے آنے سے قلعہ میں ایک شور بلند ہو گیا اور روٹی آپ کی آواز سنتے ہی بادل کی طرح پھٹ گئے۔

حضرت دامن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب رومی قلعہ کی دیواروں پر چڑھ گئے اور ہمارے پاس سے ان کا ہجوم منتشر ہو گیا تو ہماری جان میں جان آئی دل مضبوط ہوئے اور مسلمانوں نے اتنا کبر کے نعرے بلند کئے۔ حضرت ضراب بن ازورہؒ اور انہی جیسے دوسرے دلاوران اسلام گردنیں مارے ہوئے قلعہ میں داخل ہوئے لڑائی نے اہمیت پکڑی ہم نے جان توڑ حملہ کیا اور بہت سے آدمیوں کو خاک و خون میں غطاں کر کے اکثر لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ مسلمانوں کی ایک جماعت کثیر قلعہ میں ہمارے پاس پہنچ گئی۔ رومیوں نے جب یہ دیکھا تو ان کی کھوئی ہوئی عقل اب واپس آئی کہ ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ہتھیار پھینک دیئے لڑائی سے ہاتھ روکے اور زور زور سے پکارنا شروع کیا لفون لفون (امان امان) یہ سنتے ہی مسلمانوں نے بھی شمشیر بے نیام کوسیاں میں اور ان کے قتل کرنے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ بھی عسا کر اسلام کے ساتھ اب یہاں پہنچ گئے اور آپ کی ٹھانٹیں مارتی ہوئی فوج قلعہ کے پاس آ گئی۔ آپ کو اطمینان دی گئی کہ رومی امان طلب کرتے ہیں۔ مسلمانوں نے تلوار دو دم کوسیاں میں کر کے ان کے سروں سے موت کی منڈا ماتی ہوئی جیل کودو کر دیا ہے اور آپ کی تشریف آوری اور رائے عالی کے منتظر ہیں۔ آپ نے فرمایا مسلمانوں نے تو فیض رفیق اور ہدایت کو مشعل راہ بنالیا ہے ایسا ہی چاہئے تھا۔

یوقتا والی حلب کا اسلام لانا

اس کے بعد آپ نے قلعہ کے مرد زن کو حاضر کرنے کا حکم دیا اور جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر کر دئے گئے تو آپ نے ان پر اسلام پیش کیا۔ سب سے پہلے سردار یوقتا اور اس کے افسران لشکر کی ایک جماعت نے اسلام کی طرف سبقت کی اور اسلام لے آئے۔ آپ نے ان کے مال و اسباب اور اہل و عیال کو ان کے سپرد کر دیا۔ کشت کاروں اور نواحی قلعہ کے جو دیہاتی رہ گئے تھے آپ نے ان کے ساتھ مراعات کر کے ان کے جرائم کو معاف کر دیا اور اس بات کا جہدہ لے لیا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ صلح والوں اور اہل جزیہ کی طرح رہیں گے اور کسی طرح کا نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ ان کے بڑے بوڑھوں کو چھوڑ دیا کہ وہ جہاں چاہیں چلے جائیں۔ چنانچہ وہ پہاڑوں کی گھاٹیوں تک چلے گئے۔ بعد ازاں آپ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ قلعہ کا سامان نکال لائیں۔ مسلمانوں نے سونا چاندی اور سونے چاندی کے ظروف اس قلعہ سے اس قدر نکالے جو زائد شمار تھے۔ آپ نے ان میں سے کس نکالا اور باقی کو مسلمانوں پر تقسیم فرمادیا۔

حضرت دامن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہوشیاری اور فنون جنگ کی عجائبات، لوگوں میں مشہور ہوئیں اور آدمی آپ ہی کے قصبے ہر طرف دہرانے لگے۔ آپ کے دشمن کا علاج کیا گیا اور جب تک آپ اور آپ کے ساتھیوں کے زخم مندمل نہ ہو گئے اس وقت تک مسلمان یہیں اقامت گزین رہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے حضرت دامن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دہرا حصہ دیا تھا۔

ان کاموں سے فارغ ہونے کے بعد حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے امراء اور اکابر مسیمن کو جمع کر کے اپنے کام میں مشورہ کیا اور فرمایا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے جن کے لئے ہزار ہزار حمد اور لاکھ لاکھ شکر ہے جس قلعہ کو مسلمانوں کے ہاتھ سے فتح کرادیا

اور اب کوئی جگہ سوائے انطاکیہ کے جو ملک ہرقل کا دار السلطنت اور رومیوں کی عزت کی صدارت کی کرسی ہے ایسی باقی نہیں رہی جہاں سے ہمیں دشمن کے غرور کا خوف ہو۔ وہی ایک جگہ ایسی باقی ہے جہاں ملک ہرقل کے علاوہ اس کے دوسرے ہر جگہ ارسلطین اور ولیان ملک بھی مجتمع ہیں۔ ایسی صورت میں اب ہمیں انطاکیہ کی طرف قصد اور اس پر غور کرنی چاہئے اس میں آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟

یہ سنتے ہی سب سے پہلے سردار یوق والی حلب کھڑا ہوا اور عربی زبان میں نہایت فصاحت کے ساتھ کہنے لگا ایہا الامیر! اللہ غالب و بزرگ و برتر ہے آپ کے دشمنوں کے مقابلہ میں آپ کی مدد اور تائید جو فرمائی ہے اور ہر جگہ فتح و نصرت کے ساتھ آپ کا ساتھ جو دیا ہے اس کی وجہ محض یہ ہے کہ آپ کا دین دینِ قیم اور صراطِ مستقیم اور آپ کے نبی بلا شک و شبہ نبی ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی بشارت دی۔ انجیل مقدس میں ان کا ذکر آیا کہ وہ خاتم الانبیاء حق و پل میں تفریق کرنے والے، کریم اور یتیم ہوں گے ان کے والدین کی وفات ہو جائے گی اور ان کی کفالت ان کے دادا اور چچا کریں گے۔ ایہا الامیر! کیا ایسی ہی ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں ہمارے نبی وہی ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) یوق! میں تمہارے معاملے میں بہت حیران ہوں کل تو تم ہمارے ساتھ لڑ رہے تھے اور یہ چاہتے تھے کہ ہمارے لشکر کو ہزیت دے دو۔ ہماری سمد روک لیتے تھے راستہ بند کر دیتے تھے کہ ہم تک سامان خورد و نوش نہ پہنچ سکے اور آج یہ کہہ رہے ہو۔ نیز میں نے تمہارے متعلق یہ سنا تھا کہ تم عربی قصد نہیں جانتے مگر اب نہایت فصاحت سے بول رہے ہو۔ یہ اتنے میں کہاں سے سیکھو؟

یوق کا اپنا خواب بیان کرنا

یوق نے کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایہا الامیر! کیا اس پر آپ کو تعجب ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا سردار! جناب کو واضح ہو کہ میں کل رات آپ کے متعلق غور و فکر کر رہا تھا کہ یہ ہمارے قعدہ تک کس طرح پہنچ گئے اور انہوں نے اسے کیونکر فتح کر لیا۔ حالانکہ ہمارے نزدیک ان سے زیادہ اور کوئی رُوہ ضعیف اور کمزور نہیں تھا اور اب یہ ہمارے اوپر اس طرح غالب آ گئے۔ یہی خیال کرتا کرتا اور دل میں جیسی سوچتا سوچتا میں سو گیا۔ خواب میں ایک شخص کو دیکھا جو چاند سے زیادہ روشن اور عمدہ اور خاص مشک کی بو سے زیادہ خوشبودار تھا اور اس کے ساتھ ایک جماعت بھی تھی۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ کہا گیا یہ محمد رسول اللہ ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) اب گویا میں سوال کر رہا ہوں کہ اگر یہ سچے اور برحق نبی ہیں تو اپنے رب سے میرے لئے یہ دعا کریں کہ وہ مجھے عربی زبان سکھا دیں۔ انہوں نے میری طرف اشارہ کیا اور فرمایا یوق! میں وہی محمد ہوں جس کی بشارت مسیح علیہ السلام دے گئے ہیں میرے بعد کوئی نبی نہیں اگر تو چاہے تو کہہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے آپ کا ہاتھ پکڑا اسے بوسہ دیا اور آپ کے دست مبارک پر اسلام لے آیا۔ آپ نے میرے واسطے عربی زبان کی دعا فرمائی اور میری آنکھ کھل گئی۔ اس رات میرا منہ بہت تیز خوشبودار و الے مشک کی طرح معطر تھا اور میں عربی زبان میں گفتگو کر رہا تھا۔ میں اٹھ کے اپنے بھائی یوحنا کے مکان میں آیا اس کے کتب خانہ کو کھولا اور پڑھنا شروع کیا۔ بعض کتب میں ان کے متعلق حالات پڑھے۔ ان کی صفات جو ان میں لکھی ہیں معلوم کیں اور جو جوئے والے واقعات ہیں ان کو دیکھا، ہو بہو تمام صفات صحیح پائیں اور آپ کے حالات و واقعات میں یہ بھی معلوم کیا کہ سب سے زیادہ آپ کے دشمن یہود ہوں گے ایہا الامیر! کیا یہ صحیح ہے اور ایسا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں یہ قوم نہایت خبیثی کے

ساتھ آپ کی طلب اور تلاش میں رہی اور برابر دشمنی کرتی رہی حتیٰ کہ باری تعالیٰ جل مجدہ نے ہمیں ان پر فتح بخشی اور ہم نے ان کے سردار کو قتل کر کے ان کے قلعے ان سے جیت لئے۔ یوقنا نے کہا میں نے ان کی سیرت اور صفات میں یہ بھی پڑھا ہے کہ باری تعالیٰ جل مجدہ انہیں ان کے اصحاب۔ مسبین بنی امیہ اور مسبین کے لئے کچھ ہدایات اور صایہ فرمائیں گے۔ کیا ایسا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ صحیح ہے اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی طرف سے آپ کے اصحاب کے بارے میں یہ ہدایت نازل ہوئی ہے:

واخفص جناحک لمن اتبعک من المومنین.

”(یا محمدؐ) مومنین میں سے جن لوگوں نے تمہارا اتباع کیا ہے ان کے لئے اپنے بازو جھکا دیجئے (یعنی ان کے ساتھ

مہربانی سے پیش آئے)

قیم اور مسکین کے متعلق فرمایا ہے:

الم یجدک یتیمًا فآوی ووجدک ضالًا فهدی ووجدک عائلًا فاعسی فاما الیتیم فلا تقهر واما المسائل فلا تنهر.

”کیا تمہیں (اللہ پاک نے) یتیم نہیں پایا پس جگہ دی اور راہ بھولا ہوا پایا پس ہدایت کی اور نادار پایا پس مالدار کیا پس یتیموں پر غصہ نہ کیجئے اور سالکوں کو نہ جھڑکئے۔“

یوقنا نے کہا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے آپ کو سال کیوں فرمایا اور ضلالت کی صفت سے کیوں منسوب کیا حالانکہ آپ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کے نزدیک نہایت مرتبہ والے اور کریم تھے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ نے فرمایا ضل کے یہ معنی نہیں ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہم نے تمہیں اپنی محبت کی وادی میں سرگرداں اور پریشان حال پھرتے دیکھا تو اپنے دیدار اور حضور کی طرف تمہیں راہ بتادی۔ اپنے کاغذ اور مقام کی طرف تمہاری راہبری کی تاک کہ ہمارے پاس آنے کا راستہ تم پر آسان ہو جائے اور مقام مشدہ میں ٹھہرنے اور توقف کرنے کی توفیق عنایت کر دی یا یہ معنی ہیں کہ ہم نے تمہیں جستجو کے دریا میں تلاش کی کشتی پر ادھر ادھر پھرتے دیکھا تو سواحل حق کا تمہیں راستہ بتا دیا اور مشاہدہ کی حقیقتوں کے سایہ تک تمہیں پہنچا دیا تاکہ تمہارا قلب اغیار سے علیحدہ ہو کر نیسو کی طرف نکل ہو جائے یا یہ کہ تم اپنے دل میں ظاہر بین اشخاص کے لئے مشکور اور خبروں کے جنگل میں متوحش اور ادھر ادھر خبریں حاصل کرنے کے لئے محبوب حقیقی تک پہنچنے کے شوق میں پریشان تھے اور تمہیں اب تک کوئی خبر نہیں ملتی تھی کہ اور نہ کسی ہمارے نشان تک پہنچتے تھے حتیٰ کہ ہم نے اپنے خوشنودی کے طریقوں کو کم پر کھول دیا اور کشادہ اور فراخ جگہ تک تمہیں پہنچا دیا۔

یوقنا! اور اے خدا کے بندے! کیا تم یہ نہیں جانتے کہ مومن کے نزدیک علم کے انبار سے کوئی خزانہ بہتر صم و ہر و باری سے کوئی مال زیادہ نافع، نصہ اور غضب سے کوئی زیادہ رسوائی، دین سے کوئی زیادہ واضح نسب عقل سے کوئی زیادہ زیور، جہل سے کوئی زیادہ شرارت، تقویٰ سے کوئی زیادہ شرافت، ترک خواہش نفس سے کوئی زیادہ سرامت، صنعت و قدرت باری تعالیٰ میں غور و فکر کرنے سے کوئی زیادہ عمل فضیلت، صبر سے کوئی زیادہ نیکی، کبر و تکبر سے کوئی زیادہ برائی، نرمی اور اذیت سے کوئی زیادہ نرمی، کمزوری سے کوئی زیادہ زیادہ تکلیف اور کھانچانے والی بیماری، حق اور سچی سے کوئی زیادہ دل قود صد، صدق سے کوئی زیادہ واضح دلیل، طبع سے کوئی زیادہ

ذلیل کرنے والا نفر، جمعیت اور حصول قوت کمال سے کوئی زیادہ بے نیازی صحت سے کوئی زیادہ طمع، عفت سے کوئی زیادہ مبارک جینا، خشوع سے کوئی زیادہ اچھی بات، قناعت سے کوئی زیادہ بہتر زہد، خاموشی سے کوئی زیادہ دبی فضا، اور موت سے ہر وجود دور اور غایت رہنے کے کوئی زیادہ قریب نہیں ہے۔“

حضرت معاذ بن جبلؓ کا یہ کلام سن کے خوشی کے مارے یوقا کا چہرہ چمکنے لگا اور اس نے کہا میں نے اپنے بھائی یوحنا کی کتاب میں شب گذشتہ کو ایسا ہی پڑھا تھا اور یوحنا نے اس میں یہ بیان کیا ہے کہ میں نے توریت و انجیل میں اسی طرح دیکھا ہے۔ اس کے بعد یہ سجدہ میں گر پڑا اور شکر کی نیت سے زمین کو بوسہ دیا اور کہا خداوند تعالیٰ جل وعلیٰ کا کھلا کھلا شکر ہے کہ انہوں نے مجھے اس دین کی طرف ہدایت بخشی۔ خدا کی قسم! میرے قہب میں اب یہ دین راسخ ہو گیا ہے اور میں اب یہ پوری طرح سمجھا اور جان گیا ہوں کہ یہ دین حق ہے۔ میں جیسا کہ طاعت شیطان میں ہو کر لڑا ہوں اسی طرح بہت جلدی اندقتی کے راستہ میں بھی لڑوں گا۔ اس دین کی ضرورت مدد کروں گا حتیٰ کہ اپنے بھائی یوحنا کے پاس پہنچ جاؤں۔ پھر ان زیادتیوں پر جو اس نے اپنے بھائی کے حق میں روا رکھی تھیں انہیں یاد کروں گے کہ زار و قطار رونے لگا۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھی نبیوں کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔

لَا تَشْرِبْ عَلَيْكُمُ الْمَيْمُونُ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ.

”آج تمہارے لئے کوئی سرزنش نہیں اللہ پاک تمہارے لئے مغفرت فرمائیں گے وہ تمہارے رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔“

تمہارا بھائی اعلیٰ علیین میں حوروں کے ساتھ ہے اور تم اب جب کہ اسلام لے آئے ہو تو اپنے تمام گنہوں سے ایسے پاک و صاف ہو گئے ہو جیسا کہ تمہاری والدہ نے تمہیں آج ہی بتایا ہو۔

یوقنا یہ سن کر رو دیا اور کہا آپ مسلمانوں کو میری اس قوم پر گواہ رکھیے کہ جس وقت میں جہاد فی سبیل اللہ اور شریکین سے مقاتلہ کروں گا تو اس کا ثواب میرے بھائی یوحنا کے اعمال نامہ میں مندرج ہوگا اور میں یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ کے راستہ میں لڑوں گا اور اپنی گذشتہ خطاؤں کا کفارہ اس طرح ادا کروں گا۔

آپ نے فرمایا یہ عبد اللہ! اب ہمیں تم یہ بتلاؤ کہ ہم کدھر کا رخ کریں۔ یوقنا نے کہا ایہا الامیر! اعزاز کا قلعہ نہایت مستحکم اور مضبوط ہے۔ فوج بھی وہاں بہت زیادہ ہے اور سامان خورد و نوش بھی اہل قلعہ کے پاس کافی ہے۔ وہاں کا حکم میرا چچیرا بھائی داس بن خوفنا ہے جو شدت حرب و ضرب میں اور شیرازی میں گویا اپنی مثال آپ ہے۔ اگر جناب نے اسے چھوڑ کر اٹھ کیہ کا رخ کیا وہ حسب اور قہسریں پر تاخت و تاراج اور لوٹ مار شروع کر دے گا اور اپنی شرارت اور بد خوئی سے ان ممالک میں قتل و خون ریزی کر کے یہاں کے لوگوں کو گرفتار کر کے لے جائے گا۔ آپ نے فرمایا پھر اس کے متعلق کیا تدابیر ہمیں اختیار کرنی چاہیں؟ واقعی تم نے سچ کہا اور ہاری تعالیٰ جل مجدہ نے تمہاری زبان پر حق جاری کر دیا۔

یوقنا نے کہا میری عقل میں اس وقت ایک بات آئی ہے اگر اللہ پاک تبارک و تعالیٰ اسے پورا کر دیں۔ آپ نے فرمایا اٹھ جل

جلد تہماری زبان کو مبارک فرمائیں کہ یوں کیا تدبیر سمجھ میں آئی ہے؟ یوقنا نے کہا ایہا الامیر! میری سمجھ میں یہ ترکیب آئی ہے کہ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوں۔ آپ مسلمانوں کے سوار جو رویوں کے لباس میں بیوس اور ان کی بیعت میں ہوں میرے ساتھ کر دیں۔ میں انہیں لے کر اس کی طرف روانہ ہو جاؤں۔ میرے بعد آپ کسی عرب سردار کو ایک ہزار چناناز جو تیز رو گھوڑوں پر سوار ہوں دے کر میرے قہقہے میں بھیج دیں۔ میں اپنے ان سواروں کو لے کر ایک فرسخ کے فاصلے پر اس صورت سے اس سردار کے آگے آئے چوں گا کہ گویا میں شکست کھا کر اس سردار سے بھاگ رہا ہوں اور وہ میرا قہقہے دے رہا ہے۔ میں جس وقت اعزاز کے پاس پہنچوں گا تو میں اور میرے ساتھی چلنا اور شور و فساد کرنا شروع کر دیں گے۔ دراصل یقیناً ہماری آواز سن کر ہمارے پاس آئے گا اور سب سے پہلی عداقت میں یہی سوال کرے گا کہ کیا ہوا؟ میں اس سے کہوں کہ مسلمانوں کو محل دینے کے لئے مسلمان ہو گیا تھا مگر پھر جھجھک دے کر نکل بھاگا۔ عرب میرا قہقہے کرتے ہوئے میرے پیچھے بڑے چلے آ رہے ہیں۔ یہ سن کر وہ مجھے اور میرے آدمیوں کو قلعہ میں لے جائے گا۔ آپ کے عرب سردار کو چاہئے کہ وہ قریب ہی ایک گاؤں میں جس کا نام میرہ (تیرہ) ہے پوشیدہ طور پر ٹھہر جائیں اور وہیں قیام رکھیں۔ نصف رات گزر جائے۔ نہ پر ہم وسط قلعہ میں پہنچ کر دشمن کی فوج میں تلووار رکھ دیں گے اور ان کا کام تمام کرنے لگیں گے۔ جس وقت فجر کا وقت ہو جائے تو اس عرب سردار کو چاہئے کہ وہ اپنے ان ایک ہزار سواروں کو لے کر ہماری ملک کو پہنچ جائے۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے جب یہ ترکیب سن کر خوشی کے مارے آپ کا چہرہ دیکھنے لگا اور حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ سے آپ نے اس ترکیب کے متعلق مشورہ طلب کیا۔ ان حضرات نے کہا یا امین! امت! اگر یہ شخص غدار اور بے وفائی نہ کرے اور اپنے دین کی طرف نہ لوٹے تو یہ تدبیر نہایت عمدہ اور اہل ہے۔ آپ نے فرمایا یا ابن ابی بکر! لیس المصدا میرا رب (بھئی) گھٹت اور فخر میں ہے۔ یوقنا نے کہا خدا کی قسم! میں نے اپنے دین ترک کر کے تمہارا مذہب اس وقت اختیار کیا ہے جب میرے دل سے صلیبوں اور ان تصویروں کی بالکل غفلت جاتی رہی جن کی میں تعظیم کیا کرتا تھا۔ میرے دل میں اب سوائے محبتِ رحمن اور عشقِ سید کون و مکان (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اور کچھ نہیں رہا۔ مجھے کامل یقین ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ دنیو کے تمام ادیان سے افضل اور تمام مل کے میلان سے رافعِ واصل ہے۔ واللہ علی ما قول وکیل میں جو کچھ کہتے ہوں اللہ پاک تبارک و تعالیٰ اس پر وکیل ہیں۔ اس پاک ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ جل جلالہ و علم و مالہ کے رسول اور بندہ محمدؐ کی سوغند جن کی میں نے خواب میں زیارت کی اور جن کے معجزات کا معائنہ کیا اگر تم مجھ سے بدگمانی رکھتے ہو اور تمہارا دل میں میری طرف سے کچھ شک و شبہ ہے تو مجھے اس کام پر نہ مقرر کرو اور نہ اس کی اجازت دو۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا عبادتہ! اگر تم مسلمانوں کی خیر خواہی کو اپنا شعار رکھو گے اور ان کے ساتھ کسی قسم کی بے وفائی نہ کرو گے تو اہل پاک تبارک و تعالیٰ تمہارے ہر کام میں جس کا تم ارادہ اور قصد کرو گے معاون و مددگار ہوں گے۔ ہمیشہ صدق کو کام میں لاؤ اور راہِ روی اور سچی کو مد نظر رکھو تا کہ طریقہ نجات پر گامزن ہو کر منزل مقصود تک پہنچ جاؤ۔ کیونکہ ہمارے دین کی بناء اور مذہب کی اصل صدق ہے اور بس اپنے بھائی مؤمنین کا طریقہ اختیار کرو اور ان کے نقش قدم پر ہمیشہ چاند م رکھو۔ جانتے ہو کہ مؤمنین صادقین کا طریقہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ جو کچھ میسر ہوا کھیا۔ ستر ڈھانپنے کے لئے جو کپڑا کافی ہوا یا جن لباس جگہ دیکھی وئیں بسرام کر دیں تم اپنے ملک، حکومت اور امارات کے چھوڑ دینے کا جن پر تم نے لات مار دی ہے وہ برابر بھی غم نہ کرو کیونکہ جو تم نے

چھوڑا ہے وہ نفی ہے اور جس چیز کی طلب میں ہو وہ باقی ہے اس لئے کہ دنیا کی نعمتیں فانی اور مست جائے والی ہیں اور آخرت باقی اور ہمیشہ رہنے والی ہیں۔

یونق! تم آج گنہوں سے ایسے پاک و صاف ہو گویا ابھی اپنے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو۔ یاد رکھو! دنیا مومن کے لئے جیل خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت۔ مومن یہ یقین رکھتے ہیں کہ آخر میرا ٹھکانہ میری قبر ہے میری مجلس میری خلوت ہے۔ نصیحت قبول کرنا میرا تفکر و تدبر ہے۔ میری گفتگو اور بات چیت کرنا قرآن شریف ہے میرا رب میرا انیس ہے ذکر و اذکار میرا رفیق ہے۔ زہد میرا ہمنشین اور مصاحب ہے۔ غمگین رہنا میری شان ہے زندگی میرا شعار ہے۔ بھوکا رہنا میرا کھانا ہے۔ حکمت میرا کلام ہے۔ مٹی میرا ستر ہے۔ تقویٰ میرا زادراہ ہے۔ چپ رہنا میرا مال غنیمت ہے۔ مہرب میرا معتمد ہے۔ توکل میرا حسب ہے عقل میری راہبر ہے عبادت میرا پیشہ ہے اور جنت میرا گھر ہے۔

یونق! یہ خوب سمجھ لو صبح غایب السلام فرماتے ہیں اعجب لثنتہ غافل لیس مغفول عہ و موصل الدنیا والموت بطلبہ و بسانی قصور و القصر مسکنہ۔ ”میں تین شخصوں پر تعجب کرتا ہوں اول ایسا غافل کہ جس سے غفلت نہیں کی گئی دوسرے دنیا کا وہ طالب کہ موت اس کی جستجو میں ہو۔ تیسرا وہ کھلونے کا بیٹا جس کے رہنے کی جگہ قبر ہے۔ ہمارے آقائے دو جہاں حضور سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من اعطی اربعا اعطی اربعا.

”جسے چار چیزیں دی گئیں اسے چار چیزیں اور مل گئیں۔“

اس کی تفسیر کلام پاک میں اس طرح ہے کہ جس شخص کو ذکر اللہ اور یاد خدا کا مرتبہ یا گیا (یعنی جس شخص نے اللہ پاک کو یاد کیا اور اسے ذکر اللہ کی توفیق عنایت کی گئی) اسے اللہ عز و جل یاد کرتے ہیں۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے فاذکرونی اذکورکم تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ دوسری جگہ دعا کی توفیق عنایت کی گئی تو مقبولیت کا درجہ بھی ساتھ ہی عنایت ہوا فرماتے ہیں ادعونی استجب لکم۔ مانگو میں قبول کروں گا۔ تیسری جگہ شکر کی توفیق دی گئی اس کو ہر چیز کی زیادتی عنایت ہوئی۔ ارشاد ہے لئن شکرتم لازیدنکم۔ اگر تم میرا شکر ادا کرو گے تو میں اپنی نعمتوں کو اور زیادہ مبدول کروں گا۔ چوتھی جگہ طلب مغفرت کی دعا کی توفیق ملی اسے مغفرت بھی نصیب ہوگی۔ اللہ پاک فرماتے ہیں استغفروا ربکم انه کان غفاراً۔ اپنے رب سے بخشش چاہو وہ بہت بڑے بخشنے والے ہیں۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ بلسلسہ روایات حضرت عمر بن زیدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ فتح شام میں میں بھی موجود تھا اور قنسرین و حلب کے فتح کے وقت حضرت ابو سعیدہ بن جراحؓ کے ہمراہ آپ کے لشکر میں کام کر رہا تھا۔ رومی جو ہمارے مذہب میں داخل ہو گئے تھے میں اکثر ان کا جلسہ رہا کرتا تھا میں نے ان میں سے کسی آدمی کو پوچھا سے زیادہ اعتقاد میں غلط، اجتہاد میں کامل، نیت میں خالص، جہاد میں حامی اور دمیوں کی جنگ کے فہم و دیکھا۔ خدا کی قسم اس نے مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی اور کافروں کے ساتھ جہاد کیا اور رب العالمین کو اپنے سے راضی کر لیا۔ قلعہ حلب پر مسلمانوں کا قبضہ ہو جانے کے بعد رومیوں میں اس نے وہ کام کیا جو اس کے اپنا جنس میں کوئی نہیں کر سکا۔ مسلمانوں کو اس نے سوئے اقامت کرتے رات کو اور دن کو بھی اکیلے نہیں چھوڑا اور نہ کسی مسلمان کو قتل کیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ذکر فتح اعزاز

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ یوں کونجھت و موعظت کر کے جب فارغ ہو گئے تو آپ نے سوسو منتخب کر کے انہیں رومیوں کا ہنس پھنسا اور یوقا کے ساتھ کر دیا۔

کہتے ہیں کہ آپ نے ان دس قبائل میں سے دس دس آدمی منتخب کئے تھے۔ (۱) ملی، (۲) فہر، (۳) خزاعہ، (۴) سنس، (۵) نمیر، (۶) حضارمہ، (۷) حمیر، (۸) باہلہ، (۹) تمیم، اور (۱۰) مراد۔ اور پھر ہر قبیلہ ان کے دس آدمیوں میں سے ایک ایک کو ان پر سردار مقرر کر دیا تھا۔ چنانچہ بنی ملی پر جزمیل بن عاصم، فہر پر مرہ بن مرثد، خزاعہ پر سالم بن عدی، سنس پر مسروق بن تن، نمیر پر اسد بن حازم، حضارمہ پر ماجد بن عمیرہ، حمیر پر اس کا سردار ذوالکلاع عمیری، باہلہ پر سیف بن قحس، تمیم پر سعد بن حسن اور مراد پر مالک بن قیاض رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مقرر ہوئے تھے۔

جب یہ حضرات چلنے کے لئے آراستہ و تیار ہو گئے تو حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں میں تمہیں اس شخص کے ساتھ جس نے اللہ ذوالجلال والا کرام اور محمد رسول اللہؐ کی خوشنودی اور ان کی راہ میں اپنے آپ کو وقف کر دیا ہے روانہ کر رہا ہوں میں نے تم میں سے ہر طائفہ پر اول ایک حاکم مقرر کیا ہے اور پھر حسب پر خداوند تعالیٰ کے اس نیک بندے کو حاکم مقرر کرتا ہوں جب تک یہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی رضا پر قائم اور ان کے طریقہ پر گامزن ہے اس کی اطاعت کرتے رہنا اور جو کچھ یہ کہے اسے اسے اجابت کے کانوں سے سننا۔

یوقا کا فتح اعزاز کے لئے جانا اور ان کی گرفتاری

کہتے ہیں کہ ان حضرات نے اسلحہ زیب تن کئے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور ان کے ساتھ چل دیئے جس وقت یہ ایک فرسخ کے قریب نکل گئے تو حضرت مالک بن اشترؓ کی ماتحتی میں ایک ہزار سواروں کے انہیں ہدایت کی کہ ان کے پیچھے روانہ ہو جائیں اور اس عبد صالح کے حالات سے باخبر رہیں۔ نیز جس وقت قلعہ کے قریب پہنچ جائیں تو صبح فجر تک کمین گاہ میں چھپے رہیں اور پھر اپنے ان بھائیوں کی کمک کو پہنچ جائیں۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ تم کو یقین عنایت فرمائیں اور راہ راست پر رکھیں۔ حضرات مالک بن اشترؓ فحشیؓ اپنی جمیعت کو لے کر روانہ ہو گئے اور فوج کے آگے آگے تمام دن چلتے رہے۔ جب رات ہو گئی اور قلعہ کے قریب پہنچ گئے تو میرہ نامی گاؤں میں پڑاؤ کیا۔ یہ گاؤں بالکل غیر آباد پڑا ہوا تھا۔ آپ یہاں چھپ رہے اور آنے والی بات کا انتظار کرنے لگے۔ یوقا ان کے آگے آگے اعزاز کی سڑک پر تھے اور قلعہ اعزاز کا رخ کر رکھا تھا۔

حضرت خزل بن عاصمؓ کہتے ہیں کہ حضرت یوقا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دستہ میں میں بھی تھا جب ہم اعزاز کے قریب پہنچ گئے تو یوقا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہماری طرف مخاطب ہو کے کہنے لگے "وہا ناں عرب! ہم دشمن کے قریب پہنچ گئے اور وہی چونکہ تہری زبان سے آشنا ہو گئے ہیں اس لئے اب آپس میں بات چیت کرنے سے احتراز و احتیاط کرو۔ میں تمہیں تمہاری طرف سے مترجم ہوں خود ان سے کلام کرتا رہوں گا۔ تم بس اپنے کام میں ہوشیار رہو اور جس وقت مجھے دیکھو کہ میں نے دشمن کو قبضہ میں لے لیا ہے تو

تم بھی جدی کر کے اپنے اپنے کام میں مشغول ہو جاؤ۔ تقدیر کے توش کی خبر نہیں تھی کہ کیا ہونے والا ہے۔ یہ کہہ کر پھر آگے کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت اکوع بن عبادہؓ نے فی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں حضرت مالک بن اشترؓ کی جمعیت میں شامل تھا جب ہم اس گاؤں میں پہنچے گئے تو صبح کا انتظار کرنے لگے۔ اچانک اس گاؤں کے غریب کی طرف سے یعنی چدرہ سے ہم آئے تھے ادھر ہی ہمیں ایک اولشکر آتا ہوا دکھائی دیا۔ حضرت مالک بن اشترؓ نے ہم سے اس لشکر کے متعلق میں دریافت کرنے لگے۔ جب آپ کو کوئی جواب نہ ملا تو آپ خود یہ نفس نفیس اس طرف تشریف لے گئے اور بہت تھوڑی سی دیر غائب رو کے ایک نصرانی عرب کو اپنے ساتھ لے کر لوٹتے ہوئے آتے دکھائی دے جب آپ اسے لے کر کمین گاہ میں واپس آ گئے تو آپ ہم سے خطاب کر کے فرمانے لگے جو انسان عرب! یہ شخص کیا کہتا ہے؟ اس کی سنو! مسلمانوں نے کہا حضرت! آپ ہی اس سے دریافت فرمائے کہ یہ کیا کہتا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں تم ہی پوچھو۔

مسلمانوں نے اس سے کہا تو کون سے قید سے تعلق رکھتا ہے؟ اس نے کہا میں جلد بن اسیم کا بیٹا یعنی عسائی ہوں حضرت مالک بن اشترؓ نے فرمایا تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا طارق بن شان (شیان) آپ نے فرمایا تجھے عرب ہونے کی قسم! ہمارے دشمنوں کے متعلق تو جو کچھ جانتا ہے ہم سے من و عن بیان کر دے۔ اس نے کہا خدا کی قسم! میں جو کچھ جانتا ہوں اور مجھے جس قدر معلوم ہے میں وہ تمام بلا کم و کاست بیان کر دوں گا۔ مگر تمہیں بہت جلد اپنے دشمنوں سے قبل اس کے کہ وہ تم پر آپڑیں محفوظ ہونا چاہئے۔ آپ نے فرمایا یہ کیوں۔ اس نے کہا اس لئے کہ رات والی اعزاز نے تمہارے پاس اپنا جاسوس جس کا نام عاصمہ بن عرفہ ہے روانہ کیا تھا اس نے یوقا کا وہ تمام حیلہ اور مکر جو اس نے تمہارے سردار سے بیان کیا تھا سنا اور اسے ایک کاغذ پر قلمبند کر کے اس کاغذ کو ایک کبوتر کی دم میں جو وہ اسی غرض سے اپنے ساتھ لایا تھا باندھ کر اس کبوتر کو تمہاری نماز گھر سے قبل ادھر چھوڑ دیا وہ کبوتر جب والی اعزاز کے پاس آیا اور اس نے وہ رقعہ پڑھا تو مجھے اس نے حاکم راوندان لوقہ بن شامس نامی کے پاس اپنی ملک کے لئے روانہ کیا۔ میں نے لوقا کو اس کا یہ پیام پہنچا دیا اور وہ اس کی ملک کے لئے پانچ سو سواروں کے ساتھ چل پڑا۔ یہ جو سامنے لشکر آتا ہوا دکھائی دیتا ہے وہی ہے۔ اب گویا تم اس کے سامنے ہو مجھے اپنے قول میں بالکل سچا سمجھو احتیاط کرو اور اس کے مقابلہ کے لئے آمادہ ہو جاؤ۔

واقعی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یوقا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ پر یہ افتاد پڑی اور ان پر یہ گزری کہ جس وقت وہ قلعہ کے قریب پہنچے گئے تو انہوں نے والی اعزاز کو اس ہیئت میں پایا کہ یہ اپنی پیش قدمی کے لئے قلعہ سے ہٹ چکا تھا۔ قلعہ کو اسلحہ اور تیاری جنگ سے آراستہ اور مضبوط کر لیا تھا۔ فوج کو ترتیب اور صف بندی کے ساتھ کھڑا کر دیا تھا۔ تین ہزار رومی ایک ہزار نصرانی عرب جو قوم عسائی، لخم اور جذام سے تعلق رکھتے تھے بالکل اس کے ساتھ لیس کھڑے ہوئے تھے۔ اطراف و جوانب کے وہ آدمی جنہوں نے اس کی پناہ تلاش کی تھی ان چار ہزار کے ملوہ تھے۔ جب یوقا ان کے پاس پہنچے تو اس بد بخت والی اعزاز نے اپنی کسی بات سے ان کے دل میں کسی قسم کا بھی وہم نہ آنے دیا بلکہ گھوڑے سے اتر کر ان کا استقبال کیا اور اس طرح ان کی طرف بڑھا کہ گویا ان کی رکاب کو بوسہ دینا چاہتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں قضا سے بھی زیادہ تیز ایک چھری تھی جب وہ ان کے قریب پہنچا تو اس نے آپ کے گھوڑے کا تنگ کاٹ دیا اور آپ کو اپنی طرف کھینچا۔ آپ ادھر سر کے بل زمین پر آئے ادھر ان چار ہزار رومیوں نے اصحاب رسول اللہؐ پر ہلہ بول

دیا۔ ایک ہی یلغار میں سب کو قید کر لیا اور سب کی مشکیں کس دیں۔ یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب والی اعزاز کی قید میں ہو گئے تو اس بد بخت نے آپ کے چہرے پر تھوکا اور کہا جب تو نے اپنے دین سے انحراف کر کے اپنے دشمن کا مذہب اختیار کر لیا تو مسیح علیہ السلام اور صلیب تجھ پر تاراض ہو گئے۔ مسیح (علیہ السلام) کی قسم میں تجھے ملک رحم ہرقل کے پاس روانہ کروں گا اور وہ ان عربوں کی گردنیں زنا دینے کے بعد تجھے اٹھا کر کے دروازہ پر سولی دے گا۔ یہ کہہ کر وہ ان تمام قیدیوں کو ہمراہ لے کر قلعہ میں چلا گیا۔

واقعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ اللہ پاک جل جلالہ کی طرف سے مسلمانوں کے لیے یہ خیر ہو گئی کہ چاروں نے اپنے خط میں حضرت مالک بن اشتر خنقیؓ کے چہنئے کے متعلق والی اعزاز کے پاس کچھ تحریر نہیں کیا تھا۔ جب حضرت مالک بن اشتر خنقیؓ نے نصرانی عرب سے یہ سنا تو اپنے ساتھیوں کو ہوشیار کر دیا۔ اس نصرانی عرب کو باندھ کر اپنے پاس بٹھایا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر حاکم راوندان کے انتظار میں چھپ کے بیٹھ گئے۔ جب کسی قدر رات گزر گئی تو گھوڑوں کے پوڑوں کی آوازیں آنے لگیں۔ آپ بالکل خاموش اسی طرح بیٹھے رہے جب وہ دیکھیں گا کہ عین وسط میں آگئے تو آپ بہادران مسلمین اور شہسوار موحدین کو لے کر اٹھے۔ چکی کی طرح ان کے گرد گھومتے اور انہیں اس طرح جیسے کہ آنکھ کی سفیدی سی ہوئی ہو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ دودھ مسلمانوں نے ایک ایک رومی پر حملہ کیا انہیں بچڑا اور گرفتار کر لیا۔ ان کے کپڑے اتارے انہیں زیب تن کیا۔ صلیبیں بلند کیں ان ہی کے نشانوں کو ہاتھ میں لیا اور کھڑے ہو گئے۔

نصرانی عرب کا اسلام قبول کرنا

اس کے بعد حضرت مالک اشتر خنقیؓ اس نصرانی عرب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا ہو سکتا ہے کہ تو اللہ عزوجل کے دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب کو قبول کرنے کا کہ تو نے جو کفر کی حالت میں اعمال کیے ہیں وہ مذہب اسلام میں آ کر ایمان کی وجہ سے مجھ کو ہائیں اور تو ہمراہی ہو کر دنیا میں اپنی اس مستور زندگی کو پورا کر دے۔ اس نے کہا میرا دل آپ کے ساتھ اور آپ کے دین کی طرف مائل ہے۔ اللہ پاک اس شخص کا برا کریں جس نے ہمیں اس بہتر اور عمدہ دین سے لوٹا کر دوسرے راستہ پر لگا دیا۔ خدا کی قسم میں اس گروہ میں سے ہوں جو جبلہ بن ابیہم غسانی کے ہمراہ جناب عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لایا تھا۔ میں نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے من بدل دینہ فاقطلوہ جو شخص اپنا مذہب بدل دے اسے قتل کر دو۔

آپ نے فرمایا یہ واقعی تو نے سچ کہا مگر یہ حدیث لا الہ الا اللہ کے پڑھ لینے کے ساتھ منسوخ ہو جاتی ہے۔ باری تعالیٰ جل مجدہ فرماتے ہیں:

الا من قاب و آمن و عمل عملاً صالحاً و لنک یبدل اللہ سیئاتہم حسنات۔ الخ

”مگر جس شخص نے توبہ کی اور ایمان لے آیا اور عمل صالح کیا پس یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کے گنہوں کو نیکیوں سے بدل دیتے ہیں۔“

دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل وحشی کی توبہ منظور فرمائی حالانکہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے اس کے متعلق آیات نازل فرمائی تھیں۔ غسانی یہ سن کر بہت خوش ہوا اور کہا اشہد لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد

رسول اللہ - یا ملک امیر اہل پاک ہو گیا اور میرے انوٹا ہوا قبضہ پھر از سر نو درست ہو گیا۔ اللہ پاک تمہیں جزائے خیر عنایت فرمائیں اور قیامت میں تمہاری مغرورش سے درخیز کریں۔ آپ اس کے اسد سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا اللہ پاک جمل جملہ تمہیں عین توفیق عنایت فرمائیں اور ایمان پر ثابت قدم رکھیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اب اپنے آئندہ اعمال سے پیچھے گنہگار نہ بنو۔ اس نے کہا ایہا الامیر! آپ مجھ سے کیا کام کرنا چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا وہاں اعزاز کے پاس جا کے حامی راوندان کے آنے کی خبر دو کہ وہ تیری مدد کے لئے چل پڑا ہے۔

اس نے کہا مجھے بخوشی منظور ہے میں ایسی ہی کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ اور اگر جناب کو میرا اعتبار نہ ہو تو آپ میرے ساتھ اپنا ایک ایسا آدمی جس پر جناب کو کوئی وثوق ہو روانہ کر دیں تاکہ جو کچھ میں اس سے کہوں وہ ستر رہے کیونکہ نصف رات گزر چکی ہے پہرہ سخت ہے دروازہ مقفل۔ میں رومیوں سے جو کچھ کہوں گا وہ خندق کے کنارے پر کھڑا ہو کر کہوں گا۔ آپ نے اس کے ساتھ اپنے چچیرے بھائی راشد بن قیس کو ہمراہ کر کے یہ ہدایت کر دی کہ وہ اپنے کام میں ہوشیار رہیں۔ یہ دونوں حضرات روانہ ہو گئے۔ جس وقت اعزاز کے قریب پہنچے تو رومی سخت پہرہ دے رہے تھے سپاہی اور چوکیدار دیواروں پر متعین اور ہوشیار بیٹھے تھے۔ رومی خستہ بجا رہے تھے اور وسط قلعہ میں ایک شور و غوغا کی آوازیں اٹھ رہی تھیں۔ طارق نے راشد سے کہا کہ یہ کیا خدا کی قسم! یہ تو لڑائی اور جنگ و جدل کے آثار ہیں۔ یہ دونوں حضرات بالکل خاموش ہوئے اور کان لگا کر سننے شروع کیا۔ معلوم ہوا کہ جو طارق کا خیال تھا وہ واقعی درست ہے۔

واقعی رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ اس کا سبب یہ تھا کہ والی اعزاز در اس کے ایک لاوان نامی جوان اور بہادر لڑکا تھا جسے یہ اکثر اوقات تحت تکف و ہدایا دے کر یوق کے پاس روانہ کیا کرتا تھا کیونکہ در اس اور یوق میں قریابت تھی اور وہ یوق کے پاس ماہ دو ماہ نہایت عزت کے ساتھ مقیم بھی رہا کرتا تھا۔ یہ حسب دستور ایک دفعہ عید صیب کے موقع پر جو یوق کے قلعہ والے نے کیا میں ہوا کرتی تھی آیا ہوا تھا۔ یوق کے گھر میں چونکہ بلا تکلف اس کی آمد و رفت تھی۔ ایک روز اس نے یوق کی لڑکی کو جو اپنی سہیلیوں اور کینروں کے ساتھ نہایت آراستہ اور پر تکلف لباس سے عیوں اور زور و جہاں سے مزین تھی دکھائی تھا اور اس پر سوچنے سے عاشق ہو گیا تھا۔ یہ کسی سے اسے بلا ناظر کئے اور اس عشق کو اسی طرح چھپائے ہوئے جب گھر آیا تھا تو اس نے اپنی وامدہ سے اس کا ذکر کیا تھا اور اس کے چونکہ محض یہی ایک اولاد تھی جس سے یہ بے حد صحبت کیا کرتی تھی اس لئے اس نے اسے یہ امید دلائی تھی کہ میں تیرے باپ سے اس کا ذکر کروں گی اور یہ کہوں گی کہ وہ حاکم ملب کے پاس تیری نسبت کے لئے خط روانہ کرے۔ اس میں میرا جس قدر مال خرچ ہوگا خرچ کر کے تیری شادی ضرور کرادوں گی۔ نو جوان لاوان کا عشق یہ سن کر ذرا سکون اختیار کر گیا تھا مگر اسی اثنا میں اہل عرب نے آ کر حلب کا محاصرہ کر لیا تھا اور ان کے دل یہ خبریں سن کر دوسری طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

جب یوق رحمۃ اللہ تعالیٰ اس کے باپ کے ہاتھ میں گرفتار ہو گئے ورو مسلمانوں کو بھی اس نے قید کر لیا تو انہیں اس نے اپنے بیٹے لاوان کے مکان میں اکرمہ کر دیا اور اس کو یہ تاکید کر دی کہ ان کی نگہداشت کافی رکھیں۔ اس نے اپنے دل میں کہا مجھے اپنے دین کی قسم! یوق قلعہ ہب کے بارے میں میرے باپ سے زیادہ علم ہے۔ اگر وہ ان عربوں کے ساتھ جن کا اس نے مذہب قبول کر لیا ہے حق نہ دیکھتا تو کبھی ان کا مذہب قبول نہ کرتا اور پھر خصوصاً جب اس نے ان کے ساتھ کافی جنگ بھی کی ہو۔ نیز ملک ہرتس کے لشکروں نے ان سے ہزیمت کھائی اور ان کا مقہ بلندہ نہ کر سکا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے باوجود ان کے

کمزور اور ضعیف ہونے کے ان کی مدد فرمائی ہے۔ پھر میرادل یوقا کی بیٹی سے متعلق ہے۔ لہذا بہتر یہ ہے اور سب سے اہل اور عمدہ رائے یہ معلوم ہوتی ہے کہ میں اس قوم کو اس قید و بند سے رہائی دے دوں اور چچی یوقا سے اس بات کا عہد لینے کے بعد کہ وہ اپنی بڑی کی شادی مجھ سے کر دیں گے اور ان کا مذہب اختیار کر لوں کیونکہ وہ مذہب باطل حق اور سچ ہے اور میں اس کے سبب اپنی مراد و نبی پہنچ جاؤں گا اور چچی یوقا اپنی لڑکی کی شادی بھی مجھ سے کر دیں گے۔

یہ سوچ کر یہ یوقا رحمت اللہ تعالیٰ کے پاس آیا ان کے سامنے بیٹھا اور کہنے لگا چچی جان! میرادل چاہتا ہے کہ میں آپ کو نیز آپ کے تمام قیدیوں کو اس قید سے رہائی دے دوں۔ میں آپ کو اپنے اہل، باپ اور پادشاہ سے زیادہ بزرگ اور معظم سمجھتا ہوں۔ یہ آپ خوب جانتے ہیں کہ گھریا چھوٹا انسان پر نہایت شاق گزرتا ہے مگر میں ایمان و کفر پر ترجیح دیتا ہوں اور یہ جانتا ہوں کہ اس قوم کا مذہب سچ اور ان کی عقل غالب اور ذکر شیخ و تہلیل ہے۔ مگر اس میں شرط یہ ہے کہ جناب اپنی لڑکی کی شادی مجھ سے کر دیں اور اپنے نیز اپنے ساتھیوں کی رہائی کو اس کا مہر تصور فرمائیں۔

یوقا رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اے اگر تم دینی وہی غرض سے اسلام میں داخل ہونا چاہتے ہو تو اپنی شادی کی مجھ سے ہرگز توقع نہ رکھو۔ تمہیں چاہیے کہ محض خلاصاً لوجہ اللہ اسلام کو اختیار کرو تا کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ جو چہ تم کو چاہے وہ اس کا تمہیں اجر دیں۔ میں بھی اے اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری منزل مقصود تک پہنچا دوں گا اور اس طرح دنیا اور دین دونوں کی سرحدوں کی تم حاصل کر لو گے لاوان نے کہا: اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ۔ یہ کہہ کر ان سب و بچہ دیا اور ان کے اسلمان کے سپرد کر دیئے اور کہا آپ حضرات تیار ہو جائیں میں اپنے باپ کے پاس جاتا ہوں وہ شراب کے نشہ میں ہے میں اے اللہ تعالیٰ اس کا کام تمام کر دوں گا۔

یوقا رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے ان تمام مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا آپ حضرات گواہ رہنے میں نے اپنی اور آپ حضرات کی رہائی اور آزادی کو اپنی لڑکی کا مہر مقرر کر کے اس کے ساتھ اس کی شادی کر دی۔ لاوان اپنے باپ کے پاس پہنچے تو اسے قتل پایا اور اپنی ماں بہنوں کو اس کے پاس دیکھا۔ آپ نے ان سے دریافت کیا یہ کام کس نے کیا ہے انہوں نے کہا ہم نے۔ انہوں نے کہا کیوں؟ انہوں نے کہا اللہ جل جلالہ کی رضا جوئی اور ان کا دیدار حاصل کرنے کے لئے کیونکہ ہم نے تیری وہ تمام مشکو جو تو نے یوقا کے ساتھ کی تھی اس کی اور ہمیں یہ خیال پیدا ہوا کہ تو اس اہم کام کو انہی نہیں دے سکتا۔ روئی جمع ہو کر مسلمانوں پر حملہ کریں گے اور ہمارے باپ کو تیرے اس مشورے کی اطلاع ہو جائے گی تو وہ تجھے قتل کر دے گا۔ اس لئے ہم نے پہلے ہی اس کا کام تمام کر دیا۔ لاوان یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ یوقا رحمت اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے ساتھیوں کے پاس لوٹ کے آئے اور تمام قصہ بیان کیا۔ حضرت یوقا رحمت اللہ تعالیٰ اپنے اس دوست کو لے کر نکلے۔ وسط قلعہ میں حبیل و تکبر کے نعرے لگائے۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجا اور رومیوں کو قتل کرنے لگے۔ تمام قلعہ میں شور و ہنگام برپا ہونے لگا۔ چیتنے چلانے کی آوازیں آنے لگیں۔ روئی اپنی اپنی جگہ سے نکل نکل کر بھاگے حیرانی و پریشانی کی حالت میں ایک دوسرے کو بھول گئے۔ تلواریں اور خنجرے لے لے کر مسلمانوں کی طرف دوڑے اور ایک عجیب منظر قلعہ میں برپا ہو گیا۔

جب یہ شور و ہنگام اور چیخ و پکار قلعہ میں ہو رہی تھی اس وقت طارق بن انسان اور راشد بن قیس قلعہ کی خندق پر پہنچے تھے اور یہ آہ و ایلان سن کر کھڑے ہو گئے کہ اس کو معلوم کرنے لگے۔ ان کا بیان ہے کہ جب ہم نے قرآن سے معلوم کر لیا کہ قلعہ میں جنگ ہو رہی ہے

تو ہم حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ کی خدمت میں آئے اور آپ سے جو کچھ وہاں سے تھا بیان کر دیا۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے فرمایا اپنے بھائیوں کے مدد کے لئے پہنچ جاؤ۔ چنانچہ مسلمان قیدیوں کی حفاظت کے لئے یہاں رہ گئے اور باقی تمام گھڑوں پر سوار ہو کر قلعہ کی طرف بھاگ پڑے۔ نیز سے تھے ہوئے تھے بائیس چھوٹی ہوئی تھیں اور گھوڑے ناچیس بھرتے ہوئے قلعہ کی طرف چلے جا رہے تھے۔ حضرت یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لاوان سے کہا تھا کہ ہماری فوج ملک کے لئے ہمارے پاس آنے والی ہے۔ جب یہ فوج قلعہ کے پاس پہنچی اور لاوان نے محسوس کیا کہ اب قلعہ کے پاس فوج آگئی ہے تو اس نے رومیوں سے کہا کہ حاکم راوندان ہماری مدد کو پہنچ گیا ہے چور دروازہ کھول دو۔

انہوں نے جب اسے کھولا اور قلعہ میں حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ اپنی فوج کو لئے ہوئے پہنچ تو تکبیر و تہلیل کے ٹک ٹکاف نغروں سے زمین گونج اٹھی۔ مسلمانوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا فتح اللہ و نصرہ خدا من کفر (اللہ تبارک و تعالیٰ نے فتح و نصرت کی اور جس شخص نے کفر کیا وہ ذلیل ہو گیا) کی آوازیں گانیں اور محمد رسول اللہ پر درود و شریف بھیجا۔ اہل اعزاز نے جب یہ دیکھا اور سمجھ لیا کہ اب ہماری خیر نہیں تو ہتھیار ہاتھ سے پھینک دئے۔ اور لغون لغون پکارنے لگے۔ مسلمانوں نے یہ دیکھتے ہی ہلکے ارمیاں میں کی قیدیوں کو حراست میں لے لیا۔ مال و اسباب قبضہ میں کیا اور حضرت یوسف اور ان کے ساتھیوں کا شکریہ ادا کرنے لگے۔ حضرت یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کے شکر یہ کے بعد تمہیں اس لڑکے (لاوان) کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ اس کے بعد آپ نے ان سے تمام قصہ بیان کیا۔ حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ نے فرمایا جب اللہ تبارک و تعالیٰ کو کوئی کام کرنا مقصود ہوتا ہے تو اس کے اسباب بھی ویسے ہی مقرر فرما دیتے ہیں۔

واقفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جبرائیلؑ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابولہب بن منذرؓ سے جو فوجات شام کے تمام معرکوں میں اول سے آخر تک رہے ہیں دریافت کیا کہ فتح اعزاز اور قتل وراس کس طرح واقع ہوا تھا میرا دل اس میں متذبذب ہے اور میں اس کی صحت کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ جب تمواریں میان میں کر لی گئیں اور حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ نے قیدی، مال، کپڑے، سونا، چاندی اور ظرف جمع کر لئے تو آپ نے انہیں قلعہ سے باہر نکالنے کا حکم دیا اور اس کام پر حضرت قیس بن سعیدؓ کو جو جنگ یرموک میں میری طرح یک چشم ہو گئے تھے۔ نیز جو میری طرح ہی غزوہ بدر میں جناب رسول اللہ کے ہمراہ ہو کر لڑے تھے مقرر کیا۔ انہوں نے تمام مال و اسباب اور قیدیوں کو قلعہ سے باہر نکال لیا جب قلعہ میں کوئی شخص باقی نہ رہا تو حضرت مالک اشتر نخعیؓ کھڑے ہوئے اور قلعہ میں دراس کی خوش تلاش کرنے لگے۔ جب ایک جگہ اسے مقتول پایا تو آپ کہنے لگے۔ اس ملعون کو کس نے قتل کیا ہے؟ لاوان نے کہا میرے بھائی لوقا نے جو مجھ سے عمر نیز عقل میں بھی بڑا ہے۔ آپ نے اسے بلا کر دریافت کیا کہ تو نے اسے کیوں قتل کیا ہے حالانکہ یہ تیرا باپ تھا اور ہم نے رومیوں میں آج تک نہیں سنا کہ کسی بیٹے نے تیرے سوا کبھی اپنے باپ کو قتل کیا ہو۔

لوقا نے کہا مجھے اس کام پر آپ کے دین کی محبت نے مجبور اور براہینیتہ کیا تھا کیونکہ اس قلعہ کے گرجا میں ایک معمر پادری رہتا ہے جس سے ہم انجیل پڑھا کرتے تھے اور وہ ہمیں رومی زبان نیز حلال و حرام کی تعلیم دیا کرتا تھا۔ ایک روز میں تن تنہا اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس کا نام چونکہ ابولمہذ رہتا اس لئے میں اسے ابولمہذ رکھ کر اپنی طرف مخاطب کر کے کہنے لگا یا ابولمہذ را کیا آپ کبھی بادشاہ کی طرف توجہ مبذول نہیں فرماتے؟ دیکھئے عرب اس پر کس طرح قابض ہوتے چلے جاتے ہیں۔ انہوں نے اس کے اکثر

صوبوں کو فتح کر لیا۔ بادشاہ کی فوج کو ہزیمت دے دی اور برابر آگے ہی بڑھتے چلے جاتے ہیں یہ دنیا میں سب سے زیادہ ضعیف قوم تھی اس لیے کبھی ہمارا خیال بھی نہیں ہوتا تھا کہ عرب کبھی اس طرح بڑھتے چلے جائیں گے۔ اب اللہ بزرگ و تعالیٰ نے انہیں باوجود ان کے کمزور اور ضعیف ہونے کے اس طرح سر بلند کر دیا ہے۔ کیا آپ نے ان کے متعق کتب روم، ان کے ملاحم یا یونانیوں کی پیش گوئی کی کتابوں میں کچھ پڑھا ہے؟

اس نے کہا: بیٹا! میں نے کتابوں میں یہ حال دیکھا اور پڑھا ہے اور میں نے ملک ہر قل کو بھی قتل اڑا آئے عربوں اور اس قصر کے وقوع سے مطلع کر دیا تھا۔ ملک ہر قل کے پاس والیان ملک، سردار اور مختلف پادری جمع ہوئے تھے اور اسے اس بات کی اطلاع دیدی گئی تھی کہ عرب ضرور بالضرور اس کی دارالسلطنت کے ملک ہو جائیں گے۔ ہم نے سنہ ہے کہ اس قوم کے نبی نے یہ کہا تھا: ویست لسی الارض فرائیت مشارقها ومغاربها وسیبلغ ملک امتی مازوی لی منھا۔ میرے لئے زمین لیٹی اور اٹھنی کی گئی میں نے اس کے پورے پچھم دیکھے اور قریب ہے کہ میری امت کا ملک اور قبضہ وہاں تک ہو جائے گا جہاں تک وہ میرے واسطے لیٹی گئی ہے۔“

میں نے کہا: پھر آپ مسلمانوں کے نبی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا: بیٹا ہماری کتابوں میں یہ مفسور ہے کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ تجاز میں ایک نبی مبعوث فرمائیں گے۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے بھی ان کے متعلق بشارت دی ہے مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ آیا یہ وہی ہیں یا کوئی اور۔ میں یہ سن کر فوراً سمجھ گیا کہ یہ اپنا راز چھپانے کی غرض سے کہیں فاش نہ ہو جائے مجھے بتانے میں انماض کر رہا ہے۔ میں نے بھی اس سے سن کر کل تک اس راز کو چھپائے رکھا اور کسی سے نہ بتائیں کیا۔ جب میں نے یوقا اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار دیکھا تو میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ وہی یوقا ہے جس نے کل اپنے بھائی کو عربوں کی وجہ سے قتل کر دیا تھا ان سے لڑتا رہتا تھا اور سب سے زیادہ معذرت رکھتا تھا آج وہی ان کے دین میں موجود ہے اور ان کی حمایت کر رہا ہے ضرور اس نے مجھ لیا ہوگا کہ ان کے ساتھ حق ہے چنانچہ یہ خیال کر کے میں نے اپنے دل میں کہا کہ تو کھڑا ہو باپ کو قتل کر دے اور یوقا اور اس کے ساتھیوں کو چھڑا کر تو بھی اسی دین میں داخل ہو جانا شک وشبہ وہی دین برحق ہے۔ چنانچہ جب میرا باپ شراب پی کر سو گیا اور اسے نشہ پوری طرح دایا تو میں نے اسے قتل کر دیا اور یہ سوچ کر چلا کہ یوقا اور ان کے ساتھیوں کو چھوڑ دوں۔ وہاں پہنچ کر دیکھا تو لاوان نے میرے سے پہلے ہی اس کام کو انجام دے لیا تھا۔ آپ نے فرما، یہ صاحبزادے! آخر تم نے یہ کام کیوں کیا؟ اس نے کہا: آپ کے دین کی محبت کی وجہ سے وانا شہد ان رالہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیرا اسلام قبول فرمائیں اور تجھے نیکی کی توفیق عنایت کریں۔

اس کے بعد آپ قلعہ سے نکلے۔ حضرت سعید بن عمرو غنویؓ کو یہاں کا حاکم مقرر کیا سو ان آدمیوں کو جنہیں حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے حضرت یوقا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ روانہ کیا تھا۔ ان کے پاس چھوڑا اور خود فوج کو لے کر جہاں والی راوندان متعین تھا تشریف لائے ان پر اسلام پیش کیا اور جب اس نے نیزاں کی فوج نے انکار کر دیا تو ان سب کی گردنیں اڑا دیں۔

والدہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن قرط ازدیؓ کا بیان ہے کہ فتح اعزاز اسی طرح واقع ہوا ہے اور وہ روایت کہ درس کو اس کی لڑکیوں اور بیوی نے قتل کیا تھا غلط ہے۔ واللہ اعلم

حضرت مالک بن اشتر نجفیؒ سے ایک راہب کا سوالات کرنا

حضرت مالک بن اشتر نجفیؒ نے حضرت سعید بن عمروؒ کو قلعہ کی حکومت پر مامور کر کے صلب کی طرف کوچ کرنے کا ارادہ فرمایا قیدیوں اور مال غنائم کو ہمراہ لیا مگر روانہ ہونے سے قبل آپ نے اعزاز کے قیدیوں کو شاہرہ کرنا شروع کیا۔ قیدیوں میں ایک ہزار رومی جوان دوسو پتالیس بوڑھے اور راہب دو ہزار جوان عورتیں جن میں کنواری بڑیاں بھی شامل تھیں ایک سوا سوا بڑھیاں ہوئیں۔ حضرت مالک بن اشتر نجفیؒ نے راہبوں میں ایک راہب کو باوجود اسکے بڑھاپے کے نہایت مصلح صاحب دقا اور کشادہ پیشانی دیکھا۔ آپ نے اپنے دل میں کہا میرا گمان اور فہم و فراست صحیح ہے تو یہ راہب وہی ہے جس کے متعلق مجھ سے لاوان کے بھائی لوقا نے بیان کیا تھا۔ آپ نے لوقا کو بلا کر فرمایا آیا یہ وہی ہے جس کی بابت تم نے مجھ سے تذکرہ کیا تھا۔ اس نے کہا ہاں آپ اس راہب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا شیخ! جب تم یہاں اہل کتاب میں سے ہو پھر امر حق کو اس کے مستحقین سے کیوں چھپاتے ہو؟

اس نے کہا خدا کی قسم! میں نہیں کو اس کے مستحقین سے کبھی نہیں چھپایا۔ البتہ رومیوں سے مجھے اس بات کا خوف ضرور ہے کہ کہیں وہ مجھے قتل نہ کر دیں۔ کیونکہ حق ہمیشہ کڑوا اور طبعیوں پر قلیل ہوا کرتا ہے۔ انہوں نے اسی حق کے اظہار کی وجہ سے اپنے بھائیوں اور ادا دہک کو قتل کر دیا پھر میری تو کیا اصل ہے؟ آپ نے فرمایا کیا ہو سکتا ہے کہ تو ہمارا دین قبول کر لے۔ اس نے کہا میں اس وقت تک کبھی آپ کے دین میں داخل نہیں ہو سکتا جب تک چند سوالات کر کے جنہیں میں نے انجیل مقدس میں دیکھا ہے اپنا اطمینان نہ کر لوں۔

آپ نے فرمایا وہ کیا سوالات ہیں بیان کرو تاکہ میں انہیں سن لوں۔ راہب ابھی انہیں بیان کرنے کو ہی تھا کہ قلعہ میں سے چیخ و پکار کی آوازیں آنے لگیں۔ مسلمان اس طرف متوجہ ہوئے۔ حضرت مالک بن اشتر نجفیؒ فوراً کود کر کھڑے ہوئے تلوار میان سے کھینچی اور اوجھر دیکھنے لگے کہ کیا قصہ ہے؟ آپ نے سمجھا کہ رومیوں نے غدر کر دیا مگر قلعہ کے اوپر مسلمانوں کو کھڑے ہوئے دیکھا جو چیخ و پکار کر رہے تھے یا ایہا الامیر! ہوش رہو جاگئے ہم بیخ اور بڑا حد کی سڑک پر گرد و غبار اٹھا ہوا دیکھ رہے ہیں ہم نہیں سمجھ سکے کہ وہ کیسا ہے؟ حضرت مالک بن اشتر نجفیؒ نیز دیگر دلیران مسلمین اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور اس بات کا انتظار کرنے لگے کہ دیکھتے پردہ غبار سے کہا ظہور میں آتا ہے۔ آقا فائیس وہ غبار ہٹا اور اس کے اندر سے عربی گھوڑے سمبری لے۔ نیزے۔ عامری خود، ہندی تلواریں اور اسلامی بہادر جن کے آگے آگے قیدی، مال اور مشکیں کسے ہوئے آدمی تھا غبار ہوئے آپ اور آپ کے ساتھیوں نے اس آنے والے لشکر کی طرف عنن توجہ منعطف فرمائی تو دیکھا کہ مسلمانوں کا خون میں ڈوبا ہوا ایک ہزار لشکر جو بہادریوں، نیزہ بازوں اور شیروں کی طرح حمداوروں پر مشتمل تھا حضرت فضل بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عمر رسول اللہؐ کی زیر قیادت چلا آ رہا ہے۔

دراصل امیر لشکر حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ نے اس لشکر کو بیخ باب اور بڑا حد کی تاخت کے لئے روانہ کیا تھا اور یہ وہیں سے چلا آ رہا تھا جس وقت قریب آیا تو فریقین سے کھیروں کے خمرے بلند ہوئے۔ اللہ اکبر کی جہیم صدائیں فضا کے آسمانی میں گونجنے لگیں۔ حضرت مالک بن اشتر نجفیؒ نے حضرت فضل بن عباسؓ کو سلام کیا۔ مسلمانوں نے آپس میں السلام علیکم کی سنت ادا کی اور

سب نے یہیں قیام کر دیا۔ حضرت فضل بن عباسؓ نے حضرت مالکؓ سے ان کا حال دریافت کیا۔ انہوں نے فتح اعزاز میں حضرت یوق رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا قصہ بیان کیا اور کہا کہ میں حب کی طرف اب تک روانہ ہو جا تا مگر اس راہب اس کے سوالوں نے اب تک روکے رکھا ہے۔ حضرت فضل بن عباسؓ نے اس راہب سے فرمایا کہ جو کچھ کہنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا آپ یہ فرمائے کہ اللہ پاک نے اپنی مخلوقات میں سے قبل از زمین و آسمان کس چیز کو پیدا فرمایا تھا؟

حضرت فضل بن عباسؓ نے فرمایا باری تعالیٰ جل مجدہ نے سب سے پہلے نوح و قلم کو پیدا کیا ہے۔ بعض روایات میں عرش و کرسی کے بعض میں وقت و زمان اور بعض میں عدد و حساب بھی ہے۔ نیز یہ بھی ایک روایت میں آیا ہے کہ سب سے پہلے اللہ جل جلالہ و عظمیٰ نے ایک جوہر (موتی) پیدا فرمایا اس پر نظر ڈالی تو وہ پانی پانی ہو گیا۔ پھر عرش کو یا قوت کی شکل میں پیدا کیا جیسا کہ ان کی کتاب میں (قرآن شریف) سے ظاہر ہوتا ہے و کسان عرشہ علمی الماء پھر پانی پر توجہ فرمائی وہ پانی کھولایا اور اس سے دھواں اٹھنے لگا۔ اس دھوئیں سے اول آسمان پیدا کیا تھا اور پھر زمین بنائی۔

بعض روایات میں اس طرح سے بھی ہے کہ سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا تھا کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ چاہا تھا کہ عقل سے خلایق مستفیع ہو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ پاک عز و جل نے سب سے اول نور و ظلمت کو پیدا کیا۔ اور اپنی ربوبیت کا ان سے اقرار لینا چاہا ظلمت نے انکار کر دیا اور نور نے اقرار کر لیا نور سے راضی ہونے کی بدولت جنت پیدا کی اور ظلمت سے غصہ ہونے کی وجہ سے دوزخ پھر سعید لوگوں کی رحیم نور سے پیدا فرمائیں اور اشیاء کی خلقت سے اور اس واسطے ہر ایک ان میں سے اپنی اپنی اصل کی طرف لوٹی ہے۔ ایک روایت میں یوں بھی ہے کہ سب سے پہلے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک نقطہ پیدا کیا ہے پھر حیثیت و جلال کی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا وہ نقطہ اپنی شکل چھوڑ کر متغیر ہو کے انف کی صورت بن گیا اور اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے اسے اپنی کتاب کا مبداء (شروع) قرار دے لیا۔ پس پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی کتاب کو ایک نقطہ سے جمع فرمایا اور ایک نقطہ (قطرہ مٹی) سے اپنی مخلوق کو پیدا کر دیا اور تمام تعریفیں ہیں اس مقدس ذات کے لئے جو اپنے قبضہ اور اقتدار سے اپنی مخلوق کو مارتی ہے اور پھر اسے ایک تختہ (صور) سے زندہ کر دے گی۔

راہب نے جب حضرت فضل بن عباسؓ کی یہ تقریر سنی تو کہا میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ یہ وہی علم ہے جس کی انبیاء علیہم السلام نے خبر دی ہے۔ وانا اشہدان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہدان محمد عبدہ و رسولہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اہل اعزاز نے جب اپنے پادری کو اسلام لاتے دیکھ تو بہت کم آدمیوں کے علاوہ سب مسلمان ہو گئے۔ واللہ اعلم۔

واقدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب اہل اعزاز اپنے پادری کو جس کے وہ معہد تھے دیکھ کر مسلمان ہو گئے تو حضرت فضل بن عباسؓ اور حضرت مالک بن اشترؓ نے حب کی طرف کوچ کرنے کا ارادہ کر لیا مگر یوق رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے چلنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میرا مناس قابل نہیں ہے کہ میں اسے مسلمانوں کو دکھلا سکوں۔ کیونکہ میں نے ان سے ایک وعدہ کیا تھا جسے میں پورا نہ کر سکا اب میں انطاکیہ کی طرف جاتا ہوں۔ ممکن ہے کہ اللہ عز و جل مجھے میرے دشمنوں پر فتح بخشیں اور ان پر میری اعانت فرمائیں۔

حضرت فضل بن عباسؓ نے فرمایا اللہ پاک عز و جل اپنے رسول برحق کو حق طہ کر کے فرماتے ہیں لیس مک من الامر شئی۔

تمہارے اختیار میں کوئی چیز نہیں ہے بندہ یوقا تم اپنے دل میں مطلق رنج نہ کرو۔ انہوں نے کہا دین اسلام کی قسم! میں اس وقت تک کبھی نہیں جا سکتا تا وقتیکہ اندھ کا میرے بھائی مسلمانوں کے سامنے میرے چہرے کو سرخرو نہ کر دیں۔!

حضرت یوقا کا انتہا کیہ میں جانا

یہ کہہ کر انہوں نے حضرت فضل بن عباسؓ کے لشکر پر نظر دوڑائی اور اس میں انہوں نے اپنے بنی عم اور قبیلہ کے دو سوا دہی جن کے دلوں میں ایمان رائج ہو چکا تھا دیکھنے سے جب کے رؤس میں سے تھے اور حبیبی میں ان کے اہل و عیال موجود تھے۔ انہیں آپ نے اپنے ساتھ لیا اور انتہا کیہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ حضرت فضل بن عباسؓ وغیرہ نے حلب کی طرف کوچ کر دیا۔ حضرت یوقا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انتہا کیہ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ حتیٰ کہ جب آپ اس سے دو چار منزل پر رہ گئے تو آپ نے ان میں سے چار آدمیوں کو اپنے ساتھ چنے کے لئے منتخب فرمایا اور باقی اشخاص کو حکم دیا کہ تم چار روز تک یہیں قیام کر کے۔ اس کے بعد ہم اور راج کی سڑک سے اس طرح انتہا کیہ میں آؤ کہ گویا تم عربوں سے شکست کھا کر بھاگے چلے آ رہے ہوتا کہ میں جو کچھ داؤ یا حیلہ کرنا چاہتا ہوں وہ پورا ہو جائے میں اور یہ چار شخص حرم کے رستہ سے جا رہے ہیں ہم اور آپ ایشاء اللہ تعالیٰ انتہا کیہ میں ہیں گے۔ چنانچہ آپ ان چار آدمیوں کے لئے چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ آپ دیر سمعان کے پاس جو بحر اسود کے قریب تھا پہنچے۔ یہاں آپ نے سوار اور پیہلوں کی ایک فوج دیکھی جو سڑکوں اور راستوں کی حفاظت کر رہی تھی۔ جب اس نے آپ اور آپ کے ساتھیوں کو آتے ہوئے دیکھا تو آپ کے پاس آئے آپ کا حال دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا میں حب کا سردار ہوں عربوں سے شکست کھا کر بھاگا چلا آ رہا ہوں اور بادشاہ کے پاس جانا چاہتا ہوں۔

انہوں نے کہا اور یہ آپ کے ساتھ چار شخص کون ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ میرے قبیلہ کے لوگ ہیں انہوں نے آپ کی بات کو سچا سمجھا اور اس لشکر کے سردار نے آپ کے ساتھ کچھ سوار کر کے انہیں یہ حکم دے دیا کہ وہ انہیں بادشاہ کے پاس پہنچا دیں۔ چنانچہ ان سواروں نے انہیں ساتھ لیا اور بادشاہ کے پاس لے آئے۔ بادشاہ اس وقت کنسیہ التقیون (ایک رجا کا نام ہے) میں نماز ادا کر رہا تھا۔ اوائی نماز تک یہ کھڑے رہے اور جب بادشاہ نماز سے فارغ ہو گیا تو ان سواروں نے اپنے بادشاہ کے سامنے سجدہ تعظیم کیا اور کہنے لگے ایہا الملک! جو فوج دیر سمعان کے قریب سڑکوں کی حفاظت کے لئے مامور ہے اس کے سردار بطرس نے اس شخص نیز اس کے ساتھیوں کو آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور یہ شخص کہتا ہے کہ میں والی حلب ہوں۔ بادشاہ یہ سن کر یوقا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا یہ تم یوقا ہو؟ انہوں نے کہا ہاں میں یوقا ہوں۔ بادشاہ نے کہا میں نے سنا ہے کہ تم عربوں کے دین میں داخل ہو گئے ہو۔ یہاں کیسے آئے؟ انہوں نے کہا ایہا الملک! واقعی آپ کو ٹھیک خبر پہنچی مگر میں محض عربوں کو دھوکہ دینے کے لئے مسلمان ہوا تھا تا کہ ان کی شراوتوں سے یہ منظر صورتوں اور ناپاک بدبو سے رہائی حاصل کر سکوں۔ میں نے انہیں دھوکہ دینے کے لئے یہ کہا تھا کہ قعدا اعزاز کے حکم کو قتل کر کے اس کا قلعہ میں تمہارا ہے۔ پر کردوس کا اور اس غرض کے لئے میں نے عربوں میں سے ان کے سوسرہ منتخب کر کے اپنے ساتھ لئے تھے ان کو لے کر روانہ ہو گیا تھا اور ان کے حکم سے یہ اجازت لے لی تھی کہ یہ سوسرہ میرے حکم کے تابع ہوں گے میں جو کچھ کہوں گا وہ انہیں ماننا پڑے گا اور جس وقت میں انہیں لے کر قلعہ میں داخل ہوؤں گا تو میں یہ لایا جس میں اللہ کا ترجمہ ہے کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ اس سے سب سے میرا چہرہ مفید نہ کر دیں مگر اردو میں مجاہدہ ایسے موقع پر ضرور کا ہے۔

قلعہ والوں پر قبضہ کر لوں گا اور انہیں چلو کے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ مگر جس وقت میں اعزاز میں آیا تو دراس نے جلدی میں میرے دل کی بات پر کچھ غور نہ کیا اور بغیر سوچے سمجھے اپنے جاسوس کی بات پر وثوق کر کے مجھے گرفتار کر لیا۔ عربوں نے قلعہ والوں پر تلوار رکھ دی اور بے دھڑک قتل کرنے لگے کیونکہ لوقا نے اپنے باپ کو قتل کر کے انہیں چھوڑ دیا تھا اور مجملہ ان کے میں بھی قید سے رہائی پا گیا تھا۔ اتنے میں عربوں کی فوج آگئی اور اس نے قلعہ میں داخل ہوتے ہی لوٹ مار شروع کر دی۔ میں نیز یہ چار شخص جو مسیح کے دین میں داخل ہیں انہیں لوٹ مار کرتے دیکھ کر آکھ بچا کے بھاگ پڑے اور آپ کے پاس آ گئے۔ اگر مجھے اپنے دین کی محبت نہ ہوتی تو اپنے بھائی یوحنا کو کیوں قتل کرتا اور کامل ایک سال تک قلعہ بند رہ کے کس لئے ان کے ساتھ تھڑا رہتا۔

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ والیان ملک اور سرداران فوج جو اس وقت یہاں موجود تھے انہوں نے ان کے کلام کی تائید کی اور کہا ایسا افسوسناک واقعہ ہے کہ آپ بہت جلدی دیکھ لیں گے کہ میں عربوں کے ساتھ کس طرح پیش آتا ہوں اور میری کوشش، عمل اور فعل ان کے ساتھ کیونکر رہتا ہے۔ یہ سن کر بادشاہ کی باچھیں کھل گئیں بہت خوش ہوا اور اپنا لباس جو وہ اس وقت پہن رہا تھا اتار کے بطور ضلعت کے انہیں بخشا تاہم اور پکا مرحمت کیا اور کہنے لگا یوقا! اگر حلب تیرے ہاتھوں سے نکل گیا تو کچھ پرواہ نہیں میں تجھے اٹھا کر کھاکہ حاکم کروں گا اور اس طرح تم یہاں کے بادشاہ اور والی ہو جاؤ گے اور پھر یہاں کی ریاست ان کے سپرد کر دی۔ یوقا نے بادشاہ کو عادی اور اس کی تعظیم بھی لائے۔

ابھی یہ ہو ہی رہا تھا کہ حرم جدید (لوہے کا پل) کا سپانہ دوڑا ہوا آیا اور بادشاہ کو اس بات کی اطلاع دی کہ ہمارے پاس شہر سواران حلب کے دو سردار جو اپنے آپ کو ایک ہی قبیلہ کے ظاہر کرتے ہیں آئے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم عربوں سے بھاگ کر آ رہے ہیں۔ یہ سن کر بادشاہ نے یوقا سے کہا کہ سردار! تم ان کے پاس جاؤ اور انہیں دیکھو۔ اگر واقعی وہ تمہارے رشتہ دار اور قبیلہ کے آدمی ہیں تو تم اپنے یگانوں میں بھیج گئے اور میں انہیں تمہارے ساتھ ملا دوں گا تاکہ وہ تمہیں فوج کا کام دے سکیں۔ لیکن اگر وہ کوئی اور ہیں تو انہیں میرے پاس پکڑ لاؤ تاکہ میں ان کے متعلق کچھ غور و فکر کر سکوں۔ مگر ذرا احتیاط کے ساتھ کام کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ عربوں کے فرستادہ اور ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے ان کا دین اختیار کر لیا ہے جیسے اہل سبجہ، ہما، رستن، جوسیر، بعلبک، دمشق اور حوران۔ یوقا رحمت اللہ تعالیٰ نے کہا بادشاہ سلامت ایہ ہی ہوگا۔

یہ کہہ کر یہ گھوڑے پر سوار ہوئے ان کے ساتھ چند ملکیہ اور سربر یہ بھی گھوڑوں پر سوار ہو کر چلے جس وقت یہ اس لوہے کے پل پر پہنچے تو وہاں کھڑے ہو گئے اور حکم دیا کہ ان دسویں آدمیوں کو سامنے حاضر کرو۔ جب وہ حاضر کئے گئے تو آپ نے ان کی شناسائی سے قطع انکار کر دیا کہ گویا آج سے قبل انہیں کبھی دیکھا ہی نہیں۔ اس کے بعد آپ نے ان کا حال دریافت کیا۔ انہوں نے کہا ہم عربوں سے بھاگے ہوئے ہیں اور یہاں اس غرض سے آئے ہیں کہ بادشاہ کے شہر میں سکونت اختیار کریں۔ آپ نے انہیں مرحبا کہا۔ انہوں نے آپ کی حشمت و ضلعت جو بادشاہ نے انہیں دی تھی دیکھ کر آپ کی تعظیم کی۔ پیدل ہوئے اور آپ کی رکاب کو بوسہ دیا۔ آپ نے فرمایا آپ حضرات نے عربوں کے ہاتھ سے کس طرح خلاصی پائی۔ انہوں نے کہا ایسا اسید! ہم منتخ اور بڑا حد کی غارت کے لئے عربوں کے ایک سردار کے ساتھ اٹکے تھے۔ جب ہم حلب کی طرف پٹے تو ہم نے اعزاز کا راستہ پکڑ لیا۔ مگر جب اس میں پہنچے تو اسے بھی مسلمانوں کے قبضہ میں دیکھا۔ آخر رات ہوتے ہی ہم نے بھاگ کر بادشاہ کے شہر کا راستہ

اختیار کیا اور اب ہم یہاں پہنچ گئے ہیں۔

بادشاہ کا یوقنا پر مکمل بھروسہ کر لینا

واقفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ یہ تمام مَشْهُو بادشاہ کے مصاحب اور دربان بھی سن رہے تھے۔ جب یوقنا انہیں لے کر بادشاہ کے دربار میں آئے تو ان مصاحبوں نے بادشاہ سے وہ تمام مَشْهُو دہرائی۔ بادشاہ نے یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ کو خلعت بخشی نہایت احترام سے اس کا خیر مقدم کیا۔ اپنے قصر شہی کے قریب ہی ایک مکان رہنے کے لئے مرحمت کیا اور ان کے قبیلہ کے ان آدمیوں کو ان کی خدمت کے لئے مامور کر دیا۔ یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بادشاہ کو کافی طب کر کے کہا یا ایہا الملک! آپ جانتے ہیں کہ اس دنیا کی نعمتیں فانی ہیں مگر مایہ اسلام نے دنیا کو مروت اور اس کے حالیوں کو کتوں سے تشبیہ دی ہے کہ وہ اس کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ چنانچہ مکہ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے ایک نہایت خوب صورت چیز یا جس کے پر عجیب عجیب رنگ برنگ کے تھے دیکھی۔ آپ نے اس کی حال کھینچی تو وہ اندر سے نہایت کریمہ منظر، حلائی دی۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں دنیا ہوں میرا ظاہر نہایت اچھا اور باطن سب سے برا ہے۔ ایہا الملک! میں نے یہ مثال آپ سے اس لئے بیان کی ہے کہ آپ کو یہ معلوم ہو جائے کہ کوئی جسم حسد سے خالی نہیں جب کسی آدمی کی طرف دنیا مکمل ہوتی ہے تو اس آدمی سے حسد کرنے والا بھی بہت پیدا ہو جاتا ہے اس سے مجھے بھی خوف ہے اور اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں میرے حاسد بادشاہ سے میری کچھ شکایت نہ کر دیں اور اس باتیں جو میں نے نہیں میں انہیں میری طرف منسوب کر کے خواہ مخواہ کا بہتان میرے ذمہ رکھ دیں۔ لہذا اگر جناب کے دل میں میری طرف سے کچھ شک و شبہ یا غرت ہے تو جس کام پر آپ نے مجھے متعین فرمایا ہے اس سے مجھے علیحدہ کر کے اس پر کسی دوسرے کو متعین کر دیں۔ میں کسی صورت سے جناب کا ساتھ چھوڑنے والا نہیں ہوں۔

یہ کہہ کر آپ رونے لگے بادشاہ نے کہا سردار! میں نے تمہیں اس مہم پر اسی وقت مامور کیا ہے جب کہ اپنا پورا طمینان کر لیا ہے۔ میرے دل میں تمہاری طرف سے کوئی شک و شبہ نہیں۔ اگر کوئی شخص تمہارے متعلق مجھ سے کچھ بھی شکایت کرے گا تو میں اسے اسی وقت پکڑ کر تمہارا سپرد کروں گا اس وقت جو کچھ تمہاری سمجھ میں آئے اس کے ساتھ سلوک کرنا۔

یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زمین کو بوسہ دیا شکر یہ ادا کیا اور چاہا کہ بادشاہ نے میرے متعلق جو کام سپرد کیا ہے اس کی طرف جاؤں۔ ابھی یہ اٹھتا ہی نہیں پائے تھے کہ مرثش سے چند سواروں کا ایک گروہ بطور قاصدوں کے آیا اور کہنے لگا کہ ہمیں بادشاہ کی بیٹی زیتونہ نے بھیجا ہے وہ عربوں سے نہایت خوف زدہ ہے اور چاہتی ہے کہ میں بادشاہ کے پاس پہنچ جاؤں تاکہ یہ دیکھ سکوں کہ عربوں سے بادشاہ کا کیا معاملہ رہتا ہے۔ اس غرض کے لئے اگر بادشاہ کچھ فوج بھیج دے جو آ کر مجھے لے جائے تو نہایت مناسب ہے۔ بادشاہ نے کہا اس کام کے سردار یوقنا سے زیادہ اور کوئی بہتر نہیں میں اس کا اہل ہے۔ یوقنا نے زمین چومی اور کہا مجھے جناب کا حکم بخوش منظور ہے۔ بادشاہ نے انہیں دو ہزار سوار اور دو سو اپنے خاص آدمی جو قبیلہ مذحجہ اور قیصرہ سے تعلق رکھتے تھے دیئے اور یہ انہیں لے کر روانہ ہو گئے۔ صیب مرہر بلندی کو قل ھوڑے ہمراہ تھے اور پیدل لوگ زیوروں۔ حرم و دیہاج کے کہا سوں، سنہری تاروں کی سندھی ہوئی موتیوں کی لڑیوں سے تھے۔ ہوا آراستہ وچ استہ برابر پوش کرتے ہوئے چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ یہ مرثش میں پہنچے۔ زیتونہ جو بادشاہ کی چھوٹی بیٹی تھی اور جسے بادشاہ نے یہاں ہی حکومت اور ریاست سپرد کر کے خوسر بن حارس کے ساتھ اس کی

شادی کردی تھی نہایت بہادر آدمی تھی اور اس کی بہادری اور شجاعت ہی کی وجہ سے اس کا نام سیف نصرانیہ (نصرانیت کی تلوار) پڑ گیا تھا اور جنگ یرموک میں اس کے ایک دھم لگے تھا جس کی وجہ سے اس نے داعی اجل کو لبیک کہہ کر ہمیشہ کے لئے زیتونہ کو داغ مفارقت دے دیا تھا۔

واقفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ زیتونہ کو لے کر انطاکیہ کی طرف شاہراہ عام سے جو سب سے بڑی سڑک کہہ دی تھی اس خیال سے چلے کہ ممکن ہے اس سڑک پر کوئی مسلمانوں کا جاسوس یا معاملہ جانیے اور میں اس کے ہاتھ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو اس بات کی اطلاع پہنچ دوں کہ میں بادشاہ کے پاس انطاکیہ میں مقیم ہوں۔ جب آپ مرج الدبیاج کے پڑاؤ میں پہنچے تو نصف رات گزر چکی تھی۔ ایک رومیوں کے گھوڑے چوکے ہوئے اور ان کا طلیحہ (ہراول) پلٹ کے ڈرتا ہوا آپ کے پاس بھی گا ہوا آیا۔ آپ نے فرمایا کیا ہے؟ ہراول کے سواروں نے کہا سردار! یہاں پڑاؤ کے میدان میں ایک لشکر مقیم ہے۔ ہم چونکہ اس کے باطل قریب پہنچ گئے تھے جب غور کر کے دیکھا تو عرب معلوم ہوئے وہ تمام لشکر پڑاؤ پر اسور ہا ہے اور اس کے چاروں طرف اور چارہ کھا رہے ہیں۔ ہماری رائے میں یقیناً وہ مسلمان ہیں۔

آپ یہ سن کر دل میں بہت خوش ہوئے اور فرمایا اسے مسلح جاؤ اور احتیاط کو کام میں لاؤ اپنے بھی یوں کی نگہداشت کرو۔ دین کی مدد کرنے کے لئے دشمن کے مقابلہ میں ڈٹ جاؤ۔ بادشاہ کی عزت (لڑکی) پر مرمون اسے دشمنوں کے پنجہ میں نہ جانے دو۔ اپنے مالک کی نعمتوں کا حق ادا کرو اور آید وہ دار لشکر بن جاؤ۔ جب لڑائی ہونے لگی تو انہیں رفقہ رفقہ رسنے کی کوشش کرو اور حتی المقدور ان کے قتل کرنے سے محترز رہو کیونکہ عرب اور ان کا سردار ضرور ایک روز بادشاہ کے اوپر چڑھ آئیں گے۔ اگر انہوں نے اس وقت تم میں سے کسی کو گرفتار کر لیا تو تمہارے پاس اپنے جھنڈے کے لئے فدیہ ہوگا۔ میں نے حکیم حزن کی کتاب میں لکھا دیکھ ہے کہ اس کا قول ہے کہ جو شخص کامے انجام پر نظر رکھے وہ امن میں رہے گا اور جو بلا سوچے سمجھے کرے گا وہ نقصان جان اٹھائے گا اور جو اکثر بے وفائی کرے گا وہ ایک روز ضرور بے وفائی کا شکار ہوگا بس اب تم برکت اور امانت مسیح (علیہ السلام) پر چلے جاؤ۔

واقفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ بائیس ذیلی ہجری میں نے ستر گئے اور اس لشکر نے مرج الدبیاج کے پڑاؤ کا رخ کر دیا۔ سوت ہوئے لشکر کے سپاہیوں نے جب آہٹ محسوس کی تو اپنے لشکر کو جگایا اور کہا کہ ہم گھوڑوں کے سون کی آواز سن رہے ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ ہماری طرف کون قوم بڑھی چلی آ رہی ہے سوایا ہوا لشکر بیدار ہوا اور حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لشکر کا استقبال کر کے کہنے لگا کہ ہم یحییٰ بن مریم اور صیب کرم کے تابع لوگ ہیں تم کون ہو؟ تو اس کے کہ ہماری تلواریں تمہارے سروں کی تواضع کے لئے جو ہمیں ہمارے سامنے سے ہٹ جاؤ۔ یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ سن کر فرمایا تم کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم ملک بقل کی فوج جلد بن اسیم غسانی کے تابع اور اس وقت اس کے بیٹے اسیم غسانی کے زیر سیادت ہیں۔ آپ یہ سن کر گھوڑے سے پیادہ ہو گئے اور اسے سلام کیا۔ نصرانی غریبوں نے رومیوں کو سلام کیا اور آپس میں ملے۔

اسیم بن جلد نے آپ سے دریافت کیا کہ تم کہاں سے آ رہے ہو؟ آپ نے فرمایا مرعش سے بادشاہ کی صاحبزادی کو لے کر خلیفہ جلد بن اسیم کے لئے کا تا رہی اس سے باپ کی طرف اسیم ہوگا۔ مگر ایک نسخہ میں اسیم کے بجائے خود جلد بن اسیم کے نام کی خود موجود

خليفة المسلمين کے نام حضرت ابو عبیدہؓ کا مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از طرف ابو عبیدہ عامر بن جراح بعلی خدمت امیر المومنین عمر بن خطاب سلام علیک فانی احمد اللہ الذی لا الہ الا ہو واصلی علی نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اما بعد۔ اللہ پاک بجا نہ کا ہم پر ایسا احسان و کرم ہے کہ اس کے سبب سے تمام مسلمانوں پر ان کا شکر واجب ہو گیا ہے۔ انہوں نے کفار کے سب سے کٹھن قلعے اور بدکاروں کے دشوار گزار شہر فتح کر دیے۔ ان کے ہا دہ ہوں کو ذلیل اور ان کی زمینوں، شہروں اور مالوں کو ہمارے قبضہ میں کر دیا قلعہ حلب فتح ہوا اور اس کے ساتھ ہی فتح اعزاز بھی ہو گیا۔ سردار یوق والی حلب اسلام لے آیا اور اچھا مسلمان ہو گیا۔ کافروں پر مسلمانوں کی اعانت کرنے لگا۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ اس کے گنہ گن ہوں کو معاف کریں۔ اس کے وجود کو دین کے لئے نصرت مسلمانوں کے لئے عبرت اور کافروں کے واسطے ہلاکت کا سبب بنائیں۔ اب وہ رومی کتوں پر ایک حیلہ چھنے کے لئے انطاکیہ میں گئے ہیں اور انہوں نے اپنی جان کو اللہ پاک اور اس کے رسولؐ کے راستہ میں معرض ہلاکت میں ڈالا ہے۔ میں آپ کو یہ خط لکھا رہا ہوں اور ہمارا ارادہ اٹھا کیہ کی طرف چلنے کا ہے تاکہ وہاں پہنچ کر وہی باغیوں (ہرقل وغیرہ) کی سرکوبی کر سکیں اس کے سوا ہمارے دشمنوں کا ایسا کوئی قلعہ باقی نہیں رہا ہے جو ہماری قیدت میں نہ آ گیا ہو۔ ہم اس کے فتح کرنے اس کے خزانے حاصل کرنے اور تخت چھین لینے کی امید جیسے کہ ہم سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا تھا کر رہے ہیں۔ آپ ہمارے لئے دعاؤں کا زور دار وادہ فرماتے رہئے کیونکہ یہی مسلمانوں کا تھپتھپا اور کفاروں کے لئے باعث ادا رہا ہے۔ تمام مسلمانوں کی خدمت میں سلام عرض کر دیجئے۔

آپ نے یہ خط لکھ کر مال غنیمت سے فخر نکالا اور حضرت اباح بن عاثم، بشکری رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ہمتی میں مہاجرین و انصار میں سے سو آدمی جن میں قہ بن عمرو، سلمہ بن اکوع، عبداللہ بن بثر اور جابر بن عبداللہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل تھے دے کر بارگاہ خلافت میں روانہ کیا۔

حضرت ضرار بن ازور کی ماتحتی میں دو سو سواروں کا بطور ہر اول دستہ کے انطاکیہ کو

روانہ ہونا

اس کے بعد آپ نے حضرت : ار بن ازور کو بلا کر ان کی زیریادت دو سو سوار کئے اور یہ حکم دیا کہ وہ تاخت و تاراج کرتے ہوئے بڑھے چل جائیں۔ حضرت ضرار بن : اور گھوڑے پر سوار ہوئے دو سو آدمیوں کو ساتھ لیا اور روانہ ہو گئے۔ آپ کے ساتھ ساتھ رسول اللہؐ کے غلام حضرت سفینہؓ بھی آئے۔ اور آپ اپنی اس چھوٹی سی جمیعت کو لئے ہوئے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ چند معاہدین بھی آپ کے ساتھ تھے جو آپ کو راستہ بتاتے چلے جاتے تھے۔ آپ چلتے چلتے مرج واقع میں پہنچے محرم کا وقت تھا معاہدہ نے عرض کیا حضرت آپ یہیں آرام فرمائیے اور گھوڑوں کو دابہ : رکھ کھلا لیجئے۔ جب اچھی طرح صبح ہو جائے گی تو پھر دشمن کا قصد کیجئے۔

آپ نے وہیں پڑاؤ کر دیا۔ گھوڑوں کو داند چرہ کھلایا اور تمام آدمی پڑکے سو رہے اور ایسے سوئے کہ اس وقت آنکھ کھلی جب اسہم بن جبلہ ان کے سروں پر موجود تھا۔ یہ کم بخت اچانک آ پڑا اور کسی کو خبر نہ ہوئی۔ جب شور مچا ہوا تو حضرت ضرار بن ازورؓ گھوڑے پر سوار ہوئے۔ سو دوسرے آدمی جو آپ کے قریب ہی سو رہے تھے سوار ہو گئے مگر باقی ماندہ حضرات اس وقت بیدار ہوئے جبکہ نصرانی گھوڑے مار دھاڑ کرتے ہوئے بالکل ان کے سروں ہی پر پہنچ گئے۔ یہ حضرات سوار نہ ہو سکے بلکہ ان کے گھوڑے دشمن کے شور وغل سے بھاگ پڑے اور انہوں نے پیدل ہی لڑنا شروع کر دیا۔ ان کے دشمن اس وقت تک ان کے پاس نہیں پہنچ سکے جب تک ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے حریف کو موت کا راستہ نہیں دکھلایا اور آخر یہ سب کے سب حضرات گرفتار ہو گئے۔

اسلامی جنگل کے شیر حضرت ضرار بن ازورؓ اپنی خواب گاہ کی کچھ رے گونجنے ہوئے اٹکے اور ڈکار کے باواز بلند اس پیشہ کے دوسرے شیروں سے کہنے لگے جو ان عرب اسوئے ہوئے شیروں پر دشمن آ پڑے ہیں مگر کچھ پرواہ نہیں وہ بھی تم جیسے عرب ہی ہیں بڑھو اور انہیں لے لو۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کے نزدیک یہ افضل اسعادت ہے۔ اپنے ارادوں میں عزم و ثبات پیدا کرو اور بڑی کوشش سے دشمنانے دو۔ تم خود جانتے ہو کہ ہمارے آقہ و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں الجنتہ تحت ظلال السیوف۔ جنت تمہاروں کے سائے کے نیچے ہے۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں۔

کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله والله مع الصابرين.

”ساواقت چھوٹی سی جمیعت بڑے بڑے لشکروں پر اللہ پاک کے حکم سے غالب ہو گئی اور اللہ تعالیٰ صابریں کے ساتھ ہیں۔“

حضرت سرہ بن عمروؓ جو مرجع البقی میں حضرت ضرار بن ازورؓ کے ہمراہ تھے کہتے ہیں کہ حضرت ربیعہ بن معمر بن ابی عوفؓ بھی ہمارے ساتھ تھے۔ یہ فصحاء عرب میں سے شہر ہوتے تھے اور ان کا کلام ہمیشہ مستمع اور مفتیؓ ہوا کرتا تھا اور نہایت حسن مقال سے یہ اپنے کلام کو ترتیب دیا کرتے تھے ہم ان کا کلام اور ان کی گفتگو اور تقریر غور سے سنا کرتے تھے۔ جب انہوں نے حضرت ضرار بن ازورؓ کو دیکھا کہ وہ لوگوں کو جنگ کی ترغیب دے رہے ہیں تو یہ ہماری طرف مخی طرب ہوئے اور فرمانے لگے تو جو انان ربیعہ و مضمرہ کرو صبر کرو! جب تک مکروہات دنیا پر صبر نہیں کیا جا تا اس وقت تک خدا کی قسم جنت میں داخل نہیں ہوا جا تا۔ خداوند تعالیٰ جل جلالہ کی عرض سموات میں جنت ہے مگر وہ محفوظ بخت ہے جتنے درجات ہیں ان سب میں اعلیٰ درجہ شہادت ہے مگر وہ معلق بہ رضائے علم الغیب و مشہدات ہے۔ یہ جہاد قائم ہو گیا اور ایک دم سب کو گھیر لیا کیا تم نبی کریمؐ کے صحابی نہیں ہو مگر وہ معلق بہ کے آداب نہیں ہو؟ پھر کس لئے ثبات و نصرت و رحمت رب سے؟ یوں ہو گئے اور کیوں اتنے اپنی جانوں پر کبھوں ہو گئے محمدؐ کی روح مہربان کو اپنے ثبات و استقامت سے سرور کرو اور اپنی نیوتوں کی صفائی سے اپنے ارادوں کو مسکور کرو۔ پیچھے دے کر بھاگنے سے احتراز کرو ورنہ غضب جہاں کا انتظار کرو۔ یاد رکھو نصرت و ثبات و حضور لشکر ہیں اور یہی دوزخ شکر ہیں۔ جو شخص طلب آخرت کرے گا اسے انشاء اللہ وہی گھر ملے گا۔ نہیں صاف کرو اور حمت پروردگار کا انتظار کرو و جگہ جگہ کرو تا کہ نتیجہ قتل کو پہنچو اور نیزے سیدھے کرو تا کہ حوروں کے وصال کو پہنچو۔ کفر کے سینے توڑ دو اور لڑ لڑ کے ان کا منہ موڑ دو۔ صبر پر اعتماد کرو اور کفار کے ساتھ جہاد کرو۔ کفار ان کی جہالت میں موافقت کرنے سے پرہیز کرو اور ان کے راست پر گامزن ہونے سے اپنی عقل کے گھوڑے کو ہمبیز کرو۔

حضرت سرہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم یہ تحریریں کر ہمارے دل بڑھ گئے اور ہم نے نصرانی عربوں پر حملہ کر دیا۔

حضرت ضرار بن ازورؓ ہمارے آگے آگے تھے اور حسب ذیل رجز یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے:-

(ترجمہ اشعار) خبردار (ان) نالائقوں جھوٹوں پر حملہ کر دو تا کہ تمہاری تلواریں اس لشکر کے خون سے اپنی پیاس بجھ لیں۔ اپنے دین معظم کی طرف سے دنیا میں انہیں ہنا دواؤ اور عرش والے پروردگار کو راضی کر لو۔ جو شخص تم سے دوزخ سے بچنے کی آرزو رکھتا ہے۔ قیمت اور یوم جزاء کے روز وہ آج شیر کی طرح حملہ کرے اور ایسے رسول کو راضی کرے جو دنیا میں سچے تھے۔

حضرت ضرارؓ بن ازور کی گرفتاری

واقعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ آپ یہ پڑھتے جاتے تھے اور حملہ کرتے جاتے تھے۔ لوگ آپ کے پیچھے اور اپنی جانوں، تلواروں اور نیزوں سے برابر کام لے رہے تھے۔ ناکرہ حرب اس قدر بلند ہو رہا تھا کہ جس کا بیان کرنا مشکل ہے۔ حضرت ضرار بن ازورؓ ان میں ایسا کام کر رہے تھے جیسے آگ سوکھی لکڑیوں میں۔ انسہم بن جہلہ آپ کی بہداری اور حملہ دیکھ کر تعجب کر رہا تھا اور آپ کی شیرازی سے انگشت بدندان تھا۔ آخر اس نے اپنی فوج کو یہ حکم دیا کہ وہ اس نوجوان کے گھوڑے کو تیروں سے چھٹی کر دیں۔ فوج نے یہ سنتے ہی گھوڑے پر تیر برسانے شروع کر دیے گھوڑا گرا اور آپ اس کی پیٹھ سے نیچے آئے۔ نصرانیوں نے آپ پر هجوم کیا اور آپ کو پکڑ کے آپ کی مشکیں باندھ دیں۔ آپ کے بعد آپ کے ساتھی گرفتار ہو گئے اور یہ سب کو پکڑ کے اٹھا کر کی طرف چل پڑے۔ راستہ میں ان سے حضرت یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ملاقات ہوئی جس کا ذکر ہم ابھی کر چکے ہیں۔

واقعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ ابو لہندؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ کے غلام حضرت سفینہؓ بھی اس جنگ میں اس وقت موجود تھے جب حضرت ضرار بن ازورؓ گرفتار ہوئے تھے۔ جب رات ہوئی تو آپ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی طرف بھاگے کہ میں آپ کے پاس پہنچ جاؤں۔ راستہ میں آپ کو اچانک ایک شیر مل گیا۔ آپ نے اس سے فرمایا ابو الحارث! میں رسول اللہؐ کا خدمت گار ہوں اور غلام ہوں اور ایسا ایسا میرا حال ہے (یعنی اپنی تمام سرگزشت اور افتاد بیان کی) شیر دم ہلا کر ان کی طرف چلا اور ان کے پہلو میں آ کے کھڑا ہو گیا۔ پھر ڈکارا اور اپنے سر سے یہ اشارہ کیا کہ چنے حضرت سفینہؓ کا بیان ہے کہ میں چلا اور وہ میرے ساتھ ساتھ میرے پہلو میں چل رہا تھا حتیٰ کہ ہم دونوں اس سرزمین میں جو ہماری صلح میں داخل تھی پہنچ گئے اور پھر وہ مجھے وہاں چھوڑ کے چلا گیا۔

واقعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت سفینہؓ جب لشکر میں پہنچے تو آپ نے حضرت ضرار بن ازورؓ اور آپ کے ساتھیوں کے گرفتار ہونے کا ذکر کیا۔ مسلمانوں کو یہ نہایت شاق گزرا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ ان کی قید کو کن کر دینے لگے اور فرمایا راحول ولا توفہ الا باللہ العظیم۔ حضرت ضرار بن ازورؓ کی بہن کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ماں جائے بھائی! کاش مجھے خبر ہوتی کہ آیا تمہیں زنجیروں میں بکڑ دیا ہو ہے (کی کوٹری) میں قید کر دیا کسی جنگل میں پھینک دیا یا تمہیں تمہارے خون سے رنگ دیا۔ پھر آپ بن (بیان) کر کر کے اس طرح اشعار پڑھنے لگیں۔

(ترجمہ اشعار) کیا کوئی بخت خرقا کے بعد ہمیں خبر دینے والا نہیں رہا۔ تجھے اے قوم! ہم سے کس نے باز رکھا۔ اگر مجھے یہ خبر ہوتی کہ یہ آخری ملاقات ہے تو میں رخصت کرنے کے لئے کھڑی ہوتی اور رخصت کرتی۔ اے درمیانی کوئے کی

تو مجھے خبر ہو گا اور کیا غائبوں کے آنے کی خوشخبری بخشے گا۔ وہ بھی دن تھے کہ وہ پاس رہ کے اپنے دیدار دکھایے کرتے تھے اور ہم ان کے رخ تباہ کو دیکھا کرتے تھے اور وہ ہماری ہی طرح سے رہا کرتے تھے۔ اکثر راتوں میں ہم جمع ہو کے باتیں کیا کرتے تھے۔ اب حوادثِ زمانہ نے ہمیں جدا کر دیا اور پریشان بنادیا اگر وہ کسی دن اپنی عزت کے ساتھ گھر کی طرف لوٹیں تو میں ان کے گھوڑے کی ناپ سننے اور استقبال کرنے کے لئے اٹھ کھڑی ہوں۔ میں نہیں بھولی جب لوگوں نے کہا ضرار متید ہیں ہم نے انہیں دشمن کے گھر میں چھوڑا اور رخصت کیا ہے۔ یہ دن غم و اندوہ ہی کے ہیں اور ہم اس وقت تک ایسے ہیں جیسے بائعین کے الفاظ میں اپنے دل کو دیکھ رہی ہوں کہ ان کے سوا کسی کو پسند نہیں کرتا۔ جب کوئی کسی کو یاد کرتا ہے تو میرا دل ان کو یاد کرتا ہے۔ احباب پر ہر وقت سلام پہنچے۔ اگرچہ وہ ہم سے دور ہو گئے ہیں اور ملنے نہیں۔

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ وہ تمام عربی عورتیں جن کے خویش و اقارب حضرت ضار بن ازدؓ کے ساتھ متہید ہوئے تھے حضرت خولہ بنت اذورؓ کے پاس جمع ہوئیں اور اپنے یگانوں کو یاد کر کے رونے لگیں۔ منجملہ دیگر خواتین اسلام کے حضرت مزروعہ بنت غلوقؓ بھی تھیں۔ یہ اپنے زمانہ کے لوگوں سے زیادہ فقیہہ تھیں۔ ان کے بیٹے صابر بن اوس بھی چونکہ گرفتار ہو گئے تھے اس لئے یہ انہیں پکارتی جاتی تھیں اور حسب ذیل اشعار پڑھتی جاتی تھیں:

(ترجمہ اشعار) اے میرے بیٹے! میرے دل میں آگ کا ایک شعلہ بھڑک رہا ہے اور میرے چہرے کو میرے آنسوؤں کی حرارت نے جل دیا ہے، مصیبت کی آگ نے (میرے بدن میں) لپٹیں اٹھ رکھی ہیں اور میری استریوں اور پسیلوں میں انہوں نے سوز پیدا کر دی ہے میں نے سواروں سے سوال کیا کہ وہ مجھے تمہارے حالات سے آگاہ کریں تاکہ کہنے والے آنسو کچھ تسکین پر جائیں۔ ان میں کوئی ایسا نہیں تھا جو تمہاری بچی خبر دیتا۔ اور نہ ان میں کوئی ایسا ہی تھا کہ یہ کہتا کہ وہ اب آ رہے ہیں۔ جیسا جب سے تم غائب ہوئے ہو میرا بیش مکدر ہو گیا ہے دل پھٹ گیا ہے اور آنکھیں جاری ہیں فکر بٹ گیا ہے عقل بے خودہ پریشان ہے۔ آنسوؤں میں خون مل ہوا آتا ہے اور گھر چنیل زمین ہے۔ اگر تم زندہ ہو تو میں اللہ کے لئے بطور دلیل کے روزہ رکھوں گی اور اگر کوئی دوسری بات ہے تو یہ گری جانے والی نہیں۔

حضرت سہمی بنت سعیدؓ نے جو نہایت عابدہ اور زامدہ عورت تھیں۔ ان عورتوں سے کہا کیا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے تمہیں اسی کام کا حکم فرمایا ہے کہ اس طرح رویا کرو۔ یاد رکھو تمہیں صبر کا حکم دیا ہے اور اس پر اجر کا وعدہ فرمایا ہے کیا تم نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا۔

وبشر الصابرين الذين اذاصابتهم مصيبة قالوا انالله وانا اليه راجعون اوليك عليهم صلوات من ربهم ورحمة واولئك هم المهندون.

”یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صابرین کو بشارت دے دیجئے وہ صابرین جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے سے ہیں اور انہی کی طرف لوٹ جانے والے ہیں یہی ہیں وہ لوگ کہ ان کے اوپر ان کے رب کی طرف سے رحمتیں (اترتی) ہیں اور یہی ہیں وہ لوگ جو ہدایت یافتہ ہیں۔“

عربوں کی بہو بیٹیو! صبر کرو! واجر پاؤ گے اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہاری مصیبتوں کے بدلے میں ثواب ہے اور جو تم اپنے نزدیک رنج و الم سمجھ رہی ہو وہ دراصل تمہارے لئے چند نصیحت ہے۔ خواتین اسلام یہ سن کر خاموش ہو گئیں رونا موقوف کیا اور آپس میں

ایک دوسری کی تعزیت کرنے لگیں۔

واقعی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کا خط اور وہ مالِ شمس جو آپؐ نے ابنِ غانم بن مٹکری کے ساتھ روانہ کیا تھا دربار خلافت میں پہنچا تو مدینہ طیبہ میں ایک شور پیدا ہو گیا۔ لوگ مسجد نبویؐ میں جمع ہوئے تاکہ حلب اس کے محاصرہ کی لڑائی اور فتح کا قصہ سن سکیں۔ حضرت ربیعؓ سب سے پہلے اپنے مولیٰ رسول اکرمؐ اور خلیفہ اول جناب عقیق حضرت ابوبکر صدیقؓ کے روضہ مقدسہ پر حاضر ہوئے قبروں پر سلام کیا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ ازاں بعد جلالتِ المآب حضرت خلیفہ المسلمین عمر بن خطابؓ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور وہ خط پیش کر کے مالِ شمس جناب کے سپرد کر دیا۔

آپؐ نے اسے کھول کر مسلمانوں کو سنایا۔ مسلمانوں نے اسے سن کر تھیل و کبیر کے غرے لگائے۔ حضور اکرمؐ پر دوشرف کثرت سے بھیجا۔ آپؐ نے وہ شمس اپنی تمویل میں لیا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو جواب میں لکھا کہ تم انطاکیہ کی طرف روانہ ہو جو اب تمہیں کوئی چیز نہیں روک سکتی (یعنی اب کسی صورت سے تمہیں رکنا نہ چاہئے) یہ جواب دے کہ آپؐ نے ربیع بن غانمؓ کو مراجعت کا حکم دے دیا۔

واقعی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے پاس آپ کا جب یہ خط پہنچا تو آپ اسی روز اپنی جمیعت کو لئے انطاکیہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور اسیم بن جبیلہ کا یہ قصہ ہوا کہ جب یہ انطاکیہ کی طرف چلے تو انہوں نے اول اپنے آگے آگے ایک شخص کو روانہ کر دیا کہ وہ ملک ہرقل کو چکر خوش خبری دے دے کہ اس کی بیٹی یوقنا (رحمتہ اللہ تعالیٰ) اسیم بن جبیلہ دو مسلمان قیدیوں کے صحیح و سلامت آ رہے ہیں۔ ہرقل نے جب یہ سن تو شہر کو راستہ کرتے رہا جو کاجانے، اس میں فرش و فرش کرنے، فقراء اور مساکین کو خیرات دینے کا حکم دیا۔ اس کا نتیجہ انورین رومیوں کی فوج کے گرنہایت ٹھٹھا اور زیب و زینت سے ان کے استقبال کے لئے نکلا۔ رعایا لباس فاخرہ سے ملبوس ہو کر شہر سے باہر نکلی۔ انطاکیہ کا ہر باشندہ حدود شہر سے باہر آیا۔ یہ دن بھی ایک مجمع عام کا دن تھا (یعنی کسی تقریب جیسے عید وغیرہ یا بادشاہ کی حضوری کا دن تھا جس میں لوگ اکٹھے جمع ہوا کرتے تھے۔ بادشاہ کی لڑکی کو دیکھتے ہی تمام امراء و رؤساء اور اعیان سلطنت پایادہ ہو گئے۔ سب سے پہلے اصحاب رسول اللہؐ جن کی مشکیں کسی ہوئی تھیں شہر میں داخل ہوئے۔ رومی انہیں گالیاں دیتے سب و شتم کرتے اور ان کے اوپر تھوکتے جاتے تھے اور اسیم بن جبیلہ کی فوج کے سرداران کے گرا گرو تھے بادشاہ کی لڑکی اپنے باپ کے محل میں داخل ہوئی۔ اسیم بن جبیلہ اور یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوئے اور تعظیم کے لئے زمین کی طرف جھک گئے۔ بادشاہ نے انہیں نیز ان کی فوج کے بڑے بڑے افسروں کو خلعت عطا کی اور اس کے بعد صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے متعلق حکم دیا کہ انہیں یہاں میرے سامنے لایا جائے۔

چنانچہ یہ حضرات ہتھ کڑیاں پہنے ہوئے تھے۔ اسی مشیت سے بادشاہ کے سامنے کھڑے ہو گئے ان کے کھڑے ہوتے ہی حاضموں اور دربانوں نے ان سے چلائے کہا بادشاہ کی تعظیم کے لئے زمین پر سجدہ کرو۔ مگر انہوں نے ان کے کہنے کی طرف کچھ التفات نہ کیا اور جوں کے توں کھڑے رہے۔ بادشاہ کے سب سے بڑے مصاحب نے یہ دیکھ کر ان سے کہا تم بادشاہ کے سامنے سجدہ کیوں نہیں کرتے؟ حضرت ضرار بن ازدورؓ نے فرمایا اس لئے کہ ہمارے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ ہم مخلوق کو سجدہ کریں۔ ہمارے نبیؐ نے ہمیں اس سے منع فرمایا ہے۔

بادشاہ ہرقل کے حضرت قیس بن عامر انصاری سے اسلام کے متعلق چند سوالات

دریافت کرنا

والہدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کے پاس اپنا مکتوب گرامی روانہ فرمایا تھا اور ہرقل کو یہ معلوم ہوا تھا کہ نبی "مبعوث ہوئے ہیں تو اس نے اپنے مصاحبین رؤساء اور افسران ملک کو جمع کر کے یہ کہا تھا کہ یہ وہی نبی مبعوث ہوئے ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے۔ یہ حاکم وقت ہوں گے ان کی امت بہترین امت ہوئی اور یاد رکھو ان کا دین بدلائیں جائے گا اور ان کا مذہب یقیناً دنیا کے تمام مذہب پر غالب آئے گا حتیٰ کہ تمام مشرق و مغرب میں پھیل جائے گا۔ یہ کہہ کر پھر اس نے ان سے اوائے جزیہ کے لئے کہا تھا کہ تم ان کو جزیہ ادا کرنے لگو۔ یہ سن کر وہ اس پر سخت ناراض ہوئے تھے اور اس کے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اور اس کی ایک نہی تھی۔ اب جبکہ رسول اللہؐ کے یہ صحابی اس کے سامنے آ کر کھڑے ہوئے تو اس نے چاکا کہ میں اپنے رؤساء و مصاحبین اور افسران فوج کو جنہوں نے میری اس وقت ایک نہیں سنی تھی مترجم کے بغیر اور بلا کسی واسطہ کے ان کی کچھ گفتگو سناؤں اور اپنے اس کلام سابق کی حقیقت ان کے سامنے واضح کر دوں اس کا مقصد محض اپنی فوج کی اصلاح اور ان کے حالات کی بہبودگی اور بہتری تھی۔ چنانچہ اس نے خود ہی بلا واسطہ ترجمان کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے کہا میں علم کبریٰ کے متعلق تم سے چند سوالات عظمیٰ کروں گا۔ ان کا جواب تم میں سے کون صاحب دیں گے؟

صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حضرت قیس بن عامر انصاریؓ کی طرف بوجہ ان کے سن رسیدہ ہونے کے نیز اس وجہ سے کہ انہوں نے رسول اللہؐ کے جمع حالات، معجزات اور غزوات کا مشاہدہ کیا تھا، اشارہ کیا۔ جب تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے آپ ہی کی طرف اشارہ کیا تو آپ نے بادشاہ سے کہا کہیے جو کچھ آپ کہنا چاہتے ہیں۔ ہرقل نے کہا ابتداء نبوت میں آپ کے نبی پر وحی کس طرح نازل ہوتی تھی۔ آپ نے فرمایا یہی سوال ایک دفعہ ہمارے نبیؐ سے مکہ معظمہ کے ایک شخص نے جس کا نام حارث بن ہشام تھا کیا تھا میں بھی اس وقت حاضر تھا اس نے کہا تھا کہ یا رسول اللہؐ! آپ پر وحی کس طرح نازل ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا تھا کہ کبھی تو شہد کی کہیں جیسی آواز ہوتی ہے پھر یہ آواز منقطع ہو جاتی ہے اور میں جو کچھ اس سے معصوم کرتا ہوں یاد کر لیتا ہوں اور وحی کا یہ طریقہ مجھ پر بہت تکلیف دہ ہوتا ہے۔ کبھی فرشتہ آدمی کی صورت میں تمثل ہو کر آتا ہے اور مجھ سے گفتگو کرتا ہے اور میں اسے یاد کر لیتا ہوں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت ہے کہ جب بھرے جاؤں میں آپ پر وحی نازل ہوتی تھی تو اس کے منقطع ہونے کے بعد آپ کی پیشانی مبارک پسینہ پسینہ ہو جاتی تھی۔ جناب کی ابتدائی آپ کے روئے صادق تھے کہ جب آپ کوئی خواب دیکھتے تھے تو وہ طوطا قتب کی طرح آسمان و جود پر فوراً ظاہر ہو جاتا تھا۔ ان کے بعد آپ کو خلوت سے محبت ہو گئی تھی اور تنہائی و عہدگی حاصل کرنے کے لئے آپ عارح میں تشریف لے جایا کرتے تھے جہاں کئی شب گزار دیتے تھے حتیٰ کہ ایک روز آپ کے پاس فرشتہ آیا اور آپ سے کہا پڑھو۔ آپ نے فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ آپ "ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے یہ کہتے ہی اس نے مجھے پھر پکڑ لیا اور اس زور سے دایا کہ میں نے اس سے تکلیف محسوس کی پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھو۔ میں نے کہا میں پڑھا ہوا

نہیں ہوں۔ اس نے مجھے اسی طرح پکڑ کر دیا یا جس سے مجھے تکلیف معلوم ہوئی اور پھر چھوڑ کر کہنے لگا پڑھو۔ میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں اس نے سہ بار مجھے پکڑے اسی زور سے دیا یا اور مجھے اس کی اذیت معلوم ہوئی پھر چھوڑا اور کہا اقراء باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقراء و ربک الاکرام الذی علم بالقلم علم الانسان ما لم يعلم۔ آپ اپنے رب کے نام کے ساتھ پڑھئے جس نے پیدا کیا، پیدا کیا انسان کو لوتھڑے سے آپ پڑھئے اور آپ کا پروردگار بہت زیادہ بزرگ ہے جس نے قلم سے لکھا دکھایا۔ انسان کو جو وہ نہیں جانتا تھا اس کی تعلیم دی۔ آپ ڈرتے ہوئے وہاں سے بھرے حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کے پاس تشریف لائے اور ان سے فرمایا مجھے پکڑاؤں اور اڑھاؤں اور اڑھاؤں انہوں نے پکڑاؤں اور اڑھاؤں کی کساں آپ کے دس میں جو خوف پیدا ہو گیا تھا وہ جا تا رہا۔ اس کے بعد آپ نے حضرت خدیجہ الکبریٰؓ بنت خویلدؓ سے تمام قصہ سنایا اور فرمایا مجھے اپنی جان کا خوف ہے انہوں نے کہا آپ صلہ رحم کرتے ہیں۔ یتیم کا بار اٹھاتے ہیں، فقراء کو کھانا کھلاتے ہیں۔ مہمانوں کی مہمان داری کرتے ہیں۔ محتاجوں کی خبر گیری کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی غمگین نہیں کریں گے۔

اس کے بعد حضرت قیسؓ نے یہ پوری حدیث بیان کی اور اس کے بعد کہا کہ رسول اللہؐ فرماتے تھے کہ میں انہی ایام میں ایک دفعہ چلا جا رہا تھا کہ دفعہ میں نے آسمان سے ایک آواز سنی۔ میں نے نگاہ اٹھا کے اوپر کود کھا تو زمین اور آسمان کے مابین میں ایک کرسی پر وہی فرشتہ جو غار حرا میں ملا تھا بیٹھا ہوا دیکھا۔ میں اس کے رعب سے ڈرا اور لوٹ کے حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کے پاس آ کے کہا مجھے پکڑاؤں اور اڑھاؤں پکڑاؤں اور اڑھاؤں۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے اسی وقت یہ آیت شریفہ نازل فرمائی۔ یا ایہا المدثر قم فاسذر و ربک فکسر و یا ربک فطهر و الرجز فاهجر۔ اسے پکڑاؤں اور اڑھاؤں والے اٹھو لوگوں کو ڈراؤ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو اور اپنے کپڑے پاک کرو اور پلیدی کو دور کرو (یعنی تقویٰ اختیار کرو) اس کے بعد وحی سے درپے آنے لگی۔

حضرت قیسؓ نے اس کے بعد کہا کہ ایک روز میں مسجد میں آپ کے پاس تھا کہ ایک شخص اونٹ پر سوار ہو کے آیا اس نے دروازے پر اونٹ بٹھلایا اس کا چیر بہ عدا محامد جس آیا اور کہا السلام علیکم! ہم نے کہا وہ تمہیں السلام! اس نے کہا آپ حضرات میں محمد کون ہیں؟ ہم نے کہا یہ سفید رنگ روشن چہرے والے جو نکلیے لگائے بیٹھے ہیں۔ وہ شخص آپ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا یا ابن عبدالمطلب! میں چند مشکل مشکل اور بہت بھاری بھاری سوال لے کے آپ کے پاس آیا ہوں ذرا بار خاطر نہ گزریں۔ آپ نے فرمایا جو چھو جو چھو چاہتے ہو۔ اس نے کہا آپ کے رب کی نیز آپ سے پہلوں کے رب کی قسم! کیا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے آپ کو تمام کافرانہ کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اس نے کہا میں آپ کو خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا آپ کو اللہ جل جلالہ نے رات دن میں پانچ نمازوں کا حکم فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اس نے کہا میں آپ کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی قسم دے کر دریا فت کرتا ہوں کیا آپ کو اللہ پاک نے یہ حکم دیا کہ آپ ہمارے اغنیاء سے زکوٰۃ لے کر ہمارے فقراء پر تقسیم کر دیا کیجئے۔ آپ نے فرمایا ہاں! اس نے کہا آپ جو سمجھو اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں میں اس پر ایمان لاتا ہوں میں ایک قوم کا بیٹی ہوں میرا نام ضمام بن ثعبہ ہے بنی سعد بنی مکر کے قبیلہ سے تعلق رکھتا ہوں اور میری قوم میرے پیچھے آ رہی ہے۔

برقل نے کہا تمہیں اپنے دین کی قسم! کیا تم نے ان کے معجزات بھی دیکھے ہیں۔ حضرت قیسؓ بن عامرؓ نے فرمایا میں ایک مرتبہ

رسول اللہؐ کا ہم سفر تھا ایک اعرابی آپ کی طرف آیا اور آپ کے بالکل قریب آیا آپ نے اس سے فرمایا کیا تو اقرار کرتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے کہا آپ نے جو فرمایا ہے اس کی تصدیق کون کرتا ہے اور اس پر آپ گواہ کسے پیش فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس درخت کو یہ کہہ کر آپ نے اس درخت کو اپنی طرف بلایا۔ وہ جنگل کے ایک کدے پر کھڑا ہوا تھا۔ آپ کے بدلتے ہی وہ زمین بھاڑتا اور خط کرتا ہوا آپ کی طرف چل پڑا اور آپ کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اس سے آپ نے تین مرتبہ گواہی طلب کی اور اس نے اقرار کیا اور کہا آپ واقعی محمد رسول اللہؐ ہیں اس کے بعد آپ نے اسے لوٹنے کا حکم دیا اور وہ اپنی جگہ لوٹ گیا۔

برقل نے کہا ہم اپنی کتابوں میں اس طرح لکھ ہوا پتے ہیں کہ نبی آخر الزماں کی امت کا اگر کوئی شخص ایک گناہ کرے گا تو اس کے اعمال نامہ میں ایک ہی گناہ لکھا جائے گا لیکن اگر کوئی ایک نیکی کرے گا تو وہیں نیکیاں مرقوم ہوں گی۔ آپ نے فرمایا ہماری کتاب میں یہی لکھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

من جاء بالحسنة فله عشر امثالها ومن جاء بالسيئة فلا يجزي الا مثلها.

”جو کوئی ایک نیکی لایا اس کے لئے ایسی ہی دس ہیں اور جو ایک برائی (گناہ) لایا وہ اتنی ہی سزا پائے گا۔“

برقل نے کہا جس نبی کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشرت دی ہے وہ تو قیامت میں نیز دنیا میں بھی لوگوں پر گواہ ہوں گے۔ آپ نے فرمایا ہمارے نبی وہی تو ہیں۔ اللہ پاک اپنی کتاب عزیر میں فرماتے ہیں۔

ياايها النبی انا ارسلنک شاهداً ومبشراً و داعياً الى الله باذنه وسراجاً منيراً.

”اے نبی! ہم نے تمہیں شہد (گواہ) اور بشرت دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کے حکم سے ان کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔“

رہی عالم آخرت کی گواہی اس کے متعلق کلام مجید میں رب قدیر فرماتے ہیں و جنتنا بک علی ہولاء شہیدا۔ اور ہم تمہیں ان لوگوں پر گواہ بنا کر بلائیں گے۔

برقل نے کہا ان کی صفت ایک یہ بھی ہے کہ اللہ پاک اپنے بندوں کو یہ حکم دیں گے کہ وہ ان کے پاس ان کی زندگی میں جائیں۔ ان کی حیات نیز بعد از وفات ان پر درود شریف بھیجیں۔ آپ نے فرمایا ہمارے نبیؐ کی یہ بھی ایک صفت ہے۔ اللہ پاک کتاب مبین میں فرماتے ہیں:

ان الله و ملائکته یصلون علی النبی یاایها الدین آمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیماً.

”اللہ پاک اور ان کے فرشتے نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں اے لوگو جو ایمان لے آئے ہو ان پر درود بھیجو اور سلام بھیجو۔“

برقل نے کہا جس نبیؐ کی توصیف مسیح علیہ السلام نے کی ہے وہ تو آسمان میں تشریف لے جائیں گے اور اللہ پاک چارک و قلعہ ان سے گفتگو فرمائیں گے۔ آپ نے فرمایا یہ صفت بھی ہمارے رسول اکرمؐ میں موجود ہے اللہ پاک ان کے حق میں فرماتے ہیں سبحان الذی اسرئى بعدہ لیلاً.

”پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندہ کو راتوں رات۔“

واقفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ یہاں اس وقت پوپ بھی بیٹھ ہوا تھا جو دین انصاری کی اصل جز تھادہ من کے بادشاہ کی

طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا یا ایہا الملک! جس کا ذکر مسیحی بن مریم (علیہ السلام) نے کیا ہے وہ ابھی پیدا نہیں ہوا بلکہ یہ تو ایک تاویل کا ذریعہ ہے۔ حضرت ضرار بن ازدورؓ نے کہا رومی کہتے! تو چھوٹا ہے اور یہ تیری ملعون داڑھی بھی جھوٹی ہے۔ تو ان لوگوں میں سے ہے جو عیسیٰ علیہ السلام اور ہمارے نبیؐ دونوں کو جھٹلانے والے ہیں۔ کیا تو یہ نہیں جانتا کہ مسیحی علیہ السلام نے انجیل میں، موسیٰ علیہ السلام نے تورات میں اور داؤد علیہ السلام نے زبور میں ان کی خبر دی ہے۔ ہمارے نبیؐ سب سے بہترین دین لے کر مبعوث ہوئے ہیں قرآن شریف نیز مجمع کتب میں جو انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئی ان کی نبوت اور رسالت کی دلیلیں اور شاہدیں موجود ہیں اور ہمارے نبیؐ وحی محمد بن عبدالمطلبؐ کی ہیں مگر کفر نے تمہاری معرفت پر ایک حجاب ڈال دیا ہے کہ تم انہیں نہیں پہچانتے۔

ہرقل نے کہا تم نے آداب مجس کے خلاف کیا کہ ہمارے دین کی باتوں میں قطع کلام کرنا یا تم کون شخص ہو؟ حضرت قتیس بن عامرؓ نے ارشاد فرمایا۔ یہ رسول اللہؐ کے صحابی ضرار بن ازدورؓ ہیں جن کے کارنامے مشہور ہیں۔ بادشاہ نے کہا وہی جن کے متعلق میں یہ سن رہا ہوں کہ وہ کبھی پیدل لڑتے ہیں کبھی سوار کبھی ننگے ہو کر جنگ کرتے ہیں کبھی ملبوس کہا ہاں! بادشاہ یہ سن کر چپ ہو گیا اور کچھ جواب نہ دیا۔

پوپ کا حضرت ضرارؓ کی زبان کاٹ دینے کا حکم

واقعی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ جب پوپ نے حضرت ضرارؓ کی قطع کلامی سنی تو اسے غصہ آیا مگر اس نے کسی قدر تبسم کے ساتھ اس کو چھپانا چاہا مگر نہ چھپ سکا۔ آخر یہ سخت غصہ میں بھر کے بادشاہ کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا۔ مصاحبتین، افران فوج اور والین ملک وغیرہ جتنے یہاں بیٹھے تھے یہ دیکھتے ہی سب اٹھ کھڑے ہوئے اور انہیں بھی پوپ کا غصہ دیکھ کے بہت غصہ آیا۔ بادشاہ کو ان کا غصہ دیکھ کر اپنی جان کے ڈالے پڑے اور اسے یہ لگ رہا کہ کہیں امرء و ساطین مجھے قتل نہ کر دیں اس لئے اس نے لوگوں کو یہ حکم دے دیا کہ ضرار کو قتل کر دو۔ اور اس کا نشان نہ باقی رہے دو۔ یہ سنتے ہی چاروں طرف سے تلواریں چلنے لگیں اور آپ کے جسم پر ایک سو چودہ زخم بہت گہرے گہرے آئے مگر خداوند تعالیٰ جل وعلیٰ کو چونکہ آپ کی زندگی منظور تھی اس لئے کوئی مہلک زخم نہ آیا۔ پوپ کا دل یہ دیکھ کر ٹھنڈا ہوا۔ اس کی آتش غضب پر پانی پڑا اور اس نے کہا کہ اس کی زبان نکال لو۔

حضرت یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب یہ دیکھا تو آپ نے اپنے دل میں کہا خدا کی قسم! میں اس لعین کو نہیں چھوؤں گا کہ یہ رسول اللہؐ کے صحابہ پر زیادتیوں نہ کر سکے۔ یہ کہہ کر آپ آگے بڑھے زمین کو بوسہ دیا۔ بادشاہ کی نعمتوں اور بادشاہت کے متعلق دعا کی اور کہا یا ایہا الملک! یہ بہتر نہیں ہے بلکہ من سب یہ ہے کہ اسے صبح تک جناب مہلت دیں۔ اگر یہ کل تک زندہ رہا تو ہم اسے شہر کے دروازے پھر کھڑا کر کے صلیب پر لٹاکیں گے تاکہ رومیوں کے دل جو اس کی گفتگو سے مجروح ہو گئے ہیں وہ شفا یاب ہو جائیں۔ نیز اس شخص نے رومیوں کے آباد اجداد بیٹوں اور بھائیوں کو قتل کیا ہے اور اس کی وجہ سے جو ان کے دلوں میں ناصور پڑ گئے ہیں ان کا بھی اندھا مال ہو سکے۔ پھر اس کی اہانت اور قتل کی خبر مسلمانوں میں بھی پہنچے۔

واقعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ کا اس سے یہ مطلب تھا کہ اس وقت حضرت ضرارؓ کی جان چھوٹ جائے گی اور کل تک اس قوم کا غصہ بھی ٹھنڈا ہو جائے گا اور بادشاہ پھر چھوڑ دے گا۔ بادشاہ نے ان کی رائے سن کر کہا اسے کل تک تم ہی رکھو۔ یہ انہیں لے کر اپنے مکان میں آئے۔ مریم بیٹی کی زمنوں کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ کسی عضو کو کوئی رگ وہ ٹھہ

نہیں کتا ہے اور یہ اندہ پاک کے لطف و احسان کی بات ہے۔ آپ اور آپ کے صاحبزادہ نے زموں میں ٹانگے لگائے دو الگ الگ اور کھانا کھلایا اور پانی پلایا تو آپ نے آنکھیں کھولیں۔ سہ سہ حضرت یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے صاحبزادے کو بیٹھا دیکھا چونکہ آپ کو خبر نہیں تھی کہ یہ بادشاہ پر کوئی داؤ کھینے کو یہاں تشریف فرما ہیں اس لئے آپ یہ سمجھے کہ شاید یہ مرتد ہو گئے ہیں۔ آپ ان سے کہنے لگے اگر تم دونوں کا فر ہو تو اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے تمہیں میرے لیے مقرر فرما دیا ہے کہ میرا علاج معالجہ کرو اور اگر تم دونوں مومن ہو تو مرحبا جزا لکما اللہ۔ نیز ممکن ہے کہ تم دونوں کی برکت سے اللہ پاک تبارک و تعالیٰ میری پریشانی کو جڑ میں اس ضعیف سے مل کر جو دھاریں مار کر روئی تھیں دور کر دے اور جو رات دن میرے لئے اور میری بہن خود کے لئے جو لشکر میں ہیں دعائیں کرتی تھیں اور وہ میرے آنے والے واقعات کو جانتی تھیں۔ کیونکہ ان کے احباب میں میں ہی ایک رہ گیا تھا۔ ہمارے لشکر میں میری ایک بہن ہے جسے میرے حالات کی اب تک کچھ خبر نہیں۔ اگر ممکن ہو سکے تو تم میرا سلام پہنچا دو اور میری حالت کی اسے اطلاع دے دو۔ کافروں سے میری گفتگو کو طرح ہو سکتی ہے۔ میری بہن میری ماں کو خبر کر دے گی اور انہیں میرا حال لکھ کر بھیج دیں گی۔ جب کچھ دیر آپ نے رات میں استراحت فرمائی تو پھر فرمایا تم دونوں کو خدا کی قسم میں جو کچھ کہوں تم نکلتے رہو۔ ابن یوقنا رحمتہ اللہ تعالیٰ نے حرفا حرفا ان کے یہ اشعار لکھنے شروع کئے۔

(ترجمہ اشعار) اے دو شخصو! آگاہ رہو اور خدا کے لئے پہنچا دو میرا سلام میرے گھر والوں اور حطیم کعبہ کو جب تک تم دونوں زندہ رہو ہزار نعمتیں میری ہوتی ہیں بزرگی اور اقبال کے ساتھ ہمیشہ رہے نصرت۔ جو کچھ تم دونوں نے نیکی کی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ضائع نہیں ہوئی اور جو میں نے تکلیف پائی تھی وہ اب کم ہے۔ میرے ساتھ جو تم دونوں نے نیکی کی ہے اس کی وجہ سے مجھے راحت و آرام پہنچا۔ اسی طرح نیک کام خلائق کے درمیان میں یادگار رہتا ہے۔ میری خواہش محض یہ ہے کہ میں بیت اللہ میں مروں اور فقط اس وجہ سے یہ تمنا ہے کہ میں نے ایک ضعیف کو بیابان اور زمین ہے آپ و گیارہ میں چھوڑا تھا۔ وہ مدہیر جن میں مضبوطی نہیں خام ہیں اور ان مصیبتوں کے جو آتی ہیں۔ عادت رکھنے والی زمین ہے آپ و گیارہ میں قیام کرنے والی ہیں۔ نیز رہنے والی میں مسیح!، قیسوم، عشب اور زہر پر۔ میں ان کا ایک خدمت گار تھا اور ان کی رضامندی چاہتا رہتا تھا اور اگرچہ میں فقیر تھا مگر حتی المقدور ان کی بزرگداشت کرتا تھا۔

اور میں انہیں اپنے ہاتھ کا شکار کھلاتا تھا جس میں خرگوش، وحشی موش صحرائی، سوسمار اور خشک کبک ہوا گوشت ہوتا تھا۔ ہرن ہرن کے بچے، بقیہ کے ساتھ اور اس کے بعد نیل گاؤں اور جنگل کے رہنے والے جانور۔ اگر کھڑی ہو جاتی تھیں تو میں ان کی نگاہ رکھتا تھا اور ہمیشہ بدی اور گلی کی جگہوں میں میں ان کا مددگار رہتا تھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز کا ارادہ نہیں کیا اور میں نے ملعونوں کے لشکر میں نیزوں سے جہاد کیا ہے اور میں نے بہترین خلائق یعنی محمدؐ کو راضی کیا ہے۔ شاید کہ میں محشر میں خاصی پالوں۔ جو شخص قیامت کے دن سے ڈرے گا اس سے اس کے معبود خوش ہوں گے اور صلیب کے بندوں کا فروں کو ہلاک فرمائیں گے۔“

۱۔ یہ سب گھاہوں کے نام ہیں۔ ۱۲۔ اند

۲۔ جن ایک قسم کا آٹا ہوتا ہے جو درخت سے لکھتا ہے۔ ۱۲۔ اند

اس طرح میری بہن نے ہر کافر کے مقابلے میں جہاد کیا ہے حملہ اور بھاگ میں وہ نیزہ و زری سے علیحدہ نہیں ہوئیں۔ وہ کہتی تھیں کہ وقت سے پہلے ہی جدائی آگئی۔ میرے بھائی یا درکھو! مجھ سے جدائی پر صبر نہیں ہو سکتا۔ اے بھائی! اس جدائی اور فراق کو یاد رکھو۔ ہمارا ایب کون شخص ہے جو تمہاری خوش خبری لے کر آیا کرے گا جب آدمی اپنے گھریار سے سفر کرتا ہے پس یہ تو وہ ہدایہ کہ ہوتا ہے یا زمانہ کی موافقت کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ آگاہ ہوتم دونوں اس کے بھائی کی طرف سے اسے دعا پہنچاؤ اور کہو کہ غریب اور بے کس کافروں کے قبضے میں ہو کر مر گیا۔ افتادہ پاتلوں سے نکلے نکلے کیا گیا اسلام اور پاکیزہ لکڑیوں کی نصرت دی میں۔ اے کبوتر! اٹھو اور لے جاؤ ایسے عاشق کا خط جو شہ سے بھی آرام نہیں پاتا۔ اونچی زمین کے اڑنے والے کبوتر و شائق کا کلام پہنچا دو۔ اسلام کے لشکر اور روسائے مسلمان کی طرف۔ اور کہہ دو کہ ضرار قید میں جھنجھڑیاں پہنتے بیٹھا ہے۔ وطن سے دور اور دشوار جگہ میں ہے۔ بلند زمین کے کبوتر ایک تنہا اور بے کس کی بات سن لے جو وطن سے دور اور ذلت کی قید میں ہے۔ اگر تجھ سے میرے احباب دریافت کریں تو کہہ دینا کہ آسوا بارش اور ینک کی طرح برس رہے ہیں۔

اے بلند زمین کے کبوتر! میرے وطن میں خوش آوازی سے بولی بولنا اور یہ کہہنا کہ ضرار قید میں آہ و نالہ کرتا ہے۔ بلند زمین کے کبوتر! اگر تو ہمارے خیموں میں جائے تو کہہ دینا کہ دشواری کا زمانہ آسانی پر اسی طرح رہتا ہے۔ ان سے یہ بھی کہہ دینا کہ قیدی بے قراری کی گرمی میں ہے۔ اس کے پہلو اور سینہ کے درمیان میں بیماری ہے اس کی عمر کے اٹھارہ سال گزر رہے ہیں جو بلا غور و فکر کے معلوم ہو جاتے ہیں اس کے رخسار پر ایک تل تھا جسے اس کے آنسوؤں نے مٹ دیا۔ جو اس کی جدائی، دوری، تپائی اور گھر سے جدا ہونے پر بے تھے۔ جہاد کی خوشی میں نیکی کے لئے گھر سے روانہ ہوا تھا غدر کر کے اس پر ملعون لوگ پہنچ گئے۔ خداوند تعالیٰ تم میں برکت دے مجھے تم دونوں دفن کرو اور میری قبر پر لکھ دو کہ یہ ایک بے کس مسافر تھا۔ حطیم اور زمزم کے کبوتر! خبردار ہو جاؤ۔ میرے حال کی میری دل کو خبر دے دو۔ شاید زمانہ موافقت کر جائے اور ایک بار قبر بے کس کی زیارت ہو جائے۔ زیارت بد حالی کی حالت میں نہیں ہوا کرتی۔“

کہتے ہیں کہ جب ابن یوقار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان اشعار کو لکھ لیا تو حضرت یوقار رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں آپ نے اپنی وہ تہذیب جو آپ کرنے والے تھے تحریر کی اور اس خط اور ان اشعار کو ایک معتبر شخص کے ہاتھ ادھر روانہ کر دیا۔

واقفی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جابر بن دوران دوسی نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ میں بھی لشکر اسلام میں موجود تھا۔ ہم بلاط کے مقام پر مقیم تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حضرت معین بن اوس مخزومی کو مقدمہ لشکر پر متعین کر رکھا تھا کہ اچانک یہ آپ کے پاس ایک رومی شخص کو لے کر آئے اور کہا کہ یہ شخص اپنے آپ کو اپنی بتلاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تو قاصد ہے؟ اس نے کہا ہاں میرے پاس آپ کے نام کا ایک خط ہے۔ آپ نے فرمایا کس کا؟ اس نے کہا یوقار کا اور ایک اور شخص کا جو اٹلا کہہ میں قید ہے اور جسے لوگ حضرت ضرار بن ازورؓ کہتے ہیں۔ آپ نے وہ خط لے کر مسلمانوں کو سنایا۔ مسلمان حضرت ضرار بن ازورؓ کے اشعار سن کر بہت روئے۔

حضرت خولہ بنت ازورؓ کو خبر پہنچی تو وہ بھی حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا امین الامتہ!

مجھے بھی میرے بھائی کے اشعار دست دیجئے۔ آپ نے انہیں بعض اشعار پڑھ کر سنائے۔ ابھی آپ تمام کرنے بھی نہیں پائے تھے کہ حضرت خود بہت ازور سے کہاں تھے وہاں الیہ را جنوں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم۔ خدا کی قسم میں انشاء اللہ تعالیٰ اپنے بھائی کا بدلہ ضرور لوں گی۔ لوگوں نے حضرت ضرار بن ازور کے اشعار یہ ذکر لئے اور ایک دوسرے کے سامنے پڑھنے لگے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کو حضرت ضرار بن ازورؓ کے متعلق سب سے زیادہ رنج و ملال تھا۔

ہرقل کا دو مسلمان قیدیوں کو قتل کرنے کا حکم

واقفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ مسلمان برابر فتوحات کرتے ہوئے اٹھا کیہ کی طرف بڑھے چھے جارہے تھے حتیٰ کہ اہل حازم، راندات، عم، ارتاج، قورس اور بساہ وغیرہ کے قتل فتح کرتے ہوئے لوہے کے پل (جسر الحدید) تک پہنچ گئے اور یہاں حضرت ابوجبیہ دین جراحؓ کے حکم کے مطابق ڈیرے ڈال دیئے۔ ہرقل کو خبر پہنچی تو اس کے دل میں مسلمانوں کی طرف سے خوف گھر کر گیا۔ افسران فوج کو بلا کر لڑائی کی تیاری کا حکم دیا۔ جسر حدید کے قریب خیمے نصب کئے گئے۔ وایمان ملک نے اپنے اپنے ڈیرے وہیں گلوائے۔ ہرقل نے اسلحہ خود کو کھسواں اور اپنی فوج اور بہادریوں پر بھروسہ کر لیا۔ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خلعت عہد کی اور کہا جڑل یوقنا! میں اپنی اس تمام فوج پر تمہیں کمانیر بنانا ہوں۔ یہ سب فوج تمہاری کمان میں رہے گی۔ اس کی ترتیب اور صف بندی تم ہی کرو۔ وہ صلیب جو پاروں کے خاص ٹیس ڈس میں رکھی رہتی تھی اسے اور جو کسی اہم وقت یا بڑے بڑے دنوں میں نکلا کرتی تھی ان کے سپرد کی اور کہا کہ اس صلیب پہنے آگے رکھو۔ اس کی نصرت پر اعتقاد کرو یہ تمہیں مدد دے گی۔ انہوں نے اس کو سے کراپنے بیٹے کے سپرد کی اور کہا کہ اسے اپنے سامنے اٹھائے رکھو۔ ملک ہرقل سوار ہو کے گرچا میں آیا۔ وایمان ملک در مصاحب اس کی رکاب میں ہوئے۔ یہاں پہنچ کر اس نے صلوۃ العصر (فتح کی نماز) ادا کی اور اس سے فریغ ہو کے رسول اللہؐ کے ان دو مسو صہ پر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لانے کا حکم دے دیا تاکہ ان کی قربانی کی جائے۔

حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ آئے بڑھے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا ایہا الملک! اور اے روم کے جلیل القدر بادشاہ آپ کو اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے اس لئے ملک پر بادشاہ مقرر کیا ہے اور بندوں کی قسمت کی باگ دوڑ اس واسطے آپ کے ہاتھ میں دی ہے کہ اللہ جل جلالہ و عظمیٰ نے آپ کے صوم و عت اخلاق اور دیرپائی سے یہ بات معلوم کر لی تھی کہ آپ کے عقل کا دوش اس بارگراں کے متحمل ہونے کا اہل ہے۔ حکیم، یسوقورس کہتے ہیں کہ عقل در اس ایک بہت بڑی بڑی کی سیڑھی (زردبان) ہے جس کا ملک نہایت ہوشیار اور عقل مند شخص ہوتا ہے کیونکہ عقل اس اہم کی عزت اور خدائق کے لئے چراغ ہدایت ہوتی ہے۔ بس اسے بادشاہ! آپ یہ سمجھیں کہ عرب اپنے ساز و سامان اور فوج فراء کو لے کر ہم پر چڑھ آئے ہیں لڑائی کی تاک میں ہیں اور ہمیں ان کا مقابلہ کرنا پڑتی اور ضروری ہے ورنہ معلوم نہیں کہ لڑائی کا پد کس طرف جھکے۔ اُرا آپ نے ایسی صورت میں ان قیدی عربوں کو رہا کر دیا اور ہمارا کوئی آدمی ان کے پیچھے نہیں رقتہ رہو گی تو پھر آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ وہ اس سے ساتھ کس طرح پیش آئیں گے اور کیا سلوک اس کے ساتھ روا رکھیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ انہیں اس وقت تک جب تک ہم یہ دیکھ نہ لیں کہ ہمارا کام کس طرح رہے گا اور یہ نازل ہونے والی بات کیونکر ملے گی جو ان کی توں رہنے دیں۔ نیز اس سے ایک یہ بھی فائدہ ہوگا کہ اُرا ہم سے رستہوں جرنوں یا کرنوں میں سے کوئی گرفتار ہو گیا تو اسے ان کے معاوضہ میں چھڑا لیں گے۔

حضرت یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ مشورہ سن کر راجہ ب دولت کہنے لگے واقعی بادشاہ! کمانیہ صاحب کا مشورہ نہایت مفید ہے۔ پوپ نے کہا ایہا الملک! آپ انہیں اسی کنیسہ میں مقید کرنے کا حکم دے دیں تو زیادہ انسب ہے۔ کیونکہ اول تو یہ کنیسہ (گرچہ) ہمارے شہر میں سب سے عمدہ کنیسہ ہے۔ دوسرے اس میں خوبصورت خوبصورت لڑکیاں اور حسین حسین عورتیں ہیں انہیں آپ یہ حکم دے دیں کہ وہ راجہ کے اور راجہ وزیریت کر کے یہاں حاضر رہیں وہ قیدی جب ہماری عورتوں ان کے حسن اور جمال کو دیکھیں گے۔ عمدہ عمدہ ان کی خوشبوئیں سونگھیں گے تو خود ہمارے دین کی طرف مائل ہو جائیں گے اور یہ مسلمانوں کے لئے ضعف کا باعث ہوگا۔ بادشاہ نے انہیں لانے کا حکم دیا جب وہ خدا کے شیر لوہے کی زنجیروں میں بندھے ہوئے آئے تو پادریوں نے زور زور سے انہیں پڑھنی شروع کی تکلف تو آرائش دکھانا اور خوشبودار چیزوں کی بخیرگی۔

مسلمانوں نے وہاں پہنچتے ہی تکبیر پھیل کے نعرے بلند کئے بشیر دندری صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجا اور کہا شرک جموںے ہو گئے۔ قعر ضلالت کی منہا میں گر پڑے۔ خسران کی ذلت کا کلک ان کی پیشانیوں میں لگ گیا۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا اور نہ ان کے ساتھ کوئی عبادت میں شریک ہے۔ انہی قیدیوں میں ایک رفاعہ بن زہیر نامی یمن کے رہنے والے شخص تھے جو یمن کے صحابہ میں نہایت فاضل، عالم اور کتب ساقین اور علم میریہ کے بہت بڑے ماہر تھے اکثر شہر کہا کرتے تھے اور کلام کو منظوم اور سنوار کے فصاحت کے ساتھ بولا کرتے تھے جب انہوں نے کنیسہ کو کافروں سے بھر اہوا اور یہ دیکھا کہ صلیبوں کی تعظیم اور تصویروں کی پرستش کر رہے ہیں تو کہنے لگے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جموںے میں یہ مشرک اور اصحاب شیطان۔ نہیں ہے کوئی معبود مگر ایک رخن جو عدد ہے نہ محسوب۔! بلکہ اکیلا، تنہا، طاق ہے نہ کسی کی طرف منسوب۔ نہ اس کا کوئی ضد ہے نہ دوست نہ اس کا کوئی بیٹا ہے نہ اس کا کوئی گوشت پوست۔ نہ اس کے واسطے جسم ہے نہ اقامت اور نہ اس کی کوئی حد ہے نہ نہایت۔ اسی نے پیدا کیا ہے مخلوق کو اور اسی نے بنایا ہے اس موجودات کو اسی نے پیدا کی ہے کائنات اور اسی کی تدبیر میں ہیں ارض وسوات۔ وہ اول ہے اس کے وجود کا آغاز نہیں وہ آخر ہے اس کی انتہا کا کسی کو معوم راز نہیں۔ اس کا نہ کوئی شریک ہے نہ ذریعہ اور نہ کوئی مصاحب ہے نہ شیر۔ لبس کمنلہ شنی وهو السميع البصیر۔

کہتے ہیں کہ آپ کی اس تقریر سے کنیسہ میں جنبش آگئی اور پادری اپنے اپنے عصا لے کے آپ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ شاہی دربان ان کی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا اس شخص سے کلام نہ کرو اور نہ اس کی طرف توجہ کرو۔ پادری یہ سن کر آپ سے عہدہ ہو گئے۔ بادشاہ نے آپ سے کہا برادر عربی! تمہارا کیا نام ہے؟ آپ نے فرمایا ایہا الملک! آپ کو میرے نام سے کیا تعلق؟ میں آپ کی جنس سے نہیں ہوں جو آپ میرا نام دریافت کریں۔ پوپ نے کہا ایہا الملک! اس نے بالکل سچ کہا۔ یہ ہماری جنس سے نہیں ہے کیونکہ یہ نہ کوئی عالم ہے نہ حکیم کہ اس سے ہم مسائل حکمت دریافت کر سکیں بلکہ ایک بدوی (جنگلی و بدھتی) شخص ہے جو سوانے جنگلوں کی سکونت اور بدوؤں کی صحبت کے اور کچھ نہیں جانتا۔ دانائی و حکمت ہمارے شہروں سے ظاہر ہوئی اور ہمارے ہی حکماء دنیا میں مشہور ہوئے کیونکہ حکمت نے یونان سے جہاز لے لی یہیں پرورش پائی اور جب جوان ہو گئی تو سریانیوں نے اسے گلے لگایا اور اس کی آؤ بھگت کی۔ رہے اہل عرب ان میں حکمت کب آئی جو وہ اس کو پڑھتے پڑھاتے اور اس کے وارث بنتے۔

تمام فضائل ہمارے ہی عاموں کے لئے مخصوص ہیں اور سارے عدل و انصاف ہمارے ہی بادشاہوں کے طرہ اختیار،

اسکندر، بطیموس، موریق، یوسفیوس، ارمیوں، جرجس، ارسطاسیس، فیثاغورث نو صیدی جس نے اٹھائی کی بناڈی سفیوس ارمیوں جو نبی اور بادشاہ تھے۔ طاغ غورس جس نے رہا، منج اور اسٹینس کو بنایا اور جو کابن بھی تھا اور جس نے اپنے عہد کے بادشاہ کو خبر دی تھی کہ ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا جو اپنے رب سے کلام کرے گا اور اس کی نئی شان ہوگی۔ اپنے ہاتھ سے فرعون کو ہلاک کر دے گا اور حکیم من فطین یہ سب ہمارے ہی حکیم تھے اور ہم ہی سے دراصل تمام معلوم کے چشمے پھوٹ کر ہر جگہ بہے ہیں۔ نیز ہماری ہی قوم میں سے آرمیو تھا جس نے رمت الکبریٰ کی بنا رکھی اور اپنے ہی نام پر اس کا نام قرار دیا اور لیجئے سسطانیوس جس نے سب سے پہلے ایک ایسی کتاب تصنیف کی جس میں زمین کے اوپر کی چیزوں یعنی پہاڑوں، دریاؤں، درختوں اور جانوروں کی تصویریں بنائیں۔ ہر اقلیم کے رہنے والوں کا حال مع ان کی نکتوں اور خاصیتوں کے لکھ۔ نیز ہر اقلیم کی معدنیات، سونا، چاندی اور جواہرات کا حال تحریر کیا اور یمن کے کل چشموں کا مع ان کے ناموں کے حال معلوم کر کے اور ساتھ ہی پہاڑوں، جنگلوں، گھاٹیوں، آبادیوں اور دنیا کی عجائبات کا پتہ لگا کے ان کے قصہ بھی اس میں مندرج کیا۔ نیز حکیم ایردوس قلسب رومی بھی یہی سمجھتا تھا جس کا قول ہے کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ قیامت میں میرا حشر ایسے لوگوں کے ساتھ نہ فرمائیں جن سے وہاں یہ کہا جائے گا کہ تم شیطان اور اس کے لشکر کے ساتھ دوزخ میں چل جاؤ۔ وہ اپنی کتاب میں کہتا ہے کہ اسے مسین! میری کتاب کے دیکھئے اور پڑھئے والے دنیا کی لذتوں اور شہوتوں کے جو غم کی مظلم حس روحانی نورانی کی معوق ہیں انکار کرنے والے! عالم علیین کی طرف ترقی کر اور حکمت کی طرف دیکھ کر حکمت ہی عالم روحانی کی سیرگی ہے جو شخص اس کو کھودیتا ہے وہ اپنے مولیٰ اور مصور کی طرف نہیں چڑھ سکتا۔

واقعی رمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ چونکہ یہاں جبلہ بن ابہم اور ان کا لڑکا بھی موجود تھے اور اس پوپ اور جبلہ بن ابہم کے مابین عداوت تھی اس لئے پوپ نے یہ تقریر دراصل جبلہ بن ابہم کے اوپر طعن و تشنیع کرنے کے لئے کی تھی۔ ان کی عداوت کا سبب یہ تھا کہ اس پوپ نے ایک بہت بڑا لڑکا بنایا تھا جس میں یہ سال بھر کے بعد ایک میلہ لگایا کرتا تھا اور اطراف و جوانب کے رومی نذریں، مال، جانور اور موم لے کے وہاں آیا کرتے تھے اور یہ اس پوپ کی ایک رسم پڑ گئی تھی۔ بادشاہ نے یہ تمام زمین جبلہ بن ابہم کو بخش دی تھی اور اس نے اس پر جا کے چاروں طرف ایک شہر آباد کر کے اس کا نام اپنے نام پر رکھ دیا تھا اور وہ شہر جبلہ کے نام سے مشہور ہو گیا تھا۔

حضرت رفاعہؓ کا ذکر

کہتے ہیں کہ جب حضرت رفاعہ بن زہیرؓ نے پوپ کی یہ گفتگو سنی تو ہنسے اور فرمایا تو نے ایسے لوگوں کی تعریف کی اور ایسی قوم کی توصیف کی جو جاہ فضیلت سے کوسوں دور اور اہم ضلالت میں ہمیشہ چور رہی اس کے لئے نہ بڑائی کی کوئی سبیل ہے اور نہ ان میں کوئی مرد قلیل ہے۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی توحید کا نہ ان میں کوئی قائل ہو اور نہ ان میں کوئی بے لوث عبادت کی طرف مائل ہوا۔ فضیلت و بزرگی اسماعیل بن ابراہیم خلیل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کے لئے مخصوص ہے جن کے واسطے بیت الحرام، زمزم، اور مقام نیز مشعر الحرام منصوص ہے اسی اولاد میں سے تابعہ اقبال، حماۃ اور اشبال ہے جن کا سب سے بڑا اقبال ہے اور زمین کے طول و عرض میں جن کی بادشاہت کا مثیل ڈھونڈنا محال ہے اور ملک صعب ذومرئہ (اسکندر اول) یعنی دنیا کا سب سے بڑا مجاہد جو تمام جہاں کا

مالک ہو گیا اور روئے زمین پر قبضہ ہو گیا خطبات میں داخل ہو گیا۔ زمین کا وارث ہو گیا۔ آفتاب کے مطلع اور مغرب تک پہنچ گیا۔ زمین کے بادشاہوں کو ذیل کر دیا اور اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے اس کا نام ذوالقرنین رکھ دیا نیز سب، بنی عرب بنی قحطان، شداد بن عاد، شدید بن عاد اور عمرو ذوالا ذقان، مدد بن عاد، لقمان بن عاد، شعبان بن اکسیر بن تنوخ، عبد بن رقیم اور ہدین عقیان، یہ لوگ صحت کی باتیں بتلاتے تھے اور موسیٰ بن عمران کی نصیحت فرماتے تھے۔

جبلہ بن سیدہ بن عجلان بن یاقث بن رث و شہود بن سنان یہ سب بھی ایسے ہی تھے اور لیجئے سہاء بن جبب جس نے ہم میں سب سے پہلے تاق پہنا۔ اس کے بعد میر بصرہ بن عبد یاسل بن جزم بن قحطان بن ہودلیہ السلام جو پنج سو برس زندہ رہے ہم ہی میں سے تھے۔ انبوس نے ہی قعوس کو بایا خزانوں کو نکالا اشکدوس کو تابع کیا اور اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے ان ہی کو اپنے نبی خلیل بن شعوان کے ظلم کا وارث بنایا۔ سب کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہم پر زندگی و شتم کیا۔ ہمارے مراتب کو بڑھایا کیونکہ ہم میں جناب محمد رسول اللہ کو پیدا کیا، ہم سادات ہیں اور تم غلام۔

حضرت رفاعہؓ سے پادری کا مشکل سوال کرنا

واقفی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت رفاعہ بن زبیر بن زید بن عبیدہ بن سریہ جرمیؓ عرب کے علم الانساب (نسب دانی) کے تہمیت ماہر عرب کے بادشاہوں اور ان کی سیرتوں کے پورے علم تھے۔ نیز آپ نے کتب ہود، صالح اور خلیل علیہم السلام کی کتابوں کا مطالعہ بھی فرمایا تھا جب آپ نے بادشاہ سے سامنے اس بے پائی سے یہ علمائے گفتگو کی تو پوچھنے لگے کہ میں ان سے ایک مشکل سوال کر کے انہیں عاجز کر دوں چنانچہ کہنے لگے بلند منوں! اور پاک طیتوں سے قلوب عقل روح کی نسیم تک پہنچ جاتے ہیں اور مقام لاہوت نیز ان بطور خفیہ (غالباً فرشتے مراد ہوں گے) مترجم (تک جو ان البصار سے غائب اور جو محیط بالا قطر ہیں رسائی ہو جاتی ہے نیز ایسے ایسا ضلہ کی طرف جو اداس سے پاک و مصفیٰ ہیں ترقی کر جاتے ہیں اور افکار نورانیہ کی جانب اور خیالات باطنیہ کی طرف ان کدورت اخلاق کے تنہیہ کے بعد جو بیباکل جسمانیہ کی طرف سے افکار پر محیط ہیں چڑھ جاتے ہیں اور جب روشنی اور صفائی حاصل ہو جاتی ہے اور ان سے تیرگی کی کدورت مٹ جاتی ہے تو پھر ارواح کے لئے ابد لا پاکد کا عیش جس میں نہ انحلال ہے نہ انفعال میسر آتا ہے اور اس وقت حاضر حاضر سے مل جاتا ہے صفائی صفائی سے اور کدورت سے۔

حضرت رفاعہ بن زبیرؓ نے فرمایا پادری صاحب! آپ کی گفتگو اور تقریر صداقت سے معرا ہے۔ اس نے کہا کیوں؟ آپ نے فرمایا جب سیدہ ہارستہ جس پر چل کر منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں آنکھوں کے سامنے سے غائب اور اس پر پردہ حائل ہے تو پھر کس طرح قلوب عالم العیوب تک پہنچ سکتے ہیں آنکھوں کے بدوں کفر کے یا کھوٹنے کی صفائی کدورت سے کب عیدہ ہو سکتی ہے۔ افکار غوامض اسرار سے بندہ وہ پردہ و غفلت میں بول س طرح آشنا ہو سکتے ہیں اور خصوصاً جب اپنے خواہشیں اپنے مفاد کی طرف پھرتی ہیں۔ بہتیں اپنے موضوع سے قریب ہوتی ہیں۔ فکر اپنے عناصر کی طرف لوٹتے ہیں تحریکات فکر اپنے مسکن نگردش کرتے

ہیں۔ زبان اپنے اہلکن کی طرف پہنچتے ہیں۔ اشکال اشکال سے بسبب تاثیر خواہش کے جو ان میں ہے جدا ہوتی ہیں اور اپنے اقطار عناصر سے اپنی صوتوں پر ان ہی پر گر پڑتی ہیں۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا یہ انہی عربوں کا کلام ہے جن کے متعلق تو نے یہ گمان کر لیا تھا کہ حکمت ان کے اخلاق میں داخل نہیں ہے اور عقل ان کے بازار میں نہیں کھتی۔ مگر یمن سے ایک شخص سیف بن ذی نیر نامی بادشاہ تھا جس نے ہمارے حضور اکرمؐ کی بعثت سے سات سو برس پہلے آپ کی خبر دے دی تھی وہ نہایت ذکی شخص تھا اور غومض علوم ضمیمہ اور اسرار خفیہ بیان کیا کرتا۔ حکمت اور شرفعت کی باتیں بتلایا کرتا تھا اور بہت اچھی طرح نظم اور نثر بولا کرتا تھا۔ نیز جملہ ان کے جو کچھ ہمارے فصحا نے بیان کیا ہے۔ ایک فصیح قیس بن مساعدہ حسب ذیل اشعار کہتا ہے۔

(ترجمہ اشعار) خبردار ہو جو! ہم ایسے فقیہ سے ہیں جس کے لئے سبقت کی تھی عہدہ نعمتوں نے اور وہ جہل سے دور ہو گئے تھے انہوں نے کسی دن حرام کی طرف نہیں دیکھا اور سوائے تقویٰ کے کسی چیز کو نہیں معلوم کیا۔ ہم میں تو حید ہے اور ہمارے افعال اس پر شاہد ہیں اور اللہ عزوجل کی تو حید عقل کے بدون نہیں پہنچی جاتی۔ ہم سمانوں کے اوپر سب چیزوں کو دیکھتے ہیں جیسے کے اور لوگ اشیائے ظاہر کو دیکھتے ہیں۔ ہم اپنی حقیقت کو نیز جہاں سے ہماری ابتدا ہوتی ہے اس کو جانتے ہیں اور اس عالم اشکال (دنیا) میں ہم محض تصویر نہیں ہیں اور ہم اگر چہ زمین کے مرکز (ثریا) پر ہیں مگر ہماری رو میں عالم نور میں روشنی طلب کر رہی ہیں اور اس لئے وہاں چڑھی ہیں تاکہ اس نور کی انہیں خبر ہو ان ارواح نے اپنی ذات کا نور عالم عقل میں دیکھا۔ بس وہ دنیا میں قیام کرنے کو راضی نہ ہوئیں اور انہوں نے اختیار کر لیا حقیقت پیکر ظاہری اور وہ تصویروں سے بزرگ ہیں۔

واقفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن ربیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت رفاعہ بن زہیرؓ سے جبکہ وہ قید سے چھوٹ آئے دریافت کیا کہ بچپان! پوپ آپ کے کلام اور آپ پوپ کی گفتگو کو کس طرح سمجھتے تھے؟ آپ نے فرمایا جیسا! میں نے عربی میں اس ملعون سے زیادہ فصیح کسی کو نہیں دیکھا۔ میں نے یوقا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس کے متعلق دریافت کیا تھا تو انہوں نے کہا بادشاہان روم اور ان کے والیان ملک کی ریاست و سلطنت اس وقت تک قائم نہیں رہ سکتی جب تک وہ عربی زبان نہ سیکھیں۔ کیونکہ وہ تجا میں عربوں سے قریب ہیں۔ حضرت رفاعہ بن زہیرؓ نے جب اپنے مناظرہ کی کیفیت مسلمانوں سے بیان کی تو اکثر لوگوں نے اسے قلم بند کر لیا۔

حضرت رفاعہ بن زہیر کے ایک بیٹے کا ذکر

واقفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت رفاعہ بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک جاہل لڑکا تھا جو کفر کی طرف میان رکشا تھا اور آپ اس کے لئے استقامت کی دعائیں مانگ کر رہتے تھے۔ یہ بھی اس وقت آپ کے ساتھ قید تھا۔ جب گرجا میں یہ بھی دوسرے قیدیوں کی طرح آیا اور حضرت رفاعہ بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پوپ کے ساتھ مناظرہ کرنے لگے تو یہ آپ کا لڑکا گرجا اس کی زینت و صوتوں اور صلیبوں کی طرف متوجہ ہوا اور انہیں تیز نظر سے دیکھنے لگا۔ رومیوں کی عورتوں، ان کے لباس اور خوب صورتی پر مائل ہو گیا اور انہیں دوسری نظروں سے گھورنے لگا۔ آخر نہ با گیا اور رحمن کے ساتھ کفر کرنے کے لئے صلبان کی تقبیل (بوسہ دینے) کے لئے دوڑ پڑا۔

حضرت رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اس کی یہ حرکت دیکھی تو روئے اور فرمایا کم بخت! ایمان کے بعد کفر ہو گیا۔ بد بخت! رحمن کے دروازے سے دور ہو گیا ہے۔ اسے راندہ درگاہ اور اسے غافل رو سیاہ دروازے پر حاضر ہونے کے بعد ملک دیان سے پھر گیا اور شیطانوں کے غول میں گھر گیا۔ تو نے صاحب قدرت کے ساتھ کس طرح ناپاسی کی اور اس عاں جاہ بادشاہ کے مقابلہ میں کیونکر بے ادبی کی۔ بیٹا! میں تیرے فراق میں کبھی نہیں رو سکتا اور اس دنیا میں تجھ پر کبھی آنسو نہیں بہا سکتا۔ کیونکہ دنیا کا چھوڑنا یقینی ہے اور اس دار فرائض کو الوداع کہنا حتمی ہے۔ ابستہ عالم آخرت کی جدائی سے ضرور قلق ہے جس کے راستہ میں ہر ایک کا تشہق ہے۔ میں اس وقت اور راستہ پر چلوں گا اور تو او طریق میں ہوگا۔ میں اور گردہ میں ہوں گا اور تو اندر فریق میں ہوگا۔ تو انہیں کے گھروں کی طرف جانے گا۔ تیرا حشر پر دیویں اور رہبانوں کے ساتھ ہوگا۔ تو دوزخ کے چھٹے طبقے میں گرے گا اور وہیں ہمیشہ کے لئے جلائے گا۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسے گھر میں جس میں حوریں اور ازوال نعمتیں ہوں گی ہاؤں گا اور انشاء اللہ وہیں کے فوکھات کھاؤں گا۔

بیٹے! آخرت کی زندگی پر دنیا کو اختیار نہ کر اور دیکھ اپنے افعال سے مجھے رسوا پیش جہا نہ کر۔ بیٹے جب تو نے عالم الغیب کے ساتھ کفر کیا تو اپنے باپ کے بڑھاپے کو رسوا کر دیا۔ بیٹا! میری جو تیرے ساتھ امیدیں تھیں وہ خاک میں مل گئیں اور جو آرزوئیں تھیں وہ کفر کی آگ میں جل گئیں۔ بیٹا! تیرا دل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے کس طرح خوش ہو گیا اور ان سے کیونکر ناخوش ہو گیا۔ کل کس سے شفاعت طلب کرے گا جب کہ مولانا کریم تجھ پر غضب کرے گا۔ اس کے بعد آپ نے چند وعظ کے طور پر اشعار پڑھے:

(ترجمہ اشعار) بیٹا! تجھے دنیا نے دھوکہ دے دیا اور تو نے طیم کے ساتھ کفر کیا۔ بیٹا! تو نعیم میں ہونے کے بعد شقاوت کی طرف چلا گیا۔ بیٹا! کیا تو دوزخ کے عذاب سے نہیں ڈرتا؟ کیا تو قیامت میں احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں شرمائے گا؟ کیا تو یہ نہیں جانتا کہ تیرا باپ تیرے کفر کی وجہ سے کل کو غم و اندوہ کے جہنم میں ہوگا۔ جب اللہ تعالیٰ قیامت میں تجھے پکاریں گے کہ کہاں بھگا گے؟ اور یہ کہیں گے کہ میرے بعد سے! کیا تو نے واحد اور صمد کے ساتھ کفر کیا۔ بیٹا! تو نہایت بے آرا می میں ہوگا اور تیرا باپ علی علیین میں مقیم ہوگا۔ بیٹا! کیا تو اس زمانہ کو بھول گیا جب دودھ پلاتے وقت میں تجھ سے محبت کیا کرتا تھا۔ یاد رکھ! تجھے ایک ایسے پردہ نے ڈھنپ یا ہے کہ اس سے تیری خلاصی مشکل ہے۔

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ آپ کے بیٹے نے آپ کو جواب دیا کہ تمہارے لڑکے پر اب دروازہ بند ہو گیا اور پردہ ڈال دیا گیا ہے۔ پوپ نے اس کی جھٹکڑی کاٹ دینے کا حکم دیا اور کہا کہ اسے ماہِ محمودیہ سے نبھایا جائے۔ چنانچہ اس میں اسے غسل دیا گیا۔ پادری اور رہبان اس کے گرد ہوئے اسے دھوئی دی اور اسے پتھر ۱۔ دینے کے بعد والیان ریاست اور افسران فوج کی طرف سے خلعت پیش کی گئیں۔ پوپ نے سواری کے لئے ایک گھوڑا خوبصورت عورت اور بے کو ایک مکان دیا اور بادشاہ نے جبہ بن اہم غسانی کی فوج میں اسے بھرتی کر دیا۔ اس کے بعد پوپ دوسرے مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ جیسا کہ تمہارے اس ساتھی نے ہم را دین قبول کر لیا ہے تم بھی اگر قبول کرو تو تمہیں کیا چیز مانع ہو سکتی ہے۔ اس دین میں اگر تم دنیا کی نعمتوں اور ہر قل کی خوشنودی حاصل کر سکتے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں نے کہا ہمارے دین کی صداقت و حقیقت اور

ہمارے عقیدے اور یقین کی پختگی اور بہت ہمیں مانع ہے کہ ہم کسی دوسرے مذہب میں داخل ہوں۔ ہم ان لوگوں میں نہیں ہیں جو ایمان کو کفر سے اور صداقت کو کھانا سے بدل لیتے ہیں۔ بلکہ ہم وہ ہیں کہ تمہاروں کے سائے میں اپنے ایمان کی حرارت کو سر نہیں ہونے دیتے خواہ کھڑے کھڑے ہو جائیں۔ پوپ نے کہا تمہیں مسیح (علیہ السلام) نے اپنے دروازے سے دھکے دے دیے ہیں اور اپنی جانب سے صیغہ اور دروازہ چنیک دیا ہے۔ حضرت رفیعہؓ نے فرمایا اسے اللہ جل جلالہ ہی خوب جانتے ہیں اور اچھی طرح پہچانتے ہیں کہ ہم اور تم میں کون راندہ درگاہ اور کون مقبول یا رگاہ ہے۔ خدا کی قسم! جناب مسیح علیہ السلام تم سے بری اور بیزار ہیں اور تم ان کے راستے سے بالکل صیغہ ان پر چھوٹی تہمتیں تراشنے والے ہو۔ اللہ غالب و بزرگ و برتر کے سامنے میدان قیامت میں وہ تمہارے دشمن ہوں گے کیونکہ وہ نہایت معتمد بندے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے پاس تمہاری ہدایت کے لئے بھیجا تھا مگر تم نے ان کی مخالفت کی ان کی شریعت کو بدل ڈالا اور جو کچھ وہ لے کر آئے تھے اسے تم نے مطلق نہ سمجھا۔ ہمارے نزدیک تم اپنے جہل کی وجہ سے گمراہ ہو اور امر واقعہ کے خلاف مبنی کی بدولت مسیحؑ پر ظلم کرتے ہو۔ اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں والکافرون ہم المظالمون۔ ہر قتل نے آپ کو قتل طبع کر کے کہا یا شیخ! مسند کلام کو حوں نہ دیجئے اور بات مختصر کیجئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حال بخوبی جانتے ہیں منظرہ کو بہت گنجائش ہے نہ ہم آپ کو اپنا سمجھتے ہیں نہ آپ ہمیں۔ اس کے بعد کہ میں نے سنا ہے کہ تمہارے خلیفہ اور سردار بیچوند کا کچرا اپنے آپ میں حالانکہ ہر مال اور خزانہ قدر ان کے پاس پہنچے کہ جو دائرہ حساب میں نہیں آ سکتا۔ اگر وہ شاہ باپ سپہیں اور اس میں تکلف نہ پیدا کریں تو انہیں کیا چیز مانع ہو سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا طلب آخرت اور اپنے مول کریم کا خوف نہیں یہ آراش نہیں کرنے دیتا۔ ہر قتل نے کہا ان کا دار و مارت (دربار یا قصر شاہی) کیسے بنا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا کچی مٹی کا۔ اس نے کہا ان کے مصاحب اور درباران کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا مسکین اور فقراء مسمین۔ اس نے کہا دربار میں فرش کیسے اور کس چیز کا بچھا رہتا ہے؟ آپ نے فرمایا عدل و انصاف کا۔ اس نے کہا نہت کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا عقل و یقین کا بنا ہوا۔ اس نے کہا ان کے ملک کی ضروریات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا زہد و تقویٰ۔ اس نے کہا ان کا خزانہ کتنا ہے؟ آپ نے فرمایا رب اعلیٰ میں پر توکل جس قدر ہو سکے۔ اس نے کہا ان کے لشکر میں کون و گ بھرتی ہیں؟ آپ نے فرمایا دیہ ان مسمین اور شہسواران موحدین ایسا الملک! کچھ لوگوں نے ایک مرتبہ حضرت حم بن خطابؓ سے عرض کیا تھا کہ جب آپ سواطین روم کے خزانے کے مالک ہو گئے اور ان کے افسروں اور سرداروں کو جناب نے ناک کے پنے چبوا دیئے اور وہ خوب ذلیل و خوار ہو گئے تو پھر آپ اب کیوں علمہ لباس زیب تن نہیں فرماتے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ تم لوگ زینت حیات و عبرہ چاہتے ہو اور میں رب السموات والارض کی خوشنودی اور رضامندی کا طلب گار ہوں۔ جب آپ نے یہ فرمایا اور آپ کی زبان سے یہ الفاظ ظاہر ہوئے تو اسی وقت قدرت کے منادی نے آواز دے کر لوگوں کی توجہ اس آیت شریفہ کی طرف منططف کرادی۔

الذین ان مکاھم فی الارص اقاموا الصلوٰۃ و اتوا الزکوٰۃ و امروا بالمعروف و نہوا عن المنکر .

”ایسے لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں قدرت دے دیں تو وہ نماز کو قائم رکھیں اور زکوٰۃ ادا کرتے رہیں نیک کاموں کا

حکم دیں اور بری باتوں سے روکیں۔“

کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہر قتل نے قیدیوں کے متعلق یہ حکم دیا کہ وہ اسی کینرہ میں قید رکھے جائیں۔ یہ یہ کہ وہ لشکر کی طرف چلتا کہ خیموں کو دیکھے کہ کس طرح لگائے گئے ہیں۔ چنانچہ یہ لشکر میں آیا اور اس نے دیکھ کر اس کے خیمہ کے سردار فران فون کے

ذریعہ جات نصب ہیں اور ہر ذریعے کے مقابلہ میں کمزری کا ایک ایک خیرہ جن پر سونے کا کام بنا ہوا ہے بنائے گئے ہیں۔
گھٹنے اور ناقوس ان کے دروازوں پر آویزاں ہیں اور ان کی خوب زیب و زینت کی گئی ہے۔

کہتے ہیں کہ یہ کمزری کے کنیسے جن میں یہ رومی ناقوس بھی کرتے اور فخر کیا کرتے تھے بنائے موجود رہتے تھے اور سفر کے اندر لشکروں میں رہا کرتے تھے۔ بادشاہ نے تمام لشکر کا ایک چکر لگایا اور اس کا معائنہ کر کے یہ چاباک میں شہر میں (اٹھا کر) لوٹ جاؤ مگر اسی وقت گھوڑے سر پٹ ڈالے۔ اس کے پاس چند سوار آئے انھوں نے ریاست اور درباریوں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا عرب حصر حدید لے گیا آگئے ہیں اور اس پر ان کا قبضہ ہو گیا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ بادشاہ کو زوال سلطنت کا اسی وقت یقین ہو گیا اور اس نے سمجھ لیا کہ اب میری سلطنت اور بادشاہت کا قائم رہنا مشکل ہے۔ اس نے ان سواروں سے کہا تم سو بہادر سپاہی اس پر متعین ہیں۔ پھر عربوں کا قبضہ اس پر کس طرح ہو گیا؟ انہوں نے کہا ایسا الملک اہل کے بر جوں پر جو سردار مقرر ہے خود اسی نے وہ ان کے سپرد کر دیا ہے۔

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں حسن اتفاق یہ ہوا اور اسد پاک تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کے ساتھ یہ احسان فرمایا کہ بادشاہ کا دربان لشکر میں شہت کرنے اور بر جوں میں جو فوج متعین تھی اسے تاکید کرنے پہل تک جو روزانہ آیا کرتا تھا وہ ایک دن حسب معمول جب آیا تو اس نے اپنی فوج کے آدمیوں کو شراب کے نشہ میں غمور پایا اور دیکھ کہ وہ پہرہ سے غفل پڑے سو رہے ہیں۔ اس نے فوج کے ہر دست کے افسر کو متنبہ کیا اور یہی سپہ پاس کوڑے مار دیئے۔ فوج کے کرنل یا سردار کو قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر پھر بادشاہ کے خوف نیز اپنے حزم و احتیاط کی وجہ سے چھوڑ دیا اور بادشاہ کو اس کی آکے خبر نہ دی۔ فوج کے افسروں کے دل میں یہ کہینہ بیٹھ گیا مگر خاموش رہے۔

حضرت یوسف رحمت اللہ تعالیٰ علیہ جب کسی روز یہاں اس نیت سے تشریف لائے کہ میں اس پہل کے متعلق کیا تدبیر اور واؤ کر سکتا ہوں تو انہیں پتہ چلا کہ افسر بادشاہ کے فداں مصداق سے ناراض ہیں۔ آپ نے ان سے اس کی وجہ دریافت فرمائی مگر انہوں نے بالکل اس کا انکار کر دیا۔ آپ نے اسرار کیا اور فرمایا مجھے تم اپنے بھید سے ضرور آگاہ کر دو۔ انہوں نے کہا کیا آپ ہمیں اپنی طرف سے امن دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں امن ہے۔ انہوں نے کہا ہمارا ارادہ ہے کہ ہم اس پہل کو عربوں کے سپرد کر دیں۔ آپ کو ان کے قول کی جب پوری طرح تصدیق ہوئی کہ یہ سچے دل سے کہہ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا اب تم کیا چاہتے ہو؟

انہوں نے کہا مسلمانوں سے امان لینا۔ آپ نے فرمایا میں ان کے سردار کے پاس ایک خط لکھ دوں گا کہ وہ تمہیں امان دے دیں۔ میری رائے میں اگر تم ان کے دین میں بھی داخل ہو جاؤ تو بہت بہتر ہے۔ انہوں نے کہا آپ ان کے دین میں داخل ہو کر پھر کیوں ان سے پھر گئے۔ آپ نے فرمایا حاشا اللہ میں ان کے مذہب سے نہیں پھرا۔ بلکہ اس مصمحت سے یہاں آیا ہوا ہوں کہ کسی حلیہ سے یہ اظہار کیا کہ سپرد کر دوں۔ انہیں جب اس کی تصدیق ہوئی کہ یہ مسلمان ہیں اور ہم تو بالکل سچ کہہ رہے ہیں تو انہوں نے کہا یہ میں ہم انہیں سپرد کر دیں گے۔ جب اس رائے پر سب متفق ہو گئے تو انہوں نے اپنی اس رائے کو پوشیدہ رکھا اور جب مسلمان آگے بڑھے تو اس فوج کا افسر چپکے چپکے مسلمانوں کے لشکر میں گیا اور حضرت یوسف رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کا خط دکھا کر اپنے اور اپنی فوج کے لئے امان مانگنے لگا۔

مسلمان یہ دیکھ کر بغیر جنگ کے پل ہاتھ آجاتے خوش ہوئے اور ان دے دی۔ مسلمانوں کا لشکر آئے بڑھا۔ اس متعین فوج نے پل کے اس دروازے کو ان کے لئے کھول دیا اور مسلمان اس میں داخل ہو گئے۔ جب یہ خبر ہرقل کے پاس وہ چند سوار لے کر پہنچے تو اس نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور یہ اپنے خیمہ میں داخل ہو گیا۔

مسلمانوں کا انطاکیہ پر خروج کرنا

واقعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب مسلمان انطاکیہ کی حدود میں پہنچ گئے تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ سے فرمایا: ابا سلیمان! ہم رومی سواروں کی سرزمین یعنی انطاکیہ میں پہنچ گئے ہیں۔ چند ساعت میں بادشاہ کا لشکر ہمارے مقابلے میں پہنچے والا ہے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا یا امین الامۃ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں۔

واعذو اللہم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترهبون بہ عدو اللہ وعدوکم۔
”اور تیری قوت و رباط واسطیٰ ان کی لڑائی کے جتنی کہ کر سکو تو اور گھوڑے پالنے کے اس کے سبب اللہ تعالیٰ کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں پر تمہاری دھاک بیٹھ جائے۔“

اب آپ اپنی فوج کو تیاری کا حکم دیں تاکہ وہ زینت اسلام اور قوت ایمان کا مظاہرہ کریں اور ایک ایک سردار کو فوج دے کر پے درپے ادھر روانہ کرتے رہیں۔ آپ نے ایسا ہی کیا اور سب سے پہلے حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نضیل عدویؓ کی جو عسکرہ مبشرہ میں داخل ہیں ماتحتی میں تین ہزار فوج جو مہاجرین و انصار پر مشتمل تھی دے کر ادھر بطور ہراول کے روانہ کیا۔ پھر ان کے پیچھے حضرت رافع بن غیرۃ العاصیؓ کی سرکردگی میں دو ہزار سوار دے کر بھیجا۔ ان کے پیچھے پھر تیسرا نشان حضرت میسرہ بن مسروقؓ کو مرحمت کیا اور تین ہزار جوان کے ساتھ کر کے انہیں بھی ادھر بھیج دیا۔ جو تمام حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ کے واسطے بنایا اور ان کو بھی تین ہزار لشکر دے کر چلا گیا۔ پانچواں نشان یعنی رابیہ العقاب جسے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے ہاتھ سے بنا کر حضرت خالد بن ولیدؓ کے اس وقت پر دیا تھا جب کہ آپ نے انہیں الیہ کی مہم پر روانہ کیا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے لیا اور اپنے ساتھ لشکر زحف کو لے کر روانہ ہو گئے۔ جب آپ کچھ دور جا چکے تو سب کے بعد بقیہ لشکر کو لے کر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ خود چلے۔ آپ کے لشکر میں مجملہ دگر حضرات کے حسب ذیل افراد بھی تھے۔

عمرو بن معدیکرب زبیدیؓ، ذوالکلاع حمیریؓ، عبدالرحمن بن ابوبکر صدیقؓ، عبداللہ بن عمر خطابؓ، ابان بن عثمانؓ، بن عفانؓ، فضل بن عباسؓ، ابوسفیان مضر بن حربؓ، راشد بن ضمرہؓ، سعید بن رافعؓ، زید بن عمروؓ، رافع بن سکیلؓ، زید بن عمرؓ، عبداللہ بن ظفیرؓ، عبید بن اوسؓ، ابولبابہ بن منذرؓ، عوف بن ساعدہؓ، عباس بن قیسؓ، عابد بن علیہؓ، داغ بن عئیدہؓ، عبداللہ بن قرقازدیؓ، واحد بن ابی العونؓ، مہاجر بن اوسؓ، کعب بن ضمرہؓ، مسعود بن عونؓ اور ان ہی جیسے حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ ان کے پیچھے پیچھے وہ خواتین تھیں جن کے احباب قید میں تھے جیسے خولہ بنت ازورؓ، عقیقہ بنت غفارؓ، مزروعہ بنت ملحوقؓ، ام ابیہ بنت عبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ مگر ان سب میں نمکین حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔

واقعی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت خولہ بنت ازورؓ عنہا نے اپنے بھائی کی قید کا ایک نہایت اندوہناک اور غمگین مرثیہ کہا تھا جو حسب ذیل ہے:

نہایت دشمن و جاہ سے گزر گئے اور آہ آہ ان کے گھروں میں ان ملعون عربوں نے سُنوت اختیار کر لی ان کے رُجوس کو مسجد بنادیا۔ صومعہ اور سِنِیاف کو بر باد کر دیا۔ ان کے دیروں کو کھود کر ان کا کھنڈر کر ڈالا۔ تمہارے بادشاہ کو ذیل تمہارے بنی خواتین کو ہاندیاں بچوں کو ہاندیاں بنالیں۔ تمہارے قلعوں سے مالک شہر و قریبوں پر بغض اور سٹوں پر مسلط ہو گئے اور تم ابھی خوابِ فرخوش میں ہو۔ جو چہ ہوتا تھا وہ ہوگا اور جو کچھ کرنا تھا وہ کر چکا۔ اب پانی سر سے تر چا پتا ہے بیدار ہو جاؤ اور اپنے حریف سے ڈٹ کر مقابلہ کر لو تم سے پہلے بہت سی قومیں اپنے وطن عزیز اور مہربان کی حفاظت کے لئے مردانہ و ارمیدان میں کام آچکی ہیں مگر انہوں نے اپنی اور خواتین کی غیرت پر حرف نہیں آنے دیا۔

میری حکمت وہ انائی کا تہ ضیہ تھا کہ میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ تم اپنے اور عربوں کے مابین مصالحت کا جال بن لو مگر چونکہ تمہارے بہانے کے اندر جس نے تمہاری حکمت کے نور کو پہلے ہی بجھا دیا تھا اس لئے تم نے اس کا انکار کر دیا۔ کیا تم نے یہ نہیں سنا کہ ایک سبز چتر کا تہ افیونس کے شاہِ رومیہ و ان کی قبر کے اوپر سے پایا گیا ہے اس میں مرقوم ہے کہ حکمت و دانائی عالمِ دل کے لئے بمنزل ایک میزگی کے ہے جو شخص اسے سکھوتا ہے وہ قرب و دُری کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ حکمتِ قلوب کی زندگی، ذہنوں کا فزائید، نفوس کا تزکیہ اور عقول کا نور ہے۔ جو شخص حکیم اور دانائیں ہے وہ ہمیشہ کاہر ہے جو شخص کام کا انجام سوچتا ہے وہ اونچے نیچے ضرور دیکھتا ہے اور جو شخص اونچے نیچے دیکھتا ہے وہ کسی چیز پر نظر نہ کر دیتا ہے وہ اس کی حقیقت اور اپنے حق کو پہچان لیتا ہے اور جو شخص حقیقت اور خالق کو پہچان لیتا ہے وہ نیک کام سر انجام دیتا ہے اور جو نیک کام سر انجام دیتا ہے اس کا ذہن اور عقل ترقی کر جاتی ہے ورجس شخص کی عقل ترقی کر جاتی ہے اس کی روح پاک ہو جاتی ہے۔“

بادشاہ کی یہ تقریریں کہ جب بن اسلم غسانی کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے روم کے جمیل اھدر بادشاہ! ان عربوں کی جنگ ان کے خفیہ عمر کے مدینہ میں ہونے کی وجہ سے ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں آل غسان میں سے اس کی طرف ایک آدمی بھیجتا دوں تاکہ وہ اسے چپکے سے قتل کر دے۔ یہ یہ لوگ اس کے قتل کی خبر سنیں تو شام کا ملک چھوڑ کے یہاں سے بھاگ پڑیں گے۔ ہر قل نے کہا یہ ایک ایسی بات ہے جس کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا اور نہ اس طرح کسی کی موت آ سکتی ہے کیونکہ موت کے اوقات معینہ ہیں اور سانس کے اعداد مقرر ہیں ہاں یہ ایک دل خوش کن بات ہے جو سننے کے وقت کانوں کو بھی بھلی معلوم ہوتی ہے اس لئے کر گزرو۔

ایک رومی کا خلیفہ المسلمین کو شہید کرنے کے لئے جاننا

کہتے ہیں کہ جب نے اپنی قوم میں سے ایک شخص واثق بن مسافر کو اس کام کے لئے منتخب کیا جو لڑائی میں نہایت دلاور اور جری آدمی تھا اور اس سے کہا کہ تو یثرب چلا جا جہنم ہے کہ تو مسلمانوں کے خفیہ کو قتل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ اگر تو نے اس کام کو سرانجام دے دیا تو میں تجھے جتنا تو مال اور ملک چاہے گا دے دوں گا۔ واثق بن مسافر غسانی مدینہ طیبہ کی طرف چلا اور رات کے وقت ایک روز مدینہ طیبہ میں پہنچا صبح ہوئی تو حضرت علیؓ نے خطابہ نے فجر کی نماز پڑھائی۔ دعا مانگی اور مجاہد بن شام کی خبر لینے کے لئے مدینہ منورہ سے باہر جنگل کی طرف روانہ ہو گئے۔ واثق بن مسافر غسانی آپ سے پہلے ہی جا کے ابن

۱۔ چونکہ جناب کی عدالت شریفہ کی کمی ہی نماز کے بعد جنگل میں اس غرض سے تشریف لے جایا کرتے تھے کہ شاہِ جہاں شام کو کوئی قتل نہ ہو اور یہ آپ کی محابوین کے لئے نہایت محبت و الفت کی بات تھی۔ ۱۳۰

وہاں انصاریؒ کے باغ میں ایک درخت کے اوپر چڑھ کے بیٹھ گیا اور اس درخت کی شاخوں اور پتوں سے خود کو چھپا لیا۔ جہاں امّ ابی حضرت عمر بن خطابؓ مدینہ منورہ سے باہر نکل کر بیٹھ گئے اور جب دھوپ تیزی ہوئی اور زمین جیسے تھی ڈاؤں سے اٹھ کر تنہا اس باغ میں آ کے ایک درخت کے نیچے لیٹ کر سو گئے۔ آپؐ سوتا ہوا دیکھ کر اس نصرانی نے نیچے اترنے کا ارادہ کیا اور اپنے خنجر کو نکال لیا۔ اسی وقت جنگل میں سے ایک شیر نکل کے باغ کی طرف جھومتا دھڑا دھڑا دھڑکتا اور کسی کی ملاقات کی تمنا اور آرزو میں آہ و نالہ کرتا ہوا آتا دکھائی دیا اور حضرت عمرؓ کے گراگھوٹنے لگا۔ پھر آپؐ کے قدموں میں بیٹھ کے آپ کے تلوے چاٹنے لگا اور جب تک آپؐ بیدار نہ ہوئے اس وقت تک آپؐ کی برابر حفاظت کرتا رہا۔ آپؐ کی آنکھ کھلی شیر جنگل کو سیدھا ہوا۔

یہ نصرانی عرب درخت سے اتر آ آپؐ کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور کہنے لگا: "معاذ اللہ! آپؐ نے انصاف فرمایا اور آپؐ مامون ہو گئے اور بے خوف ہو گئے خدا کی قسم! کائنات آپؐ کی حفاظت کرتی ہے۔ دہشت آپؐ کا پہرہ دہشت ہے فرشتے آپؐ کی تحریف بیان کرتے ہیں اور جن آپؐ کی توصیف کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپؐ کو وہ تمام قصہ سنایا اور آپؐ کے دست شرف پر شرف باسلام ہو گیا۔

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ بعض اس قصہ کو مسلمانوں کے اظہار کیہ پر فروغ کرنے سے قبل کاہتے ہیں لیکن ائمہ راویوں سے یہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسی وقت کا ہے جب کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اظہار کیہ میں فوجیں لئے پڑے تھے۔ کہتے ہیں کہ جب ہرقل کنیسہ القیام میں اپنی قوم کو نصیحت کر کے ان سے اس بات پر حلف لے چکا کہ جب تک ہم میں سے ایک شخص بھی زندہ ہے ہم کبھی قدم پیچھے نہیں ہٹائیں گے تو اس کی قوم اس کے ساتھ لشکر میں آئی۔ صلیبیں بلند ہوئیں۔ داری اور شب انجیلیس پڑھنے لگے۔ اہل کفر و طغیان میں ایک شور بدتمیزی واقع ہوا۔ شور و غوغا کی آوازیں بلند ہوئے تئیں اور لڑائی کے لئے آمادہ ہو گئے۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ یہ دیکھ کر فوراً گھوڑے پر سوار ہوئے اسلامی فوج صف بستہ ہوئی۔ ہر سردار اپنی اپنی جگہ مستعد ہو کے کھڑا ہو گیا۔ ہم اور دشمنات جا بجا اکٹائی دینے لگے۔ مسلمانوں نے شہنشاہِ عالمِ اغیوب کے ذکر سے آوازوں کو بلند کیا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی پانچ صدائیں ہر طرف سے آنے لگیں۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے فوج کو اسی ترتیب اور وضع پر کھڑا ہونے کا حکم دیا جس وضع اور ترتیب سے پہلے روز یہاں آئے تھے اور حضرت ربیعہ بن عمرؓ سے جو نہایت فصیح اور متقی عبارت بولا کرے تھے جیسا کہ ہم ان کا پہلے ذکر کر چکے ہیں فرمایا کہ: یا ربیعہ! مجھ دین اسلام کے دلوں کی طرف اپنے وعدہ و نصح کے تیر جھینگو اور قتل مشرکین پر مسہمین کو خوب ترغیب دلاؤ۔ حضرت ربیعہ بن عمرؓ شاعر آگے بڑھے اور چونکہ بلند آواز تھے صفوں کے سامنے کھڑے ہو کر اس طرح فرمانے لگے:-

"لوگو! آخر یہ تو قف کب تک؟ بس اب جمعہ کے لئے تیار ہو جاؤ دیکھو اور آج کی طویلوں نے کابلہ کے پیچروں سے نکلنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ خوش خوشی اپنے مالک (خالق) کی طرف چلنے کے لئے تیار ہوئی ہیں۔ اپنے منادی کی آواز پر لبیک کہتی ہوئی ادھر چل پڑی ہیں اور میں نطق عبارت سے اشارہ کی زبان کے ساتھ یہ کہتی ہوئی چل پڑی ہیں کہ جب تمہارے مومناں اور مددگار نے تمہاری جانوں کو خرید لیا ہے پھر اس کے خرچ کرنے میں کیوں دیر لگا رہے ہو؟ کیا حیاتِ نانیہ کی محبت اور نفسِ امارتی اور ذلیل کی اغت

میں ہمیشہ نہیں رہو گے؟ یہ تمہارے اوقات، تمہاری تائید اور نصرت میں ہیں۔ تمہاری ہمتیں طلبِ زینت دینے سے یکسوئی حاصل کرنے والی ہیں اور مواظعہ صادقہ کلامِ حق کے ساتھ ہمیشہ مقید رہا کرتے ہیں۔ تم جہاں کہیں بھی موجود ہو گے خواہ چاروں طرف سے بند بروج کے اندر کیوں نہ ہو موت تمہارا کبھی پیچھا نہیں چھوڑ سکتی وہ آ کر رہے گی۔ یہ ہماری سعادت کے سترے اقبال کے ساتھ طلوع ہونے والے ہیں اور یہ ہمارے امیدوں کے آسمان میں نکلے۔ عشق کی صبح صادق ان کی تمناؤں کے افلاک میں ہوئی اور منسوب ہیں جب محبت کے سترے ان کی امیدوں کے آسمان میں نکلے۔ عشق کی صبح صادق ان کی تمناؤں کے افلاک میں ہوئی اور معرفت کے آفتاب نے ان کے عشق کے مشرق میں طلوع کیا اور جب انہوں نے متفق ہو کر حمے کا قصد کیا۔ اپنے نفوس کو رضامندی باری میں آگے بڑھایا۔ ایک نے دوسرے پر سبقت کی اور نرمی نہ برتی تو اپنی طینتوں کی صفائی اور نیتوں کی بہترائی کے سئے اس آیت کے مضمون کے ماتحت پکار لئے گئے:

من المومنین رجال صدقوا.

”مومنین میں سے بعض وہ آدمی ہیں کہ انہوں نے سچ کہا۔“

جنگِ انطاکیہ

والقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جابر بن اوس رحمۃ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ میں بھی اس لڑائی میں موجود تھا جب حضرت ربیعہ بن عامرؓ اپنا وعظِ شہم کر چکے تو سب سے پہلے رومیوں کے لشکر میں سے لڑائی کے لئے نسطاروس بن روتیل جو رومیوں میں ایک بہادر اور لوہے کا گویا ایک برج تھا نکلا اور میدان میں آ کے اپنے حریف کو طلب کرنے لگے۔ حضرت داس ابو الہولؓ فاتحِ حبیبی ظریف کے غلام اس کی طرف چلے۔ آپ گھوڑے پر سوار تھے۔ ایک نے دوسرے پر حملہ کیا۔ لڑائی کے شعلے بند ہوئے۔ مگر آپ کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور آپ اس کی پشت سے اچھل کر زمین پر آ گرے۔ نسطاروس آپ کی طرف جھکا آپ کو گرفتار کیا اور حقارت کے ساتھ کھینچتا ہوا اپنے خیمہ کی طرف لے گا۔ اور اپنے آدمیوں کے سپرد کر کے پھر میدان میں آ گیا۔ حضرت ضحاک بن حسان طائیؓ اس کے مقابلے کے لئے بڑھے۔ آپ صورت و شکل درازی قد اور شہسوار کی میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے بالکل مشابہ تھے جب آپ میدان میں تشریف لائے تو ایک رومی شخص جس نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو چند لڑائیوں میں دیکھا اور پیچھا تھا آپ کو دیکھ کر کہنے لگا یہ مسلمانوں کے وہی شہسوار ہیں جنہوں نے ہمارے ممالک کو فتح قلعوں کو محسور دلا وروں کو قتل اور حاصیوں کو گرفتار کر کے رکھ دیا۔

یہ سنتے ہی رومیوں کا ہر وہ شخص جو انطاکیہ کی جنگ میں موجود تھا آپ کی طرف دیکھنے لگا اور حضرت ضحاک کو یہ سمجھ بھٹکا کہ یہ حضرت خالد بن ولیدؓ ہیں۔ مشرکین کے ہجوم کی وجہ سے جو ان میں حضرت خالد بن ولیدؓ عنہ کے دیکھنے کے اشتیاق میں پیدا ہوا تھا خیموں کی رسیاں ٹوٹ گئیں منجملہ دیگر خیموں کے نسطاروس کا خیمہ بھی سالم نہ رہا اور وہ اس کے تخت کے اوپر آ پڑا۔ فراشوں اور غلاموں کے یہ دیکھ کر حواس باختہ ہوئے اور انہیں اپنی جانوں کے لالے پڑ گئے کہ اگر نسطاروس انہیں اس حالت میں دیکھ لے گا تو ہمیں قتل کر دے گا۔ لشکر کا چونکہ ہر آدمی نسطاروس اور اس کے حریف کے دودھ پاتھ دیکھنے اور ان کے فوجوں جنگِ ملحظہ کرنے کا مقصد تھا۔ اس لئے ان غلاموں کو اب کوئی آدمی نہ ملے۔ جو خیمے کھڑے کرنے میں ان کا معاون و مددگار رہتا۔ آخر ان تینوں فراشوں میں سے دو کی یہ

صلاح ہوئی کہ حضرت داس ابو الہول کو حوصلہ کران سے اس کام میں اعانت لی جائے۔ یہ آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم آپ کی ہتھکڑیاں کھولتے ہیں آپ اس خیمہ کے نصب کرانے میں ہماری ذرا مدد دیجئے ہم پھر آپ کو اسی طرح سے ہتھکڑیاں پہنا دیں گے اور جب سردار نساہروس یہاں آئے گا ہم اس سے آپ کی رہائی کی سفارش کر دیں گے اور وہ آپ کو چھوڑ دے گا۔

آپ نے فرمایا ہاں بہت بہتر۔ انہوں نے آپ کی ہتھکڑیاں کھول دیں آپ دفعۃً ان دونوں کی طرف جھپٹے اور ایک کو داہنے ہاتھ میں دوسرے کو بائیں ہاتھ میں ایک کے دبوچ لیا اور ایک کو دوسرے پر دے دے مارنے لگے کرا کے ان دونوں کا دم نکل گیا تو آپ تیسرے کی طرف جھپٹے اور پکڑ کر اسے بھی ان ہی کے پاس پہنچا دیا۔ اس کے بعد آپ ایک صندوق کے پاس آئے اور اسے کھولا تو اس میں سطورس کے کپڑے رکھے ہوئے دیکھے آپ نے انہیں پہن لیا اور پھر نساہروس کے ایک عمدہ گھوڑے پر سوار ہو کر اس کا پیش قیض اور تلوار ہاتھ میں لی اور اپنی وضع کو بدل کر نصرانی عربوں کے لشکر کی طرف چلے۔ جبکہ بن اسلم اور اس کا بیٹا نیز اس کے قبیلہ کے معزز اشخاص بادشاہ کے لشکر میں گئے ہوئے تھے اور یہاں کوئی نہیں تھا البتہ جبکہ بن اسلم غسانی نے حازم بن یغوث کو اپنے تمام لشکر کا سپہ سالار بنا کر اس کو یہاں ٹھہرا کر کے چھوڑ رکھا تھا۔ آپ حازم بن یغوث کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے۔

واقفی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ سطورس اور ضحک بن حسانؓ کے مابین برابر جنگ جاری رہی حتیٰ کہ ان دونوں کے گھوڑے تھک کر چکنا چور ہو گئے مگر دونوں حریف اپنے اپنے دشمن پر غائب نہ آ سکے۔ آخر دونوں جدا ہوئے سطورس تھک کر اس غرض سے کہ خیمہ میں جا کر استراحت و آرام کرے اپنے خیمہ کی طرف چھا گرا اس کے قریب پہنچ کر خیمہ کو سرنگوں اور فراشوں کو قتل پایا۔ حضرت داس رحمۃ اللہ تعالیٰ کو جب وہاں نہ دیکھا تو فوراً سمجھ گیا کہ یہ سب آجھ اسی کے کر توت ہیں آخر جتنا کھنا بادشاہ کے پاس گیا اور اسے تمام ہاتھوں سے مطیع کیا اور کہا مسیح (علیہ السلام) کی قسم! یہ عرب یکے شیطاں ہیں۔ لشکر کو جب حضرت داس رحمۃ اللہ تعالیٰ کے اس فعل کی خبر ہوئی تو وہ جنبش میں آیا۔ بادشاہ نے کہا وہ ابھی تک ہمارے ہی لشکر میں معلوم ہوتا ہے ہم نے اسے نفلتے یا بھاگتے ہوئے نہیں دیکھا۔ نصرانی عربوں کا لشکر چونکہ ہم جنس سے اس لئے وہ اس میں چھپا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

حضرت داس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب لشکر میں حرکت دیکھی تو آپ فوراً سمجھ گئے کہ یہ میری ہی وجہ سے معلوم ہوتی ہے۔ آپ نے چپکے سے تلوار نکالی اور حازم بن عبد یغوث کے سر پر اس زور سے رسید کی کہ اس کا سر اس کے تن سے دور جا کر پڑا۔ نصرانی عرب آپ کی جرات اور کام دیکھ کر بہموت سے ہو گئے۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کو آپ کے قتل سے روک دیا اور وہ دہشت زدہ ہو کر رہ گئے۔ آپ نے اپنے گھوڑے کی عنان مسلمانوں کے لشکر کی طرف منعطف کر کے ڈھکی چھوڑ دی اور گھوڑا ادھر سر پٹ پڑ گیا۔ مسلمانوں نے جب آپ کو آتے ہوئے دیکھا تو تھیل و کبیر کے فلک شکاف نعروں کے ساتھ آپ کا استقبال کیا۔ آپ حضرت ابو سعید بن جراحؓ کی خدمت میں آئے مسام کیا اور اپنا تمام قصہ بیان کیا۔ آپ نے دعادی اور فرمایا خدا کرے کہ تمہارے ہاتھ نہ ہٹکیں۔

کہتے ہیں کہ جبکہ بن اسلم غسانی کو جب اس کے چچیرے بھائی حازم بن عبد یغوث کے قتل کے متعلق معلوم ہوا تو اسے سخت غصہ آیا۔ بادشاہ کے پاس جا کے زمین بوس ہوا اور کہنے لگا روم کے شہنشاہ! اب مجھ میں صبر کی طاقت باقی نہیں رہی۔ یہ عرب حد سے آگے بڑھ گئے ہیں اور اپنے قدر و مرتبہ کو بھول کر آگے قدم رکھنے لگے ہیں اور ضروری ہے کہ ان پر حملہ کر دیا جائے۔ بادشاہ ابھی اجازت

دینے ہی کو تھا کہ مسلمانوں پر ایک متفقہ حمد کر دیا جائے کہ اچانک کچھ آدمی گھوڑے دوڑاتے ہوئے اس کے پاس آئے۔ بادشاہ نے ان سے دریافت کیا کہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا ایہا ملک! فلطاً نوس بن مطانیس بن ارمونیہ والی رومہ الکبریٰ و مدائن جناب کی کمک کے لئے آیا ہے۔ (رومہ الکبریٰ کا نام فلطاً نوس کے دادا ارمونیہ کے نام پر رومہ الکبریٰ رکھا گیا تھا)۔

رومہ الکبریٰ کے عجائبات

روائی کا بیان ہے کہ رومہ الکبریٰ میں ایک بہت بڑا مکان بنا ہوا تھا جس کا نام ایوسوفی (ایوسرفی) تھا اس میں تانبے کی ایک تصویر جس پر سونے کا کام تھا بنی ہوئی تھی۔ اس مکان کے سونے کے سات دروازے تھے۔ اور ہر دروازے پر ایک مدور عمارت تھی جس کے اوپر ایک آدمی کی شکل بنی ہوئی تھی اور اس آدمی کے ہاتھ میں سونے کی سات تختیاں تھیں کہ ہر سال میں یہ آدمی ایک تختی کو اس عمارت کے اوپر آفتاب کے مقابلہ میں بلند کر دیتا تھا اور اس مکان کا کابین اس تختی کو دیکھ کر اس سے اس اقلیم کے متعلق جو اس تختی سے مخصوص تھی حالات معلوم کر لیا کرتا تھا کیونکہ ہر تختی اقلیم سبعہ میں سے ایک ایک اقلیم کے ساتھ مخصوص تھی۔ اسی طرح ساتوں دروازوں کا حال تھا اور اہل رومہ الکبریٰ اس مہم کے ذریعہ سے جو ان کے متقدّم حکماء نے وضع کیا تھا تمام دنیا کے حالات گھر بیٹھے ہی معلوم کیا کرتے تھے۔ ان ساتوں دروازوں کے درمیان میں ایک ہشت پہلو تانبے کا صلیب (گنبد) جو بیتل کے آٹھ صلیبوں پر قائم کیا گیا تھا بنا ہوا تھا جسے سیاہی اور سفیدی، مائل ایک دیوار احاطہ کرتے ہوئے تھی۔ اس دیوار میں ایک بہت بڑا دروازہ قائم کیا گیا تھا اور اس دروازے کے اوپر پتھر کی ایک صورت رکھی گئی تھی جو دیکھنے میں محض ایک سیاہ پتھر معلوم ہوتی تھی۔ جب اعتدال کا موسم اور زیتون کی فصل ہوتی تھی تو پتھر کی اس تصویر سے ایک سخت آواز سنائی دیتی تھی جو دنیا کے مشرق و مغرب میں برابر یکساں سنائی دیتی تھی اور وہ اس قدر ہولناک ہوتی تھی کہ اس کی کڑنگی سے قریب ہوجا تا تھا کہ قلوب پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتیں۔ آواز کے اگلے روز دنیا کے ہر حصہ سے ڈراریز (ایک قسم کا پرندہ ہے) اڑا کر زمین کے پاس تین تین دانے زیتون کے ہوتے تھے۔ دو دو بیجوں میں اور ایک چوٹی میں یہاں آتے تھے اور اس تصویر کے اوپر ان دانوں کو ڈال دیتے تھے براہ راست طرح ہوتا رہتا تھا حتیٰ کہ ان زیتون کے بیجوں سے وہ تمام گھر گھر جاتا تھا اور ان سے وہاں کے آدمی زیتون کا اس قدر تیل حاصل کر لیتے تھے جس قدر کہ انہیں سال بھر کے لئے کافی ہوجا تا تھا۔ نیز اسی بڑے اور عالی شان مکان میں ایک اور مکان بنا ہوا تھا جو ہمیشہ مقلد رہتا تھا اور جیسے رومہ الکبریٰ کی بنیاد پڑی تھی اس وقت سے لے کر آج تک کبھی نہیں کھلا تھا۔

جب والی رومہ الکبریٰ فلطاً نوس نے ملک ہرقل کی کمک کا ارادہ کیا تو اسے لشکر وغیرہ کی رسد کے لئے خزانہ کی ضرورت ہوئی وہ اس مقصد مکان کے پاس آیا اور اس کے کھولنے کا ارادہ کرنے لگا۔ اس مکان کے مہتمم یا متولی اعظم اس نے ظہور سے کہا ایہا الملک! اس مکان میں قتل پڑے ہوئے آج سات سو سال کا زمانہ گزر چکا ہے۔ ظہور مسیح (علیہ السلام) سے ایک سو ستر سال قبل اس میں یہ قتل پڑا تھا۔ آپ کے باپ و دایم سے کسی شخص نے اس سے تعارض نہیں کیا۔ اس کنیہ کا جو آج تک متولی ہوتا رہا۔ اس کی وصیت براہر یہی ہوتی رہی کہ اس مکان کو نہ کھولا جائے۔ اس لئے اگر جناب اپنے پیشتر حکماء اور بادشاہوں کی حکمت کو جس کی بنیاد انہوں نے ڈالی تھی کھول کر ضائع نہ کریں تو بہت بہتر ہے اس شہر کی بناء آپ کے دادا نے ڈالی تھی اور مکان کی تاسیس بھی انہوں

نے ہی کی تھی۔ ان کا نام ارمونیا تھا قطاؤں تھا۔ انہوں نے جیسا کہ مجھے خبر پہنچی ہے اس شہر پر تین سو برس حکومت کی ہے اور اپنے بیٹے کو یہ وصیت کی تھی کہ اس مکان کو نہ کھول جائے۔ پھر آپ کے باپ نے تین سو ستر سال سلطنت کی اور اپنے باپ کی طرح یہی وصیت کی کہ اس کو نہ کھولا جائے۔ سو سال حکومت کرتے ہوئے آپ کو بھی گزر گئے ہیں اتنی مدت کے بعد اپنے آباؤ اجداد کی حکمت و دانائی اور عظیم ہوشیاری کو کھول کر ضائع نہ کریں تو بہت بہتر ہے۔

بادشاہ نے اس کے کھولنے میں اصرار کیا اور آخر کھول کیا اس میں سوائے بیت المقدس اور بدشام کے نقشوں اور شاہان شام کی تصویروں کے اور کچھ نہ نکلا۔ بادشاہوں کی تعداد اور ہر ایک کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ سب سے آگے میں لیٹن یعنی ملک برقل کی تصویر اس بیت سے بنائی گئی تھی کہ گویا وہ اس کتبہ کو جو اس کے سامنے معلق تھا اور جس پر یونانی زبان میں حسب ذیل مضمون لکھا ہوا تھا بغور پڑھ رہا ہے۔ اے طالب علم (علم کے طلب گار) تجھے چاہئے کہ تو ہمیشہ علم حاصل کرتا اور اسے ہر بار پڑھتا رہے۔ کیونکہ جب حکم کے قانون میں علم کے نکات ہمیشہ پہنچتے رہیں گے اور اس کے گوش سراپا ہوش بات کی باریکیوں سے سدا آشن ہوئے رہیں گے تو اس کی قوت علم کے لئے یہ ذریعہ کاغذ اور اس کی دست اندازی علم کے واسطے یہ اعانت کا سبب ہوگا اس لئے کہ تمام علوم کا استخراج اور استنباط عقل و قیاس ہی کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور قیاس علم میں کمزرت ریاضت کرنے کے بدول حاصل نہیں ہوتا۔

علم دراصل تدبیر یعنی انجام کار معصوم کرنے کا نام ہے اور تدبیر علم کے محل اور موضوع کا نام (کہ ہر چیز اپنے محل میں اگر قرار پاؤتی ہے تو تدبیر اپنے محل میں یعنی علم میں ملتی ہے اور اس کے بغیر نہیں رہتی یعنی آدمی بدول علم کے کوئی تدبیر نہیں کر سکتا۔ مترجم) اور علم عقل کے موضوع اور محل کا اسم ہے۔ (یعنی علم عقل میں سماتا ہے اور اس کے بدول بالکل بیکار ہے۔ چنانچہ مشہور ہے ”یک من علم راہ من عقل باید“ ایک من علم کے لئے دس من عقل کی ضرورت ہے۔ مترجم) اور عقل علم کے تمام اشکال کی متمم اور پورا کرنے والی (کہ ہر شعبہ علم کو حاصل کر کے اس کی تہ تک پہنچا دیتی ہے۔ مترجم) ہم نے حکمت و دانائی اور اسرار خفیہ میں یہ بات معصوم کی ہے کہ جب محن زمین میں ظلمت کا خیمہ نصب ہو جائے گا اور اس کے سایہ میں چاروں طرف ضلالت کا اندھیرہ چھائے گا تو اراض تہامہ لے سے بدیت کا ایک ققمہ (منہاج الہدایت) روشن ہو کر اپنے نور سے دنیا کو جگمگانے لگے گا اور جہل کی اس تاریکی کو جس نے دنیا کے حس و ادراک پر ایک بہت بڑا پردہ ڈال رکھا تھا ہٹا کے ہر جگہ اپنی روشنی پہنچانے لگے گا وہ دراصل خدا کا ایک نور ہوگا جو چراغ ہدایت بن کے لوگوں کو اپنے دین میں ملے گا تو حید صانع کی طرف بلا سے گا اور وہ شکر و تحمید کا کلمہ ہوگا جو دنیا کے تمام ادین کو باطل کر دے گا۔ بادشاہ اس کی سہل دعوت سے ضیق میں آجائے گا۔ پہاڑ اور زمین اس کی آواز پر ہلکے کہیں گے اور جب اس کے نور کا غیب دنیا کے ہر ظلمت کردہ میں ہو جائے گا تو اس کی روح اس عالم شعی کو چھوڑ کر عام ملوثی اور روحانی کی طرف پرواز کر جائے گی (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ اور اس کے بعد اس کا جانشین ایک ایسا پتلا دیا شخص ہوگا جس کا قلب نور صدق سے منور اور جس کا دل راسخی اور صفائی سے معمور ہوگا۔ یہ شخص اس کی شریعت کو مضبوط اور ملت کو مستحکم کر دے گا۔ شرم و اس وقت جب کہ ایک سیاہ چشم والا شخص ملک قیصر کو بھیگا دے گا سخت مصیبت کا سامنا ہوگا۔ وہ آدمی ایسا ہوگا کہ مینہ نہ کھڑکتا ہوگا وہ بدبہ اور صولت کا ہوگا عدل اس

کی صفت حق کی پابندی اس کا بنر (منقب) پیوند کا کپڑا اس کا جہ اور درہ اس کی تلوار ہوگی۔ اس کے ایام حکومت میں بادشاہ تیس تہاہ ہو جائیں گی۔ اکاسرہ میست ہو جائیں گے اور دوتیس مفقود ہو جائیں گی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس کی حکومت کا زمانہ وہی ہوگا جب یہ گھر جس میں کہ حکمت کی تصویریں ہیں اور جنہوں نے نعمتوں کو گھیر رکھا ہے کھلے گا۔ پس خوش خبری ہے اس شخص کے لئے جس کے قلب میں حکمت راسخ ہوگی اور جس کے خاص عقل کے حلق میں حکمت کا چراغ روشن ہوگی حق کو پہچاننا اس کی پیروی کی اور باطل سے کنارہ کش رہنا۔

کہتے ہیں کہ جب والی رومۃ الکبریٰ سے کتبہ کے اس مضمون کو پڑھا تو تعجب سے ششدر کھڑا رہ گیا۔ پھر مٹھماؤں میں متمم مکان سے کہنے لگا پد مہرین! اس حکمت و دانائی کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا ایہا الملک! میں اس حکمت کے متعلق جو حکماء نے وضع کی اور اس علم کی بابت جو علماء نے ترتیب دیا کچھ نہیں کہوں گا۔ کیونکہ علم دراصل ایک بحرِ ذخرا ہے کہ اس کی تہ تک سوائے ایک تجربہ کار غوطہ خور کے اور کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ وہ ایک ایسا آبِ دار جو ہر ہے کہ اس کی قدر سوائے ایک عقل کے نور رکھنے والے جوہری کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔

میری رائے میں ہر قل کی دولت و حکومت کا زمانہ جاتا رہا۔ ارضِ سوریا میں اس کی مملکت کے ستون گر پڑے۔ اور اس کی بادشاہت استیصال یعنی قسطنطنیہ کی طرف بدل گئی ہیں۔ یہ جو کچھ کہہ رہا ہوں حکیم مہر ایس نے اپنی معزز کتاب اسلاماؤس یعنی جواہرِ انگشتہ میں یہی بیان کیا ہے۔ وہ جملہ دوسری اور باتوں کے اس میں لکھتے ہیں کہ جب اس تیم کا نور جو تمام اواناس سے پاک و صاف ہوگا جبلِ فاران سے روشن ہوگا تو اذانِ اس کی حکمت کے نور سے منور ہو جائیں گے اور جو ظلمتیں آسمانِ جہل میں چاروں طرف مستولی ہوں گی وہ اس کے عزم و ارادے کی قوت سے عیدہ ہو جائیں گی۔ وہ لوگوں کو حکمت و موعظت حسنہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حرف (دعوت دیں گے۔ نیکی اور اہلکاف کی مہار چکر کر اپنی طرف کھینچیں گے اور آسمان تک بلند ہو جائیں گے۔ زمین ایلین (بیت المقدس) پر ان کے ایک صحابی کے دہرے سے نکل آ جائے گی۔ وہ صحابی بیت کے محائل سے آراستہ عقل کے تاج سے مزین زمین کی فتوحات کے فاتح اور سلطین دنیا کے ذلیل کرنے والے ہوں گے۔ عدل ان کی ترازو اور پیوند در پیوند (قرع) کپڑا ان کا لباس ہوگا۔ ان کے زمانہ حکومت میں صلیب منکسر ہو جائیں گی۔ گرے مہندہ ہو جائیں گے۔ قربانی کرنے کی جگہ اوقاف ہو جائے گی اور باقاعدہ معمولیہ کے کٹر اوندھے ہو جائیں گے اور کسی آدمی کو ان کے دہرے سے سوائے ان کی شریعت اور نبی کے اتباع کرنے کے نجات نہیں ملے گی۔

کہتے ہیں کہ جب فلسطینوس والی رومۃ الکبریٰ نے ابا سونیہ کے متولی اور متمم سے یہ سنا تو اس نے اس راز کو اپنے دلی میں چھپایا اور یہ ارادہ کیا کہ عربوں کے پس پا کر انہیں دیکھنا چاہئے اور ملک ہر قل کی مدد کو پہنچنا چاہئے کیونکہ پوپ اسطیس نے جو شریعت مسیح نامری کی حاکم ہے۔ مجھے خط بھیج کر دین نصاریٰ کی مدد کے لئے پایا ہے۔ گر میں نہ گیا یا تو قف کیا تو وہ میری عزت و حرمت کو خاک میں ملا دے گا۔

یہ سوچ کر اس نے اپنے لشکر میں سے تیس ہزار فوج جو قوم کرجہ پر مشتمل تھی منتخب کی اور اپنی جگہ اپنے بیٹے (ولی عہد) اسفیلوس کو مقرر کر کے بیتِ اہلکست سے اسکندریہ نانی کانٹن جو سونے و چاندی اور موتیوں سے بنا ہوا تھا اور جسے اسکندر نے ارضِ پاپیوس کے فتح کے روز بلند کیا تھا نکالا۔ یہ نائن کمسن سال میر میں ایک دفعہ یعنی عید صلیب اور شریعت کے روز کنیہہ ابا سونیہ میں نکالا کرتا تھا یہ اسے

اپنے ساتھ لے کے اٹھا کیہ کی طرف چلا اور جب اس کے باب ہادیس پر (داورس) جس کے معنی باب فارس کے ہیں پہنچا تو یہیں خیمہ زن ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ جب عرب خطہ کیہ کے مالک ہو گئے تو انہوں نے ہادیس یا داورس کے لفظ کو نقل سمجھ کر اس کے معنی دریافت کئے تو معلوم ہوا کہ فارس کے معنی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس کا نام باب فارس ہی رکھ دیا۔

والی رومۃ الکبریٰ کا ہرقل کی مدد کو انطاکیہ پہنچنا

کہتے ہیں کہ ملک ہرقل اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر والی رومۃ الکبریٰ کی ملاقات کو گیا اس کا ڈیرہ ملک ہرقل کے خیمہ کے سامنے لگا گیا۔ رومی بہت خوش ہوئے اور نصر و مدد کے لئے اس کے آنے کو فائز نیک تصور کیا۔ ناقوس بجے گئے۔ لشکر میں ایک شور عظیم پیدا ہوا آوازیں دور دور جاتے لگیں۔ مسلمان ان کی آوازیں سن کر تحیر ہوئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے جاسوس جو معاہدی لوگ تھے آپ کے پاس آئے اور آپ کو والی رومۃ الکبریٰ کے آنے کی اطلاع دی۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور دعا کی الہا العالمین! آپ کے دشمن ہم پر اپنی کثرت تعداد کی وجہ سے نصرت چاہتے ہیں۔ آپ ان کی جمعیت کا شیرازہ پرالمنہ کر دیجئے۔ ان کے کھلموں کو متفرق، لشکروں کو ہلاک اور ان کے قدموں کو متزلزل کر دیجئے۔ ہمارے کھڑے بلند اور ان کے کھڑے کو پست فرما دیجئے اور جس طرح اپنے نبیؐ کی یوم التراب میں مدد کی تھی اسی طرح ہماری مدد کیجئے۔ اے اللہ! ان کے مکر و فریب کو ان کے سینوں میں بھر دیجئے اور ہر ری ان پر مد فرما دے۔ مسلمانوں نے آپ کی دعا پر آمین کہا اور تضرع و زاری کرتے رہے۔

واقفی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب والی رومۃ الکبریٰ اپنی فوج کے ساتھ اٹھا کیہ میں آیا تو مسلمانوں کو خوف لاحق ہوا۔ مگر اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے انہیں ثابت قدم رکھا اور ان کا پائے ثبات متزلزل نہ ہوا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کی یہ بات میں بنی طے کے تین ہزار آدمی دے کر ان سے فرمایا کہ یا صاحب رسول اللہؐ! رومی اپنے دین کی نصرت و کمک کے لئے دریہ کے ساحل پر مجتمع ہوئے ہیں تم وہاں پہنچ کر بلا دسواہل پر تاخت و تاراج کر دو۔ مسلمانوں کی حفاظت کرنا ایسا نہ ہو کہ قیامت میں مسلمانوں کے متعلق تم سے باز پرس کی جائے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ روانہ ہوئے اور جلد و لاؤقیہ پر پہنچ کر انہیں چاروں طرف سے گھیر کر تاخت و تاراج کی اور ان کے تمام مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ باب جلدہ پر جلدہ بن اسیم غسانی کا چچیرا بھائی عنان بن جرم غسانی تھا جس کے پاس قسطنطین بن ہرقل نے طرابلس، عسک، صحرید اور بادقیساریہ سے بادشاہ کے لشکر کے لئے رسد جمع کر کے گیبوں اور جو کے ایک ہزار بار اپنے صاحب کے ہاتھ روانہ کئے تھے اور وہ مصر حب اس کے سپرد کر کے تاکہ یہ بادشاہ تک پہنچے دے واپس چلا گیا تھا آپ اپنی جمعیت کو لے کر اس پر چڑے اور یہ تمام بار اپنے قبضہ میں کر کے مسلمانوں کے لشکر میں لوٹ آئے۔ مسلمانوں نے جب انہیں آتے دیکھا تو زور زور سے تکبیر و تہلیل کے نعرے بلند کئے۔ ملک ہرقل نے جب مسلمانوں کی تکبیروں کے نعرے سنے تو اپنے جاسوسوں سے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ مسلمان اس طرح شور کر رہے ہیں۔ وہ دیکھ دو یہ غائب رہنے کے بعد اس کے پاس آئے اور کیفیت سے اسے مطلع کیا کہ مسلمانوں نے اس رسد کو جو بادشاہ کے لشکر کے لئے آ رہی تھی اپنے قبضہ میں کر لیا ہے۔ یہ اسے سن کر آگ بگولا ہو گیا اور اپنے فوجی افسروں سے کہنے لگا کہ اب ان کے اور ہرے مابین لڑائی کے سوا اور کچھ نہیں۔ اللہ پاک جسے چاہے جسے مدد دیں گے۔ اس کے بعد اس نے سرداران صاحب انشانات اور ہرقلیہ، قیصر و اوریلیہ کے فوجی افسروں کو حکم بھیجا کہ وہ فوراً لڑائی کے لئے تیار ہو جائیں اور خود گھوڑے

پرسوار ہو کے کھڑا ہو گیا۔ تمام، امین ملک یعنی وان رومہ الکبریٰ، والی مرشش، والی اسکا دیش (اسکا برس) حاکم طرسوس، حاکم مصیصہ، حاکم قونیہ، شاہ ناصر، شاہ اقطرش قیساریہ، بادشاہ قوط، بادشاہ اندلس، بادشاہ طبرستان اور جہد بن اسلم غسانی آ آ کے اس کے گرد کھڑے ہو گئے۔

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت یوق رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بادشاہ کے لشکر کی صف بندی کرنے لگے اور فوج کا بروائی اور پلٹنوں کا ہر اندر فکر برقل کے پس آئے کھڑا ہوا تو صفائوس والی رومہ الکبریٰ بادشاہ سے عربوں کے ساتھ لڑنے کی اجازت لینے کے لئے آئے بڑھا اور زمین کے ابھر پر جگہ تعین کر کے کہنے لگا ایہا الملک! میں اپنے ملک کو چھوڑ کر دو سو فرسخ چل کے آپ کے پاس محض اس لئے آیا ہوں کہ مسیح کو راشی کروں اور آپ کی خدمت بھی۔ وں۔ یہ تمام افسران اور سرداران فوج جو اس وقت جناب کے سامنے کھڑے ہیں اپنا پناہ فرض ادا کر چکے ہیں اور ان میں سے کوئی ایسا نہیں جو عربوں سے نڈر چکا ہو۔ میری دلی خواہش ہے کہ میں آج ان محمدیوں سے لڑنے اپنے دل کی بھڑاس نکال لوں اور قبضہ مضطر کو خوش کر دوں۔

بادشاہ نے اس کا دل خوش کرنے کے لئے اس سے کہا تم اپنی جگہ ٹھہرو اور بادشاہوں میں تمہاری جو عزت و حرمت ہے اسے ہاتھ سے نہ چائے دو بندہ اس کا خیال رکھو۔ سلطنت میں تم مجھ سے بھی مقدم ہو۔ اس کام کے لئے کسی دوسرے کو جانے دو عرب اتنے بہادر نہیں ہیں کہ تم خود یہ نفس نفیس ان کے مقابلے میں نکلو۔ اس نے یہ ان عربوں نے ہماری کوئی عزت و حشمت نہیں رکھی۔ اب ایسی کوئی نہ و عزت باقی رہ گئی ہے جسے انہوں نے ذلیل نہیں کر دیا۔ ہمارا تمام سطوت و دبدبہ انہوں نے بیکار کر دیا۔ ہماری تحقیق کی۔ ہماری پیشوائی ان اور برکان مت کی تبدیلی کی اور بیٹیوں اور پادریوں کو حقیر کر دیا۔ ہماری ہر چھوٹے بڑے پر جہاد فرض ہے۔ خواہ وہ بادشاہ ہو یا، قلیہ ایہا الملک! یہ آپ کو یہ معلوم نہیں ہے کہ جو شخص محبت کی آنکھ سے دنیا کو دیکھے گا اسے دنیا کی محبت اور اس کی آرائش و زیبائش کی طرف سے اس کے شہوات اور زیادہ چھینیں گے اور جب وہ اس کی طرف اس وجہ سے اور جھٹکے گا تو اس کے سینہ کے صفحات پر جہل کے اور زیادہ نقوش نمودار ہوں گے اور طلب معاد (آخرت) سے اس کو باز رکھیں گے۔ لیکن جو شخص خواہشات نفسانی و دنیوی کو چھوڑ کر اپنے پروردگار کی اطاعت و بندگی کی طرف چلے گا وہ کل انسان میں دائرۃ القدس کے پاس پہنچ جائے گا اور جب تک تمہارا دل ان لوں کا جو غفلت کے پردوں میں مسطور ہیں میان ازلی فانی چیزوں کی طرف رہے گا اس وقت تک برابر تم پر سب سے زیادہ کمزور قومیں مسلط ہوتی رہیں گی جو تمہیں تمہارے شہروں سے نکال دیں گی۔ وطن سے جلاوطن کر دیں گی اور گھروں سے بے گھر بنا دیں گی۔ یہ محض تمہارا ہے تمہیں کی کر تو ت ہے کہ تم ہمیشہ اپنی ان خواہشوں کے بندے بنے رہے جو تمہیں بلاکت کے غارت گری پہنچانے والی تھیں۔ کیونکہ تم نے حق کے خلاف کیا۔ رعیت پر ظلم توڑے کہ ان کے مال و جان ہمیشہ ضائع کرتے رہے۔ زنا و شرب سے زیادہ ہوئی اور خیانتوں کے مرتکب رہے۔ پس اسی واسطے تمہاری مدد کی گئی کہ تم بلکہ تمہاری کے گڑھے میں دھکیل دیئے گئے۔

بادشاہ کا سب سے بڑا مصاحب جس کا نام سرہند تھا وہ چپا کے کہنے کا سردار بادشاہ کا دل ایسے وقت میں جن باتوں کو برداشت نہیں کر سکتا اور جس کا پر تحمل نہیں ہو سکتا وہ پارسا وقت اس پر نہ ڈالتے۔ بادشاہ خود آپ سے زیادہ ایسا وعظ کہہ چکے ہیں۔ والی رومہ الکبریٰ نے اس بات کو نل دیا اور کچھ جواب نہ دیا اور اس کے پیچھے اور بات کہنے سے اسے سخت رنج ہوا۔ خصوصاً بادشاہ کے سامنے بات کہنے سے نیز اس وجہ سے کہ بادشاہ نے بھی مصاحب کو کچھ نہ کہا مگر اس نے رات تک اسے چھپا رکھا اور کسی

سے ظاہر نہ کیا۔ جب چوتھائی رات گزر چکی تو اس نے اپنے ندیموں خاص و گوں اور ان مقررین کو جو اس کے پسینہ کی جگہ اپنا خون بہانے والے تھے باہر کران سے کہا کہ کیا تم اسے پسند کرتے ہو کہ بادشاہوں کے سامنے مجھے ہرقل کا مصاحب جھڑک کے ذلیل کر دے۔ تم لوگوں کو یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ میرا گھرانہ بادشاہ کے گھر آنے سے افضل میرا نسب بادشاہ کے نسب سے بڑا اور میرا ملک اس کے ملک سے اقدم ہے حکیم اسلیس کہتا ہے کہ جو آدمی تجھے اپنے سے کم درجہ کا خیال کرے تو اس کے پاس کبھی نہ پڑے۔ ورنہ یا درکھ کہ ذلیل ہوگا بلکہ اپنے نفس کو اس کے عجب و تکبر کے مقابلہ میں ہزار شاہراہوں کی عزت چاہے کیونکہ نفوس کی عزت بادشاہوں کے مرتبہ کا مقابلہ کیا کرتی ہے نیکی کے غیر مستحق لوگوں کے ساتھ نیکی سے نہ پیش آ کیونکہ اس کی وجہ سے وہ تجھے برائی کی طرف بھیجیگی اس لئے کہ احسان ہمیشہ اعلیٰ نسب و اعلیٰ کو رویدہ کیا کرتا ہے اور امتوں اور فردو یہ ہو گوس میں وہ جا کر خود چھپ جایا کرتا ہے۔

تاؤنٹ، رذیل اور کم اصل آدمیوں کی تعریف و توصیف بھی نہ کرنی چاہئے کیونکہ تو اس کے نفع کا خواہش مند ہے اور وہ اپنی خواہشات نفسانی کی وجہ سے تجھے اذیت پہنچانے کا متمنی۔ ہم، و سوفرح بلکہ اس سے بھی زیادہ چل کر ایک ایسے شخص کے پاس آئے کہ ہمارے قصد و ارادے نے ہمیں اس کا گھر، سلطنت اور اس کی عزت کا تاج دخل دیا اور ہم مجملہ اس کے خدمت گاروں کے ہو گئے۔ مگر اب عقل کا وہ نور جسے جوہر ادراک مرحمت کیا گیا ہے مجھے اس بات سے منع کرتا ہے کہ میں اس جہل کی جو جو اس کا مکدر و مظلم ہے اتباع کروں۔ میرا ضمیر مجھے اس سے اسے روکتا ہے اور منع کرتا ہے کہ عزت ایک نہایت اشرف محل اور طویل مقام ہے اور ذلت و خواری کمینہ پن اور ایک ذلیل چیز ہے۔ میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ میں عربوں کے پاس جا کے ان کا دین اختیار کر لوں کیونکہ دراصل ان کا دین صحیح، سچا و درست ہے اور ان کی شریعت و ملت مضبوط و واضح بہت و اور مویہ بالصدق ہے جو شخص اس شریعت پر گامزن ہوگا وہ قیامت کے دن سے بالکل مطمئن اور بے خوف ہو جائے گا آپ حضرات کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟

انہوں نے کہا ایسا الملک! آپ اپنا مذہب، ملک اور اپنی عزت ترک کر کے اپنا دل اس طرح خوش کر سکتے ہیں؟ کیا آپ ایک ایسی قوم کی اطاعت کریں گے جن میں نہ بزرگی ہے نہ شرافت، نہ مہم و حکمت جو ان کی قدر و منزلت کو بڑھا دے۔ فلطافوس نے کہا دراصل حکمت ہذا کا سرچشمہ اور علوم کا مکملہ کا مستقر انہی کے پاس ہے اور انہی کے قلوب حکمت و حوم کے تحمل ہیں۔ کیونکہ ان کی توحید کے نور نے ان کے ذہن کو مٹھنی کر دیا ہے اور ان کے ایمان کی چاندنی ان کے سرداری پر رکت سے جن کا نام علم الغیوب ہے اقصائے عالم میں پھیل گئی ہے اس لئے کہ ان کی حکمت ربانیہ کی مقناطیس نے اپنی تلخیص اور شریعت کی پیروی کے لئے عقلوں کے جواہر کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔ جو شخص اعلیٰ حد تک کی طرف ترقی کا ارادہ کرے گا وہ جہل کی زمین کے کنارے پر کبھی نہیں بیٹھ رہے گا۔ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ نور عظمت کا روشن کرنے والا اور موت و انتہا حیات ہے۔

انہوں نے کہا ایسا الملک! ہم نے آپ کی اطاعت اس غرض سے نہیں کی کہ ہم آپ کے ساتھ ہو کر ایسی شرافت و بزرگی حاصل کریں جس کا انجیم ذلت و تکبر ہو۔ ہاں ہم آپ کو ایسی دائمی عزت حاصل کرنے سے نہیں روکتے جو ہمیں ذلت اور انتہائی ملکیت سے نکال دے۔ اگر آپ ہمارے لئے ایسا طریقہ اور راستہ تلاش کرتے ہیں کہ جو ہمیں شقاوت سے نکال کر بقا کی طرف لے جائے تو آپ بڑا چھوڑ کر شوق سے حق کے طلب گار ہو جائیں گے۔ ہم آپ کے تابع ہیں۔

فلط نوس نے کہا کہ میں نے تمہارے لئے وہی چیز پسند کی ہے جو خود میں نے اپنے نفس اور ذات کے لئے محبوب سمجھی ہے اترتم میری موافقت نہ کرو گے تو میں تنہا اس طرف چلا جاؤں گا کیونکہ میں نے اپنے دل میں اچھی طرح غور کر لیا کہ دنیا و آخرت کی بہتری و فلاح کا ذریعہ وہی ہے۔ آیا تم اس کلام سے خوش ہوتے ہو اور اسے پسند کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اس نے کہا کہ اچھا ہوشیار ہو جاؤ کل رات ہم گھوڑوں پر سوار ہو کے اس طرح نکلت کریں گے کہ گویا تمہائی اور حفاظت کی غرض سے لشکر کے گرد گھوم رہے ہیں اور عربوں کے لشکر میں پلٹے جائیں گے۔ انہوں نے کہا بہت بہتر۔

یہ کہہ کر وہ متفرق ہو گئے اور فلط نوس نے اپنا مال و اسباب درست کر کے اس کام کے سرانجام دینے کا ارادہ کر لیا جسے ہم ابھی بیان کر چکے ہیں۔

والی رومۃ الکبریٰ کا حضرت یوقنا کے ساتھ گفتگو کرنا

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں کہ جب فلط نوس نے عربوں کی طرف جانے کا ارادہ کر لیا تو حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بادشاہ کو کالی پیام لے کر اس کے پاس آئے اور جب وہ پیام پہنچا کے کھڑے ہونے کا ارادہ کر رہے تھے تو فلط نوس نے ان سے کہا تم بادشاہ کے کون مہاسب ہو؟ آپ نے فرمایا میں یوقنا والی صب ہوں۔ اس نے کہا تم نے اپنے شہزادہ اور سلطنت کو کیوں چھوڑ دیا؟ آپ نے فرمایا اس پر عرب غالب ہو گئے اور سب قصہ بیان کر دیا۔ مگر اسلام لانے کا بیان نہ فرمایا۔ اس نے کہا میں نے سنا تھا کہ حکم صب اپنے دین سے منحرف ہو کے عربوں کے دین میں شامل ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں یہی ہے۔ اسی ہوا تھا مگر پھر بادشاہ و اس کے دین کی طرف رجوع کر لیں۔ اس نے کہا تم پر ان کے حالات کیا منکشف ہوئے؟ آپ نے فرمایا ایسا ملک! میں ان کے دین میں داخل ہوا ان کے کاموں سے واقف اور ان کے عہدوں سے مطلع ہوا وہ قوم بطل کی طرف رجوع نہیں کرتی۔ اور نہ حق سے روگردانی کرتی ہے۔ رات کو مجاہدہ اور ریاضت کی وجہ سے نہیں سوتی۔ اپنے رب سے ڈر کے سوا کوئی کلام نہیں کرتی۔ مظلوم کا ظالم سے حق دلواتی ہے۔ اس کے انبیاء اس کے فقراء کی غم خواری کرتے ہیں۔ اس کے سردار مساکین کے لباس میں رہتے ہیں اور عزیز و ذلیل امر حق میں اس کے نزدیک برابر ہیں۔

فلط نوس نے کہا جب تم ان کے سردار سے واقف اور ان کی فضیلتوں سے آگاہ ہو گئے تھے تو پھر تمہیں کس نے منع کر دیا کہ تم اس کے پاس نہ ہو؟ آپ نے فرمایا مجھے میرے دین کی محبت اور قوم کی صحبت اور کھینچ لائی کیونکہ میں نے ان کی جدائی کو گوارا نہ کیا۔ فلط نوس نے کہا کہ پاک نفوس اور عطا عقلیں جب امر حق کو دیکھ لیتی ہیں تو انہیں خالص نجات دینے اور بری زندگی سے خلاصی دلانے کے لئے یقین کی طرف کھینچ لیا کرتا ہے حتیٰ کہ وہ نفوس اور مقول اعلیٰ علیین کی طرف صعود کر جاتی ہیں۔

کہتے ہیں کہ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ سن کر وہ دم سے چل پڑے۔ آپ کے قصب میں فلط نوس کا قول گھر کر گیا اور آپ نے اپنے دل میں کہا خدا کی قسم! اس نے جتنی باتیں کہیں ہیں وہ سب اس کے صفوں میں نقش معلوم ہوتی ہیں۔ اس کا کلام صاف گواہی دے رہا ہے کہ اس کی عقل نے مذہب اسلام کی چٹائی کو قبول کر لیا ہے۔ آپ نے یہ ہیچ دن اسی اضطراب و قلق میں گزارا۔ رات ہوئی تو پھر آپ چپکے سے فلط نوس کے پاس آئے اور اسے گھوڑے پر سوار ہو بیٹھوے دیکھا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں جب آپ اس کے سامنے کھڑے ہوئے فلط نوس نے آپ سے کہا یوقنا! اللہ تبارک و تعالیٰ کے کون سے حجاب نے ظالمین کو

مستقین کے راستہ کی ابتداء سے روک لیا ہے۔ جو شخص حق کی تلاش کرتا ہے وہ ضرور راستہ مل جاتا ہے اور جو باطل کی متابعت کرتا ہے باطل اسے پکڑ لیتا ہے۔ آپ نے فرمایا ایسا الملک! میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا کہ کیا ہے؟ اس نے کہا اگر تم بصیرت کی آنکھ اور اہل و عیال کی بصارت سے دیکھتے تو ان کا مذہب کبھی نہ چھوڑتے۔ تم نے ایسی نعمتوں کی طرف توجہ کی جو خود وال کی طرف متوجہ ہیں اور اپنی طرف دیکھنے والوں کو عذاب کی طرف لے جاتی ہیں۔

کہتے ہیں کہ آپ یہ سن کر خاموش ہو گئے کچھ جواب نہ دیا اور اس کے پاس سے چلے آئے۔ خفیہ خیال اس کے قفس میں رہے حال دریافت کرنے کی کوشش کی اور جو راستہ مسلمانوں کے لشکر کی طرف جاتا تھا وہاں بیٹھ گئے۔ فلفطاً نوس گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے خیمہ تھیل کے اپنے بنی عم اور چاکرانوں کے پاس آیا۔ وہ بھی سامان درست کر کے چلنے کے لئے تیار تھے اس کے بنی عم اور ساتھ چنے والوں کی تعداد چار ہزار تھی۔ یہ اچانک مذہب چھوڑ اور دنیاوی عزت و تاج ترک کر کے مسلمانوں کے لشکر کی طرف چل دیئے۔ جب مسلمانوں کے قریب پہنچ گئے تو حضرت یوقرمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نیز آپ کے قبیلہ کے دو سوادھی انہیں یہاں ملے جو پہلے سے انہی کی انتظار میں چھپے ہوئے بیٹھے تھے۔

حضرت یوقرمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فلفطاً نوس سے کہا ایسا الملک! کیا آپ نے مسلمانوں کے لشکر پر شب خون مارنے کا ارادہ کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں بلکہ خدا نے قدیم وازلی کی قسم! میرا ارادہ ان کے پاس جا کے ان کے دین میں داخل ہونے کا ہے میں بھی مجاہدانہ بنی کے ہوجاؤں گا۔ جو شخص فدا کی آنکھ سے دنیا کی طرف دیکھتا ہے وہ آخرت کے لئے کام کرنے لگتا ہے اسے یوق! نہیں کیا چیز مانع ہے تم بھی ہمارے ارادے میں ہمارا ساتھ دو اور جو تم کرنے والے ہیں وہ تم بھی کرو۔ آپ نے فرمایا ایسا الملک! آپ کو جو ذہن حق نے گمراہی کے راستے سے کھینچ لیا۔ اس کے بعد آپ نے تمام قصہ اس سے بیان کیا اور کہا کہ میرا ارادہ رومیوں پر ایک داؤ چمکنے کا ہے۔ فلفطاً نوس نے انہیں بوسہ دیا ان کی بات سے بہت خوش ہوا اور کہنے لگا تم اکیس آدمی ہو یہ کام کس طرح کر سکتے ہو؟ آپ نے فرمایا ایسا الملک! رسول اللہؐ کے دو سو صحابہ جو میں ہمارے مقابلہ کر سکتے ہیں میرے گھڑ میں ہیں میری رائے میں آپ جلدی نہ کریں اپنی قوم کے پاس واپس چلیں میں ایک آدمی کو حضرت ابوجہید بن جراحؓ کی خدمت میں روانہ کروں گا جو انہیں ایک خفیہ راستہ سے منے ہم نے پہلے سے سوچ رکھا ہے لے آئے گا۔ کل آپ مع اپنے لشکر کے ہرقل کے گرد رہیں میں شہر چاکر رسول اللہؐ کے ان دو سو صحابہ کو بھٹیادے کر قید سے چھوڑ دوں گا مسلمانوں کا لشکر ادھر حملہ کر دے گا۔ آپ مع اپنے لشکر کے ہرقل پر نوٹ پڑنا اور خود پہ نفس نفیس ہرقل کو پکڑ کے اپنے قبضہ میں کر لینا۔ اگر جناب نے ایسا کیا تو گویا آپ نے جہاد کے فرض کو انجام دے دیا۔ میں میرے قبیلے کے آدمی نیز دو سو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جست کر کے شہر پر حملہ کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس طرح ہم اس سب کے مالک ہو جائیں گے اور اگر جناب کا یہ ارادہ ہے کہ میرا مجید کسی پر ظاہر نہ ہو اور میں اپنی دارالسلطنت میں واپس چھا جاؤں تو آپ اپنے لشکر کی ممان کسی اپنے امتدادی کے ہاتھ میں دے دیجئے۔

فلفطاً نوس نے کہا میں اسلام کو اس وقت قبول کر رہا ہوں جبکہ میری نیت دنیا کی حکومت سے بیزار ہو گئی ہے مجھے تخت و حکومت کی ضرورت نہیں جب یہ معاملہ طے ہو جائے گا اور میں اسلام کو مدد دے چکوں گا تو پھر مکہ معظمہ میں جا کر حج کر کے رسول اللہؐ کی قبر شریف کی زیارت کروں گا اور وہاں سے واپس آ کے بیت المقدس میں سکونت اختیار کر لوں گا اور اس وقت تک کہ میری روح اس قفس خفیہ کی سے مفارقت نہ اختیار کرے میں وہیں رہوں گا۔ ہاں! یہ تو تلافی کا بہار پیا م لے کر عمر بن کعبؓ کو نکلنے جانے کا

اور عزم و ارادے سے انہیں کون مطیع کرے گا؟ آپ نے فرمایا ان کے ہمارے پاس چند جاسوس ہیں جو ان کے ذمہ اور ہمارے معاہدہ کے لوگ ہیں میں انہیں سب بتا دوں گا۔ یہ باتیں ابھی ہوئی رہیں تھیں اور حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ فلفط نوس اور ان کے سب آدمی شب کی تاریکی میں خیمہ میں کھڑے ہوئے یہ بات کر رہے تھے کہ اچانک ایک بوڑھا آدمی انہیں اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اسے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ حضرت عمرو بن امیہ الضمری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔

انہوں نے حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے ساتھیوں کو سلام کیا اور حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ سے فرمایا سردار! حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ اسلام کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں، اور فرماتے ہیں ہر اک بندہ خیراً انہوں نے خواب میں رسول اللہؐ کو دیکھا ہے۔ حضورؐ نے انہیں والی رومۃ الکبریٰ کے حالات اس کا اپنی قوم سے گفتگو کرنا تم دونوں کا آپس میں باتیں کرنا اور جس چیز کا تم نے ارادہ کیا ہے اس سے بلا کم و کاست آگاہ کر دیا ہے۔ نیز والی رومۃ الکبریٰ کو بشارت دی ہے کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ کل اٹھا کیے فتح ہو جائے گا۔ رومیوں کی اس سے سلطنت اٹھ جائے گی اور ہرقس کا ملک اس سے چھین جائے گا۔ فلفط نوس کا چہرہ یہ سن کے خوشی کے مارے دنگے لگا۔ ایمان میں زیادتی ہوئی اور اس کی زبان پر جاری ہوا الحمد للہ الذی ہدانا للاسلام وانا ایمان تمہا تمہیں ان اللہ کے لئے ہیں جنہوں ہمیں اسلام اور ایمان کی طرف ہدایت کی۔

رسول اللہؐ کی طرف سے فتح انطاکیہ کی بشارت

واقفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے حضور مقبولؐ کو خواب میں فرماتے دیکھ کہ یا ابوعبیدہ! اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رحمت کی تمہیں بشارت ہو۔ کل اٹھا کیے صبح سے فتح ہو جائے گا والی رومۃ المدائن الکبریٰ اور یوقنا والی حلب کے مابین یہ گفتگو ہوئی ہے اور اب ایسا معاملہ نڈرا ہے۔ وہ دونوں تمہارے شکر کے قریب ہی ہیں۔ تم ان دونوں کے پاس اپنا حکم پہنچ دو۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے بیدار ہو کر حضرت خالد بن ولیدؓ سے یہ خواب بیان کیا اور حضرت عمرو بن امیہ الضمریؓ کو اس طرف روانہ کیا جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں۔

فلفط نوس نے جب یہ سن تو اس کے بدن میں رعشہ بڑ گیا رونگٹا روٹکی کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا شہدان لا الہ الا اللہ و اشہدان محمد رسول اللہ۔ واقعی یہی دین سچ ہے۔ پھر یہ لوٹ کے بادشاہ کے لشکر کے پاس آئے اور اس کے رُجھو سننے لگا کہ گویا اس کا پہرہ دے رہے ہیں۔ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ علیہ والی رومۃ الکبریٰ کے پاس سے اپنے آدمیوں کو لے کر اس ارادے سے جس کا ذکر ہم ابھی کر چکے ہیں رخصت ہوئے تو راستہ میں انطاکیہ سے بادشاہ کا مصاحب آتا ہوا دکھائی دیا۔ مشعلیں اس کے سامنے مل رہی تھیں اور حضرت ضرار بن ازورؓ اور حضرت رفیع بن زبیرؓ نیز دوسو قیدی اس کے ہمراہ تھے آپ نے اس مصاحب سے دریافت کیا کہ انہیں کہاں لے جاتے ہو؟ اس نے کہا بادشاہ نے ان کے متعلق یہ ارادہ کیا ہے کہ کل اٹھا کیے قتل کر کے ان کے سروں کو مسلمانوں کی طرف پھینک دیا جائے۔

یہ سن کر آپ کی آنکھوں کے سامنے اندھیرہ چھا گیا اور دنیا تنگ دکھائی دینے لگی۔ آپ نے اس سے فرمایا بادشاہ کے سب سے

بڑے مصاحب! تم جتنے ہو کھل جا رہے ان کے مابین جنگ ہونے والی ہے اگر تم نے انہیں قتل کر کے ان کے سروں کو مسلمانوں کی طرف پھینک دیا تو جب وہ ہم میں سے کسی شخص کو گرفتار کر کے پازے لے جائیں گے تو کیا تجھ نہ کریں گے اللہ سے ڈرو اور اس کام میں جلدی نہ کرو انہیں میرے پاس چھوڑ دو اور بادشاہ کو اس کام سے باز رکھو حتیٰ کہ ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ کس کروٹ اونٹ بیٹھتا ہے۔

مصاحب نے انہیں یہاں چھوڑا اور بادشاہ کے پاس جا کے جو کچھ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا تھا بیان کر دیا۔ بادشاہ نے کہا اچھا انہیں سردار یوقنا ہی کے پاس رہنے دو۔ مصاحب بادشاہ کا یہ پیام لے کر آپ کے پاس آیا اور کہا کہ ملک ہرقل کہتا ہے کہ یہ تمہاری ہی حق تلفی میں رہیں گے۔ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ انہیں لے کر اپنے خیمہ میں آئے اور ان قیدیوں کے انتظام کیے سے نکل آنے کا ملال کرنے لگے۔ کیونکہ آپ نے ارادہ کر رکھا تھا کہ میں ان کے ذریعہ شہر پر فوج کروں گا۔ آپ نے انہیں خیمہ میں لا کر ان کی ہتھکڑیاں کاٹیں تبھی روپے اور جوارادہ کر رکھا تھا اس سے آگاہ ہوا اور والی رومۃ العسبری کے متعلق کہ وہ بادشاہ پر حملہ کریں گے سب قہر متا دیا۔

حضرت خرا بن ازورؒ نے فرمایا خدا کی قسم! کل جہاد کر کے ہم اپنے رب کو راضی کریں گے۔ چونکہ آپ کو قید میں اٹھ ماہ گزار گئے تھے اس لئے آپ کے تمام زخم بھر آئے تھے۔ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ان تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اپنے قبیلہ کے آدمیوں کے پاس متفرق کر دیا اور ایک ایک آدمی کو ایک ایک کے پاس بھیج دیا۔

واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ انتظام کیے سے قیدیوں کے لئے آنے کا حکم دراصل ہرقل نے نہیں دیا تھا بلکہ اس کے خاص غلام بالیس بن ربیعوں نے دیا تھا اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ بادشاہ نے اس رات خواب میں یہ دیکھا تھا کہ گویا آسمان سے ایک شخص اتر رہا ہے اس نے اس کا تحت الٹ دیا ہے اور اس کے سر سے اس کا تاج اڑ گیا ہے اور وہ شخص اس سے کہتا ہے کہ سویرے تیرے ملک کا زوال قریب ہو گیا۔ بدبختی کی دولت جاتی رہی۔ شقاق و فساد کی حکومت اٹھ گئی اور اتفاق و داؤد کی بادشاہت آگئی۔ نیز گویا اس شخص نے اس کے لشکر میں پھونک ماری جس سے اس میں آگ لگ اٹھی اور یہ مرعوب ہو کر اٹھ بیٹھا۔ اپنے دل میں اس نے اپنے ملک کے زوال کی تعبیر کی اور کسی سے کچھ ظاہر نہ کیا۔ اس نے عربوں کے آنے سے پہلے اپنا خزانہ اسباب اور تحفے و تحائف جو عمدہ عمدہ تھے دریا میں کشتیاں ڈال کر ان میں بھرا دیئے تھے اور چپکے چپکے ارباب دولت میں سے کسی کو خبر نہ ہو کھائے پینے کا بہت زیادہ سامان ان میں لادوا دیا تھا۔ جب اس نے رات کو یہ خواب دیکھا تو اس نے اپنی بیٹی اور تمام اہل و عیال کو خفیہ خفیہ کشتی میں سوار ہونے کے لئے بھیجا۔ پھر اپنے اخوان سلطنت کو بلا کر ان سے خواب کے متعلق بیان کیا اور کہا کہ میرا ارادہ یہاں سے بھاگ جانے کا ہے تم بھی میرے ساتھ چلو۔

اس کے بعد اس نے اپنے غلام بالیس کو جو ہرقل کے بہت زیادہ مشایخہ بلا کر اسے اپنا لباس پہنا یا بلکہ دیا تا جیگر پر رکھا اور اس سے کہا کہ میرا ارادہ عربوں سے مکرو فریب کرنے کا ہے تم یہاں میری جگہ رہو میں ان کے پیچھے کمین گاہ میں جا کر چھپوں گا۔ یہ تمام سامان اسے پہنا کے گھر والوں کو لے کر کشتی کے پاس آیا اور اس میں سو رہو کر چل دیا۔ بالیس نے اس کی جگہ بیٹھتی ہی ان دوسو قیدیوں کو لانے کا حکم دیا اور حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ کی راستہ میں ملاقات ہوئی جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔

حضرت ابن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ ہرقل انتظام کیے سے دراصل مسلمان ہو کے نکلا تھا اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ اس

نے حضرت عمر بن خطابؓ کی خدمت میں اپنی قوم سے پوشیدہ یہ تحریر کر کے بھیجی تھی کہ میرے سر میں درد رہتا ہے کسی وقت سکون نہیں ہوتا آپ کوئی دوا ارسال کر دیجئے جسے میں استعمال کروں۔ آپ نے اس کے لئے ایک کادہ (نوپلی) روانہ کر دیا تھا۔ جب قتل نے جب اسے سر پر رکھا تو فوراً درد جاتا رہا مگر جب اسے سر سے اتارا تو پھر ہو گیا۔ آخر جب یہ سر پر رکھ لیتا تو سکون ہو جاتا تھا اور جب اتار لیتا تو پھر درد شروع ہو جاتا تھا اس پر بہت تعجب ہوا اور اس نے غلاموں کو اس کے ادویہ کے کاغذ دیے۔ جب ادویہ اتارے اس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہوئی تھی۔ یہ دیکھ کر اس نے کہا کیا کرم و اسم ہے اور کیا مرگ و سچا دین کہ ایک آیت سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے شفاء دیدی۔ وہ نوپلی ایک دوسرے سے ورثہ میں منتقل ہوتی ہوئی وان عمود یہ تک پہنچی تھی۔ خلیفہ مقتدر ہند نے جب عمود یہ پر فوج کشی کی تھی تو مقتدر کے دروہر لاحق ہو گیا تھا۔ والی عمود یہ نے اس کے پاس وہ نوپلی بھیجی تھی جب اس نے اسے سر پر رکھا تو آرام ہو گیا تھا۔ مقتدر نے اسے کھولنے کا حکم دیا تھا تو اس میں ایک پرچہ رکھ ہوا جس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہوئی تھی پایا تھا۔

واقہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ بالیس کا قلعہ اس طرح ہوا کہ جب صبح ہوتی تو مسلمانوں کا لشکر سر تپ ہوا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ لشکر حنف کو لے کر آگے بڑھے کافروں کا لشکر گھوڑوں پر سوار ہوا۔ بالیس بن ربیعہ شکر کے درمیان میں ہوا اسے ہر شخص ہر قل گمان کرتا تھا اور کسی کو کسی قسم کا اس کی طرف شک و شبہ نہیں تھا۔ فلطافوس والی رومہ اُلبندی کے لشکر نے بادشاہ کے لشکر و درمیان میں لے رکھا تھا اور وہ اس کے چاروں طرف گھوم رہا تھا۔ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مع اپنے قبیلہ کے آدمیوں اور دوسو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اسلحہ سے مسلح ہو کر گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ سب سے پہلے حضرت خالد بن ولیدؓ نے بڑھ کر حملہ کیا۔ آپ کے بعد سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدوی نے پھر ربیعہ بن قیس بن ہبیرہ نے ان کے بعد ہبیرہ بن مسروق عسی نے زان بعد عبد الرحمن بن ابی بکر صدیقؓ نے پھر دلاکناغ حمیری نے پھر فضل بن عباس ابن عم رسول اللہؐ نے۔ پھر مالک بن اشتر ثقفیؓ نے پھر عمرو بن حداد کرب زبیدی نے۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ان سب سرداران افواج کے بعد حضرت ابوجہیدہ بن جراحؓ باقیہ لشکر کو لے کر حملہ آور ہوئے۔ اب لوگ ایک دوسرے سے مخلوط ہو گئے۔ کشت از دوحام نے ایک کو دوسرے پر چڑھا دیا۔ لڑائی کے شعلے چاروں طرف سے اٹھنے لگے۔ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے عزیزوں نے حملہ کر دیا۔ حضرت ضرار بن ازورؓ تلوار لے کر سید پیر ہو گئے اور حملہ پر حملہ کرنے لگے۔ آپ کی تمام تر کوششیں محض اللہ ہی کے لئے تھیں۔ آپ نے تلوار کا حق ادا کر دیا۔ رومیوں سے اپنا بدلہ لیا اور انہیں ہار مار کر رکھ دیا۔ جب آپ کسی کوان میں سے قتل کرتے تھے تو جیج کہتے تھے یہ ضرار بن ازور کو قید کرنے کا بدلہ ہے۔ آپ اور آپ کے تمام ساتھیوں کا رخ نصرانی عربوں کی طرف تھا۔ آپ کے ہمراہی آپ سے جدا نہیں ہوتے تھے۔ حضرت رفاعہ بن زہیرؓ اپنے ان ساتھیوں کو نصیحت کرتے شاعت دلاتے اور کہتے جاتے تھے جنہوں نے ہمیں قید کیا تھا ان سے بدلہ لے لو۔ اکٹھے اور مجتمع ہو کر ایک متفقہ حملہ کر دو اور یہ دیکھو کہ جنت کے دروازے کھل گئے۔ حوریں بناؤ سنگار کئے تمہارے انتہار میں ہیں وہاں کے نعمات و قصور تمہارے پیشوائی کے لئے موجود ہیں اور بدلہ دینے والے تمہارے پاس ہے۔ جو انان عرب اقم میں سے کون شخص حوروں سے شادی کی خواہش کرتا ہے ان کا مہر انوں کا خرچ کرنا ہے اس کو خرچ کر کے ان سے شادی کر لو۔ تم میں سے کون شخص عروس نو بہار حاصل کرنا چاہتا ہے اور کون شخص وہاں نعمان و قصور سے خدمت لینا چاہتا ہے؟ کون شخص باری تعالیٰ کے اس قول میں رغبت کرتا ہے کہ متکین علی رفرف خضر و عبقری حسان (تکلیف

لگانے والے ہیں اور پر بالہائے ہزار اور فرشبائے قیمتی کے) کہیں ہیں وہ لوگ جو رسول اللہؐ کے ہمراہ بدر و خنین میں شامل ہوئے تھے؟ کہاں ہیں وہ جو اپنے قلب سے غفلت کا پردہ دور کرنا چاہتے ہیں؟

لوگو! اس قوم کی موافقت کرو جن کی ہمتیں دار بقاء کے لئے وقف ہیں اور ایسے دروازہ کی طرف جھکو جس کا مالک ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اس قوم کو اس کے منازل تک پہنچا دیں تاکہ حسن افعال میں ان کی زیادتی ہو ان کے سامنے سے جو پردے حائل تھے وہ ہٹائے دیں تاکہ وہ اپنے اس گھر کو دیکھ لیں جس کی بنیاد نور و رحمت کی، دیواریں سونے کی، پلاستر مشک کا پانی حیوان کا مٹی کا فور و تبر کی سنگریزے۔ دُر و جواہر کی چہار دیواری مجید و لطیف کے پردے کرم و احسان کے درخت لا الہ الا اللہ نہیں ہیں محمد رسول اللہؐ کے پھل سبحان اللہ والحمد للہ کے سخن سموات والا رُض کا چھت عرش رحمن کی ہے۔

جب یہ پردے ان کے سامنے سے ہٹائے جائیں گے تو وہ لوگ ان مکانات میں رہنے کے مشتاق ہوں گے ان سے کہا جائے گا کہ تم بغیر مولاؐ کی راہ میں جان خرچ کئے ان میں داخل نہیں ہو سکتے۔ پھر انہیں احسان کی ضعت بخشی جائیگی اور رضوان کا تاج پہنایا جائے گا ان کے سر پر غفران کے علم بلند ہوں گے جن پر سرکنوں سی لکھا ہوا ہوگا:

ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون.

”جو لوگ اللہ کے راستہ میں شہید ہوئے ہیں انہیں تم مردے نہ گمان کرو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں کھاتے ہیں۔“

واقفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ضرار بن ازورؓ دشمنوں کا مارہ ر کرتی ہی ہلاکت کی شراب کا مزہ پکھا رہے تھے کہ اچانک اپنے لشکروں کو چیرتا پہنچا تا اور فوج کو منتشر و پراگندہ کرتا ایک سوار دیکھا جو چیخ چیخ کر یہ کہہ رہا تھا کہ یہ ضرار بن ازور کا بدلہ ہے۔ آپ نے اسے بغور دیکھا تو وہ آپ کی بہن خولہ بنت ازور تھیں آپ نے زور سے آواز دے کر کہا یا بنت ازور خداوند تعالیٰ تمہیں اجر عظیم دیں میں تمہارا بھائی ضرار بن ازور ہوں۔ حضرت خولہ بنت ازورؓ ان کی طرف متوجہ ہوئیں سلام کیا اور چاہا کہ کچھ کلام کریں مگر آپ نے فرمایا یہ وقت سلام اور گفتگو کا نہیں۔ یا بنت ازور! کافروں سے لڑنا تمہارے ساتھ گفتگو کرنے سے افضل ہے۔ ہاں اپنے گھوڑے کی باگ میرے گھوڑے کی باگ سے ملاؤ۔ میرے نیزے کے ساتھ اپنا نیزہ ملائے رکھو اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو اگر ہم میں سے کوئی شہید ہو گیا تو سید البشرؐ کے حوض کوثر کے پاس پھر انشاء اللہ العزیز ملاقات ہوگی۔

کہتے ہیں کہ آپ اپنی بہن سے یہ فرمادی رہے تھے کہ اچانک آپ نے رومی لشکروں کو ہزیمت کھا کے پیچھے کی طرف بھاگتے ہوئے دیکھا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ والی رومۃ الکبریٰ نے خداوند تعالیٰ اس پر رحم فرمائیں جب یہ دیکھا کہ جنگ کے شرار سے بہت اونچے ہو گئے ہیں اس کا دھواں آسمان کی طرف اڑا چلا جا رہا ہے اور چنگاریاں دور تک پھیل گئی ہیں تو انہوں نے اپنی فوج سے حملہ کر دیا اور بالین کے پاس پہنچ کر اسے اپنے قبضہ میں کر لیا۔ آپ اسے ہرقل ہی سمجھ رہے تھے۔ ایک چننے والے نے چیخ کر زور سے کہا کہ والی رومۃ الکبریٰ نے غدر کر کے حکم ہرقل کو گرفتار کر لیا ہے۔ یہ آواز بجلی کی طرح آنا فوج کے اس سرے سے لے کر دوسرے تک پہنچ گئی اور پھر اس قدر بھگدڑ مچی کہ الامان والحفیظ۔ مسلمانوں نے قتل عظیم برپا کر دیا اور اس قدر شتوں کے پٹنے لگے گئے کہ

سوائے اجنادین اور یرموک کے اور کبھی نہیں گئے تھے۔ نصرانی عرب بارہ ہزار سے زیادہ قتل ہوئے۔

مسلموں نے جلد بن اسلم اور اس کے لڑکے کو تلاش کرن شروع کیا مگر انہیں ان کا کچھ سراغ نہ ملا۔ کہتے ہیں کہ یہ دونوں نیزان کے اکابر قوم کشتیوں میں بیٹے کر ملک ہرقل کے ساتھ چلے گئے تھے۔ جلد بن اسلم اور اس کے بیٹے کے ساتھ جو نصرانی سادات اور اکابر قوم بھاگے تھے وہ پانچ سو تھے۔ منجملہ دوسروں کے اس کے بنی عم میں سے علفظ بن عصفہ، عروہ بن اثق، مرہف بن واقد، ہجام بن سالم اور شبیان بن مروہ وغیرہ بھی تھے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے وہاں پہنچ کر جزائر البحر میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ انہی کی نسل سے یہ افرنجی (فرنگی قوم) لوگ ہیں۔

کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے ذریعے خیمے حریری پہنے سے خزانہ گھوڑے اور جو کچھ سزوا مان تھا اپنے قبضہ میں کیا (۳۰) تیس ہزار آدمی گرفتار اور (۷۰) ستر ہزار رومی قتل ہوئے۔ نصرانی عرب شکست کھا کر بھاگے بعض نے اٹلی کے میں پناہ لی۔ بعض قسطنطنیہ بن ہرقل کے پاس قیساریہ میں پہنچ گئے۔ جب حرب اپنے آلات کو کام میں لا چکا اور اس کے شعلہ بھڑک کر کشنڈہ ہو گئے تو مال و اسباب اور قیدی حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر کئے گئے۔ آپ نے انہیں دیکھ کر باری تعالیٰ حرامہ کا حمد و شکر ادا کیا۔ بعض مسلمانوں نے دوسرے مسلمانوں کو فتح کی بشارت دی۔ آپس میں سلام و دعا کے مرام ادا کئے۔ حضرت ضرار بن ازورؓ آپ کے ساتھی حضرت یوقہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فسطانوس رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ہمراہی تشریف لائے مسلمانوں کو سلام کیا۔ مسلمان انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے ان کا استقبال کیا۔ مسلمان ان کی ملاقات کے لئے اٹھ کے آگے بڑھے اور فسطانوس کی نہایت عزت و تکریم کی جلیل القدر اور اکابر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کہا کہ ہم نے اپنے آقا و مولیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے اذا اتاکم کرمہ قوم فاکرموہ جب تمہارا پاس کسی قوم کا معزز آدمی (سرور) آئے تو تم اس کی عزت و تکریم کرو۔

جب فسطانوس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسلمانوں کی حسن سیرت، تواضع اور کثرت عبادت دیکھی تو کہا خدا کی قسم! یہ وہی قوم ہے جس کی عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی۔ پھر آپ کی جماعت حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے ہاتھ پر مشرف باسلام لے ہوئی اور جب تک تمام بلاد فتح نہیں ہوئے اس وقت تک برابر جہاد کرتی رہی۔ اس کے بعد حضرت فسطانوس کہ معظمہ گئے جیسا کہ یہ منورہ میں جا کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ شریف کی زیارت کی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام کیا۔ آپ نے جب انہیں دیکھا تو آپ جدی سے کھڑے ہوئے ان کے ساتھ مصافحہ فرمایا پھر تمام مسلمانوں نے ان سے مصافحہ کیا۔ اس کے بعد یہ بیت المقدس کی طرف چلے گئے۔ اور جب تک اللہ تبارک و تعالیٰ سے واصل نہ ہوئے اس وقت تک یہیں عبادت میں مشغول رہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت فسطانوس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پائیس کو گرفتار کر کے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں لائے تھے۔ آپ نے اس پر اسلام پیش کیا اور جب اس نے انکار کیا تو آپ نے اس کی گردن اڑانے کا حکم فرما دیا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ جب

۱۔ یہ پہنچ کر چکا ہے کہ فسطانوس حضرت یوقہ کے سامنے حضرت ابوعبیدہ کا جواب سن کر مسلمان ہو گئے تھے اب آپ کی قوم ہو گئی۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے انطاکیہ کے لشکر اور اس کے آدمیوں نیز اس کی مضبوطی اور قلعہ بندی کو دیکھا تو فرمایا اے ابی! آپ ہمارے لئے ان کی طرف راہ کر دیجئے اور ہمیں کامل فتح بخشنے۔

کہتے ہیں کہ بادشاہ کی طرف سے انطاکیہ پر اس وقت صیب بن مرقس نامی سردار متعین تھا جو نہایت ضعیف المرأے آدمی تھا۔ اس نے شہر پناہ کی دیوار کے اوپر سے لڑنے کا ارادہ کر لیا مگر دوسرے شہر رات کو پوپ کے پاس جمع ہوئے اور اس سے کہا تو مسلمانوں کے پاس جا کے جتنی مقدار پر ہو سکے صلح کر لے۔ یہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تین لاکھ دینار پر صلح کر لی۔ جب صلح کے متعلق گفت و شنید ہو چکی تو آپؐ نے اس سے فرمایا اس بات کا صف اٹھاؤ کہ تم غدر نہیں کرو گے کیونکہ تمہارا شہر مضبوط گھاٹیوں اور پہاڑوں میں گھرا ہوا ہے اور نہایت محفوظ ہے۔ اس نے کہا بہت بہتر ہے میں حلف اٹھانے کو تیار ہوں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا اسے کون حلف دے گا؟ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا یوقن (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) چنانچہ حضرت یوقن رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ کو اس کے سر پر رکھا اور اس کے اوپر اپنا ہاتھ رکھا و فرمایا ہو اللہ واللہ واللہ جی لیس مرتبہ اور اگر میں تمہارے ساتھ غدر یا بے وفائی کروں تو اپنی زنا کو کاٹ دوں اور صیب کو توڑ دوں۔ پادری اور گرج والے مجھ پر لعنت کریں میں دین نصاریٰ کی مخالف کروں ماہ معمودہ میں اونٹ کو ذبح کروں اور یہودی لڑکے کے پیشاب سے میں اسے نجس اور نا پاک کروں اور ہر سامنے آنے والے کو قتل کر دوں یا اگر میں تمہارے ساتھ غدر کروں تو مریم علیہا السلام کے کپڑے پھاڑ کر اس کا سر بند بنادوں یا پادریوں کو ذبح کروں اور ان کے خون سے دہن کے کپڑے رنگوں یا مریم علیہا السلام کو زنا کی تہمت لگاؤں یا مذبح میں یہودی عورت کے حیض کا کپڑا ڈال دوں یا جرجیس کے گرج کی قدیمیں بھجا دوں اور مقام مقاصد میں عزیر (علیہ السلام) کو ڈال دوں یا حنظلہ یہودیہ سے نکاح کر لوں جو قیامت تک پاک نہ ہوں یا مذبح میں ڈال کر انجیل کے مضمون کی تکذیب کروں یا جوح کی صلح کو اپنے کپڑے دہلوں کہیں اور گرجاؤں کو ڈھا دوں اور عیدوں اور جمعہ کو حلال سمجھوں ورنہ لا ہوت کی عبادت کروں اور تالوت کا انکار کروں یا یوم شعبان میں اونٹ کا گوشت کھاؤں ورنہ پیس کی حالت میں رمضان کا روزہ رکھوں اور اگلے دانتوں سے نونج کر پادریوں کا گوشت کھاؤں یا یہود کے کپڑوں میں نماز پڑھوں اور یہ کہوں کہ عیسیٰ (علیہ السلام) چمڑوں کے رنگینے والے تھے۔

والدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اس حلف کے بعد پانچ شعبان المعظم ۷ھ کو انطاکیہ میں داخل ہوئے۔ آپ کے سامنے وہ نشان جو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کیلئے مرتب فرمایا تھا موجود تھا۔ دائیں طرف حضرت خالد بن ولیدؓ اور بائیں جانب حضرت میسرہ بن مسروقؓ تھے۔ قراءہ سورۃ فتح آگے آگے پڑھتے چلے چارے تھے اور اس شان و شوکت کے ساتھ آپؐ کی سواری انطاکیہ میں داخل ہو رہی تھی کہ آپؐ ب جب جنان پر پہنچ کر خیمہ زن ہوئے وہاں مسجد کے لئے ایک خط کھینچا اور حکم دیا کہ یہاں مسجد تعمیر کی جائے۔ چنانچہ وہاں ایک مسجد بنائی گئی جو اب تک موجود ہے اور وہاں کے حاکم کو پکڑ کر قتل کر دیا گیا۔

حضرت میسرہ بن مسروقؓ کہتے ہیں کہ ہم نے شہر انطاکیہ کو نہایت پاک و صاف دیکھا یہاں کی آب و ہوا نہایت عمدہ اور خوشگوار تھی۔ مسلمانوں کو یہ شہر بہت پسند آیا۔ اگر ہم اس میں ایک واقعہ مت کر لیتے تو بہت زیادہ آرام ملتا۔ مگر حضرت ابو عبیدہ جراحؓ نے ہمیں تین دن سے زیادہ یہاں نہ بٹھرنے دیا۔ اس کے بعد آپؐ نے دربار خلافت میں حسب ذیل تہنیت نامہ لکھا۔

فتح انطاکیہ کے بعد حضرت ابو عبیدہؓ کا دربار خلافت میں مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از طرف ابو عبیدہ عامر بن جراح سلام علیک فان احمد اللہ الذی لا الہ الا هو واصلی علی نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

میں پری تعالیٰ جل مجدہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ہمیں فتح بخشی غنیمت و نصرت دے کر ہماری اعانت کی۔ یا امیر المومنین! جناب کو واضح ہو کہ اللہ پاک عزوجل نے نصرانیت کا پائے تخت اوان کی سب سے بڑی دارالسلطنت انطاکیہ کو مسلمان کے ہاتھ سے فتح کرادیا۔ اس کے لشکر کو بزمیت دی اور اس کے حکم کو قتل کرادیا۔ ہر قتل کشی میں بیٹھ کر دیا کے راستہ سے کہیں بھاگ گیا۔ چونکہ انطاکیہ کی آب و ہوا نہایت عمدہ ہے مجھے خوف ہوا کہ کہیں مسلمانوں کے قلوب میں حب دنیہ نہ گھر کر جائے اور اپنے رب کی اطاعت سے منہ موڑیں (یعنی ان کی طبیعت میں کس نہ پیدا ہو جائے مترجم اس لئے میں حلب کی طرف چل پڑا ہوں وہاں پہنچ کر جناب کے حکم کا منتظر ہوں گا۔ اگر جناب شام کے انتہائی حدود کی طرف جانے کا حکم دیں تو امتثال امر کے لئے حاضر ہوں اور گرمیں اقامت کا حکم فرمائیں تو ایسا ہی کروں۔ یا امیر المومنین! بعض متاخر عربوں نے رومیوں کی لڑکیوں کو دیکھ کر ان سے نکاح کرنا چاہا مگر میں نے اس غرض سے کہ کوئی فتنہ نہ پکڑا ہو جائے انہیں اس کام سے روک دیا ہے۔ ہاں اللہ جل جلالہ و علم نواہ جسے فتنہ سے بچ لیں اور شرح صدر کر دیں تو دوسری بات ہے ایسے لوگوں کے متعلق جدی حکام نافذ فرمائیے (کہ کیا کیا جائے۔ مترجم) تمام مسلمانوں کو سداً عرض کر دیجئے۔ والسلام علیک رحمۃ اللہ۔

اسے آپ نے مطلق کیا مہر لگی اور مسلمانوں سے خطاب کر کے فرمایا یہ معاشرہ السعین! حضرت امیر المومنین کی خدمت میں اسے کون شخص لے کر جائے گا۔ حضرت زید بن وہبؓ عمرو بن سعیدؓ کے غلام فوراً بولے سردار! اس خدمت کے لئے میں حاضر ہوں بارگاہ خلافت میں اسے میں پہنچاؤں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ نے فرمایا زید! تم خود بخود نہیں ہو بلکہ دوسرے کے مملوک ہو۔ اگر جانے کا ارادہ ہے تو پیسے اپنے لک عمرو بن سعیدؓ سے اجازت لے لو۔ یہ فوراً اپنے آقے کے پاس پہنچے اور جھک کر ان کے ہاتھوں کا بوسہ لینا چاہا۔ انہوں نے اس سے منع کیا اور کہا اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عمرو بن سعیدؓ نہایت عابد و زاہد شخص تھے۔ دنیا سے نفرت اور عاقبت سے لوگائے رکھتے تھے۔ دنیا کی چیزوں سے رغبت نہیں تھی ایک تلوار ایک نیزہ ایک گھوڑا ایک اونٹ ایک توشہ دان ایک پیارہ اور ایک مصحف کے سوا دنیا کی کوئی چیز آپ کے پاس نہیں تھی جب مال غنیمت میں سے آپ کا حصہ آیا کرتا تھا تو آپ قوت لایموت کے سوا تمام اپنے قریب والوں اور اپنی قوم کے آدمیوں کو دے دیا کرتے تھے اور اگر کچھ بچ جایا کرتا تھا تو اسے حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کی خدمت میں بھیج دیا کرتے تھے جسے حضرت عمر بن خطابؓ فقراء و مسکین مہاجرین و انصار پر تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ حضرت زید بن وہبؓ نے ان کے پاس آکر جب ان کے ہاتھ پر بوسہ دینا چاہا تو آپ نے منع کیا اور فرمایا کیا چاہتے ہو؟

انہوں نے کہا مولائی آپ مجھے اس بات کی اجازت مرحمت فرمائیں کہ میں مسلمانوں کا قاصد بن کر حضرت عمر فاروقؓ کی

خدمت اقدس میں خوش خبری پہنچانے والا ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا۔ تم مسلمانوں کے لئے بشیر (خوش خبری دینے والا) بننا چاہتے ہو اور میں روک دو ایسا نہیں ہو سکتا۔ اگر میں نے ایسا کیا تو میں سخت نافرمان ٹھہروں گا جو تم محض خوشنودی باری تعالیٰ جل مجدہ کیلئے آج سے آزاد ہو۔ مجھے اللہ پاک جل جلالہ کی ذات گرامی سے کامل امید ہے کہ وہ ہمیں آزاد کرنے کے عوض میں مجھے دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیں گے۔ زید بہت خوش ہوئے۔ خوشی خوشی امیر المومنین حضرت ابو سعید بن جراحؓ کے پاس آئے تمام قصہ بیان کیا اور کہا کہ میں آپ کے خط کے طفیل اور اس کی برکت سے آزاد ہو گیا ہوں۔ حضرت ابو سعید بن جراحؓ نے انہیں ایک تیز روانی جو یمن کے اونٹوں میں سے تھی مرحمت فرمائی اور جانے کی اجازت دے دی اور یہ چل پڑے۔

کہتے ہیں کہ حضرت زیدؓ قریب راستہ سے مدینہ طیبہ کی طرف برابر بڑھے چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ آپ مدینہ طیبہ میں پہنچے۔ حضرت زید بن وہبؓ کا بیان ہے کہ ذیقعد کے پانچ روز باقی تھے کہ میں مدینہ طیبہ میں داخل ہوا۔ مدینہ میں ایک شور و غل ہو رہا تھا وہوں کے باشندے ایک شور عظیم مچا کر رہے تھے اور قبیح وقت کے دوازے کی طرف دوڑے چلے جا رہے تھے میں نے اپنے دل میں کہا کہ آج کیا بات ہے؟ میں بھی ان کا حال معلوم کرنے کیسے ان کے پیچھے پیچھے چلا اور اپنے دل میں یہ خیال کرتا ہوا آگے بڑھا کہ شاید یہ کسی لڑائی کی طرف جانے کا قصد کر رہے ہیں۔ کچھ دور چاکے میں نے ایک آدمی کو دیکھ کر اسے پوچھا اور سلام کیا اس نے بھی مجھے سخت کر لیا اور کہا کون ہو زید میں نے کہا ہاں اس نے کہا اللہ اکبر! کیا خبریں ہیں؟ میں نے کہا بشارت قیمت اور فتح مگر امیر المومنین عمر بن خطابؓ کس کام میں مشغول ہیں؟ اس نے کہا وہ مدینہ منورہ کے باہر تشریف فرما ہیں ازواج مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ان کے ساتھ ہیں اور ان سب کا ارادہ حج کرنے کا ہے لوگ انہیں رخصت کرنے کے لئے جوق در جوق آ رہے ہیں۔

میں یہ سن کر اپنی اونٹنی سے نیچے اتر اس کی مہر ایک جگہ باندھ دی اور دوڑ کے ادھر چلا حتیٰ کہ حضرت امیر المومنین کی خدمت میں پہنچ گیا۔ آپ پیدل چل رہے تھے آپ کا نام برقا اونٹنی کی مہر پکڑتے آپ کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ اونٹنی پر آپ نے ایک گھیم (قطوانیہ) ایک قسم کی گویا اونٹنی کی جھول (ڈال رکھی تھی۔ آپ کا پیالہ اور توشہ دان اس کے اوپر رکھا ہوا تھا۔ سواری کے ہودج آگے آگے چل رہے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ کے دائیں سمت اور حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ آپ کے بائیں طرف اور پیچھے پیچھے میر جبرین و انصار تھے اور آپ ان کو مدینہ طیبہ کی حفاظت کے متعلق نصح فرماتے جاتے تھے۔ میں نے آپ کے سامنے کھڑے ہو کر زور سے کہا السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ نے فرمایا وعلیک السلام تم کون ہو؟ میں نے کہا یا امیر المومنین میں زید بن وہبؓ حضرت عمرو بن سعیدؓ کا خادم ہوں جو جب کے پاس بشارت لے کر حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ تمہیں خوش رکھیں کیا بشارت ہے؟ میں نے کہا یہ آپ کے گورنر حضرت ابو سعید بن جراحؓ کا خط ہے جس میں انہیں جناب کو یہ تحریر کیا ہے کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے اٹھا کیہ کو فتح کر دیا ہے۔

آپ یہ سنتے ہی فوراً سجدہ میں گر پڑے اور اپنے منہ اور خسروں کوٹنی سے ملنے لگے۔ اس کے بعد آپ نے سجدہ سے سر اٹھایا۔ آپ کا چہرہ اور اوزار بھی غبار آلود ہو گئی تھی اور زبان پر یہ دعا جاری تھی

اللھم لک الحمد والشکر علی نعمتک البالغۃ.

”اے الہی آپ کی کامل نعمت پر آپ کا ہزار ہزار شکر اور کھلا کھمد۔“

اس کے بعد آپ نے فرمایا باری تعالیٰ عز اسرہ تجھ پر رحم فرمائیں وہ خط لاؤ میں نے اسے پیش کیا۔ آپ اسے پڑھ کر رونے لگے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا جناب کیوں رونے لگے؟ آپ نے فرمایا مسلمانوں کے ساتھ ابو عبیدہ کی کر تو ت پر ادراس لئے کہ مسلمانوں کے بارے میں ان کی رائے کمزور ہوئی۔ پھر فرمایا ان النفس لا مارة بالسوء (تحقیق البیت نفس برائی کا بہت بڑا حکم کرنے والا ہے) اس کے بعد آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو وہ خط دیا اور انہوں نے اسے مسلمانوں کو پڑھ کر سنا دیا۔

حضرت زید بن وہبؒ کہتے ہیں کہ کچھ توقف کے بعد حضرت امیر المومنین کا ردنا موقوف ہوا۔ آپ کے چہرے پر خوشی کے آثار نمودار ہوئے اور میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے یہ زید! جب تم یہاں سے واپس جاؤ تو اناط کیہ کے انجیر، انگور، عناب اور میوہ جات خوب کھاؤ اور روغن زیتون سے نفع حاصل کرو اور اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کا زیادہ شکر یہ ادا کرو میں نے کہا یہ امیر المومنین اب میوہ جات کا موسم اور اس کی فصل نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ زمین پر بیٹھ گئے۔ دوات، قلم اور کاغذ منگوایا اور حضرت ابو عبیدہ بن جراحؒ کو اس طرح لکھنے لگے۔

حضرت عمر فاروقؓ کا مکتوب حضرت ابو عبیدہؓ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیک والی اہم اللہ الذی لا الہ الا هو واسلی علی نبیہ۔ میں باری تعالیٰ جل مجدہ کے ان احسانات کا شکر یہ ادا کرتا ہوں جو انہوں نے مسلمانوں کو مدد و نصرت اور متقین کو عاقبت عطا کر کے فرمائے ہیں۔ نیز وہ ہمیشہ ان کی احانت اور ان پر مہربانی و حفاظت فرماتے ہیں۔ تمہارا یہ لکھنا کہ ہم نے اناط کیہ کی آپ و ہوا کے عمدہ ہونے کے سبب وہاں قیام نہیں کیا مناسب نہیں معلوم ہوتا اناط کیہ تبارک و تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں یا ایہا الرسل کلوا من الطیبات و اعملوا صالحا (اے رسولو! عمدہ عمدہ چیزوں میں سے کھاؤ اور عمل صالح کرو) دوسری جگہ ارشاد ہے یا ایہا الذی آمنوا و کلوا من الطیبات ما رزقناکم و اشکروا للہ (اے ایمان والو! عمدہ عمدہ چیزوں میں سے جو ہم نے تمہیں دی ہیں کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو) تمہیں یہ چاہئے تھا کہ مسلمانوں کو آرام کرنے دیتے۔ جنگ میں جو نہیں تھکن اور تعجب عارض ہو گئے تھے اس کو اتار لینے دیتے اور کافی پیش و آram کر لینے دیتے تمہارا یہ لکھنا کہ میں حکم کا منتظر ہوں اگر آپ تحریر فرمائیں تو اہم اللہ حد و تک چلا جاؤں۔ سو تم وہاں موجود ہو حالات تمہارے سامنے ہیں۔ میں وہاں سببیت دور ہوں، غائب اور دور کے آدمی کو ان حالات سے پوری واقفیت نہیں ہوا کرتی جو وہاں کے رہنے والے اور حاضر شخص کو ہوا کرتی ہے۔ دشمن تمہارے قریب ہے تمہارے پاس تمہیں ہر وقت خبریں دیتے رہتے ہیں اگر وہاں پر فوج کشی کرنا انب اولیٰ ہو تو مناسب سمجھ کر وہاں جو بھیج دو اور دشمن کے شروں پر خود مسلمانوں کی فوج لے کر حملہ کر دو۔ ان کی ہر طرف سے راستے مسدود اور منقطع کر دو۔ لشکروں کے ساتھ نصرانی عربوں کے ایسے آدمی ہیں جن پر تمہیں کافی اعتبار ہو بھیج دو تاکہ وہ انہیں راستہ بتلا سکیں۔ جو شخص تم سے صلہ چاہے اس سے صلہ کر لو اور جو اس سے اقرار کر دے پورا کر دو۔ تمہارا یہ لکھنا کہ عربوں نے رومی لڑکیوں کو کچھ کرانے سے نکاح کر لینا چاہتا تھا سو اگر جی ز میں اس شخص کے اہل و عیال نہیں ہیں تو اسے نکاح کر لینے دو۔ نیز جو آدمی کوئی باندی خریدنا چاہے تو اسے خرید لینے دو کیونکہ اس طرح وہ زنا سے محفوظ رہے گا۔ مسلمانوں

سے سلام کہہ دینا والسلام علیک۔“

کہتے ہیں کہ اسے آپ نے ملوف کر کے رسول اللہؐ کی مہر لگائی اور زید بن وہب کو دے کر فرمایا اللہ پاک تبارک وتعالیٰ تم پر رحم فرمائیں اسے لے کر چلے جاؤ اور عمر کو اپنے ثواب میں شریک کر لو۔ حضرت زید بن وہبؓ نے اسے لے کر چلنے کا ارادہ کیا مگر آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا زید! راہِ نبیرہؐ کو اپنے کھانے میں سے کچھ ٹھوڑا سادہ دے دے۔ اس کے بعد آپ نے اپنے اونٹ کو بٹھایا ایک صاع ۲ خرے اور ایک صاع ستونکال کے انیس دیا اور فرمایا زید! عمر کو معذور سمجھو وہ اس سے زیادہ نہیں دے سکتا اس کے امکان میں اتنا ہی تھا۔

اس کے بعد آپ نے حضرت زید کے سر پر بوسہ دیا۔ زید روئے اور کہا یا امیر المؤمنین میں اس قتل نہیں ہوں کہ جناب میرے سر کو بوسہ دیں۔ آپ امیر المؤمنین اور جناب سید المرسلین کے ہم نشین ہیں، اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے جناب ہی سے چالیس ۳ کا عدد پورا فرمایا تھا۔ یس کر آپ روئے اور فرمایا میں اللہ والہ الجلال سے امید کرتا ہوں کہ وہ تمہاری شہادت کی وجہ سے مجھے بخش دیں۔ زید بن وہبؓ کہتے ہیں کہ میں اپنی اونٹنی پر سوار ہوا اور چلنے کا ارادہ کر لیا میں نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے۔ اللھم اھلہ علیہا بالسلامات اطلو البعید وحمل لہ القریب اکمل علی کل شیء قدیر۔ الہی آپ اسے (زید کو) اس اونٹنی پر سلامتی کے ساتھ سوار کراد دیجئے۔ دور کے راستہ کو پلٹ کر رکھ دیجئے اور اس کے لئے قریب کو آسان کر دیجئے۔ آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔

زید بن وہبؓ کہتے ہیں کہ میں آپ کی اس دعا سے بہت خوش ہوا کیونکہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ آپ کی دعا کو اس وجہ سے کہ آپ اپنے رب کے مطیع اور رسول مقبولؐ کے تابع فرمان تھے رد نہیں فرماتے تھے۔ میں نے چلنا شروع کیا۔ زمین میری اونٹنی کے پیروں کے نیچے سے گویا نکلی جاتی تھی اور لمبی چل چڑھتی تھی کہ میں واللہ تیرہویں روز حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ کے پاس حازم میں جہاں آپ انطاکیہ سے چل کر مقیم ہو گئے تھے پہنچ گیا۔ جب میں مسلمانوں کے لشکر کے قریب پہنچا تو میں نے لشکر کے دائیں سمت سے ایک شور و غوغا کی آواز اور گھوڑوں کی ہنہات سنئی۔ آوازیں بلند ہو رہی تھیں اور تکبیر و جہیل کے نعرے فضائے آسمان میں گونج رہے تھے۔ میں نے نیٹکے ایک شخص سے دریافت کیا کہ ان آوازوں کا کیا سبب ہے؟ اس نے نہایت خوشی کے لہجہ میں جواب دیا کہ مسلمانوں کی فتوحات جو اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے انہیں مرحمت فرمائی ہیں۔

ان فتوحات کا قصہ یہ ہوا کہ حضرت خالد بن ولیدؓ عند ربائے فرات کے کناروں پر جو شیر آباد تھے وہاں تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر آپ نے تاخت و تاراج کا سلسلہ شروع کیا۔ منج بڑا، ہلس (تاہس) اور قلندہ غم والے جن پر یہ تاخت و تاراج کی گئی تھی آپ کے پس آئے اور کہا کہ اگر آپ ہم سے اس مال و اسباب کو واپس کر دیں جو آپ نے تاخت و تاراج میں حاصل کی ہیں تو ہم آپ سے صلح کر لیں۔ چنانچہ آپ نے ان کا وہ مال واپس کر دیا اور انہوں نے صلح کر لی۔ یہ صلح ان کے مال واپس کرنے کے بعد وسط محرم ۱۸ھ میں ڈیرہ لاکھ دینار پر واقع ہوئی تھی اور وہاں کے حاکم جرفنس کو اس بات پر مجبور کیا گیا تھا کہ وہ اپنے آدمی، غلام گھوڑے اور مال و اسباب لے کر بلا درہم کی طرف چلا جائے۔ چنانچہ اس کے چہ بانے کے بعد آپ منج پر عباد بن رافع

۱۔ بزرگوار اور لاکھ لاکھ اردو کے محاورہ کی غرض سے حکم اور حج کے الفاظ کا ترجمہ ہے۔ ۱۲ھ

۲۔ ایک صاع آدھ پاؤ اور ڈیڑھ سیر چنتے کے برابر ہوتا ہے واللہ اعلم۔ ۱۴ھ

۳۔ یعنی آپ سلام میں جب افضل ہوئے اس وقت تک مسلمان کل اتالیس تھے۔ آپ سے چار سو چیس ہو گئے۔ ۱۲ھ

بن تیمیہؒ کو جنم کے پل پر غم بن مفرحؒ کو بزاعہؒ پر اوس بن خالد ربیعؒ کو اور پالس پر باد بن خوف حمیریؒ کو حاکم مقرر فرمایا تھا اور ہاس میں شرق کی جانب ایک قلعہ کی بنیاد رکھ کر اس قلعہ کا نام بادرسی کے نام پر رکھا تھا اور جس روز زید بن وہبؒ آئے تھے اسی روز آپؐ بھی ان تمام کاموں سے فارغ ہو کر تشریف لائے تھے۔

زید بن وہبؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ اس وقت بیٹھے ہوئے تھے حضرت خالد بن ولیدؓ آپ کے پاس تشریف فرما تھے اور صلح کا وہ مال جو جناب اپنے ساتھ لائے تھے پیش کیا جا رہا تھا۔ میں نے اپنی افغانی کو خیمہ کے برابر میں بٹھلا دیا دونوں حضرات کو سدوم کیا۔ حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ کو امیر المومنین کا حکم نامہ دیا اور حضرت عمر فاروقؓ نے جو فرمایا تھا وہ آپ سے کہہ دیا۔ آپ نے مہر توڑی خط حوالہ۔ اول چپے چپے پڑھا پھر مسلمانوں کو سنایا۔

جب مسلمان اسے سن چکے تو آپ نے انہیں مخاطب کر فرمایا معاشرہ المسلمین! حضرت امیر المومنین نے شام کے انتہائی حدود پر فوج کشی کے متعلق میری رائے پر چھوڑ دیا ہے اور فرمایا ہے کہ تم وہاں موجود ہو اور میں غائب ہوں جو مناسب سمجھو کرو اللہ پاک تبارک و تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ میں کوئی کام تمہارا مشورے کے بغیر نہیں کر سکتا تمہاری اس کے متعلق کیا رائے ہے؟

یہ سن کر تمام مسلمان خاموش رہے اور کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ آپ نے پھر دوبارہ اپنے کلام کا اعادہ فرمایا اور کہا یہ معاشرہ المسلمین! اس شام کے تم، لک ہو گئے۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے تمہیں اس تمام حکام بنا دیا۔ تمہارے دشمنوں کو نہایت ذلت و حقارت کے ساتھ یہاں سے نکال دیا اور جیسا کہ تم سے اللہ جل جلالہ و علم و اور اس کے رسول مقبولؐ نے وعدہ فرمایا تھا کہ تم اس سرزمین کے وارث ہو گئے اب اس کے پھاڑی حقائق میں جانے کے متعلق کیا رائے ہے؟ مسلمان سن کر پھر خاموش رہے اور جواب نہ دیا۔ آپ نے سربار پھر فرمایا۔ اس سکوت کے کیا معنی اور یہ خاموشی کیسے کیا تمہارے اندر شجاعت کے بعد بزدلی آگئی یا بیش و نشط کے بعد کالی ساک یا جھٹی نیکیاں کر لی ہیں ان پر اکتفا کر لیا۔ کیا تمہارا کوئی نہ باقی نہیں رہا؟ سب بخشتے کیا نیکیاں زیادہ کمالیں؟ آخر کیا بات ہے؟ اللہ تعالیٰ غائب و بزرگ و برتر کی طرف رغبت سرور اور ان سے اس بات کی دعا مانگو۔ وہ جہاد میں تمہاری اعانت فرمائیں۔ دنیا اور مافیہا تمہارے لئے یہی بہتر ہے۔

کہتے ہیں کہ آپ کی آواز پر جس شخص نے سب سے پہلے لبیک کہا، حضرت میسرہ بن مسروقؓ بھی تھے۔ آپ نے کہا ایسا الامیر! ہم کسی خوف و ہراس کی وجہ سے خاموش نہیں رہے یا ہمیں کوئی جزع و فزع لاحق نہیں ہوا بلکہ ہم میں سے ہر ایک کو ایک دوسرے کا ادب ملے تھا اور ہم ایک دوسرے کے رعب و جلال کی وجہ سے خاموش تھے اور ہر ایک یہ یہی چاہتا تھا کہ میں اپنے دوسرے بھائی کا مشورہ سنوں۔ ایسا امام! جناب کو واضح ہو کہ ہم تجارت پیشہ نہیں کہ تجارت کر سکیں یا جہاد فی سبیل اللہ اور طلب ماعند اللہ (اللہ کی نعمتوں) کے سوا کوئی اور کار کر سکیں۔ ہم آپ کے حکوم اور آپ کے سامنے ہیں آپ حکم فرمائیں ہم اللہ پاک، اس کے رسول مقبولؐ کے اور سردار کے حکم کے تابع ہیں۔ مجھے اپنے اختیار ہے اور مجھ اپنی جان کا مالک ہوں آپ مجھے جو چاہیں حکم فرمائیں اور جہاں چاہیں بھیج دیں انشاء اللہ اعزیز تابع فرمان پائیں گے۔

حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ نے فرمایا معاشرہ المسلمین! اگر کسی شخص کی کچھ اور رائے ہو اور وہ اپنے مشورے سے ہمیں مستفید نہ کرنا چاہئے تو چاہئے کہ وہ اپنا مشورہ پیش کرے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا ایسا امام! رومیوں پر فوج کشی کرنے کے بعد ہی ہمارا ہاتھ پر ہاتھ کر بیٹھ رہنا اور ان کی صلب میں نہ لٹکانا ہماری سستی اور کالی کے مترادف اور اپنے دین و مذہب پر گویا سرزنش

کرتا ہے۔ دشمنوں کی طبع و تلاش میں ٹھکانا اور مال غنیمت حاصل کرنا ہی دراصل اللہ پاک عزوجل کی تائید و نصرت ہے۔ یا امین الامین! میرا مشورہ یہی ہے کہ جناب پہاڑ کے ہر ایک درے میں فوج بھیج دیں اور شام کی تمام حدود میں فوج کشی کریں۔ ہمارے دشمنوں کے لئے انشاء اللہ افریز یہ ضعف و ہزیمت کا باعث اور مسلمانوں کی آنکھوں کے لئے نور و بصارت کا سبب ہوگا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے آپ کو جزائے خیر کی دعا دی اور فرمایا ابولسین! میں مناسب سمجھتا ہوں کہ یمن کے آدمی حضرت میسرہ بن مسروق عیسیٰؓ کی ماتحتی میں دے کر ادھر روانہ کر دوں کیونکہ سب سے پہلے انہوں نے ہی مجھے اس کے متعلق مشورہ دیا ہے۔ یہ پہاڑ کی گھاٹیوں اور دروں میں پہنچ کر اول تاخت و تاراج کریں اور دشمنوں کے شہروں کے قریب جا کر قتل و غارت کر کے ان کے حالات میں پہلے تغیر کر دیں۔ اس کے بعد ہمیں اطلاع دیں اس وقت جیسا مناسب ہوگا اس پر عمل درآمد کیا جائے گا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا واقعی یہ بہت انسب رائے ہے۔ اللہ پاک تیرا رک و تعالیٰ اسے راس لائیں۔

حضرت ابو عبیدہؓ کا حضرت میسرہؓ کو مرج القباہل کی طرف روانہ کرنا

آپ نے حضرت میسرہ بن مسروق عیسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ایک پورا نیزہ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ایک سیاہ نشان بنایا اور سفید حلی حروف میں اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھ پھر اپنے ہاتھ میں لے کر زور سے اسے ایک جیش دی اور حضرت میسرہ بن مسروق عیسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر کے آپ نے ان سے فرمایا میسرہ تم چونکہ شام کی انتہائی حدود یعنی پہاڑوں کے دروں پر فوج کشی کرنے کے متعلق سب سے پہلے شیر ہوا اس لئے یمن میں توجہ نہ کرو اور ایسی فتح حاصل کرو کہ دنیا میں تمہارا نام ہو جائے اور آخرت میں دوختہ اور سامان بخشش۔ اس کے بعد آپ نے قبل یمن میں سے تین ہزار بہادر اور شجاع منتخب کر کے ان کی سپردگی میں دیئے۔ جن قبل میں سے آپ نے انتخاب کیا تھا وہ حسب ذیل ہیں:-

کندہ، کھلان، ہلی، نبھان، بنس، ازور، مذحج، دیان، امس، خولان، نک، ہمدان، لخم اور جند نام۔ یہ تین ہزار اشخاص معزز اور رئیس لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اپنے تمام ہتھیار زیب بدن کر رکھے تھے اور اپنے اپنے قبل کا مشہور لباس پہن رکھا تھا اوپر چادریں حص عمامے عدنی باندھ رکھے تھے اور کمر بند (نیکا) میں گھنڈی تھم چڑے کا لگا رکھا تھا۔ اس کے بعد آپ نے یمن کے ایک ہزار غلاموں کو منتخب کیا۔ یہ سرخ رنگ کے کپڑے پہن رہے تھے۔ سروں پر زرد عمامے تھے کواریں گروں میں مہمل تھیں۔ ہاتھ میں چمکنے والے تازیانے تھے اور ہر ایک غلام اپنے دل میں کہہ رہا تھا کہ میں ایک پورے لشکر پر حملہ کر دوں گا۔ ان پر آپ نے حضرت داس ابو الہول کو سردار مقرر کیا اور انہیں حضرت میسرہ بن مسروق عیسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماتحتی میں دے کر ان سے فرمایا داس ابو الہول! یہ غلام تمہاری کمان میں ہیں اور تم حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر کمان دیکھو۔ ان کے مشورہ کے بدوں کچھ نہ کرتا یہ نہایت مہار کا دل شخص ہیں دران کا مشورہ نہایت عمدہ اور نیک ہوتا ہے حضرت داس ابو الہول نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا میں بسر و چشم اطاعت کے لئے حاضر ہوں۔

کہتے ہیں کہ تمام عربوں نے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے فرمان کو قبول کر لیا مگر قوم ہلی کے چند نفوس حضرت میسرہ بن مسروق عیسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماتحتی میں جانے سے رنجیدہ ہوئے اور انہوں نے کہا کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے روم اور شاہان یمن کو چھوڑ کر قبیلہ عیس کے ایک آدمی کو کیوں سردار مقرر کر دیا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو جب اس بات کی خبر ملی تو آپ نے

انہیں بادکران سے فرمایا آل طی! مسلمانوں میں تمہاری قوم نہایت ستودہ صفات قوم ہے اور تمہاری جنگ مسلمانوں کی جنگ ہے۔ اس لئے تمہارے دلوں میں کسی قسم کا تکبر نہ آتا چاہئے ورنہ یاد رکھو اس کے سبب ہلاک ہو جاؤ گے۔ تمہیں یہ بات غور و توجہ سے سننی چاہئے کہ وہ نصرت اور فتح تعدا و کثرت اور زیادہ بہادری پر موقوف نہیں بلکہ خدا کے دشمن ہمیشہ اللہ پاک جل جلالہ کی نصرت و ملک سے مغلوب ہوتے ہیں۔ پاری تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں

ان ينصرکم اللہ فلا غالب لکم۔

”اگر اللہ تبارک و تعالیٰ تمہاری مدد کریں گے تو کوئی تم پر غالب نہیں ہوئے گا۔“

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ بزرگ اور معزز وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرے اللہ کرے اور پرہیزگاری کے کام کرے۔ خدا کی قسم، میرے ہستی اسلام کے سبب دارالاسلام کی طرف ہجرت کے باعث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مبارک کے طفیل تم سب سے زیادہ افضل ہیں۔

قوم طی یہ سن کر چپ ہو گئی اور حضرت میرہ بن مسروق بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کے نیچے آکھڑی ہوئی۔ جب تمام فوج میں ہو کے چلنے کے لئے آدہ ہو گئی تو حضرت میرہ بن مسروق بھی، حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے پاس آئے اور کہا ایہا امیر! میں ملک کے راستوں سے ناواقف ہوں یہ نہیں جانتا کہ کہاں جاؤں کدھر توجہ کروں اور کون سے شہر پر فوج کشی کروں اور جو شخص راستہ نہیں جانتا اسے مسافرت ہلاک کر دیا کرتی ہے۔ حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ نے اپنے والا نامہ میں جناب کو ہدایت فرمائی ہے کہ لشکر کے ساتھ راہبر اور چار سوسوں کو روانہ کرنا اس لئے جناب ہمارے ساتھ چار سوسوں اور راہبر روانہ کریں، تاکہ وہ ہمیں راستہ بتلا سکیں۔

آپ نے فرمایا میں بھول گیا تھا اچھا ہوا کہ تم نے مجھے یہ دلا دیا راہبر کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔ یہ کہہ کے آپ نے ہر جگہ کے معاہدین کو جو آپ کی ذمہ داری میں تھے نیز جو مسلمانوں کی خیر خواہی چاہتے اور جنگ اور نیچے سے واقف تھے بلایا اور ان میں سے چار آدمیوں کو منتخب کر کے حضرت میرہ بن مسروق بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کر دیا۔ ان کی حسن خدمات کے صلہ کے متعلق آپ نے یہ حکم صادر فرمایا کہ ان سے جزیہ معاف کر دیا جائے گا۔ پھر ان سے یہ مشورہ طلب کیا کہ مسلمانوں کو دشمن کی تلاش میں پہلے کون سے درے کی جانب جانا چاہئے۔ ان سب نے مشورہ کر کے اس بات پر رائے قائم کی کہ شہر قورص کا دریا جو پہاڑ کے تمام دروں سے بڑا ہے پس اسے پرفوج کشی کرنی چاہئے۔ اس کے بعد انہوں نے کہا ایہا امیر! یہ درہ ان شہروں کی طرح کا نہیں ہے جو آپ نے فتح کئے ہیں بلکہ اس میں سخت سردی ہوتی ہے اور جب بھی پتھروں کے سوا اور کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی، راہیں تنگ گھانیاں تیرہ و تار یک خاردار جنگل اور خوفناک راستے ہیں۔ درخت بے شمار کھنڈے سے زائد اور پیچ در پیچ گھانیاں پڑتی ہیں۔ اہل یمن نے کہا کچھ پرداہ نہیں تمہارا آگے آگے چلو (انشاء اللہ) ہماری بہادری اور شجاعت کے وہ کہ جب دیکھو گے کہ عیش و عشرت کراٹھو گے۔

حضرت میرہ بن مسروق بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلامی پرچم کو حرکت دی۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نیز دوسرے مسلمانوں کو سامان کی قوم کے آگے آگے ہوئے اور گھوڑے کو ایڑی لگا کے بہادرانہ شان سے چل پڑے۔ حضرت ابوالہول اپنے سواروں کو لے کر چپے۔ معاہدین ان کے آگے آگے ہوئے اور جھیل و بکیر کے نعروں اور قرآن شریف کی تلاوت کے ساتھ رخصت ہو گئے۔ مسلمانوں نے ان کے لئے فتح و نصرت اور سلامتی کی دعائیں مانگیں اور انہیں اوداع کہا۔

حضرت عہدہ بن جعد انسانی کا بیان ہے کہ راہبر بہار آگے آگے تھے اور ہم برابر کوشش کرتے ہوئے بڑھے چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ عقبہ جند اس کو قطع کرتے ہوئے نہر سا حور کو عبور کر کے ہم قوص کے قریب پہنچے وہاں رات کو رہ کر صبح سوار ہو کے دروں کی طرف چلے اور دشوار گزار راہوں اور جاگند از راستوں کو قطع کرنے لگے۔ درختوں کے جھنڈے جھنڈ کھڑے ہوئے تھے پانی چاروں طرف بہ رہا تھا اور چلنے کا راستہ اس قدر تنگ تھا کہ اس میں گھوڑا کسی طرح پیچھے کو نہیں مڑ سکتا تھا۔ یہ دیکھ کر ہمیں اس وجہ سے کہ ہم رے گھوڑے اس میں نہیں دوڑ سکتے اور نہ پیچھے کو لوٹ سکتے ہیں وحشت سوار ہوئی اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر (خدا خواست) اس جنگل کا معادہ درگروں ہو گیا تو مسلمانوں کے لئے یہ سخت مشکل کا سامنا ہوگا اور ان کے دشمن ان پر غالب ہو جائیں گے۔ راہبر آگے بڑھے چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ وہ ہمیں ایک نہایت بلند پہاڑ جس کی چڑھاؤ محدود درجہ مشکل تھی لے گئے مسلمانوں کو اس کی چڑھاؤ نہایت شوق گزری اور وہ اپنے اپنے گھوڑوں سے اتر کر گھوڑوں کی راہیں ہاتھوں میں تھام تھام کے پیادہ چھنے لگے اور گھوڑوں کو اپنے پیچھے پیچھے کر لیا۔

حضرت عبدالرحمن بن عبیدہ کہتے ہیں کہ حضرت میسرہ بن سروق کی جمعیت میں میں بھی شامل تھا آپ دروں کو حیرتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے انچے اور انچے گنجن درخت اور بلند بلند بہاؤ ہمارے سامنے تھے اور ہم ان پر چڑھتے چھپتے جاتے تھے۔ میں یمن کے چمڑے کے بنے ہوئے موزے پہن رہا تھا کہ گھوڑے سے اتر کر جب پیادہ چلا تو خدا کی قسم! بہت تھوڑے عرصہ میں اس کے تھک گئے کمر اڑا گئے اور میرے پیچ بولہاں ہو کر ان سے خالی رہ گئے۔ راستہ کی صعوبت سے پیروں سے خون چل رہا تھا۔ راہبر بہار آگے آگے تھے اور ہم اسی حال میں ان کے پیچھے پیچھے چلے جا رہے تھے۔ تین دن اور تین رات اسی حالت میں چلتے رہے۔ روزانہ ہم رے راہبر ہمیں ہدایت کرتے رہتے تھے کہ مسلمانو ہوشیار رہو اور ہر طرح کی احتیاط رکھو اب یہ نہ کہ دشمن تمہیں اسی جنگ آگے رکھ لے اور تم کہیں کے نہ ہو بلکہ اسی جنگ راستہ میں جاک ہو جاؤ۔ آخر خدا ان کے چوتھ دن ہوا اور ہم ایک ایسے مقام پر پہنچے جو اچھا خاصہ فرخ اور کشادہ تھا جب ہم یہاں آئے تھے تو شروع گرمی کا موسم تھا سردی کے کپڑے اتار رکھے تھے اور گرمی کا لباس پہن رکھا تھا نیز گرمی کے رے ٹخنوں کی تلاش تھی۔ مگر جب یہاں پہنچے تو نظر ٹھہ کر دیکھنے سے پہاڑ کے اوپر ہر طرف برف سی برف دکھائی دی۔ دامن ابوالہول رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس جزاؤں کی نہیں تھا کہ وہ سردی کے وقت اسے پہن لیتے۔ محض زرہ، موزے، دو چادریں اور ایک گرمی کے لباس کے سوا اور ایسی کوئی چیز پاس نہیں تھی جو سردی سے محفوظ رکھ سکتی۔ آپ کو سب سے زیادہ سردی محسوس ہوئی اور بدن کا چھپنے لگا۔ آپ نے فرمایا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ ان شہیدوں کے رہنے والوں کا برا کریں۔ گرمیوں میں جب ان کے یہاں اتنی سردی ہوتی ہے تو سردیوں میں کس قدر پڑتی ہوگی۔ آپ کا بدن تھر تھرا کر نہ رہا تھا اور روٹنے لگے کھڑے ہو رہے تھے۔ مسلمانوں نے آپ کی یہ حالت دیکھ کر آپ سے کہا کہ آپ کا تمام بدن تھر تھرا کر نہ رہا تھا اور روٹنے لگے کھڑے ہیں اس کی کیا وجہ ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے سردی ملگ رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ جزاؤں کیوں نہیں پہن لیتے؟ آپ نے فرمایا میں جو کچھ پہن رہا ہوں اس کے سوا میرے پاس اور کوئی کپڑا نہیں۔ لوگوں نے حضرت میسرہ بن سروق عیسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کے متعلق اطلاع دی۔ آپ نے اپنی وہ پوشین جسے جناب نے زینب بن قہرماکھ تھا اتار کے انہیں دے دی۔ حضرت دامن ابوالہول رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے زینب بن قہرماکھ اور جب بدن گرم ہوا تو کہا اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو قسطیہاے بہشت سے ایک

قطیفہ ۱۔ چنادیں۔ حضرت میسرہ بن مسروق عسیٰ نے فرمایا ابوالہول! تم نے صد کہنے میں میرے ساتھ کیوں بخل کیا حالانکہ صلہ ۲۔ قطیفہ سے بہتر ہوتا ہے۔

والدہ رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ راہبہر آگے آئے تھے اور مسلمان برابر ان کے نقش قدم پر چلے جا رہے تھے۔ روم کے شہر قطیف ہو رہے تھے اور منزلیں ملے ہوئی چلی جا رہی تھیں حتیٰ کہ ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں کی زمین نہایت عمدہ تھی پانی کثرت سے تھا اور درخت بہت کثرت تھے۔ حضرت میسرہ بن مسروق عسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہاں پڑاؤ کر کے کا حکم دیا اور جب سب آدمی آ کر یہاں جمع ہو گئے تو پھر آگے چلے کا حکم فرمایا۔ آپ نشان ہاتھ میں لئے ہمارے آگے آئے تھے اور ہم پیچھے پیچھے چلے جا رہے تھے۔ رومیوں کا ایک آدمی بھی دکھائی نہیں دیتا تھا کیونکہ انہوں نے مسلمانوں کے خوف سے احتیاط کو کام میں لا کر شہروں کو چھوڑ دیا تھا۔ جب پانچواں دن ہوا تو چلتے چلتے پہاڑ کی جڑ کے کھاف میں ایک سی بھلائی دی۔ مسلمان اس کی طرف دوڑے جا کر معلوم ہوا کہ وہ رومیوں کا ایک گاؤں ہے جو بالکل خالی پڑا ہے البتہ مرغوں کی اذانیں اور مکیوں کے میانے کی آوازیں آ رہی ہیں اس میں چونکہ نہ کوئی مانع نہ تھا کوئی ٹوکنے والا اس لئے مسلمان اس میں داخل ہو گئے اور جب اس میں کسی کو نہ دیکھا تو یہ سمجھ گئے کہ وہ ہم سے ڈر کر بھاگ گئے ہیں حضرت میسرہ بن مسروق عسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں آواز دی اور فرمایا مسلمانو! بوشیار ہو جاؤ احتیاط کو کام میں لاؤ اور تیر رہو کیونکہ میری رائے میں قوم ہماری خبر پا کر کہیں کو بھاگ پڑی ہے۔ مسلمان گاؤں میں گھس گئے اور جو کچھ نقد مال و اسباب تھا وہ سب اپنے قبضہ میں کر لیا۔

حضرت سعید بن عامر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوالہولؓ کو دیکھا کہ آپ اپنے کندھے پر تین کھل اور دو چادریں اٹھائے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا ابوالہول! یہ آپ کے پاس کیا ہے؟ آپ نے فرمایا سعید! یہ اس شہر کا جزاؤں ہے میں نے کہا اب کیا اتنا سامان بھی کفایت نہ کرے گا۔ آپ نے فرمایا ابن عامر! اذرا خاموش رہو اس غیبت شہ کے جاڑے نے مجھے ہلاک کر کے رکھ دیا ہے میں اسے کبھی نہ بھولوں گا۔

کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے اس گاؤں میں جو کچھ نقد اور چارہ وغیرہ تھا سب اپنے قبضہ میں کر لیا اور آگے چل پڑے۔ حتیٰ کہ ایک چراگاہ میں آئے جو مرنے والے قبائل کے نام سے موسوم تھا۔ یہ چراگاہ نہایت کشادہ اور وسیع تھی جب اس میں پہنچے تو مسلمانوں کے گھوڑے دائیں بائیں تمام جنگل میں پھیل گئے تھے لشکر نے یہاں پڑاؤ کیا۔ حضرت مسروق عسیٰ بن خنیسؓ خیمہ زن ہوئے اور دل ہی دل میں حضرت ابوجہید بن جراحؓ کی طرف پھر جانے کا مشورہ کرنے لگے کیونکہ حضرت ابوجہید بن جراحؓ نے آپ کو یہ ہدایت کی تھی وہ ہم سے زیادہ دور نہ ہوں اور نہ کسی شہر پر اپنا ٹک ٹریں اور ہمیشہ احتیاط کرتے رہیں۔ آپ ابھی دل سے یہ مشورہ اور گفتگو کر رہے تھے گھوڑے چاروں طرف پھیسے ہوئے تھے لوگ دشمن سے نڈر اور بے خوف تھے کہ اچانک ایک مسلمان ایک کافر کو چوپائے کی طرح گھسیٹا ہوا لٹکائی دیا اور حضرت میسرہ بن مسروق عسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ کے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اس کافر کا کیا حال ہے اور اسے کہاں سے پکڑ کے لائے ہو؟ اس نے کہا ابوالامیر! میں اپنے ساتھیوں سے کچھ دور فاصلہ پر چلا گیا تھا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کبھی ظہر ہو چکا ہے اور کبھی چھپ جاتا ہے میں اس کی طرف دوڑا تو وہ یہی شخص تھا میں نے اسے پکڑ

۱۔ ایک قسم کی چادر ہوتی ہے جو وسیع ہوتی ہے ۱۲

لیا اور اب جناب کے پاس حاضر کروایا ہے۔

آپ نے ایک معاہدہ کیا کہ اس سے فرمایا کہ تم اس سے رومیوں کے متعلق حالات دریافت کرو۔ معاہدی اس سے مخاطب ہو کے ہتھوڑے لگا اور دیر تک باتیں کرتا رہا۔ مسلمان تمام نہ موش تھے اور کوئی کچھ نہیں بولتا تھا آخر جب بہت دیر ہو گئی اور معاہدی نے مول دے کر اپنے کام کو کسی طرح ختم نہ کیا تو حضرت میسرہ بن مسروق بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا کہ کھینٹا خریہ کچھ کہتا بھی ہے۔ اس نے کہا یہ سارا یہ بتاتا ہے کہ جب بادشاہ انطاکیہ سے بھاگ کر کشتی میں سوار ہوا اور اس نے مع اپنے گھر والوں کے قسطنطنیہ کا ارادہ کر لیا تو رومی چاروں طرف سے بھاگ بھاگ کر جو ادھر ادھر چلے گئے تھے بادشاہ کی طرف چلے نیز دوسرے رومیوں نے بھی اس کی طرف پناہ لی۔ بادشاہ کو جب یہ خبر پہنچی کہ انطاکیہ صبح کے ذریعہ فتح ہو گیا ہے تو اسے یہ نہایت شاق گزرا وہ رویا اور کہا اسے شام تھے قیامت تک سما ہے۔ اس کے بعد اس نے ان افسروں اور والین ملک سے جو اس کے پاس پناہ گزین ہو گئے تھے کہا کہ مجھے خوف ہے کہ کہیں عرب ہماری تلاش میں نہ چل کھڑے ہوں اس لیے اس کا بندوبست کرنا چاہیے چنانچہ اس نے تیس ہزار کی جمعیت فرمایا کہ تم افسروں کے ماتحت کی اور انہیں حکم دیا کہ وہ دروں کی محفلت کریں۔ حضرت میسرہ بن مسروق بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے اور ان کے مابین کس قدر فاصلہ ہوگا۔ معاہدی نے کہا کہ یہ کہتا ہے کہ قریب دو فرسخ کے بعد ہے۔

کتبتہ میں کہ آپ نے یہ سن کر سہج کیا نہ کسی کی بات کا کوئی جواب دیا ورنہ خود کسی کام کی ابتدا کی۔ آل سہم کے ایک شخص نے جس کا نام عہد اللہ بن حدافہ تھی اور جو مسلمانوں میں نہایت دیر اور بہادر آدمی تھا اور جس کے پاس لوہے کا ایک عمود رہتا تھا جس سے آپ لڑا کرتے تھے نیز جو نہایت نرم طبیعت اور لوگوں میں عجب مہربان شخص تھے کہا ایسا امیر! میں جناب کو زمین کی طرف سر جھکے ہوئے اس گھوڑے کی طرح جو انعامی آواز سے سر جھکا لیتا ہے کیوں دیکھ رہا ہوں حالانکہ ہم میں سے ایک ایک شخص رومیوں کے ایک ہزار آدمیوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا عہد اللہ! خدا کی قسم! میں نے کسی خوف یا دہشت کی وجہ سے سر نہیں جھکا یا جگہ مجھے مسلمانوں کی طرف سے یہ خوف ہے کہ تمہیں وہ میرے نشان کے نیچے جو کسی مصیبت میں نہ گرفتار ہو جائیں۔ یہ پہاڑ کے دروں میں سب سے پہلا نشان ہے اگر خدا نخواستہ مسلمان کی ابتداء میں گرفتار ہو گئے تو حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے حمایت فرمائیں۔ اور ہر راعی اپنی رعیت کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں نے کہا واللہ ہم موت کی پرواہ نہیں کرتے اور نہ کچھ خوف ہونے کا فکر۔ ہم نے اپنی جانوں کو اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی جنت کے عوض میں فروخت کر دیا ہے اور جو شخص اس بات سے واقف ہے کہ وہ اس دار فانی کو چھوڑ کر ایک روز یقیناً دار بقا میں اقامت گزریں ہوگا وہ کبھی اس مصیبت اور ابتلاء سے نہیں گھبراے جو کافروں کی طرف سے آگے پہنچے گی۔

حضرت میسرہ بن مسروق بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اچھا آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟ آیا ہم پیش قدمی کر کے ان کی طرف بڑھیں یا ہم اسی جگہ رہے کہ ان کا مقابلہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ اس کا فرسے پوچھو اگر وہ جلد اس سے زیادہ کشادہ اور فراخ ہے تو ہم وہیں جلیں ورنہ یہیں ٹھہریں۔ رومیوں نے دریافت کرنے کے بعد کہا کہ عہد یہ کے بعد ان شہروں میں اس سے زیادہ کشادہ اور میدان نہیں ہے۔ اگر تم ان سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہو تو یہی جگہ عہدہ اور فراخ ہے۔ یہیں ٹھہریں۔ یہاں اور اگر اپنے دشمنوں

کے آنے سے قبل یہاں سے واپس چلے جاؤ تو یہ سب سے زیادہ بہتر اور مناسب ہے۔ حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر اسلام پیش کیا اور جب اس نے انکار کیا تو آپ نے اس کی سُرودن مار دینے کا حکم فرمایا۔ یہاں ابھی یہ ہو ہی رہا تھا کہ رومیوں کا مذہبی دل لشکر آتا ہوا دکھائی دیا۔ اور منتشر مذہبوں کی طرح ان کے مقابلہ میں مقیم ہو گئے۔ دن گزر چکا تھا آفتاب عالم تاب مغرب کے دریا میں اپنا نور دکھانے کے لئے منسل کرنے چلا گیا تھا اور تاریکی کی چادر پردے کے لئے ہر طرف ڈال دی تھی اس لئے لشکروں میں آگ روشن کی گئی اور رات لڑائی کے انتظار میں کاٹ دی گئی ہوئی تو حضرت میسرہ بن مسروقؓ نے مسلمانوں کو خداوند تعالیٰ کے درگاہ میں حمد و ریز ہونے کی دعوت دی۔ صبح کی نماز پڑھائی اور جماعت کے بعد خطیب کی طرح کھڑے ہو کر حسب ذیل تقریر کی۔

”لوگو! یہ ایک ایسا دن ہے جس کے بعد دوسرا دن بھی آنے والا ہے یہ تمہارا نشان سب سے پہلا نشان ہے جو دروں میں داخل ہوا ہے تمہارے بھائی تمہارے کام کے منتظر ہیں اور ان کی آنکھیں تمہاری طرف لگی ہوئی ہیں۔ یاد رکھو! دنیا ایک سرائے ہے اور آخرت اصل مقیم ہونے کا گھر۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے اسے ذرا گوش ہوش سے سنو فرماتے ہیں:

کم من فنية قليلة غلبت فنة كثيرة باذن الله والله مع الصابرين.

”بسا اوقات تمہاری ذہنی غلبت اللہ کے کلمے پر نہایت بڑی جمعیت پر غالب آجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ صابرين کے ساتھ ہیں۔“

یہ تقریر بن کے مسلمانوں نے کہا میسرہ! تم اللہ کا نام لے کر سوار ہو جاؤ اور ان کے مقابلہ میں چلو نہیں اللہ پاک کی ذات سے کامل امید ہے کہ وہ دہریہ مدفرمائیں گے۔ آپ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ آپ کے سوار ہوتے ہی تمام لشکر سوار ہو گیا۔ غلام عربوں سے جدا ہوئے اور حضرت ابو الہول رحمۃ اللہ علیہ کے نشان کے نیچے کھڑے ہوئے۔ عرب بڑھ کے حضرت میسرہ بن مسروقؓ کے ہم کے ہاتھ ہوئے اور اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں ہوشیار ہوئے فتح و نصرت کی دعا میں لگے۔ حضرت میسرہ بن مسروقؓ جی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس سے پہلے بطور وصیت کے یہ چند کلمات فرمائے۔

”لوگو! میں تمہیں اللہ وحدہ الاشہد کہ تم نے کئی وصیت کرتا ہوں تم اس وقت ایسی قوم کی مانند ہو جاؤ جس کی موت قریب آگئی ہو اور اس سے وہ قوم کسی طرح مغفرت نہ سمیٹتی ہو اور جنت مع اپنے ساز و سامان کے اس کے سامنے ہو تم اس پر نظر کرو جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنت میں ان کے لئے سامان تیار کیا ہے تم اس میں داخل ہونے کی جلدی کرو یہ جنت تمہارے سامنے ہے اور تم آج اسلامی لشکر ہو۔“

اس تقریر کے بعد آپ نے لشکر کو میسرہ، میسرہ، قلب و درد پاؤں پر مرتب کیا۔ میسرہ پر حضرت عبداللہ بن حذاف بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور میسرہ پر حضرت سعد بن سعید غنمی کو مقرر فرمایا۔ ایک ہزار غلام جو سرخ لباس سے بلبوس اور اسلحہ سے مسلح تھے انہیں حضرت ابو الہول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر قیادت قلب فوج کے آگے رکھا اور خود حضرت ابو الہول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کان لگا کر کھڑے ہوئے کہ وہ کیا کہتے ہیں مگر ان کی زبان سے آپ نے ایک کلمہ نہ سنا۔ بالکل خاموش کھڑے تھے اور کوئی نظر زبان سے نہیں نکالتے تھے۔

حضرت ابوالہول اور نصرانی عرب کی گفتگو کرنا

راوی کا بیان ہے کہ رومیوں کا لشکر بھی گھوڑوں پر سوار ہوا بڑھ کے تین صفیں ترتیب دیں۔ ہر صف میں دس ہزار جوان کھڑے ہوئے۔ صلیبیوں آگے گئیں اور مستعد ہو کر کھڑے ہو گئے۔ یہ لوگ ریشمی لباس سےلباس اور اچھے ساز و سامان سے مزین تھے۔ جب ان کی صفیں بالکل مرتب ہو گئیں تو ان میں سے ایک نصرانی عرب جو غسانی تھا اور جو عربی زبان سمجھتا تھا اور اس میں بات چیت اور گفتگو کر لیا کرتا تھا آگے بڑھا اور مسلمانوں کے لشکر کے قریب ہو کر اس طرح کہنے لگا۔ ظالم کو اس کا ظلم ہمیشہ بھلائی سے روکتا ہے اتنے بڑے ملک شام کے تم ہمارے قریب ہو گئے مگر کیا اب بھی تمہیں صبر نہیں آیا جو ان دروں اور بلند بلند پیڑوں کی طرف آئے تمہیں یہاں تمہاری موت گھنٹ کرنا ہے۔ یاد رکھو یہ تیس ہزار یا گئیں ان لوگوں کے ہاتھ میں ہیں جنہوں نے صلیب کی قسم کھائی ہے کہ ہم بغیر جان دینے کبھی میدان سے پشت نہ دیں گے۔ تم اگر اب اپنی سلامتی چاہتے ہو تو پابندِ نیکوئی ہو کر ہر قل کے پاس جانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ہم تمہیں قید کر کے اس کے پاس لے جائیں گے اور جیسے وہ حکم دے گا اس وقت دیا کیا جائے گا۔

حضرت دامن ابوالہول نے سن کر آگے بڑھے نشان آپ کے ہاتھ میں تھا اس کے قریب جا کر آپ نے فرمایا تیرا یہ کہنا کہ ظالم کو اس کا ظلم ہمیشہ بھلائی سے روکتا ہے بالکل سچ ہے لیکن تیرا یہ قول کہ اب تم اپنے آپ کو ہمارے قبضے میں دے دو خود تجھے ہی خاتمِ ظہر اتا ہے کیونکہ تو نے یہ بات جاسوئے سمجھے اور غیر حق کے یوں ہی کہہ دی ہے۔ یاد رکھیں عربوں کا ایک غلام ہوں۔ ذی مرتبہ لوگوں میں میری کچھ قدر و قیمت نہیں مگر تو رامیرے قریب آتا کہ میں تجھے خود تیرے خون میں رنگ کے زمین کو تیرے خون سے چورنگ کر دوں۔

یہ کہہ کر آپ نے نشان لئے ہوئے نیزے کو آگے کیا اور اس زور سے اس کے ایک نیزہ مارا کہ وہ جان توڑتا ہوا زمین پر چا کر پڑا۔ آپ اپنے اس نیک کام سے بہت خوش ہوئے نیزے کو جتنش دی اور فرمایا اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ تعالیٰ نے فتح بخشی۔ اس کے بعد آپ نے اپنے نشان کو چپکایا اور بند کیا۔ رومی آپ کی طرف دیکھ کر کہ انہوں نے ہمارے ساتھی کو مار ڈالا۔ بہت غضب ناک ہوئے اور بہادرانِ رومی سے آپ کی طرف نکل کے ایک اور شخص چلا۔ آپ نے اسے اتنی بھی مہلت نہ دی کہ وہ آپ کے قریب ہی پہنچ جائے بڑھ کے اس کے سینہ میں اس زور سے نیزہ مارا کہ پیسوں کو توڑتا ہوا دوسری طرف پڑ ہو گیا۔ رومی یہ دیکھ کر خوف زدہ ہوئے اور آپ کو دیکھ کر آپس میں کہنے لگے کہ جب عربوں کے غلام کا یہ حال ہے تو ان کے بہادران اور سرداروں کا کیا حال ہوگا۔ رومیوں میں سے کسی آدمی کی یہ بھول نہ ہوتی کہ وہ نکل کر آپ کے مقابلے میں آتا۔ آپ اپنا نشان سے ہوئے پایا وہ رومیوں کی طرف چلے اور ان کی فوج کے قلب میں پہنچ کر ایک رومی کو تہ تیغ کر دیا۔

رومی یہ دیکھ کر چراغ پا ہو گئے اور ایک دوسرے کو آپس میں سرزنش کرنے لگے اور ازادہ کیا کہ آپ پر حملہ کر دیں مسلمان بھی آپ کی اس ہمت و شجاعت سے متعجب تھے اور آپ کی بہادری کی داد دے رہے تھے۔ آپ دونوں صفوں کے مابین مل من مہاز کا نعرہ لگاتے حریف کو طلب کرتے اور شیر کی طرح ڈکار ڈکار کر رومیوں کو ڈرا رہے تھے کہ دفعتاً ایک صلیبی سپہ سالار نے جس کی ماتحتی میں دس ہزار رومی تھے بڑھ کر آپ پر حملہ کر دیا اور اس کے ساتھی بھجھ کر کے آپ پر ٹوٹ پڑے۔

الشكر اسلاميه اور روميوں کے مابین جنگ

مسلمانوں نے جب مشرکین کی یہ حالت دیکھی تو حضرت میسرہ بن مسروقؓ چمکے چمکے یہاں اٹھلے اٹھلے ایسے ہی مسلمان
پہلے پڑے اور دونوں جمعیں آپس میں مل کر ایک نظر آنے لگیں۔ حضرت میسرہؓ کا یہاں ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ خاموشی کی فوج و سبیل
وسطا فرمائیں ان کی تمام تر کوششیں محض خوشنودی داری تعالیٰ کے لئے ہی تھیں کہ نبیوں نے ایک سخت لڑائی لڑے حضرت داس
الابولہ کو ان کی عین بلاکت کے وقت انہیں چھڑا لیا۔ غلام ملتے جاتے تھے اور بٹے جاتے تھے سب عید لعیاد اللہ و صوما
مثل الحریق فی سبیل اللہ و تغفل من کفر باللہ ہم اللہ کے بندوں کے غلام ہیں ہمارا اللہ تبارک و تعالیٰ کے راستہ میں
تکواریں چلا نا آگ کی لپٹوں کی طرح جہادیں اور جس شخص نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ ٹھہر لیا ہے ہم اسے قتل کرتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ لڑائی برابر جاری تھی ایک آدمی دوسرے سے جدا نہیں ہوتا تھا باہر فصل جنگ ہو رہی تھی۔ لڑائی کے شعبے بھڑک رہے تھے حتیٰ کہ آفتاب بھی قبلہ فک پر اس تماشا کو دیکھنے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ دوپہر کا وقت تھا لڑائی کے شعبوں کے ساتھ آسمان سے حرارت کی چند گاریں آ رہی تھیں جس سے اوزیر دو نمازت بڑھتی چل رہی تھی۔ جنگ میں شباب پر تھی، مرد بڑا اور قتل ہر طرف ہو رہا تھا۔ مسلمانوں نے تائید خداوند تعالیٰ پر بھروسہ کر کے فتح و نصرت کا یقین کر رکھا تھا اور کافروں نے اپنی خرابی و ہلاکت کا آخر دونوں لشکر چننا چور ہو کے جدا جدا ہوئے۔ ایک علق کیش قتل ہوئی، روی نو سو قید اور قریب ایک سو سو موت کے حادثات اترے۔ مسلمانوں کے دس آدمی گرفتار اور پچیس شہید ہوئے۔ گرفتار ہونے والے حضرات حسب ذیل ہیں:

عمر بن طفیل راشد بن زبیر، لک بن خاتم سالم بن مغرق، دارم بن صدراعون بن قلوب، مشعر بن حسن، مغرق بن واسم، منہا
بن مرہ اور عدی بن شہاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

جو پچاس مسلمان شہید ہوئے تھے منجملہ دیگر حضرات کے یہ شہداء بھی تھے

حرث بن یزید، سکیم بن جابر، عبداللہ بن سعد، جریر بن صالح، عید بن بکر، نعمان بن حنیف، زید بن ارقم، فضالہ بن حاتم، رواحہ بن سہیل اور غمی جیسے دوسرے رؤساء قوم۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

جب دونوں لشکر علیحدہ علیحدہ ہو گئے تو مسلمانوں نے حضرت داس کو تماشا کرنا شروع کیا مگر آپ ہمیں نہ ملے اور نہ کسی جگہ۔ آپ کا پتہ چلا۔ مقتولین اور شہداء کی نعشوں میں؛ ڈھونڈا مگر وہاں بھی کوئی نشان نہ ملا۔ مسلمانوں کو آپ کے گم ہونے سے سخت تشویش ہوئی اور بے حد رنج و ملال اس سے انہوں نے دل بدستور کی۔ حضرت میسرہ بن مسروقؓ جی نے فرمایا: اے داس ابوالجول شہید ہو گئے یا گرفتار کر لئے گئے تو مسلمان ان کے سبب سے سخت و رنج و مصیبت میں کیے گئے۔ ہم اللہ جبر و قہر سے حضرت داسؓ کی گمشدگی اور دوسرے مسلمانوں کی گرفتاری کا شکوہ اور شکایت کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: حضرت داسؓ خیران مسلمانوں کی خبر جو آپ کے ساتھ گرفتار ہوئے ہیں، ان سے کہہ دیجئے کہ اس قول کا جواب کسی نے نہ دیا۔

راوی کا بیان ہے کہ رومیوں نے پھر تحقیق ہو کر مسلمانوں پر ایک اچانک حملہ کر دیا اور اس زور سے مسلمانوں پر رے کہ اماں والی لفظ عرب چونکہ چہرہ ہزار تھے اور رومی تیس ہزار اس نے مسلمانوں کے لئے ایک آدمی پر رومی دس دس تیس تیس اور پچاس چوبیس کی طرح گرنے تھے اور اسے قتل کر گناہ کر لیتے تھے۔ مسلمانوں کے لئے بڑا بڑا گناہ نہایت پریشان تھی اور نیزہ و تلوار ان پر

چاروں طرف سے چل رہے تھے۔ حضرت مسمرہ بن مسروق عیسیٰ کی تمام خوشنودی باری تعالیٰ جل مجدہ کے لئے تھیں کہ آپ نے جنہا کا خلق ادا کر دیا۔ آپ مشرکین کو ہارتے جاتے تھے اور زور زور سے فرماتے جاتے تھے لوگو! میں تمہیں آخرت کی یاد دلاتا ہوں۔ یاد رکھو کہ وہ تم سے تمہارے گھریار کی طرف لوٹنے سے زیادہ قریب ہے تم اس کا اس طرح استقبال کرو جس طرح والدہ اپنے فرزند کا کرتی ہے اور اس طرح پیچھے سے کہہ رہا گو جس طرح بکری شیر سے ڈر کر بھاگ جاتی ہے اگر ہماری قوم کسی مصیبت میں گرفتار ہوگئی تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہ ہماری سستی وضعف کا باعث اور کافروں کی ہم پر ہمت افزائی کا سبب نہ ہو جائے۔ اس کے بعد آپ نے بلند آواز سے فرمایا (مسلمانو!) اپنی اپنی تلواروں کے میان توڑ کر پھینک دو اور ان کے قبضوں کو اپنے اپنے دائیں ہاتھ میں لے لو تمہارے لئے نجات کا یہی ایک طریقہ ہے۔

حضرت زید بن وہب کہتے ہیں کہ یہ سننے ہی تمام مسلمانوں نے اپنی اپنی تلواروں کے میان پھینک دیے اور کوئی آدمی ایسا نہ رہا جس کے ہاتھ میں اس کی تلوار کا میان ہو۔ اسی واسطے اس لڑائی کے دو نام رکھے گئے۔ جنگ مرج القہاک اور جنگ حنہ۔ جنگ حنہ اسی واسطے رکھا ہے کہ اس میں میانوں کو توڑ دیا گیا تھا۔

واقعتاً کہتے ہیں کہ مسلمان تلوار کی لڑائی یہاں تک لڑے کہ انہوں نے گمان کر لیا کہ اب مرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ آدمیوں کی زبان پر جاری تھا کہ جب تک تلوار کا ایک ٹکڑا بھی باقی ہے اس وقت تک جنگ ضرور چلی رہے گی۔ مسلمان اللہ اکبر کے فک ہوس نعروں کے ساتھ باری تعالیٰ جل مجدہ سے اعانت کے طلب گار تھے اور رومی کلمہ فخر کے ساتھ چلا چلا کر کہہ رہے تھے کہ صلیب غالب ہوگئی، مسلمان باوجود اس قدر پریشانی کے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے تھے اور نام لوگ موت کی لڑائی لڑ رہے تھے اور جان تو دکوشش کرتے جاتے تھے ان کی عمامت اس وقت یا محمد یا محمد تھی اور عربوں کی انصرا نصر۔

حضرت عطیہ بن ثابت کہتے ہیں کہ واللہ! مجھے مسلمانوں پر بے حد قلق تھا اور ہم اس وقت نہایت رنج و مصیبت میں تھے کہ دفعۃً میں نے رومیوں کے لشکر میں سے ایک سخت بیہت ناک آوازی میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو مجھے اس طرف ایک غبار اٹھتا ہوا دکھائی دیا۔ میں نے جب اسے بے نظرتا مل دیکھا تو وہ چلتا اور منتشر و پراگندہ ہوتا ہوا رومیوں کے لشکر کے پیچھے چلا گیا۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ کوئی لشکر ہے جو رومیوں کی ملک کے لئے آیا ہے میں اس کی تحقیق کرنے کے لئے اپنے گھوڑے کی راس میں اس طرف کر کے اسے چھوڑ دیا۔ گھوڑا انہیں بھرتا ہوا اس طرف چلا۔ جب میں اس کے قریب ہوا تو میں نے ایک کہنے والے کی زبان سے سنا کہ کہتا تھا، اللہ اللہ محمد رسول اللہ۔ وہ دراصل مسلمانوں کا ایک گروہ تھا جو رومیوں کے وسط لشکر میں اپنی بہادری و شجاعت کے کرتب دکھلا رہا تھا۔

میں نے یہ آوازیں کر اپنے دل میں خیال کیا کہ شاید یہ فرشتوں کی آوازیں ہیں۔ میں آوازی کی طرف لپکا تو وہ آواز حضرت دامن کی معلوم ہوئی۔ آپ اپنی ڈھال کے پیچھے کھڑے ہوئے رومیوں کو موت کے گھاٹ اتار رہے تھے اور آپ کے ساتھ وہ دس قیدی بھی جنہیں رومیوں نے گرفتار کر لیا تھا اپنی اپنی بہادری کے کرشمے دکھا رہے تھے۔ کفار سے لڑتے جاتے تھے اور ایک دوسرے کی حمایت کرتے جاتے تھے۔ رومیوں نے ان پر بجوم کر رکھا تھا مگر انہیں کچھ پروہ نہیں تھی یہ بربر لڑائی میں مشغول تھے۔

حضرت داس ابوالبولؓ نہایت بے چگہری کے ساتھ جہاں رہ رہے تھے اور جب مسلمانوں پر رومیوں کا کوئی رستہ ملتا تھا تو خود ہی نہ سپر ہو کر تلوار لے کر اس کے مقابلہ میں ڈٹ جاتے تھے۔ آپ اپنی تلوار کے جوہر دکھلاتے جاتے تھے اور حسب ذیل اشعار پڑھتے جاتے تھے۔

(ترجمہ اشعار) ”مجھے دشمنوں نے وہاں میں قید کر لیا مجھے اپنے مددگار سردار اور قوم مادہ بنی خود کے ہلاک کرنے والے کی قسم! اپنی مدد سے میری تائید کی۔ محمدؐ نے جو پاک اور ہدایت کرنے والے ہیں انہوں نے مجھے قید و بند سے آزاد کر دیا۔ یہ رسول بادشاہ اور بزرگ ہیں اندھ پاک و تبارک و تعالیٰ ان پر رحمت کاملہ نازل فرما نہیں۔“

میں نے آپ کو دیکھ کر آواز دی کہ داس! آپ کہاں تھے؟ اور یہ کیا قصہ ہے آپ کی وجہ سے تو ہم سب لوگ سخت مشکل تھے سردار حضرت میسرہ بن مسروقؓ بھی وہاں کی طرف سے بے حد رنج تھا۔ آپ نے فرمایا یہی! میں سخت جنگ کے اندر جھٹا تھا اور مجھے میرے دشمنوں نے رفق کر لیا تھا حتیٰ کہ میں اپنی زندگی سے ناامید ہو چکا تھا مگر حضورؐ آقائے دو جہاں محمدؐ نے مجھے قید سے چھڑا دیا۔ یہ وقت پوچھنے کا نہیں ہے اور ذرا خاموش رہو۔

حضرت میسرہ بن مسروقؓ کو حضرت داسؓ کا حال معلوم ہونا

عطیہ بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت میسرہ بن مسروقؓ جی کی طرف دوڑا آپ نے مشرین کے خون سے زمین پر چوہ رنگ کر رکھی تھی اور آپ کے ہاتھ میں جوشن تھا وہ کفار کے خون کی چھینٹوں سے سرخ ہو کر ہوا میں لہہا رہا تھا میں نے آپ کو آواز دی سردار! جناب کو مبارک ہو آپ نے فرمایا ہند پاک و تبارک و تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں کیا خوشخبری! اے؟ کیا مسلمانوں کی کوئی ملک پہنچ گئی ہے میں نے عرض کیا نہیں بلکہ ہمارے آقا و مولیٰ محمد سید البشرؐ کی طرف سے مدد آئی ہے اور داس ابوالبولؓ یہاں سے تہمتا مسرتھی قید و بند سے آزاد ہو گئے ہیں۔

عطیہ بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ میں ابھی یہ کہہ ہی رہا تھا کہ حضرت داس ابوالبولؓ اور آپ کے ہمراہی تشریف لے آئے۔ اس وقت وہ تمام ایسے ہو رہے تھے جیسے کہ کوئی شخص خون کے دریا میں تیر کر آیا ہو۔ آخر دونوں لشکر جدا ہوئے اور جنگ کے وہ شرابے جو اڑا کر آسمان تک پہنچ رہے تھے فرو ہوئے۔ خدا کی قسم! ہمارے کل آدمی پیاس یا دو کمر پیاس کا مآئے تھے اور جن کے تین ہزار بکدہ اس سے بھی زیادہ تلوار کی نذر ہو چکے تھے اور یہ تعداد ان مفتوحین کے ماسوا تھی جو حضرت داس ابوالبولؓ اور آپ کے ساتھیوں نے فراہم کی تھی کیونکہ آپ اور آپ کے ہمراہیوں نے عہدہ ان لوگوں کو جنہوں نے آپ کو گرفتار کر رکھا تھا موت کے گھاٹ اتارا تھا۔

حضرت میسرہ بن مسروقؓ جی نے حضرت داس ابوالبولؓ کو دیکھ کر اس طرف چلنے کا قصد کیا اور چاہا کہ اپنے گھوڑے سے اتر کر پایادہ ہو کر انہیں سلام کروں مگر حضرت داسؓ نے انہیں قسم دے کر اس سے منع کیا اور کہا کہ جناب ایسا نہ کریں۔ حضرت میسرہ بن مسروقؓ جی نے بڑھ کر ان سے معاف کیا پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا داس! کیا بات ہوئی تھی؟ انہوں نے کہا سردار! رومیوں نے مجھ کو کے اول میرے گھوڑے کو قتل کر دیا تھا جب میں اس کے اوپر سے گر پڑا تو پھر مجھے گرفتار کر کے بیڑیوں پہننا دیں یہی کام میرے ساتھیوں کے ساتھ کیا گیا۔ ہم اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے مگر جب رات ہوئی اور اس کی قلمت کی چادر نے ہمیں اپنے اندر چھپا لیا تو میں نے رسول اللہؐ کو یہ فرماتے ہوئے دیکھا ”لا باس علیک یا داس و اعلم ان منزلی عند اللہ عظیمہ

ہامس! آچھ حرن نہیں یاد رکھو اللہ پاک کے نزدیک تمہارا مرتبہ بہت زیادہ بلند ہے۔ اس کے بعد آپ نے اپنے دست مبارک سے ان بیویوں کو پکڑ کر کھینچا وہ کھل کر پیچھے گر پڑیں۔ اسی طرح پھر آپ نے طوق و زنجیر کو کیا وہ بھی مجھ سے پیچھے ہو گئیں۔ اس کے بعد میرے ہمراہیوں کے ساتھ بھی جناب نے ایسا ہی کیا اور فرمایا البشر وانصر اللہ فانما محمد ورسول اللہ اللہ جل جلالہ کی مدد و نصرت سے خوش ہو جاؤ میں محمد رسول اللہ ہوں۔ (علیہ السلام)

اس کے بعد آپ ہم سے پوشیدہ ہو گئے ہم نے اپنی تلواروں کو میان سے کھینچی اور روٹیوں پر چڑے ممد کی اور انہیں قتل کرنے لگے۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ اور جناب محمد رسول اللہ نے ہماری ان کے مقابلہ میں مدد فرمائی اور ہم ان پر خروغ کر کے صحیح و سالم جناب کے پاس آ گئے۔ یہ ہمارا قصہ اور حال ہے جو آپ کی جناب میں بیان کر دیا۔ یہ سن کر مسلمانوں میں تکبر و تکبر کے شک کا نف نعرہ بلند ہوئے اور انہوں نے حضرت شیر و ذریسلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنا شروع کیا۔

واقعہ یہ کہ روٹیوں کو کھا کر سپہ سالار جابر نامی ایک شخص تھا جب اس نے اپنی فوج کی ہزیمت اور اپنے آدمیوں کا قتل دیکھا تو اپنے سرداروں کو جمع کر کے کہنے لگا (علیہ السلام) کی قسم! بادشاہ نامہ امید نامہ مراد ہو گیا تم اس کے حامی ہو اگر تم نہایت جانفشانی اور جتنی سے نہیں لڑو گے تو میں قبل اس کے کہ عرب تمہیں قتل کریں خود تمہیں موت کے گھاٹ اتار دوں گا اور تمہارے تمام حالات سے بادشاہ کو اطلاع دے دوں گا۔ انہوں نے اس کے سامنے حلف اٹھایا کہ جب تک ہمارے دم میں دم باقی ہے اور ہمارا ایک آدمی بھی میدان میں موجود رہے گا اس وقت تک ہم کبھی میدان سے نہیں ہٹیں گے جب اس نے ان سے اچھی طرح وعدہ و پیمانہ کر لیا تو اس نے انہیں حکم دیا کہ وہ پہاڑ کی تمام چوٹیوں اور خوف کی جھبوں میں آگ روشن کر دیں نیز تمام شہروں میں اس بات کی مدد کی کر دیں کہ شہروں کے تمام آدمی یہاں میدان کا رزار میں آجائیں چنانچہ جگہ جگہ رات کو آگ روشن کرادی گئی اور منادی کے بعد ہر طرف سے آدمی منتشر ہڈیوں کی طرح آ آ کر اس کے پاس جمع ہونے لگے حتیٰ کہ دو روز تک برابر اس کے پاس آ آ کر جمع ہوتے رہے اور قریب میں ہزار آدمیوں کے آکر وہاں جمع ہو گئے۔

مسلمانوں نے اس کی مطلق پرواہ نہیں کی جب اگلا روز ہوا تو حضرت میسرہ بن مسروق عسائی نے مسلمانوں کو نماز خوف پڑھائی۔ یہ دروں میں سب سے پہلی نماز خوف تھی اور آپ کا نشان سب سے پہلا نشان تھا جو دروں میں داخل ہوا تھا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہو چکے تو کھڑے ہو کر حمد و صلوٰۃ کے بعد مسلمانوں کے سامنے حسب ذیل تقریر فرمائی:

لوگو! جو بائیس تم پر نازل ہو رہی ہیں تم ان پر صبر کرو اور ثابت قدمی کو کام میں لاؤ کیونکہ صبر مصائب کے وقت ہی کے لیے ہے یہ دراصل ہم پر اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی ایک رحمت ہے کیونکہ اس وقت ہم دشمنوں کے نرہ میں جیتا چاروں طرف سے دشمن نے ہمیں گھیر رکھا ہے اور ہم اللہ پاک و تبارک و تعالیٰ کی مدد و نصرت کے بغیر ان سے نہیں لڑا کرتے۔ حضرت امیر ابو عبیدہ بن جراح نے مجھے یہ حکم دیا تھا کہ میں تمہیں لے کر زیادہ دور نہ نکل آؤں۔ اب ہمارے اور ان کے درمیان سات روز کی مسافت کا حکم ہے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح کو یہ خبر نہیں تھی کہ ہمارا مقابلہ اتنے بڑے لشکر سے ہو جائے گا۔

حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدوی نے کہا میسرہ اس تقریر سے آپ کا کیا مطلب ہے؟ اگر آپ ہمیں جنگ کی ترغیب دانا چاہتے ہیں تو ہم پہلے ہی سے اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی ملاقات کے اس نقشہ لب شخص سے بھی زیادہ مشتاق ہیں جو ایک گھونٹ

ٹھنڈے پانی کا خواہاں ہو۔ آپ نے فرمایا میرا مصعب اس سے یہ ہے کہ میں اس اہم کام میں تمہارا مشورہ طلب کروں۔ میں اپنی رائے میں منہ سب دیکھ رہا ہوں کہ کسی آدمی کو حضرت امین الامۃؑ کی خدمت اقدس میں روانہ کروں۔ ممکن ہے کہ وہ کسی طرح ہماری مدد و نصرت فرما سکے اور ہمارے بھائی ہماری مدد کو پہنچ جائیں۔ حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدوئی نے کہا کہ واقعی جناب کی رائے بہت صائب ہے ایسا کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ حضرت مسرہ بن مسروق عسکری نے ایک معاہدی کو بلا کر اس سے ہر طرح کی مراعات اور نیکی کا وعدہ کر کے فرمایا کہ تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں چلا جا اور انہیں اطلاع دے دے کہ دشمن کے گروہ اور جمعیتیں ہر طرف کے قلعوں شہروں اور دیہات سے آ کر ہمارے مقابلہ میں جمع ہو گئی ہیں نیز وہ تمام کیفیت جو تو نے یہاں دیکھی ہے مفصل ان سے بیان کر دینا۔

کہتے ہیں کہ معاہدی نے یہ سن کر رمیوں کا لباس پہنا اور رمیوں سے آنکھ پچا کے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی طرف چل کھڑا ہوا یہ برابر چلنے میں کوشش کر رہا تھا۔ آرام و تکلیف کی اسے مطلق خبر نہ تھی رات دن چلنے سے کام تھا حتیٰ کہ حلب میں وہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے لشکر میں پہنچا اور سیدنا حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے خیمے کا رخ کر کے آپ کے سامنے آ کھڑا ہوا چلنے اور مسافت قطع کرنے سے یہ اس قدر چکنا چور ہو گیا تھا کہ وہاں پہنچتے ہی یہ بھوکے خجری طرح گر پڑا۔ آپ نے یہ دیکھ کر اس کے اوپر پانی کے چھینے مارنے کے سے فرمایا چھینے مارنے سے جب اسے ہوش آیا تو آپ نے سمجھا کہ شاید بھوکا ہے۔ آپ نے اس کے واسطے کھانا منگوا لیا جب اسے کھائی کر ڈرا ہوش آیا اور کچھ دیر آرام کرنے کے بعد راحت پائی تو اس سے آپ نے دریافت کیا کہ معاہدی بھائی کیا بات ہے آیا لشکر ہلاک ہو گیا؟ اس نے کہا سرور خدا کی قسم نہیں بلکہ دشمن نے اسے پانچوں طرف سے گھیر کر اس کا محاصرہ کر لیا ہے۔ اس کے بعد اس نے تمام کیفیت بیان کی لڑائی کا حال تلواروں کے میلوں کا توڑ دینا حضرت ابوالہولؓ کی گرفتاری ان کا قید سے رہائی پانا نیز لشکر کا سختی و شدت میں ہونا سب کچھ کہہ دیا۔

آپ کو سن کر سخت قلق ہوا اور مضطر بہ حالت میں جدی سے کھڑے ہو کر حضرت خالد بن ولیدؓ کے خیمے میں تشریف لے گئے۔ آپ اس وقت اپنی زرہ درست کر رہے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو اپنے پاس آ تا دیکھ کر فوراً کھڑے ہو گئے سلام کیا تعظیم بجالائے مرحبا کہا اور دریافت کیا ایسا امیر! خیر تو ہے کیسے قدم رنج فرمایا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور انہیں اپنی قیام گاہ میں لے آئے۔ معاہدی سے فرمایا کہ جو کچھ تو نے وہاں دیکھا ہے بیان کر۔ معاہدی نے حضرت خالد بن ولیدؓ کے سامنے پھر تمام ماجرا برہرایا۔ آپ نے سن کر فرمایا اللہ پاک سبحانہ و تعالیٰ نے مدد فرمائی تا نید و نصرت کی اور ذیل دروٹا نہیں کیا۔ اس پر ان کا بڑا ہزار حمد و رلا کھلا کھ شکر ہے۔ ہمیں سختیوں پر صبر کی تلقین فرمائی ہے اور حکم دیا ہے کہ مصائب پر صبر کریں چنانچہ فرماتے ہیں۔

يا ايها الذين آمنوا اصبروا وصابروا واثقوا الله لعلكم تفلحون۔

”ایمان والو! صبر کرو وقتِ بلا میں ثابت قدم رہو اور آپس میں ملے رہو اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے ڈرو تا کہ تم فلاح کو پہنچو۔“

دوسری جگہ ارشاد ہے:

ان الله مع الصابرين۔

”اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہیں۔“

ایسا الامیر! خالد نے جہاد فی سبیل اللہ میں اپنے آپ کو وقف کر دیا ہے۔ اللہ جل جلالہ اور رسول مقبول کے راستہ میں اپنی جان کا نکل نہیں کر سکتا۔ ممکن ہے کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ مجھے دوزخ سے نجات دے دیں اور چہم شہادت نوش کر ادیں۔
یہ کہہ کر آپ اپنے خیمے کی طرف لپکے زرد پہنی کلاہ مبارک سر پر رکھا کھوار جمائل کی گھوڑے پر سوار ہوئے اور کاب میں نیزے کو مرکز کر کے تیار ہو گئے۔ ادھر حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے افسران لشکر کو اسلحہ سے مسلح ہونے کے لئے فرمایا۔ مسلمانوں میں چاروں طرف آوازیں بلند ہوئیں اور چاروں طرف سے دوڑ دوڑ کر اللہ جل جلالہ اور رسول مقبول کے راستہ میں مسلمان آنے لگے اگر حضرت ابو عبیدہ بن جراح ان تمام حضرات کو منع نہ فرماتے تو تمام کے تمام چل کھڑے ہوتے مگر آپ نے ان میں سے تین ہزار سوار منتخب کر کے انہیں چلنے کا حکم فرمایا اور ان کے بعد پھر ایک ہزار (یا ہر روایت دیگر) دو ہزار سوار حضرت عیاض بن غانم کی ماتحتی میں دے کر ادھر روانہ کئے۔

واقعی سلسلہ روایات روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت خالد بن ولید حضرت میسرہ بن مسروق عسّی کی ملک کے لئے دروں کی طرف تشریف لے چلے تو آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر درگاہ رب العزت میں عرض کی الہی! آپ ہمارے لئے ادھر کا راستہ آسان کر دیجئے۔ راستہ کی دوری کو لپیٹ کر رکھ دیجئے۔ ہمارے لئے ہر سختی کو آسان کر دیجئے۔ ایسے شخص کو جو ہم پر رحم نہ کرے سلطانہ فرمائیے اور طاقت سے زیادہ ہم پر بار نہ ڈالئے۔ یہ کہہ کر آپ دروں کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت میسرہ بن مسروق عسّی کا یہ حال تھا کہ انہیں رومیوں نے ہر طرف سے گھیر رکھا تھا اور آپ روزانہ ان سے شام تک معرکہ کی لڑائی لڑا کرتے تھے۔ رومیوں کی تعداد باوجود روزانہ قتل ہونے کے بڑھتی جاتی تھی۔ مسلمانوں کو اگر چہ زخم پہنچتے تھے اور وہ مرنے لڑتے چکن چور ہو گئے تھے مگر دم خم وہی تھے اور ذرہ برابر ان میں بددی پیدا نہیں ہوتی تھی وہ گویا ایک ایسی قوم تھی کہ اللہ پاک و تبارک و تعالیٰ کے حکم سے جس کی موت پردہ کے پیچھے چھپ گئی تھی۔

واقعی کہتے ہیں کہ حضرت زبید کی گایان ہے کہ جب حضرت خالد بن ولید دروں کی طرف روانہ ہو گئے تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح عجبہ میں گر پڑے۔ ایک طوفانی عجبہ کیا اور اس میں آپ نے دعا مانگی شروع کی۔

”اللہ العالین! میں اس ذاتِ گرامی کا جناب کو واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ جس کے نام کو آپ نے اپنے نام کے ساتھ ملایا اور جس کی بزرگی و فضیلت سے انبیاء علیہم السلام کو روشناس کرایا کہ آپ ان کے لئے راستہ کو لپیٹ کر رکھ دیجئے۔ راستہ کی سختی اور تکلیف کو ان پر آسان کر دیجئے اور انہیں ان کے بھائیوں اور ساتھیوں تک پہنچا دیجئے یا قریب یا مجیب!“

کہتے ہیں کہ حضرت میسرہ بن مسروق عسّی اور آپ کے ہمراہی اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی طرف سے کسی کثود کار کے منتظر تھے کہ ان کے پاس آئے گی اور فتح و نصرت نازل ہوگی۔

عبداللہ بن ولید انصاری نے ثابت بن عثمان اور انہوں نے حضرت سلیمان بن عامر انصاری سے روایت کی ہے کہ مرج

اتصال میں یہ جس روز ہم نے تلواروں کے میان توڑ دیئے تھے میں بھی حضرت میسرہ بن مسروق بھیؓ کے لشکر میں شامل تھا۔ رومی بہ طرف سے مسلمانوں کی طرف ہچے چلے آتے تھے۔ ہم روزانہ صبح کو لڑتے تھے اور شام کو آرام و راحت حاصل کرتے تھے۔ ایک روز لڑائی کے لئے رومیوں کی طرف سے ایک سردار نکلا، جو دوزخ میں رہیں یہاں رہا تھا۔ دونوں بازوؤں پر دو دو ہتھکڑیاں پہن رکھے تھے سر پر ایک جو دھک رکھتا تھا جو سونے کی طرح چمک رہا تھا اس پر جواب کی ایک صلیب لگی ہوئی تھی اور ہاتھ میں وہ ایک عموود تھا جو اونٹ کے پاؤں کی طرح کا معلوم ہوتا تھا اس نے میدان میں آ کر دونوں صفوں کے مابین گھومتے ہوئے ایک چکر دیا اور مل میں مہارز کا خروارنگ کر جٹ کے لئے حریف کو طعنے کرنے لگا۔ یہ ان تین سرداروں میں سے ایک سردار تھا جنہیں ملک ہرقل نے میں ہزار فوج پر سردار بنا کر بھیجا تھا۔ یہ برابر گھوڑے کو چمکے رہے رہا تھا اور اپنی رومی زبان میں بڑبڑاتا چلا تھا۔

حضرت میسرہ بن مسروق بھیؓ نے ترجمان سے دریافت کیا کہ یہ کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا یہ اپنی بڑائی بیان کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ بہادر اور دیر لوگ میرے مقابلہ کے لئے نکلیں۔ آپ نے مسلمانوں کی طرف خطاب کر کے فرمایا۔ معاشرۃ المسلمین! آپ حضرات میں سے کون شخص اس کے مقابلہ کے لئے نکلے گا اور اس کی شرارت کا سد باب کرے اسے کون سا بہادر موت کے ٹھٹھٹ اتارے گا۔ یہ سن کر قبیلہ نضج میں سے ایک شخص آگے بڑھا چونکہ یہ شخص رومیوں کی زبردستی اور ان کا لباس پہن رہا تھا اس لئے ہم نے انہیں جاتا دیکھ کر یہ شان کیا کہ وہ نصرانی ہے جس نے اسلام قبول کر لیا ہے اور اب اس رومی سردار سے لڑنے کے لئے نکلا ہے جب وہ اس سردار کے پاس پہنچا تو سردار اپنی رومی زبان میں گفتگو کرنے لگا اور یہ سمجھ کر یہ میری بات سمجھ رہا ہے مگر جب اس نے قرینہ اور قیاس سے یہ معلوم کیا کہ یہ میرا کلام نہیں سمجھتا ہے تو اس نے ان کے اوپر فوراً ایک حملہ کر دیا اور اپنا عموود زور سے اس پر دے مارا۔ نضجی سنبھل چبچبے ہوئے اور اوراحی نے دیکھ کر عموود گھوڑے کے سر پر پڑا اور گھوڑا چکر اکر زمین پر آ کر نضجی جست بھر کر اپنے پیروں پر کھڑا ہوا اور چاباک تلوار لے کر اس کی طرف بڑھوں مگر حضرت میسرہ بن مسروق بھیؓ نے اس پر رحم کھا کر اسے آواز دی اور کہا نضجی! بس تم دابیس چلے آؤ اور اپنی جان کو معرض ہلاکت میں نہ ڈالو۔ نضجی یہ سنتے ہی پیچھے لوٹا مگر رومی سردار نے اس کا تعاقب کیا اور چاباک اس کے پاس پہنچنے کے اس کا کام تمام کر دوں چونکہ نضجی پیدل تھا اور یہ گھوڑے پر سوار جب وہ اس کی طرف چلا تو حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ فوراً اس کی طرف دوڑے اور ایک ایسی ڈانٹ پلائی کہ رومی سردار ہکا بکا سا رہ گیا اور آپ کی طرف دیکھنے لگا نضجی صبح و سلامت مسلمانوں کے لشکر میں داخل ہو گیا اور آپ نے میدان میں پہنچ کر اس سردار پر حملہ کر دیا وہ سردار بھی آپ کی طرف بڑھا اور آپ پر حملے کرنے لگا۔

دونوں ایک دوسرے پر حملہ کر رہے تھے اور گھوڑے کو ڈانٹتے جاتے تھے۔ آپ کا وار اس کے بدن پر کثرتِ اسلحہ اور سامان کی وجہ سے کوئی اثر نہیں کرتا تھا اور اس کا حملہ آپ برابر اپنی ڈھال پر روک رہے تھے۔ دونوں حریف جان تو زور کوشش کر رہے تھے اور چاہتے تھے کہ میں اپنے مقابل کو موت کے گھاٹ اتار دوں حتیٰ کہ عموود کے بوجھ سے رومی کے بازو دست پڑ گئے مگر لڑائی طول کھینچ رہی تھی اور دونوں کے حملے برابر جاری تھے۔ آخر آپ نے پھرتی کے ساتھ بہت جلدی کر کے تلوار کا ایک ہاتھ اس کی داڑھی کے نیچے مارا اور آپ کی تلوار کا اگلا سر رومی کے گلے پر اس زور سے بیٹھا کہ اس کا سرفضا میں اڑتا ہوا دکھائی دینے لگا۔ گھوڑے نے کوئل

ہوتے ہی چاہا کہ میں رومیوں کے لشکر کی طرف ہوا ہو جاؤں مگر آپ نے اسے دوزخ پکڑ لیا اور اس رومی سردار کا تمام ساز و سامان اتار کے مسلمانوں کے لشکر کی طرف لوٹ آئے چونکہ یہ سردار ملک برقل کے نزدیک نہایت معزز و مفتخر سمجھا جاتا تھا اور بادشاہ کا خاص آدمی تھا اس لئے رومیوں کو اس کا مرنا نہایت شاق و ناگوار رہا بہت چپچپے چاہئے۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی کی گرفتاری

کہتے ہیں کہ اس سردار کے قتل کے بعد دوسرے سردار نے میدان میں آنے کا ارادہ کیا اور کہا کہ مجھے اس کا بدلہ لینا ضروری ہے اب میں میدان میں پہنچ کر اس کے قاتل کو گرفتار کر کے برقل کے پاس لے جاؤں گا اور اس سے کہوں گا کہ تیرے مصاحب کا یہی قاتل ہے اب جو کچھ تیرے دل میں آئے تو اس کے ساتھ سلوک کر۔ یہ کہہ کر یہ مسلح ہوا زورہ پستی اور ایک شہری گھوڑے پر سوار ہو کے مقتول کی نعش سے پاس آیا۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ نے اس کا اسباب اور ساز و سامان پہلے ہی اتار دیا تھا اور سرتن سے جدا ہوا علیحدہ پڑا ہوا تھا۔ یہ اسے دیکھ کر بہ نظر شفقت رویا اور کہنے لگا مسیح (علیہ السلام) انجیل اور صلیب کی قسم میں ضرور بدلہ لوں گا یہ کہتا ہوا یہ مسلمانوں کے لشکر کی طرف آیا اور قریب ہو کے عرب کی فصیح زبان میں کہنے لگا معاشر العرب! اللہ پاک تبارک و تعالیٰ بہت جلد تمہارے ان ظلموں کی وجہ ہے جو تم نے ہم پر روا رکھے ہیں اور تمہارے ان افعال کے باعث جو تم نے ہمارے ساتھ کئے ہیں تمہیں ہلاک کر دیں گے۔ اس سردار کے قاتل کو چاہیے کہ اب وہ میرے مقابلے کے لئے نکلے تاکہ میں اس سے اس کا بدلہ لوں۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی نے جب یہ سنا تو اس کے مقابلہ میں جانے کا ارادہ کیا مگر حضرت میسرہ بن مسروق ہشمی نے ان کے آرام کرنے کی وجہ سے انہیں اس کے مقابلہ میں جانے کے لئے منع کر دیا کیونکہ یہ اس سردار کے مقابلہ میں بہت کافی تھک چکے تھے اور خود اس کے مقابلہ میں جانے کا ارادہ کیا۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی نے کہا ایہا! میرا وہ مجھے میرا نام لے کر پکار رہا ہے گرمیں نہ گیا تو میں بڑا بزدل ٹھہروں گا۔ آپ نے فرمایا مجھے تم پر رحم آتا ہے تم بہت تھک چکے ہو۔ انہوں نے کہا آپ مجھ پر دنیا کی مشقت اٹھانے کے متعلق تو رحم فرماتے ہیں ورا ثرت میں عذاب دوزخ کے بارے میں کچھ شفقت نہیں فرماتے۔ رسول اللہ کی زندگی اور عیش کی قسم میرے سوا اس کے مقابلہ کے لئے کوئی شخص نہیں نکل سکتا۔

یہ کہہ کر آپ مقتول سردار کے گھوڑے پر سوار ہو کر اس کی طرف بڑھے۔ آپ نے لڑائی کے کسی سامان کو سوا اس گھوڑے کے تبدیل نہیں فرمایا تھا ہاتھ میں وہی تلوار تھی اور وہی ڈھال۔ جب آپ اس کے قریب پہنچے تو اس نے گھوڑے کو دیکھ کر فوراً پیچان لیا کہ اس سردار کے قاتل یہی ہیں۔ یہ سوچتے ہی وہ پیڑ کی طرح آپ پر ٹوٹ پڑا اور آپ کو اتنی بھی مہلت نہ دی کہ آپ سنبھل بھی سکیں فوراً آپ کے پاس آیا ہاتھ لپکا کہ آپ کی طرف بڑھا پکڑا اور کھینچنے کے زین سے جدا کر لیا۔ پھر اسی وقت آپ کو رقیہ کر کے اپنی فوج میں لایا اور سپاہیوں کے سپرد کر کے انہیں یہ حکم دیا کہ اسے جھنجھڑیاں اور بیڑیوں سے مقید کر کے ابھی اسی وقت ڈاک کے گھوڑے پر بٹھا کے بادشاہ کے پاس لے جاؤ اور کہو کہ تیرے مصاحب ضعیض بن جرتہ کی قاتل یہی شخص ہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی کو ان سپاہیوں نے اس کے حکم کے مطابق فوراً پاپہ زنجیر کر کے قلعہ حنین کی طرف روانہ کر دیا۔ یہ سردار اڑتا اڑتا اور اپنے کام پر فخر کرتا ہوا پھر میدان کی طرف پلٹا اور میدان میں آ کے اپنے حریف کا انتظار کرنے لگا۔ اب مسلمانوں میں سے تین شخصوں نے جدا جدا اس کے مقابلہ میں جانے کے لئے ارادہ کیا اور ہر ایک نے یہی چاہا کہ میں اس کے مقابلہ میں پہنچوں۔ حضرت میسرہ بن مسروق عسائی نے ان کا ارادہ معلوم کر کے اپنے دس میں کہا ابن مسروق عبداللہ بن حذافہ سہمی گرفتار ہو گئے۔ تین مسلمان اس ملعون کی طرف جانے کا ارادہ کر رہے ہیں تجھے خدا سے شرم نہیں آتی کہ تو مسلمان کا علم اٹھائے ہوئے اسے کشادہ پیشانی سے ان کی گرفتاری دیکھ رہا ہے اور لڑائی سے پہلوتی کرتا جاتا ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ذوالجلال والا کرام کے سامنے کیا جواب دے گا اور کیا عذر کرے گا۔

یہ سوچ کر آپ نے حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدویؓ کو بلایا اور وہ نشان جو آپ کو حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے مرحمت کیا تھا نہیں دے کر فرمایا کہ ”سعید تم یہ نشان لے کر کھڑے رہو میں اس ملعون کے مقابلہ کو جاتا ہوں اگر اس نے مجھے شہید کر دیا تو میرا اجر اللہ غالب و بزرگ و برتر پر ہے اور اگر میں نے اس کو قتل کر دیا تو اس کا ثواب حضرت عبداللہ بن حذافہ کے اعمال نامہ میں درج ہوگا۔

حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدویؓ نے اسلامی پرچم ہاتھ میں لیا اور یہ مسلمانوں کا عظیم سپہ سالار شیر کی طرح ڈکارتا ہوا اس سردار کے مقابلہ میں پہنچا۔ وہاں پہنچ کر آپ نے اول گھوڑے کو ایک چکر دیا اور حسب ذیل اشعار پڑھے۔
اللہ جو بدلتا رہنے یہ جان ہی ہے کہ آگ سے میرا دل داغ دیا گیا ہے یہ سب قہقہہ اٹھانے کے رومی سردار اپنے شہر بھائیوں سمیت جدی جان جانے لگا کہ عالم آخرت کس کے واسطے ہے اور میرا معبود بدلے میں والا ہے۔“

کہتے ہیں کہ آپ نے یہ پڑھ کر اس سردار پر حملہ کیا سردار بھی آپ پر حملہ آور ہوا دیر تک دونوں حریف گھوڑے کوداتے رہے اور انہیں چکر دیتے رہے۔ لڑائی نے نازک صورت اختیار کی۔ دونوں گھوڑے کوداتے کوداتے بالکل قریب ہو گئے اور ایک نے دوسرے پر پوری طرح جست کی پھر دونوں لڑتے لڑتے دور چلے گئے اور ایک غبار میں آ کر غنڈوں سے بالکل غائب ہو گئے۔ ہر وہ اپنے اپنے سرداروں کی طرف دیکھ رہا تھا اور فتح و نصرت کی اس کے لئے دعاںیں گنگتا جاتا تھا حتیٰ کہ پھر دونوں سردار ظاہر ہوئے مگر اس حال میں کہ وہ دونوں تقارب سے بتاعد کے قریب تھے اور چہ جتے تھے کہ جدا جدا ہو جائیں کہ اس سردار نے حضرت میسرہ بن مسروقؓ سے کہا دیکھئے تمہارے دین کی قسم! یہ تمہارے لشکر کے پیچھے سے کیسا اور کس کا نشان اڑتا ہے؟ آپ نے اس کے کلام کی طرف کچھ التفات نہ کیا اور فرمایا وذلک دعی اللہ والعزیز یہ اللہ پر کچھ جمید (دشوار) نہیں ہے۔ اس نے کہا مجھے اپنے دین کی قسم! میں جھوٹ نہیں کہتا بلکہ آپ سے سچ کہہ رہا ہوں یہ اگرچہ جھوٹ بول رہا تھا مگر آپ نے اس نیت سے کہ ممکن ہے کہ باری تعالیٰ جل مجدہ نے مسلمانوں کے لئے کشادہ کارروانہ کر دیں اس کے قول کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے اس طرف دیکھا۔ رومی سردار نے آپ کو غافل دیکھ کر آپ کی طرف چھینا اور آپ کو پکڑ لے کر چاہا کہ زین سے اٹھا کر گرفتار کر لوں کہ دفعۃً دور سے ایک نور کی طرح کا چمکتا ہوا نشان دکھائی دیا۔ یہ نشان حضرت خالد بن ولیدؓ مخزومیؓ کے ہاتھ میں تھا جو

فضائے آسمانی میں لہراتا ہوا چلا آ رہا تھا۔

مسلمانوں نے اسے دیکھتے ہی زور زور سے تکبیر و تہلیل کے جان گداز غرے مارنے شروع کئے ان کے سنتے ہی ان کے صوت و دہدہ کی وجہ سے سردار کے ہاتھ کی گرفت ڈھیلی پڑی اور وہ مبہوت سا ہو کر مسلمانوں کے لشکر کی طرف دیکھنے لگا کہ کیا ہو۔ اس کے اس طرف متوجہ ہوتے ہی حضرت میسرہ بن مسروق عیسیٰ نے اس پر ہاتھ مارا اور پکڑ کے یہ چاہا کہ زین سے اکھاڑ لوں مگر چونکہ وہ زین سے مربوط اولوہ سے بندھا ہوا تھا اس لئے اپنی جگہ سے نہ ہل سکا۔ آپ نے چاہا کہ اسے کھینچ ہی لوں مگر آپ اس پر بھی قہر نہ ہو سکے مگر پھر بھی آپ اسے اپنی طرف کھینچتے ہی رہے تاکہ اسے نیچے گرا دوں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے بھی ادھر ہی آنے کا ارادہ کیا اور جب آپ بالکل قریب آ گئے تو اس نے اب یہ سمجھ لیا کہ میری موت قریب ہی آ گئی ہے۔ یہ سوچ کر اس نے توار کا ہاتھ اٹھا لیا اور چاہا کہ حضرت میسرہ بن مسروق عیسیٰ کے ہاتھ پر مار دوں تاکہ ان کے ہاتھ سے چھکارا مل جائے مگر جلدی میں حضرت میسرہ بن مسروق عیسیٰ کی طرف سے توار کا رخ پھرا اور وہ خود اس کے بائیں ہاتھ پر جا کر پڑی جس سے اس کا وہ ہاتھ کٹ کر زمین کے اوپر گر پڑا۔ حضرت میسرہ بن مسروق عیسیٰ زین کی طرف پڑے اور وہ روی سردار کی طرف اسے شورو فریاد اور آہ و وادایا کرتا ہوا اپنے لشکر کی طرف بھاگا۔ راستہ میں اسے اس کا خدام اور مصاحب ملے جنہوں نے اسے اپنی گردنوں پر اٹھالیا اور خیمہ میں لا کر اس کے ہاتھ کو داغ دیا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا حضرت مسروق عیسیٰ کے پاس پہنچنا

حضرت خالد بن ولیدؓ حضرت میسرہ بن مسروق عیسیٰ سے ملائی ہوئے۔ ایک نے دوسرے کو سوا کیا۔ حضرت میسرہ بن مسروق عیسیٰ نے رومیوں کے متعلق جو کچھ حالات گزرے تھے سب بیان کئے اور یہ بھی کہا کہ حضرت عبداللہ بن حذافہ گرفتار ہو گئے ہیں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے یہ سن کر سخت تاسف کیا اور فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون اس کے بعد کہا افسوس عبداللہ بن حذافہ ایسا شخص گرفتار ہو جائے۔ خدا کی قسم! خالد ان سے جدا نہیں ہوگا اور یا نہیں چھوڑائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

حضرت خالد بن ولیدؓ بقیہ دن ٹھہرے رہے۔ جب اگلے روز ہوا تو رومیوں کے لشکر میں سے بالوں کا بنا ہوا لباس پہنے ہوئے ایک بوڑھا شخص آتا ہوا دکھائی دیا۔ جب آپ کے قریب پہنچا تو اس نے آپ کو تعظیمی سجدہ کرنا چاہا مگر آپ نے اسے منع کیا اور فرمایا کہ کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا کہ ہمارا سردار آپ کی اطاعت میں آنا چاہتا ہے۔ اس نے جب سے اس لشکر کو جو آپ کی کمک کے لئے آیا ہے دیکھا ہے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہمیں ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے اور وہ اسی لئے صبح کا خواہاں ہوا ہے۔ کیا آپ حضرات صبح کرنا چاہتے ہیں؟ اگر آپ نے ہم سے صلح کر لی تو ہم آپ کے قیدی کو چھوڑ دیں گے نیز جس قدر آپ ہم سے زر تاوان طلب کریں گے وہ بھی ہم آپ کو دے دیں گے مگر شرط یہ ہے کہ آپ ہمارے شہروں سے واپس چلے جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہم تمہیں باتوں کے سوا نہیں جاسکتے۔ رہا قیدی کا معاملہ سو اگر تم نے خوشی سے نہ دیا تو زبردستی دو گے۔ اس نے کہا کیا تم ہی عرب کے سردار ہو؟ آپ نے فرمایا ہاں! اس نے کہا اگر آپ من سب سمجھیں تو آج لڑائی کو موقوف رکھیں ہم آج آپس میں مشورہ

کر لیں گے اور ہمارا سردار اپنے ہاتھ کے درد کی وجہ سے کچھ آرام کر لے گا۔ ہمارے اندر جو کچھ مشورہ قرار پائے گا وہ کل سردار آپ کے پاس آ کر طے کر لے گا اور جو کچھ آپ فرمائیں گے وہ اسے منظور کر لے گا آپ نے فرمایا بہت بہتہ ہمیں منظور ہے۔ وہ بوڑھا شخص ٹوٹ کے اپنے لشکر میں گیا اور اپنے سردار سے کہہ انہوں نے تیری درخواست کو منظور کر لیا ہے۔

اب جنگ کے شیعہ فرو ہو گئے اور لڑائی نے اپنے تمام ہتھیار رکھ دیئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ خیمہ زن ہو گئے۔ رات ہوئی تو رومی سردار نے اپنے لشکریوں کو حکم دیا کہ وہ خیموں کے دروازوں پر آگ روشن کریں اور آج معمول سے زیادہ روشنی کریں۔ لشکریوں نے اس سے کہنے کے مطابق ایسا ہی کیا جب خوب آگ روشن ہوئی تو انہوں نے خیموں کو اسی طرف سے دہڑا دیا اور ضروری ضروری سامان لے کر ازل شب میں ہی یہاں سے چل دیئے۔ صبح ہوئی تو رومیوں کا کوئی نشان موجود نہیں تھا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ دوسرے مسلمان گھوڑوں پر سوار ہوئے اور لڑائی کے نئے رومیوں کا انتظار کرنے لگے مگر جب ان کی طرف سے ان کا کوئی آدمی نہ نکلا تو انہوں نے سمجھ لیا کہ رومی جھانسدے کر بھاگ گئے ہیں اس پر حضرت خالد بن ولیدؓ کو سخت افسوس ہوا۔ آپ نے غصہ سے اپنی انگلیوں کو کاٹا اور ارادہ کیا کہ ان کا تاقب کروں مگر حضرت میسرہ بن عجمیؓ نے آپ کو منع کیا اور کہا کہ یہاں کے شہر نہایت دور دراز اور راستے سخت کٹھن ہیں اس لئے بہتر یہ ہے کہ جناب مسلمانوں کے لشکر کی طرف رجوع فرمائیں۔

مسلمانوں نے رومیوں کے خیموں اور ہتھیار ہتھیار سے اپنے قبضہ میں کیا اور فتح اور ظفر کے ساتھ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی طرف چل پڑے۔ حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کی وجہ سے ہر مسلمان غمگین تھا۔ راستہ قطع کرنے کے بعد یہ فوج ظفر مون صعب میں پہنچی۔ سپہ سالار ظفر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے ان سے ملاقات کی اور ان کے تحیر و عافیت پہنچنے سے آپ بہت خوش ہوئے۔ حضرت میسرہ بن مسروقؓ بھی نے آپ کو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دے کر ان سے ہاتھ فرمایا اور مسجداً کہا حضرت میسرہ بن مسروقؓ بھی نے آپ سے جنگ کا تمام قصہ بیان کیا۔ رومی جس قدر تعلق ہوئے تھے نیز جتنے مسلمان کام آئے تھے سب آپ کو بتائے اور حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کی گرفتاری جس طرح عمل میں آئی تھی وہ بھی سب کہی۔ آپ کو حضرت عبداللہؓ کی گرفتاری سے سخت صدمہ ہوا اور آپ نے فرمایا "اللھم جعل لہ من امرہ فرجا و مخرجا" یا رب الہ! آپ ان کے کام میں ان کے لئے کشاکش اور ان کے ٹکڑے کے لئے کوئی سبیل کر دیجئے۔

اس کے بعد آپ نے دربار خلافت میں حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک خط لکھا جس میں آپ نے مسلمانوں کے دروں میں پہنچنے وہاں جنگ کرنے اور حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کی گرفتاری کے متعلق تحریر کیا۔ جب وہ خط جناب امیر المومنین عمر فاروقؓ کی خدمت میں پہنچا تو آپ استہزائے بڑھ کر مسلمانوں کے صحیح و سلامت آنے اور ان کی فتح کے باعث خوش ہوئے۔ مگر حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کی گرفتاری بڑھ کر آپ کو بہت ملال ہوا اور آپ نے ان کا بے حد رنج کیا۔ چونکہ آپ کو ان سے بہت ہی زیادہ محبت تھی۔ پھر آپ نے فرمایا رسول اللہؐ کے پیش اور آپ کی بیعت کی قسم! میں ہر قل کو ایک ہتھیاروں کا کہ وہ عبداللہ بن حذافہؓ کو چھوڑ دے اور اس نے انہیں چھوڑ دیا تو خیر ورنہ میں خود اس پر فوج کشی کروں گا۔ اس کے بعد آپ نے اسے حسب ذیل تہذیب نامہ لکھا شروع کیا

حضرت امیر المومنینؑ کا ہر قل کے نام مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں واسطے اللہ کے ہیں جو تمام جہانوں کے پروردگار ہیں جنہوں نے نہ کسی کو اپنے مصاحب بنایا اور نہ بیٹا اور نہ پاک تبار کو و تعالیٰ کی رحمت کا ملان کے نبی اور رسول محمد طیبہ اسلام پر۔ یہ خط خدا کے غلام امیر المومنین عمر بن خطاب کی طرف سے ہے۔ اب بعد اس وقت جنہیں میرا خط ملے اسی وقت اپنے قیدی یعنی عبداللہ بن حذافہ کو میرے پاس بھیج دو اگر تم نے میری تحریر پر عمل کیا تو مجھے تمہاری ہدایت کی امید ہے اور اگر انکار کیا تو میں ایسے آدمیوں کی فوج تیری طرف مرتب کر کے روانہ کروں گا کہ جنہیں ذرا اللہ سے نہ تجرت روتی ہے اور نہ خرید و فروخت۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

آپ نے اسے کچھ کر منوف کیا اور حضرت ابوسعیدہ بن جراحؓ کے پاس بھیج دیا کہ اسے ہر قل کے پاس روانہ کر دیا جائے۔ آپ نے ایک معاہدہ کی شخص کو پا کر اسے اجرت دینے کا وعدہ کیا اور فرمایا کہ اسے لے کر ہر قل کے پاس چلے جاؤ۔ معاہدہ کی قطعہ لے گیا اور وہاں جا کر سردار یوں سے کہا کہ میرے پاس مسلمانوں کا ایک خط ہے۔ جنہوں اور ہار یوں نے ہر قل کو خبر دی کہ عربوں کا اپنی آیا ہے اس نے اسے پا کر دریافت کیا کہ کس کا خط ہے؟ اس نے کہا شہنشاہ عرب حضرت امیر المومنین کا۔ بادشاہ نے اسے پڑھا اور خادموں سے کہا کہ اپنی کو حلف سے رکھو۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ کی ہر قل سے گفتگو

کہتے ہیں کہ اس نے حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کو اپنے پاس بلایا۔ حضرت عبداللہ بن حذافہؓ بھی "کایمان ہے کہ میں ہر قل کے پاس گیا سردارانِ روم اور افسرانِ فوج اس کے گرد حلقے کئے بیٹھے تھے۔ اس کے سر پر تاج رکھا ہوا تھا میں اس کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا تو مجھے دیکھ کر کہنے لگا تم کون ہو؟ میں نے کہا قبیلہ قریش کا ایک مسلمان ہوں۔ اس نے کہا کیا اپنے نبی کے گھرانے اور خاندان سے ہو؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا کیا ہو سکتا ہے کہ تم ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ تاکہ میں اپنے سرداروں میں سے ایک سردار کی لڑکی سے تمہارا نکاح کر دوں اور اپنے خاص مصاحبین میں داخل کر لوں۔ میں نے کہا اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں اپنے دین اور اس طریقہ کار کو جسے حضور اکرمؐ مائے ہیں کبھی قوت تک نہیں چھوڑ سکتا۔ اس نے کہا تم ہمارے دین کو قبول کر لو میں تمہیں اتنا مال اور اس قدر پانے دیاں دوں گا۔

اس کے بعد اس نے جوابات سے بھرا ہوا ایک طشت منگوا یا اور کہنے لگا کہ تم ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ تو میں تمہیں یہ سب جو ہرات دے دوں۔ میں نے کہا خدا کی قسم! اگر تو مجھے اپنی اور اپنی تمام قوم کی بادشاہت بھی بخش دے تب بھی میں کبھی اسلام سے نہ بھروں۔ اس نے کہا اگر تم ہمارے دین میں داخل نہ ہو تو میں بری طرح تمہیں قتل کروں گا۔ میں نے کہا اگر تو میرا باندہ بند بھی علیحدہ کر دے گا اور آگ میں بھی جلا دے گا تب بھی میں مذہب کو ترک نہیں کروں گا اور جو کچھ کرتا ہے اب کر گزرب۔

یہ سن کر وہ آگ بجولے ہو گیا اور کہنے لگا اچھا اگر چھوٹا چاہو تو اس صلیب کو سجدہ کر لو میں چھوڑ دوں گا۔ میں نے کہا میں ایسا نہیں

کر سکتا۔ اس نے کہا نہیں تو پھر سور کا گوشت کھا لو تب چھوڑ دوں گا۔ میں نے کہا حاشا اللہ میں کبھی نہیں کھا سکتا۔ اس نے کہا یہ بھی نہیں تو شراب کا ایک گونٹ بھرو۔ میں نے کہا خدا کی قسم میں کبھی نہیں کر سکتا۔ اس نے کہا مجھے اپنے دین کی قسم تمہیں زبردستی کھانا پڑے گا اور چننا بھی اس کے بعد میرے متعلق اپنے ناموں کو حکم دیا کہ اسے ایک کوٹھڑی میں بند کر کے اس کے پاس سور کا گوشت اور شراب رکھ دو۔ جب بھوک پیس لگے گی خود اسے کھانے پینے کا۔ غلاموں نے ایک مکان میں وہ گوشت اور شراب رکھ کر مجھے بند کر دیا اور چلے گئے۔

حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کی رہائی

مہربن سہیل نے یوسف بن عمران سے انہوں نے سفیان بن ذلہ سے انہوں نے ثقہ اور معتبر راویوں سے روایت کی ہے کہ انھار کی کج ہمت کے بعد قسطنطین میں جا کر ہرقل اس دہشت کی وجہ سے جو اس کے دل میں بیٹھ گئی تھی چند ہی دنوں میں مر گیا تھا بلکہ ایک روایت میں یہ ہے کہ وہ مسلمان ہو کر ماتھا اور حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کے ساتھ یہ گفتگو اس کے بیٹے نسطیوس (اور روایت دیگر قسطنطین) نے جس کا لقب بھی ہرقل ۱ ہی تھا کی تھی۔

کہتے ہیں کہ میں تین دن تک اس مکان میں بند رہا پچھتے روز مجھے پھر اس نے اپنے پاس بلایا اور غلاموں سے کہنے لگا کہ اس نے اس گوشت اور شراب کو کیا کیا۔ انہوں نے کہا اس نے انہیں ہاتھ تک نہیں لگایا و تمام جوں کے توں موجود ہیں۔ اس کے وزیر نے کہا یہاں ملک ایسے شخص اپنی قوم کا شریف معصوم ہوتا ہے ذات کو کبھی گوارا نہیں کر سکتا۔ آپ جو کچھ اس کے ساتھ سلوک روا رکھیں گے وہی مسلمان ہمارے ان قیدیوں کے ساتھ بھی کریں گے جو ان کے ہاتھ پڑ جائیں گے۔

ہرقل نے مجھے خطب کر کے کہا تم نے اس گوشت کو کیا کیا۔ میں نے کہا وہ اسی طرح رکھا ہے میں نے کچھ نہیں کیا۔ اس نے کہا تم نے اسے کیوں نہیں کھیا۔ میں نے کہا خداوند تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے خوف سے۔ کیونکہ انہوں نے اسے ہم پر حرام کر دیا ہے اور اگرچہ تین دن کے فاقہ کے بعد ہمیں کھانے کی اجازت دے دی ہے مگر میں نے طہود کے طعن و تشنیع کی وجہ سے اسے چوتھے دن بھی ہاتھ نہیں لگایا۔

ہرقل کا بارگاہ خلافت میں ہدیے روانہ کرنا

کہتے ہیں کہ ملک ہرقل کو جب حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کا تہدید نامہ ملا تو اس نے اسے پڑھ کر حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کو بہت سامان اور کپڑے دیئے نیز جناب حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کے واسطے ایک بیش قیمت موتی (نوبہ) بدینہ پیش کیا اور ایک دستہ کی حفاظت میں آپ کو پہاڑوں کے دروں تک پہنچا دیا یہاں سے حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کو صاب میں تشریف لائے۔ حضرت ابو سعید بن جراحؓ آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور آپ کو مدینہ منورہ روانہ کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کو جب دربار خلافت میں حاضر ہوئے تو حضرت امیر المومنینؓ آپ کو دیکھ کر سجدہ شکر میں گر پڑے اور آپ کو باسلامت واپس آنے کی مہربانی کر دی۔ آپ نے بارگاہ معصی میں ہرقل کا موتی پیش کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیحین عمر فاروقؓ نے مدینہ طیبہ کے

سوداگرہن اور تاجروں کو بلا کر اس کی قیمت دریافت کی۔ انہوں نے کہا یا امیر المومنین ہم نے ایسا موافق آج تک نہیں دیکھا اس لئے اس کی قیمت کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔

سن یہ روضہ ان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے جناب کو یہ عنایت فرمائی ہے تو آپ اسے رحمتیں۔ خداوند تعالیٰ جس ہمتی اس میں آپ کے لیے برکت مرحمت فرمائیں گے۔ آپ نے مسجد نبوی میں تمام مسلمانوں کو جمع ہونے کا حکم دیا اور جس وقت وہ جمع ہوئے تو آپ نے مہر پر جواہر فروز ہو کر انہیں خطبہ کر فرمایا لوگو! رومی کہتے ہیں میرے واسطے یہ موتی بطور ہدیہ ہے لیکن یہ مسلمانوں نے اسے میرے لئے حلال کر دیا ہے تم اس سے متعلق کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا یا امیر المومنین اللہ پاک جس جاہل جناب کے لیے اس میں برکت فرمائے آپ نے فرمایا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اگرچہ تم لوگوں نے اسے میرے لئے حلال کر دیا ہے مگر مسلمانوں میں سے جو حضرات یہاں موجود نہیں ہیں جلد کسی دوسری جگہ تشریف لے گئے ہیں نیز مہاجرین و انصار اور مجاہدین فی سبیل اللہ کی وہ اولاد جو اب تک شہر مہر پر پشت پدر میں بنے ان سے کس طرح اجازت لوں گا۔ خدا کی قسم اگر میں اتنی طاقت نہیں ہے جو قیمت میں ان کے مقابلہ کا جواب دے گا۔ اس کے بعد آپ نے اسے فروخت کر دیا اور اس کی قیمت مسلمانوں کے بیت المال میں داخل کر دی۔

کہتے ہیں کہ جب حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے اٹھا کیے صلے کے ذریعہ سے فتح کر لیا اور حضرت میسرہ بن مسروقؓ بھی جیسا کہ ہم ابھی ذکر کرتے آئے ہیں دروں سے واپس آئے تو آپ صبح ہی میں حضرت عمرو بن عاصؓ کے انتہار میں مقیم ہو گئے کہ دیکھئے وہاں کیا معاملہ پیش آتا ہے۔ واعدی کہتے ہیں کہ مجھ سے شہادت لوگوں نے بیان کیا ہے کہ اہل معرات کفر و طاعت قاہر اور وہ جبل ابو نعیم جو ملک شام میں واقع ہے نیز اس کے نزدیک کے تمام قلعے اور شہر مسلمانوں نے فتح کر لیے تھے۔

ایک گاؤں میں چند مسلمانوں کا غلطی سے شراب پی لینا

حضرت عمرو بن عاصؓ کے ساتھ مسلمانوں کا پانچ ہزار کا لشکر جس میں جناب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ عمرو بن ابیہذال بن عمرو اور ربیعہ بن عمارؓ بھی شامل تھے قیساریہ کی طرف گیا تھا۔ حضرت سمیع بن مزہرؓ فرمائی کہتے ہیں کہ میں بھی حضرت عمرو بن عاصؓ کے اس لشکر میں شامل تھا۔ جو آپ کے ساتھ قبیلہ ربیعہ پر پہنچ کر رہ گیا تھا۔ جب ہم شام کے دیہات میں سے ایک گاؤں سے پاس پہنچے تو چار زنا سخت پرہیزگار تھیں۔ میں نے وہاں انہیں تلاش کیا تو اس گاؤں کے اندر ایک گھر میں انگور کے درخت پر چند خوشے لٹکے اور چلتے ہوئے دیکھے۔ یہ انگور بڑی قسم کے تھے۔ میں نے ان میں سے ایک خوشہ لے کر کھالیا۔ اس خوشے کی ٹھنڈکی وجہ سے مجھے بڑا چڑھا یا اور میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ان ملعونوں کا برا کرے۔ ان کا ملک سرد اور گھور ٹھنڈے اور پانی برف ہے لیکن ان شہروں کی سردی ہمیں ہلاک نہ کر دے۔ گاؤں کے ایک آدمی نے بھی یہ میری بات سن لی اور اس عرض سے کہ میں اسے کچھ نہ کہوں خوشامد کے طور سے وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا برا اور عربی! اگر یہاں کے انگور ٹھنڈے معصوم ہوتے ہیں تو یہاں کا پانی ہیو۔

یہ کہہ کر وہ ہمیں ایک بڑے سنگ (خم) کے پاس جس میں شراب بھری ہوئی تھی لایا۔ میں نے نیز نیز عربوں کی ایک جماعت نے اسے پانی سمجھ کر پی لیا۔ اس کے نشے کی وجہ سے ہم سب لڑکھڑاتے اور مستوں کی چال چلتے ہوئے لشکر میں آئے۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے اسے کسی سے نہ لیا اور آپ نے حضرت ابو عبیدہؓ بن جراحؓ کی خدمت میں لکھ بھیجا۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے حسب

ذیل حکم نامہ آپ کے پاس بلکہ کر رہا تھا۔

”حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ جس شخص نے شب پلی لی اس پر شراب کی حد واجب ہوگئی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جیسا کہ اس کے متعلق حکم فرمایا ہے تم اس کے بموجب بغیر کسی دوسرے نام کی پرواہ کئے ان دوسوں پر اللہ کے حدود جاری کر دو۔“

یہ حکم نامہ جب حضرت عمرو بن عاصؓ کے پاس پہنچا تو آپ نے مجھے نیز ان دوسوں کو جنہوں نے میرے ساتھ شراب پی تھی باکر درے (تازیانے)، رو دیے۔ مجھے ان کی تکلیف ہوئی تو میں نے اپنے دس میں بہ خدا کی قسم! جس کا فرنے ہمیں شراب کا ٹھکانا تھا کہ وہاں جا کر ہم نے شراب پی لی اور ہم پر حد جاری ہوگئی میں اسے ضرور قتل کروں گا۔ یہ کہہ کر میں نے کھوار ہاتھ میں لی اور اس کا دس میں گیا اور اسے تلاش کرنے لگا۔ جب میری نگاہ اس پر پڑی تو میں تلوار زمین سے نکال کر اس کی طرف دوڑا۔ وہ مجھے اس صرح اپنی طرف آتا دیکھ کر پشت دے کر بھاگا۔ میں نے اس کا تعاقب کیا وہ بھاگتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ آخر میں نے تمہارا کیا قصور کیا ہے؟ میں نے کہا کہ بکشت اتو نے ہمیں ایک اسکی چیز بتلا دی جس کے پی لینے سے اللہ پاک تارک و حق خفا ہوتے ہیں اور میں نے اس کی وجہ سے بہت زیادہ چوٹ کھائی ہے۔ اس نے کہا خدا کی قسم! مجھے یہ خبر نہ تھی کہ وہ تم پر حرام ہے۔ حضرت سلیم بن عمروؓ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عبادہ بن صامتؓ نے آواز دی اور فرمایا کہ یہ شخص ہماری قید داری اور امن میں ہے اس کے قتل کرنے سے احتیاط کرو۔ یہ سن کر میں نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ میرے واسطے انجیر، اخروٹ اور مویز لایا اور کہا کہ تم انہیں کھاؤ یہ تمہیں گرم رکھیں گے۔ میں نے انہیں کھا، تو وہ خوب نذیہ معلوم ہوئے۔ میں نے کہا خداوند تعالیٰ تیرا ستیا کرے میں نے اسے دے کھانے سے قتل تو انہیں لے کر کہاں چلا گیا تھا۔

واقعی کہتے کہ حضرت سلیم بن عمروؓ کا بیان ہے کہ اس کے بعد حضرت عمرو بن عاصؓ نے یہاں سے کوچ کا حکم دے دیا۔ ہم یہاں سے چل کر ایک دوسرے گاؤں میں جس کا نام نخل تھا مقیم ہوئے۔ قسطنطین بن ہرقل کو ہمارے آنے کی اطلاع ہوئی۔ اس کے باپ کے لشکر میں سے جو لوگ ہزیمت کھا کر بھاگے تھے انہوں نے اس کے پاس پہنچ کر تھی اور اس طرح اس کے لشکر کی تعداد اسی ہزار (۸۰۰۰۰) کے قریب پہنچ گئی تھی اس نے ایک نصرانی عرب کو بلا کر ہمارے لشکر کی خبر لانے کے لئے روانہ کیا اور اسے ہدایت کر دی کہ وہ عربوں کے لشکر میں پہنچ کر ان کی تعداد اور ارادہ معلوم کر کے میرے پاس لوٹ آئے۔ وہ جا سوس ہمارے لشکر میں آیا اور تمام لشکر میں چکر لگاتا ہوا یمن کے کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا۔ انہوں نے اپنے درمیان میں آگ جلا رکھی تھی اور اس کے گرد بیٹھے سینک رہے تھے۔ یہ چاروں ان کی طرف مڑا اور ان کے پاس بیٹھ کے ان کی گفتگو سنتے رہا۔ جب چھنے کے ارادہ سے اٹھنے لگا تو اپنے دام میں الجھ کر گر پڑا۔ جدی میں اس کی زبان پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے صیب کے الفاظ جاری کرادیئے۔

اہل یمن نے جب اس کے یہ اخطا سے تو فوراً سمجھ گئے کہ وہ یوں کا کوئی جاسوس ہے۔ یہ خیال کرتے ہی وہ فوراً اس کی طرف چھپنے اور جست کر کے ایک حواریں اس کا کام تمام کر دیا۔ اس سے تمام لشکر میں ایک شور پیدا ہو گیا۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے جب یہ شور مٹا تو اس کی وجہ دریافت فرمائی۔ لوگوں نے آپ سے چاروں کے قتل کرنے کا قصہ بیان کیا۔ آپ کو اس سے سخت غصہ آیا اور آپ نے اہل یمن کو بلا کر ان سے کہا کہ تمہیں کس نے اس کے قتل کو کہا تھا۔ اگر تم اسے میرے پاس لاتے تو میں اس سے رومیوں کی کچھ خبریں دریافت کرتا نیز نہ معلوم ہمارے لشکر میں کتنے جاسوس ہوں گے۔ ممکن ہے کہ وہ مسلمان ہو

جائیں یا ہماری طرف سے جاسوسی کا کام نہ لگیں کیونکہ قلوب باری تعالیٰ جل مجدہ کے قبضہ و اقتدار میں ہیں وہ جس طرف چاہیں انہیں پھیر دیں۔ اس کے بعد آپ نے لشکر میں منادی سرائی کہ اگر کسی کو کوئی مسافر یا جاسوس مل جائے تو وہ اس کو پکڑ کر میرے پاس لے آئے۔

قسطنطنین کی جنگ کرنے کے لئے تیاریاں کرنا

کہتے ہیں کہ جب قسطنطنین کو انتظار کرتے کرتے دیر ہوئی تو سمجھ گیا کہ جاسوس قتل ہو گیا ہے۔ اس نے ایک دوسرا جاسوس خبر لانے کے لیے ہمارے لشکر میں روانہ کر دیا اور وہ اس گاؤں میں آیا مسلمانوں کے لشکر کو دیکھ اس کا اندازہ لگایا اور چار ہزار شاہ و خیر کر دی کہ میں ایک ہند جگہ پر کھڑے ہوں اس کا اندازہ لگاتا ہوں وہ پانچ ہزار سوار میں مگر تمام کے تمام شیر کی طرح حمداً اور بہت بڑے کرکس کی طرح شکار کرنے والے معصوم ہوتے ہیں۔ نیز ان کے پیروں سے معصوم ہوتا ہے کہ وہ موت کو مال غنیمت اور زندگی کو نادانی خیال کرتے ہیں۔

قسطنطنین یہ سن کر سنبھل گیا (عیہ السلام) صلیب انجیل و قرآن کی قسم میں مقدمہ و ربح بن سے ضرر و قسمت آزمائی کروں گا اور جب تک ممکن ہو گا ان سے خوب دل کھول کر لڑوں گا۔ اس میں دوسری باتیں ہیں یہ تو اپنی مراد کو پہنچوں گا یا خیر کے ساتھ موت کے ہم آغوش ہوں گا۔ اس کے بعد اس نے فوج اور سرداران فوج کو جمع کر کے ایک چاندی کا نشان جس کے سر پر سونے کی سرخ صیغ تھی بنایا اور اپنے ایک سردار کو جس کا نام بکاکون تھا اور جو اس کے تمام لشکر کا نذرانہ خفیہ پر دے کر اس کی ہاتھی میں دس ہزار مسلح اور بہر فوج دے کر اس سے کہا کہ تو میرے لشکر کا بہر اول ہے۔ اس لشکر کو کر آگے آ جا چل اور عربوں کے پاس پہنچ جا۔ یہ اس دس ہزار فوج کو لے کر ادھر چل پڑا۔ اس کے بعد اس نے ایک صیغی نشان بنایا اور ایک دوسرے فوجی افسر کے جس کا نام ہر جیس بن یا کور تھا سپرد کر کے اس کی ہاتھی میں بھی دس ہزار فوج دی اور اس سے بھی اس پہلے سردار کے پیچھے پیچھے چلنے کو کہا۔ اگلے روز اپنے پیچھا زاد بھائی قسحاس کو دس ہزار فوج دے کر قیساریہ کی حفاظت کے لیے چھوڑا اور خود بھی باقی ماندہ فوج لے کر ادھر چل پڑا۔

بشر بن عوف کہتے ہیں کہ ہم اس نخل گاؤں میں تھے کہ دفعتاً وہ پہلے سردار دس ہزار فوج لے کر ہمارے مقابلے کو پہنچا۔ ہم نے اسے دیکھ کر اس کی فوج کا اندازہ لگایا تو معلوم ہوا کہ دس ہزار کے قریب ہے ہم اپنے دل میں بہت خوش ہوئے اور ہم نے اس میں کہا کہ ہم پانچ ہزار ہیں اور ہر دشمن دس ہزار کی تعداد میں گویا ایک آدمی کے مقابلہ میں محض دو آدمی ہیں۔ ابھی ہم یہ تذکرہ کر رہے تھے کہ دوسرے سردار کی ہاتھی میں بیس دس ہزار فوج اور آتی ہوئی دھنکی دی۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے اسے دیکھ کر فرمایا تو گویا! یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ جو شخص اللہ پاک تبارک و تعالیٰ اور یوم آخرت کی مذاقات کا ارادہ کر لیتا ہے وہ شخص دشمن کی کثرت اور ان کی کثرت لک سے کبھی نہیں گھبراتا کیونکہ جہاد کا اجر و ثواب سب چیزوں سے بڑھا ہوا ہے۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کے راستے میں کافروں کی صفوں کے اندر شہید ہوجانے سے اور زینہ فخر کی کمپاوت ہو سکتی ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔ جنت کے باغوں میں اقسام اقسام کے پھل اور میوے کھئے گا اور اللہ جل جلالہ کی رحمت کاملہ سے بہرہ اندوز ہوگا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

”وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتًا بَلْ أَحْيَا عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ“

”جو لوگ اللہ کی راستے میں شہید کر دیئے گئے انہیں مردہ شمار نہ کرو بلکہ وہ اللہ کے نزدیک زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے

اس کے بعد آپ نے مسلمانوں کو جنگ کے واسطے تیار ہونے کے لیے فرمایا۔ مسلمان گھوڑوں پر سوار ہوئے تھیلے و بکیر کے نعرے بلند ہوئے اور حضور پر نور آقاؐ نے وہاں محمدؐ پر درود شریف بھیجا۔ پہاڑوں، ٹیلوں، چٹین میدانوں، پتھر کی چٹانوں، درختوں اور روئے زمین کی کل چیزوں نے مسلمانوں کی اللہ اکبر کا جواب دیا ور (بزبان حال) کہا اہلی! اور اے ہمارے سونا و موجود ہم موصدوں کی آواز اور توحید کے نعرے بلند ہوتے ہوئے سن رہے ہیں۔ اہل تہجد و تحمید کے چہرے دیکھ رہے ہیں اور آپ کا ذکر خیران کی زبان پر جاری ہے، وحوش و طیور کو مسلمانوں کے نعرے سن کر وجد آیا اور وہ اپنے مولیٰ اور معطیٰ کا ان نعمتوں پر جو انہیں باری تعالیٰ جل مجدہ نے عنایت کی ہیں شکر یہ ادا کرنے لگے۔ درنہ سے اور بھانم اپنے رازق اور پروردگار کے سامنے سرسجود ہو کر تسبیح میں مشغول ہو گئے اور فضائے آسمان میں کھڑے ہو کر ایک بانق نے دنیا کی کل چیزوں کو مخاطب کر کے کہا پہاڑوں، معمورہ زمین، غزوات اور دریاؤں میں اپنے رب کریم کی اکثر مخلوق تسبیح و تہلیل میں منہمک رہتی ہے اور اکثر چیزیں اسی کے نغمے کا کارکنی مغموم کو پورا کر دیتی ہیں۔ فضائے آسمانی کی آوازیں سن کر مشرکین کا لشکر لرزہ بر اندام ہو گیا اور معمورہ زمین کی کل مخلوقات کی آوازیں سن کر تھر تھر کانپنے لگا۔ زمین پاؤں سے نکل گئی اور قلوب مسلمانوں کی ہیبت سے پر ہو گئے۔ قسطنطین نے یہ آوازیں اور مسلمانوں کی فوج کی طرف دیکھا تو پہلے سے دوگنی زیادہ نظر آئی اور کہنے لگا خدا کی قسم! جب میں یہاں آیا تھا یہ یہ پانچ ہزار سے زیادہ تھی اور اب ان کی تعداد بڑھ گئی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی ہے۔ میرا پسر برقل نہایت دور اندیش اور دانا بنا آدمی ہے جس نے عربوں کو پہلے ہی پرکھ لیا تھا۔ میرا یہ لشکر باہان ارمنی کے اس لشکر سے زیادہ نہیں ہے جو وہ یہ موک کے میدان میں ان کے مقابلہ پر لے گیا تھا کیونکہ اس کا لشکر دس لاکھ تھا اور میرا اس کے مقابلہ میں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا۔ میں نے ان کے مقابلے میں نکل کر بڑی حماقت کی اور مجھے بہت بڑی ندامت اٹھنی پڑی۔ میں بہت جلدی کوئی حیلہ کر کے ان کے مقابلے سے پیچھے لوٹ جاؤں گا۔

یہ کہہ کر اس نے ایک ہش کو جو قیساریہ میں نہایت عظیم القدر اور عالم شخص تھا باایا اور کہا کہ آپ سوار ہو کر ان عربوں کے پاس چلے جاؤ نہایت احسن طریقے سے ان کے ساتھ گفتگو کرو اور کہو کہ شاہزادہ آپ حضرات میں سے ایک فصیح و بلیغ جبری اور شریف انسل شخص کو بلاتا ہے۔

کہتے ہیں کہ اس نے سیاہ دیباچ کے کپڑے پہنے بالوں کی ایک ٹوپی سر پر لٹائی اور سبز خنجر پر سوار ہو کر جواہر کی ایک صلیب ہاتھ میں لے کر مسلمانوں کی طرف چلا اور لشکر کے قریب پہنچ کر ایک ایسی جگہ کھڑے ہو کر جہاں سے مسلمان اس کی آوازیں سن سکتے ہوں کہنے لگا معاشر العرب! میں قسطنطین بن برقل کا قصد ہوں اس نے آپ کی خدمت میں مجھے اس غرض سے بھیجا ہے کہ میں آپ سے اس کا یہ پیغام پہنچا دوں کہ آپ حضرات ایک فصیح، جبری اور دلاور شخص کو میرے پاس روانہ کر دیں۔ خدا کی قسم وہ صلح چاہتا ہے اور فساد و خون ریزی کو بالکل پسند نہیں کرتا کیونکہ وہ اپنے دین کا علم ہے اور امور دنیاوی میں نہایت دور اندیش ہے۔ مفت میں خون بہانا اور ملک میں فتنہ و فساد کرنے سے اسے سخت نفرت ہے۔ تم بھی ہم پر ظلم و جور نہ کرو کیونکہ ظالم مغلوب کیا جاتا ہے اور مظلوم کی مدد ہوا کرتی ہے۔ مسیحؑ نے ہمارے واسطے یہ حکم فرمایا ہے کہ ظالم و جابر کے سوا کسی سے نہ لڑو۔ ہمارا بادشاہ رستم قسطنطین پسر برقل یہ چاہتا ہے کہ آپ اپنے اندر سے کسی فصیح اور مضبوط لٹ شخص کو یہاں بھیج دیجئے مگر وہ شخص شریف النسل ہو۔ یہ کہہ کر یہ چپکا کھڑا ہو گیا۔ کہتے ہیں جب حضرت عمرو بن عاصؓ نے اس کی یہ گفتگو سنی تو مسلمانوں کو خطاب کر کے فرمایا لوگو! اس خطبہ تا رہ یہ شخص نے

جو کچھ کہا ہے وہ آپ نے سنا۔ اللہ تعالیٰ جس شے خوشنودی حاصل کرنے۔ رسول اللہؐ کو راضی کرنے اور سنگ رومی جو کچھ کہے گا اسے معصوم کرنے آپ حضرت میں سے وہ شخص جائے گا۔ حضرت بلال بن حمادؓ رسول اللہؐ کے مؤذن جو نہایت سیفہ و دراز قد تھے اور جن کی سی سی میں دم تھی اور جن کی دونوں آنکھیں انکاروں کی طرح چمکارتی تھیں اور پیر ہوئی کی حرمت سر نہ رہا کرتی تھیں نیز جو نہایت بلند آواز تھے اٹھے اور کہتے تھے یا مہرؤاس کے پاس میں جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا بلال تمہیں رسول اللہؐ کے غم نے بہت شکستہ حال کر دیا ہے نیز تم عربی نہیں بلکہ حبشی ہو اور عربوں کی گفتگو نہایت فصیح و بلیغ اور متغنی ہوا کرتی ہے۔ حضرت بلالؓ نے کہا آپ کو رسول اللہؐ کی قسم! آپ مجھے ہی اجازت دیں تاکہ اس کے پاس میں ہی جاؤں۔ آپ نے فرمایا تم نے مجھے بہت بڑی قسم دے دی بہت اچھا تم ہی کو اللہ تبارک و تعالیٰ سے امانت حسبِ رُو۔ بات کرنے میں اس سے مطلق نہ جھگو۔ فصاحت و بلاغت سے گفتگو کرو اور شریعتِ اسلام کی بڑائی بیان کرو۔ حضرت بلالؓ نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا۔

حضرت بلالؓ کا بطور قاصد روانہ ہونا

کہتے ہیں کہ حضرت بلالؓ سال کے پورے کی طرف نہایت قدامت اور اور ڈیل میں ڈیل بلند تھے۔ آپ کے دونوں شانے بہت چوڑے تھے اور ایسا معصوم ہوتا تھا کہ آپ قبیلہ شہوہ سے متعلق رکھتے ہیں۔ جب آپ کو کوئی شخص دیکھتا تھا تو آپ کے عظیم اخلاص ہونے کی وجہ سے ڈر جاتا تھا۔ اس روز آپ کے شام کے بنے ہوئے سفید کپڑے کی قمیض پہن رہے تھے سر پر اپنی عمامہ باندھا رکھا تھا۔ آپ نے متواضعانہ لہجہ کی۔ تو شادان شانے پر رکھا۔ عصابا تھ میں یا اور مسئلوں سے شکرت سے نکل کر ادھر چلے۔ آپ نے آپ کو دیکھ کر ذلیل بنایا اور اس میں کہنے لگا کہ ن عربوں کی آنکھوں میں ہم بہت حقیر ہیں جو انہوں نے ہمارے پاس ہمیں حقیر سمجھ کر اس غلام کو بھیجا ہے۔

اس کے بعد آپ سے سختی ہو کر کہنے لگا اے غلام! تم اپنے آقائے کے پاس واپس چلے جاؤ اور ان سے یہ کہو کہ بادشاہ تمہارے سردار کو بلاتا ہے تاکہ اس کے ساتھ کچھ گفت و شنید کر سکے۔ آپ نے فرمایا میں رسول اللہؐ کے مؤذن ہوں تمہارے بادشاہ کے کسی سوال کے جواب دیں گا۔ جڑ نہیں ہونے کا۔ اس نے کہا اچھا میں بادشاہ کو اس کی اطلاع کروں تم یہیں کھڑے رہو۔ یہ کہہ کر یہ بادشاہ کے پاس گیا اور کہنے لگا ایہا الملک! آپ سے گفتگو کرنے کے لیے انہوں نے اپنے ایک غلام کو بھیجا ہے۔ اس سے آپ خود اندازہ کریں کہ ان کی آنکھوں میں ہماری قدر و منزلت کا کیا حال ہے۔ غلام جو انہوں نے روانہ کیا ہے نہایت سیافہ و دراز قامت اور ڈیل ڈول کا بہت بھاری ہے۔ اس کے بعد اس نے آپ کی ایسی صفات بیان کیں کہ جس سے اس کے دل میں آپ کی طرف سے خوف پیش نہ گیا اور ان سے کہا کہ تو ان کے پاس پھر جا اور یہ کہہ کہ نصرائی بادشاہ نے گفت و شنید کرنے کے لئے آپ کے سرداروں میں سے ایک سردار کے متعلق کہا تھا اور آپ نے ایک غلام کو بھیج دیا۔ ترجمان پھر حضرت بلالؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے سیافہ و دراز شخص! یہ کہتا ہے کہ ہم غلام سے بات کرنا نہیں چاہتے بلکہ تمہارے لشکر کے سردار یا امیر سے بات چیت کرنا چاہتے ہیں۔ آپ بادل غماستہ واپس چلے آئے اور حضرت عمرو بن عاصؓ کی اطلاع کی۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے فرمایا بہت اچھا میں جاتا ہوں۔ حضرت شریحیل بن حسنہ کا تب رسول اللہؐ نے کہا اے ابوعبداللہ! جب آپ تشریف لے جاتے ہیں تو اس لشکر کو کس پر چھوڑتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہیں۔ ان سے زیادہ کوئی رحیم نہیں وہ اپنی مخلوق کے لیے ارحم

ارجمین میں لیکن پھر بھی نشان کو تم سنبھالو اور اس لشکر کی ہنگامہ دہی سے بدتمیز اپنے ہاتھ میں رکھو۔ اگر انہوں نے بد فہمی کی اور میرے ساتھ غور کرو یا تو اللہ پاک جل جلالہ تم پر میرے غضب اور ہلکے ہیں۔

حضرت شریعہ بن حسنہ کا تب رسول اللہ نے آپ کا نشان ہاتھ میں لیا اور آپ کی جگہ ہڑے ہوئے۔ حضرت عمرو بن عاصؓ اس وقت زمرہ کے اوپر ان کا ایک دبیز بدن کے ہوئے تھے۔ سر پر زرد رنگ کا کپڑا تھا جسے آپ نے شیت سے بچھنے پٹیچھ چھوڑ کر باقی کے بچے دے رکھے تھے۔ کمر میں پٹا تھا تو اس کا تھکی اور نیزے کو رکاب میں مرکوز کر رکھا تھا۔ آپ اس شان و شوکت سے دشمن کی فوج کی طرف چلے اور جب اس ترجمان کے پاس جسے قسطنطین نے بھیج رکھا تھا پہنچے تو ہڑے ہو گئے۔ ترجمان آپ کو دیکھ کر ہنسا۔ آپ نے اس سے فرمایا نصرانی کیسے تجھے کس بات پر فہمی آئی؟ تو اس نے کہا آپ کے لباس اور اسلحہ پر جو آپ نے زیب بدن کر رکھے ہیں۔ آپ نے ان تھکے روں کا کیوں اپنے ساتھ لیا کیا آپ کا ارادہ ہار لڑنے کا ہے؟ آپ نے فرمایا تھکے تو عربوں کا اور ہنسا چھوڑنا ہیں اور خصوصاً اس بھی ان کا یہی تھکے ہیں۔ میں نے انہیں اس غرض سے اپنے ساتھ لیے کہ قوت بازو کا کام دیں اور اگر دشمن کچھ بے وفائی کر جائے تو اپنی جان بچنے کے ساتھ ساتھ اس کی بھی ٹوٹلی کر دیں۔ ترجمان نے کہا مگر وہ فریب عربوں کا ہی شیوہ ہے ہماری عادتوں میں داخل نہیں۔ آپ مہمن بنو تشریف لے چکے۔ یہ کہہ کر وہ بادشاہ کے پاس گیا اسے اطلاع کی اور کہا ایسا الملک! عربوں کے لشکر کے سردار آپ کے پاس آ رہے ہیں اور وہ یہاں لباس پہنے ہوئے ہیں۔ بادشاہ یہ سن کر ہنس اور کہنے لگا کہ ان سے کہہ دو کہ تشریف لے آئیں۔

کہتے ہیں کہ بادشاہ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کی خبر سن کر سامان درست کرنا شروع کیا تخت کو خوب آراستہ کیا۔ پادریوں اور ہشوں کو دائیں بائیں بٹھایا اور افسران فوج کو اپنے سامنے بیٹھنے کا حکم دیا۔ ترجمان حضرت عمرو بن عاصؓ کے پاس پہنچا اور اس نے آپ سے کہا کہ عربی بھائی بادشاہ نے اجازت دے دی ہے آپ تشریف لائیے۔

آپ یہ سن کر آگے بڑھے گھوڑے پر سوار آپ برابر چلے جا رہے تھے۔ قیصر کا لشکر آپ کی زیب و زینت اور لباس سے تعجب کرتا جاتا تھا حتیٰ کہ آپ بادشاہ کے خیمہ کے دروازہ پر پہنچے یہاں آپ پابند ہو گئے۔ روم کے فوجی سردار آپ کے آگے آگے ہوئے اور بادشاہ کی طرف چلے گئے۔ اس کے قریب پہنچے تو بادشاہ کی اور آپ کی آنکھیں چار ہوئیں۔ آپ نے اسے عرب کے دستور کے موافق دعا دی۔ بادشاہ نے آپ کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا مگر جب کہایت خندہ پیشانی سے پیش آیا اور کہا کہ تخت پر تشریف رکھنے مگر آپ نے اس پر بیٹھنے سے انکار فرمایا اور کہا کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کا فرشتہ ہمارے فرش سے بہت زیادہ پاک ہے کیونکہ انہوں نے تمام زمین کو فرش بنا کر ہمارے سے مباح کر دیا ہے اور اس میں ہم سب برابر ہیں۔ پھر میں اللہ کا فرش چھوڑ کر بندے کے تخت کو کیوں اختیار کروں۔ یہ کہہ کر آپ زمین پر چہار زانوں ہو کر بیٹھ گئے۔ نیزے کو اپنے سامنے رکھا اور گلوکار بائیں دان پر کرکھیا۔ اس کے بعد فرما نے گئے رومی بادشاہ جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو اور جو کہنا چاہتے ہو کہو۔

عمرو بن عاصؓ اور قسطنطین پسر ہرقل کی گفتگو

قسطنطین پسر ہرقل نے کہا آپ کا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میرا نام عمرو ہے اور میں سادات عرب اور ارباب بیت الحرم سے ہوں جن کی لوگ تعظیم کیا کرتے ہیں اس نے کہا عمرو واقعی آپ سادات عرب اور معزز شخص ہیں لیکن اگر آپ عرب ہیں تو ہم رومی

ہیں۔ ہمارے اور آپ کے مابین قرابت ہے اور ہم تم نسبت میں سے جہتے ہیں اور جو اشخاص نسبت میں متصل ہوا کرتے ہیں وہ آپس میں خون نہیں بہایا کرتے۔

آپ نے فرمایا کہ سب سے بڑا نسب تو ہمارا دین اسلام ہے اس کے بعد نسب ہمیشہ والدین کی طرف سے لاحق ہوا کرتا ہے اور جب وہ بھائی مذہب میں مختلف ہو جا یا کرتے ہیں تو ان میں سے ایک کے لئے یہ حلال ہو جاتا ہے کہ وہ دوسرے کو قتل کر دے اور ایسی صورت میں ان کا نسب منقطع ہو جایا کرتا ہے۔ رہا تمہارا یہ کہنا کہ ہمارا تمہارا نسب ایک ہے سو یہ کس طرح؟ ہم معزز قریش میں اور تم رومی بنے۔ اس نے کہا ہمارا کیا ہمارے اور آپ کے باپ حضرت آدمؑ نہیں تھے؟ پھر نوحؑ ہوئے پھر حضرت ابراہیمؑ۔ عرب حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں اور رومی حضرت عیسیٰ بن اسحاقؑ کی اور یہ اسحاقؑ حضرت اسماعیلؑ کے بھائی تھے اور یہ دونوں حضرت ابراہیمؑ کی اولاد ہیں اور بھائی بھائی کے لیے یہ بڑپائی نہیں کہ وہ آپس میں لڑیں اور جو ان کے بڑوں نے ان پر تقسیم کر دیا ہے اس کے اوپر آپس میں کٹ مریں۔ آپ نے فرمایا: اچھی تم نے سچ کہا کہ عیسیٰ (عیسٰی) حضرت اسحاقؑ کے صاحبزادے تھے اور حضرت اسماعیلؑ ان کے چچا ہوتے تھے۔ واقعی ہم ایک باپ کی اولاد ہیں اور حضرت نوحؑ ہمارے باپ ہوتے ہیں اور حضرت نوحؑ نے ہماری آپس میں تقسیم بھی کر دی تھی مگر وہ تقسیم خوشی سے نہیں کی تھی بلکہ جب آپ اپنے صاحبزادے حام پر ناراض ہو گئے تھے تو اس وقت تقسیم معرض عمل میں آئی تھی اور یہ یاد رکھو کہ حام کی اولاد اس تقسیم سے راضی نہیں ہوئی تھی بلکہ مدت دراز تک وہ برابر (اپنا حق لینے کے لیے) خونریزی کرتی رہی تھی۔ یہ زمین جس پر تم قابض ہو دو اصل تمہاری نہیں ہوئی تھی بلکہ اللہ کی تھی جو تم سے پہلے تھے کیونکہ حضرت نوحؑ نے تمام زمین کو اپنی اولاد یعنی سام، حام اور یافث پر تقسیم کیا تھا اور اپنے بیٹے سام کو یہ شام کا ملک یعنی 'حضرت موت'، غسان اور عمان، بحرین تک دے دیا تھا۔ عرب تمام کے تمام سام کی اولاد سے ہیں جو یہ ہیں۔ قحطان، طسم، جدیس (جو یس) اور عماقی اور یہ طلاق بھی جہاں کہیں ہیں ابو العماقہ کے نام سے مشہور ہیں اور یہ تمام کے تمام یعنی قحطان، طسم، جدیس اور عماقی بتا رہے ہیں جو شام رہتے تھے اور یہی خالص عرب ہیں کیونکہ ان سب کی زبان عربی تھی اور یہ اس زبان پر مخلوق ہوئے تھے۔ حام کو حضرت نوح علیہ السلام نے ممالک مغرب اور ساحل دیئے تھے اور یافث کو مشرق و مغرب کے مابین کا حصہ بخشا تھا ورنہ پاک تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں زمین کا وارث کر دیتے ہیں۔ اب ہماری خواہش ہے کہ اسی پہلی ہی تقسیم پر جو حضرت نوحؑ نے فرمائی تھی از سر نو پھر علمدار آدھ ہو جائے اور جو نہیں شہر زمین اور مضبوط مضبوط ممالک ان کا تمہارے قبضہ میں ہیں وہ ہمارے حصہ میں آجائیں اور جو خوار در درخت پتھر اور سنگا رخ زمین ہمارے پاس ہے وہ تمہارے پاس چل جائے۔

قسطین پسر برقل نے جب آپ کا جواب سنا تو سمجھ گیا کہ یہ شخص نہایت عقلمند آدمی ہے۔ کہنے لگا واقعی آپ نے سچ فرمایا مگر تقسیم تو جری ہو چکی اور اس پر عمل درآمد بھی ہو گیا۔ اب اگر تم اس تقسیم کے خلاف کرو گے تو ظالم کہلاؤ گے اور میں یہ جانتا ہوں کہ تمہیں اس کام پر برا بیچھنہ اور اپنے شہروں سے الگ ایک بہت بڑی کوشش نے کیا ہے۔ آپ نے فرمایا ایسا الملک! واقعی حیران کن بالکل صحیح ہے کہ ہمیں ایک کوشش عظیم نے تمہارے شہروں کے آنے کی طرف توجہ دلائی ہے کیونکہ ہم نے اپنی روٹیاں کھائی کرتے تھے مگر جب ہم نے تمہارے عہدہ عہدہ کھانے دیکھے تو ہمیں بہت لہزہ معلوم ہوئے اب ہم تمہیں اس وقت تک نہیں چھوڑ سکتے جب تک ہم تمہارے شہروں کو اپنے قبضہ میں کر کے تمہیں اپنا غلام نہ بنالیں اور اس بلند درخت کے سائے تک جس کی شاخوں پر ہم سبز مہر پتے اور عہدہ پھل ہیں نہ پہنچ جائیں اور اگر کرتے نہیں اس سے منع کیا یا کسی طرح کی اس میں رکاوٹ ڈالی اور زندگی میں مزہ دینے

والی چیزیں جو ہم نے تمہارے شہروں کی بچھڑکی ہیں ان سے باز رکھا تو یہ درگھو ہمارے پاس ایسے ایسے جانناز پاس ہی موجود ہیں جن کو تم سے جنگ کا بڑا اشتیاق ہے جتنا جہنم دنیا کی زندگی کا کیونکہ وہ موت آخرت اور جنت کے خواہاں ہیں اور تم زندگی کے۔
یہ سن کر قسطنطین پر ہرقل چپ ہو گیا اور اسے کچھ جواب نہ بن پڑا۔ اپنی قوم کی طرف سر اٹھایا اور کہنے لگا یہ عربی اپنے قول میں بالکل سچا ہے۔ نینون قزبان مسیح (علیہ السلام) اور صلبان کی قسم! ان کے مقابلہ میں ہم بالکل نہیں ٹھہر سکتے۔

حضرت عمرو بن عاصؓ فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں نصیحت کرنے کا یہ اچھا موقع دیکھا اور میں نے انہیں مخاطب کر کے کہا معاشرہ روم! جو کچھ تم چاہتے تھے اللہ پاک عزوجل نے وہ چیز تمہارے پاس پہنچ دی ہے اگر تمہارا یہ منشاء ہے اور تم یہ چاہتے ہو کہ ہمارے شہر بھی پاس رہیں تو تم ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ اور ہمارے مقتدا اور اقوال کی تصدیق کر لو۔ کیونکہ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کے نزدیک سچا اور پاکانہد ہے محض مذہب اسلام ہی ہے۔ لہذا کہو کہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمداً عبده ورسوله۔

قسطنطین پر ہرقل نے کہا عمرو! ہمارے باپ دادا اسی مذہب پر مر گئے ہیں ہم اپنے مذہب سے کسی طرح جدا نہیں ہو سکتے۔ آپ نے فرمایا اگر اسلام اچھا نہیں ملتا تو ذیل ہو کر اپنی اور اپنی فوج کی طرف سے جزیہ ادا کرتے رہو۔ اس نے کہا میں اسے بھی منظور نہیں کر سکتا کیونکہ رومی اوائے جزیہ کے لیے کبھی میری اطاعت نہیں کر سکتے۔ میرے باپ ہرقل نے انہیں جزیہ کے لیے پہلے ہی کہا تھا مگر انہوں نے اس کے قتل کر دینے کا ارادہ کر لیا تھا۔ آپ نے فرمایا میرے امکان میں جہاں تک تھا میں نے تمہیں ڈرا اور سمجھا یا اور حتیٰ الامکان کوشش کر لی کہ تم کسی طرح خون ریزی سے بچو رہو مگر تم کسی طرح راضی نہیں ہوتے۔ اب ہمارے تمہارے درمیان شخص کوار حکم ہے اور بس اس کے سوا اب کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں نے تمہیں ایسے امر کی طرف دعوت دی تھی جس میں تمہاری نجات کا طریقہ مضمر تھا مگر تم نے اس سے انکار کیا۔ میری دعوت کو اس طرح ستر کر دیا جیسا کہ تمہارے باپ عیصو نے اپنی ماں کی نافرمانی کر کے پہلے اپنے بھائی یعقوب سے اپنی قرابت کا خیال نہیں کیا تھا۔ تم خیال کرتے ہو کہ ہم تمہارے نسب میں قریب ہیں لیکن میں اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کے سامنے تم سے نیز تمہاری قرابت سے بیزار کا اظہار کرتا ہوں کیونکہ تم رحیم و کریم ہستی کے ساتھ کفر کرتے رہے ہو اور اس پر پوری طرح ایمان نہیں لاتے۔ تم عیصو بن حضرت احقؑ کی اولاد ہو اور ہم حضرت اسماعیلؑ بن حضرت ابراہیمؑ کی اور اللہ پاک جل جلالہ دم نوالہ نے ہمارے حضور اکرمؐ کو حضرت آدمؑ سے لے کر آپ کے پردہ پر گوار حضرت عبداللہ کی صلب مبارک تک خیر الانساب (عمدہ اور بہترین نسب والے) بنایا ہے اور آپ کے نسب میں ذرہ برابر فرق نہیں ڈالا۔ اول سب سے پہلے حضرت اسماعیلؑ کی اولاد کو دنیا میں مغر بنایا اور انہیں عربی زبان کی حکیم دی۔ تمام عرب انہی کی اولاد سے ہیں اور حضرت اسحاقؑ کو ان کے والد ماجد ہی کی زبان پر برقرار رکھا۔ پھر عرب کو نہ کوئی نسل بخشی پھر کنانہ میں قریش کو مکرم فرمایا۔ پھر قریش میں سے بنی ہاشم کو منتخب کیا اور پھر بنی ہاشم میں سے بنی عبدالمطلب کا انتخاب کیا اور سب کے بعد ہمارے آقا و مولا جناب محمدؐ کو بنی عبدالمطلب میں سے سرفراز کیا اور آپؐ کو رسول بنایا نبوت مرحمت کی اور وحی دے کر آپؐ کی چوکت پر حضرت جبرائیلؑ کو بھیجا۔ حضرت جبرائیلؑ نے آپؐ کا نورانی چہرہ دیکھ کر خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ دنیا کے مشرق و مغرب میں پھر اگر آپؐ سے زیادہ افضل اور مکرم کسی کو نہ دیکھا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم۔ مترجم)

کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن عاصؓ سے جناب محمد مصطفیٰؐ کا کرمہ رب رب بن عمرو میوں کے روئے کھڑے ہوئے ن کے ہوں میں بیعت جاری ہوئی اور قلوب تھر تھر کاپٹے۔ قسطنطین بن ہرقل کے دل میں خوف گھڑا اور وہ بے گناہ قاتلی اپنے سچے کہا۔ انبیاء و پیغم اسلام قوم کے معزز خاندان میں ہی پیدا ہوا کرتے ہیں۔ اس کے بعد اس نے کہا یا عمرو! یہ تمہارے ساتھیوں میں کوئی اور بھی تمہاری طرح اتنا حاضر جواب ہے۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم! میرے تمام ہمراہی، ایسے ہی ہیں جیسا کہ میرے بجائے تم سے وہ گفتگو کریں تو اس وقت تم پر اچھی طرح واضح ہو جائے گا میں تو بعض کا ان میں سے مقابلہ بھی نہیں کر سکتا۔ اس نے کہا میری رائے میں تو یہ محال ہے کہ تم اس حاضر جواب تمہارے لشکر میں کیا تمام عرب میں بھی ہو۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم! اگر بادشاہ چاہے گا تو میں اوروں کو بھی اپنے ہمراہ لیتا آؤں گا۔ میرے قول کی تصدیق بادشاہ کے سامنے پھر خود ہو جائیگی۔ یہ کہہ کر آپ جست بھر کے اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے اور پوہ مار کے اپنے لشکر میں چلے آئے۔ مسلمانوں نے آچکے دیکھ کر درگاہ و حدایت میں شکر ادا کیا اور یہ تمام رات چہرہ دے کر کاٹ دی۔ صبح ہوئی تو حضرت عمرو بن عاصؓ نے مسلمانوں کو نذر نہ چاہی اور ارشاد کیا کہ بڑائی کیلئے اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو جائیں۔ مسلمان یہ سنتے ہی سوار ہو کر صف بندی کرنے لگے اور منظم ہو کر کھڑے ہو گئے۔

واقعی کہتے ہیں کہ جنگ قیساریہ کے دن قسطنطین نے اپنی فوج کو تین صفوں پر منظم کیا تیرا اندازوں کو آگے اور میسرہ و خوب تربیت سے کھڑے ہونے کا حکم دیا۔ صلیب سب سے آگے بلندی اور فوقیت سے نکل کے ان کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے جب قسطنطین کے لشکر کی صف بندی اور جنگ کے لیے اس کی تیاری دیکھی تو آپ نے بھی مسلمانوں کو راستہ یا اور تمام لشکر کو ایک صف کر کے سینہ پر رسول اللہؐ کے چند صحابہ کو مقرر کیا اور ان کیساتھ حضرت شریل بن حسنہ کا تب رسول اللہؐ کو رہنے کا حکم فرمایا۔ میسرہ پر حضرت صابر بن حناؓ کو جو مسلمانوں میں سے ایک لگا نہ اور فرستادہ سوار تھے مامور فرمایا ابھی یہاں یہ تربیت ہو رہی تھی کہ دفعتاً رومیوں میں سے ایک سوار زبردستی کپڑے پہنے زور اور جوش لگائے گئے میں ایک سونے کی صلیب لٹکائے ہوئے نکلا اور گھوڑا دوڑا کے مسلمانوں کے سینہ سے میسرہ تک اور میسرہ سے سینہ تک اپنے نیزے سے ایک خط کھینچتا چلا گیا۔ پھر قلب کی طرف اسی طرح گھوڑے کو پوہ دینے خط کھینچتا چلا آیا اور لشکر کے سامنے اپنے نیزے کو گڑا کر کمان ہاتھ میں لے کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد اسے چلے پر چڑھا کے سینہ پر پشت باندھی اور ایک مسلمان کو ادھر زخمی کر دیا۔ فوراً ہی پھر میسرہ کی طرف ایک تیر پھینکا اور ایک مرد مومن کو شہید کر ڈالا۔

حضرت عمرو بن عاصؓ نے اس کے یہ کرم تو دیکھ کر مسلمانوں کو آواز دی اور فرمایا کیا آپ حضرات اس معون کے کاموں کو نہیں دیکھ رہے کہ یہ کیا کر رہا ہے تم میں سے کون سا بہادر اس کے مقابلے میں نکل کر مسلمانوں سے اس کی شرارت کو دور کر دے گا۔ یہ سن کر ایک شغفی جوان جو ایک بوسیدہ پوشین پہنے اور ایک پرانا عمامہ باندھے ہوئے تھا آگے بڑھا اور اپنی اس عربی کمان پر جو اس کے ہاتھ میں تھی تیر چڑھا کر اس معلون کی طرف چلا۔ رومی حیرانہ انداز سے اس کی طرف دیکھ اور اس پہلی پوشین اور اس عربی کمان کے سوا کوئی زور و غیرہ سامان حرب اور کسی آلات جنگ کو اس سے پاس نہ دیکھ کر اسے معمولی آدمی اور فوج جنگ سے غیر ماہر خیال کیا اور ذلیل نظروں سے دیکھ کر اس نے پہنچنے سے پہلے ہی ایک تیر کمان چڑھا کے شت باندھ کر اس پر چھوڑ دیا۔ تیر شغفی کے سینہ میں آ کر لگا اور اس کی اس پوشین میں اچھ کر گرہا۔ رومی چونکہ تیر اندازی میں اپنے زور نہ کافر تھا اور اس کا نشانہ کبھی خط نہ جاتا تھا اور جس چیز پر اس کا تیر پڑتا تھا اسے جیندہ کر کے رکھ دیتا تھا اس لئے اس تیر کے کارگر نہ ہونے سے اسے سخت غصہ آیا اور جھل بھن کر اس نے دوسرا

تہ امان پر چڑھا کر چھ اس پر بچھڑنا چاہا مگر قبل اس سے کہ یہ تیر چلا۔ ثقفی نے گمان کھینچ کر اس کی طرف اپنا تیر چھوڑ دیا چونکہ تیر چھوٹا تھا تیر کمان میں اس طرح رہا ہوا تھا کہ وہ روی کو نظر نہ آیا اس لیے یہ تیر چھوٹتی ہی روی کے سیدھے حلق میں پہنچا اور گلدی سے نکل کر پر کی طرف ہو گیا۔ روی پھر اے گھوڑے سے زمین پر ررا اور جان تو زکرمک الموت سکا تھا ہو گیا۔

یہ دیکھ کر ثقفی گھوڑے کی طرف دوڑا اسے پکڑے اس پر سوار ہوا۔ روی کے خود کو اپنے سر پر رکھا اور اس روی کی نعش کو کھینچتے ہوئے مسلمانوں کی طرف لے آیا۔ ثقفی کے بچا کے بیٹے نے اس کا استقبال کیا اور کچھ بات کہی مگر اس نے خوشی میں اس کی بات کا کچھ جواب نہ دیا۔ اس نے کہا بھیجی میں تم سے بات کرتا ہوں اور تم جواب نہیں دیتے۔ تو یہ تم قیصر کی اولاد ہو۔ ثقفی مع اس روی تیر انداز کے اسلحہ کے حضرت عمرو بن عاصؓ کے پاس آیا اور آپ کو اس کے ہتھیار دے دیئے۔ رویوں نے جب ثقفی کی یہ بہادری اولو العزمی اور کام دیکھا تو انہیں بہت غصہ آیا عمر یہ نہ سمجھ سکے کہ اس نے اسے کیونکر مار ڈالا بلکہ آپس میں آسمان کی طرف اشارہ کرنے لگے جس سے مسلمانوں نے یہ سمجھا کہ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ اسے حاتمہ نے آکر قتل کر دیا ہے۔

قسططین نے اپنے تیر انداز کی موت کو دیکھا تو یہ بھی بہت آپ سے باہر ہوا اور اسے اس کا مرنا نہایت شاق قرار دیا۔ پنے ایک فوجی افسر سے کہنے لگا کہ تو ان عربوں کے مقابلہ میں کل کر دین نصاریٰ کی مدد کی حمایت کر۔ اس نے اس کی آواز پر لبیک کہا اور مسلمانوں کی طرف نکل کھڑا ہوا۔ یہ سرخ دیو بن کا جوڑا اپنے ہوئے تھا اس کے نیچے نہایت مضبوط زروقی جون باز پر لگا رکھے تھے۔ گے میں سونے کی ایک صلیب آویزاں تھی۔ خدام پیچھے پیچھے قتل گھوڑے سے ہوئے تھے تلوار بائیں ہاتھ میں تھی اور ڈھال دوسرے ہاتھ میں لئے ہوئے چلا آ رہا تھا۔ دونوں صفوں کے بیچ میں آ کر ہل مس میلاڑ کا خیرہ لگایا اور اپنے حریف کے انتظار میں کھڑا ہو گیا۔ مسلمان اس کی طرف دیکھنے لگے اور اس کے گھوڑے کے پکڑ اس کی سواری اور اس کی صورت کو دیکھتے رہے مگر اس کے مقابلہ کے لئے کوئی نہ نکلا۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے مسلمان کا یہ توقف دیکھ کر فرمایا بہادران اسلام ابند پاک تہرک وقت کی کی راہ میں اپنی جان پیش کر کے اس کے مقابلہ میں کون شخص جانے گا اور اس کی شہادت اور ہدیٰ سے مسلمانوں کی کفایت و حمایت کون کرے گا۔ یہ سنتے ہی ایک عربی یہ کہتا ہوا کہ حضرت اس کا مکو میں کروں گا آگے بڑھا اور اپنے آپ کو حضرت عمرو بن عاصؓ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

آپ نے فرمایا خداوند تعالیٰ جل و علی تمہارے ارادے اور کام میں برکت عنایت فرمائیں چلے جاؤ۔ وہ مسلمان اس سردار کی طرف چلا اور جتنی ہی نہایت پامردی سے پیش دہی کر کے اس پر حملہ آور ہو گیا۔ روی سردار بھی اس کی طرف بڑھا اور جھڑکنے لگا۔ دیر تک دونوں گھوڑے کوداتے اور شمشیر زنی کرتے رہے۔ آخر دونوں کی تواریں ایک دوسرے سے جڑیں گئیں اور اپنے اپنے جڑیوں پر پڑیں مگر روی سردار نے سبقت کر کے اپنا وارسی قدر پہنچا کیا اور اس کی توار مسلمان کی ڈھال پر جو بغیر استراہتوں دوسری تہہ کے محض چمڑے کی بنی ہوئی تھی پڑی اور ڈھال کو کاٹی ہوئی صاف نکل گئی مگر مسلمان اس کی زہ سے باکل بچ گیا اور اس پر اس کا مطلق پکھڑا اثر نہ ہوا۔ مسلمان کی تلوار روی کے خود پر پڑی۔ روی کسی قدر پیچھے ہوا تو وہ خود کے دو ٹکڑے کرتی ہوئی پیچھے کوئی بوت گئی اور اس کا سر جوں کا توں سلامت رہ گیا۔ روی سردار کی جان میں جان آئی تو اس نے مسلمان کے پھر ایک تلوار ماری جو ایک کاری زخم لگا کر واپس آئی۔ مسلمان یہ گہرہ زخم لے کر اپنے لشکر کی طرف چلا اور اسے میدان سے پشت دیتا دیکھ کر ایک دوسرے مسلمان نے مخاطب کر کے کہا افسوس سے جو شخص ہادی تعالیٰ جل مجدہ کے راستہ میں اپنی جان کو قربہ کر دیتا ہے وہ دشمن کے مقابلہ سے واپس نہیں آیا کرتا۔ اس نے کہا کیا یہ زخم تیر کی نظر میں کافئ نہیں ہے جو تو مجھے اس طرح تو توجہ کرتا ہے۔ یاد رکھ جو شخص دانستہ اپنی جان کو ہلاکت

میں ڈالتا ہے اس پر باری تعالیٰ جل مجدہ ملامت فرماتے ہیں۔

یہ کہہ کر اس نے اپنے زخموں کو بندھا اور پھر میدان کی طرف چل پڑا۔ اس کے بنی عمال کا کہنا اسے سراں گزرا تھا جب یہ پھر حرب و ضرب کی طرف چلا تو وہی اس کا بنی عمال بھیجے جس نے اسے طعنہ دیا تھا کہ گھبراہٹ میں جان واپس آ جاؤ اور یہ میرا خود اور ذہال تھا قلت کے لیے لیتے جاؤ۔ اس نے کہا بھیجی خاموش رہو تمہارے اعتماد اور بھروسہ سے مجھے اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کا زیادہ بھروسہ اور اعتماد ہے۔ اس کے بعد یہ زخمی شیر یہ اشعار پڑھتا ہوا اس رو کی طرف دوڑا۔

” (ترجمہ اشعار) خدائی کی طرف ٹھٹھنے کے وقت مجھ سے کہتے ہیں کہ تو اس ذہال کو لے لے اور اپنی حفاظت کر۔ اس روئی سے جس نے نافرمانی اور ظلم کیا ہے۔ میں اللہ پاک کی جتنی قسم کھاتا ہوں کہ میں خود دوسرے بھی نہ رکھوں گا بد میں اپنے پروردگار پر جس نے پیدا کیا ہے نیک گن رکھوں گا اور آراستہ و پیراستہ جنت میں داخل ہوں گا جہاں اللہ کی رفاقت میسر ہوگی۔“

کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے اس کے سنے فتح و نصرت کی دعائیں مانگیں اور کہا الہی جو اس کی جنت ہے وہ دو چوٹی سر تاؤ منہل دوڑتا ہوا اس روئی سردار کے پاس پہنچا اور ایک ایسا جتن تلوار کا تھکا تھا کہ وہ دم توڑتا ہوا ہی نظر آیا۔ اسے خاک و خون میں مد کے یہ شخص آگے بڑھا اور روئی فوج پر حملہ کر دیا دو چوڑی قتل کئے دو ایک دوڑوں کو تہ تیغ کیا اور اس کے بعد خود بھی جہ مشہد دت نوش کر کے آب کوثر کی تہا میں ساقی کوثر کھڑے کے پاس چلا گیا۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی روح پر اپنی رحمت نازل فرما میں۔ حضرت عمرؓ وہ بنی عامر نے یہ دیکھ کر فرمایا یہ شخص ہے جس نے جنت کو اپنی بن کے معاوضہ میں اللہ پاک سے خرید لیا ہے۔ الہی آپ کی تسکین موافق عنایت فرما دیجئے۔

رومی سردار قید مومن کا جنگ کے لئے روانہ ہونا

والقدی کہتے ہیں کہ ملک ہرقل نے جب اپنے بیٹے قسطنطین کو قیصریہ کی طرف روانہ کیا تھا تو اس کے ساتھ اپنے افسروں میں سے ایک افسر کو بھیجی جس کا نام قید مومن تھا بھیجی تھا۔ یہ رومیوں میں نہایت بہادر شہسوار تھا ہوتا تھا اور اس کا مقابلہ فارس کی فوجوں تک اور جرمقہ کے لشکروں سے ہو چکا تھا۔ یہ معون کہتے ہیں کہ قسطنطین کا مومن ہوتا تھا اور دنیا کی آخر زبانیں جانتا تھا اس نے قسطنطین سے کہا کہ اس وقت جہد مجھ پر فرض ہو گیا ہے ان عربوں سے میں ضرور لڑوں گا۔ قسطنطین نے اس پر چارے منع کیا مگر یہ اپنے قول سے باز نہ آیا اور مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے چل پڑا۔ یہ ایک زوردار بہادر تھا جس وقت یہ میدان میں پہنچا تو مسلمانوں نے اسے دیکھا کہ وہ ایک بہادر کا پہاڑ چلا آ رہا ہے۔ اس کے بدن پر جو ہر ویرہ سے جو چیز تھی وہ دور سے چمک رہی تھی۔ مسلمانوں نے اسے دیکھتے ہی زور زور سے اللہ اللہ رسول اللہ کے خیرے لگائے۔ اس نے میدان میں پہنچ کر مسلمانوں کی طرف منہ کر کے کچھ بڑبڑانا شروع کیا اور اپنی زبان میں اپنے مقابل کو بولنے لگا۔ شہسواران عرب اس کے پاس اور اس چیز کی وجہ سے جو اس کے بدن پر تھی ہر طرف سے اس کی طرف دوڑنے لگے اور ہر ایک یہ خواہش کرنے لگا کہ میں سب سے پہلے اس سے پہنچ کر اسے تہ تیغ کر دوں۔

حضرت عمر بن عاصؓ نے بہادران اسلام کو فتح طبرک کے فرمایا اس کے بدن کے لباس اور اسباب سے اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کا ثواب بدرجہا بہتر ہے۔ کوئی شخص اس کے اسباب کے رائج میں ہرگز ہرگز اس کی طرف نہ نکلے۔ خدا خواست اگر میدان میں پہنچ کر وہ شخص قتل کر دیا گیا تو یاد رکھو کہ جس چیز کی طلب و تلاش میں یہ شخص نکلا ہے وہ اسی چیز کی راہ میں قتل ہوگا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے راستے میں شہید نہیں ہوگا۔ میں نے خود رسول اللہؐ سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے:

"من كانت هجرة الى الله ورسوله فهجرة الى الله ورسوله ومن كانت هجرة الى الدنيا يصيبها

اوامرة ينز وجها فهجرة الى ماهاجر اليه"

"جس شخص کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور ان کے رسولؐ کی طرف ہے، پس اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور ان کے رسولؐ کی طرف ہی ہے اور جس شخص کی ہجرت دنیا کی طرف ہے، جو اسے پہنچے گی یا عورت کی طرف ہے جس سے وہ نکاح کرے گا پس اس کی ہجرت اسی چیز کی طرف ہے جس کی طرف وہ ہجرت کرے گا۔"

کہتے ہیں کہ یمن سے ایک لڑکا جس کی ماں اور بہن اس کے ساتھ تھیں ملک شام کے ارادہ سے چلا تھا اور راستہ میں اس کی بہن نے اس سے کہا تھا کہ بھئی جلد سے جلد چھوٹا کدو شام پہنچ کر وہاں کی عمدہ عمدہ غذائیں اور لذیذ نعمتیں کھائیں۔ یہ سن کر اس نے اپنی بہن کو جواب دیا تھا کہ میں اس سب سے نہیں جا رہا ہوں کہ وہاں اقسام اقسام کے کھانے اور طرح طرح کی چیزیں کھاؤں بلکہ میں اس ارادے سے چلا ہوں تاکہ وہاں پہنچ کر اللہ پاک جل جلالہ اور ان کے رسولؐ کی رضا مندی کے لئے لڑوں جہاد کروں اور اگر قسمت میں ہو تو جام شہادت نوش کر جاؤں۔ میں نے معاذ بن جبلؓ سے سنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے کہ شہداء اللہ پاک جل جلالہ کے نزدیک زندہ ہیں اور روزی دیئے جاتے ہیں۔ یہ سن کر ان کی بہن نے کہا تھا کہ جب وہ مر گئے تو پھر کس طرح رزق دیئے جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ میں نے رسول اللہؐ سے صحابی یعنی حضرت معاذ بن جبلؓ سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے:

"ان الله تعالى يجعل ارواحهم في حواصل طير خضر من طيور الحنة فئاكل تلك الطيور من

ثمار الجنة وتشرب من انهارها فغذوا ارواحهم في حواصل الطيور فهو الرزق الذي جعل الله

لهم"

"تحقیق اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز چڑیوں کے پونوں (معدوں) میں کیا ہے۔ پس چڑیاں بہشت کے پھل کھائیں

اور اس کی نہروں کا پانی پیتی ہیں تو ان کی روہیں ان چڑیوں کے پونوں میں ہی غذا حاصل کر لیتی ہیں اور یہی وہ رزق ہے

جو اللہ پاک نے ان کے لئے مقرر کیا ہے۔"

جب جنگ قیساریہ کا دن ہوا تو اس لڑکے نے جس طرح موت کے وقت مکاتوں سے رخصت ہوا کرتے ہیں اس طرح اپنی ماں اور بہن کو رخصت کیا اور کہا کہ اب ہم انشاء اللہ العزیز رسول اللہؐ کے خوش کے پاس جمع ہوں گے۔ یہ کہہ کر یہ میدان کی طرف نکلا اس کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا جو بہت سی جنگیوں سے جوڑا ہوا تھا ۱ اور جگہ جگہ سے جس میں ہند لگ رہے تھے۔ سواری میں ایک کم

۱. حضور اکرمؐ نے یمن میں حضرت معاذ بن جبلؓ کو بھی والی بنا کر بھیجا تھا۔ آپؐ سے سنا ہوگا۔

۲. یعنی ٹوٹ جانے کی وجہ سے اسے جگہ جگہ باندھ رکھا تھا۔

اصل گھوڑا تھا جس نے میدان میں پہنچ کر اس نیزہ و درودی افسر کے مارا گھراس کی نوک اس فسر کے زہرہ میں الجھتی اور اس نے اس پرچہ اسے بہت نکالنا چاہا مگر نہ نکال سکا۔ آخر درودی سردار نے اس کے نیزے پر تلوار ماری نیزہ کٹا اور درودی نے بڑھ کر پھر دوسرا ہاتھ اس جوان کے سر پر مارا جس سے سر کے دو ٹکڑے ہو گئے اور یکنی جوان اللہ تعالیٰ کی معفرت فرمائیں شہید ہو کر زمین پر آ رہا۔ قیدمومن نے اس کی اسٹے سے گردھوڑے، وایک پتیر، یا اور پھر اپنے حریف کو طلب کرتے لگا۔ حضرت ابن قسٹمؓ اس کے مقابلہ کے لئے نکلا مگر قیدمومن نے انہی بھی شہید کر ڈالا۔

حضرت شرمیل بن حسنہؓ کو یہ دیکھ کر اپنے کس پرخت غصہ آیا اور آپ نے اسے خطب کر کے فرمایا۔ کم بخت بد معاش! مسلمانوں کے قتل و دہشت ہے، رچہ نہیں کرتا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ملک شام میں آنے کے وقت جوشن آپ کو مرحمت کیا تھا اس وقت وہ آپ کے ہاتھ میں تھا۔ آپ اسے لیے ہوئے میدان کی طرف بڑھے اور قیدمومن کے مقابلہ کے لئے ادھر جانے لگے۔ حضرت عمرؓ، ابن عباسؓ نے آپ کا قصد معلوم کر کے آپ سے فرمایا: عباد اللہ! ایسا نہ ہو کہ یہ نشان محمدؐ میں خرق ہو اس لئے اسے یہیں کاڑتے ہیں۔ آپ نے اسے وہیں گاڑ دیا اور وہ پتھر میں اس طرح پیوست ہو کر کھڑا ہو گیا کہ گویا اس میں سے ایک درخت اگ کر اس کے اندر کھڑ ہو گیا ہے۔ آپ نے اس سے فتح و نصرت کے متعلق نیک فال لی اور قیدمومن کے مقابلہ کے لئے اس کی طرف بڑھے۔ مسلمانوں نے آپ کے لئے درگاہ ایزدی میں فتح و نصرت کی دعائیں مانگیں۔ قیدمومن آپ کے پاس کو دیکھ کر ہنسنا۔ اس معون کی آواز بہت بھاری تھی اور ذلیل ذول میں بھی یہ تم بخت بہت چوڑا چکلا تھا۔ عداوہ اس کے آپ صائم یا ہنہار اور قنبر امیں (دن کو روزہ رکھنا اور رات بھر تہجد میں کھڑے رہنا) ہونے کی وجہ سے سخت نحیف امیدن تھے جب آپ میدان میں پہنچے تو ہر ایک نے اپنے اپنے حریف پر حمد کیا۔ دونوں کی تواریں انھیں اور یکنی کی طرح چمک کر بہا دروں کے سروں پر پڑیں۔ پہلا وار حضرت شرمیل بن حسنہؓ کا تھا مگر توار دشمن کی زہر پڑی اور اچھل کے بے نیل و صراہ و پس پھڑ آئی۔ قیدمومن کی توار آپ کے سر پر لگی اور زخمی کر کے پیچھے وٹ گئی۔ گھوڑے دوڑے پھر دونوں حریف مقابلے میں ڈٹے اور فنون حرب کے ہاتھ دکھلانے لگے۔

حضرت شرمیل بن حسنہؓ اور قیدمومن کی جنگ اور اس کی ہلاکت

حضرت سعدی بن روحؓ کہتے ہیں کہ اس روز آسمان پر ابر چھایا ہوا تھا اور سردی سے انتہا پڑ رہی تھی۔ یہ دونوں حریف ابھی میدان کا رزار میں اپنے اپنے جوہر دکھائی رہے تھے کہ بارش نے برسن شروع کیا اور دفعہ اس قدر پانی پڑا کہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے مشک کا منہ کھول دیا ہے۔ یہ دونوں گھوڑوں سے اترے اور اسی دلدل اور کچڑ میں کشتی لڑنے لگے۔ دشمن نے حضرت شرمیل بن حسنہؓ کو ایک ریل دی کہ کہہ کر ہند کی جڈ ہاتھ دے کر زمین سے اٹھیا۔ چت دے کر مارا اور آپ کے سینہ پر پیٹھ کر خنجر نکال کے یہ چاہا کہ اسے سینے میں بھونک دوں۔ آپ کی زبان مبارک سے اس وقت یہ الفاظ نکلے کہ یہ غیث المستقیمین (اے فریاد کرنے والوں کے فریاد رس) آپ کی زبان سے ابھی یہ الفاظ ظہرے بھی نہیں نکلتے پائے تھے کہ رمیوں کے لشکر میں سے زرد زہرہ پہنے اور اسل گھوڑے پر سوار ایک شخص نکلا اور ادھر آئے لگا۔

حضرت شرمیل بن حسنہؓ نے انہیں دیکھ کر یہ گن کیا کہ یہ اس سردار کو ساری کے لیے گھوڑا دینے اور میرے قتل پر اس کی اعانت کرنے آیا ہے مگر جب وہ ان دونوں کے قریب پہنچا تو گھوڑے سے پیادہ ہوا اور اس نے سردار کے دونوں پیچھے گھسٹ کے آپ

کے سینے سے علیحدہ کیا اور کہنے لگا عبداللہ! کھڑے ہو جائیے فریاد رس کی طرف سے مدد آگئی۔ حضرت شریحیل بن حسنہؓ نے نہایت تعجب اور حیرت سے اس کے منہ کی طرف دیکھا وہ اپنے چہرے پر ایک ڈھانچا بنا دھے ہوئے کھڑا تھا اس نے اپنی توارمیان سے ٹٹائی اور اس روی سردار کے سر پر اس زور سے ماری کہ اس کی گردن الگ جا کر پڑی۔ پھر آپ کی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا خدا کے بندے اس کا اسباب اتار لو۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم! میں تیرے کام سے بے شش و پنج میں مبتلا ہوں تو مشرکین کے لشکر میں سے آیا اور پھر روی سردار پر ہی حمداً و ربواً خرتو کون ہے؟ اس نے کہا میں وہی بد بخت اور راندہ درگاز جلیجہ بن خویمد اسدی ہوں جس نے رسول اللہؐ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اللہ پاک تبارک و تعالیٰ پر یہ جھوٹ بانڈھا تھا کہ وہ میرے اوپر وحی نازل کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا بھئی اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی رحمت بہت زیادہ وسیع ہے اور زمین و آسمان و مافیہا کی ہر چیز پر حاوی ہے جو شخص توبہ کرتا ہے گنہگار ہوں سے باز رہتا ہے اور اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گنہ بخش دیتے ہیں۔ حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا ہے النورۃ تمحو ما قبلہا تو یہ اپنے ماقبل کے گنہگار ہوں کو مٹا دیتا ہے۔ یا ابن خویمد کیا تو یہ نہیں جانتا کہ جب اللہ جل جلالہ نے اپنے نبی جناب محمدؐ پر یہ آیت نازل فرمائی اور حمیتی وسعت کل شئی (میری رحمت ہر چیز پر شامل ہے) تو ہر شخص نے حتیٰ کہ شیطان نے بھی رحمت میں شامل ہونے کی امید کی اور جب یہ آیت اتری کہ فسا کتبھا للذین ینقون ویوتون المذکرة (پس قریب ہے کہ لکھ دوں گا میں اس کے واسطے ان لوگوں کے جوڑتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں) تو یہود اور نصاریٰ نے بھی کہا کہ ہم بھی صدقہ اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور جب یہ آیت آئی کہ والذین ہم باینا یمونون (اور وہ لوگ جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں) تو یہود و نصاریٰ نے یہ بھی کہا کہ ہم بھی اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی آیتوں یعنی صحف اور تورات و انجیل پر ایمان لاتے ہیں مگر اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے اپنے مطلب کو صاف کرنا چاہا اور یہ ارادہ کیا کہ میں یہود و نصاریٰ کو اس بات سے مطلع کر دوں کہ یہ بات محمد رسول اللہؐ کی امت کے لئے ہی مخصوص ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ متکویاً عندہم فی النورۃ والانجیل یامرہم بالمعروف وینہم عن المنکر۔

”وہ لوگ جو اتباع کرتے ہیں اس رسول کی جو نبی امی ہے وہ کہہ پاتے ہیں اس کی صفت کو لکھا ہوا اپنے نزدیک تورات اور انجیل میں حکم دیتا ہے ان کو ساتھ اچھی باتوں کے اور منع کرتا ہے ان کو بری باتوں سے۔“

طیجہ نے کہا خدا کی قسم! امیر امنہ اس قابل نہیں رہا کہ میں مسلمانوں کو مذکور دکھاؤں اور ان کے دین میں داخل ہو جاؤں۔ یہ کہہ کر اس نے جدھر سے آیا تھا اسی طرف چپے کا قصد کیا۔ حضرت شریحیل بن حسنہؓ نے اسے روکا اور فرمایا طیحہ میں تجھے اب ہرگز نہیں جانے دوں گا بلکہ اپنے ساتھ لشکر میں لے کر جاؤں گا اس نے کہا مجھے آپ کے ساتھ چلنے میں کچھ عذر نہیں مگر سخت دل اور کھرا طبیعت خالد بن ولیدؓ سے ڈر رہا ہے کہ کہیں وہ مجھے قتل نہ کر دے۔ آپ نے فرمایا بھئی! یہ حضرت عمرو بن عاصؓ کا لشکر ہے اس میں ہمارے ساتھ وہ نہیں ہیں۔

حضرت شریحیل بن حسنہؓ کہتے ہیں کہ یہ سن کر وہ میرے ساتھ لشکر میں آنے کے لئے راضی ہو گیا ہم دونوں لشکر کی طرف چپے۔ مسلمانوں کے قریب پہنچے تو لوگ ہماری طرف دوڑے اور مجھ سے دریافت کرنے لگے کہ شریحیل! یہ آپ کے ساتھ کون شخص ہے؟ اس نے آپ کے ساتھ بہت بڑا احسان کیا ہے۔ حضرت شریحیل بن حسنہؓ کا بیان ہے کہ چونکہ طیحہ نے اپنے غلام بکے شیلے سے

اپنے منہ پر دھانا سا باندھ رکھا تھا اس لئے مسلمانوں نے اسے نہ پہچانا میں نے کہا کہ یہ طلحہ بن خویلد اسدی ہے۔ مسلمانوں نے کہا کیا اس نے درگاہِ مستجاب الدعوات میں توبہ کر لی ہے طلحہ نے کہا کہ میں غنتریب ان افعال سے جو مجھ سے سرزد ہوئے ہیں باری تعالیٰ میں جہل مہرہ کی طرف رجوع کرنے والا ہوں۔ اس کے بعد میں اسے حضرت عمرو بن عاصؓ کی خدمت اقدس میں لایا۔ آپ نے دیکھ کر اسے سلام کیا مگر جب کہا اور خوش ہوئے۔

طلحہ بن خویلد اسدی کے کچھ حالات

واقدیؒ نے بسلسلہ روایت بیان کیا ہے کہ جب طلحہ بن خویلد اسدی نے دعوائے نبوت کیا تھا اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس پر فوج کشی فرمائی تو اثنائے جنگ میں اس نے یہ سنا تھا کہ انہوں نے مسیدہؓ کذابؓ، ارجاعؓ اور اسودہ غسیؓ کو بھی کیونکہ ان تینوں نے بھی دعویٰ کیا تھا قتل کر ڈالا ہے۔ یہ سن کر اسے اپنی جان کا فکر پڑا تھا اور یہ آپ سے ڈر کر اپنی بیوی کو اپنے ساتھ لے کر رات کے وقت شرم کی طرف بھاگ گیا تھا۔ شام میں پہنچ کر یہ قوم کلب کے ایک آدمی کے یہاں مہمان ہوا اور اس نے اس کی اچھی طرح خاطر و مدارت کی۔ وہ شخص مسلمان تھا کچھ مدت کے بعد اس نے اس کا حال اور اس پر جو افتاد پڑی تھی ازراہ شفقت دریافت کی۔ اس نے اپنا سب قصہ یعنی نبوت کا دعویٰ کرنا، حضرت خالد بن ولیدؓ کی فوج کشی، اپنی ہزیمت اور فرار سب کچھ بیان کر دیا۔

کبھی یہ سن کر اس سے سخت برہم ہوا اور اسے اس نے اپنے گھر سے نکال دیا اور کہا خدا کی قسم ایسے سب کچھ تو نے مال و دولت کمانے کی غرض سے کیا تھا۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے تجھے اس مال سے بھی محروم کر دیا جو تو نے کمایا تھا۔ دولت مندوں پر یہ واجب ہے کہ وہ فقراء کے ساتھ اپنے مال میں مواسات کریں اور جو کچھ خداوند تعالیٰ نے انہیں دیا ہے وہ ان پر خرچ کریں۔ طلحہ بن خویلد اسدی نے یہیں شام میں اقامت اختیار کر لی اور اپنے افعال شنیعہ سے توبہ کی۔ جب اس نے یہ سنا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے انتقال فرمایا تو اس نے کہ جس شخص پر میں نے تلوار کو تیز کیا تھا وہ چل بسا۔ اس کے بعد اس نے لوگوں سے دریافت کیا کہ ان کے بعد تخت خلافت پر کون شخص بیٹھتا ہے؟ انہوں نے کہا عمر بن خطابؓ! اس نے کہا وہ بڑے سنگدل اور سخت طبیعت کے آدمی ہیں۔ اس کے بعد اسے خوف ہوا کہ کہیں وہ ادھر میرے لئے کسی کو روانہ نہ کر دیں۔ نیز یہ اس بات سے بھی ڈر کر کہیں مجھے یہاں شام میں حضرت خالد بن ولیدؓ نہ دیکھ جائیں اور قتل کر دیں۔ یہ سوچ کر اس نے قیساریہ کا رخ کیا اور وہاں میں ارادہ کر لیا کہ کشتی میں سوار ہو کر دریا کے کسی جزیرہ میں پہنچ کر آباد ہو جاؤں گا۔ قیساریہ میں پہنچ کر اس نے قسطنطین بن ہرقل کے لشکر کو عربوں کے مقابلہ میں نکلنے ہوئے دیکھا اور اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ ممکن ہے میں اس لشکر کو کسی مصیبت میں مبتلا کر دوں اور اس طرح سے اپنے اہل نامہ میں سے کچھ گنہگاروں اور اللہ تعالیٰ کی قربت اور مسلمانوں کا قرب حاصل کر سوں۔ یہ سوچ کر اس لشکر کے ساتھ چلا

۱۔ یہ بیمار کے قبیلہ میں حنیف کا سردار تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سن کر اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ ۱۲ھ

۲۔ یہ بنی ثعلب کی ایک عورت تھی جس نے نبوت کا دعویٰ کر کے مدینہ طیبہ پر چڑھ کر کارادہ کیا تھا۔ ۱۲ھ

۳۔ یہ قحطان قبیلہ کی ایک شاخ غس کا سردار تھا۔ ۱۲ھ

اور جب حضرت شریحیل بن حسہؓ کو عین بلاست میں دیکھا تو یہ کہہ کر اپنی جگہ سے اٹھا کہ اب صبر کا پیالہ باقی نہیں رہا اور آپ کے پاس آ کر جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے آپ کو چھڑا دیا۔

حضرت شریحیل بن حسہؓ کے ساتھ جب یہ حضرت عمرو بن عاصؓ کی خدمت میں آیا تو آپ نے اس کے کام کا شکریہ ادا کیا اور قبول تو یہ بشارت سنائی (یعنی تو جب کوئی شخص کرتا ہے تو وہ قبول ہوتی ہے۔ مترجم) اس نے کہا یا عمرو! مجھے خالد بن ولید کی طرف سے خوف ہے، اگر کہیں انہوں نے مجھے شام میں دیکھ پایا تو فوراً قتل کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا میں تجھے ایک مشورہ دیتا ہوں اگر تو نے اس پر عمل کیا تو ان کی طرف سے بالکل مطمئن ہو جائے گا۔ نیز آخرت میں بھی بخروئی حاصل کرے گا۔ اس نے کہا وہ کیا مشورہ ہے؟ آپ نے فرمایا میں تجھے ایک خط لکھ دیتا ہوں جس میں تیرے اس کام کی کیفیت لکھ کے اس پر مسلمانوں کی گواہی کرادوں گا تو اسے لے کر دربار خلافت میں حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ کی خدمت میں چلے جا نا اور انہیں وہ خط دے کر اپنی توبہ کا اقرار کر لینا۔ انشاء اللہ العزیز وہ تیری توبہ کو قبول کر کے تجھے بہت جلدی رومیوں کے قتل اور فتوحات کی طرف روانہ کر دیں گے اور تمہیں اس طرح اپنی گزند سے محفوظ رکھیں گے۔

طیہ نے آپ کے اس مشورہ کو قبول کر لیا۔ آپ نے ایک عریضہ حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کے نام لکھا اس پر مسلمانوں کی گواہی کرائی اور اسے دے دیا۔ یہ اسے لے کر مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوا۔ جب مدینہ طیبہ میں پہنچا تو حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کے متعلق معلوم ہوا کہ آپ مکہ معظمہ میں تشریف فرما ہیں۔ یہ مکہ معظمہ میں آیا تو حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کو دیکھا کہ آپ نے معذہ اللہ کے پردوں کو پکڑ رکھا ہے۔ اس نے بھی انہیں ایک طرف سے پکڑے اور خدا نے غفور الرحیم کے گھر میں ان کے رسول برحق جناب محمد رسول اللہؐ کے فیضہ راشدہؐ کی خدمت اقدس میں عرض کرنے لگا۔ یا امیر المومنین! اس مقدس گھر کے رب کی قسم! میں اپنے گناہوں سے اللہ پاک عزوجل کی درگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں طلحہ بن خویلد اسدی ہوں۔ آپ مجھے اور فرمایا بد بخت! اگر آج میں نے تجھے یہاں معاف کر دیا تو کل احمہ ان کین کے حضور میں عکا شہ محسن اسدی کے خون کے مقدمہ کے متعلق کیا جواب دوں گا؟ اس نے کہا یا امیر المومنین عکا شہ ایک ایسے شخص تھے کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے انہیں میرے ہاتھ سے سعادت کے مرتبہ کو پہنچا دیا اور میں ان کی وجہ شہادت کے گڑھے میں گر پڑا مگر مجھے باری تعالیٰ ارحم الراحمین کے رحم و غوث سے کامل امید ہے کہ وہ میری لغزشوں کو میرے اس کام کے بدلے میں جو میں نے کیا ہے معاف فرمائیں گے۔

آپ نے فرمایا تو نے کیا کام کیا ہے؟ اس نے حضرت عمرو بن عاصؓ کا خط نکال کر پیش کر دیا آپ نے اسے پڑھا خوش ہوئے اور فرمایا تجھے بشارت ہو کہ اللہ پاک غفور الرحیم ہیں وہ تیرے گناہوں کو بخش دیں گے۔ اس کے بعد اسے حکم دیا کہ جب تک میں مدینہ منورہ چلوں تم یہیں میرے پاس رہو۔ وہ آپ کی خدمت میں پڑا رہا۔ جب آپ مدینہ طیبہ میں واپس تشریف لائے تو اس کو آپ نے اہل فارس کی ہم پر روانہ کر دیا۔

واقفیؓ کہتے ہیں کہ ہم اس قصہ کے بعد اب پھر ای بیان کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جب سردار قیدمون طلحہ بن خویلد اسدی کے ہاتھ سے جہنم میں چلا گیا اور حضرت شریحیل بن حسہؓ کو نجات مل گئی تو حضرت شریحیل بن حسہؓ اور طلحہ حضرت عمرو بن عاصؓ کے لشکر میں چلے آئے چونکہ بارش کا پانی بھی موسلا ادا ہوا پڑ رہا تھا اور سرداری سخت ہو رہی تھی اس لئے فوجیں لڑنے سے رک

گئیں اور چونکہ آخر مسلمانوں کے پاس خیمے ڈیرے نہیں تھے اس واسطے انہیں بے انتہا اذیت پہنچی۔ آخر یہ پریشان ہو کر جابیہ کی طرف لوٹے اور اس کے گھروں میں آ کر پناہ لی۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی رحمت سب سے بڑی مسلمانوں کے حال پر یہ ہوئی کہ قیدیوں کے قتل کی وجہ سے قسطنطین کے دل میں مسلمانوں کی ہیبت بیٹھ گئی اور وہ سخت مرعوب ہو گیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ قیدیوں میں اس کی سلطنت کا رکن اور اس کی قوت بازو سمجھا جاتا تھا۔ اس نے امراء سلطنت اور افسران فوج کو جمع کر کے ان سے مشورہ کیا اور کہا معاشرہ ابروم! تم جانتے ہو کہ یرموک کے میدان میں ان عربوں کے سامنے اتنے بڑے لشکر نے بھی ثابت قدمی نہیں دکھائی تھی۔ میرا باپ ہرقل ان کے ڈر کے مارے کہ میں کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو جاؤ قسطنطنیہ چلا گیا۔ یہ عرب تمام ملک شام کے مالک ہوئے گئے اور اس ساحل کے سوا کوئی شام کا چہ ایسا نہیں رہا جس پر وہ قابض نہ ہوں مجھے ڈر ہے کہ کہیں ان کی کچھ فوج بڑھ کر قیساریہ پر حملہ آور ہو کر اس پر قبضہ نہ ہو جائے اس لئے مناسب یہ ہے کہ ہم قیساریہ میں واپس چلے جائیں۔ انہوں نے کہا واقعی آپ کی رائے بہت صائب ہے۔ چنانچہ جب رات ہوئی تو اگرچہ پانی پڑ رہا تھا مگر یہ راتوں رات قیساریہ کی طرف بھاگ گیا۔ حضرت سعید بن جابر کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی حالت پر یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل تھا اور بس۔

کہتے ہیں کہ چوتھے دن ابراہیم بن حارث نے نظر آسمان پر پڑا تو ہم جابیہ سے رومیوں کی لڑائی کے لئے نکلے مگر میدان میں اس کا کہیں نام و نشان نہیں دیکھ۔ خدا کی قسم ہمیں آفتاب کے نکلنے سے رومیوں کے بھاگ جانے کی زیادہ خوشی ہوئی۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے حلب میں ابوعبیدہؓ بن جراح کو حسب ذیل خط لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از طرف حضرت عمرو بن عاصؓ سبھی بعثی خدمت سپہ سالار لشکر اسلامی حضرت ابوعبیدہ عامر بن جراحؓ

سلام علیک ورحمة اللہ وبرکاتہؓ فانی احمد اللہ الذی لا الہ الا هو واشکوه۔ اعلیٰ ما فتحنا من نصرہ

اما بعد! یا صاحب رسول اللہ! قسطنطین بن ہرقل اس ہزار فوج لے کر ہمارے مقابلہ میں نکلا تھا ہمارا اس کا مقابلہ نکل کے مقام پر ہوا۔ حضرت شریحیل بن حبہؓ گرفتار ہو گئے تھے جس نے آپ کو گرفتار کیا تھا اس کا نام قیدیوں میں تھا اور وہ قسطنطین کا ماموں تھا مگر اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے انہیں طلحہ بن خویلد اسدی کے ہاتھ سے رہائی دلائی اور قیدیوں کو قتل کرا دیا۔ میں نے حضرت امیر المومنینؓ کی خدمت اقدس میں ایک عریضہ لکھ کر اس کے ہمراہ طلحہ کو دربار خلافت میں بھیج دیا ہے۔ خدا کے دشمن قسطنطین کو ہزیمت ہوئی۔ میں جناب کے جواب کا منتظر ہوں۔ تمام مسلمانوں سے سلام کہہ دینا۔ والسلام علیک۔

اسے لکھ کر آپ نے حضرت جابر بن سعید حضرمی کے ہاتھ روانہ کیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ اسے پڑھ کر مسلمانوں کی سلامتی اور کفار کی ہزیمت سے خوش ہوئے اور حسب ذیل جواب تحریر کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”حمد و صلوٰۃ کے بعد تمہارا خط پہنچا۔ میں نے مسلمانوں کی سلامتی پر اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کیا۔ اس خط کے دیکھتے ہی قیساریہ پر فوج کشی کر دو۔ میں اس خط کے ساتھ صور عکہ اور طرابلس کی طرف جا رہا ہوں۔ والسلام۔“

یہ خط آپ نے حضرت جابر بن سعید حضریؓ کو دیا اور حکم فرمایا کہ اسے لے کر واپس چلے جاؤ۔

کہتے ہیں کہ حضرت ابو سعیدؓ بن جراحؓ نے ساحل کی طرف کوچ کرنے کا ارادہ فرمایا۔ حضرت یوقناؓ آپ کے پاس آئے اور کہا ایہا الامیر! جناب کو واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے نشان کو سرنگوں کر دیا ہے اور موحدین کے چہرے کو شام کی فضا میں بلند کر دیا ہے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ آپ سے قبل ساحل کی طرف چلا جاؤں تاکہ وہاں پہنچ کر وہاں کے کوئی مکر و فریب کر کے اسے بھی مسلمانوں کے علم کے ماتحت کر دوں۔ آپ نے فرمایا عبد اللہ! اگر تم تقرب الی اللہ کے لئے کوئی کام کرو گے تو اللہ پاک ذوالجلال و الاکرام کے نزدیک اجر و ثواب کے مستحق ٹھہرے گا۔

حضرت یوقنا کا ساحل کی طرف روانہ ہونا

حضرت یوقناؓ آپ کے پاس سے رخصت ہو کر اپنے ان آدمیوں کے پاس حطب میں آپ کی بادشاہت کے وقت آپ کی خدمت کیا کرتے تھے اور جواب تمام کے تمام دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے تھے آئے ان کی تعداد عدوہ ان تین ہزار سر و ارمان حطب کے جو مسلمان ہوئے تھے چار ہزار تھی اور یہ مسلمانوں کے لشکر میں شامل ہو کر اب کفار سے لڑا کرتے تھے انہیں آپ اپنے ساتھ لے کر ساحل کی طرف روانہ ہو گئے۔

واقعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ قسطنطین پسر ہرقل جب شکست کھا کر قیسیاریہ کی طرف بھاگا اور اس نے وہاں پناہ لی تو باشندگان طرابلس نے اس کے پاس خبر بھیجی کہ ہماری ملک کے لئے کچھ فوج ادھر روانہ کی جائے تاکہ ہم اس کی اعانت سے مسلمانوں پر فتح پائیں۔ اس نے تین ہزار بہادروں کا جو اسلحہ سے مسلح تھے ایک لشکر ترتیب دے کر جرفاس کی کمان میں ادھر روانہ کیا۔ جرفاس اپنی فوج کو لے کر اس طرف چلا اور جب طرابلس کے قریب پہنچا تو اس نے اپنے گھوڑوں کو روانہ اور چارہ کھلانے کے لئے ایک چراگاہ میں پڑاؤ کیا۔ نیز فوج میں اہل طرابلس کے دکھانے کے لئے یہ حکم دے دیا کہ وہ بالکل مسلح ہو جائیں۔ یہاں ابھی یہ ہو ہی رہا تھا کہ دفعۃً حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ مع اپنے ہمراہیوں کے یہاں پہنچ گئے۔ حضرت فلتطانوسؓ والئی روم نے الکبریٰ بھی مع اپنے ساتھیوں کے آپ کے ہمرکاب تھے۔ ان کا ارادہ زیارت بیت المقدس اور اس میں اقامت کرنے کا تھا۔ ان تمام حضرات نے اپنا وہ پہلا ہی پاس زبید بن کر رکھا تھا اور اس میں سرسویکی تغیر نہیں کیا تھا۔ جب یہ تمام حضرات اس چراگاہ میں تشریف لائے تو جرفاس انہیں دور سے دیکھ کر بذات خود ان کے حالات معلوم کرنے کی غرض سے گھوڑے پر سوار ہوا۔ ان کے پاس آیا سلام کیا مرحبا کہا اور دریافت کرنے لگا کہ تم کون ہو؟ حضرت یوقنا رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم وہ دور از وطن لوگ ہیں جنہوں نے یہ گمان کر کے کہ عرب کچھ آدمی ہوں گے ان کی پناہ و دعوت لی تھی اور ان کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے ان کی کفالت چاہی تھی مگر تجربہ سے معلوم ہوا کہ نہایت زلیل اور فرومایہ لوگ ہیں ان کا کچھ مذہب نہیں۔ اب ہم اپنے دین کی طرف پھر بھاگے ہیں اور ہم حطب قسریں عزاز دارم، عم تاج اور اطاکیہ کے سردار اور بادشاہ ہیں۔ قسطنطینیہ میں بادشاہ کی خدمت میں جا رہے ہیں تاکہ وہاں پہنچ کر اس کے سایہ عاطفت میں اپنی بقیہ عمر کاٹ دیں۔

جرفاس ان سے یہ سن کر محبت سے پیش آیا۔ مرحبا کہا اور درخواست کی کہ آپ حضرات عربوں کے ڈر سے چونکہ رات دن چل کر یہاں آئے ہیں اس لئے یہاں ٹھہر کر کچھ دیر آرام کر لیں تو بہت بہتر ہے۔ حضرت یوقناؓ نے فرمایا تم لوگ کہا جانے کا ارادہ

رکھتے ہو؟ اس نے کہا کہ ہمیں قسطنطنیہ پر برقیں نے اہل طرابلس کی نکتہ کے لئے یہاں بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا عرب کے جس سردار کو ابوعبیدہ کہتے ہیں ہم نے اسے ساحل کی طرف آنے کے ارادہ سے چھوڑا ہے۔ تو لوگ ہر طرح سے ہوشیار رہو۔ اس نے کہا اب جب کہ ہماری دولت چھین گئی۔ حکومت ہاتھوں سے جاتی رہی تو پھر ہمیں احتیاط کیا فائدہ دے گی نیز صلیب کو بھی میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ بھی ہماری طرف سے بالکل غافل اور بے پرواہ ہے۔

واقعیؓ کہتے ہیں کہ حضرت یوقناؒ اور آپ کے تمام ساتھی جرفاس کے لشکر میں ٹھہرے۔ رومیوں نے آپ کی خدمت میں زاد راہ پیش کیا آپ اور آپ کے ہمراہیوں نے اسے اٹھایا۔ چھوڑ دیا بعد آپ نے رومیوں کو چھوڑ کر چلنے کا قصد فرمایا۔ آپ کے گھوڑوں پر سوار ہونے سے جرفاس نے بھی سوار ہونے کا قصد کیا مگر آپ نے اس سے یہ فرمایا کہ تم اپنے ساتھیوں اور اپنی فوج کے اہتمام میں مشغول رہو اور آپس فخر و پختہ نگارے دشمنوں کے دلوں میں تہوار رعب اور خوف گھر کر جائے۔

واقعیؓ کہتے ہیں کہ ساحل بحر میں داخل ہونے سے قبل یوقناؒ نے اپنے جنگی فریب کو خوب مضبوط کر لیا تھا۔ اس کا قصد اس طرح ہوا کہ وادی بنی امیر چونکہ مسلمانوں کی صلح میں داخل تھا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے یہاں حارث بن سلیم کو مع ان کے قبیلہ اور بنی امیہ کے چھوڑ دیا تھا۔ یہ دو موگھر تھے اور یہاں اونٹ چرایا کرتے تھے۔ حضرت یوقناؒ نے سب سے پہلے ادھر کا رخ کیا اور یہاں پہنچ کر ان مسلمانوں پر تاخت و تاج کر کے حضرت حارث بن سلیمؓ نیز ان کے تمام قبیلے کی مشکیں باندھ لیں اور ساحل کی طرف چل پڑے۔ جب رات ہوئی تو آپ نے چپکے سے حضرت حارث بن سلیمؓ کے کان میں کہہ دیا کہ تم یہ گمان نہ کرنا کہ میں مرتد ہو گیا ہوں جس میں سے آپ کے ساتھ اس لئے آیا کیا ہے تاکہ رومی اور ساحل کے لوگ یہ سمجھ لیں کہ میں نے عربوں کے ساتھ مل کر کے ان کے آدمیوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ مسلمان یہ سن کر مطمئن ہوئے اور کہا کہ اگر آپ کا قصد خدا کے دین کو بد دینچانے کا ہے تو اللہ العزیز اللہ پاک تبارک و تعالیٰ آپ کی اعانت فرمائیں گے۔

حضرت یوقنا کا جرفاس اور اس کی فوج کو گرفتار کرنا

کہتے ہیں کہ حضرت یوقناؒ نے کچھ آدمیوں کو اس کام پر مقرر کر دیا کہ وہ جانوروں کو بکائیں اور قیدیوں کی حفاظت رکھیں۔ جرفاس آپ کی طرف سے مطمئن نہیں تھا مگر جب اس نے مسلمان قیدی آپ کے ساتھ دیکھے تو اسے آپ کے قول کا اعتبار آ گیا۔ حضرت یوقناؒ اور آپ کے ہمراہی جب جرفاس کے پاس سے سوار ہو کر چلے تو انہوں نے رومیوں کو دیکھا کہ وہ ساحل کی طرف کا قصد رکھتے ہیں۔ یہ ان سے بچ کر طرابلس اور عرذ کی سڑک پر ہوئے اور رات کو ساحل کی سڑک پر آئے ان کے انتظار میں ایک جگہ چھپ کے بیٹھ گئے۔ جرفاس نے اپنا اسلحہ خانہ جو اس کے ساتھ تھا وہ اپنی فوج پر تقسیم کیا اور شام تک یہیں ٹھہرا رہا۔ جب رات ہوئی اور ظلمت نے اپنا چاروں طرف تسلط جمایا تو اس نے گھوڑوں کو دانہ اور چارہ کھلو کر ساحل کی طرف چلنا شروع کیا۔ جب یہ کمین گاہ کے قریب پہنچے تو حضرت یوقناؒ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے ساتھیوں نیز حضرت فسطاطوسؒ اور آپ کے ہمراہیوں نے کمین گاہ سے نکل نکل کر انہیں گھیر گھیر کر مارنا شروع کر دیا اور اتنی بھی انہیں مہلت نہ دی کہ وہ ان کا مقابلہ کر سکیں۔ ان کے سوار دور درج پھیل گئے تاکہ رومیوں کا کوئی شخص بھی بچ کے نہ نکل سکے۔ آخر انہوں نے ان تمام کو اپنی حراست میں کر لیا اور جب یہ اچھی طرح ان کے قبضہ میں آ گئے تو یہ چاہا کہ حضرت حارث بن سلیمؓ اور آپ کے ہمراہیوں کو چھوڑ دیں۔ مگر حضرت حارثؓ نے کہا میری رائے میں

اگر جناب ہمیں ہماری حالت ہی پر برقرار رکھیں اور علیٰ حالہ ہمیں اپنے ساتھ دشمنوں کے شہروں میں لے چلیں تو مجھے امید ہے کہ ساحل کے جس شہر میں آپ شریف فرما ہوں گے اللہ پاک تبارک و تعالیٰ اس شہر کو آپ پر فتح کر دیں گے۔ حضرت یوحناؑ نے کہا واقعی بہت عمدہ اور صاحبِ رائے ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ حضرت یوحناؑ نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ وہ ان تین ہزار قیدیوں کو مضبوط باندھ دیں۔ اس کے بعد اپنے نیز حضرت فلطائوسؑ کے ساتھیوں میں سے دو ہزار آدمی منتخب کر کے انہیں ان قیدیوں کے ساتھ کمین گاہ کے طور پر بندھ دیا اور حکم دیا کہ جس وقت میں تمہیں بلاؤں تم فوراً اس کمین گاہ سے نکل کر میرے پاس چلے آنا۔ ازاں بعد آپ کے ہمراہیوں نے ان قیدیوں کا وہ لباس جو انہوں نے ان سے مال غنیمت میں حاصل کیا تھا پہنا اور انہیں لے کر طرابلس کی طرف روانہ ہو گئے۔ قسطنطین بن ہرقل نے اہل طرابلس کے نام پر خبر سمجھی کہ کس نے تمہاری کمک کے لئے جرفاس بن صلیب کی قیادت میں تین ہزار لشکر روانہ کر دیا ہے اس لئے وہاں کے امراء اور سردار نیز تمام رعایا آپ کو وہ کمک سمجھ کر آپ کے استقبال کے لئے نکلے اور آپ طرابلس میں پہنچ کر اپنے ساتھیوں کو لئے سیدھے دارالامارات میں پہنچے۔ طرابلس کے معزز لوگ افسرانِ فوج اور امراء دارالامارات میں آپ کے پاس آئے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کو انہیں گرفتار کر لینے کا حکم دیا۔ انہوں نے ان تمام معززانِ قوم کو گرفتار کر لیا۔

فتح طرابلس

اس کے بعد آپ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا اہل طرابلس! اللہ پاک سبحانہ و تعالیٰ نے اسلام اور اہل اسلام کو نصرت عطا فرمائی۔ اپنے دین کو دنیا کے تمام ادیان پر غالب کیا۔ ہم لوگ ضلالت کے گڑھے میں گر کر غفلت کے اندر ہاتھ پیر مار کے صلیبان کو سجدہ کیا کرتے تصویروں اور قربان کی تعظیم بجالایا کرتے اور اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کے لیے بیوی اور بچے کا اعتقاد رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ ہماری ہدایت کے لئے باری تعالیٰ جل مجدہ نے ان عربوں کو بھیجا۔ انہوں نے ہمیں ہدایت کی اور ہم ان کے نبی محمدؐ کی برکت سے ان کے دین میں شامل ہو گئے۔ وہ وہ نبی ہیں جن کا ذکر پاک اللہ تبارک و تعالیٰ نے تورات میں کیا ہے اور جن کی بشارت حضرت عیسیٰؑ نے انجیل میں دی ہے۔ دین اسلام حق ہے اور اہل اسلام کا قول بالکل سچا ہے۔ وہ امر بالمعروف کا حکم کرتے ہیں بری باتوں سے روکتے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں حق بات بولتے ہیں صدق کی اتباع کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو ایک کہتے ہیں بیوی اور بیٹے سے انہیں منزہ کرتے ہیں۔ اللہ پاک جل مجدہ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں اور یہ سب باتیں وہی ہیں جن کا اللہ پاک نے اپنے انبیاء اور رسولوں کو حکم فرمایا ہے۔ یا اہل طرابلس! اب وہی باتیں ہیں یا تو دین اسلام اختیار کر دیا جزیرہ دور نہ میں تمہیں غلام بنا کر عربوں کی خدمت میں بھیج دوں گا۔ میرے پاس یہی ہے اور بس۔ والسلام۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے آپ کی یہ تقریر سن کر فوراً سمجھ لیا کہ انہوں نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے اور بادشاہ کی فوج کو جو ہماری کمک کے لئے آرہی تھی راستہ ہی میں پکڑ لیا ہے۔ یہ سوچ کر انہوں نے کہا سردار! جیسا آپ حکم فرماتے ہیں ہم ایسا ہی کریں گے۔ چنانچہ ان میں سے بعض نے تو اسلام قبول کر لیا اور بعض ادائے جزیرہ پر راضی ہوئے۔ حضرت یوحنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ان دو ہزار آدمیوں کو جنہیں آپ کمین گاہ میں بٹلا آئے تھے یہ حکم بھیجا کہ وہ یہاں چلے آئیں۔ چنانچہ وہ مع ان تمام قیدیوں

اور مال و اسباب کے آپ کے پاس آ گئے۔ آپ نے ان قیدیوں پر اسدم پیش کیا اور ان کے انکار کرتے پر ان کی گردنیں مار دینے کا حکم دیا۔

ان کاموں سے فراغت حاصل کر کے آپ نے قدام کیفیت قلمبند فرمائی اور اسے حضرت حارث بن سلیم کے ہاتھ جنہیں آپ نے وادی بنی احمر میں گرفتار کیا تھا حضرت ابوعبیدہ بن جراح کی خدمت میں ارسال کر دی۔ حضرت حارث بن سلیم جب حضرت ابو عبیدہ بن جراح کی خدمت میں پہنچے تو آپ کو سلام کیا اور حضرت یوقا کا خط پیش کر دیا۔ آپ اسے پڑھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا حارث! کیا میں نے تمہیں اور تمہارے بنی عم کو وادی بنی احمر میں جانے کا حکم نہیں دیا تھا؟ پھر تمہیں طرابلس میں کس نے پہنچا دیا؟ انہوں نے عرض کیا حضرت قضا و قدر نے حضرت یوقاؓ نے ہم پر چھاپہ مارا اور ہمیں تاخت و تاراج کر کے گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد تمام قسم مفصل بیان کر دیا۔ آپ نے سن کر تعجب کیا اور فرمایا اللھم لبھم وایدھم بنصرک۔ بارالہ! آپ انہیں ثابت قدم رکھیے اور اپنی نصرت و مدد سے ان کی اعانت اور تائید فرمائے۔

واقعی کہتے ہیں کہ جب ابرکھل گیا تو عمرو بن عاصؓ جابیہ سے چل کر قیساریہ کے دروازوں پر خیمہ زن ہو گئے۔ ادھر حضرت یوقاؓ کو جب اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے طرابلس پر قبضہ کر دیا اور آپ نے اپنا تسلط جمایا تو اس کے دروازوں پر اور شہر پناہ کی درستی کر کے آپ نے اسے خوب مستحکم کیا اور اپنے کچھ آدمی اس کے دروازوں پر مسلط کر کے انہیں یہ حکم دیا کہ شہر سے کوئی آدمی باہر نہ نکلے پائے۔ طرابلس کی بندرگاہ پر کچھ جہاز آئے پڑے تھے۔ آپ نے ان کا مال و اسباب اتار کر انہیں اپنے قبضہ میں کیا اور بحری سفر کے ضروریات کی ہر چیز اہل شہر سے خفیہ ان میں رکھوا کر انہیں جوں کا توں اس جگہ رکھا رکھا اس سے مضافاً صرف یہ تھا کہ میں نے جس کام کے لئے یہ سب کچھ کیا ہے اہل ساحل کو اس کی کچھ خبر نہ ہو۔

کہتے ہیں کہ چند دن کے بعد پچاس جہازوں (کشتیوں) کے قریب بندرگاہ کی طرف اور آئے آپ نے اول ان سے کچھ تعارض نہ کیا۔ جب وہ بندرگاہ پر آ کر لشکر انداز ہو گئے تو آپ نے ان کے اندر جو آدمی سوار تھے انہیں اپنے پاس لانے کا حکم دیا جب وہ آپ کے پاس آ گئے تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم کہاں سے آرہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم جزیرہ قبرص (قیس) اور جزیرہ افریقش سے آرہے ہیں۔ آپ نے فرمایا تمہارے ساتھ جہازوں میں کیا چیز ہے؟ انہوں نے کہا ہم قسطنطین پسر برقل کے پاس اس کی مدد کے لئے فوجیں اور اسلحہ لئے جا رہے ہیں۔ آپ ان کے ساتھ نہایت خندہ پیشانی سے پیش آئے خوشی کا اظہار کیا خلعت بخشی اور فرمایا تمہارے ساتھ بادشاہ کی خدمت میں بھی چلوں گا۔ اس کے بعد آپ نے انہیں مہمان خانہ میں ٹھہرنے کا حکم فرمایا اور کچھ آدمیوں کو ان کے اوپر مقرر کر دیا۔ ازاں بعد ان لوگوں کے پاس جو جہازوں میں سوار تھے آپ نے آدمی بھیجے اور انہیں بھی مہمان خانوں میں مقیم کر دیا۔ کمان کھانے کے وقت اقسام اقسام کے کھانے اور لذیذ لذیذ طعام ان کے سامنے لائے گئے اور جب وہ اسے کھا چکے تو آپ نے ان سے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ میں بھی بادشاہ کی کمک کے لئے یہاں سے فوجیں بھیجیا رسامان رسد غلہ چارہ وغیرہ تمہارے ساتھ لے چلوں مگر شرط یہ ہے کہ آپ حضرات یہاں تین دن قیام فرمائیں۔ انہوں نے کہا ہمیں بہت جلدی ہے ہم یہاں کسی طرح نہیں ٹھہر سکتے۔ اگر آپ کے کہنے سے تین دن رک گئے تو ہم پر بادشاہ کا سخت عتاب نازل ہوگا۔

کہتے ہیں کہ آپ نے ان سے بہت زیادہ اصرار کیا اور سخت اصرار کے بعد انہوں نے آپ سے ٹھہرنے کا اقرار کر لیا۔ اقرار کے بعد آپ نے ان سے فرمایا اگرچہ آپ حضرات نے مجھ سے ٹھہرنے کا وعدہ کر لیا ہے مگر پھر بھی میرے دل کو اطمینان نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ آپ حضرات رات کو تشریف لے جائیں اس لئے میرے اطمینان کے واسطے آپ جہازوں کے بادبان لے اور مسئول ۲ اتار دیں اور یہیں ٹھہریں تاکہ آپ سے بات چیت کرنے میں میرا دل بھی لگا رہے۔ انہوں نے آپ کی اس بات کو مان لیا اور جہازوں کو شہر پناہ کے قریب لاکھڑا کر دیا۔ ان میں جو فوجیں تھیں وہ اتر کے شہر میں آگئیں اور ان کے محافظین کے سوا ان میں اور کوئی نہ رہا۔

واقعی کہتے ہیں کہ جب آپ کی یہ تدبیر کارگر ہو گئی تو آپ نے ان سب پر قبضہ کر لیا اور جب رات ہوئی تو حادثہ بن سلیم اور اپنے بنی غمی نیز حضرت فصطافوس کے سپرد طرابلس کا انتظام کیا اور خود جہازوں میں سامان بھرا کر اگلے روز شام کے وقت اپنے تلمیذوں کو لے کر چلنے کا ارادہ کر لیا۔ جس روز آپ کے چلنے کا قصد تھا اس روز غروب آفتاب کے وقت اچانک حضرت خالد بن ولیدؓ لشکر حنف کے ایک ہزار سوار لے کر پہنچ گئے۔ آپ نے انہیں دیکھ کر جدہ شکر ادا کیا۔ السلام علیکم کہا تمام قصہ سنایا اپنے جانے کے متعلق ارادہ ظاہر کیا اور طرابلس کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ میں دی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ آپ کی مدد فرمائیں گے۔

حضرت یوقناؓ اسی روز رات کو جہازوں میں سوار ہو کر شہر صوری طرف روانہ ہو گئے۔ صور میں قسطنطین پسر ہرقل کی طرف سے اس کا ایک سردار موہل بن قسطہ مامور تھا اور اس کی قیادت میں اس کے پاس یہاں چار ہزار فوج رہا کرتی تھی۔ صبح ہوئے ہی آپ شہر صور میں پہنچ گئے۔ آپ نے یہاں پہنچ کر حکم دیا کہ ناقوس بجائے جائیں اور جہازوں کے نشان بلند کر دیے جائیں۔ والئی صور ناقوسوں کی آواز سن کر چونکہ وہاں اس نے لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے؟ امیر البحر نے آ کر اطلاع دی کہ حضور یہ اہل قبرص اور جزیرہ اقریطش کے جہاز ہیں اور بادشاہ کے پاس سامان رسد لے جا رہے ہیں۔ اہل صور یہ سن کر خوش ہوئے اور والئی صور نے حکم دیا کہ وہ آج اس جگہ قیام کریں۔ حضرت یوقناؓ مع اپنے خاص خاص آدمیوں اور فوج کے یہاں قیام پذیر ہوئے۔ والئی صور نے نہایت تکلف کے ساتھ دسترخوان بچھایا مختلف کھانے اس پر چنے ان کی تعظیم و تکریم کی اور سرداروں کو خلعت دی۔ حضرت یوقناؓ رات کے منتظر تھے کہ رات ہو تو میں اپنے آدمیوں کو لے کر شہر پر چھاپہ ماروں ایک تیزی کے ساتھ حملہ کروں۔ آپ کے ساتھ جہازوں سے نوسو (۹۰۰) آدمی شہر میں آئے تھے اور باقی جہازوں میں ہی رہ گئے تھے۔ انہیں آپ نے چلتی دفعہ ہدایت کر دی تھی کہ اگر میں اپنے منصوبہ میں کامیاب نہ ہوں اور میرا کرفریب اس قوم میں نہ چلے تو تم فوراً جہازوں سے اتر کر حضرت خالد بن ولیدؓ کی خدمت میں جا کر اس کی اطلاع کر دینا۔

واقعی کہتے ہیں کہ میں نے اس قصہ سے زیادہ تجب انگیز کوئی قصہ نہیں سنا کہ جب حضرت یوقناؓ اور آپ نے نوسو ساتھیوں نے والئی صور کے دسترخوان پر کھانا کھا لیا تو حضرت یوقناؓ کے بنی غمی میں سے ایک آدمی جس کے قلب میں شلالت نے گھر کر لیا تھا اور

جس کے حسد کے اقدیم بر کفر و بغیانہ نے اپنا تسلط جما سنا تھا چپکے سے واپسی صورت کے پس پہنچا اور حضرت یوقنا کا تمام منصوبہ اور ارادہ بیان کر کے کہنے لگا کہ اے واپسی صورت! میں یوقنا کا جس کی تو نے تعظیم و تکریم کی ہے اور جسے تو نے اپنے دسترخوان پر بٹھایا ہے بنی عم ہوں وہ یہاں اس غرض سے آیا ہے کہ تجھے قتل کر کے یہاں کی حکومت پر خود قابض ہو جائے تجھے چاہیے کہ تو اسے اپنے پاس نہ بٹھلائے اور اس کے مکر و فریب میں نہ آئے۔ اس نے جو کچھ تیرے لئے مکر و فریب کا جال بچھا رکھا ہے وہ بہت جلدی تجھے معلوم ہو جائے گا۔ یوقنا دراصل مسلمان ہے عربوں کا ہمراہی ہو کر بادشاہ کے ساتھ لڑ چکا ہے۔ نیز جرفس بن صلیبا کو گرفتار کر کے طرابلس بھی فتح کر چکا ہے۔

حضرت یوقنا کی گرفتاری

واپسی صورت یہ سن کر اس کے کہنے کو حرف و بحرف صحیح سمجھ گیا اور اپنی فوج کے ساتھ سوار ہو کے آپ کو نیز آپ کے ان نو سوار میوں کو گرفتار کر لیا۔ اس سے شہر میں ایک شور و غوغا پیدا ہو گیا اور ہر طرف سے آوازیں بلند ہونے لگیں۔ آپ کے آدمی جو جہازوں میں تھے یہ شور سن کر سمجھ گئے کہ دشمن نے انہیں گرفتار کر لیا ہے انہیں سخت صدمہ ہوا اور اپنی جانوں کا بھی خوف ہو گیا کہ مبادہ وہ اب اس طرف کا رخ کریں۔

راوی کا بیان ہے کہ جب آپ اور آپ کے ساتھی پابندِ زنجیر ہو گئے تو سردار مویل بن قسط نے ایک ہزار سواران پر متعین کر کے انہیں یہ حکم دیا کہ اسی وقت انہیں بادشاہ کے حضور لے جاؤ اور یہ کہو کہ آپ کو جو کچھ منظور ہو ان قیدیوں کے ساتھ آپ وہی سلوک کریں۔ اس کے بعد عوام نے آپ پر هجوم کیا اور طعنے دے دیکر کہنے لگے کہ عربوں کے دین میں تم نے کیا خوبی دیکھی جو اپنے باپ دادا کے مذہب کو ترک کر کے ان کا دین اختیار کر لیا۔ دراصل تمہیں مسیح (علیہ السلام) نے اپنے دروازہ سے علیحدہ کر دیا ہے اور اپنی درگاہ سے دور پھینک دیا ہے۔

کہتے ہیں کہ جب ان ایک ہزار سوار نے ان قیدیوں کو لے کر چلنے کا ارادہ کیا تو شہر کے دروازہ سے ایک شور اٹھا اور گاؤں کے لوگ شہر پناہ کی طرف دوڑے اور صورت کی آبادی کے قریب جو لوگ آباد تھے انہوں نے بھاگ بھاگ کر آواہ و ویلاچی یا اہل صورت نے ان سے دریافت کیا کہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہماری طرف عرب بڑھے چلے آ رہے ہیں۔

واقعی کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن عاصؓ جب قیساریہ ۱ پر خیمہ زن ہوئے تھے تو آپ نے حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کو دو ہزار فوج دے کر صورت کے محاصرہ کے لئے ادھر روانہ کر دیا تھا۔ واپسی صورت نے جب یہ سنا تو اس نے حکم دیا کہ دروازہ بند کر دیا جائے اور شہر پناہ کی دیواروں پر چڑھ کر شہر کو آفاتِ حرب سے درست کیا جائے۔ لوگ شہر پناہ پر چڑھ گئے اور برجوں میں مقیم ہوئے

۱۔ یہاں مصنف کو پھر ترجیح ہوا ہے پہلے نخل کی جنگ میں جہاں ہم نے تاریخ کے متعلق بہت بڑا حاشیہ دیا ہے۔ حضرت عمرو بن عاصؓ کی تقریر میں مصنف نے یہ کہا ہے کہ حضرت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس وقت قیساریہ کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں اور یہ ہم نے پہلے ہی بتا دیا ہے کہ قیساریہ لٹ ہے ممکن ہے کہ بہت کی غلطی ہو بلکہ صورت کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں درست ہے۔ بہر حال وہاں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ نخل کی جنگ سے پہلے ہی حضرت یزید دو ہزار فوج لے کر چلے آئے تھے اور اب مصنف یہ کہتا ہے کہ قیساریہ میں یعنی نخل کی جنگ کے بعد حضرت عمرو بن عاصؓ نے انہیں صورت کے محاصرہ کے لیے روانہ کیا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ شہیر احمد انصاری مترجم۔

اور پنجیتوں اور دہلواسیوں سے اسے آراستہ کیا۔ اس کے بعد واپسی صورتاً حضرت یوقا اور آپ کے ہمراہیوں کے متعلق حکم دیا کہ انہیں قیصر صومریں لے جا کر قید کریں اور سختی سے ان کا پرہیز رکھیں۔ اہل صومریاں رات پہ وہ جیتے رہے۔ انہوں نے شہر پیادہ کی دیوار پر آگ روشن رکھی شراب پیتے رہے اور تمام رات باجے بجے کراس پرتا پچتے اور گارتے رہے۔

واقعی کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو واپسی صورتاً شہر چناہ پر چڑھ کر حضرت یزید بن ابوسفیان کی فوج کو دیکھا چونکہ آپ کی فوج ظفر مویج بہت کم تھی اس لئے اسے بہت ہلکا خیال کر کے کہنے لگا۔ صبح کی قسم یہ بہت معمولی لشکر ہے میں اس سے ضرور لڑوں گا اور ان سب کموت کے گھات اتار دوں گا۔ اس کے بعد اس نے فوجی لباس پہنا اپنی فوج کو تیار ہونے کا حکم دیا۔ انہوں نے بھی فوجی وردیاں پہنیں زریں لگا کیں اور کتواریں مائل کیں۔ واپسی صورتاً حضرت یوقا کو اپنے بیٹے زاد بھائی باسل بن مہنائل کی حفاظت اور نگرانی میں چھوڑا اور خود فوج لے کر عربوں کے مقابلے کے لئے نکلا۔

کہتے ہیں کہ باسل بن مہنائل نے کتب قدیمہ اور اخبار کا مطالعہ کیا تھیرا بخیرہ راہب کے صومعہ میں جناب محمد رسول اللہ کی بھی زیارت کی تھی۔ زیارت کرنے کا اتفاق اس طرح ہو گیا تھا کہ ایک دفعہ یہ بخیرہ راہب سے ملنے اور ملاقات کرنے کے لیے اس کے پاس گیا تھا۔ اتفاق سے قریش کا قافلہ بھی جس میں خدیجہ بنت خویلد کے اہل بیت اور جناب محمد رسول اللہ تشریف فرما تھے وہاں آ گیا تھا۔ بخیرہ راہب نے قافلہ کی طرف دیکھا رسول اللہ قافلہ کے درمیان میں تھے۔ ایک بدلی نے دھوپ کی وجہ سے آپ کے سر پر سایہ کر رکھا تھا اور ڈھیلے اور پتھر آپ کو سجود کرتے جاتے تھے۔ بخیرہ راہب نے جب یہ دیکھ تو کہا خدا کی قسم! یہ تو اس نبی کی صفات ہیں جو تمہارے سامنے مبعوث ہوگا۔ یہ قافلہ اسی جگہ مقیم ہو گیا رسول اللہ صبح تک ایک خشک درخت کے نیچے جا کر اس کی جڑ سے نکلے لگا کے لیٹ گئے۔ وہ درخت اسی وقت سرسبز ہو گیا کوئیل پھوٹ آئیں شاخیں جھک گئیں اور پھل لگ گئے اور ایک دم پختہ ہو گئے۔ بخیرہ راہب اور یہ باسل یہ تمام باتیں دیکھ رہے تھے۔

بخیرہ راہب نے یہ دیکھ کر قریش کی خیانت کی کھانا تیار کر لیا اور ان کی دعوت دی۔ قریش صومعہ میں داخل ہوئے اور اہل متصود یعنی سید الکونین اور اشرف الموجدات جناب محمدؐ اونٹوں کو چرانے کے لئے وہیں رہ گئے۔ بخیرہ راہب نے ابر کی طرف دیکھا کہ وہ اس طرح وہیں سایہ کے لئے ہوئے ہے۔ قریش سے کہنے لگا کہ کیا آپ حضرات میں سے کوئی صاحب رہ بھی گئے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں ایک لڑکا قافلہ کی حفاظت اور اونٹوں کے چرانے کے لئے رہ گیا ہے۔ اس نے کہا اس لڑکے کا کیا نام ہے؟ انہوں نے کہا محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بخیرہ راہب نے کہا کیا اس کے والدین کا انتقال ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ بخیرہ راہب نے کہا کیا اس کی کفالت اور پرورش ان کے دادا چچا نے کی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں بخیرہ راہب نے کہا مع شرع قریش خدا کی قسم وہ لڑکا تمہارا سردار ہے اسی کی وجہ سے دنیا میں تمہاری قدر و منزلت ہوگی اور اسی کے سبب معزز کہلاؤ گے۔ اس کی قدر کرو اور تعظیم و تکریم بجا دو۔ انہوں نے کہا آپ کو اس کی کیا خبر اس نے کہا جب تم یہاں آئے تھے تو کوئی پتھر ڈھیلہ اور درخت ایسا نہیں رہا تھا کہ جو ان کے لئے سجدہ میں نہ گرہا۔

واقعی کہتے ہیں باسل کو اس سے بڑی حیرت ہوئی تھی اور بخیرہ راہب نے جسے ان باتوں سے مطلع کیا تھا وہ اس نے اپنے دل میں رکھی تھیں اور کسی سے ظاہر نہیں کی تھیں اور یہ اپنے دل میں سمجھ لیا تھا کہ بخیرہ راہب جو کہتا ہے وہ بالکل سچ کہتا ہے اس نے اسے یہاں تک چھپایا کہ حضرت یوقاؑ گرفتار ہو کر اس کی حراست میں آئے اس نے انہیں دیکھ کر اپنے دل میں کہا بخیرہ راہب نے مجھے اس کی بشارت دی تھی اسلام واقعی بالکل سچ اور حق مذہب ہے۔ اگر میں نے اس قوم کو چھوڑ دیا تو ممکن ہے کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ

میرے گناہوں کو معاف کر دیں۔

واقعی کہتے ہیں کہ اپنے مؤمنین بندوں کیسے اللہ پاک کی سب سے بڑی حسن تدبیر یہ تھی کہ وہ اپنی صورت جب حضرت یزید بن ابی سفیان کے مقابلہ کے لیے لگاتھا تو اس نے شہر کے کل جوان آدمیوں کو اپنے ساتھ لے لیا تھا اور شہر میں محض صغیر سن بچے اور سال خوردہ بزرگ ہی رہ گئے تھے وہ بھی مسلمانوں اور وہ اپنی صورت کی جنگ کا انجام دیکھنے کے لیے شہرِ نہاد کی دیوار پر چڑھے ہوئے تھے۔ بائبل بن مثنیٰ نے جب شہر کو اس طرح خالی دیکھا اور یہ معلوم کیا کہ صورت کے کم سن اور کم سن لوگ لڑائی کے دیکھنے میں مشغول ہیں تو اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ انہیں چھوڑ دینے کا اچھا موقع ہے۔ یہ سوچ کر یہ رات کا منتظر ہوا اور غروب آفتاب کے بعد یہ حضرت یونسؑ کے پاس آکر کہنے لگا معزز سردار! آپ نے اپنے آپ کا اعداد کے مذہب کو خیر یا دکھ کر ان عربوں کا مذہب کیوں اختیار کر لیا اور اس میں آپ نے اسکی کیا خوبی اور حقانیت دیکھی کہ باوجود یہ کہ رومی قوم آپ کو اپنی پشت پناہ اور قوت و زوال کا قریبی دشمن سمجھتا ہے اور سب کو چھوڑ چھاڑ کر اس مذہب کی اطاعت کر لی۔ آپ نے فرمایا بائبل جو حقانیت اس کے اندر تم نے دیکھی ہے وہی میں نے دیکھی تھی اور جو صداقت اس کی تم پر ظاہر ہوئی ہے وہی مجھ پر ظاہر ہوئی تھی تم اسے اچھی طرح سمجھ گئے ہو مجھے ہاتھ نے مخاطب کر کے یہ ندا دی ہے کہ بائبل کو اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے اسلام کی طرف ہدایت کر دی ہے بائبل! تمام تعریفیں اس اللہ پاک و تبارک و تعالیٰ کے لیے ثابت ہیں جس نے ہمیں اور تمہیں ہدایت کی۔ ضلالت کے لڑھے سے بچایا دین میں شامل کیا اور ہماری رہائی کو تمہارے ہاتھوں سے مقدر کر دیا۔

کہتے ہیں کہ یس کر بائبل کے ایمان نے اور زید بن ابی وقیف کی یقین بڑھا اور تصدیق ہو گئی کہ نہاد لگا بوقت خدا کی قسم! آپ کی زبان پر حق جاری ہو گیا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے صداقت ظاہر کر دی۔ تمام تعریفیں اور شکر اس معبود کے لیے سزاوار ہیں جس نے میرے دل سے غفلت کے پردہ کو اسی وقت جبکہ میں نے بحیرہ راہب کے صومعہ میں اہل مکہ کے قلعہ کے اندر اس قوم کے نبی کو دیکھا تھا دور کر دیا تھا۔ میں نے ان کی نشانیوں اور دلائل میں سے یہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

جس جگہ آپ تشریف لے جاتے تھے اس جگہ آپ کے ساتھ ساتھ درخت چھتے تھے اور ایک اہر کا کلزا برابر سایہ کرتا ہوا آپ کے ساتھ رہتا تھا۔ آپ نے ایک خشک درخت سے ٹکیہ لگایا تھا تو وہ اسی وقت سرسبز شاداب ہو کر پھل لے آیا تھا اور وہ بھل اسی وقت پختہ ہو گئے تھے۔ بحیرہ راہب نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ میں نے کتب سابقہ اور علومِ ہاتھ میں یہ پڑھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی ایک جماعت اس درخت سے ٹکیہ لگا کر بیٹھی ہے۔ رسول اللہؐ نے جب اس کا ٹکیہ لگایا تھا تو فوراً اس میں کوئٹھل پھوٹ آئی تھیں شخص سرسبز ہو گئی تھیں اور پھل لگ کر فوراً پختہ ہو گئے تھے میں نے یہ دیکھ کر اس سے سخت تعجب کیا تھا نیز میں نے بحیرہ راہب کو کہتے ہوئے سنا تھا کہ خدا کی قسم! یہ وہی نبی ہے جس کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے جو شخص اس کی اتباع کرے گا اس پر ایمان لائے گا اور اس کی تصدیق کرے گا اس کیلئے خوشخبری ہے۔

واقعی کہتے ہیں کہ اس کے بعد بائبل نے حضرت یونسؑ سے کہا کہ میں اس سبب سے اب تک رسول اللہؐ پر ایمان لانے سے رکا ہا کہ میں بحیرہ راہب کے پاس سے آئے تجارت کے لیے قسطنطنیہ چلا گیا تھا وہاں سے بارہ روز میں ایک مدت تک مقیم رہ کے یہیں بسر کرتا رہا۔ مدت دراز کے بعد قیصر ایدیا تو رومیوں کو اس پر آشوب زمانہ کے ہاتھوں جتل پایا۔ میں نے ان سے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ حجاز میں ایک نبی جن کا نام محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب صلی اللہ علیہ وسلم ہے مبعوث ہوئے ہیں

انہیں ان کی قوم نے مکہ سے نکال دیا ہے اور وہاں سے ہجرت کر کے اس مدینہ کی طرف جسے تنج نے آباد کیا ہے چلے گئے ہیں۔ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے ان کی اعانت فرمائی ہے اور انہیں ان کی قوم پر غالب کر دیا ہے۔ میں ہمیشہ ان کے حالات پوچھتا رہا اور ان کی خبریں معلوم کرتا رہا روزانہ ان کی خبریں بڑھتی جاتی تھیں حتیٰ کہ باری تعالیٰ جل مجدہؑ نے انہیں اپنے پاس بلا لیا اور ان کے لیے وہ چیز پسند کی جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے عمدہ تھی ﷺ۔ آپؐ کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ آپ کے جانشین اور خلیفہ ہوئے۔ انہوں نے شام کی طرف فوجیں بھیجیں مگر کچھ مدت کے بعد آپ کا بھی انتقال ہو گیا اور ام خلافت حضرت عمر بن خطابؓ کی طرف منتقل ہوا۔ آپ نے ہمارے شہروں کو فتح کیا۔ بادشاہوں کو ذلیل کر کے ان کے لشکروں کو شکست دی اور شام کو فتح کر لیا۔ میں آپ کے یہاں تشریف لائے تک برابر امید کرتا رہا کہ ممکن ہے آپ اس سائل میں قدم رنج فرمائیں حتیٰ کہ باری تعالیٰ جل مجدہؑ آپ حضرات کو یہاں لے آئے۔ حضرت یوقناؓ نے فرمایا اب تمہارا کیا ارادہ ہے؟ اس نے کہا خدا کی قسم! یہی کہ اپنی قوم سے جدا ہو کر آپ حضرات کی اتباع کروں کیونکہ حق ظاہر ہو چکا ہے۔

حضرت یوقنا اور آپ کے ساتھیوں کی رہائی

اس کے بعد اس نے آپ اور آپ کے تمام ساتھیوں کو کھول دیا اسلحہ دیئے اور کہا اس شہر کی تمام کنبیاں میرے پاس ہیں اہل شہر شہر سے باہر عربوں کے ساتھ جنگ میں مشغول ہیں اور شہر میں ایسا کوئی آدمی نہیں جس سے کسی طرح کا خوف ہے اس لئے اللہ کا نام لے کر اٹھیے اور اپنا کام شروع کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا جزاک اللہ خبر ابا بیل! اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے تمہیں اسلام کی طرف ہدایت فرمائی۔ نجات کے راستے پر چلا یا اور سب کو تم پر ختم کر دیا۔ اب ہم پر یہ واجب ہو گیا ہے کہ ہم اپنی جانوں کی حفاظت کریں اور اپنی کشتیوں کی طرف آدمی بھیج کر اپنے ان آدمیوں کو کھلا بھیجیں کہ ان سے اتر کر وہ بھی ہمارے پاس آ جائیں وہ اور ہم سب ایک ہو جائیں۔ بائیل نے کہا میں انشاء اللہ العزیز بہت جلدی ایسا ہی کروں گا۔

اس کے بعد بائیلؓ خفیہ خفیہ باب البحر پر گئے دروازہ کھولا حضرت یوقناؓ کے بنی عم سے ایک آدمی آپ کے ساتھ تھا۔ یہ دونوں ایک کشتی پر سوار ہو کے جہازوں کے پاس گئے اور ان جہاز والوں سے تمام قصہ بیان کر دیا۔ اہل صور اپنے جہازوں کو لے کر آ گئے بڑھے اور شہر کے قریب آ کے اتر کر تمام آدمی شہر میں داخل ہوئے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے کفار کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور وہ ان جہازوں کی طرف سے بالکل اندھے ہو گئے۔

اس کاروائی کے بعد حضرت بائیلؓ نے حملہ کارا ارادہ کیا مگر حضرت یوقناؓ نے انہیں روک دیا اور فرمایا یہ میری رائے کے خلاف ہے۔ بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضرات میں سے ایک آدمی اللہ پاک جل جلالہ کے راستہ میں اپنی جان کو وقف کر کے خفیہ طور سے چور دروازہ کے ذریعے مسلمانوں کے لشکر میں پہنچ جائے اور حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کو ہماری تمام کیفیت سے مطلع کر دے تاکہ جس وقت ہم یہاں حملہ کریں تو ہماری آوازوں اور اہل شہر کی چیخ و پکار سے مسلمان کی طرح کا خوف نہ کریں بلکہ کفار کے مقابلہ میں اور زیادہ مستعد اور تیار ہو جائیں۔ یہ سن کر ایک آدمی نے کہا اس کام کو میں کروں گا۔ یہ تبدیل وضع کر کے شہر سے باہر نکلا اور حضرت بائیلؓ نے اسی وقت دروازہ کو بند کر لیا۔ یہ شخص چل کر حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کی خدمت میں پہنچا اور حضرت یوقناؓ اور حضرت بائیلؓ کی کیفیت اور ارادہ سے آپ کو مطلع کر دیا۔ آپ نے اللہ جل جلالہ کے لئے سجدہ شکر کیا اور فوج میں منادی کرادی کہ فوراً تیار

ہو جائیں رومیوں پر اچانک حملہ کرنے کا ارادہ ہے۔ حضرت یوقتاؒ نے جب یہ سمجھ لیا کہ مسلمانوں کی تیاری مکمل ہو چکی ہے تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ پانچ سو آدمی شہر پناہ پر چڑھ کر حملہ کریں حضرت بایلؒ نے کہا یہ مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ عوام کا انعام کا قتل مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ دوسرے کیا تعجب ہے کہ اللہ جل جلالہ انہیں نور اسلام کی شمع سے منور کر دیں اور وہ مسلمان ہو جائیں۔ البتہ آپ کچھ آدمیوں کو شہر پناہ کے زینے کی دوسری طرف مقرر کر دیں تاکہ وہاں سے کوئی آدمی نیچے اتر کر آپ پر حملہ آور نہ ہو جائے۔ آپ نے ان کی رائے کو پسند فرمایا اور کچھ آدمیوں کو زینے کے پاس مقرر کر دیا۔ حضرت یوقتاؒ نے یہ انتظام کر کے ایک دل ہلا دینے والی آواز میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ لگایا اور تکبیر کے فلک شکاف آواز سے تمام شہر کو گونجا دیا۔ کلمہ توحید کی آواز سن کر اہل شہر لرزہ بر اندام ہو گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ شہر کے قیدی چھوٹ کر حملہ آور ہو گئے ہیں۔ یہ سوچتے ہی ہر شخص متحیر ہو گیا عقلیں جاتی رہیں دل کا پھٹنے لگے اور اپنے مال گھر یا راہ اور بیوی بچوں کی طرف سے فکر مند ہو کے کھو جاتے ہو گئے۔ جو شخص گھر میں موجود تھا وہاں میں کا وہیں رہ گیا اور نکلنے تک کی جرأت نہ ہوئی۔ حضرت یزید بن ابی سفیانؓ نے شہر میں سے یہ آواز سن کر سمجھ لیا کہ شہر میں مسلمان حملہ کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ آپ نے بھی تکبیر و تہلیل کے فلک بوس نعرے مارے اور آپ کے ساتھ تمام اسلامی فوج نے بھی اللہ اکبر کے نعروں کے ساتھ فضا سے آسمانی گونجنا دیا۔

واقعیؒ کہتے ہیں کہ وائی صورت نے شہر میں سے جب تکبیر و تہلیل کے نعرے اور شور و غلب کی آوازیں سنیں تو یہ سمجھ گیا کہ حضرت یوقتاؒ اور آپ کے ہمراہی قید سے چھوٹ گئے ہیں اور یہ ان ہی کے کڑوت ہیں۔ اس کی فوج کے دل چھوٹ گئے قلوب میں خوف رائج ہو گیا۔ انہوں نے مسلمانوں کی طرف دیکھا تو وہاں چاروں طرف آگ روشن دکھائی دی اور لڑائی کے لئے انہیں آمادہ دیکھا۔ چونکہ فوجی سپاہیوں کے دل اپنے مال اولاد گھریار اور زین و فرزند کے ساتھ معلق تھے جو شہر میں موجود تھے۔ نیز قسطنطینؒ پر ہر قل کی طرف سے کمک کی امید منقطع تھی کیوں کہ قیصر یہ پہلے ہی فتح ہو چکا تھا اس لئے ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور وہ میدان سے پشت دے دے کر بھاگ پڑے۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور جہاں کہیں ملے پکڑ کر قتل کر دیا اور ان کے اس مال و اسباب کے جو یہ چھوڑ کے بھاگے تھے مالک ہو گئے۔

واقعیؒ کہتے ہیں کہ صبح ہوئی تو حضرت یوقتاؒ نے شہر میں داخل ہونے کے لئے دروازہ کھولا حضرت یزید بن ابی سفیانؓ شہر کے اندر داخل ہوئے۔ آپ نے رومیوں کے مال اسباب پر قبضہ کر لیا۔ جو شخص شہر پناہ کے اوپر تھے انہوں نے امان امان پکارنا شروع کر دیا۔ آپ نے انہیں امان دے دی۔ وہ دیوار سے نیچے اترے حضرت یزید بن ابی سفیانؓ نے ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جن کے لئے تمام تعزیتیں ثابت ہیں ہمارے لیے اہل شہر کو کھوار کے زور سے فتح کر دیا ہے اور اب تم ہمارے غلام ہو ہم جیسا چاہیں تمہارے ساتھ سلوک کر سکتے ہیں مگر ہم وہ قوم ہیں جب عہد کر لیتے ہیں تو اسے پورا کرتے ہیں اور جو قول کسی کو دیتے ہیں تو اسے سچ کر رکھتے ہیں۔ اب ہم تمہیں امان دیتے ہیں اور آپ کی جانوں کو اپنی حفاظت اور ذمہ داری میں لیتے ہیں۔ البتہ جو شخص تم میں سے ہمارے دین میں داخل نہ ہوگا اسے ہر سال ہمیں جزیہ دینا ہوگا اور جو مسلمان ہو جائے گا اس کا اور ہمارا حال یکساں ہوگا۔ ان لوگوں نے اسے منظور کیا اور اکثر مسلمان ہو گئے۔

قسطنطینؒ پر ہر قل جب یہ خبر پہنچی کہ مصور فتح ہو گیا ہے اور مسلمان فاتحانہ شان سے اس میں داخل ہو گئے ہیں تو اس نے سمجھ لیا کہ اب میں ان کی برابری نہیں کر سکتا اور نہ یہاں رہ کر اب میری جان کی خیر ہے۔ یہ موقع کی تاک میں لگا رہا اور ایک روز موقع

اور فرصت دیکھ کر اپنا خزانہ مال ذخیرہ زن و فرزند، معاصب اور غلام جہاز میں بٹھلا کر رات کو قسطنطنیہ کی طرف اپنے باپ کے پاس چل دیا۔

فتح قیساریہ

واقدیؒ کہتے ہیں کہ اہل قیساریہ نے جب قسطنطینؒ پسر ہرقل کو اس طرح خفیہ خفیہ دم دبا کر بھاگتے دیکھا تو یہ اس کے چل جانے کے بعد حضرت عمرو بن عاصؓ کی خدمت میں آئے اور قیساریہ کے سپرد کر دینے اور صلح کرنے کے متعلق گفت و شنید کرنے لگے۔ آپ نے دولاہ درہم اور اس مال پر جو قسطنطینؒ پسر ہرقل نے وہاں چھوڑا تھا صلح کرنے کو کہا۔ انہوں نے اسے منظور کر لیا۔ آپ نے انہیں عہد نامہ مرتب کر کے دے دیا۔ جب صلح کامل ہو چکی اور عہد نامہ دے دیا گیا تو آپ نیز مسلمان قیساریہ میں داخل ہوئے۔ قسطنطین جو مال و اسباب چھوڑ گیا تھا اور اس کی کشتیوں میں نہیں آیا تھا آپ نے اس پر قبضہ کیا اور حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کے حکم کے موافق آئندہ سال سے ہر ایک آدمی پر چار دینار مقرر کر دیئے گئے۔

اس کے بعد آپ نے حضرت یاسر بن عمار بن سلمہؓ کو رسول اللہؐ کے ایک موصیہؒ دے کر انہیں شہر صوریہ کی حکومت کے لیے روانہ کیا اور عدل و انصاف اور تقویٰ و طہارت کی ہدایت فرمائی۔ حضرت یاسر بن عمار بن سلمہؓ ایک مسکن اور بوڑھے شخص تھے اور حضور اکرمؐ کے ہمراہ ہو کر غزوہ جنین اور غزوہ نصیر میں لڑ چکے تھے بلکہ ان کے بھائی غزوہ جنین کے روز سخت معرکہ کی لڑائی لڑ کر مالک بن عون نصیری کے ہاتھ سے شہید بھی ہو گئے تھے۔

واقدیؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمرو بن عاصؓ نے دولاہ درہم اور قسطنطینؒ کے بقیہ خزانہ پر اہل قیساریہ سے صلح کر لی تو آپ وسط رجب المرجب ۱۹ ہجری بدھ کے روز جبکہ حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کے زمانہ خلافت کو چار سال اور چھ ماہ چھ ماہ ہوئے تھے قیساریہ میں داخل ہوئے۔

فتح دیگر مقامات شام

واقدیؒ کہتے ہیں کہ جب اہل المذینہؓ عکہ، یافا، عسقلان، غزوہ تابلہ اور طبریاہ کو یہ خبر پہنچی تھی کہ قیساریہ فتح ہو گیا ہے تو ان مقامات کے لوگ بھی آ آ کر آپ کے ذمہ میں داخل ہو گئے اور مسلمانوں سے مصالحت کر لی۔ اسی طرح اہل جبلة، یردوت اور لاذقیہ بھی آپ کی ماتحتی میں آ گئے اور اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کو تمام ملک شام کا یہ طفیل سید المرسلینؐ و یہ برکت رحمۃ العالمینؐ مالک کر دیا۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وشرف و کرم و رضی اللہ عنہ من اصحاب الاختیار والہ الابراء و ازواجہ الاطہار و هذا ما انتہی الینا من فتوح الشام علی اتمام و الکمال و نعوذ باللہ من الزیادۃ و النقصان۔

تمت بالخیر

☆☆☆

نئی کتب

لبیک

تفسیر عثمانی

مستاز مشقی

مولانا محمود حسن (مولانا شبیر احمد عثمانی)

نجات الانس

غنیۃ الطالبین

قصص القرآن (۲ جلد)

الحجیم السمرس لالفاظ القرآن الکریم

مولانا حفظ الرحمن سیواری

فوائد عبدالباقی

مترجم: علامہ وحید الرحمن

تالیف: امام شوکانی

احکام الاحادیث (۲ جلد)

اردو ترجمہ نیل الاوطار شرح مشقی الاخبار

پروفیسر رفیع اللہ شہاب

سیرت النبی

سیرت النبی کامل ۳ جلد

شبلی نعمانی / سید سلیمان ندوی

قاضی سلیمان سلمان منصور پوری

اسوۃ رسول اکرم (تکلیف تصاویر کیساتھ)

حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی

خطبات مدراس

سید سلیمان ندوی

شبلی نعمانی

علامہ عبد اللہ بن محمد زکریا

حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب

مولانا سید مناظر احسن گیلانی

سیرت صحابہ کرام

خلفائے راشدین

شاہ معین الدین ندوی

حضرت ابوبکر صدیق

محمد حسین بیگل

حضرت عمر فاروق

محمد حسین بیگل

الفاروق

مولانا شبلی نعمانی

سیرت عائشہ (تکلیف تصاویر کے ساتھ)

علامہ سید سلیمان ندوی

حضرت مولانا سعید انصاری

تصوف

عبدالرحمن جامی

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی

تاریخ

مفتی زین العابدین سجاد میرٹھی

تاریخ ملت کامل (۲ جلد)

مفتی انتظام اللہ شاہی اکبر آبادی

مترجم: حکیم شبیر احمد سہارنپوری

محمد قاسم فرشتہ / ڈاکٹر عبدالرحمن

تاریخ فرشتہ کامل (۲ جلد)

نہری جارا اللہ

معتزل کی تاریخ

مولانا شاہ معین الدین ندوی

تاریخ اسلام کامل

مرزا سعید دہلوی

مسلمانوں کی خفیہ باطنی تحریکیں

قرآنیات

مرتبہ علامہ محمد حسین عثمانی

قرآن مجید (کلام رسول یا کلام اللہ)

علامہ عبد اللہ نیاز

قرآنی معجزات اور جدید سائنس

مورس بوکائیے

بائبل قرآن اور سائنس

مورس بوکائیے

بائبل قرآن اور انسان

تعلیم و تحقیق

مولانا سید مناظر احسن گیلانی

برصغیر میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت

خواتین

علامہ محمود مہدی استنبولی

تختۃ العروس

مولانا اشرف علی تھانوی

بہشتی زیور

مولانا عاشق الہی بلوچ شہرپوری

تختۃ خواتین

مولانا مفتی ارشد احمد قاسمی

جنتی عورت